

TO

THE HONORABLE

JOHN ELLIOT DRINKWATER BETHUNE,

President of the Council of Education.

&c. &c. &c.

IN THE HOPE,

THAT THIS TRIBUTE OF

~~PROFOUND~~ RESPECT AND ADMIRATION

FOR HIS

PUBLIC AND PRIVATE WORTH AND VIRTUES,

WILL BE ACCEPTABLE,

THE FOLLOWING PAGES

WITH THE WARMEST SENTIMENTS OF ESTEEM,

DEDICATED BY

HIS MOST SINCERE FRIEND,

GHOOLAM MOHUMED,

son of THE LATE TIPPOO SULTAN

RUSSAPUGLAN,
21st April, 1849.

جناب محمد انتساب

محترم و معظّم جان الیٹ ڈرائنگ اسٹریٹھون منبر کو نسل
وسر کردہ کو نسلیان تعلیم جمہوری
بالقالبہ الشریفہ و صفاتہ المینہ

اس اُمید سے

کہ یہ ہدیہ محمدت و ستایش کا واسطے خاصہ خجستہ
ملکات و عامہ فرخندہ صفات اس کریم الذات کے

مقبول ہوگا

اس سواد آئندہ کو اُس کے دوستدار صادق الولا شاہزادہ
محمد سلطان (عرف غلام محمد) ابن تیپو سلطان جنت مکان نے

نام نامی و لقب گرامی پر

اُس والا نظر ستودہ سیر کے

نہایت مہرجوئی و غایت آزر م خوئی کے ساتھ
مخصوص کیا

۲۱ اپریل سنہ ۱۸۴۹ ع

مطابع طبیبی مین مولوی عبد اللہ کے چھاپا ہوا

۱ حمد ایزد پاک

۲ نعت رسول صاحب لواک

۱۱ ایضا اس کتاب کی تالیف کا سبب

۱۱ اجمالی بیان ہندوستان کی سرحدوں کا تو ضعیف بعض
کر انما یہ طبعی چیزوں کی جنھوں نے اُس کے رہنے والوں
کو غیر ملک سے لئے نیاز اور غیر و نگو اُسکا محتاج کیا ہی

۲۳ یہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلط کا ہندوستان
میں کہ کس طرح سے دوسری برس کے عرصے میں اُنھوں نے
آہستہ آہستہ دخل و تصرف میں اُس کے ترقی کی ہی

۳۷ تختہ تر بیع یا ساحت سطحی روی زمین ہندوستان
کا مانتھ گو نہ تفصیل پر گنوں اور ضلعوں کے اور تقریبی
شمار آدمیوں کی وابستہ سال ۱۸۲۰ ع

بیان میں اجمالی خصوصیات ملک دکھن کے جو بہ سبب
نزدیکی خط استوا اور اعتدال زمانے ظلمت و ضیا کے
یشمار خیرات و برکات پر محتوی ہی اور تعریف
میں نواب بکارم انتساب حیدر علی خان فردوس

مکان کے جسے سریر نگہبش میں حکومت اسلامیہ کی بنیاد
 قائم کی اور انتہائے دکھن تک علم فتح و فیروز ذی بلند
 کیا، اور صفت میں بادشاہ سلیمان جاہ تیہو سلطان
 جنت آشیان کے جسے ناج و تخت کو اس حکومت
 کے آرایش دی، اور توصیف میں جلال مکارم
 ارکان دولت برطنیہ کے جواب تمام ممالک پر ہندوستان
 کے سوا حل شرقی سے لے سوا حل غربی تک اور نہایت
 دکھن سے کوہستان ہمالہ تک تسلط رکھتے ہیں، ...

۳۰ ...

مملکت میسور اور اُس کے تختگاہ شہر سریر نگہبش کا بیان
 حسین نواب حیدر علی خان بہادر مغفور نے حکومت
 اسلامی قائم کی اور تیہو سلطان مہرور نے اُسکی
 آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھننگ
 مہارنس اف تیہو سلطان سے جسکو ایک منصبدار
 انگریزی نے تالیف کیا تھا، ...

۳۸ ...

بیان میں اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے جو دکھن
 اور ممالک شرقی و غربی کے ریاستوں کی بنا کا موجب ہوا،

۴۲ ...

بیان میں فطرت ارجمند اور ہمت بلند اور قصہ دور و دراز
 نواب ہلال رکاب حیدر علی خان بہادر کے اور اُس کے
 سلیقے درست خداداد کفایت کرنے میں مہمات
 سپہسالاری و ملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس
 امیر پروردگار کے جنہوں نے دولت جدید کی بنیاد الی

۴۸ ...

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبائی والا مقام نواب
محمد انتساب حیدر علی خان بہادر مغفور کا جس نے دولت
اسلامیہ کی بنامیسور میں قائم کی ۶۲

عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پر اور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان بہادر

کا مطلع تو فیک باری عزاسمہ سے ۶۲
پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزوں کے ساتھ اور
سیکھ لینا اسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اظہار اور ممتاز

ہونا اس امر میں امیران ہم عہد سے ۶۶
تحریر کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر

پر چک بالا پور کے اور لشکر کشی کرنا اسپر اور فتح
پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیت کو برہانا ۷۳

حد کرنا وزیر میسور کا اس سپہسالار دولت یار کی

عزت و شان دیکھ کر اور کو اکھو دنا اسکی راہ میں اور

آپ ہی گرناسمین اور پہنچنا سپہسالار کا نگار کا مرتبہ

جلیلہ وزارت پر راے میسور کے اور تصرف کرنا امور

معظمہ برراج کے ۷۸

روانہ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا میر محمد و م علی خان کو

توپخانے سمیت واسطے اعانت فرانسینوں کے قلعہ

پانڈیچیری کی طرف اور تصرف کر لینا انگریزوں کا اس

قلعہ کو اور ناکام مراجعت کرنا محمد و م علی خان کا دامن

۷۹

... ..

سے اور اس جہت سے اُس کا پہلے مور و عتاب نواب
بہادر کا ہو جانا اور پھر فرانسسوں اور مضبداروں کی
شغاعت سے سرفرازی پانا
لشکر کشی کرنا بسوا جی پنڈت مردار مرہٹے کا میسور پر
اور راجہ میسور کا اُرغلانا پوشیدہ اُس کو واسطے
گرفتار کرنے نواب حیدر علی خان کے اور آگاہ ہو جانا
نواب اوسطو فطرت کا اُس راز مخفی سے اور بیچ

۸۳

... ..

کے چلا جانا نواب کا بنگلور کو
سپاہ بھینجا راجہ میسور کا بہ سپہ سالاری کناری راو
واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُس کا نواب
حیدر علی خان بہادر کی قوج سے اور آنا نواب بہادر کا
سربرنگ پٹن کو اور فید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالا ستمال
سند حکومت پر جلوس کرنا

۸۴

... ..

میشوٹل ہونا نواب بات جنگ برادر نواب
نظام علی خان صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان
بہادر سے واسطے تسخیر کرنے صوبہ سر اور اُس کے

۸۷

... ..

قلاع کے مشروط پچند شرط
استغاثہ کرنا مہابدھی کا جو بیدار سنبھو راجہ بد نور
دار الملک کترہ کا متبنا تھا نواب حیدر علی خان بہادر
سے تا اُس بہادر کی مدد سے سند را جگی پر جو اُس کا حق
تھا اور رانی سیوہ غصنب کی راہ سے متصرف ہو گئی تھی

- ۹۱ ممکن ہو کتاب فتوحات برطانیہ میں جو بنام جا ر جناہ مشہور ہے
- ۹۸ حکایت پیشرفہ اس طرح پر لکھی گئی ہے متوجہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا نسخہ کرنے پر اس نواح کے جو اس مملکت سے تصرف میں جماعت پر ٹکیشن کے آگئی تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماہلہ کا نواب بہادر سے ساتھ اور رودادوں کے جو
- ۱۰۶ اس ضمن میں واقع ہوئیں قتل کرنا قوم نادر کا جماعہ ماہلہ کو اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا علی راجہ کا اسکو اور محاربہ کرنا اس نواب
- ۱۱۲ نامدار کا نادر کے ساتھ اور ہزیت دینا انکا کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کنانور سے کلی کوت کو اور استقبال کرنا اے حاکم کلی کوت کا جب کالقب ساموری تھا اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برہمن کا تہید کرنا اسے کہ وہ مرتد و اپنے دین مذہب سے پھر گیا اور مردود قوم کا ہوا اور جل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اہل و عیال کے اور سلم ہو جانا بالکل ملیبار کا
- ۱۱۴ نواب حیدر علی خان بہادر پر سرکشی کرنا نادر و نکا طاعت سے نواب بہادر کے اور یہ سبب آجانے موسم ہر سات کے انھوں کا قصد کرنا پھر

۱۲۴	ظاہر ہوئے
۱۲۹	مستخبران وقایع و آثار پر پوشیدہ نہ رہے
									آنا مادھو راویشواکادوسری بار پونان سے بالا گھات
									میں بقصد استخلاص اور آخر کار صلح کرنا اور پھر جانا
۱۵۲	اپنے ملک کو
									بلند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر کو رنگ
									اور کلیکوت کے بادبگر وقایع کہ سنہ گیارہ سنی اسی
۱۵۹	بحری میں واقع ہوئے
									شکر کشی کرنا ترک راونا مادھو راویشواکے
									مامون کا اور چشم زخم پہنچنا لشکر کو نواب بہادر کے
									اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا
									ترک راونا کا پونان کی طرف اضطراب و پریشان حالی
۱۶۴	کے ساتھ
									قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علی خان ناظم حیدر آباد
									اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع میں آنا سواتر
									جنگونکا درمیان نواب حیدر علی خان بہادر اور صاحبان
۱۹۳	عالیشان کے اور آخر کار رفع ہونا نزاع کا
									لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کترہ کرنول
۲۰۶	بلادی کی طرف
									لشکر کشی کرنا تاتیا مرہٹہ ناظم مرج کا گو بند راوا و سیوا
									داو کھانگیہ اور دوسرے سرداران مرہٹہ حمیت اور

- اتفاق کرنا ابراہیم خان دھونس کا اور گرفتار ہو جانا
 سرداران مرہٹہ کا اور ناکام پھر جانا ابراہیم خان کا اور
 ۲۱۵ تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلاری کو
 تسخیر فرمانا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ گئی کو
 اور گرفتار کرنا مراد راو فتنہ انگیز کا جو ایک ہزار ایک سو
 ۲۲۱ ستاسی بھری مین واقع ہوا
 مستخر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کامہ دیگر سوانح
 ۲۲۴ جو ایک ہزار ایک سو اسی بھری مین واقع ہوئے
 فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوتہ وغیرہ
 کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کرپہ اور تباہ
 ۲۳۵ ہونا اُس خاندان کا
 شکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان کا پائین گھات
 پر بہ موجب ترغیب و تحریض نواب نظام علی خان ناظم
 ۲۳۷ حیدر آباد اور فرمان رواے ریاست پونان کے
 جنرل سنہ و بہادر کا مدد اس سے کنچی کی طرف آنا اور
 کرنیل سیلی بہادر کا دنیاے فانی سے گزرنا اور تسخیر
 کرنا نواب بہادر کا قلعہ آرکات کو اور اسیر کرنا نواب
 عبدالوہاب خان برادر نواب محمد علی خان کامہ حالات
 دیگر جو اسی سال مین واقع ہوئے
 ۲۴۲ شکر کشی کرنا جنرل سراہری کو ط بہادر کا مدد اس
 سے بالا گھات پر
 ۲۵۵

- ۲۶۳ ذکر اُن محاربات کا جو شاہزادہ تیبو سلطان سے نواح
ارنی میں سائنہ افواج انگریز بہادر کے وقوع میں آئے
اور اُن واقعات کا جو سنہ گیارہ سو چھیانوے ہجری
میں واقع ہوئے
وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور
بنگالے سے واسطے نکال لینے ملک آرکات تصرف
حیدری سے
آنا جنرل سرائیری کو ط بہادر کا اور استحکام پانا بنائے
۲۷۶ صلح کانواب حیدر علی خان بہادر کے سائنہ
اُتھنا غبارفتہ و فساد کا درمیان کنپنی انگریز بہادر اور
فرانسیسوں کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا واسطے
اعانت گورنر پھلپجری کے
اتفاق کرنا جماعہ مرہٹہ کا نواب نظام علی خان کے
سائنہ اور ملک چاہنا انگریزوں سے اور شکر کشی
کرنا اُنھوں کا میسور پر اور متحصن ہونا نواب
حیدر علی خان کا قلعہ سریرنگپٹن میں اور پھر جانا مرہٹے
کے شکر کا بعد وصول تھوڑے روز کے اور آشتی
کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خان سے اور
بہرہائی کرنا دونوں سرداروں کا بالاتفاق
۲۸۷ انگریز بہادر پر
بیان میں پیدا ہونے سبب اتفاق کے درمیان نظام علی خان

وحید علی خان کے

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مراقت سے نواب
حیدر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزوں سے اور
نہب و غارت کرنا نواب حیدر علی خان کا کرنا تک کو
شہر مدرا اس تک اور نہایت بیم و ہراس سے

درخواست کرنا انگریزوں کا صلح کو

شمالی جسمانی اور عادات و اطوار زندگی نواب

حیدر علی خان بہادر کے

توڑک سواری نواب نامہ حیدر علی خان بہادر

ملجانا نواب میرزا علی خان برادرزادہ نواب حیدر علی خان
بہادر کا جماعہ مرہٹہ کے ساتھ جو بدستال دولت حیدری
کے تھے اور آنا مادھورا و پٹ و اکا ایک لاکھ پچاس ہزار
سوار کے ساتھ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا

وغیرہ مملکت میسور سے

متوجہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پر جوار و دیار
سریرنگپتن کے اور ذخیرہ کرنا اذوقہ شکر کا اور متفرق
کرنا سالونکا واسطے راہ زنی وینما گری کے اذوقہ لانے
والوں پر اعدا کے اور طبّار کرنا ایک ہزار احاطہ
شکر گاہ کا

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سننے
سے خبر یورش جماعہ مرہٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا

دونوں لشکر کا سینا پٹن میں واسطے تاراج کرنے خزانے

حیدری کے ۳۱۷

ناکام ہونا سرداروں کا دونوں فوج تاراج اندیش کے
اپنی طمع سے اور لاچار ہو کر آشتی کرنا جماعہ مرہٹہ کا
مخفی حیدر علی خان کے ساتھ اور متحیر رہنا نظام علی خان کا
وہ حکم اضطراب مصالحو کرنا اُس کا نواب بہادر کے
ساتھ اور متفق ہونا دونوں نواب کا قلع و قمع پر انگریز

اور نواب محمد علی خان کے ۳۲۰

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسس کے مداخلت

سے جنگ حالی کے ۳۲۸

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس

ہنگام میں افواج متفقہ یورش کرنا تک پر متوجہ نہیں ۳۳۳

اظہار اس امر کا کہ داستان بنگار فرانسسی نے جو

کچھ پردلی و مذہبیر جنگی نواب حیدر علی خان کی اُس کے

مشاہدے میں آئی تھیں وہی اُس نے لکھیں ہیں ۳۲۶

بیان چگونگی ملک وحشم کی نواب حیدر علی خان اور

اُس کے خواہوں کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی

جماعہ انگریز اور اُن کے خواہوں کے اُس عہد میں جب

بنائے جنگ کی درمیان دونوں دولت کے قائم کی گئی ۳۳۸

بیان خصوصیات کا دونوں لشکر کے اور اظہار تفاوت کا

اُن دونوں میں ۳۲۰

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیری پٹن کو اور مسدود کرنا راہ
 اخبار کو انگریزوں پر اور تعاقب کرنا میر محمد دم علی خان بہادر کا
 جنود انگریزی پر جو ترپا تورا کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا
 محمد دم علی خان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس
 مہلکے سے ۳۹۱ ...

پہنچنا نواب ہلال رکاب حیدر علی خان بہادر کا حوالی
 مین کبیری پٹن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے
 تھے اور حکم کرنا نواب والا جاہ کا واسطے یورش اور
 مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والوں کا با دیگر حالات
 بلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیری پٹن کے
 سنگو من کی طرف جہان جنریل اسمتھ انتظار کرنیل
 عود کی کر رہا تھا نا انکی ملاقی سے مانع ہوا اور جنریل اسمتھ
 کو جبراً ترنالی کی راہ سے پھرا کر ترپا تورا اور آرنی کی
 طرف متوجہ کر کے وہاں ایک میدان وسیع میں اُسکی
 فوج کو اپنے سواروں سے مغلوب و مقہور کرے اور
 گھوڑوں کے صمون سے اُنھیں لکڑ کو ب و پامال ... ۳۹۸ ...
 خبردار کرنا رکن الدولہ کا اپنے نفارے کی آواز سے
 انگریزوں کو نزدیک ہونے پر افواج حیدری کے اور
 کوچ کرنا انگریزوں کا شتابی دُمان سے اور تعاقب کرنا
 افواج حیدری کا اور منحصن ہونا انگریزوں کا ایک کو ہجھے
 مین اور لڑنا فوج حیدری کا شیبستان سے اُنکے ساتھ اور

- ۳۶۰ نو سو سپاہیوں کا فوج حیدری سے اسبٹ رہنا
کوچ کرنا شکرانگر بڑی کاررات کے وقت اُس مقام
سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولوں کے
اور زخمیوں کو گاریوں پر اٹھا لیجانا اور اکثر اسباب کو
دریا میں ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملی میں
اور تعاقب کرنا نواب بہادر کا فوج انگر بڑی کو اور
۳۶۲ ترناملی سے دیرھہ فرسنگ پر پہنچ کر دیرا کرنا
ضایع کرنا نواب حیدر علی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی
سے دونوں فوج جنریں اسٹھ و کرنیل عود کے اور
مصاف آرائی کرنا اُس کا اسے مقام میں جہان فوج
سواروں کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونوں فوج کا اور
کوچ کرنا جنریں اسٹھ کا ترناملی سے اور روانہ ہونا
نواب کا اپنے سواروں سمیت ایک راہ سے اور
۳۶۴ حیدری پلٹنیں معہ تو بخانہ دوسری راہ سے
مقابل پہنچنا دونوں شکر جنگ جو کا اور بند کرنا نواب
حیدر علی خان کا راہ اذوقے کی شکر پر اعا دی کے اور
قصد کرنا اُن کا عسرت و تنگی کے سبب اُس تنگجھے سے
نکلنے کا اور حملہ کرنا شکر گاہ پر نواب نظام الدولہ بہادر
کے اور خوف کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا بد انجامی
۳۶۸ سے اُس کے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے
ماور کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ تپیو سلطان کو پانچ ہزار

سوار جرّار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب و جوار
مدراس کے بعد بدگمان ہوئے نواب کے سپہدار
فرنگستانی سے ۲۷۱

شریف لانا نواب حیدر علی خان کی جناب عالیہ والدہ
بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا
اپنے ترکون سمیت اُنکے استقبال کو جانا اور برّی تعظیم
سے اُنھیں اُتارنا ۳۸۶

کتاب فتوحات برطانیہ میں بہر حال اس طرح منظوم و مرقوم ہی
بیان اُس سازش و بندش کا جو انجام یہ ہوا کہ فرنگستانیوں
نے حیدر علی خان کے ساتھ یہ نمک حرامی اور غد ر کیا
جنریاں اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے میں نواب

حیدر علی خان بہادر کے ساتھ اور نا اُمید ہونا اُس کام میں
آبادہ ہونا حیدر علی خان کا بنبئی کے شکر کو مار ہٹانے پر
اور انگریزوں کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیہ کرنا
داخل کرنا جنریاں اسمتھ کا بعضے حیدر علی قلعوں پر حیلے سے
اور پھر لے لینا میر محمد و م علی خان کا اُسکو اُسی طرح کے

حیلے سے ۴۱۸

پہنچنا و کیلون کا دیون ہٹی کے باشندوں کی طرف سے امان
نامہ مانگنے جنریاں اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس
سہسالا رک اُنکے ساتھ اور یہ ماجرا نگر حیدر علی خان کا

خوش ہونا ۴۱۸

ایلاخار کر کے آپرنا تیبو سلطان کا فوج اعدا پر ہزیمت دینا
 اُنھیں بیخبری میں پکڑ لینا بہتوں کو اسیری میں، اور اُسی
 دن شام کے وقت آپہنچنا حیدر علی خان کا اور شفقت
 و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش مہر میں لینا اور

چشم گہر بار سے قطرے اشک کے تار کرنا ۴۱۹
 سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پر تلکیشی سوداگروں
 کے حق میں اسلئے کہ اُنھوں نے انگریزوں کو مدد دی

حال آنکہ حیدر علی رعایا کہلاتے تھے ۴۲۲
 روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکوتے کی طرف اور
 اُسے ستر کرنے کے لئے ایسی تیاری کرنی جسے
 محمد علی خان دیکھ کر گہرا جاے، آخر کو بلایا جانا جنریاں
 اسٹہر کا نا اس اضطرار سے اُسکو بچا دیا اس

پہنچاے ۴۲۴
 عذر خواہی کو پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے
 خسر پورے کا بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آدمیوں کے
 اُرغلان نے سے بہت دنوں تک عاصی رہا تھا، اور پھر
 پیدا ہونا اسباب فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور

پریشانی کے ۴۲۵
 تین غول بنانا حیدر علی خان بہادر کا اپنی سپاہ کو اور مدد اس
 پر ہٹا کر کے وہاں کے گورنر جنریاں کو خوف و ہراس میں
 ڈالنا، اور خاطر خواہ اپنے غالبانہ صلح اُن سے کرنا ۴۲۷

- مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہو جانے کے بعد
 کرنا تک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرہٹوں کی فوج
 کے جو گوپال راوہڑا اور بابو رام پھرت نویس کی
 سپہسالاری میں نواب حیدر علی خان کے ملک پر چڑھ
 آئی تھی اور حوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی
 ۲۳۷ جاکا سپہسالار فیض اللہ خان تھا، اس باا کا منفع ہو نا
 تاخت کرنا مرہٹوں کے لشکر عظیم کا مادھو راوہڑا و پیشوا کی
 سپہسالاری میں میسور پر اور بہ سبب لاحق ہو نے بیماری
 ۲۳۸ سخت کے اُس کا پھر حانا
 سرنوجہت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا اپنے
 ہوا خواہ فرانسیسون کے ساتھ بعد بارہ آزمانے انگریزوں
 ۲۴۰ کی عہد شکنی کو ملک و مدد کے باب میں
 قابض و مقصر ہو نا نواب حیدر علی خان کا سرزمین
 ۲۴۰ رُساور اجمی اور ریاست زموہن وغیرہ پر سرحد ملیبار میں
 قبضے میں لانا نواب عالیجناب کا قلعہ بلھاری اور گئی کو اور
 اُس سبب سے نواب حیدر آباد کی غیرت خواہیدہ کو جگانا،
 اور اُس کا امیر ظفرالدولہ کو بھاری شکر ہراہ دے کر
 نواب رستم دوران حیدر علی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ
 کرنا، اگرچہ اُس مہم میں مرہٹوں کا بھی ایک ہراغول
 اُس کا مددگار ہوا، لیکن حیدر علی خان نے حکمت عملی سے
 اُنکے جہاد کو توڑ دیا، کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا ۲۴۳

۴۴۸ ...

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک پونان کے در و بست
منعلمات و محالات کو جو کشتہ مذی کے دکھن طرف واقع
ہیں اور آؤ گندی وغیرہ کے سر زمین یرون نواب کا دخیل ہونا
جوش میں آما کینہ دیرینہ نواب حیدر علی خان کا انگریزوں کے
اوپر جنھوں نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو میں اُسکے تھاحملہ کیا
اور وے نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لیے کربہ

۴۵۰ ...

میں آئے تھے اور نواب بہادر کا مرھتوں کے سرداروں
کو تحفہ تحایف اور اس مضمون کے خطوط بھیج کر ملا لینا
کہ ہم دونوں اکتھے ہو کر انگریزوں کو شکست دیں اور
حتی المقدور ہندوستان سے انکی بیخ کنی کریں

۴۵۲ ...

اب چند سطر میں انگریزوں اور مرھتوں کے درمیان
عداوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرھتوں میں برسوں
ترنے کے بعد اُنکے مصالحو کرنے کی بابت میں بطور
اختصار لکھی جاتی ہیں اور واسطے ربط سرشتہ سخن کے
مرھتوں کے ترقی کرنے کا حال بیان کیا جاتا ہے

از کتاب جارج نامہ

۴۵۶ ...

مصالحو کرنا قوم مرھتے کا حیدر علی خان بہادر سے اور ملا لینا
نظام علی خان آصف جاہ و نجف خان اور سارے ہندوستان
کے امیروں کو اپنے ساتھ انگریزوں کی لڑائی پر
آنا انگریزوں کے ایساچی کا حیدری دربار میں ملاپ کی امید

۴۵۸ ...

پراور نے نیل مرام اُس کا پھر جانا

ترجمہ بعض مقام بارہویں باب کار سالہ مدیطری بیباگریفی
یعنے تذکرہ بہادران انگلستان میں سے (جو سنہ ۱۸۲۱ء
میں چھاپا گیا) بیان میں حال جنریل سر دیوڈ بیرڈ کے جو
بہت دن تک ظل سبحان تیہو سلطان کی قید میں اور قلعہ
سربرنگپتن کی تسخیر کے وقت ناخت کرنیوالون کا سرکردہ
تھامشٹل جنگ کوهستانی کی خصوصیات پر جو کنجی کوٹے
کے درمیان واقع ہوئی ، اور یہ ، ایک اُن جنگوں میں
سے ہی ، جن میں طرفین سے ہزاروں جنگ جو مارے
جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ہوا ۴۶۲

ازکتاب جارجنامہ تصنیف ملا فیروز

روانا ہونا کر نیل بیلے کا جنریل سر ہکٹر منرو کی باری
وکک کے لٹے اور تیہو سلطان کے ہاتھ اُس کا گرفتار ہو جانا ۴۷۲
معمور ہونا ساغر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور
رحلت کرنا اُس نامدار عالی وقار کلاس جہان بے ثبات
و پر غرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُس کے سیر
حمیدہ و مآثر پسندیدہ کا معہ بعضے دستور العمل اُس
سکندر ثانی کے ۴۸۸

آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم
نہاد کے جو ان انگریزی اور فارسی معتبر کتابوں سے
(جیسے نشان حیدری سید حسین کرمانی ، فتوحات حیدری
لالہ کھیم نرائین دھلوی ، فتوحات برطانیہ ملا فیروز پارسی

حمید خانی منشی حمید خان ملازم گوردنر جنریل لارڈ کارنوالس
بہادر، تواریخ منشی عبدالحق ملازم کپتان کنوی بہادر

نقل کیے گئے ہیں ۳۹۰

نائب نامہ نواب مغفرت مآب حیدر علی خان بہادر کا
القاب مستطاب نواب والا جناب حیدر علی خان

فردوس نشان کا ۳۰۳

سب جمع و سکے نواب نامہ ار حیدر علی خان بہادر کا ۳۰۳

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانشاہ عالیجاہ تپیو سلطان ظل سبحان و آیہ رحمان کا
دکھن کے تخت سلطنت پر اور شکر کشی کرنا جنریل

لانگ اور جنریل اسٹوارٹ کا واندیو اش کی طرف ۶۱۲

متوجہ ہونا آیات نصرت آیات اطمانی کانگر اور کوریال
بند و غیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا شکر بنی، صلح
مقرر ہونا سلطان ذیشان اور انگریزوں کے درمیان

انتقال کرنا محمد علی شجاع کا ۶۱۷

بیان اس جو اندری و بہادری کا کہ میر معین الدین بہادر
عرف سید صاحب بہسالار اطمانی سے جو پائین گھات
میں تھا ظاہر ہوئی اور احوال اس جنگ و جدال کا جو
اس میں اور انگریز و فرانسیس میں واقع ہوئی اور
حصور اعلان طلب ہونا اس کا بعد مقرر ہونے مصالحو

سنبھارا دسی ستانوں کے ۶۲۳

مسخر ہو نا کوہ نہ کو تھے کا، راجہ بنکو رکاشہ ارت کرنا،
اور بعد تعینات ہوئے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا
مستاصل ہو جانا، رحمان گرہ کا مرمت ہو نا گیارہ سی
اتھانوے بھری میں ۹۲۸

فتح ہو نا کوہ نہ کہتے کا سیر قمر الدین خان بہادر کی پردلی
سے اور حضور میں بلایا جانا اُس نامدار کا مہ اور واقعات
کے جو سنہ گیارہ سو اتھانوے بھری میں واقع ہوئے .. ۹۳۰
سر اتھانا باغیان کو رگ کا متوجہ ہو نا موکب سلطانی کا
اُس نواح کے مفسد و ن کی تنبیہ و نادیب کے
لئے، اسیری میں پکڑ آنا اتھاسی ہزار مرد و زن کا
مہ دیگر واردات جو سنہ گیارہ سی اتھانوے بھری
میں واقع ہوئے ۹۳۳

پڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرہٹوں کا واسطے مسخر
کرنے ممالک خداداد کے، لے لینا اُن لوگوں کا اُس
اطراف کے کئی قلعوں کو روانہ ہو نا سلطان عالی شان کا
ادھونی ہو کر دشمنوں کے دفع کرنے کو سنہ گیارہ سو
ننانوے بھری میں ۹۳۹

متوجہ ہو نا موکب سلطانی کا مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے جو
تنب بھدراندی کے اُس طرف ہنگامہ مچار ہے حمے،
اور مفتوح ہو نا کنچن گرہ کا اور دریا پار ہو نا سپاہ
نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدائے بد خواہ کا ۹۴۵

پیچھے ہٹ آنا سلطان دین پناہ کا واسطے مصالحت کے
 اور تعاقب کر لے غنیم کے ، پہنچنا سلطان سپہسالار کا
 مع سپاہ نصرت پناہ کے ، رسد لیکر آنا بد الزمان خان
 فوجدار نگر کا ، مسخر ہو نا شانور و بھاگ جانا نواب حکیم
 خان کا اور شکر کفر و اسلام میں جنگ واقع ہونا ...
 زچ ہو جانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار
 پانا فریقین متخاصم میں راجاؤں کے تعلقوں کا بند و بست
 مع بعض کیفیتوں کے جو سنہ بارہ سسی میں واقع ہوئیں
 ذکر بند و بست دارالسلطنت اور تمام ممالک محروسہ
 کا معزول ہونا میر صادق دیوان کا و مسجد اعلیٰ کی بنا کا سبب
 پھر آنا دکیوں کا حضور سے سلطان روم کے جو گیارہ سو
 اتھارنوے بحری میں گئے تھے ، جانا دکیوں کا حیدر آباد کو
 سنہ بارہ سسی میں ...
 فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوت کی طرف ، پھر چرہ جانا
 کوچی بندر اور حاکم ملیبار کے تعلقوں پر ، مجروح و
 مقتول ہونا کتنے جوانان مظفر کا ، لے لینا اُس بندر کا بارہ
 سسی پانچ بحری میں ...
 چرہ آنا جنریل مینڈوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو ،
 لڑنا فریقین کا سستی منگل کی نواح میں ، روانہ ہونا رابات
 مظفر آیات کا پائین گھات کی طرف اور وہاں کی فتح و نکاح بیان
 منگالے سے آنا گورنر جنریل لارڈ کارنوالسن کا ، اور

ملا لینا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹوں کا، شکر
کشی کرنا ان تینوں سردارانِ ہم عہد کا سلطنت
خداداد پر، مسخر کرنا بالا گھات کا، رائیان جو واقع ہوئیں
سلطانیوں اور ان تین سرداروں کے سپاہیوں میں
معاہدہ و دادوں کے جو سنہ بارہ سسی چھہ ہجری میں
واقع ہوئیں،

۹۶۸

...

ذکر دارالسلطنت کے بند و بست و انتظام اور
سراے عمل کشن راونا فرجام کا، پہنچنا سلطان عالی شان
کا دارالسلطنت میں ہنگامہ وقتہ مچانا نو اب نظام علی خان
اور مرہٹے کا سلطانی مملکت میں

۹۷۶

...

پانکل کے گرد و نواح سے آملنا سکندر جاہ نظام علی خان
کے بیٹے کا مشیر الملک اور بہت سے سپاہیوں جمعیت
گورنر جنریاں بہادر کے شکر میں تاراج کرنا شاہ زادہ
فتح حیدر کا مد گبری کی فوج محاصرہ، مارا جانا حافظ فرید
الدین خان کا گرم کندے میں، دوسری بار پھر ہائی کرنا گورنر
جنریاں بہادر کا سریر نگہداشت پر، مرہٹوں کا وہاں آہرنا اپنا
شکر لیکر، مصالح ہونا ان دونوں ہم عہدوں کی صلاح سے
سلطان اور انگریزوں میں معاہدات جو سنہ بارہ سسی
حات ہجری میں واقع ہوئیں

۹۸۴

...

کوچ کرنا سلطانی فوجوں کا اطراف کے راجائوں کی تنبیہ کو،
بند و بست ممالک محروسہ کا، قلعہ دارالسلطنت کی

۳۸۹	نعمیر معہ اور حالات سنہ بارہ ہسی سات ہجری کے ...
			نجیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادوں بلند اقبال کا سنہ
			بارہ ہسی آتھ ہجری میں مدد اس سے ، مقرر ہونا
			پچھریوں کا اسمائے حسنا کے حساب سے سرفراز ہونا
			اراکین کا میر میران کا لقب پا کر ، آنا ایران کے
			شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت میں ، سرانجام
			ہانا شاہزادوں کی شادی کہ خدائی کا بادیگر و قایع جو اُس
۳۹۳	شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور میں آئے
			فوج کشی کرنا جنریل ہارس کا سریرنگپتن پر بموجب
			حکم لارڈ مارنگٹن بہادر اور مشورے ابوالفاسم خان
			شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدر آباد کے ،
			لڑائی واقع ہونی سلطان اور اس سپہسالار کے
			درمیان ، مسخر ہو جانا دارالسلطنت کے قلعے کا ، شہید
۶۰۰	ہونا سلطان کا جو سنہ بارہ ہسی تیرہ میں واقع ہوا ، ...
			بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین
۶۱۳	پناہ فردوس آرا نگاہ کا

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

			فوج کشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سریرنگپتن پر
۶۱۷	خان خان ہلی کے رستے ہو کر ، اور سختی اُس راہ کی
۶۲۶	محاصرہ کرنا ماکری درگ نامے قلعے کا
۶۲۶	بعض خصوصیات قلعہ ماکری کے

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ تیپو سلطان کا اور اُسکی

تعلیم و تربیت کا ۶۴۹

قطعہ

تاریخ شہادت متضمن تعزیت بادشاہ سلیمان جاہ
تیپو سلطان حنت آشیان جو شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۳

ہجری میں واقع ہوئی ۷۰۰

مجموع احوال سلطان فردوس مکان کی اولاد وغیرہ کا ۷۰۸

قطعہ

تاریخ بنائے مسجد جو در سنہ ۱۲۵۱ ہجری مقام رسامین

بنائی گئی ۷۱۵

قطعہ

تاریخ بنائے مسجد جکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام دھرم

تلی میں در سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں اتمام پایا ۷۱۱

ترجمہ جلد ثانی کے بارہویں رسالے کا

مارکوٹس ویلزلی کے رسالوں میں سے

ارل اف مارنگٹن کی طرف سے، لفظنٹ جنریل، رس،

کرنیل ارٹرویلزلی، انریبل ہنری ویلزلی لفظنٹ کرنیل

ولیم کرکپاٹرک لفظنٹ کرنیل باری کلوز جو امور میسور

کے انتظام و بندوبست پر امین تھے ۷۱۲

عہد نامہ ناوثیقہ

عہد نامہ جوہندوستانی انریبل کنہی بہادر، اور نواب نظام

- الدور آصفجاہ بہادر، اور پیشوار اوپنڈت پردھان بہادر
 کے درمیان آپس میں ہمنقول و متفق ہونے کے استحکام
 اور سلطان تہید کے ملکوں کے بند و بست و انتظام
 کے اتمام کے لیے لکھا گیا تھا ۷۱۹
- بیان اس شورش اور قتل عام کا جو دیوار کے قلعے میں
 سنہ ۱۸۰۶ء کی دسویں جولائی کو واقع ہوا، مسطر جو نس
 سر جین اور مسطر ج دین سر جین کی روایت سے جو دونوں
 اس واقعہ شوم کی ابتدا سے انتہائیک و مان موجود تھے
 نامہ نواب حیدر علی خان بہادر فرمان فرماے مالک دکن کا
 جو شاہ ایران کریم خان کو نو بن رمضان سنہ ۱۱۷۹ میں بھیجا تھا
 مسودہ لالمہتاب رائے سرکار حیدری کے منشی کا
 مسودہ اس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان شاہ نے
 شہر یار دکن ٹیپو سلطان کو لکھا تھا ۷۳۲
- ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خندکار روم سلطان
 سلیم کے عربی مکتوب کا کہ فرمان رواے دکن ٹیپو سلطان
 کے نام پر آتھو بن ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور
 سلطان سمدوح کی سرکار سے مسطر اسپنہ اسمتہ
 کو جو اس دربار میں بادشاہ انگلستان کی طرف سے اذنوں
 ازید فط مقرر تھا ملا تھا ۷۴۳
- جواب خندکار روم کے مکتوب کا شہر یار دکن ٹیپو سلطان
 کی طرف سے جو عربی عبارت میں مرقوم تھا، ۷۵۰

مکتوب مارکوئس ویلزلی گورنر جنریاں بنگالے کی طرف سے
 ریٹائرڈ ہاں و لیم بنڈک گورنر مدد اس کو ۱۶ اور بہر
 ایک سی آتھتالیسو ان مکتوب ہی اُس جناب ثروت
 مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد میں سے

۷۴۱

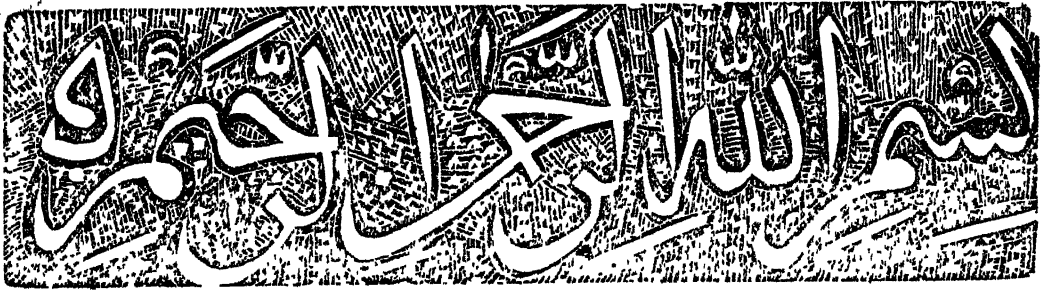
تمہ _____ ام شد





حمد ایزد پاک

سُور نامہ حمد خدا ہے کریم کہ ہی کر دگار و غفور و رحیم
 جواہر آب دار حمد و شاندار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جس کے ایک حکم کن سے
 زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہو گی و جو د پایا اور
 اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ و ہنگ کا خلعت
 حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر میں مخالف دوسرے کا
 ہی باہم استراحت دیگر انسان کو پیدا کیا اور اوپر منصب خلافت کے منصوب
 فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفت و عدالت ہمیں نشان و
 تمغا اُسکے مقبولون و مقربوں کا ہی جس کسی میں بہر چار صفتیں پائی جاتی ہیں وہ مرتبہ
 سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ
 ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے میں کسی طرح کے فتور و خلل حادث
 ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیت اُٹھاتے ہیں تب اُسکی خواہش
 کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہو کر خلق اللہ کی رفاد و آرام کا
 باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکرتے و پند لیتے ہیں



حمد ایزد پاک

شہر نامہ حمد خدا ہے کریم کہ ہی کردگار و غفور و رحیم
 جواہر آب دار حمد و تنانثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جس کے ایک حکم کن سے
 زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہوگی و جو دپایا اور
 اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ دھنگ کا خلعت
 حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر میں مخالف دوسرے کا
 ہی باہم امتزاج دیگر انسان کو پیدا کیا اور اوپر منصب خلافت کے منصوب
 فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفت و عدالت ہمیں نشان و
 تمغا اُسکے مقبولون و مقربوں کا ہی جس کسی میں یہ چار صفیں پائی جاتی ہیں وہ مرتبہ
 سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ
 ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے میں کسی طرح کے فتور و خلل حادث
 ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیت اُٹھاتے ہیں تب اُسکی خواہش
 کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہو کر خلق اللہ کی مدافہ و آرام کا
 باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سن کر عبرت پکرتے و پند لیتے ہیں

* جلّ شانہ وعمّ احسانہ *

* اُس کے احسان کا جلوہ تو ہی سب جگہ میں عیان *

* میں لکھوں کیا کہ ہی مشہور عیان راہ بیان *

نعت رسول صاحب لولاک

* ہر از مشک و عنبر نہ کیوں ہو زبانِ ثنائے محمد ہی و رزبان *

اور گلدستہ درود و صلواتِ نثارِ مقدس پر اُس سلطانِ کائنات کے * جو رحمۃً للعالمین
و خاتم المرسلین * اور صاحبِ دعوتِ عامہ اور اُس کا وجود زمین و آسمان بلکہ
کل مخلوقات کے وجود کی علتِ ثابہ ہی دین اُس کا کفر کے یا جوچ کے لئے
سدِ کندہ اور واسطے دہانے فرعون بدعت کے دریاے نیل اور بحرِ احمر
چمک موجودات کے آئینے کی اُسکی ذات کے آفتاب سے جلوہ گر اور نجات
حمامِ غاصی گنہگاروں کی اُسکی حکم کے ماننے پر مقرر اور درود و سلام آل و
اصحاب پر اُس حضرت کے جنھوں نے تقارہ اسلام کا عرب و عجم میں بجایا اور علم
عدالت کا جمیع طوائف و اُمم میں بلند فرمایا ہر ایک اُنمیں سے اپنے اپنے وقت
کا شجاعت و ہمت میں حیدر اور جہاد میں و غزا میں غنیمت تھا *

(صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین)

اس کتاب کی تالیف کا سبب

ظاہر ہی کہ اس جہانِ امکانی اور سر اے فانی میں موافقِ مذہب و تنظیم کا گزاران
فضا و قدر کے ہر دم و ہر آن نفوس کی فوجوں میں سے کوئی تو ہستی کی خلعت
پہنا اور کوئی عالم وجود سے عالمِ عدم کو سدھار نہا ہی * (بیت)
* نظیرِ غور سے اس دارِ روان کو دیکھو * قافلے آتے ہوئے اور روان کو دیکھو *

کوئی چیز و کسی طرح کی خلقت ایک وضع پر نہیں تھہرتی ہر جگہ میں ایک نیا تماشا ہی
 و ہر مقام میں ایک نئی سیر اس صورت میں تاریخ کا علم یعنی جاننا سرگذشت
 اور احوال اگلے لوگوں کا پچھلون کے لئے مفید ہی اور سب علموں میں ممتاز
 کیونکہ اُسکے باعث ہر شخص کو معلوم ہوتا ہی کہ اگلے زمانے میں کس کس
 مزاج و دین و وضع کے لوگ ہو گئے ہیں اور نام نیک یا بد یادگار چھوڑ گئے
 جس کسی سے آثار پسندیدہ ظاہر ہوئے وہ زندگی میں بالضرور جاہ و مرتبہ کو
 پہنچا اور سب کا محبوب و پیارا رہا بعد مرنے کے بھی سب اُسکو بخیر یاد کرتے
 ہیں اور جس کسی سے افعال مذمومہ کہ اضداد فضایل ہیں ظہور میں آئے اُسکی
 زندگی بھر خلق اللہ اُسکی دسترس رہی اور موت کے بعد لوگ اُسکو بد
 کہتے ہیں نیکون کی زندگی نیک اور انجام نیک بدون کی زندگی بد اور انجام بد
 نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یدہی اللہ فلا مضل لہ
 ومن یضللہ فلا ہادی لہ * ہر صورت و دونوں حال میں فائدہ اور عبرت حاصل
 ہوتی ہی کیونکہ نیک صفت کے نیک انجام معلوم ہونے سے نفس انسان
 فضایل کے حاصل کرنے پر مشتاق ہوتا ہی اور بد افعال کے بد نتیجے ملنے
 سے ہر کسی کو اُس سے نفرت حاصل ہوتی ہی و بناچار وہ اپنے تئیں
 ویسے افعال سے بچتا ہی انہیں فائدون کے لئے سب عام و خاص تاریخ کے
 علم کو بہت دوست اور ہمیشہ اُسکی مزاولت رکھتے ہیں اگر کچھ اُس میں
 ایسی رودادیں ہیں جنکو سنکر پچھلے عبرت و پند لے سکتے ہیں تو فائدہ یکی نظر سے
 گیانی لوگ خود لکھتے ہیں یا اور دیکھنے سے آپ فائدے اُٹھاتے ہیں *

چنانچہ جب فضیلت انتساب کرامت مآب مظہر دقایق منطقی و حکمی مصدر
 قیوضات علمی میں غوامض انگریزی و عربی و فارسی صاحب ذہن مستقیم و راے

سلیم مولوی عبدالرحیم صانہ اللہ تعالیٰ عن آفات العصر و مصائب الدهر
 کو معتبر روایتوں سے انگریزی کتابوں کے فضایل اور ستودہ صفتیں نواب گردون
 و قارکنہ رطالع ارسطو فطرت سلیمان شمس رستم زمان نوشیروان
 دوران نواب حیدر علی خان بہادر مغفور کی متصل معلوم ہوئیں کہ اُس نواب
 بہادر مغفور نے صرف اپنی بلند ہمت و حسن سلوئے کے سبب سلطنت اسلامیہ
 کی میسر میں بنیاد قائم کی ابا خلعت خداداد عقل سلیم کا دربار حضرت کریم
 سے اُس نے پایا تھا کہ اگرچہ علم ظاہری کی چند ان تحصیل نہ کی تھی پر ایسے آئین
 اور دستور عایا کی رفاہیت و ملک کی معموری کے باب میں ایجاد کیے کہ تمام خلائق
 اُسکے خیر خواہ ہو گئے اور جان و دل سے مطیع و فرمان بردار ہر ایک نے اُسکی محبت
 و مہر کا تحم مزہ دے دل میں بویا و بغض و عداوت کے درخت کو جڑ سے اکھاڑا *
 سلوک اُس فریدون فرکا سپاہیوں کے ساتھ نہایت جو ان مردی و مردت سے
 مقرون تھا کافہ سپاہ کی بہت و لچوئی کرتا اور انھوں کے ساتھ خوش معاشرت رہتا
 جب کوئی جان فشانی کرتا عوض میں اُسکے صلہ و انعام دینا حق تلفی کسی طور
 جایز نہ رکھتا برسی برسی لڑائیوں اور سخت سخت معرکوں میں سپاہیوں کے ساتھ
 آپ محنت و سختیاں اٹھاتا، بہادری اور جان بازوں کی قدردانی اُس
 مرتبہ مزاج میں تھی کہ لکھا ہی کہ ایک بار انگریزی فوج نے نواب بہادر کے کسی
 قلعے پر حملہ کیا تھا اگرچہ قلعے کی فوج محافظ گولے کے او لے برساتی تھی پر انگریزی
 سپاہ داد تھوڑا درپردلی کی دیتی و ہرگز منہ نہ موڑتی تھی نواب بہادر نے دور بین
 سے ایک تیلے پر جڑ ہکمر یہ حال دیکھا اور فرمایا کہ کاش ایسی فوج دلاؤر جان باز
 مہری ہوتی میں ایک سپاہی کو بھی اُسکے کوچ میں پیادہ نہ چلنے دیتا بلکہ شکاری
 چیتوں کے مانند گائیوں پر سوار کر کے لیجاتا اور بروقت حملہ دشمنوں کے اوپر

چھوڑ دیتا حسن تدبیر و عقل کی دسائی اُس افلاطون ثانی کی دیوانی امور و مقدمات میں ایسی تھی کہ حریفان ہوشیار دور اندیش صاحبان عالیشان انگریز اور دشمنان رگڑ و دغا باز مرہٹوں سے اپنی ہر کاری و عیاری کے سبب کبھی حکما نہ کھایا اور اکثر ایسا واقع ہوا ہی کہ دونوں کو تباہ کر دیا و ششدر کیا شجاعت و جوان مردی کا یہ عالم تھا کہ خود بنفس نفیس برے برے سورما بہادرون کے مقابل میدان میں آتا اور سپاہی گری کے کرتب میں غالب و ثابت قدم رہتا اور اکثر فتح و فیروز کی کاغذ پر بجاتا ترجم و عطا کا اُسکے یہ عالم تھا کہ سب قریبوں اور ہم نشینوں کے ساتھ بہت تواضع و مدارا سے پیش آتا اور تطف و مہربانی کی راہ چلتا یہاں تک کہ موثرِ مَدَل طے سے اُس رحیم دل کے نہایت ترجم کو جو بہترین فضایل انسانی سے ہی رذائل سے سمجھا اور افراطِ رحم کو عیبوں میں نواب نامدار کے لکھا ہی چلن و بہوار اُسکا سودا گروں اور معاملے والوں کے ساتھ نہایت راستی و دیانت کے قرین تھا *

تب اُس فضیلت مآب مولوی موصوف کو یقیناً سببات کا ہوا کہ فی الحقیقت اس صفت و سیرت و ہمت و جرأت کا امیر ہندوستان میں کم پیدا ہوا چنانچہ صاحبان انگریز جو حکومت ملک دکن میں دعویٰ دار اور مخالف اس سکندر طالع کے تھے اور اسکے سبب سے ملک دکن میں دخل و تصرف نہ کر سکے اگرچہ کس کس طرح کی اذیتیں و صدمے اُسکے ہاتھ سے اُٹھائے اور باوجود اسکے کہ کوئی شخص اپنے دشمن کی تعریف نہیں لکھتا تب بھی اُنھوں نے صرف اس خیال سے کہ خلاف واقع لکھنا مورخوں کا شیوہ نہیں کیونکہ وقایع نگاری سے سوائے اعلام حقیقت حال کے اور کچھ فائدہ نہیں سوا وہ خلاف نویسی میں فوت ہوتا ہی واسطے فائدے پچھلے لوگوں کے انصاف کو ہاتھ سے نہ بیکر اُسکا حوال

مفصل لکھا اور فضایل و پسندیدہ صفات کو نواب بہادر کے من و عن بیان کیا *
 اور اُس نے سمجھا کہ ایسے وقایع عجیبہ و سوانح غریبہ کے معلوم ہونے سے
 بہت فائدہ سب لوگ حاصل کریں گے اور برا حیف ہی کہ ان واقعات اور
 رودادوں سے اہل فرنگ تو عبرت و فائدے اُٹھائیں اور خاص ہندوستانی و اہل
 اسلام اس نعمت سے محروم رہیں۔ اسی واسطے موافق حکم شاہزادے عالیشان
 بلند ہمت والا خاندان رفیع المرتبت منبع المکان جناب محمد سلطان عرف غلام محمد
 ابن طیو سلطان ابن نواب حیدر علی خان بہادر ادام اللہ اقبالہ و حشمتہ کے جسکے
 اخلاق حسنہ و عادات مستحسنہ حاجت مداحی کی نہیں رکھتے اور ضرب المثل ہو گئے ہیں
 کیونکہ بہت کام اُس جناب سے ایسے ظہور میں آئے ہیں جنکے سبب دنیا میں نیکنامی
 حاصل ہوئی اور اُسکی ذات آفتاب کی مانند مشہور ہو گئی چنانچہ انہیں سے
 ایک یہ کہ دارالامارہ کلکتے میں دھرم تلے کے چوراہ پر ایک مسجد سنگین
 عالیشان خوش قطع موسوم بہ مسجد اقصیٰ جسکی تاریخ خانہ ایا سنہ ۱۲۵۶ ہجری
 ہی اُس نے بنا کی اُسکے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر کوٹھی گورنر صاحب بہادر
 کی ہی کہ ویسا مکان سارے کلکتے بلکہ تمام بنگالہ میں نہیں اور مشرق کی طرف
 چاندنی چوک جو تمام بازار و نمین شہر کے وسیع و پر رونق ہی اور دکھن کی
 طرف میدان چورنگی کا جسکی سرکین نہایت وسیع و خوش خاکندارے پر جنکے
 نہرین پختہ دریا کے پانی سے دن رات جاری جزسے تمام سرکین چھڑکی جاتی ہیں اور
 کلکتے کا قلعہ اُسکے متصل ہی الغرض حق تو یہ ہی کہ ایسا فرح بخش و فضا کا مکان
 کہیں کم ہو گا سب عمائد شہر ہر قوم کے امیر و خوش مزاج تفریح طبع کے لئے
 دونوں وقت وہاں سیر کرنے آتے ہیں عجب لطف ہوتا ہی کہ دیکھنے سے تعلق
 رکھتا ہی اور وہ مسجد نہایت بلند و وسیع و مستحکم ہی اندر و باہر اُسکے سنگ

مرد و سنگ موسی کافر شاکر اہل اسلام مسافر و شہری و تجار و علما و غیرہ صبح و شام زیارت کرنے و نماز پڑھنے و ان آتے اور مسجد کی عظمت و شان کو دیکھتے کہتے و مقرر ہونے کہ ایسی مسجد ملک بنگالے میں نہ بنی ہی نہ بنے گی فی الحقیقت یہ مسجد ایسی دل چپ اور ایسے مقام نشاط بخش پر واقع ہی کہ اہل اسلام کیا بلکہ غیروں کا بھی اُس مسجد کو دیکھ کر یہی جی چاہتا ہی کہ وہاں مسجد کیجئے *

اور اُس جنات فیض مآب نے ایک اور بھی ویسی ہی مسجد بنام مسجد اعلا ساپگلے میں جو اقامتگاہ اُس شاہزادہ والا تبار و سائر خاندان سلطان مغفور و مہرور کا ہی بنائی ہی اور دونوں مسجدوں میں حافظ و مؤذن واسطے امامت و اقامت پنجگانہ کے مقرر ہمیں کہ ہر روز وعظ و نصایح خلق کو کیا کرتے اور ماہ مبارک رمضان میں کلام مجید سناتے ہمیں ہر مسجد کے اخراجات ضروری کے واسطے جاہلاد معقول وقف ہی اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گھات سنگین واسطے پہنام کرتے تعزلیے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے وگور غریبان کے لئے وقف کیا ہی اور قاری بھی تلاوت قرآن مجید کے لئے مقرر ہمیں

مولوی موصوف نے وقایع نواب حیدر علیخان بہادر مغفور اور ظیو سلطان مہرور کو انگریزی اور فارسی تواریخوں سے جنکی تفصیل آتی ہی بسبب کمال دل جوئی و شفقت و حمایت و رعایت شاہزادہ عالیشان کے تین برس کے عرصے میں نہایت مشقت و زحمت سے معلوم کر کے زبان فارسی میں لکھا اور نام اُس کا کارنامہ حیدری رکھا اور واقع میں کمال کیا ہی

ہر کہ سخن را بسخن ضم کند قطرہ از خون جگر کم کند
حاصلی شیخ احمد علی گوپاموئی نے اُس کتاب کے مضمون کا فائدہ عام پا کے اور

ہر سمجھکر کہ زبان فارسی سے اُسکے جو لوگ فارسی میں کامل لیاقت رکھے
 ہمیں وہی اُس چشمہ فیض سے بہرہ یاب ہو سکتے ہیں اور جو لوگ صرف حرف
 شناس اور کم مایہ ہیں اُسکے فائدہ سے محروم رہینگے تعمیم فائدہ کی نیت سے
 سائنہ صلاح اور مشورہ مظہر فضیلت مصدر حذاقت مفتوح غوامض منطقی و ریاضی
 گنجینہ معانی سرآمد حکماءے زمانی حکیم مولوی احمد حسین شاہ جہان آبادی کے فارسی
 سے زبان اُردو میں جو بول چال لکھنؤ اور دلی والوں کی ہی دارالامارہ کلکتے
 میں سنہ ۱۲۶۳ ہجری یا سنہ ۱۸۴۷ء میں ترجمہ کیا اور حملات حیدری اُسکا
 نام رکھا اور تاریخ نام تواریخ کزیدہ پایا

۱۲۶۳

تفصیل اُن انگریزی کتابوں کی جنسے مولوی موصوف نے ترجمہ کیا اور فارسی
 تواریخوں کی جنسے ضروری چیزیں چن لی گئیں
 ۱۔ ہطوری آف حیدر علیخان دو جلد میں تالیف کی ہوئی موشیرم دَل ط کی
 جو سردار دس ہزار سپاہ مغلیہ کا تھا اور اکثر توپ خانے میں نواب حیدر
 علیخان بہادر کے افسر حکم دینے والا اور جماعت فرنگستانی پر جو اُس نواب
 کی خدمت میں تھی سردار رہا اور اُس نے اس کتاب کو دارالسلطنت لندن میں
 در سنہ ۱۷۸۲ء چھپوایا

۲۔ بریطش ملٹری بیا گریفی یعنی تذکرہ بہادران انگریزی جو دابنہ شکاری
 اخبار اس بادشاہت کے سابق سے حال تک دارالسلطنت لندن میں
 در سنہ ۱۸۴۱ء پہلی دفعہ چھاپا گیا

۳۔ آئٹھ تک مائرس آف ٹیپو سلطان جو حیدر علیخان بہادر کی سپرد شمائیں پر

محتوی ہی تصنیف کی ہوئی بعضے منصب داران کنبی کی جسکو فلینپ پریرانے
دارالامارت کلکتے میں دو سری بار در سنہ ۱۸۲۰ء چھپوایا

۴ مارکوئیس ویلزلیس دسپاچیز پانچ جلد جو در سنہ ۱۸۲۶ء دارالملک
لندن میں چھپی

۵ ہٹوری اف نادر شاہ تالیف کی ہوئی جیمس فریزر کی جو در سنہ ۱۷۴۲ء
لندن میں چھپی

۶ یسطا ندیہ گزبطر تالیف کی ہوئی و الطرمطن کی دو جلد در سنہ ۱۸۲۸ء
دارالسلطنت لندن میں چھپی

۷ اسکرس کپٹیو بطی یعنی اسیری اسکر کی عمدہ نواب حیدر علی خان بہادر
اور طیبو سلطان کے

۸ بطسنس دار یعنی طیبو سلطان کی لرآئی جس میں کرنیل بطسن خود حاضر
تھا اور اُس نے اسکا حال لکھا

۹ جرنل نیول اندر طبری گزین یعنی روزنامہ اور جہازی اور فوجی ذخیرہ

۱۰ ہٹوری ریکل اسکیچ اف سو تھ اندیہ یعنی تواریخی نقشہ دکن کا

۱۱ کتاب فتوحات حیدری تصنیف کی ہوئی لالہ کھیم نرائن کی

۱۲ کتاب نشان حیدری تالیف کی ہوئی میر حسین علی کرمانی کی

۱۳ جار جنامہ نظم کیا ہوا ملا فیروز کا

۱۴ تواریخ حمید خانی تالیف کی ہوئی منشی حمید خان کی جو دکن کی مہم میں گورنر

جنریل مارکوئیس کارنوالس بہادر کے ہرکاب تھا

List of Authorities from which the following work is either wholly or partly translated.

- 1.—Memoirs of Hyder Aly Khan, and his son Tippoo Sultan,
By Charles Stewart, Esq. M. A. S.
- 2.—The History of Hyder Aly Khan, Nabob Bahader, By
M. M. D. L. T.
- 3.—British Military Biography, from Alfred to Wellington.
- 4.—Authentic Memoirs of Tippoo Sultan, By an Officer in
the East India Service.
- 5.—The History of Nader Shah, to which is prefixed a
Short History of the Mogol Emperors, By James
Fraser.
- 6.—The Despatches, Minutes, and Correspondence, of the
Marquess Wellesley, K. G.
- 7.—The East India Gazetteer, By Walter Hamilton.
- 8.—A view of the origin and conduct of the war with
Tippoo Sultan, by Lt. Col. A. Beatson.
- 9.—The United Service Journal, and Naval and Military
Magazine for 1841, part 2.
- 10.—Historical Sketches of the South of India, in an
attempt to trace the History of Mysoor, By Lieut.
Colonel Mark Wilks.

اجمالی بیان ہندوستان کی سرحدوں کا توصیف بعض
گرا نمایہ طبیعی چیزوں کی چٹھوے اسکے رہنے والوں کو
غیر ملک سے بے نیاز اور غیر وٹکوا سکا محتاج کیا ہی

یہ ولایت وسیع جنوبی حصے میں براعظم آسیا یا بلاد سمران کے واقع ہی
(اور بلاد سمران براتیسرا حصہ ہی ربع سکون قدیم کا حصے کے اور دو حصے کو
یورپ یا بلاد بیضان اور افریکہ یا بلاد سودان کہتے ہیں) اتر دکن یہ ولایت
درمیان آتھ و پینتیس درجہ عرض شمالی کے واقع ہی یعنی آتھ درجے کے
فاصلے سے شروع اور پینتیس درجے تک منتهی ہوتا ہی ، اور پورب پچھم
درمیان آتھ و بانوے درجہ طول شرقی میں ہی ، یعنی آتھ درجے
کے فاصلے سے شروع ہو کر بانوے درجے پر منتهی ہوتا ہی ، ایک درجہ ۳۶۰
درجون سے کسی منطقہ زمین کے اُنھتر میل انگریزی سے کچھ زیادہ ہوتا ہی
میل انگریزی ۲۸۰۰ فٹ ہی جو آدھ کو س ہندوستانی سے کچھ کم ہی ،
پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ طول ہندوستان کا دکن سے اتر کو ہی اور
نہایت براتول اُسکا قریب ایک ہزار نو سی میل انگریزی کے ہی

* عرض کسی مکان کا خط استوا سے درجون پر خط نصف النہار کے جو ایک منطقہ ہی کہ سمت
الراس پر اُس مکان کے ہو کر قطب شمالی و جنوبی پر گذرتا ہی اُتر یا دکن کنجا نا ہی ،
اور خط استوا ایک دوسرا منطقہ یا خط زاری زمین کا ہی جس سے زمین دو نصف شمالی
و جنوبی میں منقسم ہوتی ہی اسلیئے عرض مکان کا کبھی شمالی بولا جاتا ہی اگر وہ
مکان خط استوا سے شمال کی طرف ہی اور کدھی جنوبی اگر وہ مکان خط استوا سے
جنوب کی طرف کو ہی اور طول مکان کا انگریزی نقشون میں نصف المنہار سے گرینویچ کے
جو رصد گاہ ولایت انگلستان کی ہی یورپ پچھم خط استوا کے درجون پر کنا جاتا ہی ،

یا قریب آتھ سسی اکتیس کو س ہندوستانی اور عرض اُسکا پورب سے پچھم کو اور نہایت برآ عرض قریب ایک ہزار پان سسی میل انگریزی کے ہی یا قریب پچھم سسی پچھپن کو س ہندوستانی چونکہ اس ملک کا طول و عرض سب جگہ برابر نہیں ہی یعنی نہ تو ہر جگہ طول میں ائیس سسی میل ہی اور نہ عرض میں ہندوہ سسی میل اسی سبب سے تمام روی زمین ہندوستان کی از روے پیمائش کے بارہ لاکھ اسی ہزار مربع میل انگریزی سے زیادہ حساب نہیں کیجاتی ، موافق روایت اگلے ہندوون کے برآ طول و عرض ہندوستان کا چالیس چالیس درجے تھا اور جقدر زمین پرفرنگستان ہی اتنی ہی زمین پرمحیط پچھم کی سرحد اُسکی جسے او سے ایران کے ممالک سے جدا کیا تھا سیستان کے پہاڑ تھے اور پورب کی حد چین کی زمین کے حصے تھے اُس سرزمین سے جو پورب کی طرف گنگا کے باہر ایک قطعہ جزیرہ نما ہی اور اُتر کی طرف دشت ترکستان اور خفجاق اور دکھن کی طرف سندھ کے جزیرے ان حدون میں برے برے پہاڑ تبت کے اور کشمیر جدت نظیر کا جنگل اور تمام قدیم ملک اندوستان یعنی ہندو تورانی کا اور خطے نیپال کے اور بھوٹان و کامرو و آشام و سیام و آوا و اکان یار خنگ اور وے ریاستیں جو ان سے ملی ہوئی ہیں جہاں تک کہ چین ہندوؤں کا اور چین جغرافیہ جاننے والوں کا عربستان کے ہی اور تمام پچھم کے ممالک زمین جزیرہ نما ہے ہند اور جزیرے سیلان کے واقع ہیں ، براہمہ قدیم جنگا مذہب اور عقیدہ تمام اس ہندوستان میں پھیلا ہوا اور جاری تھا کبھو اس ملک کا نام اس ترکیب تو صیفی سے مدھیما یعنی مرکزی حصہ لیتے تھے اسلئے کہ اُن کے گمان میں ہندوستان کی زمین مرکزی حصے پر اس کبھوے کی پشت کے واقع ہی جو تمام زمین کو اپنی پشت پر رکھتا ہی اور کبھو اُسکو اس ترکیب

۱۔ ضافی سے پُنیّا بھوم یعنی زمین خیر پہنچانے کی کہتے تھے اور بیان کرتے کہ یہ قطعہ زمین کا بھارتھ کے حصّے میں تھا جو نو بیتوں میں سے ایک بیتاً ایسے شخص کا تھا جسکے ہاتھ میں سلطنت تمام روے زمین کی تھی ۱۔ سلّے اُس کا نام بھارتھ کہند ہی اور ہنود بھارتھ کے ملک کو مرکزی حصہ جنوبیپ کا سمجھتے ہیں اور کبھو براہمہ اپنی ولایت اس قدر زمین کو جانتے تھے جو کوہستان ہمالہ اور رایشرام کے درمیان واقع ہی اور یہ رایشرام (یعنی ستون رام) ایک چھوٹا سا جزیرہ ہی درمیان جزیرہ سراندیپ وزمین جزیرہ ناہندوستان کے، ہندوستان کو نیا نام ۱۔ اس ملک کا ہی فارسی ترکیب ہی یعنی کالے آدمیوں کی زمین اور مدتوں سے تمام خلقت اور سب ہندوستانیوں میں یہی نام مشہور ہی اہل اسلام کے مورخوں کے نزدیک ہندوستان وہ ملک ہی جو تصرف میں دلی کے بادشاہوں کے تھا اور یہ ملک در سنہ ۱۶۸۲ عر جلال الدین اکبر بادشاہ کے حکم سے پہلے گیارہ حصوں میں تقسیم کر ہر ایک حصّے کا نام صوبہ رکھا گیا جسکی تفصیل یہہی، صوبہ لاہور، صوبہ ملتان، صوبہ اجمیر، صوبہ دہلی، صوبہ آگرہ، صوبہ ۱۔ آلبا باد، صوبہ اودھ، صوبہ بہار، صوبہ بنگالہ، صوبہ مالوہ، صوبہ گجرات، اور اُسکے بعد جقدر سلطنت اسلام میں زور آتا گیا یے صوبے برہتے گئے، صوبہ کابل، صوبہ کشمیر، صوبہ سندھ، صوبہ برار، صوبہ خاندیس، صوبہ احمد نگر، یا اورنگ آباد، صوبہ بیدر، صوبہ حیدر آباد، صوبہ بیجاپور، صوبہ اُدیسہ، یے سب ایکس صوبے آخر عہد عالمگیر تک دہلی کے متعلق اور زیر حکم تھے یے سب حہ بنڈیان قدیم ہندوون کی اور اہل اسلام کی تھی اور اب عہد میں انگریزوں کے حہ میں ہندوستان کی اُسی طول اور عرض کے ساتھ جیسی کہ اگلے زمانے میں ہندو جانتے تھے یے بھی جانتے ہیں ۱۔ اس نقشے کو اور سب نقشوں پر

ترجیح اس سبب سے ہی کہ اس نقشے کو ایسٹنی سرحد میں جو سد سکندری کے ماتہ مستحکم ہیں کھیرتی ہیں اور نئے سرے سے حد باندھنے کی احتیاج نہیں رہی اس قرار داد پر ہندوستان کا نقشہ اتر کی طرف تبت کی زمین سے کوہستان ہمالہ یا نیپال کر جو ملک سندھ سے پینتیس درجے عرض شمال سے شروع ہو کر اسی عرض پر سرزمین کشمیر پر پہنچ و بان سے دکھن کو پورب کی طرف مسافت نامعلوم پر جا کر بھوٹان کے اُس طرف تک پہنچتا ہی جدا کیا گیا ہی اور دکھن کی طرف ہندوستان کی بحر محیط ہی، اور پچھم کی طرف رود سند و لیکن پورب کی طرف حد بندی ہندوستان کی بہت مشکل ہی مگر ایسی سرحد جس سے امتیاز حاصل ہو وہ کوہستان اور جنگستان ہی جو چائیگانو و تپرا کی زمین کے متصل ہی اور و بان سے اتر کو برصغیر تک پہنچتا ہی برصغیر نام ایک نہی گا ہی جو و بان سے دور تک سیدھی پچھم کی طرف کو جاری ہو کر ناگاہ دکھن کی طرف کو بہتی ہی، درمیان ان حدوں کے جو لکھی گئیں ہندوستان ان برے برے چار حصوں میں منقسم ہوتا ہی،

پہلا حصہ شمالی ہندوستان

یہ حصہ وسیع اور ناموا رہی پچھم کی طرف ستلج سے شروع ہوتا ہی اور و بان سے دکھن کی طرف جھکنا ہوا پورب کو تپستان دی تاک جکا طول شرقی اتھاسی درجہ اور تیس دقیقہ ہی جاتا ہی اور اتر کی حد اُسکی نیپال کے پہاڑ ہیں جو جدا کرتے ہیں اس حصے کو ممالک تاتار اور تبت سے اور دکھن کی طرف قدیم حکومت اسلامی سے اُس سرحد کر ممتاز ہوتا ہی جہاں پر سلسلہ پہاڑوں کا وسیع جنگل سے جو گنگا کے پورب کو ہی ملتا ہی اور زمین کے ٹکڑے جو اس حصے میں

واقعہ ہیں اس تفصیل کے ساتھ ہیں

۱ وہ قطعہ زمین جو درمیان ستلج اور جمنا کے واقع ہے

۲ گراول جگہ کا نام سری نگر مشہور ہے

۳ وہ خطہ جسکو سرچشمہ یا منبع گنگا کا کہتے ہیں

۴ کھاؤں جو گنگا اور کالی ندی کے درمیان ہے

۵ پینکھاندی

۶ بھوٹان

۷ نیپال کا ملک چونکہ اس پہاڑی ملک کے آدمی اب تک ہندوستانیوں سے کم اختلاط رکھتے ہیں اس سبب سے بہ نسبت ہندوستانیوں کے تہذیب اور عقل میں بہت ناقص ہیں

دوسرا حصہ ہندوستان خاص

یہ حصہ ہندوستان کا بہ نسبت اور تینوں حصوں کے بہت وسیع و فراخ ہے کہ دکھن کی طرف زبردہ تک پہنچتا ہے جو دکھن کے ملک کی شمالی حد ہے اور شامل ہے ایسے گیارہ برے برے صوبوں پر کہ ہر ایک ان میں سے ایک ریاست یا بادشاہی ہے اور بے دو صوبے کشمیر اور سند کے بھی اسی میں داخل ہیں

۱ بنگالہ ۲ بہار ۳ آلہ آباد ۴ اودھ ۵ آگرہ ۶ دہلی ۷ لاہور ۸ کشمیر ۹ جمیر ۱۰ ملتان ۱۱ سندھ یا کچھ ۱۲ گجرات ۱۳ مالوہ بے صوبے ہمیشہ سے سیر حاصلی اور دولت میں اور سب صوبوں سے ممتاز ہیں اور انہیں صوبوں میں دارالامارت ملاطین ہند کا تھا ان اقوام سخت کوش زبردست نے جو ہندوستان کے شمال مغرب کو دہتا ہیں اکثر اس ملک کو فتح کیا تھا اور

اپنے قبضے میں لائے تھے رہنے والے اس حصّہ کے اکثر دو سرے صوبوں کے
 رہنے والوں پر طاقت جسمانی اور ظرافت اور قوت نفسانی میں بالائی اور ترجیح
 رکھتے ہیں قدیم برہمنوں نے بسبب ترجیح اس حصّے کے شرقی و جنوبی حصّوں پر
 ہندوستان کے اس حصّے کا نام امیدھیا دیس یعنی مرکزی حصّہ رکھا تھا،

تیسرا حصّہ جنوبی ہندوستان

اُتر کی حد اس حصّے کی نزدیک ہی ہے اور تھوڑی سی پورب کو وہ حد خیالی
 جو اُسی عرض میں کھینچی ہے تا جنوبی ہو گلی یا پچھم کی شاخ گنگانک اور دکھن طرف
 کی حد اس حصّے کی بے دو ندیاں کشتنا اور تنبھدرا ہی جو دکھن کی شمالی حد ہے اور
 پورب کی حد خلیج بنگالہ اور پچھم کی بحر ہند یہ حصّہ ہندوستان کا اُن خطوں کو
 احاطہ کرتا ہے جنکی تفصیل یہ ہے،

۱ گندوانہ، ۲ اودیہ، ۳ شمالی سرکارات، ۴ غانڈیس، ۵ برآر
 ۶ بیدر، ۷ حیدرآباد، ۸ اورنگ آباد، ۹ بیجاپور،

چوتھا حصّہ دکھن

اس حصّے کو اکثر بنام جزیرہ ناما بولتے ہیں شکل اُسکی مانند ایک مثلث متساوی
 الساقین کے ہے کہ اُتر کی حد کشتنا ہی اُس کا قاعدہ اور دونو ساحل شرقی
 و غربی یعنی کرو منڈیل اور ملیبار دو اُسکی ساق اور اس کمران اس مثلث کا سرہی
 تفصیل اُن خطوں کی جو اس میں ہیں یہ ہے ۱، کنرا، ۲ ملیبار، ۳ کوچین
 ۴ تراونکور، ۵ بالا کھات، ۶ میسور، ۷ کوٹنا تورا، ۸ سالم و بارامحال،
 ۹ کرناٹک، اب جانا چاہئے کہ سوائے مراندیب کے اور کوئی جزیرہ

ہندوستان کے متصل قابل اعتبار کے نہیں ہیں اور وے ممالک جو ہندوستان کے متصل ہیں انکی تفصیل یہ ہے چھم کی طرف بلوچستان و افغانستان اتر کی طرف تبت و شمالی حصہ ہندوستان اور بھٹان اور پورب کی طرف آسام اور وے ریاستیں جو متصل آسام کے ہیں یعنی آوا اور برما کا ملک ،

بزرگی اور خوبی ہندوستان کی اُسکی مذہبوں سے ہی علی الخصوص گنگا جو اکثر اُسکی سرزمین کو سیراب کرتی اور ایک جگہ کے حاصل اور پیداوار کو دوسری جگہ پہنچاتی ہے اگرچہ بہ سبب اختلاف حاکموں کی زبانوں اور دینوں کے اکثر خطوں اور شہروں کے نام میں ہندوستان کے تغیر اور تبدیلی ہوئی ہے پر مذہبوں کے ناموں میں کچھ تغیر اب تک واقع نہیں ہوئی ہندوستان کی مشہور مذہبوں کا نام اور انکی مہافت تقریبی انکے منبع سے سمندر اور گنگا یار و دسند تک یہ ہے ،

شمالی ہندوستان کی ندیاں

میل انگریزی

۱۷۰۰	سند	۱
۱۶۰۰	گنگا	۲
۱۰۰۰	(۷۸۰)	جہانناک گنگا سے ملی	۳
۱۲۰۰	(۹۰۰)	جہانناک رود سند سے ملی	۴
۱۲۵۰	(۷۵۰)	جہانناک رود سند سے ملی	۵
۹۸۰	(۴۵۰)	جہانناک گنگا سے ملی	۶

جنوبی ہندوستان کی ندیاں

۸۵۰	گوداوری	۷
-----	-------	---------	---

میل انگریزی

۷۰۰	۸ کشتنا
۷۰۰	۹ نرہدا
۷۰۰	۱۰ مہماندی
۴۶۰	۱۱ تپتی
۴۰۰	۱۲ کاویری

اور بہت سی ندیاں چھوٹی برآسی جنکی مسافت معلوم نہیں ملک ہندوستان میں جاری ہیں جسے ۱ برہمپتر ۲ گھاگرہ ۳ رابٹی ۴ گوستی ۵ سون ۶ راوی ۷ بیابا ۸ چناب وغیرہ

ہندوستان کے پہاڑوں میں سے دو سلسلے شرقی اور غربی وے پہاڑ ہیں جو دکھن کے ملک میں بنام شرقی گھات اور غربی گھات باجئے ہیں غربی گھات راس کمران سے جو جنوبی نہایت ملک دکھن کی ہی تپتی ندی یا رودسورت تک پہنچتا ہی جوتیان ۱۰ پہاڑ وکی جا بجا پانچ ہزار فٹ سے لیکر چھ ہزار فٹ تک سطح دریائے شور سے بلند ہی پر جوتیان شرقی سلسلے کی بہ نسبت غربی کے نیچی ہیں اور یہ سلسلہ گیارہ درجے سے یس دقیقہ عرض شمالی سے تا کشتنا سولہ درجے عرض شمالی تک کھنچتا ہی اور زمین بالا گھات کو پائین گھات سے جو دراز ہوتا ہی سواحل شرقی کار و منزل میں جہا کرنا ہی مدد اس کے جو زمین نہایت بلند چوٹی اس سلسلے کی ہزار ذراع سطح دریائے شور سے بلند ہی اور شہر بنگلور کے پہاڑ کی چوٹی کے اوپر کی زمین جو قابل اٹھنے کے ہی سمندر سے تین ہزار ذراع بلند ہی، لیکن ہمارے پہاڑ عجائب عالم سے ہی اس لئے کہ اتنا بلند دنیا میں کوئی پہاڑ نہیں اور یہ کوہ والا شکوہ و دملک خراستان سے طرف مدد غربی

ہند کے جاتا ہی اور سامنے اکثر شہروں کے گذر تاہی اور ہر جگہ ایک نیا نام پاتا ہی خراسانی اور کابلی جو چھم طرف رود سند کے رہتے ہیں اس پہاڑ کو ہند و کش کہتے ہیں اور اس رود کے پورب کے رہنے والے اُسکو ہما کہ بولتے ہیں یعنی برف کی جگہ شمال شرقی جانب کشمیر سے یہ پہاڑ پورب کی طرف ہو سب منبو پنر پنچاپ کی ندیوں کے ستلج چھوڑا گذر تاہی اور ان دونوں میں سنگستانی بہرہ لاہور کے خطے کو چھوڑتے تبت کے خطے سے جہاں اور اُسی طرف کچھ آگے جا کر گنگا جمن کے منبوں کو قطع کرتا ہی اور دونوں کو دکھن کی طرف پھیرتا ہی لنبائی اس پہاڑ کے سلسلہ کی اس سے آگے پورب کی طرف خلل پاتی ہی اور شاید سبب اس خلل کا یہی ہی کہ کنتک اور آرن اور کوسی اور تسی نے اُسکی بنیاد اور بنامین نفوذ کیا ہی بھتان کے اُس طرف ایک قطعہ زمین میں جسکا نام معلوم نہیں ہی یہ سلسلہ پہاڑ ونگا گم ہوتا ہی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بحیرہ چین تک جاتا ہی یہ سلسلہ جس قدر ہندوستان کے محاذی اور مقابل ہی اُسکی چوٹی کی بلندی اس قدر ہی کہ تمام رودے زمین پر جتنے پہاڑ ہیں کسی کی ایسی بلندی نہیں اور اس سلسلے کی تمام بلند چوٹیوں میں چوٹی وھو لاگر کی بہت بلند کہ بیٹو دریا سے شور سے ستائیس ہزار ذراع یا قریب پانچ میل انگریزی کے بلند ہی ،

یہ قیمت تجارتی جنسین جو خاص ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں اور سب اقلیموں کو ان سے فیض پہنچتا ہی تو ابل یعنی کرم مصالح ہیں جنکو قدیم سے ہندوستان کے شرقی جزائر سے سب ملکوں کو لیجاتے ہیں اور جو اہریش قیمت اور سیلان کے موقی جنکے سبب تو نگر ہی اور زینت اس ملک کی ہی ، حاصل کلام یہ ہی کہ اس ملک میں ایسی سود مند اور نفیس چیزیں جن سے حاجتیں اصلی بشر کی بر آئیں خالق مطلق نے اس کثرت کے ساتھ پیدا کی ہیں جنکے سبب سے

ہر قوم بالطبع قدیم سے اہلک اس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف مائل رہے اور رہتے ہیں اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہیں چاندی اور سونا بہت دور دور ملکوں سے تجارت کے واسطے بہان آتا ہی جسکے سبب اس ملک کے آدمی تو نگرہ ہیں اور سچ تو یہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے بیگانے ملکوں میں نہ لیجائے دیتے تو ثروت و فراغت اس ملک کے لوگوں کی حساب و شمار میں نہ آتی ،

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبعی نے سرمایہ فراغت اور تو نگری کا زیادہ کیا ہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والوں پر کھولے ہیں اور اُسکے ساکنین خاصہ ہندو کو ایسی گزیدہ صفتوں سے موصوف کیا ہی کہ شاید غیر قوم میں کم پائی جاتی ہیں چنانچہ یہ خصا ل اُنکے قابل ذکر کے ہیں نرم دلی ، میا دیا ، خاکساری ، مناساری ، جاندار آزادی سے تمام تر پرہیز ، ضعیف جانداروں پر رحم ، کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اس جہت سے بہ برتری قباحت پیدا ہوئی ہی کہ ہزار ہا فرقے فقہروں و مفت خوروں کے جیسے جوگی پیراگی سنیاسی کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندوؤں میں اور مدار پئے جلائیے بے نوا آزاد امام شاہی وغیرہ مسلمانوں میں اور سیکھوں فرقے بیگاردوں کے اور خرافاتیوں کے جیسے نجومی رمال فال کو اہل جعفر دار باب عزایم و اصحاب نہرنگ و افسون وغیرہ موجود ہوئے ہیں) احتراز لحدوم حیوانات سے تعظیم و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی ، جلد سیکھ لینا بیگانی زبان اور طریقہ و دستور غیر قوم کا و لیکن وے رذایل جو فراغت اور تو نگری کو لازم ہیں اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں ہیں چنانچہ آل اولاد کی کثرت ، نہایت دلدادگی بلوازم عیش و عشرت

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال میں، چنانچہ جیسا کہ اس وقت یارِ شمین موتا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان میں بنا جاتا تھا اب بھی ویسا ہی بنا جاتا ہے کچھ تفاوت یا ترقی اُس میں نہوئی، حال اور سبب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی کسی میں کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کاموں اور ہنروں میں ہو گیا ہے، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیون کا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی طمع، ج طرح حاصل ہو سکے مکر و فریب سے جو یا ذلت و بے عزتی سے اُسے برتھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیت ملکی کچھ بھی نہ رکھنا اور بیگانوں کی بندگی اور غلامی میں جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اس سے زیادہ پاجی بن اور دونی اور ذلت و زبونی کیا ہو گی کہ ایک ملک کے لوگ آپس میں تو لڑتے وغیرہ کیے پر جاہو کے اُنکی غلامی کریں اپنے زر و زور و قوت سے بیگانوں کو اپنا خداوند بنائیں اور آپ اُنکے بار سنگین حکومت کے تانے لگسین اور بسین، بہتایت پختہ اور مذہب کی جو بہر اسبب اختلاف اور نفاق کا اور برتری علت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہے اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی میں اُنکے تفرق پڑا ہے، انھیں جہتوں سے اس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہیں اور چونکہ اس ملک کے رہنے میں ایسی ایسی خصالتیں رذیل انسان میں خواہ مخواہ پیدا ہو جاتی ہیں اس باعث سے جن قدیم بادشاہوں نے اس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہے اس ملک کے توطن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہیں چنانچہ گراشاسپ نامہ اسدی میں لکھا ہے کہ جب صحاک نے گراشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہ وصیت کی

مثنوی

وصیت چنیں کردگر شاسپ را کہ در ہند پد رو دکن خواب را
نداری ز خون سیان دریغ ہمیں کار فرما در خشنہ تیغ
پستی دہ انجام کار بزرگ برایشان چنان زن کہ برگلہ گرگ
نمانی دران بوم سالی تمام کہ شکر کران گیرد از ننگ و نام
گرت بگذرد چار موسم در آن ز فرہنگ و مردی نیابی نشان

خلاصہ اس وصیت کا یہ ہے کہ اسی کر شاسپ بعد فتح ہند کے زہار و ان اقامت کا
قصد نہ کرنا کیونکہ اگر چار موسم یا ایک سال تیری شکر و ان رہیگی پھر مردی و مردانگی
و ننگ و فرہنگ کا نشان شکریوں میں باقی نہ رہیگا، اور اگر کسی شخص کو
اس بات میں شک ہو کہ آب و ہوا ہند و ستان کی اور معیشت خاص ہندوستانیوں
کی کس طرح نامردی و جبن پیدا کرتی ہے تو چاہئے کہ قدیم خاندانوں پر مغل پتھان
کے تنک نظر کرے کہ آل اولاد اُن شیردل عالی ہمت اسیر و بکی بدولت بود
و باش اس ملک کے کیسی ناکس و زخمی ہو گئی ہیں اور کیسی یوج عادتیں اور
خصالتیں اختیار کیں ہیں، صاحبان عالی شان انگریز نے جو خداوند عقل اور فرہنگ
و دانایان فرنگ کے درمیان ساتھ مزید تجربے اور آزمون کے ممتاز ہیں اس
ملک نامردم خیز کی آب و ہوا کی و باہمی تاثیر کو خوب پہچانا ہے اور اُنکی گزیدہ
تہابیر ملکی سے ایک یہ ہے کہ اپنی قوم کے رئیسوں کو اس ملک کے
رہنے سے منع کرتے ہیں اور کسی طور توطن اس ملک کا جائز نہیں رکھتے بلکہ اپنی
ہمت باند اور عقل ارجمند کے باعث حتی الوسع اس بات میں سعی کرتے ہیں کہ
ہندوستانیوں کو جہالت اور نامردی کیستیوں سے اُٹھا کر جو نامردی اور عقلمندی

کی باندیوں پر پہنچائیں اور اپنی پسندیدہ عادتیں اور ستودہ اخلاق سکھلائیں،
 ولیکن بد نتائج سے مفرط زردوستی کے حوصفت ذاتی شیوہ سوداگری و تجارت کی
 ہی اور مفاسد سے زیادتی ناز و نعمت کے کہ لازمہ عالم تو نگری اور امارت ہی
 دیر تک بری و پاک رہنا پر مشکل و دشوار ہی،

یہہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلط کا
 ہندوستان میں کہ کس طرح سے دوسری برس کے عرصے میں
 اُنھوں نے آہستہ آہستہ دخل و تصرف میں اُسکے ترقی کی ہی

شہر مدراس باضیمہ قطعہ زمین پانچ

سنہ تصرف

میل طول میں دریا کے کنارے

۱۶۳۹ اور ایک میل خشکی کی طرف عرض میں

۱۶۶۴ جزیرہ بنی

۱۶۹۱ قلعہ سنط دیو ڈکرناتیک میں ضمنی کے کنارے پر

۱۶۹۶ کلکتہ

{ ۱۷۸۰ } جاگیر کرناتیک میں
 { ۱۷۶۳ }

۱۷۸۷ جو یس پرگنہ

۱۷۶۱ چاٹکانو اور بردوان اور میدنی پور

۱۷۶۸ بنگالہ اور بہار اور چار سرکار اتر کی

۱۷۷۶ سائستی کی بوم و بر

۱۷۸۱ بنارس کی زمینداری

۱۷۸۷ سرکار گنیور

سنہ تصرف

- ۱۷۹۲ ملکوں میں سے جدا کیے گئے
- ۱۷۹۹ سریرنگپٹن کی حکومت جو طیبو سلطان جنت مکان سے لئی گئی
- ۱۸۰۰ بالاگھات اور زمین بلاری اور گریہ
- ۱۸۰۱ خطے دیئے ہوئے نواب اودہ کے عوض میں اعانت دایمی انگریزوں کی مملکت روہیل کھنڈ معہ بریلی مراد آباد شاہ جہان پور وغیرہ اور ملک پائین دوآب کے اور خطہ فرخ آباد اور الہ آباد اور کانپور اور گورکھ پور اور اعظم گڑھ وغیرہ
- ۱۸۰۱ صوبہ کرناٹک محتوی ان خطوں پر جو تصرف میں نواب کرناٹک کے تھے دہلی آگرہ دوآب بالا ہریانہ سہارن پور میرتھ علی گڑھ اٹواہ بونڈیل کھنڈ کٹک بالا سورا جگر ناتھ وغیرہ
- ۱۸۰۳ حصہ مملوکہ دج اندر کے حصے جزیرے سیلان سے
- ۱۸۰۳ خطے دی ہوئی پیشوا اور گیکوار کے صوبہ گجرات میں
- ۱۸۱۰ خطے مفتوحہ نیپال کی سلطنت سے زمین کوہستانی کے ساتھ جو واقع ہی درمیان ستلج اور جمنا اور گروال اور کماؤن کے
- ۱۸۱۰ کاندی کی ریاست سیلان میں
- ۱۸۱۶ انجار اور منڈاوی ساتھ اور نواح کے کچھ میں
- نوان اور سبب ممالک پیشوا کے خاندیس شاگر ساتھ اور خطے صوبہ مالوہ اور اجمیر کے راجوٹانہ میں سنبھلی پور سرکوچہ گرا منڈلہ
- ۱۸۱۸ ساتھ اور نواح دیئے ہوئے راجہ ناگپور کے

خطے مفتوحہ برصغیر کی مملکت سے آشام کا چارمنی پور و رخنک ماہ تیان

وینے تو اے تینا سیرام اور مرکائی جزیرے ، ۱۸۲۸

اس مجمل بیان سے ہوشمند پر جو ایسے حالات کا متناشی ہو ظاہر ہو گا کہ اب تمام ہندوستان جو تصرف میں دولت تیموریہ کے عین قوت و فروغ کے وقت میں تھا یہ چار صوبے کابل کشمیر لاہور ملتان چھوڑا کر باضیمہ مرزوبوم شرقی برصغیر کی مملکت سے اور جنوبی خطے مستہائے دکن تک معہ جزائر شرقی اور اتر کے نواح نیپال کی مملکت سے سب کے سب بالکل قبضے و تصرف میں دولت برطانیہ ہندیہ کے ہین جنکی چارہ میں اس تفصیل سے ہین پیچھم کو سٹیج پورب کو بقیہ مملکت برصغیر جنوب کو مستہائے دکن شمال کو نیپال کے پہاڑ گمران حدون کے درمیان بعضے حاکمون کو جیسے بادشاہ اودہ اور نواب حیدر آباد اور راجہ میسور اور راجہ تراونکور اور راجہ کوچین مصلحت ملکی نے دولت برطانیہ کے نام کو حکومت سپرد کر رکھی ہی اور وے نعلبندی کے طور پر اسے خراج ادا کرتے ہین اور فوج انگریزی اُن کی ریاستوں پر متعین ہین تاغیر کی سطوت سے اُنکی حافظ اور مددگار رہے اور اُنکی خانگی خصوصیت و نزاع میں منصف ہو اور اُنکو راہ عدالت پر رکھے اور کچھ ذلتہ و فساد ہونے نہ دے ان سب حکام کو ہوا خواہ دولت برطانیہ گنا چاہئے اور بعضے اور چھوٹے راجے جیسے راجہ بھرتنور و ممبہری اور کئی سردار دہلی کی نواح والے اور سکھ سٹیج پاس والے اگرچہ بے بھی خیر خواہ ملکی دولت برطانیہ کے ہین لیکن فوج انگریزی اُن کے ملک میں نہیں رہتی اور بعضے زمیندار اور راجہ قدیم خاندان کے جیسے راجہ بوندی اور کوتہ اور بھوپال جنکے ملک اور ریاست نے بہ نسبت حابق کے کچھ ترقی کی ہی اور پانچ راجہ نامدار قدیم راجپوتانہ کے راجہ جیپور اور راجہ اودے پور اور راجہ جودہ پور اور راجہ بیکانیر اور راجہ جیسلمیر کہ

یہ سب ہوا خواہ معاہدہ دولت برطانیہ ہند یہ کے لکھے جاتے ہیں اور سب طرح کی تکلیف سے دولت برطانیہ کے آزاد اور فارغ ہیں جیسے سابق میں تھے ویسے ہی رہتے ہیں اور اُنکے حال پر نظر مرحمت دولت برطانیہ کی ہمیشہ رہتی ہی

مختصر بیان حاصل زر خراج اور باج دولت برطانیہ کا در سنہ ۱۸۲۱

اور سنہ ۱۸۲۲ ع

تمام حاصل مملکت بنگالے اور ہندوستان کا

۱۳۳۴۰۵۰۲۰	روپی	بابت خراج زمین کے
۵۵۵۷۱۲۹۰	روپی	ملک مدد اس کا حاصل
۲۸۵۵۷۲۱۰	روپی	مملکت بنٹی کا حاصل

جملا
۲۱۷۵۳۳۷۲۰

سب اکیس کروڑ پچھتر لاکھ تینتیس ہزار سات سیس روپی

در سنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۲۲ ع

۶۰۶۰۷۶۸۰	روپی	حاصل تجارت خاصہ نمک
۱۱۲۵۷۲۷۰	روپی	حاصل تجارت خاصہ افیون
۲۱۵۷۶۰۰	روپی	حاصل کا غذا نظام
۲۷۹۰۰۱۴	روپی	باج ممالک قدیمہ
۸۲۷۲۲۹۰	روپی	باج ممالک جدیدہ

جملا
۴۷۲۸۷۰۵۹

سب چار کروڑ پچھتر لاکھ ستاسی ہزار اسی روپی

۲۱۷۵۳۳۷۲۰

۴۷۲۸۷۰۵۹

کا
۲۶۴۸۲۰۷۷۹

چھیس کروڑ اٹھتالیس لاکھ بیس ہزار سات سی اُناسی روپی، عالمگیر بادشاہ کے عہد میں حاصل خراج اور باج کا سبب نصیب ہونے ان دو صوبہ مفتوحہ حیدر آباد اور بیجاپور کے ممالک محروسہ میں بہت زیادہ ہو گیا تھا اور کل جمع اُسکے اکیس صوبوں کی یہ تھی ۳۱۴۲۹۶۹۲۱ روپی یعنی اکیس کروڑ بیالیس لاکھ پچھانوے ہزار نو سی اکیس روپی، حال زیادتی زراعت اور حاصل زمین کا عہد دولت برطانیہ میں بہ نسبت سابق کے اس طور پر قیاس کیا جائے کہ اب اگر خراج واجب الادا حاکم کی سرکار میں دس روپی آتے ہیں تو زمیندار کو پانچ روپی بچتے ہیں اور سابق عہد میں حاکم دس لیتے تھے اور زمیندار کو ایک بچتا تھا اور درمیان بند رہ اور گیارہ کے چار کا فرق ہی پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اس عہد میں حاصل زراعت قریب ایک ٹنٹ بہ نسبت عہد سابق کے زیادہ ہو گیا،

تخمہ تربیع یا مساحت سطحی روئے زمین ہندوستان کا ساتھ گونہ
تفصیل پر گنوں اور ضلعوں کے اور تقریبی شمار آدمیوں کی وابستہ
سال ۱۸۲۰ء

عدد مرعات میل انگریزی	عدد نفوس	
۱۶۲۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰	بنگالہ اور بہار اور بنارس ...
۱۴۸۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰۰	خطے منضاف ہندوستان کے ممالک ...
۱۸۰۰۰	۸۰۰۰۰۰	سے بعد اس سنہ ۱۷۶۸ء کے ...
۳۲۸۰۰۰	۶۷۸۰۰۰۰۰	گروال اور کماؤن اور دہ عرصہ جو درمیان ...
		ستلج اور جمنہ کے ہی ...
		جملہ جو بنگالہ کی حکومت میں ہی ...

عدد نفوس	عدد مربعات میل انگریزی	
۱۵۰۰۰۰۰	۱۵۲۰۰۰	... جملہ جو حکومت مدراس میں ہی
۲۵۰۰۰۰۰	۱۱۰۰۰	... جملہ جو حکومت بنٹی میں ہی
		دکن وغیرہ کے خطے حاصل کیے گئے
		سنہ ۱۸۱۵ء کے پیشوا وغیرہ کی
		ریاست سے رہ بعد اسکے اکثر ان میں
۸۰۰۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	... سے داخل مملکت برطینہ کے ہو گئے
		سب جس قدر سلطنت برطینہ کے
۸۳۰۰۰۰۰	۵۵۳۰۰۰	... تحت تصرف میں ہی
		دولت برطینہ کے ہوا خواہوں اور خراج دینے والوں کے ملک

عدد نفوس	عدد مربعات میل انگریزی	
۱۰۰۰۰۰۰	۹۶۰۰۰	ملک نظام علیخان نواب حیدر آباد
۳۰۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰	... ملک راجہ ناگیور
۳۰۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	... ملک پادشاہ اودھ
۲۰۰۰۰۰۰	۱۸۰۰۰	... گیکوار کا ملک
۱۵۰۰۰۰۰	۱۲۰۰۰	{ ملک کوٹے کا ۶۵۰۰ ملک بونڈی کا ۲۵۰۰
		{ ... ملک بھوپال کا ۵۰۰۰
۳۰۰۰۰۰۰	۲۷۰۰۰	... ملک راجہ میسور
۱۵۰۰۰۰۰	۱۴۰۰۰	... ملک راجہ ستارہ
۱۰۰۰۰۰۰	۸۰۰	{ ملک راجہ تراونکور ۶۰۰۰
		{ ... ملک راجہ کوچین ۲۰۰۰

مدد مربعات میل انگریزی عدد نفوس

دولت برطانیہ کے حمایتیوں کا یعنی راجہ
بیگانہ اور اود یپورا اور جو دھپور اور
جیمیر وغیرہ کا جو سردار راجپوتوں کے
میں اور ملک ہلکر اور امیر خان اور راجہ
کچھ اور بھرتپور اور چمپری وغیرہ اور
امیران سندھ اور سکھوں کا اور کندوانہ
اور بھیل اور کولی اور کاتی کے راجوں کا
جملہ ممالک دولت برطانیہ اور اُسکے خواہوں کا

۱۹۰۰۰۰۰۰

۲۸۳۰۰۰

۰۰۰

۱۲۳۰۰۰۰۰۰

۱۱۰۳۰۰۰

مستقل ریاستوں کی

تفصیل

مدد مربعات میل انگریزی عدد نفوس

۲۰۰۰۰۰۰

۹۳۰۰۰

.....

ملکِ راجہ نیپال

۳۰۰۰۰۰۰

۹۰۰۰۰

.....

ملکِ راجہ لاہور

۱۰۰۰۰۰۰

۲۴۰۰۰

.....

ملکِ امیران سندھ

۲۰۰۰۰۰۰

۲۰۰۰۰

.....

ملکِ سیندھ

۱۰۰۰۰۰۰

۱۰۰۰۰

.....

ملکِ شاہ کابل

۱۳۴۰۰۰۰۰۰

۱۳۸۰۰۰۰

.....

ملکِ سب کان ہندوستان کا

نچھینی شمار آدمیوں کی بعضے شہروں میں ہندوستان کے

مدد نفوس

مدد نفوس

۱۹۰۰۰۰۰

۰۰۰ ۰۰۰

دہلی

۶۰۰۰۰۰

۰۰۰ ۰۰۰

بنارس

عدد نفوس	عدد نفوس
۱۸۰۰۰۰	کلکتہ ۸۰۰۰۰۰
۱۱۰۰۰۰	مدرا س حوالی سمیت ۲۶۲۰۸۱
۶۰۰۰۰	عظیم آباد ۳۰۰۰۰۰
۶۶۰۰۰	لکھنؤ ۳۰۰۰۰۰
۶۰۰۰۰	حیدر آباد ۲۰۰۰۰۰
۸۲۰۰۰	ناگپور ۱۱۸۰۰۰
۸۰۰۰۰	برودہ ۱۰۰۰۰۰
۴۳۰۰۰	احمد آباد ۱۰۰۰۰۰
۷۰۰۰۰	کشمیر ۱۰۰۰۰۰
۱۸۰۰۰۰	مرزا پور ۱۰۰۰۰۰
۱۶۰۰۰۰	بنہٹی ۱۷۰۰۰۰
مرشد آباد ۳۰۰	
پونان ۳۰۰	
اکرہ ۳۰۰	
بریلی ۳۰۰	
اورنگ آباد ۳۰۰	
بردوان ۳۰۰	
بانگلور ۳۰۰	
چھپرہ ۳۰۰	
فرخ آباد ۳۰۰	
دھا کہ ۳۰۰	
سورت ۳۰۰	

بیان میں اجمالی خصوصیات ملک دکن کے جو بسبب نزدیکی خط استوا اور اعتدال زمانے ظلمت و ضیا کے بیشمار خیرات و برکات پر محتوی ہی، اور تعریف میں نواب مکارم انتساب حیدر علی خان فردوس مکان کے جس نے سریو نگپتن میں حکومت اسلامیہ کی بنیاد قائم کی اور انتہائے دکن تک علم فتح و فیروزی بلند کیا، اور صفت میں بادشاہ سلیمان جاہ طیبو سلطان جنت آشیان کے جس نے تاج و تخت کو اس حکومت کے آرایش دی، اور توصیف میں جلائل مکارم و شرافت مناقب ارکان دولت برطانیہ کے جواب تمام ممالک پر ہندوستان کے سوا حل شرقی سے لے سوا حل غربی تک اور نہایت دکن سے کوہستان ہمالہ تک تسلط رکھتے ہیں،

مثنوی

همایون کشوری خرم زمینی
 وطنگاهی نشاط و خرمی را
 صفای آب شهربینش روان بخش
 مزاجش را اعتدال استوائی
 هوایش را نشاط زعفران زار
 جبابش معدن یعقوت و گوهر
 گیاهش زعفران و عود و سنبل
 کهستان در کهستان لاله زار
 مناص در درمرجان ساحل او
 ابازیرش بیابان در بیان
 برند ازوی ابازیر و توابل
 زساج و آبنوس و عود و صندل
 بهشتی گشته اش یابی بیابان
 ندیده کس چنین آب و هوائے
 زبان در وصف آن فرخنده کشور
 بست این فضل کش بر هر تخومست
 دکن زمین روده دار اختلاف
 خنک باتسای زمین مهر پرور
 حمادات تو را گردن جور

طربز امر ز بومی دلشینی
 طربنگاهی پرے و آدمی را
 دیاج باد مشکینش توان بخش
 بعنبر پیزی و گوهر فرائی
 نیش را شمیم زلف دله دار
 بخارش منخرن لولو و عنبر
 نباتش فلفل و جوز و قرنفل
 گلستان در گلستان نوبهارش
 خراج جمله گیهان حاصل او
 ریاحینش خیابان در خیابان
 بکشور و قواقل در قواقل
 زبان و مشک پیدا و میندل
 بهار رشک از فردوس رضوان
 بدین خوبی همانا نیست جائے
 بودلال و کنه خامه نگون سر
 که آدم بوالبشر را زاد بوم است
 مصون باد از هر آسیب و آفت
 نواز شکر سعادت بار آور
 نباتات توان جان رنجور

نه تنها ناتوانان را توان بخش
 بدین خوبی گیاه است و جمادات
 کلت گر باشد این بستان چه باشد
 چو دهلای را چراغ سلطنت مرد
 دکن مانده تهنی از ناجدارے
 بهر بوم و بر آن از تباہی
 ختین حاکمانش راجه بودند
 از ایشان زان سپس بازوردستان
 سپهدار مہین شیر سلحشور
 چو سام اندر توانائی و حتی
 قوی رای و قوی بازو قوی بخت
 نمود از تف تیغ گند ناگون
 امیران دکن از سطوت او
 دکن بدیشم آن شیر شرزه
 سمات مہتری پیدا ز کارش
 بهر بار و که غزش کرد آہنگ
 ظفر از چاؤشان موکب او
 چو آن دارای دین رخت از جہان بست
 شہی سلطان نشان زیبای شاہی
 مہی بہرام کین و مشتری خو
 خدیوی نام جوی و رنجبر دار

کہ جان را نیر و افزای و دان بخش
 چه باشد گلشن و جان بخش بادت
 ستانت این بود ایوان به باشد
 گل و بستان او افسرد و پرمرد
 دلیری ناجموی برد بارے
 مہی بر کردہ سر از جیب شاہی
 کہ بر ہر خطمہ ذارائی نمودند
 ستد پور علی حیدر علی خان
 کہ بہنہادہ اساس ملک میسور
 جو رستم در کمانداری و رستی
 سرش زیب کلمہ پاش افسر تخت
 دل را یان ملک ہند را خون
 رمان از وی چنان کر شیر آہو
 چو روبہ دشمنانش زو بلرزہ
 نشان حیدری از کار و بارش
 کلیدش را نہاد اقبال در جنگ
 دوان در پیش موکب طر قوگو
 بہ تختش خرو آفاق بنشت
 ہمانے سلطنت ظل آلہی
 طرفدار دکن سلطان طیبو
 دلیری گرم کین و برق پیکار

به کین و مهر زهر و انگبین ریز
 جهان گیری به تیغ هندوی زاد
 به آب تیغ برق کشت بیداد
 رواج دین احمد بود کارش
 صنعت خانه به بنیاد کرد او
 بسی آئین شاهی کرد ایجاد
 ز گوناگون عمارات نو آئین
 ز بس آرایش و سامان و سازش
 شده یکسر دکن چو خلد رضوان
 ازان غیرت که او را بد در اسلام
 برد و نیکنامی از جهان برد
 چو دولت نوبت است و خم گردون
 زمانه آن ورق را در نوشته
 کنون آن تحت و تاج از داد و الم
 بیای خامه اعجاز پر داند
 فرا تر مان منه از حد خودیای
 گویم راه مدح و شاعری پوی
 ز مهر و داد این دولت سخن ران
 ز ارکان و ز اعیانش نشانی
 که نبود زویانی در دری به
 چه دولت مظهر الطاف یزدان

برزم اسکندر و در بزم پرویز
 جهان داری به کلک پهلوی زاد
 ز بد دینان جهان را شست و شوداد
 چو عهد مهدی آمد روزگارش
 جهان از داد و دین آباد کرد او
 بسی دولت سرانها د بنیاد
 ز رنگارنگ باغات و بساتین
 که بست این مملکت را زان طرازش
 بر از ناز و نعیم و حور و غلمان
 چو پروانه بر آتش زد سرانجام
 چو ماند نام نیکو خوش توان مرد
 بهر نوبت ز درنگی دگرگون
 بسته نقش دیگر بر نشسته
 در آمد زیر فرمان بر یطن
 برا گلن برده از روی سخن ساز
 سخن سنجیده گوی و سخته بسرای
 هر آنخت فرض شد گفتن همان گوی
 حدیث شرم و آزارش فرو خوان
 بده با نفز و زیبا تر بیانی
 خردا حنت گوید دانشت زه
 چه دولت مطلع اوصاف یزدان

همه آئین و دستورش همایون
 احاسش بر خداد و مهر و دادست
 بنام ایزد خرد پرورگر و همی
 دلیر و چابک و چست و سبک خیز
 بر آه نیکنامی گرم پویان
 همه خوشنحوی و آزاد و هنرمند
 همه لطف و همه مهر و همه شرم
 به مهر آمیختن فرخنده دین شان
 ز حکمت هر همه سمر نایه دارند
 چو آئینه مصفا سینه ایشان
 جهان پیا چو سیاهان افلاک
 چو مرغان هوا آزاد و خوش
 هر گلشن زمانی خوش بپایند
 بدان سامان و ساز و رخت و کالا
 همه آزاد و بزیند و سبک و ج
 سلیمان دارند مرکب باد
 گزین دستور را تازه کردند
 هنر را عهدشان شد و ز بازار
 شده از فرشان این ظلمتستان
 عجب نبود ازین پس گرازمین بوم
 بتدبیر و بدانش کار سازند

گزین هنجارش و فرخنده قانون
 ازان پاینده چون سبع شدادست
 صفا پرور و نواز شکرگر و همی
 شگرفت و کار دان لغز و دلاویز
 بیکش دلو از می نرم خویان
 همه دل جوی و داد و پاک پیوند
 تهی از کینه و لبریز از آزادم
 ز کین با سختن آئین گزین شان
 همه شان یکدل از صد گرهزار آمد
 عیان زان مهر و کینه ایشان
 چو صحن خانه شان این خطه خاک
 به سیر این جهان دلداده و خوش
 در آیند و سر آیند و بر آیند
 کز ایشان هر یکی دارد از دنیا
 گران و تیز و چون کشتی نوح
 ازین کشور بدان گردند دل شاد
 ز دانش دهر پر آوازه کردند
 چه دانش را که نگر فتند در کار
 فروغ آگین چو یونان حکمتستان
 صنایع را برند در چین و در روم
 بتاب فکر خار را را گدازند

شکيب و آگہی و دور بینی ہمہ آلات کارشان بہ بیہی
 قلم در کار یا بی تیغ یسکار سپر حزم و زبان شان تیغ یسکار
 گندہ اسلحہ در تاب آتش و زان زنجیر ہا پرداختہ خوش
 کزین ہند دست و پاے اشار نہ زان بر نہ بیخ و شاخ ابرار
 سخن کوتہ بے ہشیار کار نہ دور وزہ زندگانی خوش گزار نہ

مملکت میسور اور اُسکے تختگاہ شہر سریر لگپتن کا بیان جسمین نواب
 حیدر علی خان بہادر مغفور نے حکومت اسلامی قائم کی اور طیبو سلطان
 مہرور نے اسکی آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آنہنتک
 ممانٹرس اف طیبو سلطان سے جسکو ایک منصبدار انگریزی نے قالیف کیا تھا
 میسور ایک صوبہ جنوبی حصہ ہندوستان کا ہی زمین اُسکی بلند ہموار تین ہزار
 فٹ سمندر سے مرتفع آب و ہوا وہاں کی شیریں و خوشگوار جایا اُس میں
 چھوٹے چھوٹے پہاڑ، چونکہ سر زمین اس خطے کی بلند ہی آب و ہوا اُسکی
 صحت آگین اور نہایت اعتدال سے قرین، در سنہ ایک ہزار و سناٹ سو پچاس ع
 حیدر شاہ عرف نواب حیدر علی خان بہادر نے اس مملکت کو راجہ میسور کے
 تصرف سے جو وہاں کا حاکم تھا نکال کر اپنے قبضہ میں لا خود حاکم مقرر ہوا، سریر
 نگبٹن میسور کا دار الحکام ایک شہر ہی مضبوط اور استوار غربی سواحل ملیبار
 کے متصل، کیبی اور کوتہ کے درمیان، گرد و پیش اُسکے زمین سنگستان
 ہی اور چشمے و ندیاں اُس میں جاری و روان انھیں جہات کے سبب اکثر
 آفات و اخطار سے ایمن و محفوظ ہی، نواب حیدر علی خان بہادر نے اس جگہ
 کی خوبی و رونق برتھانی شروع کی اور طیبو سلطان نے اُسکی زینت و آرایش

کمال کو پہنچائی، عرض شمالی اس دارالملک کا بارہ درجہ پینتیس دقیقہ ہی اور طول شرقی گرسنوج سے چھتر درجہ اکتالیس دقیقہ، یہ دارالملک ایک جزیرے میں واقع ہے جسکو دو شاخ نے کاویری ندی کے احاطہ کیا ہے طول اس جزیرہ کا چار میل اور عرض دیرھ میل انگریزی ہے اور سریرنگپتن کا قلعہ جزیرے کی غربی حد کے پاس واقع ہے جہاں دو نو شاخیں کاویری کی جدا ہوتی ہیں، اور شرقی حد پر جہاں دو نو شاخیں پھر مل جاتی ہیں لعل باغ نامے ایک بادشاہی باغ ہے اگلے زمانے میں ایک شہر گنجام اُس جزیرے میں نہایت آباد تھا جو تمام جزیرے کی زمین پر ایک چھوٹا باغ چھوڑا جسکو دولر باغ یا راجہ کا باغ کہتے تھے محتوی تھا و لیکن جب سردار انہم عہد کی فوجوں نے سریرنگپتن پر چڑھائی کی تھی برا حصہ قدیم شہر کا منہدم کیا گیا تا وہاں دمدمے اور مورچے تو پونکے بنائے جاوے اور چھوٹا حصہ شہر قدیم کا قریب آدھے میل انگریزی مربع کے سودا گروں کی بود و باش اور افواج سلطانی کی اقامت کے لئے باقی رکھا گیا تھا اور یہ قطعہ باقی جسکو (پیتھ یعنی آثار باقی شہر گنجام) کہتے ہیں اور لعل باغ کے پاس واقع ہے مضبوط چار دیواری سے احاطہ کیا گیا ہے،

یہ بات اس مقام میں قابل ذکر کے ہے کہ جزیرے کے باہر ایک میدان وسیع ہے احاطہ کیا گیا بنواری اور کانتون کی بات سے بمنزلہ سرحد بیرونی دارالملک کے کہ وقت ہجوم اور تاخت کرنے دشمنوں کی فوج کے اُس شہر اور گردنواح کے رہنے والے اس جگہ میں کہ بہت قلب اور مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہی آکر پناہ لیتے ہیں، وہ احاطہ جو دکھن کی شاخ کاویری کے باہر ہے سب آباد ہے و لیکن احاطہ اتر کا تصرف میں میسوریہ افواج کے رہتا ہے، اس احاطہ کے درمیان جس کے تکر وں کو ایک چوڑی نہر لکونی ندی کے پچھون نے گھیر لیا ہے چھہ ڈر یا

گر تھی مضبوط بلند زمین پر بنائی گئی ہمیں ناکہ سپاہ حراست پیشہ غنیم کے ہاتھ سے جزیرے کی حمایت و حفاظت کرتی رہے

شہر سریرنگپتن کی عمارتیں خشتی اور سنگین بہت خوشنما اور قرینے کے ساتھ ہمیں مردوہاں کے اکثر موتے تازے صحیح و سالم عورتیں کامل اندام و شیریں شمائل اور اپنی آرایش و زینت کی دلدادہ لباس اُنکے سپید اور فراخ کمر کے گرد بندھے اگلے زمانے میں جنکے دو ترکے ہمزاد پیدا ہوتے تو وہ پہلے ترکے کو وہاں کی رسم کے موافق دریا میں ڈال دیتا تھا مگر عہد میں نواب بہادر کے یہ رسم موقوف ہو گئی تھی اور موافق عقیدۂ ہندوؤں کے اکثر عورتیں جو عقیدہ اور پالہ امن ہمیں بعد مرنے اپنے شوہر کے سستی ہوتی ہمیں

سرزمین اس خطے کی بہت قرح بخش سیر حاصل اور میوہ خیز اقسام طرح کے پھل پھلیری اور غلجات پیدا ہوتے ہمیں تمام لوگوں کی خوراک اغلب مچھلی اور چاول ہی گوشت وہاں کالاغرونا خوشکوار ہوتا ہی اکثر لوگ وہاں کے مالدار اور تو نگر چنانچہ گلے بیابوں کے اور حلقے ہاتھیوں کے رکھتے ہمیں ممالک میسور اس تفصیل سے تاریخوار تصرف میں نواب حیدر علی خان بہادر کے آئے مملکت

میسور در سنہ ۱۷۶۳ء و ۱۷۶۵ء سو تہہ و کنول و کرپہ و شانور در سنہ ۱۷۶۶ء بارامحال در میان سنہ ۱۷۶۴ء و ۱۷۶۵ء خطے چھوٹے چھوٹے زمینداروں اور پرغرام بھاو کے در میان سنہ ۱۷۷۴ء و ۱۷۷۷ء کرناٹک بالا گھات بیجاپوری در سنہ ۱۷۷۶ء بالا گھات حیدر آبادی اور کرناٹک در میان سنہ ۱۷۷۶ء و ۱۷۷۹ء طیبو سلطان نے

بعد جلو س کے تحت سلطانی پر آدھونی بلاری کو ترک گئی انا کنڈی و غیرہ کو تسخیر کر کے اپنے والد ماجد کے ممالک میراثی پر اضافہ کیا تھا بہا میر صاحب مکنٹ اور جاہ کانا نام جباروں میں شرقی ممالک کے بجائے مشہور ہوا تھا اپنے پدر

نامہ ارسے وراثتہ مالک ملک کا ہوا اور بہت نعمت اور مکنت جمع کی چنانچہ سال ۱۷۸۵ء میں سلطان موصوف نے ضلع ادھونی کو جو جاگیر تھی مہابت جنگ برادر زادہ نواب نظام الملک کی بزور تصرف میں اپنے لایا اور نواب کاردنول اور نواب کرپہ کے بقیہ ممالک کو بھی اپنے قبضے میں کیا جن کے برے حصے کو اُس کے پسر بزرگوار نواب بہادر نے سال ۱۷۷۸ و سال ۱۷۷۹ میں لے لیا تھا اگرچہ وسعت ان ممالک کی بہت برسی نہ تھی پر یہ برسی فتوح ہوئی کہ ان کے ضمن میں ایک برآنا مور قلعہ جو بنام امتیاز گڑھ مشہور اور ہندوستان کے نہایت مضبوط قلعوں میں گنا جاتا ہی اور مدتوں سے مرہٹھوں اور نواب بہادر کا بھی دانت اسپر تھا اُس کے ہاتھ لگا سال ۱۷۸۶ کو طیبو سلطان نے اپنے خانگی امور (جیسے ترمیم و تنظیم قلعجات و باز جت احوال سپاہ و دواب و ذخائر و خزان و غیرہ) کے بند و بست میں سر کیا فوراً بعد مراجعت سریرنگپٹن کے فرمان سلطانی صادر ہوا کہ تمام اساس و اسباب و نقد و جواہر کو جہاں شمار کر کے اُس کا ایک دفتر منقح تیار کریں، چنانچہ تمام نقد و جواہر اور ارجناس بیش بہا قیمت اور حساب کئی گئیں،

نقد و جواہر	۸۰۰۰۰۰۰۰	اسی کروڑ روپیہ
فیل	۹۰۰	نوسو زنجیر
شتر	۶۰۰۰	چھ ہزار قطار
اسپ	۶۰۰۰۰	ساتھ ہزار اس
گاؤ و نرگاؤ	۴۰۰۰۰۰	چار لاکھ اس
غنم با بھیرسی بکری	۶۰۰۰۰۰	چھ لاکھ اس
گاو کیش	۱۰۰۰۰۰	ایک لاکھ اس

تفنگ چٹھائی ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

تفنگ توڑدار ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

شمشیر ۲۰۰۰۰۰ دو لاکھ قبضہ

توپین مختلف خوردبزرگ ۲۲۰۰۰۰ بائیس ہزار ضرب

ذخیرہ باروت و گولہ اور جنگی اسباب و آلات ان گنت یا حساب سے زیادہ بلکہ بیشمار
وے ممالک جو سلطان کے تصرف و اختیار میں تھے عرض و طول اُنکا مربع اسی
ہزار میل انگریزی سے کم نہ تھا۔ زمین بارہ ہزار جزیرے تھے کہ سالانہ
حاصل خراج و باج کا اُنکے بعد وضع اخراجات ملکہ اداری وغیرہ کے تین کروڑ روپی
خزانہ عامہ سلطانی میں ہر سال داخل ہوتے تھے اور شمار باشندوں کا اُنکے
ساتھ لاکھ سے زیادہ تھا اُنہیں سے ایک لاکھ پینتیس ہزار سوار و پیادے متل
فوج انگریزی کے چابک و چالاک و آداب و ورزش سپاہ گری میں نہایت مشاق
وئے پاک واسطے نگاہبانی و پاسداری اُن ممالک محدودہ کے حصاروں
قلعوں پر پاشیدہ و متعین رہتے تھے کہ حمایت رعایا و مراست سرحدوں کی کیا کریں
علاوہ اُن فوجوں کے اور بھی فوجیں تھیں جو دارالملک اور اطراف و حدود میں اُسکے واسطے
پاسداری ناموس و حریم اور نگہبانی خزاہن و اقلیم سلطان مرحوم کے حاضر ہتی تھیں
شمار سپاہیوں کا اُن فوجوں کے از روی حساب ایک لاکھ اسی ہزار
تھا تکریان و قولیان اُنکی رنگارنگ و مختلف ہر قوم کی یعنی دکھنی کرناٹکی ہندی
ایرانی ترک حبشی انگریزی فرانسیسی وغیرہ اور معادن زرد و سیم اور کان
الماس و یاقوت اور انواع و اقسام کے کنکر و پتھریش قیمتی کے متعدد
اور اشیائے بری یعنی صنل و دندان فیل و فلفل سپاہ و دارچینی و لونگ
الایچی وغیرہ و بھری یعنی مرجان و مردارید ممالک میں سلطان منفور کے یثمار

بیدار ہوتی تھیں اسے اس واسطے اُس کے سرکار دولت دار میں زرد جو اہر منون و پیر یون
 تو لا جاتا تھا کہ سلطان مرحوم کا ایک جانب ہوا سلطان الوحید العادل ،
 دوسرے طرف یہ مصرع دین احمد در جہان روشن ز فتح حید راست ،
 اور سجع و سکے حید ر علی خان بہادر کا یہ تھا بیت

بہر سخیر جہان شد فتح حید ر آشکار
 لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار

اللہم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء
 وتذل من تشاء بیدک الخیزانک علی کل شیء قدیر

سلطان اُس کے تصور سے دنوں بعد نیا نظم و نسق اپنے افواج کا عمل میں لایا اور
 دفتر سپاہ کا نیا تیار کروایا اس نئے توڑ جوڑ میں سوار و نیکی جمعیت کو کم کیا اور
 پیادوں کی عدت کو برہمایا اور سپاہیوں کو حکم دینے کے لئے پارسی و ترکی الفاظ میں
 ایک کتاب تصنیف کر کے اُس کا نام فتح المجاہدین رکھا تھا جو پہلے انگریزی یا
 فرانسیسی زبان میں دیئے جاتے تھے ، اور قشون و فوجوں کی تکریموں کے لئے
 نئے نام مقرر کیئے ، اور کار گزاروں کو یہ فرمایا کہ اس قدر اذوقہ کہ ایک لاکھ سپاہی
 کے لئے تمام سال کفایت کرے ذخیرے خانے میں سریرنگپشن کے جمع کرین ،
 اور اسی طرح اور قلعجات سلطانی میں بھی موافق اُنکے حاجتوں اور فراخو اُنکے
 مرہون کے ذخیرے سالانہ مہیا کیئے جائیں سال ۱۷۸۷ میں ہمت سلطان کی خاص کر
 مصروف اس میں رہی کہ کوڑ گٹ کاراجہ اور قوم نائر و ملیبار کے حکام اُسکے
 مطیع اور خراج گزار ہوں کوڑ گٹ کاراجہ بعد جاد برس اسیری کے اُسکی
 قید سے نکل بھاگا مگر ملیبار کے حاکمون سے بعضے بیخ و بن سے مستاصل کئے اور
 بزور دین اسلام میں لائے گئے اور بعضے مجبور و مضطر ہو انگریزوں یا اُنھوں کے

ہوا خواہوں کے ملک میں پناہ جو ہوئے ، راوی روایت کرتے ہیں کہ
 طبہو سلطان ستر ہزار نصرانی گرفتار کر کے ملیبار سے اپنے ملک میں لیگیا اور
 ایک لاکھ ہندو کو مسلمان کیا اگرچہ دین اسلام میں آنا ان غریبوں کا اور چھوڑنا
 اپنے مذہب و آئین کا ان پر بہت دشوار اور ناگوار تھا کیونکہ چھوڑتے ہی وہ
 مسکین بچہ رختہ کرواتے اور نگاہے کا گوشت کھلائے گئے و لیکن سلطان کی غرض نکلی
 اور مراد اُسکی پوری ہوئی اس لئے کہ جب وہ اپنے کیش و کنش سے
 جدا کئے گئے اور خیال منگ و ناموس کا ان کے دل سے محو ہونے لگا انہیں
 ضرور پر آ کہ آئین و روش مسلمانوں کی اختیار کریں اور اپنے بچوں کو اسلامی
 تلقین اور تعلیم دیں ، بعضے ان نو مسلمانوں سے بہ سبب دل پالنے اور داخل
 کیے جانیکے جو کون میں سیاہ کے ایسے سخت اور متعصب مسلمان ہو گئے کہ انہی
 جہت سے جماعت اسلام کو بہت سی ترقی اور افزائش ہوئی سلطان کی
 سختگیری اس بابت میں تنہا ملیباریوں پر مخصوص نہ تھی بلکہ کوننا تو ر کے
 باشندوں تک پہنچی تھی ، جس کسی ہندو سے ناخوش ہوتا اور اُسکی اسیری
 میں وہ پرتا ان سب پر تکلیف اسلام کی کرتا تھا سریر نکپتن کے رہنے والے دین
 اور مذہب میں بہت متعصب ہیں اور اپنے خلاف عقیدہ و ن سے بہت کم ملتے
 اس جہت سے اگلے زمانے میں وہاں عوام کے اختلاف عقیدہ و ن کے
 سبب اکثر کشت و خون واقع ہوا ہی اگرچہ باشندہ اس ملک کے کثرت
 مال و نعمت میں مشہور ہیں لیکن سبھوں کے درمیان صرف اہل خدمات
 عالیہ بہت مالدار و تو نگر ہیں غلجات اور برسی برسی اجناس کی تجارت خاص
 اپنے سرکار میں کرنا حیدر علی خان بہادر کا شیوہ تھا اور سلطان نے بھی
 اُسکو اختیار کیا ،

بیان مبین اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے وجود کھن
اور ممالک شرقی و غربی کے ریاستوں کی بنا کا موجب ہوا
جب سنگدلی اور قساوت سے اورنگ زیب عالمگیر کے چوپھلا بادشاہ
نامدار دولت تیموریہ کا تھا جس نے اُسکو مذہر تک قتل کرنے پر اپنے حقیقی
بھائیوں کے اور مار ڈالنے پر اپنے بد رزگوار شاہ جہان کے قید خانے میں اور
خون ریزی پر ہندوگان خدا کے دلیر کیا اور اُسکی ازبس جرأت و جرات اور
حرص از دیاد جاہ و مکت سے جو اُسکو تغلب و تصرف کرنے پر ملک قرب جوار
کے جنگے رئیس و حاکم اور لوگ ٹھے لائیں اور اُسکی گریزی اور مکاری سے جس نے
ہزار طرح کے رنج و علت پیدا کر سب مرزبان اور راجوں کو ہندوستان کے
اُسکا دشمن بنایا پہلے تخت سلطنت تیموریہ کا ست بنیان اور منزل الارکان
اور اُمرا و اکابر جو اعیان اُس دولت کے تھے بد دل و بد گمان ہو گئے اور بعد اُسکے
اُس جنگ و پیکار نے جو بعد انتقال اُسکے اُسکی آل اولاد میں باہم واقع ہوئی
اور اُنھوں کی ازبس آرام طلبی و آسائش و دوستی و شب و روز کی عیش
و عشرت و سلطنت کے کار بار میں تکلیف و مشقت سے بیزار ہونے اور زمان نابکار
ہندوستان اور کمینوں کی صحبت و شب و روز کی مستی اور تماسر غفلت و نئے خبری
نے مہمات ملکی سے روز بروز اس سلطنت کی جمعیت میں پریشانی اور تفرقہ
دالائے تمام ہندوستان کے صوبہ دار جو نیابت کی راہ سے حکومت کرتے
تھے مستقل ہو بیٹھے و نافرمانی اختیار کی چنانچہ بے انتظامی اور خالی رہنے
تحت سلطنت کے ایسے بادشاہ کے وجود سے جو حدود و اطراف مملکت کو بخوبی
بند و بست کر ظالموں و زبردستوں کے ہاتھ کو ظلم و تعدی سے کوتاہ کرے،

ہرناجیہ میں ایک سردار اور ہر خطے میں ایک دعویدار نے ریاست کا علم بلند کیا، احمد شاہ درانی نے افغانستان میں، اور فرقہ مرہٹہ نے ملک دکن میں اور انگریزوں کی جماعت نے صوبہ بنگالہ اور سواحل کبر و منڈل یا مشرقی سرزمین جزیرہ نما ہندوستان میں اور نواب حیدر علی خان مغفور نے ممالک میسور کنرہ و ملیبار وغیرہ میں اپنی اپنی حکومت کی بنیاد قائم کی وے حوادث اور تقالیب اوضاع روزگار جنھوں نے دکن میں نواب حیدر علی خان کو سپہداری کے مرتبہ سے تخت فرمانروائی اور کشور خدیوی اور حکومت پر بٹھایا تفریباً معاصران سوانح اور تقالیب کے تھے جنھوں کا انجام ممالک بنگالے میں یہ ہوا کہ مشرقی اندیشہ کپنی یعنی سوداگران انگریزی نے حالت تجارت مختصر سے منصب بزرگ دیوانی پر ان تین صوبے بنگالہ اور بہار اور اُتریسہ کے متمکن ہوئے اور اُسکے بعد تھوڑے ہی دنوں میں آفتاب جہان تاب سلطانی نے مطلع دیوانی سے طلوع ہو کر تمام ممالک ہندوستان کو جو فراوان ناز و نعمت سے بھرا اور بیکران خیر و برکت سے معمور تھا نورانی و روشن کیا،

حالت مشترک داعیہ نواب حیدر علی خان بہادر کے صعود کی اُوپر سریر سلطنت دکن کے اور باعث کپنی انگریز بہادر کے عروج کی اُوپر مشرقی حکومت کے وہ ہرج مرج تھا جو بسبب غارتگری و تاراج افواج غریبہ نادر شاہ ایرانی اور احمد شاہ درانی کے ہندوستان میں ظاہر ہوا، اور بعد اُسکے کہ عالمگیر کے خصال ناستودہ سے (جیسا کہ سابق لکھا گیا) دولت تیموریہ میں پہلے زلزل و اختلال آچکا تھا اور کشت و خون و جنگ و جدال خانگی سے جو باہم اُسکی اولاد و احفاد میں واقع ہوئیں وہ سلطنت فتور اور زوال پر مشرف ہو ہی چکی تھی پہلے نادر شاہ کی غارتگری سے اور پھر احمد شاہ ابدالی کی چند بارہ تاخت و تاراج کے باعث آثار سلطنت

کے کچھ بھی باقی نہ رہے اور زمانے نے طرح طرح کی مذلت اور خواری باقی ماندگان و دودمان شہریاری کو دکھائی تب تمام حکام اور صوبہ داروں نے ہندوستان کے جن کا ایک ایک صوبہ فراخی اور وسعت میں مثل ایک سلطنت کے تھا اطاعت اور نیابت دولت تیموریہ سے نافرمانی و بغاوت اختیار کر کے علم استقلال و خود سری کا بلند کیا اور رشک و ہم چشمی کے باعث ایک دوسرے کی بیخ کنی اور اتصال میں مصروف و مستعد ہوئے

ان حالات کا مشاہدہ نہ صرف کنپنی کو طبقہ انگریزی کے اور نواب حیدر علی خان بہادر کو اس بات پر لایا کہ حکومت کی بنیاد کرین اور اسی فرصت کو ہاتھ سے نہ بن بلکہ مرہٹوں کی جماعت کو بھی جنکی ریاست کی بنیاد اس سے آگے مضبوط اور قائم ہو چکی تھی ایسا انگیز دیا کہ انھوں نے سرکار شمالی مملکت حیدر آباد سے دہلی اور آکرے تک اور خلیج کنپنی سے جو زمین جزیرہ نما ہند کے غربی سواحل پر واقع ہی خلیج بنگالہ یا شرقی سواحل بنگالہ تک فتح کر لیا اور انھوں نے اپنی سطوت و ہیبت ان سب حدود و نواح میں دالی اور اس جہت سے کہ مرہٹوں کا دارالملک مرکزی حصہ ہندوستان میں واقع ہی اور اس سرزمین کے گھوڑے بالخصوص گھوڑا یاں بہت جلد اور برے دھاوے کی ہوتی ہیں انھوں نے سب گرد و نواح کے ممالک کی مصیبتیں اپنے لٹیرے اور ظالم سواروں کی فوج سے دو بالا کیں

بیان میں فطرت ارجمند اور ہمت بلند اور قصد و ورد راز نواب
حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے سلیقے درست خداداد
کفایت کرنے میں مہمات سپہ سالاری و ملکداری کے اور کمالات
نفسانی اُس امیر پرتدبیر کے جنہوں نے دولت جدید کی بنیاد ڈالی

اگرچہ بے انتظامی و برہمی دولت دہلی کی کتنے طرفدارِ فرصتِ وقت غنیمت
شمار کے ظہور کا باعث ہوئی و لیکن اُن سب میں نواب حیدر علی خان بہادر
ممتاز اور قابلیت کشور کشائی اور صلاحیت دارائی میں مستثنیٰ تھا۔ واسطے
کہ اُس سپہ سالارِ بختیار نے نہ تو اور نوآبون اور صوبیداروں کی طرح نیابت
اور باج گزاری کے بعد دعوا استمال کا حکومت و فرمانروائی میں کیا اور
نہ ہندوستان کے قدیم راجوں کی طرح سرکشی کر کے اپنی حکومت خانہانی کے
پھیر اینے کو قدم ہمت استوار کیا اور نہ مانند ریسان قبائل و ایلات کے جو
بداعیہ تحصیل ناموری و اعتبار اور افزائشِ حشمت و اقتدار اپنے خانہانی
جتنے اور قبیلوں کی مدد سے (جیسے توران اور ایران میں اکثر اتفاق ہوتا ہے)
مصدر امورِ جاہلہ کے ہوتے ہیں رئیس ہو گیا اور نہ علم امامت یا ولایت کا
بلند کر خلائق کو دعوت و ارشاد کے بہانے سے فراہم لاکے (جیسے اگلے لوگ
اکثر اس وسیلے سے مرتبہ ولایت اور پیری سے درجہ حکومت و امیری کو پہنچے
ہیں) مدارج امارت پر ترقی کی بلکہ بسبب محض سعادت طالع اور بلند ہی
فطرت و علو ہمت و خواہش جاہ و مکنت اور فرط آرزو سے بلند نامی و رفعت
کے زور و آوری اور تنومندی اعضاء و تیزی حواس ظاہر اور نیرومندی
وامامت قوائے باطن اور کمال فراست و فطانت اور کثرت ہوشیاری

و بیداری مہمات ملکہاری میں اور اطلاع و آگاہی آثار و اخبار پر دور و نزدیک
 بلاد و عباد کے اور تفحص اسرار اعدا اور برداشت و احتمال زحمونکار و ز
 جنگ کے اور بخشش و کرم بجا اور تدبیر و مشورت مہمات عظیمہ میں ان سب
 صفوں نے اُسکو نہایت شایستہ و لائق اس خواہش و آرزو کے بنایا تھا،
 رتبہ سپہداری سے اوپر بلند مرتبہ کشور خدیوی اور شہریاری کے ترقی اور صعود کیا،
 ہمت والا نہمت اُسکی خواہش ملک گیری میں صرف اسی پر مقصور نہ تھی کہ
 دولت خانہ ان تیموریہ کو جسکی آب و تاب جاتی رہی تھی اگلی رونق و فروع پر پھر
 لاوے اور شان و شکوہ باغیوں کو اس کے توڑے اور پھر اس دولت بحال
 آمدہ کا رخ اپنے خانہ ان کی طرف پھیرے بلکہ وہ امیر دولت پار اپنی عقل و کفایت
 بردر باب کشور کشائی اور تمہید بنیاد حکومت اس قدر اعتماد رکھتا تھا کہ اُسکی نظر
 بلند و قطرت ارجمنہ کو یہ منظور تھا کہ از سر نو اس دولت کی بنائسی استوار
 کرے اور احاطے کو اُسکے ایسی وسعت دے اور مدت کو اُس دولت کے
 ایسی ممتد اور پایندہ کرے کہ بنا اُسکی بہ نسبت سابق مضبوط و فراخ و پایدار تر ہو،
 اور امیران باغی سست بنیاد و صوبہ داران طاغی خذیعت نہاد کو خوار
 و مبتذل سمجھتا تھا اور سرمایہ سے مروی و مردانگی کے جو رزم آرائی اور دشمن
 شکنی کے لئے روز میدان میں کام آئے اور پیرایہ سے کفایت و درایت کے
 جو مصالح ملکی و رعیت پروری کے لئے امور دیوان میں جاہئے اُنھیں ایسا بنے بہرہ
 جاتا تھا کہ وہ اصلاً اُس منزلت اور مقام کے لائق نہیں جسے برسبیل اتنا
 اُنھوں نے پایا تھا اور اُن امیران پست فطرت کو اپنے بزرگ ارادوں اور
 عزیمتوں کا خلل انداز نہ جان کر اپنی تدبیر شایستہ کے آگے اُن کی دولت و جمعیت
 کو باعث اُن کی نکبت اور وبال کا ایک نہ ایک دن سمجھتا تھا صرف جماعہ مرہتہ کو

منحل اپنے مقصد و ارادے کا خیال کرتا تھا، اور چونکہ مدت تک اُن غافلانِ ماعاقبت اندیش کے ساتھ ایسے حربہ فنانہ جیلے و فسونِ عمل میں لایا کرتا تھا جن سے اُنکی حکومت کی وضع بآسانی برہم ہو جاتی اور خود فیروز اور منصور ہوتا اور مطالب کو پہنچتا، اُسکو اس بات سے مایوسی نہ تھی کہ بوسیلہ زر اُن کو قابو میں لائے یا کچھ فتنہ و فساد اُن میں ڈال کر اُن کے اتفاق و اختیار کو بیکار کرے۔ جب تک کہ اُس کا اقتدار اُنکے ظلم کے ہاتھ کو تھام رہا تھا اور اُنکی سعی و کوشش کے پاؤں کو جو اسکی کمر شان کے لئے ٹنگ و دو کر رہے تھے یکسر شکستہ کرے، لیکن سب اُسکے اندیشے دور دراز در باب افزونی دولت و جاہ اور تمام منصوبے اُسکے ماتم رہ گئے اُس جنگ و جدالِ ستادی ملالت انگیز کے سبب سے جو بہت دنوں تک ملک کرنا تک میں ہوا کی،

مگر اُس نے پیش بینی سے یہ معلوم کیا تھا کہ اگر انگریز اور مرہٹوں میں بالفعل صلح و آشتی نہ ہوئی احتمال قوی ہی کہ تھوڑے دنوں کے بعد ہو جاگی اور دلائل عقلی کی راہ سے وقوع کے پہلے یہ بات اُسکے نزدیک ثابت ہو گئی تھی کہ مطمحِ نظر اُس اتفاق سے اُن دو فریقِ دشمن کا جو ترقی سے اُسکی جاہ و جلال کی تپ و شک میں جلتے ہیں اور جنھوں نے بار بار اُسکے ہاتھوں سے زکین پائیں اور شکستیں اُٹھائیں تھیں تقسیم کرنا اُسکے ممالک محروسہ کا ہی، اور اُس نے اپنی نظر دور بین سے یہ بھی معلوم کیا تھا کہ انگریز تمام فوج اُسکی طرف متوجہ کریں گے اور فوجِ ہندی اور بنگالے کی بالکل برد غم اُسکے حدودِ ملیبار میں جہان تک ہو سکے سہی و کوشش کریں گی اور چونکہ سپاہِ حمایتِ پیشہ اسکی اُس نواح میں بہت کم ہی البتہ اس نواح میں پناہ میں اُنکی فوج سے تباہی آئیگی،

القصد اُس صلح و صلاح کا عقد جس کا نواب نامدار بہادر اندیشہ رکھتا تھا

درمیان دونوں فریق اعدا کے بوساطت مادھوجی سیندھیہ اور بسب کاردانی اور سابقہ شعاری ستر اندرسن کے محکم بندھا، نوین شرط شرائط سے اس عہد و میثاق کے یہ بھی کہ نواب بہادر تمام ملک اور بوم و برکو جو دولت انگریز سے تصرف میں لایا بھی پھیر دے اور سب اُنکے اسیرون کو چھوڑ دے اور آئندہ ناخست و یورش نہ کرے اور موافق پیش گوئی نواب بہادر کے جس کا ذکر سابق لکھا گیا بنی سے ایک جمعیت سپاہ کی سرکردگی میں جنرل ماتھوس کے سواحل ملیبار میں واسطے مدد کرنیل ہنبرسطون کے جو عین اضطراب میں غائب اور خاسر بلا جری سے جاتا تھا روانہ ہوئی اور طیو سلطان یہ خبر سن ایلغار کے طور پر کرنا تک سے جلد گیا تاراہ ملاقی کی اُنکی بندہ کرے چنانچہ بری جمعیت کے ساتھ مع موثر لالی سپہدار قشون فرانسیسیہ ہیئت مجموعی انگریزی فوج پر حملہ کیا و لیکن بسب دلیرانہ مدافعت کرنیل مالیوڈ کے ناکام پھرا دیا گیا تب وہ ان سے پلا جری کے رستے جلد مراجعت کی اور موجب اُسکے جلد پھر جانیکا یہ تھا کہ سلطان نے خبر وحشت اثر بیماری یا وفات پدر نامدار کی سنی تھی خبر وفات نواب بہادر اگرچہ چند روز چھپائی گئی و لیکن گمان غالب یہ ہی کہ اخیر سنہ ۱۸۸۲ء میں یہ واقعہ ناگزیر ظہور میں آیا حق تو یہ ہی کہ نواب حیدر علی خان بہادر ہندوستان کے حاکمون میں ایک حاکم عظیم الشان اور سپہسالار بدیع العوان تھا اسکی عقل کو ایسی رسائی اور وسعت تھی کہ ایک نظر اُسکی تمام خصوصیات سپہسالاری اور شہریاری پر پہنچتی اور میدان کے واقعات اور دیوان کے مہمات کو احاطہ کر لیتی تھی کاروبار سے اُسکے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام ہنر و کمال جو سلطنت کے قائم رکھنے کو چاہئے مانند عطا یاے وہی یا قضا یں طبیعی کے اُسکی جبلت ہی سے پیدا ہوئے تھے کمال موثر گافی اور تیز نگاہی کا اُسکے یہ عالم تھا کہ اندک نمودار یا آغاز سے کسی کام کے اُسکے انجام تک

سمجھ جاتا اور کوئی دقیقہ اُسکی نظر شامل سے غایب اور یوشیدہ نہ رہ سکتا تھا، ہندوستانی سپاہیوں سے ایسی شکر جراثیم جلاک و جست کہ ویسی ہندوستان میں نہ کبھو نہی تھی اور نہ بینگی طیار کرنا، اور نسخیر کر مایعے ملکوں کو تلوار کے زور سے اور قبضے میں لانا بعضوں کا ارے و تہہ سر سے اور اپنے ممالک محروسہ کو اُس مرتبے آبادی اور رفاهیت اور ایمنی اور شگفتگی میں رکھنا جس کا سابق اُس میں نام و نشان نہ تھا عقل و کفایت اور فطنت و فراست سے نواب بھاؤ کے ایک شمع تھا، علاوہ تاسیس سلطنت اور حکومت جلیلہ کے ہمیشہ اُس کو یہ منظور نظر تھا کہ طبقات اہل فرنگ کو جنھوں نے اُس عہد میں سوداگری و تجارت سے امارت و حکومت میں سر اٹھایا تھا انکی پہلی حالت تجارت اور کارخانہ داری پر پھیر لاوے تاوے اور رعایا کی طرح ہندوستانی سلطنت کے فرمان بردار اور مطیع ہو کر رہیں،

ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ بدل خوانان اس امر کا رہتا کہ مرتبہ عظیمہ ملک التجاری کو جسے بزرگتر درجہ عالم تجارت میں نہیں دولت ہندیہ کی طرف سے بلاد سمران میں قائم کرے بلکہ ہمت اُسکی اس مرتبے سے بھی بلند پروازی کر کے اُس اوج پر پہنچی تھی کہ ممالک شرقیہ میں اب تک کسی سلطان عظیم الشان نے کمند عزیمت اُس کے کنگاروں پر کبھو نہ ڈالا تھا یعنی اُسے یہ منظور تھا کہ علقہ جہازات جنگی کا طیار کرواے جس کے وسیلے سے ہندوستان کے سوا حل غربی و شرقی کے ممالک تاخت و تاراج اور تغلب و تصرف سے غیروں کے ہمیشہ مامون و محفوظ رہیں،

اگرچہ نواب بہادر نے قانون بنانے کا طریقہ نہیں اختیار کیا تھا لیکن اپنے ملک میں کمال ہند ذاتی و سلیقہ فطری سے ایسے دہستہ و حکمرانی اور قانون سلطنت

کے مقرر کیے تھے کہ نہ فقط رعایا و برائیاں ممالک محروسہ کے بدل ہوا خواہ اُسکے وجود کراست آلود کے تھے بلکہ رہنے والے اُس جو اردیار کے جو اُسکے ممالک محروسہ کے ہمسائے میں واقع تھے کمال آرزو رکھتے تھے کہ اُسکی حمایت اور پستاد دولت میں آکر بود و باش اختیار کریں اور اُسکی عطاوت عام کے سایہ تلے خوش و خرم زندگی کریں سارے رعایا میں اُسکے صرٹ نارونکا فرقہ جو قدیم سے سرکشی و تمرد میں شہرہ آفاق ہیں ستمرد و سرکش تھا کیونکہ یہ لوگ اگرچہ باآسانی مطیع و متقاد ہو گئے تھے مگر اُنکی طبیعت بغاوت پیشہ اطاعت و فرمان برداری سے ہمیشہ ابا ہی کرتی رہی،

حریفان جنگ جو کہ نواب بہادر کے ساتھ ہمیشہ بازار کارزار کو گرم رکھتے تھے نہ فقط جنگ و جدال ہی کے امور میں اُس سے خوف و ہراس رکھتے و ترسان و لرزان جیتے تھے بلکہ ملکہ آری کے فنون و تدبیرون میں بھی اُسکو یکتا گنتے اور اُس سے بھرم و سہم رکھتے تھے،

الحق کچھ شک و شبہ اس میں نہیں کہ وہ اپنے عہد کا ملکہ آری اور سہسالاری کے امور میں فرنگستان اور ہندستان کے امیرون میں مستشار و یے نظیر تھا، اُسکے شرایف ملکات سے ایک یہ ملکہ تھا کہ ظلم و بیرحمی و مردم آزاری سے اسقدر بیزار و متنفر تھا کہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس مقدمے میں تمام حاکمان قدیم سے ہندوستان کے جنکی خبر ہم تک پہنچی ہی ممتاز تھا و نئے انباز، ولیکن چون خود راست باز و امانت دار تھا اور خیانت و ناہنجاری سے سخت متنفر اور جنگ و پیکار کی شرطوں کو بحد رعایت کرتا تھا اس واسطے بھرمون اور خانوں کی سزا میں سخت گیری کیا کرتا اور زہار سامحہ جائز نہ رکھتا یہاں تک کہ بعض صورتوں میں ظاہر بینوں کے نزدیک جو حقیقت حال سے واقف

نہ تھے اور دریافت کرنے میں حقیقت کے انکو کچھ کاوش اور تدقیق نہ تھی وہ
عدالت پیشہ زمانہ، جبارون یا سنگدلون کے طبقے سے گنا جاتا، نواب موصوف
نمائش بینودہ اور حشمت و نخوت آمیز شان و شوکت سے تمام تر نصرت رکھتا
تھا اور اپنے دوستوں اور درباریوں اور منصبداروں کے ساتھ کمال ہمد
و اختلاط رکھتا،

اگرچہ انگریزوں کے طبقہ کا بسبب اُنکے خلل انداز ہونے اُسکے منصوبوں میں
دشمن جانی تھا اور اُنکی عداوت نہایت کو چھینچائی تھی اُسکے ہنر و کمال گوہری
کو اس جہت سے چھبانا یا قلم انداز کرنا اس مورخ قوم انگریز سے ہی ان ایک برآعیب جو سب
ہنرون کو نواب بہادر کے داغدار کرتا ہی اُس میں یہی تھا کہ واسطے افزونی
سرمایہ ثروت و غنا کے دہات و شہرون کے لوٹنے اور بندگان خدا کے قتل و خونریزی
میں کی طرح کا تامل و توقف نہ کرتا تھا اور اس جہت سے نام جباری اور لقب
قہاری کو اپنا نقش نگین کیا تھا و لیکن اس نشأت ظلمانی اور پیکر انسانی میں
آکر بمضمون اس بیت فارسی کے،

بیت

سیر کردیم درین دیر زمرہ نامہ
ہیچ کس نیست کہ بے داغ بود در عالم
کون کہہ سکتا ہی کہ وہ عیوب بشری سے تمام تر پاک و بری ہی،

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبائی والا مقام نواب محامد انساب
حیدر علی خان بہادر مغفور کا جس نے دولت اسلامیہ کی بنا میسور میں قائم کی

نواب فرخندہ القاب کے اجداد قریشی نسب تھے لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا ہی
کس زمانے میں کون شخص اس خاندان عالیشان کا عربستان سے پہلے ہندوستان
میں وارد ہوا، آبائی عظام ہمایون فرجام اُس کے قصبہ کولاد میں رہتے اور عزت
و احترام سے زندگی کرتے تھے اور بعض اُن سے فضا کے منصب پر سرفراز اور
اپنے اقران و امثال میں ممتاز تھے،

نشان حیدری میں یون لکھا ہی کہ شیخ ولی محمد نواب سعادت یار کا پر دادا
زیارت بقاع ستر کہ کی نیت سے صوفیہ کے لباس میں اپنے وطن شریف سے
نکل کر محمود بن ابراہیم معلول شاہ کی حکومت میں جو حاکم بیجاپور دکن کا تھا شہر
کلبرگ میں وارد ہوا اور قریب مزار سید محمد گیسو دراز کے جو ایک مرید و ن
سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہی اور اس ملک کے لوگ کمال
اعزاز و اکرام سے اس بزرگ کو بلقب شاہ بندہ نواز یاد کرتے ہیں سکونت
اختیار کی خود تو سجادہ قناعت و توکل پر بیٹھ کے عبادات اور تلقین و ارشاد میں
مشغول ہوا اور اپنے فرزند سعادت مند کو جس کا نام محمد علی اور شیخ موصوف
کے ساتھ آیا تھا تحصیل میں علوم دین و معارف یقین کے مشغول کیا جب
اُس نو نہال سعادت و اقبال نے سرمایہ فضائل و کمالات کے جمع کرنے سے
فراغت پائی اور سن شباب کو پہنچا پر عالی مقام نے اس درگاہ عرش پایگاہ
کے ستوئی کی لڑکی کو جو شرافت نسب و بزرگی حسب میں ممتاز تھا فرزند ارجمند کے
سلک ازدواج میں لایا، اس صدف بحر عفت و شرف سے چار گوہر شاہوار

اس ترتیب سے پیدا ہوئے، ۱ شیخ محمد الیاس ۲ شیخ محمد علی ۳ شیخ محمد امام ۴ شیخ فتح علی، عرف فتح محمد، شیخ ولی محمد بہت دنوں آخر حکومت علی عادل شاہ تک عبادت اور طاعت میں جناب احدیت کے مصروف رہا تب اس تیرہ خاک سے طرف جوار ایزد پاک انتقال فرمایا، شیخ محمد علی جو بنام علی صاحب مشہور تھا بعد انتقال پدر بزرگوار کے شہر کلبرگہ شریف سے مع عیال و اطفال بیجاپور کو تشریف لے گیا، اور وہاں محلہ مشایخ یورہ میں اپنے سالوں کے گھر میں جو ہفت تن شیخ منہاج الدین سپہ سالار والی بیجاپور کی رفاقت میں رسالہ دار تھے رہنے لگا، وہ سب اس جہت سے کہ اپنی بہن کے ساتھ نہایت محبت رکھتے تھے شیخ محمد علی کے آنے اور وہاں سکونت اختیار کرنے کو نعمت غیر مترقبہ جانکر لوازم خدمت گزاری میں جان و دل سے کوشش و سعی کرنے اور کوئی دقیقہ ملاطفت و دلجوئی کا دریغ نہ رکھتے تھے شیخ نیکنام پر ہنوز کئی دن اس مقام میں اُنکے ساتھ آرام و آسائش سے گزر رہے تھے کہ زمانے کی گردش بوقلمون لے تفرقہ اُنکی جمعیت میں آلا دے ساتوں بھائی ایک لڑائی میں جو درمیان فوج بادشاہ دہلی کے جو استخلاص کے لئے بیجاپور کے آئی تھی اور فوج والی اس ملک کے جو سرگردگی میں منہاج الدین کے اُسکے مدافعت و مقابلہ کے لئے تعین کی گئی تھی، سوا شہر کلبرگہ میں واقع ہوئی بہادرانہ لڑ بھرت کے ساتوں کے ساتھ شہید ہوئے، اور نام نیک مردی و مردانگی کا یادگار چھوڑ گئے شیخ علی صاحب اس واقعہ جان گل سے نہایت خستہ خاطر اور تنگ دل ہو وہاں کی بود و باش نے مزہ جانی کیونکہ ساتوں غمزدی سوگ میں ناگہانی موت سات جلیل القدر سواران بھائی کے ہر دم ہلکی اور کرہنسی اور آثار باقی ماندہ کو اُنھوں کے جو عنقریب نظر سے غائب

ہو گئے تھے ہر وقت دیکھ کر یہ وزاری کرتی تھی، اس سبب سے آخر کو شیخ علی صاحب نے اپنی دکھیاری بی بی اور تمام لواحق و وابستوں کے ساتھ وہاں سے طرف کرناٹک بالا گھات کے روانہ ہو کر قصہ کولار میں آبا شاہ محمد دکھنی نے جو ایک مردستودہ صفات اور حاکم اُس سر زمین کا تھا بہ سبب اگلی شناسائی کے جو شیخ موصوف سے رکھتا تھا قدم کو شیخ کے غنیمت سمجھ کر نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا اور ایک مکان شاید اُسکی سکونت کے لئے مقرر کیا بعد چند روز کے جب وہ دیانت و امانت پر شیخ عالمقدار کے بخوبی واقف ہو اتب زمام نظم و نسق تمام اپنے کاروبار کی کف کفایت میں اُسکے سونپی چنانچہ اُس نیک نہاد نے مدت مدید تک اُس مقام میں عزت و حرمت سے زندگی کی اور جب وہ ۱۱۰۹ سنہ ہجری میں اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھارا برآیتنا اُس کا شیخ محمد الیاس قائم مقام ہوا، اور ماتہ اپنے والد مرحوم کے سربراہ کاری کے امور کو کفایت شعاری و ہوشیاری سے انتظام دیتا اور نویشن و برادرون اور تمام منتسبون کو اپنے بخوبی پرورش کرنا تھا،

مروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سبہداری
 پراور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان
 بھادر کا مطلع تو فبق باری مزا سمہ سے

جب شاہ محمد حاکم کولار نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ فتح علی نے بموجب حکم جو انمدی اور عالی ہمتی کے جو اُسکی ذات میں مرکوز تھی گھر میں بیکار بیٹھنے کو ناموری و مردانگی کا ننگ جانکر نے اجازت اپنے برے بھائی

کے جو مرد درویش قناعت بیشہ تھا کرنا تک پائین گھات کی طرف جلا گیا اور وہاں اپنی خوش سلتگی سے جو تحصیل معاش میں رکھتا تھا بہت جلد نواب سعادۃ اللہ خان صوبہ دار آرکات کی سرکار میں داخل پیدا کر پہلے عہدے پر سرداری پان سو پیادہ اور پچاس سوار کے ممتاز ہوا اور بلقب سپہدار سرفراز اور پھر تھوڑی دنوں میں سعی و کوشش شاید ظہور میں لاس مرتبے سے ترقی کر سرگردگی پرد و ہزار پیادہ اور پان سو سوار کے سر بلند ہوا جس عمر کہ میں وہ رستم زمان جاتا مظفر و منصور ہی ہوتا یہاں تک کہ آخر عہد میں حکومت نواب موصوف کے ایک جنگ میں جو در مقام چنچی مضافات سے کرنا تک کے راجہ سیکہ کو نواب کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور راجہ مذکور چودہ سوار نیزہ گزار کے ساتھ کر تیرت مذی سے عین طغیان میں اتر کر اپنے تئیں لئے محابا لگتی تک نواب کی سواری کے جو در میان جمعیت پانچ ہزار سوار اور تیرہ ہزار پیادوں کے دوسرے کنارے پر مذی کے پر اباندھے ہوئے مستعد جنگ کا تھا پہنچ کر چاہتا تھا کہ سنان نیزہ کو نواب کے سینہ سے پار کرے کہ اس میں شیخ فتح علی سپہدار نامدار تمام سپاہ کے درمیان سے جلد آگے گھوڑا برہا کر اس طعن جان ستان سے نواب کی سپر حمایت ہوا اور ایک ہی ضرب شمشیر میں راجہ لئے باک کو ہلاک کیا صلیہ میں اس جان فشانہ اور بہادری نمایان کے علم و نقارہ پا کر سر بلند ہی حاصل کی بعد چندے جب نواب سعادۃ اللہ خان نے وفات پائی اور بسبب جنگ و پر خاش کے جو در میان اُسکے خوبن اور عزیزوں کے وقوع میں آئی اُس ریاست میں تاملتو و اختلال پیدا ہوا تب شیخ فتح محمد نے آرکات کی بود باش سے دل برداشتہ ہو کر ساتھ تمام اپنے چشم و خرم کے بالا گھات کو پھر آیا اور اہل و عیال کو

کولار میں چھوڑ اپنے بھتیجے حیدر صاحب شیخ محمد الیاس کے بیٹے کی ملاقات کو جو ملک میسور میں بعزت و احترام خرم و شادمان زندگی کرتا تھا گیا اور سرکار میں راجہ میسور کے ایک عمدہ خدمت حاصل کر بلقب نائیک (جس کے معنی زمان سنسکرت میں سپہدار ہی) معزز و ممتاز ہوا، اور بعد اُس کے کہ کاروبار سرکار میسور کا درہم برہم ہو گیا فتح محمد نائیک نے اُس خدمت سے استیفا دے کولار کو مراجعت فرمائی اور چند روز واپس آرام سے رہا ہنگام سکونت کولار حضرت آفریدگار نے اُس کو دو لاکھ عطا کیے برائے بیٹے کا نام شہباز صاحب رکھا گیا اور دوسرا ہوتی ہی مہد فنا میں سو گیا، چونکہ ہمت والا نہت فتح محمد نائیک کی ہنوز جو یاے نام بلند و مرتبہ ارجمند کی تھی اس جہت سے وہ سپہدار بختیار سنا تھا تمام اپنی فوج کے نئے منصب کی تحصیل کے لئے صوبہ دار سرا کے پاس جو ایک برا خطہ سویل انگریزی پر سریرنگپتن کے اُتر واقع ہی گیا، صوبہ دار قدردان مردم شناس نے اُس سپہدار نامدار کو اوپر قلعہ ادھی قلعہ بالا پور کے منصوب فرمایا اور وہ ساتھ اپنی جمعیت کے واپس جانے و بست و انتظام میں مشغول ہوا اور چون آب و ہوا واپس کی موافق اُس کے مزاج کے آئی اپنے متعلقوں اور وابستوں کو فصبہ کولار سے اپنے پاس بنا نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ رہنے لگا، ایزد جہان آفرین نے اُس کو اس مقام میں ایک فرزند بخت بلند عطا کیا جس کے فروغ طلعت و نورانی جہت سے تمام خاندان درخشان و منور ہو گیا اور اُس کے طالع ہمایون کے شاہد و نواز راجہ میمون کی دلیلون سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لعل شبیر پیراغ شہر باری کے تاج کا زیب دینے والا ہو گا چونکہ آثار سرداری و ریاست اور نشان جوانمردی و شجاعت کے اُس کی پیشانی سے ہویدا و روشن تھے اس لئے اُس کا نام حیدر شاہ عرف حیدر علی رکھا گیا، یہ روایت عوام کی ہی جو لکھی گئی، لیکن

راویان ثقات یہ کہتے ہیں کہ شیخ محمد علی جد بزرگوار نواب حیدر علی خان بہادر جب سید پارسا کی لڑکی کو جو اشرف و رؤسوں سے کولار کے تھا اپنے جہاں نکاح میں لایا تب اپنے متعلقوں کو بلا کے کولار میں سکونت اختیار کی اس بی بی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام فتح علی رکھا گیا اور ایک لڑکی جو ہنوز پیدا نہ ہوئی تھی کہ شیخ محمد علی نے اس جہان فانی سے انتقال کیا چونکہ فتح علی نے اپنے نانا کے گھر میں تربیت و تعلیم پائی تھی۔ سبب ننہالی سیادت کے اُس کو میر فتح علی کہا کرتے تھے میر فتح علی بہت اوصاف نامی اور خصال گرامی سے موصوف تھا جب سن جوانی کو پہنچا فوج اپنے والد مغفور کی ہمراہ لے نواب دلاور خان حاکم سرائے کے پاس گیا اور چندے اُس کی رفاقت میں عزت و احترام کے ساتھ رہا اور وہاں اکثر کام شایستہ و حمایان اُس سے ظہور میں آئے آخر کو وہ سپہدار نامدار سرکردگی میں دو ہزار سبباہی اور پان سو سوار کے ممتاز ہو کر ساتھ لفظ نانک کے ملقب کیا گیا،

اتفاقاً ایک مرتبہ حاکم سرائے میر فتح علی نانک کی تنخواہ کے مبلغ خطیر زر کی برات میر علی اکبر خان زمیندار نامدار خطہ سرائے پر لکھی، جب میر فتح علی نانک زر تنخواہ کے وصول کر نیگو وہاں گیا، میر علی اکبر خان اُس قدر زر ایک مشت ادا نہ کر سکا، اس واسطے اُس نے قطعہ تمسک بقیہ زر اس قرار پر کچھ مہینے میں سب کا سب ادا کر دینا، میر فتح علی نانک کو لکھ دیا، ہنوز برات کی مدت تمام نہ ہوئی تھی کہ میر علی اکبر خان کی برات حیات پوری ہوئی، جو کچھ نقد اور جس اُس نے چھوڑا تھا، سو سب بقیہ خراج کے بہانے سے سرائے کے حاکم نے ضبط کر لیا، نانک موصوف نے معاد معین پر تمسک مذکور لیجا کر میر مرحوم کی بی بی سے یہ التماس کیا کہ اگر زر تمسک آپ دے سکتیں ہیں تو بہتر و نہ بندے کو اپنی

دامادی میں قبول کیجئے، بی بی بیچاری مصیبت کی ماری اس بات کو فزع عظیم جان کے اپنی دختر معصومہ مجیدہ بیگم کو برسم کہ بانوی نامک موصوف کے ساتھ عقد کر دیا،

مشہور ہی کہ ایام حمل میں اس خاتون زمانہ کو حیدر شاہ نامے درویش مستجاب الدعوات کی خدمت بابرکت میں واسطے طلب دعا کے لیگئے تھے، اُس ولی خدا پرست غیب دان نے مرثدہ پیدا ہونے فرزند ارجمند بلند اقبال، صاحب جاہ و حشمت، سکندر بخت، اوسط و فطرت، حاتم زمان، دستم دوران کا دیا اور زبان صداقت بیان سے ارشاد کیا کہ اُس بخت بلند کا نام حیدر شاہ رکھنا، چنانچہ مطابق فرمانے اُس بزرگ کے وہ طفل سکندر طالع، در سنہ مقدمہ گیارہ سو انتیس ہجری موضع دیو نہلی میں جو متصل کو لار کے ہی پیدا ہوا اور دروازہ فتح و اقبال کا خاندان پر اُس بر خور دار سعادت آثار کے کھلا،

فتح علی سپہدار رفاقت میں حاکم سرا کے مدت تک با جمعیت تمام خرسند و کامگار رہا اور اس عرصے میں کبھو ترقی مرتبہ اور جاہ کی حرص اُسکے دل کے گرد نہ پھری، حب نواب دلاور خان کی حکومت کے کاروبار میں فتور پرا، تب باقتضای ضرورت سپہدار موصوف اور خدمت کی تلاش میں سریر نگین کو گیا، بخت و اقبال تو اُسکے ہر کام ہی تھا، راجہ میسور نے سپہدار مذکور کی رفاقت کو فخر اور جمعیت کو اُسکی فوج کے اپنا نشع کثیر سمجھکر بعہدہ سپہداری دو ہزار پیادے اور پان سو سوار جو ہمراہ رکھتا تھا، اُسے اپنی رفاقت میں رکھا، یہ روداد جو سرمایہ اُسکی تمام جاہ و کمند اور شان و شوکت آئندہ کی تھی، سن گیارہ سو چالیس ہجری میں مطابق سترہ سو ستائیس عیسوی کے، ظہور میں آئی،

راجہ میسور کے خاندان میں قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب کوئی راجا لا ولد مرتا خوشی و اقربا تمام چھوٹے برے لڑکوں کو اُس راجہ کے خاندان سے دیوان خاص میں جمع کر اُن سبھوں سے ایک لڑکے سہ سالہ یا پنج سالہ کو چن کر راجہ بناتے اور جب تک وہ لڑکا جوان اور ہوشیار ہوتا، وے آپ اُس راجہ صغیر سن کے نام سے سب مہمات کے کفیل اور سربراہ کار رہتے اور سب محاصل مملکت کو درمیان اپنے خاندان کے سرداروں میں تقسیم کر لیتے اور ایک شخص کو اپنے درمیان سے وزیر اور وکیل مطلق کرتے،

جب فتح علی نایک سرکار میسور میں آیا تو آٹھ دنوں کے بعد وہاں کے راجہ نے جامہٴ عنصری کو چھوڑا اور کوئی اُس کا جانشین نہ تھا، دستور مطور کے موافق ایک لڑکے کو راجہ متوقفاً کے خاندان سے چن کے چک کشنہ راجا اُس کا نام رکھا اور بندوبست راجہ کا گورنر پرستی نہ راجہ کو سونپا یہ وزیر خیانت پیشہ فن و فریب کی راہ سے تھوڑے ہی دنوں میں راجگی کے اقتدار کا خود مقصر ہو بیٹھا، فتح علی نایک نے اپنے حسن سلیقہ سے بخوبی سربراہ کرنے میں اُن امور کے جو سرکار سے اُس کے حوالے ہوتے تھے ایسی جگہ وزیر کے دل میں پیدا کی کہ اُس نے انجام دینے میں تمام مہتموں کے فتح علی نایک کو سپہ سالار اور سب مضبداروں کا مختار کہا،

جب فتح علی نایک سنہ سترہ سو سینتیس عیسوی میں اس سرای فانی سے سرارے جاودانی کو سدھارا، اُسکی فوج کی سپہداری اور حشم و خدم کی سرگردگی میراث کے طور پر علی نامک شہباز خان اور حیدر علی خان کے ہاتھ میں جو اُسکے فرزند تھے آئی، اور یہ دونوں جوان چالاک نے تھوڑے دنوں میں اپنی ہر دلی و شجاعت کے سبب بلند نامی حاصل کی،

شروع جوانی میں حیدر علی خان نواب میر معین الدین حاکم قلعہ کرہ کی بیٹی کو جو میر علی رضا خان کی بہن تھی سلک ازدواج میں لایا تھا اور اُسی بانو سے نیک خ کے بطن سے سنہ ۱۷۴۹ سترہ سو اُنچاس عیسوی میں ایک بیٹا گرامی منس صاحب اقبال وجود میں آیا جس کا نام طیبو سلطان رکھا گیا،

حیدر علی خان کی دوسری زوجہ میر خندوم علی خان کی بہن سریرنگپتن کے قاضی القضاات کی بیٹی تھی جب بعد انتقال اپنے بھائی شہباز خان کے سارے مال و اسباب پر اپنے باپ کے قابض و تصرف اور تمام فوج و حشم کے اُوپر بالاستقلال فرمان فرما ہوا پھر توسل لوگ اُس کو تمام سرداروں اور سپہداروں میں ممتاز سمجھنے اور حیدر علی نائک ملقب کرنے لگے،

جب حیدر علی خان باپ کی جگہ سپہ سالاری کے مرتبے پر پہنچا وزیر کار فرما میسور کا اُسکی عقل و کفایت پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور وہ دلاور نامجو بھی بھاری کاموں میں خوب سعی و کوشش کر کے ہر روز اپنا استحفاظ زیادہ ثابت کرتا آخر حق گزاری اور شگرف کاری اُسکی وزیر میسور کے دل پر یہاں تک منتقلش در اسخ ہو گئی کہ جو مهم پیش آتی اُس میں اسکی رائے سے استصواب کرتا اور ہر لڑائی میں اُس رسم زمان کے دست و بازو سے مردانہ سے مدد و اعانت لیتا، اب کارگزاری حیدر علی خان کی زبان زد خاص و عام اور شہرہ آفاق ہو گئی اور اُسکی خوش خلقی و ملاطفت کے سبب جسے وہ عموماً غلابیق کی دلجوئی میں اور خصوصاً مسلمانوں کی خاطر داری میں مصروف کرتا تھا سب لوگ اُسکے دام محبت میں اسیر ہو گئے، اس جزو زمانے میں صورت حال اس نواح کی اس طویل پر تھی کہ سبب سستی اور تزلزل کے جو درمیان سولہ و عیسوی کے دولت بیجانگر کی بنائیں واقع ہوا تھا، سب راجا اور باجگزار اس دولت کے اپنی اپنی گردن

بندِ بندگی اور اطاعت سے خلاص کر ہر ایک نے اپنا نام راجا رکھا اور اطاعت کے
 ننگ سے اپنے تئیں آزاد کیا، اُن راجاؤں میں لچھمن راج نام راجا بنگلو رکا بہت
 تو نگر و مال دار اور اوپر مرز و بوم و وسیع و فراخ اُتر پچھم کی طرف ملک میسور
 کے حکومت کرتا تھا اور علاوہ اپنے دارالملک کے جو ایک شہر محکم بنیاد اور مضبوط تھا
 سیون درگ کے قلعہ پر بھی جو بہت قلب اور نہایت مستحکم تھا مقصوف اور
 قابض تھا اُس راجہ سادہ دل نے اس جہت سے کہ اپنے اقتدار و حشمت
 پر مغرور تھا اور کار پر دازان میسور رہا جو قدیم سے اسکے ساتھ موافقت رکھتے تھے
 بدگمان نہ تھا اس قدر فوج کے نگاہ رکھنے میں جو اسکے سارے ملک کی حفاظت
 اور حمایت کر سکے، سستی اور غفلت کی اور انجام بد سے کچھ اندیشہ نہ کیا،
 جب راجہ بنگلو رکی یہ غفلت سپہسالار میسور کو معلوم ہوئی وہ تو ایسی خبر دھونڈتا ہی
 تھا اور وقت فرصت کا متلاشی رہتا تھا، کار فرماے میسور کو ملک و مال کی طمع
 پر دلگرم کر سترہ سو چھیالیس عیسوی میں ساتھ جمعیت بیس ہزار مرد جنگی کے
 سریرنگپتن سے واسطے تسخیر کرنے بنگلو رکے کوچ کیا، بنگلو رکے راجا نے جب
 یہ خبر پائی اپنے تئیں در عین بے سرو سامانی، بلاے ناگہانی میں گرفتار دیکھا کچھ
 تدبیر نہ سوچھی، سوا اسکے کہ اُس قلعہ استوار کے درمیان جا کر پناہ لے، چنانچہ
 ایک مہینے تک اُس میں محصور اور فوج مخالف کے آسیب سے محفوظ رہا، بعد
 اس مدت کے سپہسالار میسور نے اس شرط پر کہ راجہ بنگلو رکا چار لاکھ
 روپی نقد ابھی دے اور آٹھ لاکھ روپی ہر سال خراج کے طور پر راجہ میسور کو
 دیا کرے، قلعے کے محاصرے سے ہاتھ اُتھا نہ بھونا تھا کو اپنا نایب بنگلو رک میں
 چھوڑ مطلقہ و مضور طرف میسور کے کوچ کیا، میسور کا راجا اُس روداد نصرت
 بنیاد سے ایسا سرور اور خوش ہوا کہ سپہسالار کا برسی تکرم و تعظیم

سے استقبال کیا اور انواع اقسام کے الطاف و اشفاق بہ نسبت اُس کے
 مہز دل فرما ساتھ لقب بلند فرزند ارجمند کے اُسے ممتاز و ملقب کیا،
 بنگلور کے راجہ نے جب اُس بلا سے نجات پائی اور میدان کو دلیروں سے
 خالی دیکھا انتقام کے لئے مستعد ہو کر نئی فوج کی نگاہداشت پر ہمت باندھی
 اور ساز و سامان جنگ طیار کرنے لگا بعد آمادہ کرنے آلات طعن اور ضرب کے
 نشانہ بغاوت و عصیان کا علانیہ بجایا، اور حیدر علی خان کے نایب کو زندان میں
 قید کیا، جب یہ خبر میسور میں پہنچی، فی الفور حیدر علی خان ساتھ جمعیت بیس ہزار
 پیادے اور سوار نیزہ گزار کے بنگلور کو متوجہ ہوا، چھتھی صفر سنہ گیارہ سو
 ساتھ بھجری میں مطابق سترہ سو سینتالیس عیسوی کے ایک مقام پر جہان سے
 دارالملک بنگلور بیس میل رہتا ہی راجا کی فوج سے مقابلہ ہوا، راجہ
 نا آزمودہ کار اپنی پر دلی اور نئی فوج کے بھروسے پر سپاہ پختہ کار آزمودہ
 کارزار میسور کے ساتھ لڑنے لگا اور اس طرف سے بہادران شیر جنگ نے
 داد بہادری کی دی،

نظم

ہم جنگ جو دونوں شکر ہوئے ہزاروں بہ اتن سے دان سر ہوئے
 ہوا گرم بازار رزم و ستیز ہوئی ایک برپا و دان رستخیز
 ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ بس رہی جنگ کی پھر نہ جی میں ہوس
 آخر کار راجہ بنگلور کی فوج نے گھونگھٹ کھایا اور خود راجہ اسیر ہوا، سپہ سالار
 نامدار نے فرصت یا کر دارالملک بنگلور کو محاصرہ کیا، وہاں کے لوگ محاصرے کی
 تاب نہ لا شہر کو فی الفور تسلیم کیا، اسی طرح پر اور قلعے اور پر گئے اُس

مملکت کے تصرف میں میسوریوں کے آئے سپہسالار نامدار نے فتح نامہ معہ غنائم اور قیدیوں کے میسور کو روانہ کیا اور کچھ فوج خاص اپنی، واسطے حراست اور حمایت اُس دارالملک کے اپنے نائب سنبھو ناتھ کی سرگردگی میں متعین کی، جب اِس امر سے جمعیت خاطر حاصل ہوئی، تب وہ سپہسالار دولت یاروٹ کے دستورات مالی اور ملکی کے دریافت کرنے پر متوجہ ہوا، کئی دن میں سب حال کلی اور جزوی معلوم کر ایک دستور العمل واسطے تحصیل خراج اور باج کے مقرر کیا اور نقل اُسکی میسور کو بھیجی، وزیر میسور سعی اور کوشش سے اُس سپہسالار بختیار کے نہایت خوش ہوا پر اِس خوف سے کہ مبادا خویش واقارب اُس اسیر راجا کے شورش اور بلوا کر کے اِس بلاد مفتوحہ کے پھیر لینے کے قصد پر لشکر کشی کر بن مملکت بنگلور کو اُس سپہسالار نام جو کی وجہ تنخواہ سپاہ خاصہ میں جایداد کے طور پر لکھ دیا، اُس بہادر نامدار نے اِس رواداد کو غنیمت جان کر اِس ملک کی حفاظت کے لئے جتنی فوج ضرورت تھی اُس سے دو چاند نوکر رکھی اور آہستہ آہستہ سرحدوں کو اُس ملک کے برہان شروع کیا اور قرب جوار کے راجوں اور زمینداروں کو اپنا مطیع کرنے لگا اگرچہ یہ سبب ایک نئے سانحے کے جو اُن دنوں ظہور میں آیا تمام قصد جو سطح نظر اُس سپہسالار جاہ طلب کے اپنی مکنت اور شوکت کے برہانے میں تھے تھوڑے روزوں موقوف رہے، ولیکن چونکہ اقبال اُس کا بار اور بخت یدار تھا آخر کو وے سبب موانع رفع دفع ہو گئے،

توضیح اِس مقال اور تفصیل اِس اجمال کی یہ بھی کہ سن سترہ سو اِکاون عیسوی میں محمد علی خان کرناٹک کانواں جب کئی طرح کی مصیبت میں مبتلا ہوا اور چند اصاحب کی فوج نے جو اُس کا عریف غالب تھا اور جماعت فرانسیسوں نے

اُسکو ترچناپلی کے قلعے میں محصور کیا، تب اُس نے ایک سفیر اپنا میسور کے راجا کی خدمت میں بھیج کر اُس سے سپاہ و زر کی مدد مانگی سفیر کو تاکید یہ تعلیم کی تھی تا وہ راجہ میسور کو امداد اور اعانت برحس طرح ہو سکے سعی اور کوشش سے انگیز دے اور اُس دشمنی اور عداوت کو جو چند اصحاب نے اُس راجا کے ساتھ سابق میں ظاہر کی تھی اور ترچناپلی کی حکومت کے وقت کئی محال آباد کو میسور کے مضافات سے لوٹا اور تاراج کیا تھا اور کئی مہینے تک قلعہ کا زور متعلقہ میسور کو محاصرے میں رکھا تھا اُسے یاد دلاوے اور آخر کو یہ کہئے، اس صورت میں مصلحت ملکہ اری یہی اقتضا کرتی ہے کہ جس طرح ہو سکے یسوخ اور بنیاد سے اس دونوں سرکار کے دشمن کو اُکھا دیں نہیں تو اگر اُس نے کرنا شک لے لیا تو بیشک تمہارے ملک پر بھی وہ ظلم جو پہلے نہیں کیا کریگا، اور اُس نے سفیر کو یہ بھی اختیار دیا تھا کہ اگر میسور کا راجا ان انگیزوں سے امداد و اعانت کی حامی بھرے تو مبالغہ خطیر زکا دعدہ او جو شرط کہ وہ چاہے قبول کر کے اُسکو ہر طور اعانت و امداد پہلاوے،

راجہ میسور کا وزیر کہ مرد ذوفنون و عیار اور حیلہ گری میں یکتائے روزگار تھا مدت سے مرکوز خاطر رکھتا تھا کہ میسور کی ریاست کو برتھاوے اور تمام پرگنوں کو متعلقہ ترچناپلی کے اُسکے مضافات کرے اس سبب سے کسی شرط کو منظور نہ کیا اور سفیر سے کہا کہ اگر نواب محمد علی خان قلعہ ترچناپلی مع اُسکے پرگنوں کے دینے کا وعدہ کریں تو البتہ اس سرکار سے اعانت ہوگی، اگرچہ قبول کرنا اس شرط کا نواب پر شاق تھا لیکن سقیر مذکور نے باقضاے ضرورت قبول کیا کہ بعد اُسکے کہ چند اصحاب کو شکست دی جاوے اور دشمن نواب ممدوح کے ممالک محروسہ سے اُسکے نکال دیئے جاوے تب قلعہ ترچناپلی مع ہر گنجائ متعلقہ اہل کاران میسور کو

تسلیم کیا جائیگا اور اس اقرار کو سوگند و حلف سے مضبوطی بخشی ، القصہ موافق اس عہد و پیمان کے میسور کی فوج مقام کاروڑ میں جمع ہوئی اور وزیر میسور نے چھ ہزار سپاہی مرہٹوں کی جماعت سے نوکر رکھ تمام حشم اور سپاہ لے شروع سال سترہ سی ترین عیسوی میں کرنا تک کو کوچ کیا اور پھرتی فبروری کو ساتھ جمعیت بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار سپاہی کے ترچنالی میں جا پہنچا اور اس فوج سے جو محاصرے میں سرگرم تھی مقابلہ کیا لڑائی شروع ہوئی کوئی تو اپنے مخالف کو تبر کا ہدف بناتا اور کوئی گولی کا نشانہ کرنا کوئی کسی کی پیاس آب خنجر سے بجھاتا اور کوئی کسی کو زخم پیدکان کھلاتا نوک نیزہ نے بہتوں کو خاک سے اٹھایا اور تلوار نے کتوں کو خاک پر گرایا ،

مثنوی

سواران جنگی و مردان کار ہوئے قائم آکر یمین و یسار
 ہوا گرم بازار کین و ستیز ہوئی ایک برپا دھان رستخیز
 جوانوں کا سر تھا اور گرز گران دلیروں کا پہلو و نوک سنان
 تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ دھان کام تھا سب کو باگر زو تیغ
 ہوئے کشتہ جنگ آوران یثمار زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

لیکن تاہم الہی سے میسوریوں کو فتح نصیب ہوئی اور چند اصحاب نے معہ اُسکے ہوا خواہ فرانسیس ہزیمت پائی اکثر تو کھیت رہے باقی بھاگ نکلے ، صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ اس لڑائی میں جو ترچنالی کے محاصرہ میں ہوئی حیدر علی خان بہادر ساتھ اپنے سالہ خاص کے چالاکی اور دست برد میں تمام سپہدار اور سرداروں پر غالب رہا کبھی تنہا اور کبھی تھوڑے ہمراہیوں کے ساتھ مخالف

کی صف میں گھس جاتا اور نامی سردار اور مردان کارزار کو فوج دشمن کے اپنے ہاتھ سے مار کر اُنکے سرکات اپنے شکر میں بطور نشان اپنی فیروزی کے لے آتا ایسی ایسی بہادری اور مردانگی سے زمانے میں آوازہ ناموری کا اُس کے بلند ہوا، بعد مارے جانے چندا صاحب اور تکت یانے جماعت فرانسیس کے وزیر میسور نے نواب محمد علی خان سے ایذا سے وعدہ کی درخواست کی لیکن نواب موصوف نے بلحاظ اپنے انتظامی اپنی سرکار کے اور پیاس خرم کے بھی اُس استوار قلعے کو ویسے حریف زبردست کو دینا مناسب نہ جانا اور غدر نادل پذیر درمیان لا کر عوض میں اُس قلعے کے چاہا کہ قلعہ مدرا کو مع ایکے پرگنوں اور پیشکش قیمتی کے دیوے لیکن یہ شور کے کار گزاروں نے اُسکا لینا قبول نہ کیا آخر اُن دونوں فرقوں میں کہ باہم دوستی اور رفاقت کا دم بہرتے تھے دشمنی کا قدم درمیان آنا سچ ہی،

بیت

دوستی جس میں ہی غرض کا قدم
نام میں شہد ہی اور کام میں سم



پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انڈیزوں کے ساتھ اور میکھلینا اُسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز ہونا اُس امر میں امیران ہم عہد سے

اگرچہ تناوری و شجاعت و ہوشمندی و والاہستی و غیرہ میں راویان حالات حیدر علی خان بہادر کے سب کے سب اس بات پر متفق وہم داستان میں

کہ وہ بہت قوی جتہ و زور مند اور جوانمردی و ہمت بلندی و ہوشیاری و جلالی و جفاکشی میں اور دلجوئی کرنے میں سیاہ کے اور اطلاع حاصل کرنے میں دشمنان کینہ خواہ کے اخبار و اسرار پر اور اور گزیدہ صفوں میں جو ملک داری و سپہ سالاری کے لئے ناگزیر و پر ضرور ہیں وہ بے مثل و یکتا تھا اور بے فضائل اُمتیں بہ تمام و کمال جمع تھے و لیکن اس خصوص میں کہ قواعد جنگ اور دشمن شکنی کے اور طریقہ فتح کرنے قلعوں کے اُن آلات سے جو اہل فرنگ نے ایجاد کیے اور اسلوب حراست و طلایہ داری اور ہوشیاری و زمیندان کے جس میں فرنگستان کے لوگ خوب ماہر ہیں اور اس سبب سے تھواری فوج اُنکی برتری شکر پر غالب ہو جاتی ہی اور بے قنون نامدار بدون مہارت اور مشافی کے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ نواب حیدر علی خان بہادر کی ذات میں جمع ہو گئے اور کب اور ک طرح اُس نے سیکھے اختلاف رکھتے ہیں فارسی و قایع نگار تو اس بات میں کچھ بھی بیان شافی نہیں رکھتے لیکن ملا فیروز صاحب فتوحات برطنیہ در ممالک ہندیہ جسکی روایتوں کا سلسلہ حقایق نگاران انگریزی کو پہنچتا ہی اسطور پر لکھتا ہی،

مثنوی

۱۷۲۸ ع

زنگاہ مسیحا شمارہ ز سال	چو شد ہشت بابیست برغین و ذال
ز مادر جدا گشت آن نامور	شدہ شاد زان پور فرخ پدر
چو می تاق زو فرہ پہلوی	در انام بنہاد حیدر علی
بہ پرورد تاشد ز خوردی بزرگ	بہ رزم و بہ پیکار کردن سترسگ
دہ و بیست سالہ چو شد نامور	سوی فلجری تند بہ گفت پدر

بہ ہمراہ او بود پنج سوار
 کہ بودہ قرائیس را یار جنگ
 رسید بد انجا نگہ سر فراز
 دیدار آن شہر بہنادہ روے
 ز بس گونہ گون ساز و سامان جنگ
 سپہ دیدہ ہر روز در مشق کین
 در خان چو آئینہ آلات حرب
 چویدار بد بخت ہشیار مرد
 خود و لشکر خویشتن نامور
 ہر تا کہ آید گنہ کارزار
 یکا یک بیا موختہ آن ہنر
 چنان شد کہ در ہند از ہندیان
 مر آن را کہ باور بود کردگار
 نہ دارد از آموختن ہیچ شک
 فرومایہ مردم شود از ہنر
 خداوند سازد ہنر بندہ را
 ہنر بے نیازی دہد از نژاد
 اگر شاہزادہ بود بے ہنر
 دو صد ہم پیادہ و را بود یار
 بدید آورد رسم و راہ پلنگ
 بیا سودہ از رنج راہ دراز
 بدیدہ دژ و بارہ و شہر و کوے
 همان راہ و آئین جنگ فرنگ
 فراوان شکفتید و کرد آفرین
 همان راہ و آئین پیکار و ضرب
 پسندید آن رسم و راہ نبرد
 دل و جان پیردختہ از خواب و خور
 دلبران پیکار جو را بہکار
 بہ پیش قرائیس پر خاشخہ
 نہ بد کس کہ با او بہ بند دمیان
 گزیند ہمہ لغزو شایستہ کار
 اگر رفت باید بہ چین و فرنگ
 گرامی تر از کان گنج و گہر
 سرفراز مرد سراغندہ را
 کسے از نژادش نیارد بیاد
 بہ ننگ آورد دودمان پدر

اور مسطر چارلس اسطوارٹ نے کرے مین نواب حیدر علی خان اور طیبو سلطان
 کے جس سے تھے اور ان ترجمہ کیے گئے اس طرح لکھتا ہے کہ حیدر علی خان بہادر

نے پہلی لڑائیوں میں جو وہ بہادر مسطرا لانس اور کلیو سے لڑا سب ہنس اور دیدہ وری کو امور جنگ آوری میں سیکھے تھے جنکے سبب اُن سرداروں اور رئیسوں پر ملک دکھن کے جو اسکے بعد اُس سے لڑے مضمر و منور ہوا اور قتل عام کرنے پر دو پلٹن انگریزی کے ایکبار جنگ میں قادر ہوا اور مقابلہ کرنے میں ساتھ تمام افواج ہند یہ برطانیہ کے میدان جنگ میں دلیر اور توانا، سترھویں تاریخ ماہ آگست سنہ سترہ سو چوں عیسوی میں ترچناپلی کے پاس ایک برائی لڑائی انگریزوں اور فرانسیسوں میں واقع ہوئی جس میں دونوں فریقوں نے اپنے اپنے خیر خواہوں کی فوج بھی مدد کو بلائی تھی۔ اس لڑائی میں حیدر علی خان سپہسالار نے (جو مسطرا آدم سب دکھن کے سرداروں میں بہتر لکھتا ہی) جب یہ دیکھا کہ بہیر و ہنگاہ شکر انگریز کی محض۔ بے پناہ اور بد رقعہ سے خالی ہی ایک تولی کو اپنے سواروں سے یہ حکم دیا کہ سواروں میں مخالف کے جوہر اول فوج انگریزی کے ہمین حملہ کرے اور اُنکو لڑائی میں مشغول اور غافل رکھے اور خود ساتھ ایک رسالہ سواران جابک و چست کے گھوڑے اُتھارے اور مقابلے سے کترایہیر کھا غنیم کو بھلاوے میں ڈال چند اول پر فوج انگریزی کے پیچھے سے آکر مار دھاڑ شروع کی اور آشوب قیامت اُس فوج میں برپا کیا۔ بیستیس چھکرتے ہتھیار اور ساز و سامان جنگی اور اذوقے سے بھرے ہوئے لوٹ لایا، جب دونوں فریق جنگ جوے فرنگستان (یعنی فرانسیسوں و انگریزوں) میں تھوڑے دنوں کے بعد صلح و آشتی درمیان آئی اور لڑائی بھڑاؤ کا دروازہ بند ہوا کچھ روزوں تک آثار بہادری و دلاوری میسوریوں کے جوہر خواہ فرانسیسوں کے تھے اور بناچار نتائج پر دلی نواب حیدر علی خان بہادر کے جو اُن کا سپہسالار تھا ظہور میں نہ آئے آخر کار وزیر میسور بہ سبب عہد شکنی نواب

محمد علی خان کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اُسکی دوست داری و ہوا خواہی سے کنارہ
اور انتقام کٹی مین مستعد ہو کر تسخیر کرنے پر قلعہ ترچناپلی کے ہمت باندھی
اور بہت دنوں تک اُسکو محاصرے میں رکھا لیکن بہ سبب ذوفونی نواب مسدود اور
مد و جماعت فرانسس کے جو بعد برہم ہو جانے کا روبرو چند اصحاب کے ہوا خواہ
نواب محمد علی خان کے ہو گئے تھے محاصرے کی مدت برہ گئی اور ہنوز کچھ فائدہ
اُسپر مترتب نہ ہوا اس درمیان میں ناگاہ وزیر میسور کو یہ خبر وحشت اثر
پہنچی کہ مرہٹوں نے برہی فوج لیکر میسور کی سرحدوں پر تاخت کر فتنہ و فساد اُس ملک میں
برپا کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میسور کی مملکت پر ایک خراج سالانہ مقرر کریں بہ حکم ضرورت
اُس نے اس مہم سے ہتھ اُٹھا مہم شکر میسور ترچناپلی سے میسور کو کوچ کیا
اور سرداری چند اول فوج کی نواب حیدر علی خان بہادر کو دی اور کہا کہ حدود
میسور میں شکر کے پہنچتے ہی اپنی فوج کے ساتھ جلد و تندرکھل کو جو ایک محال
ہی دکن کی طرف سریرنگپتن کے روانہ ہو دے اور اعا دی کی غنیمت اور تاراج
سے اس نواح کو بچا دے جب وہ وزیر باندہ بیردار الملک سریرنگپتن میں پہنچا
راجہ میسور کو جو کتنے روزوں سے ایام غیر حاضری وزیر میں خود تمام کاروبار ریاست
کا متکفل ہوا اور تھوڑی سپاہ سے جو میسور میں تھی دارالملک کو محفوظ رکھا تھا،
دشمنوں کے حملوں سے بہت پریشان و سراپیمہ پایا اس واسطے آراے
کار گزاران دولت میسوریہ کی اس پر مشفق ہوئی کہ سپاہ کینہ خواہ واسطے
دفع کرنے مرہٹوں کے تعین کی جانے لیکن چون سپاہ نے کئی مہینے کی تنخواہ نہیں پائی تھی
اسلئے سرکشی اور بغاوت پر مستعد ہوئی اور نئے تنخواہ پائے اُس مہم پر
جانے سے ابا کیا آخر بہت بحث و تکرار کے بعد جب باقی تنخواہ کے روپے کا
سراجم کیا گیا اور سپاہ راضی ہوئی وزیر میسور نے اپنی فوج کے سب سرداروں

کی طرف خطاب کر کے کہا کہ کون ایسا صاحب ہمت و دلورتم میں سے ہے جو بیر امرھون سے لڑنے اور کینہ کشی کا اُن سے اُتھاوے چون کر مرھتے کی بھاری تھی اور جس قدر فوج مقابلے اور مدافعے کو متعین ہوئی تھی قلیل کسی شخص نے اُس مہم کے سر کرنے کا بیرانہ اُتھایا آخر کار حیدر علی خان بہادر جو واسطے محافظت سرحد جنوبی مملکت کے بھیجا گیا تھا اور اُسکی جرأت اور جلاوت پر اُس عہد میں بہت اعتماد تھا اُس مہم کی کفایت کرنیکو بلایا گیا، وہ شیردل تو ایسے کام کا جس میں جو ہر مردی و شجاعت کا اُسکے نمایان ہو خود خواہان اور مستلشی رہتا تھا اُس پیام نصرت انجام کو سنکر جلد دارالملک سریرنگپتن کو روانہ ہوا اور پہنچتے ہی سپہسالاری پر اُس فوج کے جو مرھون کے دفع کرنے کو متعین ہوئی تھی ممتاز اور سر بلند ہوا لیکن اسی عرصے میں اہریل کے مہینے سنہ سترہ سو پھپین عیسوی میں مرھتے پُر مٹصل دارالملک میسور کے آکر ارکان دولت میسوریہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ اُنھوں نے اُس شرط پر کہ وے ایذا و اضرار سے وہاں کی رعیت کے دست بردار ہو اپنے ملک کو پھر جاوین۔ بیس لاکھ روپی نقد دیکر اُس بلا کو دفع کیا اگرچہ نواب حیدر علی خان بہادر بعد سر فراز ہونے منصب پر سپہسالاری کے مصدر کسی امر نمایان کا نہوا کیونکہ کام کا وقت جا چکا تھا تب بھی اُن جہتوں سے کہ اُس نے اُس منصب سپہسالاری کو بطیب خاطر اختیار کیا اور اُسکے سر انجام دینے و اہتمام کرنے میں جلد آمادہ ہوا تھا اور قبل اس واقعہ کے اُس نے آداب و قواعد میدان جنگ ایجاد کر وہ اہل فرنگ کو فرانیشون سے سیکھے اور سب سپاہ میسوریہ کو تعلیم کر برتی مہمیں اور بھاری کاموں کے لائق بنایا تھا سبھوں کے نزدیک معزز و محترم تھا، اُسی سال کے آخر میں محفوظ خان برتے بھائی نواب محمد علی خان صوبہ دار

کرناجک نے سرکشی اور تمرد کی راہ سے خطہ تینوالی پر جو ایک یرگنہ جنوبی بہرہ زمین جزیرہ نما سے ہندوستان سے ہی قابض و متصرف ہوا اور اُس نے دولت مسوریہ کے کارگزاروں سے مدد چاہی اگرچہ اس مقام میں روایت مساعدت نہیں کرتی کہ دولت مسوریہ کی طرف سے نواب محفوظ خان کی اعانت و امداد عمل میں آئی یا نہیں لیکن اکتوبر مہینے سنہ سترہ سو ستاون عیسوی میں نواب حیدر علی خان اپنی فوج لیکر محال دندیکل میں گیا اور بعد ایک مہینے کے وہاں سے طرف دکھن کے تاخت لی اور شولاوندن کے قلعہ کو تسخیر کر محال مدرا میں جو قریب محال تینوالی کے اتر طرف ہی گیا، لیکن اس مقام میں بعد تھوڑے روز کے محمد یوسف نے جو کمیدان تھا انگریز کے شکر کا حملہ کر حیدر علی خان کو دندیکل کی طرف بھرا یا اس محل میں سپہسالار فوج مسور نے ایک جماعت فرانسیسوں کے ملنے کا سال آئندہ تک انتظار کھینچا جب وہ جماعت اُسکے ساتھ آملی شہر مدرا اور مضافات پر اُسکے دو تاراری اگرچہ آخر ماہ جنوری سال سترہ سو آتھاون عیسوی میں ایک فوج جماعہ فرانسیسوں کی مع منصہ دار مو شیرا مشترک شہر دندیکل میں پہنچی لیکن اس سبب سے کہ مرہٹے پھر مسور پر تاخت کر تمام ملک کے خراج کی چوتھ طلب کرنے لگے اور دولت مسوریہ سے حیدر علی خان بہادر کو یہ خط پہنچا کہ وہ تسخیر کرنا بلاد دور دست کا بالفعل ملتوی رکھ جلد دارالملک سریرنگپٹن کو جس میں مرہٹے قسم قسم کے ظلم و بیداد کر رہے ہیں متوجہ ہو اُسکی محافظت اور حمایت کرے، حیدر علی خان اپنے قصد سے باز رہ کر ساتھ جماعت فرانسیس اُن حدود کے جو جلد قصد اپنے شکر سے ملنے کا جسے اُن دنوں میں قلعہ ترچنپلی کو سخت محاصرے میں گھیر رکھا تھا رکھتے تھے کوچ کیا،

یروناب حیدر علی خان بہادر کے سریرنگپتن میں پہنچنے کے پہلے ہی معاملہ مرہٹوں کا یون طحی ہو چکا تھا کہ کار گزاران دولت مینور یہ نے کچھ روپی نقد اور کچھ اشیائے قیمتی اُن کو دیکر اُن سے جنس امان اور ایسی کی خرید کر لی تھی اور جب نواب حیدر علی خان دارالملک میں داخل ہو اسب طرح مرہٹوں کے فساد سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا تب اُس سپہسالار نام جو نے واسطے نظم و نسق امور خطہ بنگلور کے جو اُسکی خاص جایداد تھی اور بہ سبب اُسکی غیر حاضری کے وہاں بہت سی نئے انتظامی پیدا ہو گئی تھی بنگلور کو روانہ ہوا،



• تحریر کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر پر چک پالاہور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح پانا اور نئی فوج کو نو کر رکھ اپنی جمعیت کو برہانا،

بعد چند روز کی اقامت کے بنگلور میں اُس سپہسالار پر دل نے جو غم و رزم کا دوست و آرام و راحت کا دشمن تھا ایک فتح تازہ کی راہ وزیر مینور کو دیکھائی، اور اس طرح اُسکو تحریر کر فوج کشی پر مستعد کیا کہ اس فتح سے جو میرے خاطر میں مرکوز ہے جو زہ دولت میسور یہ کا وسیع اور خزانہ اُسکا جو بہ سبب خرچ ہونے مبالغہ خطیر کے آرکات کی لڑائی میں اور اس صرف بیجا سے جو مرہٹوں کو لقمہ دو بارہ دینے میں خالی ہو گیا ہے معمور ہو جائیگا، وزیر میسور کو نواب حیدر علی خان بہادر کی ان باتوں نے بھلاوے میں ڈالا اور اُس نے اس بات کی تہ کو نہ سمجھ طمع زر سے اُسے بے تامل قبول کر لیا،

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ستر میل کی مسافت پر بنگلور کے پچھم اتر

ایک خطہ چک بالا پور (یا کوچک بالا پور) نام واقع ہی اور یہ خطہ ایک سر زمین دل چسپ سیر حاصل زر خیز ہی جاسو سون نے سپہسالار نامدار کو یہ خبر پہنچائی کہ نرائن شوامی نام وہاں کاراجہ بہت مالدار اور خداوند نعمت بسیار ہی اور باوجود اس قدر نعمت و ثروت کے ہمت اور جرأت سے جس سے وہ اپنی حراست و حفاظت کر سکے بالکل بے نصیب اور محروم سپہسالار جاہ طلب نے بہ مجرد سننے اس اخبار مسرت بار کے قصد تسخیر اس خطے کا اپنے دل میں مصمم کیا اور وزیر میسور کی راے سے ایک جمعیت شایستہ سپاہ میسور یہ سے چنکر سنہ سترہ سو آٹھاون عیسوی میں بنگلور سے کوچک بالا پور کی طرف کوچ کیا اور قبل اسکے کہ اُس خطے کے راجہ کو اُسکی عزیمت پر اطلاع حاصل ہو دفعۃً اس خطے میں جا پہنچا راجہ بیچارہ پہلے تو ندی درگ کے قلعہ میں جا گھسا پھر دو روز کے بعد افواج میسور یہ کے محاصرے کی تاب نہ لا قلعہ سے بھاگ گیا اور سارا مال اور اسباب و زمین چھوڑ دیا سپہسالار نامدار وہ سب اپنے قبضے میں لا اُس میں سے کتنی نادر چیزیں ساتھ فتح نامہ کے دار الملک میسور کو بھیجیں اور بقیہ اموال سے ایک حصہ تو سپاہ پر بطریق انعام تقسیم کیا اور باقی اپنی سرکار خاص میں رکھا اور اپنی طرف سے عامل کار گزار واسطے بندوبست کے اُس تمام علاقوں میں متعین اور مامور کر اُس نواح کو اپنی جاہلاد قدیم میں منضاف کیا نواب حیدر علی خان بہادر نے جب وضع زمانے کی اس طور اپنے موافق پائی اور فلک کو یار دیکھا اور اپنی سعی اور کوشش کے پودھوں کو نامور سی کے باغ میں میوے خوش گوار کے ساتھ پھلتے پایا تب اپنی ریاست کے احاطے کو برہانا چلا اور ممالک مفتوحہ کی حفاظت کے بہانہ سے سپاہ قدیم کی جمعیت کو فوج نو نگہداشت سے زیادہ کی اور

ایک رسالہ نیا ایسے اشراف سواروں سے جنگی وفاداری اور بہادری قابل
اعتماد کے ہو بھرتی کر اپنی خدمت خاص میں رکھا،



حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہ سالار دولت یار کی عزت و
شان دیکھ کر اور گوا کھودنا اُسکی راہ میں اور آپ ہی
کرنا اُس میں اور پہنچنا سپہ سالار کا مگر کا مرتبہ جلیلہ
وزارت پر راے میسور کے اور تصرف کرنا امور معظمہ پر راج کے

جب خبر فتح اُس سہم کی جو سپہ سالار بختیار سے ظہور میں آئی وزیر کو پہنچی
نواب مغفلت سے چونکا اور راجہ میسور کو اِس طور پر اغوا کیا کہ یہ سپہ سالار
حریف پر کار ہی لطایف الحیل اور فریب سے اُسکو دارالملک سربرنگہ میں
میں بلا کر قید کیا جائے چنانچہ بموجب اِس تجویز کے پیشگاہ دولت میسور یہ
سے ایک اشتیان نامہ بھرا ہوا انواع اقسام تعریف اور ثلث سے اُس
سپہ سالار یگانہ کی خدمت میں اُسکے شریف لانے کے واسطے بھیجا گیا
نواب حیدر علی خان بہادر تو اُمر اور وزراء سے عموماً اور مگر
و فریب سے وزیر و راجہ میسور کے خصوصاً سابق سے آگاہ و واقف
تھا اور اِسی واسطے بحکم احتیاط اور حزم کے ایک اخبار نویس تیز ہوش
کو اوپر پیش قرار مشاہرہ کے اپنی طرف سے خفیہ میسور میں متنب کر رکھا تھا
تا ہمیشہ وہ ان کی خبر لکھتا رہے چنانچہ اُس نامہ خدیعت ختام پہنچنے کے آگے
ہی اُس خفیہ اخبار نویس نے وزیر کی مکاری کو اور حضور طلہ کے باعث کو
نواب حیدر علی خان پر ظاہر کر دی تھی اِس سبب سے اس بہادر نے نامہ ہاتے ہی

بعد غور اور تدبیر کے بالا پور سے بنگلور کو کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر تمام اپنی فوج کو جمع کر متوجہ دار الملک سریرنگپن کا ہوا اور جب منزل مقصود کو پہنچا حوالے شہر میں مقام کرشام کے وقت ساتھ چند بہادر سپاہیوں کے جن پر اعتماد کاں رکھتا تھا وزیر کی ملاقات کو گیا اگرچہ وزیر پختہ کار سپہسالار نامدار کے پہنچنے سے پہلے اُسکے پکڑنے اور قید کرنے یا مار ڈالنے کی بہت سی تدبیریں کر رکھی تھیں لیکن جب وہ نامدار وہاں پہنچا کچھ اُس سے بن نہ آئی سب اُس کا اندیشہ خام اور سودا ناما تمام رہ گیا سچ ہی جس کو خداوند علی الاطلاق شوکت و شکوہ میں یگانہ آفاق بناتا ہی ہر ایک رو بہ منش اور خدیعت پیشے کا خدع اور مکر اُسکے آگے پیش نہیں جانا بلکہ وہی مکر و فریب اُسکی ترقی کا باعث ہو جاتا ہی الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اُس سے رخصت ہو اپنے خیمے میں داخل ہوا اور فرصت وقت جاتی رہی جب اُس وزیر پر تیزویر نے دیکھا کہ اول ملاقات میں اُسکی بد سگالی کا منصوبہ عمل میں نہ آ سکا اور مرکوز خاطر نے اُسکے کچھ ظہور نہ پایا بار دیگر یہ چاہا کہ دوسری ملاقات میں پھر اسی طرح کا بساط مکر اُس سکندر ظالع کی راہ میں بچھاوے اور اپنے حریف غالب کو مات کرے لیکن دوست ہوا خواہ اُس سپہسالار نامدار کے جو اُسکے دربار میں تھے اُس راز سربستہ سے واقف ہو گئے اور فوراً پیش از وقوع اُس مکر و فریب کی اطلاع اُس دستم وقت کو پہنچائی اگرچہ وہ دلاور نامدار بد اندیشی سے وزیر مکار کے اُس واقعہ کے پہلے ہی خبردار ہو چکا تھا تو بھی پختہ کاری کی راہ سے تجاہل عارفانہ کر اُس حال کو سنکر بہت متعجب ہو حیرت کی راہ سے کہا کہ ایسے عاقل و نیک خواہ سے ایسے اندیشے تباہ کد سزاوار تھے تب اپنے رفیقوں اور مشیروں سے مشورہ لے کر عزم جزم کیا کہ

وزیر خیانت بیشہ کو اوج و وزارت اور کام گاری سے حفیض معزولی اور خواری میں ڈالے۔

بعد چند روز کے وہ سپہسالار واسطے ظہور میں لائے اپنی عزیمت کے ملاقات کے بہانے وزیر کے گھر گیا ایک تکرری کو اپنی سپاہ سے تو اُس کے دروازے پر ہتھکڑیاں اور تھوڑے سے بہادر سپاہی جو تمام فوج میں دلاوری اور جالاکی میں مستحب تھے ساتھ لیکر وزیر کے مکان میں جائے لڑے بھڑے اُس کو قید کر لیا اور ایک جماعت کو اپنی سپاہ سے واسطے گھیر لینے راجہ میسور کی دولہن کو بھیجا راجہ میسور نے اس واقعہ سے کچھ تنگدلی اور پریشانی کو اپنی خاطر میں راند نہ دیا بلکہ نواب حیدر علی خان بہادر کو بلا کر بہت اعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور سردار بہادر فرمایا کہ چلن نہ و راج کی تھوڑے روزوں سے ایسی راہ راست و اعتدال سے منحرف ہو گئی تھی اور کئی کام خلاف مرضی اُس نے ایسے کیئے تھے کہ بیش نہاد میری خاطر حق گزین کے یہی تھا کہ وہ معزول ہو اور ایسے سپہسالار کفایت پیشے کو عہدہ وزارت سونپا جاوے الحمد للہ کہ اس مہم نے بے مداخلت اس نیاز مند درگاہ احدیت کے نیک سرانجام پایا اب کمال خوشی اور رضامندی سے میں چاہتا ہوں کہ حکومت کا اختیار اس سپہسالار کا رگزار سلیمہ شعار کو سونپوں جب نواب حیدر علی خان بہادر نے میسور کے راجہ کو اس واقعہ میں یون ترسان لرزان بایا زبان ملا طفت پرورد کو واسطے دلجوئی راجہ کے کھولا اور مراتب محبت و خواہی کو اپنے اچھی طرح اُس کے ذہن نشین کیا اور کہا کہ اگر وزیر ہر ترویر میری جان کا قصد نہ کرتا تو میں ہرگز مصدر اس شورش اور اُسکی اینداز سانی کا زہار نہ ہوتا آخر نواب حیدر علی خان بہادر نے وزیر کو معہ اُس کے دونوں لڑکوں کے قلعہ میسور میں مقید

کمر و وظیفہ شایستہ اُن کے واسطے مقرر کر دیا چنانچہ وہ بیچارہ تیرہ برس تک بعد
 مہینہ ہونے اس نکبت اور وبال کے قید حیات میں تھا آخر کو انتقال کیا،
 نواب حیدر علی خان بہادر نے جب حریف کو اپنے جہل خانہ میں بھجوا کر تمام
 مناصب جلیلہ پر دولت میسوریہ کے خود مستطرف ہو اسب ملکی اور مالی کام کو
 اپنی تجویز اور رائے سے انجام دینے لگا بعض زمیندار اور راجاؤں نے جو
 دارالملک سے مسافت بعید پر تھے اُسکی اطاعت سے سرکشی کی اور اُسکی
 حکومت اور اقتدار پر معترف نہ ہوئے لیکن ان سب کی ناخوشی کو وہ کچھ
 حساب میں نہ لانا تھا اور اس نافرمانی کی کچھ وقعت اُسکے نزدیک نہ تھی کیونکہ
 مے کے مہینے سال سترہ سو ساٹھ میں جب مو شیر لالی حاکم پانڈیچیری نے
 اُس نواب صاحب اقتدار سے اس طور پر درخواست لکھی کہ وہ
 فوج و وظیفہ پر وراپنی معہ توپ خانے کے جو تحت حکم اُسکے بھائی میر محمد دم
 علی خان کے تھا واسطے مدد فرامیوں کے بھیج دے اُس نواب عالیقدر
 نے اپنے دست و بازو سے مردانہ براعتا د کر کے بہت فوج مدد کو اُسطرف
 روانہ کر صرف تین سو سو اڑھائی جو ہمیشہ واسطے حفاظت اور حمایت اُس
 عالی جا کے ہرکاب رہتے تھے بہت دنوں تک مقام دریادولت باغ میں جو تین
 میل کے فاصلہ پر قلعہ سربرنگپٹن سے واقع ہی اقامت کی،

روانہ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا میر مخدوم علی خان کو توپ خانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ پانڈی چیری کی طرف اور تصرف کر لینا انگریزوں کا اُس قلعہ کو اور ناکام مراجعت کرنا مخدوم علی خان کا وہاں سے اور اس جہت سے اُسکا پہلے موردِ عتاب نواب بہادر کا ہو جانا اور پھر فرانسیسون اور منصبداروں کی شفاعت سے سرفرازی پانا،

سترہ سو ساٹھ عیسوی میں جب نواب حیدر علی خان بہادر سطوت و بغماگری سے مرہٹوں کی اپنی مکنٹ و اقتدار کی حمایت و حفاظت میں مشغول تھا پانڈے چیری اقامت گاہ جماعت فرانسیسون کی انگریزوں کی صولت سے برے خطرے میں تھی جب مو شیر لالی وہاں کے حاکم نے اُس سے کمک طلب کی نواب حیدر علی خان بہادر نے سات ہزار مرد جنگی سوار اور پیادے توپخانے سمیت بسرگردگی میر مخدوم علی خان اُس طرف کو روانہ کیا میر موصوف نے اُٹھنے سے ایک جمعیت کو فوج انگریزی کے جو اُسکی فوج کو نہی کے اُترنے سے مانع ہوئی تھی پیچھے ہٹا دیا اور حوالی پانڈے چیری میں پہنچ کر دو مہینے تک وہاں اقامت کی اور اس عرصے میں کئی مرتبہ اپنی سپاہ قلعے کے درمیان واسطے حمایت قلعے کے جیسجی اور بارہا مو شیر لالی کو تحریض کی کہ قلعے سے نکل میدان میں صف باندھ کر انگریزوں سے لڑے لیکن اسکے دل پر ایسا انگریزی فوج کا رعب غالب ہو گیا تھا کہ میر مخدوم علی خان کی تحریض اور اُسکی اپنی سپاہ کی دل دہی اور انگیز نے مطلق فائدہ نہ بخشا آخر کار نامردی و جبن کے باعث ویسے مضبوط قلعے کو انگریزی فوج کے سرداروں کو تسلیم کروانے سے چاہا گیا،

جب میر محمد و علی خان نے یہ حال دیکھا لاچار وہاں سے پھر کر بنگلہ کو گیا اور سب فرانسیسی سواروں کو جو سیوس آلن ہیوکل کے رسالے میں تھے اور تمام اہل حرفہ اور پیشہ ورون کو جو وہاں رہتے تھے ساتھ لے گیا آنا اس جماعت فرانسیسیہ کا واسطے نواب بہادر کے فوز عظیم تھا جنکے سبب اسکی فیروزی اور نیک سرانجامی زیادہ ہوئی اس واسطے کہ اکثر ان پیشہ ورون سے زرہ و جوشن بنانے والے اور لوہار اور صیقل گر و برہی تھے جن کو فرانسیس واسطے توپخانے اور سلاح خانے پانڈیچیری کے بری تلاش سے بہت زر خطیر خرچ کر کے لے آئے تھے چونکہ نواب موصوف قوم فرانسیس سے بہت خوش گمان اور انکی چالاکی و دلبری کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اس واسطے انکے آنے اور داخل ہونے سے اسکی سپہا میں بہت شاد ہوا اور زیادہ اس جہت سے کہ ان فرانسیسوں کے ساتھ ایک جماعت پیشہ ورون کی تھی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اگرچہ نواب بہادر آنے سے اس جماعت فرانسیسوں کے بہت خوش ہوا تھا لیکن اس جہت سے کہ میر محمد و علی خان پانڈیچیری سے ناکام پھر آیا اور کچھ کام نکلیا بہت ناخوش ہوا اور خان موصوف کے ساتھ نہایت سرد مہری سے ملاقات کی اور مورد عتاب کر کے یہ کہا کہ کیون کام کو نہ تمام چھوڑا اور پانڈیچیری کی ملک سے ہاتھ اٹھایا اور غایت طیش سے قبل اسکے کہ اس سے کچھ جواب سنے اسکو سپہسالاری کے منصب سے معزول کر سواران سرسری کے جرگے میں داخل کیا اور فرمایا کہ اصلاً یہ شخص ایذاقت حکومت اور سپہسالاری کی نہیں رکھتا ہی جب نواب نامدار نے اپنے برادر نسبتی کے ساتھ یہ سلوک کیا سب لوگ حیران ہو گئے اور جتنے منصبدار اور سپاہی جو پانڈیچیری کی مہم میں میر محمد و علی خان کے ساتھ

تھے بہت غمگین و دلگرفتہ ہوئے اُن میں سے بہتوں نے اور اُن فرانسسویوں نے جو تازہ وارد تھے میر محمد دوم علی خان کی شفاعت کی چونکہ اس رستم نامدار کا بہرہ دستور تھا کہ اگرچہ کسی امر ناشایستہ ہر کسی سے ناخوش ہو جاتا لیکن انصاف سے ہرگز عدول نہ کرتا تھا اسی سبب سے جب اُن رفیقوں کو تبریہ و اظہارِ رائے قصوری میں خان مذکور کے متفق پایا میر محمد دوم علی خان کی فوج کے سب منصبداروں کو بلا کر راہ و روش خان موصوف کی اور تمام کیفیتِ مہم بابت چیمبری کی اچھی طرح اُن سے پوچھی سب نے ایک دل و ایک زبان میر محمد دوم علی خان کی پردلی اور عقل کی تعریف کی اور کسی طرح کا قصور اُس کا اُس مہم میں بیان نہ کیا بعد تحقیق ہونے اس امر کے نواب بہادر نے حکم کیا کہ سواری خاص معہ نژام ساز و سامان شوکت اور توزک کے جلد طیار ہو، حکم پاتے ہی جھت پت فیٹانے سے ہاتھی ہتھنسان زردوزی جھولین پتری ہوئیں جراؤ عماریان طلائی ہو دے گدیان بانانی منجلی کھنچی ہوئیں آکر در دولت خانے پر جھومنے لگیں اور اصطبل سے ترکی تازی گھوڑے پوزی پتے درجی ہیکل جھبے نقرہ طلائی مرصع کار سے آراستہ جراؤ کا تھی کار چوبی چار جامے کھینچے ہوئے آنے لگے سواریوں کے غت کے غت رستوں پر آکر کھڑے ہو گئے اور پیادے برقنداز اپنی اپنی وردی رنگ برنگ کی پہنے ساز سنگر آنگائے بند و قین لئے تلوار بن ہر تلون میں ڈالے ہوئے در دولت سرا پر جمع ہوئے اور نقیب چوہدار عاصی بردار طلائی و گنگا جمنی عاصی سوئے ہاتھ میں لئے حاضر الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اس شوکت و توزک سے ساتھ کو کبہ پر تکیہ و شان کے اپنے رفقا و ارکان دولت سمیت میر محمد دوم علی خان کے گھر اُسکی ملاقات کو سوار ہوا تھوڑی ہی دور سواری گئی تھی کہ بازار کے درمیان خان موصوف

کو زیادہ جاتا دیکھا نظر پڑتے ہی فی الفور نواب قد رشنا س ہا تھی سے
اُتر خان موصوف کو آغوش شفقت میں لے کئی مرتبہ بدل معاف
کیا اور یہ کہہ کر اُسکی دل جوئی اور اپنی طرف سے معذرت کی کہ تمہارے
ہوا خواہو کی تقریر سے اب ٹھچر ثابت ہوا کہ عتاب میرا آپ پر بیجا تھا اس
لئے میں تمہارے یہاں معذرت کے لئے چلا تھا اب جو میں نے تم کو رستے پر
بازار میں پایا بہت خوش ہوا اس لئے کہ یہاں اعتذار برسر بازار تمہاری
لئے قصوری سب لوگوں کے نزدیک ظاہر کر دیگا تب نواب قد ر دان مہر پرور
نے خان موصوف کو اپنے خاص سواری کے ہاتھ پر سوار کیا اور خود اپنے
خاص گھوڑے پر سوار ہو سب کو کہہ اور تو زک سواری سمیت اُسکے ہاتھی
کے آگے آگے جاتا تھا اور سب لوگ اور سپاہ پیچھے چلی آتی تھی نواب
ہمدرد کے اس رفع مال اور صفائی سے ساتھ میر محمد و م علی خان کے سب
لوگ نہایت خوش ہوئے ،

اگرچہ اس غضب اور رضاءندی سے یہ نسبت میر محمد و م علی خان کے
یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عادل زمان راہ انصاف و عدل پر چلتا اور ظلم و جور سے
اعراض کرتا تھا لیکن حقیقت حال یہ ہی کہ اس طرح کا خطاب اور عتاب اُسکا
مصلحت پر ملک داری اور سپہ سالاری کے متضمن تھا اس واسطے کہ چون دل اُسکا
جاہ طلب و اقتدار دوست تھا اور سر کو اُسکے تاج داری اور کٹو رخیوں کی
آزدی تھی پس یہ عتاب اُسکا بموجب مضمون اس مصرع کے ،

ای در بنومی گویم دیوار تو ہم بشنو ،

سب منصبداروں کے لئے ایک تعلیم تھی تاکہ وہ سب اس بات کو
خوب یاد رکھیں کہ جب اُس نواب ذی اقتدار نے تو ہم سے قصور کے مہم شکر

کشی میں اپنے بھائی کو جو اُس کے نزدیک جان کے مانند عزیز تھا عہدے سے معزول اور مورعتاب کیا اور ایک لمحہ میں کچھ سے کچھ کر دیا اور کسی کو ایسے کاموں میں کب سزا دینے سے درگزر کریگا ،

لشکر کشی کرنا بسواجی بندت سردار مرہٹے کا میسور ہرا و راجہ میسور کا اُرخلا ننا پوشیدہ اُسکو واسطے گرفتار کرنے نواب حیدر علی خان کے اور آگاہ ہو جانا نواب موصوف کا اُس راز مخفی سے اور بچے کے چلا جانا نواب کا میسور سے بنگلور کو ،

جب سترہ سو آٹھ عیسوی میں فوج مرہٹوں کی سرگردگی بسواجی بندت بحیلہ طلب چہارم حصہ خراج ملک میسور کے جکا حال اوپر لکھا گیا سریرنگپتن کی سرحدوں میں پہنچی میسور کے راجہ نے ایک سفیر رازدان کو مخفی بسواجی بندت کے پاس بھیج کر حال اپنی نکبت اور ذلت کا اظہار کیا اور کمال عاجزی سے اُسے درخواست کی کہ وہ اُسے موذی مسلمان زبردست کے پنچے یعنی حیدر علی خان کی قید سے چھوڑانے میں سعی اور کوشش کرے سپہدار مرہٹے نے بہ سبب تعصب دین و طمع زرا اُس امر کو قبول کر لیا اور سب اپنی سپاہ ساتھ لیکر دارالملک سریرنگپتن کی طرف یورش کے قصد پر چلا چونکہ نواب نامدار اُس راز سے آگاہ نہ تھا پہلے مرہٹے کی فوج کے آنے کو واسطے مطالبے چوتھ کے سال گزشتہ کی طرح خیال کیا تھا لیکن کئی ساعت قبل روانگی فوج کے تمام منصوبوں پر راجہ اور سپہدار مرہٹے کے واقف ہو گیا اور یقین جانا کہ اُن دونوں کو میری تباہی منظور ہی وقت کو ضائع نہ کیا اور فی الفور وٹان سے سوار ہو ساتھ کئی رفیق بہادر

چالاک جان نثار کے مخفی بنگلہ کی طرف جہان اپنی سپاہ خاص واسطے ضبط و حراست قلعہ کے متعین کر رکھی تھی روانہ ہوا، جب نواب قلعہ سریرنگپتن سے نکل کر بنگلہ کو چلا تب راجہ کے لوگوں نے مطلع ہو گئے اُسکی طرف چلائے سب خالی گئے اور بہت سے مرہٹوں کے سواروں نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہنچا اور وہ سپہدار نامہ اور صحیح وسالم قلعہ بنگلہ میں داخل ہوا۔

سپاہ بھیچنا راجہ میسور کا سپہ سالار کناری راو واسطے محاصرہ بنگلہ کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا سریرنگپتن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال مسدد حکومت پر جلوس کرنا۔

جب نواب حیدر علی خان بہادر بنگلہ میں پہنچا پھوٹتے ہی ایک قاصد باد رنار میر محمد و م علی خان کی طرف روانہ کیا اور یہ فرما بھیجا کہ بہت جلد تمام اُس جمعیت سوار و پیادہ کے ساتھ کہ سابق فرانسیسون کی کمک کے لئے باندھی چیری کو بھیجی گئی تھی آرکات سے بنگلہ میں آکر حاضر ہو اور سب گرتھونکے قلعہ داروں کو جو اُسکے حکم میں تھے لکھ بھیجنا سب اپنا اپنے محالات اور یرگون کی حراست اور حفاظت میں بخوبی مشغول و مصروف رہیں اور جس قدر سیاہی اور کام کے آدمی وہاں کی حاجت سے زیادہ ہوں بنگلہ کو جلد بھیج دیں۔

راجہ میسور نے چڑھائی کی فرصت کو نواب بہادر پر جو ایک حریف زبردست لڑائی کی گھاٹوں سے خوب ماہر تھا قبل اُسکے کہ اُسکی فوج آرکات سے پہنچے غنیمت جانکہ جلد جس قدر فوج جمع ہو سکی سپہ سالاری میں کناری راو کے

بنگلور کو روانہ کی تا وہ شتابی سے پہنچکر قلعہ بنگلور کو سخت محاصرہ کرے نواب
 بہادر نے اسی عرصے میں پہلے پہنچنے فوج دشمن کے ایک اچھی جمعیت شوار
 و پیادوں کی جمع کر لی تھی اور جب فوج مخالف کی قریب پہنچی اُسکو نیت ہی
 محترم اور ناجیز سمجھ بمقتضایہ تہوڑ ذاتی اتنے انتظار کرنے کو کہ فوج مخالف
 کی آوے اور قلعہ کو محاصرہ کرے نامردی حان معہ سپاہ قلعہ سے باہر نکل
 آگے برہمکر اُنکا مقابلہ کیا دونوں مہابھارت دلیں جیسے سانوں بھادوں کے بادل
 گھن گھور چاروں طرف سے اُٹھتے ہیں ایک دوسرے کی مقابل ہو بن پہلے تو دور
 سے گولیاں اور گولے تگرگ اولہ اولے کی طرح دونوں طرف سے برسے لگے
 گولوں کی گرگر آہستہ اور گولیوں کی کرکر آہستہ بادل کی گرج اور رعد کی کرک تھی
 اور رنجک کا آواز ناو مہتابی کا چمکنا برق کی جھلک اور بجلی کی چمک دھان دھان سے
 تو پونکے ہنگامہ محشر کا پیدا تھا اور دھمک سے اُسکے زلزلۃ الارض آتکار جب
 دونوں فوجیں لڑتے لڑتے نزدیک آئیں اور نوبت کوتاہی کی پہنچی تب تو
 تیغ تبر خنجر حمد ہر پستول طپنچے چھوڑی کٹاری بھالے برچھی کی بو پھا آئیں
 چلتی تھیں اور لہو کی پھوٹا رہی اُرتی ایک لمحہ میں خون کی ندیاں اور نالے
 بہنے لگے اور ہاتھی گھوڑے اُونٹ ناو بچر و نلے مانند اُس میں نظر آنے
 قتلوں کے سر حباب کے مانند تیرتے پھرتے تھے اور کشتیوں کے مانند لاشیں
 موجوں کے مارے بہہ کنارے لگتی تھیں آخر کار نواب رستم شوکت اسفندیار
 صولت نے راجہ میسور کے لشکر کو ہزیمت فاحش دی اور کنارہ راو
 سپہسالار کو پکڑ لیا اس لڑائی میں معلوم نہیں ہوتا ہی کہ مرہٹے شریک تھے یا نہیں
 کسی راوی نے کچھ اس باب میں نہیں لکھا، نواب حیدر علی خان بہادر نے
 منظر و منہور مع سپہسالار اسیر بنگلور کو مراجعت فرمائی تھوڑے دنوں کے بعد جب

میر محمد و م علی خان معہ فوج وہاں پہنچا تب نواب بہادر تمام سپاہ کینہ خواہ کو ساتھ لے وہاں سے کوچ کر سریرنگپتن کو روانہ ہوا اور اسے مقابلہ اور مزاحمت قلعہ میں جاراجہ میسور کو حرم سرا میں قید کر لیا اور سپہسالار میسور کو لوہے کے پانچمرے میں مقید کیا اور کارگزاروں کو اُسکے قلعہ سے باہر نکال تمام مکنت اور اقتدار پر راجگی کے قابض و متصرف ہو ایہ واقعہ جلیلہ درسنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی ظہور میں آیا یسٹرانتراع کرنے انگریزوں کے پانڈیچیری کو فرانسیسون کے ہاتھ سے جو سنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی میں واقع ہوا موشرالالی نے اُسٹیف مالیکارناسیرس کو بسوا جی بندت سپہسالار مرہٹوں کے پاس جو اُن دنوں صوبہ کرناٹک میں تھا بھیج ملک اور مدد مانگی تھی اور واسطے زیادتی شان و شکوہ اُس سفارت کے تین ہزار سپاہی فرنگی بسرکردگی موشرالین، سفیر مذکور کے ہمراہ کیئے تھے؛ لیکن چون فرانسیسون کا کام تھوڑے ہی دنوں میں بالکل ابتر اور دفتر اُنکی حکومت کا گاو خور دہوا گویائی و زبان آوری نے اُسٹیف کے کچھ فائدہ نہ بخشا اور قبل اُسکے کہ موشرالین مرہٹوں کی شکر سے مراجعت کرے اُسکو خبر پہنچی کہ پانڈیچیری کو انگریزوں نے لے لیا اس جہت سے موشرالین اپنی تمام جمعیت کے ساتھ سریرنگپتن کو گیا اُسکے پہنچتے ہی نواب بہادر نے اُن سے کو نو کر رکھ لیا اور اسے اُس سرکار میں اچھے اچھے کار و خدمت کے بانی ہوئے اور بہادوں کو آداب اور قواعد لڑائی کے فوج فرنگ کے طور پر سکھایا اور تو پچانہ کو اپنے دستور پر خوب ہی صاف ستھرا بنایا،

مہوئل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب نظام علی خان
صوبہ دار ملک دکھن کانواب حیدر علی خان بہادر سے
واسطے تسخیر کرنے صوبہ سرا اور اُسکے قلعہ کے مشروط پسند شرط،

جب حکومت میسور کی نواب حیدر علی خان بہادر پر بالاستقلال مسلم و مقرر
ہوئی اُس عالی حوصلہ نے تمام محالات اور پر گئے میسور کے جوہ سبب گوشہ گیری
راجہ اور بدلی و بدتمیزی وزیر نے تدبیر کے تصرف میں اور حاکمان غالب
کے آگئے تھے ہر ایک کے قبضے سے نکال مملکت میسور کے منضاف کیئے
اور کانوآ و کریم و شانور و غیرہ کو بھی جو افغانان زبردست کے قبضے میں تھے
بزور لیکر اپنے ممالک محروسہ میں داخل کیا، اس لڑائی کی جہت سے کہ
نواب بہادر انتزاع کرنے میں اُن تینوں ریاستوں کے افغانوں کے ہاتھ سے
جو دربارہ یردلی و تھور تمام ہندوستان میں ضرب المثل ہیں اُن پر غالب ہو اور
خاصیون و متردون کو جیسا چاہئے مقہور اور مخذول کر مظمّر و فیروز ہو اُسکے
شیردلی کا شہرہ اور جرأت و بہادری کا آوازہ تمام ہندوستان میں پھیلا
سب امیر و رئیس و سرداروں نے دور نزدیک کے اُس کا لوہا مانا اور اُس سے
ہم و امید رکھنے لگے چنانچہ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان صوبہ دار دکھن
نے جو حاکم خطہ ادھونی کا تھا اور اُن دنوں قلعہ صوبہ سرا کے محاصرے میں جو بہت
دنوں سے قبضے میں مرہٹوں کے آگیا تھا مشغول تھا اس لڑائی کی فتح
کو جو پٹھانوں سے ہوئی سنکر نواب بہادر سے مدد طلب کی تفصیل اس
اجمال کی بہی کہ جب گیارہ سو چھاسٹھ ہجری میں نواب نظام علی خان نے
بعد مار ڈالنے اپنے بھائی نواب صلابت جنگ کے جتنے بعد مارے جانے

نواب ناصر جنگ ابن نظام الملک مرحوم حاکم دکن کے افغانوں کے ہاتھوں سے چند روز حکومت کی تھی مسد پر جلوس کر ثروت و نعمت کے اسباب برتھانے کی لالچ اور دین و مذہب کی غیرت سے یہ ارادہ کیا کہ شہر پونان پر جو دار الملک پیشوایان قوم مرہٹے کا ہی چرٹھائی کر اُسے تاراج کرے اسی واسطے جسوقت اُسکو یہ معلوم ہوا کہ بالاجی راو پونان کا حاکم اپنی سب شکر سمیت واسطے بند و بست ملک خاندیس کے گیا ہی فرصت کو غنیمت جان ایک بھاری شکر لیکر جلد پونان کو جا پہنچا اور بہت مال و اسباب لوٹ شہر میں آگ لگا دی اور بتخانے ہندوؤں کے جلا کر خاک سیاہ کیئے اور کونسی امرخواری و بیحرستی کا باقی نہ رکھا لیکن جب یہ خبر وحشت اثر بالاجی راو پیشوانے سنی ایلغار کے طور پر ساتھ برہمی جمعیت سیاہ کینہ خواہنے مرگ ناگہانی کے ماتہ عین غفلت میں شکر پر نظام علی خان کے ہمناباد کے متصل آکر اُسکی فوج کو فرصت ہتھیار اٹھانے کی نہ دی اکثر سرداروں کو نواب نظام علی خان کی فوج کے مار ڈالا اور کتھون کو پکڑ لیا نواب نظام علی خان جان کے خوف سے تمام ساز و سامان حشمت و جاہ اور خیمہ و خرگاہ چھوڑ پہلے تو ایک قلعہ میں جو وہاں سے قریب تھا جا کر نہا لی اور آخر کو اسی لاکھ روپے نقد سر بھاجیم کر اپنے تئیں بچایا اور اُس زر نقد کے سوا صوبہ برہان پور و دولت آباد و احمد نگر اور صوبہ سرا کو کار گزاران دولت پیشوا کے تصرف میں چھوڑا اسی عہد سے بے صوبے قبضے تصرف میں پیشوا کے تھے اُن دنوں بالاجی راو پیشوا کا اقتدار اُس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ کیکو امیران ہندوستان سے کچھ چیز نہ سمجھتا بلکہ کسی کو عالم میں موجود نہ جانتا تھا چنانچہ بعد تھوڑے روز کے اپنے بیٹے بسواس راو کو سد اشوہندت (عرف بھاؤ) کے ساتھ یتن لاکھ سوار کی

جمعیت اور بہت خزانے اور بھاری توپ خانے سے واسطے تسخیر کرنے دار الخلافت شاہ جہان آباد اور اُسکے قرب جوار کے ملکوں کو مامور کیا چنانچہ بسواس راو اور سد اشو نے نواح دار الخلافت میں پہنچ کر لوٹ مار شروع کی اور تمام سرزمین دہلی اور لاہور کو گھوڑیوں کی تپ سے کھود ڈالا اُنھوں نے تپ اُس نواح میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ احمد شاہ درانی افغانستان کا حاکم ایک لشکر خون خوار لیکر کابل سے ہندوستان کو متوجہ ہوا اور پانی پت میں افغانوں کی سپاہ اور مرہٹوں کے سواروں کا مقابلہ ہوا جب ساتھ ہزار نصر مرہٹوں کی فوج سے معہ بسواس راو مارے گئے باقی فوج مرہٹوں کی بقیہ افغانوں کی لڑائی کی تاب نہ لا گھونگھٹ کھا تمام ساز سامان و مال اسباب مخالف مظفر کے ہاتھ میں چھوڑ بھاگ گئی جب یہ خبر مکتب اثر بالا جی راویث واکو پہنچی سر اسیمگی اور وحشت کے سبب مجنون ہو گیا اور اُسی تاریخ سے یونان کی دولت میں اختلال اور بالا جی راو کی مکتب و افتدار میں زوال آیا زمانے کی ہوا اور دنیا کا رنگ دیکھ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان حاکم گئی افغانان کرپہ کو ہمراہ لے بھاری شکر حمیت ہکوٹہ کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور اُسکے قلعہ کو محاصرہ کیا ولیکن چونکہ بسالت جنگ خود لڑائی کے طریقے اور قلعہ کشائی کی دھب سے محض نا آشنا تھا اور سپاہ اُسکی سایہ پرور اور مکند سربت نام جو قلعہ دار تھا سپاہیگری کے فنون میں خوب ماہر تھا اس واسطے باہر کی فوج کے مدافعہ میں ایسی سعی و کوشش کی کہ نزدیک تھا کہ نواب بسالت جنگ کمال بدنامی و رسوائی کے ساتھ محاصرے سے دست بردار ہو، اسی مابین میں بسالت جنگ نے اپنے بعض مشیرون اور صلاح کاروں کے مشورے سے ایک نامہ محبت ختامہ نواب حیدر علی خان بہادر کو کہ اُن دنوں

آوازہ اُسکی سپاہی گری اور شیر زوری و دشمن شکنی و قلعہ گیری کا جہان
میں مشہور ہو گیا تھا لکھا اور اُسے مدد چاہی نواب بہادر نے جو ملک گیری
و ملک داری میں یگانہ روزگار و تراپختہ کار تھا قبل اعانت و امداد نواب کے
سے شرطیں اُسکے ساتھ استوار کر لیں کہ یورش کے وقت وہ رستم زمان
اپنی لشکر اور توپ خانہ سمیت ہمراہ لشکر نواب موصوف قلعہ محصور کی
تسخیر و فتح میں مشغول ہوگا اور جب قلعہ فتح ہو چکے تب جو فریق فریقین سے جس جانب
پر قلعہ سے حملہ کیا ہو وہی اُس جانب کا مالک و متصرف ہوگا اور تمام توپخانہ اور
ذخیرہ و ساز و سامان جنگی اور ہر طرح کا مال و متاع جو فوج حیدری کے ہاتھ میں آئیگا
سب کا سب ملکِ نواب بسالت جنگ کا ہوگا اور وہ رستم زمان اس جد و
جہد کی عوض قلعہ ہسکوٹہ اور پرگونوں کو اُسکے تصرف میں اپنے لائیگا آخر کو
نواب بہادر کے قواعد و امرائے اور اصول سے قلعہ کشائی کے خوب واقف تھا
اور جنگ کی صعوبات و سختیوں کا برا تجربہ ساتھ اپنی لشکر ظفر پیکر اور
توپ خانہ آتشبار کے جسکے گولند از سب فرانسیس تھے باتفاق فوج نواب
بسالت جنگ مہم میں قلعہ کشائی کے مشغول ہوا اور تھوڑے ہی عرصے
میں سرنگین کھود باروت سے بھرد و برج اور تھوڑی سی دیوار قلعہ کی
اورادی قلعہ والوں نے جب یہ حال دیکھا مضطرب ہو فوراً قلعہ کو خالی کر دیا
اور اپنی جان سلامت بچا واپس بھاگ نکلے، نواب بسالت جنگ کو نواب
حیدر علی خان بہادر بعد اُس فتح کے بلقب تاجریاد کرتا تھا کیونکہ اُس نے
اسباب و آلات جنگی سب جو اُس قلعہ سے اُسکے ہاتھ لگے تھے نواب بہادر
کے ہاتھ زر نقد پر بیچ ڈالے تھے، خیر اب نواب بسالت جنگ نے
حیدر علی خان کے ساتھ یہ عہد کیا کہ تمام عمر اُسکی دوستی کی راہ ہے مرمو تجاوز

نہ کریگا اور وہ اپنی عرضداشت کے وسیلے سے بنائے دوستی و اتفاق اور
 یک جہتی اور وفاق کی درمیان اُس رستم ثانی اور پادشاہ دہلی کے قائم کریگا،
 چنانچہ بعد گزرنے چند روز کے محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر مع اتحاد نامہ آیا اور
 سپہ اور شمشیر مرصع کار اور پالکی جھالدار و جتر جواہر نگار اور ماہی مراتب اور
 نقارہ و نشان و انواع و اقسام کے ہتھیارے اور نادر چیزیں اُس سکندر بخت
 کے واسطے لایا، آوازہ اُن فتوحات تازہ اور بلند نامی نے اندازہ کا تمام ہندوستان
 اور عرب و عجم میں پہنچا، اور اُس رستم شوکت نے بعد تسخیر کرنے قلعہ
 ہکوتہ کے مرہٹوں سے لڑ بھر کر قلعہ مرگرا اور گھیری کو جو صوبہ سرا کے
 برے پرگنوں سے اُنکے قبضے میں تھے بزور چھین لیا اور آب سنگر کے خطے کو جسے
 یا سا بھی کہتے ہیں اپنے تصرف میں کر لیا،

استغاثہ کرنا مہا بدھی کا جو بیت رہنہ پوراجہ بت نوردارامک
 کنڑہ کا متبنا تھا نواب حیدر علی خان بہادر سے تا اُس بہادر کی
 مدد سے مسند راجگی پر جو اُسکا حق تھا اور رانی بیوہ
 غصب کی راہ سے متصرف ہو گئی تھی متمکن ہو،

سترہ سو باسٹھ عیسوی میں بد رنہ پوراجہ بت نوراولہ مرگیا اُس نے مرنے
 کے پہلے موافق کیش ہندوؤں کے مہا بدھی نام ایک برہمن بیچے کو اپنی
 فرزند بی میں لیا اور متبنا کیا تھا لیکن راجہ متوفا کی بیوہ خود تمام امور ریاست پر
 متصرف ہو راج کی گدی پر بیٹھی اور مہا بدھی کو مطلق دخل نہ دیا،
 چونکہ کنڑہ مضافات صوبہ پیرا سے تھا اس واسطے مہا بدھی نے استغاثہ حق تلفی کا

نواب بہادر کے پاس جو حاکم اُس صوبے کا تھا کیا اور اُسے مدد چاہی تا وہ رانی کو
مسند پر سے اُتھا اُسکو بٹھاوے، اور صورت حال مضابطہ ہی کے آنے کی حضور میں
نواب بہادر کے یون ہی کہ جب نواب حیدر علی خان بہادر بالاپور کے سفر
سے فراغت پا کر شہر سرا کو آیا مرہٹے کے سردار نے جو دہان کا قلعہ دار تھا نواب
سے کچھ جنگ بندی اور قلعہ کو تسلیم کیا نواب موصوف نے اپنا تھانہ اُس قلعہ میں
بٹھایا اور آپ بعد چند روزہ اقامت کے دہان سے کوچ کر بس درگ کو آیا اور
اُس قلعہ کو بھی فتح کر شہر بد نور کو روانہ ہونے کا قصد رکھتا تھا کہ اتنے میں
ایک ہرکارے نے نواب کے حضور میں آکر عرض کیا کہ بد نور کا احوال تجھے خوب
معلوم ہی نواب نے فرمایا بیان کر ہرکارے نے کہا میں بد نور کے راجہ کا رشتہ دار
ہوں راجہ تو مر گیا اب اُسکی رانی راج کرتی ہی کیونکہ اس راجہ کا کوئی فرزند
نہیں اور رانی جوان ہی راجہ کے دیوان سے مختلط ہی اور عیش و عشرت
میں ملک کا بندوبست چھوڑ دیا ہی ملک سے خراج و باج آنا موقوف ہو گیا فوج
کے طلب پر چرہ گئی غرض حال ریاست کا تمام برہم و ابتر ہو گیا ہی میں نے اُس
نئے حیا رانی کو بہت نصیحت کی باتیں کہیں کہ ایسی غفلت اہل دولت کو
مطلق مناسب نہیں اگر یہ کیفیت دوسرے ملک کے حاکم سنیں تو ہمارے
ملک پر چرہ آویں گے ہمارا ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا ملک کا بندوبست کرنا
ضروری غرض میں نے ایسی نصیحت کی بہت باتیں رانی کو کہیں بر
اُس نے اپنے بیوقوفی سے یہ سمجھا کہ میرا بھید اس پر کھلا اب اسکو کسی طرح
سے مار ڈالنا چاہئے نہیں تو وہ مجھے مار ڈالیکا الغرض ایک رات دو چار آدمی
کو فرمایا کہ اس چھوکرے کی گردن مردار کر قلعہ کے باہر جوگی کے متھہ میں دفن
کر دو اُن آدمیوں نے نیند میں مہری گردن مردار ہی لیکن خوب نہیں مرداری

میں تو اُس درد سے بے تاب ہو گیا تھا پر اپنی چترائی سے کچھ دم نہ مارا اُنھوں نے سمجھا کہ میں مر گیا تب ایک کٹل میں مجھے گہتری باندھ کر اُس جوگی کے متھہ کو لیجا جلدی جلدی میرے تئیں مدقون کر کے چلے گئے جب مجھ پر اُس مٹی کا بو جھ بہت معلوم ہوا اس قبر میں آمستہ آمستہ کراہنے لگا چونکہ جوگی نے یہ میری حالت تمام اپنے آنکھوں سے خوب دیکھی تھی میرے کراہنے کی آواز سن کر نزدیک آیا اور اپنے متھہ سے بھاؤ ڈالا مجھے اس قبر سے نکال کر اپنے گھر لیگیا چراغ کی روشنی میں میرا منہ دیکھ پہچانا اور اُسی وقت گرم پانی کروا کر میری گردن خوب سینکا اور ایک کو تھری میں سُنا یا جب صبح ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا کہ کہو بھائی تم پر کیا حالت گذری میں نے اُس بے تابی میں اُس سے کہا ابھی میری خوب حفاظت کرو جب مجھے بات کرنے کی طاقت ہوگی تو تمام کیفیت تم سے ظاہر کرونگا جب جوگی نے یہ بات سنی اپنی چیلے سے فرمایا کہ اسکی گردن تیل سے خوب مالش کر چند روز میں میری گردن درست ہوئی اور بدن میں طاقت آئی تب میں نے اپنا احوال تمام اُس جوگی کو کہہ سُنا یا جوگی یہ تمام ماجرا سن کہنے لگا کہ اب تیرا یہاں رہنا مصلحت نہیں چنانچہ اُس نے میرا بھیس بدل کر چور راستے سے مجھے روانہ کیا اور آپ بھی تھوڑی دور میرے ساتھ آیا اور کچھ خرچ راہ مجھے دیکر آپ وہاں سے پھر گیا میں اُس سے رخصت ہو تمام روز جنگل میں سو رہا جب رات ہوئی خدا کو یاد کر جوگی کے احسان کا شکر کرتا ہوا چلا اسی طرح سے کئی روز و شب کے بعد آپ کے حضور میں پہنچا ہوں ،

نواب حیدر علی خان بہادر نے جو ایسے امور کو غنیمت و فتوحات غیبی سمجھتا تھا رانی کو طلب کیا چون رانی زمانے برقع میں دل مردانہ و ہمت بہادرانہ رکھتی تھی اور از جہت آب رسیدہ ہونے دولت دہلی کے مدت سے کسی کے حکم احکام

کو نہیں مانتی تھی نواب عالیجاہ کے ایچی کو یہ کہا کہ میں اپنے ملک کی خود مالک و حاکم ہوں کسی کو میرے اوپر حکم رانی نہیں پہنچتی، جب خبر عدول حکمی اور سرکشی رانی کی نواب بہادر نے سنی ارادہ تسخیر کا اُس ملک کے مصمم کیا و لیکن چونکہ راہ دشوار گزار اور زمین وٹان کی کوہستانی و ناہموار ہی سدا راہ شکر کی ہوئی، اب جانا چاہئے کہ بد نور دار الحکومت ملک کنرہ کا ہندوستان کے ایک مشہور شہروں سے ہی اور اُس زمانے میں پچاس ہزار آدمی اُس شہر میں رہتے تھے، اگرچہ سکونت اس قدر قلیل لوگوں کی اُس شہر کی وسعت اور فراخی کے لحاظ سے جگہ دورہ تین فرسنگ سے زیادہ ہی کچھ مناسبت نہیں رکھتی و لیکن اگر اُس شہر کی آبادی کے خصوصیات کو دیکھئے تو بیان میں شہر کی فراخی و وسعت کے مبالغہ نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس شہر کے کوچے اکثر دو فرسنگ تک سیدھے چلے جاتے ہیں اور اکثر محلوں میں اشراف و ارکان دولت کنرہ کے رہتے ہیں جنکے گھروں کے درمیان ایسے ایسے وسیع باغ ہیں جس میں تالاب و حوض واقع ہیں اور انواع اقسام کے درخت بلند جنکا سایہ شاہراہ پر پڑتا ہی لگے ہوئے ہیں اور شہر میں کوچوں کے دونوں طرف نہریں میٹھے اور صاف پانی کی ایسی روان جنکے دیکھنے سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہو اور سارے کوچوں میں فرش سنگین یا صرف سنگ بزد نکاہی،

یہ سما و نا شہر ایک ایسے پہاڑ کے متصل واقع ہی جسکی چوٹی پر ایک قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہی اور بعد اُسکے کہ وہ قلعہ تصرف میں اولیائے دولت حیدریہ کے آباؤ اُسکی مضبوطی و اُسواری میں زیادہ تر اہتمام کیا گیا عرصہ قلعہ کا پانچ یا چھ فرسنگ ہی اور گرد اُسکے پہاڑ اور جنگل گھنا،

جو ہر طرف بیس فرسنگ سے زیادہ طول و عرض میں ہی اس طرح پر گزرنا اُسے بیگانی فوج کو سوا ایک راہ تنگ کے جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹے چھوٹے قلعہ راہ کی محافظت کو غنیم کی فوج سے واقع اور اس طرح کی بہارِ یان تیلے ہر قدم پر بیگانی لشکر کو سدا راہ اور مانع ہمیں کہ تھوڑی سی فوج اس راہ تنگ میں مخالفت کی فوج کثیر کو روک سکتی ہی سوا اس راہ تنگ کے اور کوئی جگہ قابلِ تنہر نے اور مقام کرنے کے نہیں اور اُس کے ساتھ اُس ملک کے رہنے والوں کے حملوں سے ایسی میسر نہیں کیونکہ وہ وہاں کے تنگ رستوں اور پگ آندہ یوں سے خوب واقف ہیں ہر دم دشمن پر اپنے کمین کر سکتے ہیں اور جنگل میں ایسی گھنی بنوا آریان ہمیں کہ کاتنا اُنکا دشوار ہی اور جلا دینا مشکل شیرچیتے ریچھ ہاتھی گیندے بندر سانپ اڑدے اور سب طرح کے حشرات الارض زہدار وغیرہ اس جنگل میں رہتے ہیں

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا ہزار سوار جرّار اور ایک جمعیت پیادوں کے ساتھ جو جنگل پہاڑوں کو بخوبی طی کر سکیں مہابڈھی کو ہمراہ لے آئیں گے بد نور کی طرف جلد کوچ کیا چونکہ مہابڈھی جو راہ متوقفا کا متبنا تھا اور سب لوگ وہاں کے اسکو اپنا امیر سمجھتے اور اُس سے محبت رکھتے تھے ہم رکاب و راہ برتھا کوئی اُس سکندر جاہ کو روک نہ سکا اور کسی نے رانی کی طرف سے تعرض نہ کیا، قبل اُسکے کہ رانی کو خبر اس کوچ کی پہنچی لشکر ظفر پیکر سواد بد نور میں جا پہنچا اس لشکر کشی میں سپاہ کے اذوقہ کے لئے صرف بہت سے بیل چاول سے بھرے ہوئے لشکر کے ساتھ تھے حیدری سواروں نے جو ہر طرح کی لڑائی دیکھے ہوئے تھے گھوڑے پھیر پھار کر اپنی ہیبت بد نور یوں کے دل میں جنھوں نے اس طرح کی سپاہ کدھو

نہ یکہی تھی قائم کی ، مشاہدے سے ورز بش و قواعد فوج حیدری کے اور ساتھ ہونے سے مہابہ بھی کے نواب بہادر ہر جگہ مقبول غالب ہو ا بلکہ اُس ملک کے سب لوگ اُس کو قطب محافظ اس ملک کا سمجھ کر نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے ،

جب فوج حیدری بد نور کے سواد میں پہنچی ایک جمعیت شایستہ سوار پیادوں کی لے کر رانی واسطے مدافعت و مقابلہ کے پیش آنی حیدری سواروں نے کھوڑوں کو اُٹھا آگے برتھکر مقابلہ کیا دونوں لشکر میں بازارِ مقاتلہ کا گرم ہوا اور ہنگامہ محشر برپا آخر کار رانی کی فوج مقابلے میں حیدری سواروں کے نہ تھہر سکی ایک مرتبہ سب کے پانوں اُٹھ گئے جب فوج رانی کی منتشر ہو گئی رانی نے اتنی فرصت پیمائی کہ بھاگ کر کسی ماسن میں جا چھپے عین حالتِ اضطراب و فرار میں سپاہِ مظفر کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر حضور میں لائی گئی ، اور دوسری روایت یہ ہے کہ رانی پہلے ہی فوج حیدری کے مقابلے کی تاب نہ لا کر قلعہ میں چھپی تھی چنانچہ فوج حیدری نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا اور رانی ستائیس روز تک محاصرے کی سختیاں اُٹھا آخر کار مضطر ہو کر جھکا راجگی کی سند سے ہاتھ اُٹھایا تب مہابہ بھی فارغ البال سند حکومت پر بیٹھا لیکن چون اُس نے بعد جلوس سند کے رانی کی بد مشورت بسمعِ رضا سنی آخر کار سند امیری سے محبسِ اسیری میں گرفتار ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ رانی کے لڑنے سے پہلے مہابہ بھی نے نواب بہادر سے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اس امداد و اعانت کے عوض میں بندر منگلوں کو اُس خطے سمیت راج کے جو مملکت میسور کے متصل ہی کا رگزاران دولت حیدری کے قبضے میں چھوڑ دیگا ، جب نواب نے مہابہ بھی کو گدھی پر راج کی بیٹھایا اور کچھ فوج اپنی بد نور کے سواد میں چھوڑ باقی کو ساتھ لے بد و لت و اقبال منگلوں

کے نصرت اور نظم و نسق کے لئے روانہ ہوا، رانی تو اس واقعہ سے خستہ خاطر ہو ہی رہی تھی اور اسی فکر میں غلطان پیچان رہتی تھی کہ اپنے حریف غالب کے ساتھ جسے اُس سے حکومت چھین کر دوسرے کو دی کیا کرے اور کیونکر اُس سے اپنا بدلے جب کچھ بات اور نہ بنی تب آخر لاچار ہو مہابدھشی کے ساتھ آشتی کی اور استحفاق راجگی کو اُس کے قبول کیا اور اپنے تئیں اُس کا خیر خواہ ظاہر کر میتھی میتھی باتیں خوشام آسبز اُسے کہتے کہتے ایک دن دل سوزی کے رنگ میں اُسے یون ملاست کرنے لگی کہ تو نے بہ سبب نا تجربہ کاری مِغرسن کے کچھ عاقبت اندیشی نہ کر صرف راجگی کے خشک نام ہر قناعت کی اور اپنا اختیار واقتدار بالکل ایک ایسے مسلمان سٹماک و بے رحم کے حوالہ کیا جو یقین قوی ہی کہ تھوڑے ہی دنوں میں تجھے سب راج چھین کر اپنے تصرف میں لائیگا جب رانی نے فریب کی راہ سے اُس کے یون خاطر نشین کیا وہ سادہ دل اُسکی مکر آسبز باتوں کو دریافت نہ کر سکا اور یکبارگی سب عہد و پیمان کو جو نواب بہادر کے ساتھ کیا تھا تو رانی کے منصوبے کو جیسے اُس نے اُس سکندر طالع کی بہ اندیشی میں تھہرایا تھا پسند کیا،

چونکہ نواب بہادر نے شہر بدنور میں راجہ کترہ کی دولت سرا میں اقامت کی تھی اِس لئے رانی کو یہ یقین ہوا کہ جب وہ رسم وقت منگلوں سے پھر لگا، غالب ہی کہ اُسی دولت سرا میں پھر مقیم ہوگا اور رانی کو یہ معلوم تھا کہ دولت سرا سے برے بت خانہ تک ایک راہ مخفی ہی جس سے اور کوئی واقف نہیں اِس لئے یہ منصوبہ باندھا کہ بنیاد اور زمین سے اس دولت سرا کے خشت اور مٹی نکال باروت بھر وادے اور جب وہ نامدار منگلوں سے پھرے اور رات کو اپنے رفقا اور منصبداروں کے ساتھ خاصہ کھانے میں مشغول ہو اُس مکان کو

اور ارادے اور اُسی وقت ریاست کنرہ کی فوج کو سہا بدھسی لے کر موقع پر پہنچے
 فوج حیدری کو قتل کرے اس منصوبے کے ظہور میں آنے کا سارا سامان
 مہیا اور تدبیر سب ہو چکی تھی کیونکہ اُس برہمن نے جو رانی کا آٹنا تھا اُس بت خانے
 کے سب برہمنوں کو موافق کر لیا تھا اور وہ اُس کے ہوا خواہ ہو گئے تھے
 لیکن جب نواب نامدار نے منگلور سے معاودت کی اور وہ وقت معہود قریب
 آیا اتفاقاً ایک برہمن نے اُس نواح کے برہمنوں سے جو آشنائی سے برہمن رانی
 اور رانی زانیہ کے واقف اور اس امر سے تمام نفرت رکھتا تھا کسی
 جیلہ سے اپنے تئیں اُس مجلس میں جہان نواب نامدار سے امر اور منصوبے پر رانی کے
 جلوس فرماتھا پہنچایا اور اس کند رطالع کو تمام راز اور منصوبے پر رانی کے
 آگاہ کیا حاضرین مجلس تو سستے ہی حیرت میں آگئے پر نواب حیدر دل نے اصلاً
 مضطرب نہ ہو اُس حال کے تحقیقات کو حکم فرمایا اور جب ثابت ہو گیا رانی کو معہ
 اُس کے آشنا برہمن اور بہت آدمیوں سمیت جو اُس منصوبے میں رانی کے
 محرم اور مشیر کار تھے قتل کیا اور سہا بدھسی کو گرفتار کر قلعہ گھیری میں بھیج دیا
 اور وہ سب ملک تصرف میں اولیاءے دولت حیدری کی آگیا،

کتاب فتوحات برطانیہ میں جو بی نام جارح نامہ مشہور
 ہے حکایت پیش فرماتا اس طرح پر لکھی گئی ہے،

مثنوی

شگفتی ز کردار حیدر شنو
 نواہی نو آئین دیگر شنو
 سر سرتان کردہ یکبار پست
 جو آورد بوم سارا بدست

روان بود اختر به بهروزیش
 کند اگر بد کشوری پس بزرگ
 ز بس خوبی خاک آن یک بوم
 در ختش همه صندل و ساج و عود
 پراز میچک و فلفل و جوز و هیل
 در انجایی رای به که خدای
 بجایش یکی خورد و کودک گذاشت
 پسر نارسیده بد زانش مام
 چون مردان پیدا داشت کار جهان
 ز کشور همانیش پوشیده راز
 سپهر را به آئین نگه داشته
 کشاورز و بازارگان سر بسر
 گرفته همه را بزیر پناه
 چو رایان و فرماندان سترگ
 رسیده چو شد کودک نارسید
 نشستن بجای پدر کرد رای
 پدر چون شود خاک در قعر گور
 به خوردی همیرا دکن را پدر
 چون از زنی سرشاهی کشید
 بشاهی دشمن چون شده شیفته
 به امروز و فردا کشادی زیان

فزایش همین داد در روزیش
 نشینگه را بجگان سترگ
 شدی آشکارا نگبین از قوم
 کشیده همه سر به برج کبود
 همه بشته و دشت و راغ و سبیل
 چو زین خاکدان شد بدید یگر سرای
 بجزوی دگر جانشینی نداشت
 گرفته بکف کار را ز مام
 به هر شهر و جاداشت کار آگاهان
 چه از راه کوه چه راه دراز
 ره و رسم شایسته نگذاشته
 ز هر گونه گون مردم پیشه و
 به نیکی نموده به هر کس نگاه
 جهان را ندانگشت خوردش بزرگ
 دشمن مهر پیوند شاهی گزید
 ز مادر نشد آرزویش روای
 کم از خاک گردید مردم پور
 کشاورز باشد اگر تا جور
 بجز خود سزاوار شاهی ندید
 جوان را با میسد بفریفته
 زبانش نبود آشنایان

سخن بود ز و راستی ناپدید
 بیازرد از مام و پیر مرده روی
 گفت از بردی به بندی کمر
 ز ماهی به نه سر فرازی سرم
 سپاس ترا پاس دارم بجان
 سپارم فراوان از آن خواسته
 جدا کرده از کشورم سنگلور
 تو باشی بر آن مرز و بر مرزبان
 مر آن شهر باشد بفرمان تو
 چو بشنید حیدر سپهر بر نشاند
 به نزد در آمد چو از دور راه
 دو شکر چپ و راست سر بر زده
 پس از آنکه بسیار پیکار شد
 نه تابید با شیر نه ماده شیر
 بر خویشتن خواندش آن سرفراز
 پسر را بیاورده نزدیک مام
 دل هر دو از کینه پرداخته
 دو ناساز گرا بهم سازگار
 دل مام خوشنود شد از پسر
 نشین شدش جایگاه مهی
 ز بازوی حیدر رسید او بکام

ز مادر چو فرزند شد نایب
 ز حیدر از آن درد شد چاره جوی
 مرا بر نشانی به جایی پدر
 کشاده کنی دست بر کشورم
 بگنج پدر آنچه باشد نهان
 بگو هر همه چیز آراسته
 به بخشم نباشم ز فرمانت دور
 چنان چون بود تن بفرمان جان
 کسی سر نه پیچد ز پیمان تو
 به سوئے کنار به تندی براند
 زن راے آمد برون با سپاه
 زمین گل شد از خون هر دو زده
 زن از بخت و آردن گرفتار شد
 بیفتاد در چنگ حیدر اسیر
 نه کرده به بد دست بروی دراز
 سوئے آشتی نیز سپرده گام
 دو سینه ز کینه تهی ساخته
 نمود و ز دو داز و او را غبار
 به آئین بد و داد جائے پدر
 کشاده و دستش ز فرمانه می
 همش مهربان گشت آشفته مام

چو شد رای زاده برائی بلند
 بجا آوریده همه سر بسر
 و فایش خوانده جفا کرده دور
 جدا گشته زو حیدر نام جوی
 که آن جایگه را بگیرد بدست
 نشاند ز خود مرزبان جایجا
 چو شد حیدر از زاده رای دور
 چه گفتش بگفته که ای پور خام
 نه بایست با او ترا گشت دوست
 بد آید به انجام زین کار کرد
 بود او سلمان و بیگانه دین
 سلمان اگر چون فرشته به خوست
 بود نیک شان بد ز بد شان سخن
 بگیرد همه کشورت را بدست
 شود زو تبه کشور و دین ما
 دلیری که همتای او اژدها
 اگر تو بگردون بر آئی بلند
 شوی گریه دریا ز بیش نهان
 چو او باز گردد بدین جایگاه
 بر آرد باید ز جانش دمار
 تنش چون شود از زوانش تهی

به عهد و به پیمان شده کار بند
 نه کرد ایچ از گفته خود گذر
 سیر دش در و باره سنگلور
 بد آن سوی با شکر آورده روی
 بد آنان که شاید دهد بند و بست
 گمارد ز نزدیک خود پیشوا
 بر عیش سخن راند مادر پور
 ندانسته از سروری جز که نام
 تراد در جهان بدترین دشمن اوست
 به پیش آیدت رنج و بیمار و درد
 به بیگانه دینان بود پر زکین
 چو او بنگری بد تر از دیو اوست
 سزاید اگر کس نیاید به بن
 به کیش نیالگانت آرد شکست
 بر افتد از و نام و آئین ما
 نباشد از و چون شوی تورا
 کشد بر زمینت به خم کند
 چو ماهی به شست آردت بیگمان
 و را ساخت باید نهانی تباه
 بدستان و نیرنگ ز آشکار
 بماند بتو فرماندهی

و گرنه تو مرغوبش را مرده گیر
 جوان چون ز مادر شنید این سخن
 به گفتار مادر نهاده دو گوشش
 گذشته ز رسم وره راستان
 به پاداش نیکی چو شد بدنگال
 سگالید با هم دگر مام و یور
 بکاخ بیاورده اورا فرود
 فرود آوردیم آن سرا بر سرش
 سگالش به بین گونه آمد بجای
 کنون حال زن بشنوای نیک خوی
 چو جوینده کام بود و هوا
 گزیده به کاشش یکی برهن
 و را خواند نزدیکش آن چاره گر
 برهن پرستار بت خانه بود
 فراوان به آذین بیاراسته
 پئی حیدر آن خانه کرده پسند
 به گفتش زبت خانه تا آن سرا
 کشاید بزیر زمین ده فراخ
 بد انسان که فرمود آن شوم زن
 چو حیدر به پرداخت از سنگلور
 پذیره شده پور و مام و سپاه

مروتن به خون اندر آورده گیر
 فروشد به اندیشه سر تا به بن
 سپرده روان و دل و جان و هوش
 به کردار بدگشت هم داستان
 بزندان بسر برد بسیار سال
 که چون وار سد حیدر از سنگلور
 گسته نهان کاخ را تار و پود
 بخاک اندر آید سر و افسرش
 میان زن و پور ناخفته رای
 که چون بود کارش پس از مرگ شوی
 چنان چون بود راه ناپار سا
 از و شاد زان سانکه از بت شمن
 به گفت آنچه بودش بدل مر بسر
 به نزدش یکی خانه شانمانه بود
 به زینت چو فردوس پیراسته
 که بر جانش آرد بد انجا گزند
 حماید زمین را تهی جا به جا
 رساند سر نقب تا زیر کاخ
 به انجام آورد آن برهن
 بیامد بجائیکه بد مام و پور
 دران کاخش آورده از گره راه

به پیوسته با او زهرگون سخن
 که ایوان ز مردم چو ماند نهی
 کسی را که ایزد بدارد نگاه
 به فرمان دارنده جان و تن
 نشسته در آن جای بدرای نو
 جز اینان سران سپه مربر
 به حیدر سخن گفتن آغاز کرد
 نهان بخیه افکند بر روی کار
 شنید و روانش بر آشفست سخت
 کاینکه بودند انباز کار
 همان دم زن و را زداران او
 به وژ خیم فرمود کز تیغ تیز
 به بسته به بند گران پای راے
 برو کرده زندان یکی از حصار
 سومی رانده بد نور شد با سپاه
 شد آن شهر و کشور مرور اری
 بدست آمدش خواسته بيشمار
 که آنرا کران و کناره نه بود
 زرو سیم آمده انبارها
 طرایف زهرگون به انبوه بود
 نگا و رهپو نان و پیلان مست

همی جست هنگام آن خیره زن
 حیدر فرود آورد از ابلی
 نگر دزد و دستان دشمن تباہ
 بکاخ اندر آمد یکی بر همین
 همان مادر کشور آراے نو
 نشسته یکی ایستاده دگر
 سر را از یوشیده را باز کرد
 برو نقب پنهان نمود آشکار
 بران مادر و پور گم کرده بخت
 به فرمود بستند و کشتند زار
 دران کار انباز و یاران او
 بر انگیزد از جان شان رستخیز
 فرستاده در شهر و بوم سراے
 نشاند به پاشش بسی استوار
 که آن شهر بدراے راحت نگاه
 فره مند را شد فرون فرهی
 ز دایان و نام آوران یادگار
 شمردی اگر کس شماره نه بود
 زهرگون گهر بود خوارها
 نفایس بے توده چون کوه بود
 زرو گوهر آورده جای نشست

چو الماس شمشیر زرین نیام ز زرین و سیمین رکیب و ستام
 ز درع و ز خنجر ز خفتان و خود بہ کس ہیچ اندازہ پیدا نہ بود
 ز بسیار کس گنج اند و ختہ بہ اند و ختن در جگر سوختہ
 چو فرخندہ بد روز فیر و ز مرد بدستش بیفتا دینے رنج و درد
 از ان کشور و گنج و آن خواستہ فراوان بشد کارش آراستہ
 ز گردون و را بود چون یاور ی رساندہ بہ شان سر ہم سری
 مہمان جہان زو گرفتہ شمار ز ناشن ہر اسان بسے نامدار
 چو زان بوم آمد بہ ستش زمام بگر دانندہ از دانہ بد نور نام
 بہ فرمود نامردمان سر بسر مر آن بشہر خوانند حیدر نکر

حاصل کلام یہی کہ رانی کے مکہ و قریب کا ظاہر ہو جانا مملکت نواب بہادر کے
 برہنے کا باعث ہو ا طرف اُن سوا حل کے جن میں گو ناگون محاصل پیدا ہوتے ہیں
 اور طرف ایسے بنادر کے جن میں بہت نادر چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور مقدمہ
 ہوا بہت سی تازہ فتحون کا مرز بوم ملیبار میں الحسن تمام ملک کنرہ کا سبر حاصل
 بھرا ہوا انواع خیرات آسمانی اور اقسام برکات خاکی اور آبہی سے ہی جہان
 بحری و کانی گنجون کا خزانہ ہی چاول جو اکثر غذا اُس ملک کے رہنے والوں کی
 ہی وہاں بکثرت پیدا ہوتا ہی مرچ سیاہ دارچینی جامی پھل لونگ الاچی وغیرہ اور
 موتی مونگا صندل عود ہاتھی دانت وغیرہ کا تو وہ سر زمین مولد و معدن ہی و ہمیں سے
 تے سب چیزیں دور و نزدیک کے شہروں میں لیجائے ہیں اسی لئے اُس ملک کو
 ذخیرہ گاہ و انبار خانہ تمام ہندوستان کا کہتے ہیں وہاں کے پہاڑوں میں سونے و
 الماس یا قوت لعل اور اور اقسام جو اہریش بہا کے کان میں دانہ بد نور

کے خاص قلعہ میں جو دارالملک اس مملکت کا ہی ایک برسی کان سونے کی ہی، جب نواب حیدر علی خان بہادر اُس قلعہ پر متصرف ہوا بہت برا خزانہ روپے اور سونے کی اینٹیں اور پتلیاں مرصع و زیورات و موقی اور جواہرات نادر کے ذخیرے اُسکے ہاتھ آئے فرانسیس لوگ جو اُس لڑائی میں ساتھ تھے لکھتے ہیں کہ نواب بہادر نے وہاں یہ حکم دیا تھا کہ خزانے موتیوں اور جواہرات بیش قیمت کے اُسکے رو برو تولے جاوین فوراً کارپردازوں نے اقسام جواہرات و مروارید وغیرہ کے بہت سے تودے و انبار لگائے (کہ گھوڑے کے سوار کا سر ایک طرف سے دوسری طرف نظر نہ آتا تھا اور اسے زر و جواہر بطور غلے کے منوں و پنسیر یوں مین تولے اور وزن کیئے گئے) اس فتح میں نواب حیدر علی خان بہادر نے سب سپاہ اور مستبوں اور مقربوں کو اپنے دیرہد برس کی تنخواہ انعام عطا کر کے خوش کیا اور جو قلعہ دار اور سپاہی کہ باہر صوبوں ہر متعن تھے اُنکو بھی اس عطیہ شاملہ سے محروم نہ کیا اور نام منگلو رکھا کو دیال یا شاہ بندر اور رانہ بد نور کا حیدر نگر رکھا اور اپنے تئیں ساتھ لقب بادشاہ کنرہ و کارگس کے ملقب کیا کارگس بھی ایک ریاست ہی مرہڑ پر کنرہ کے اور اُن بہادران سے جو اُسکو کنرہ اور مملکت میسور و مرہڑ و بوم ملیبار سے ممتاز و جدا کرنے میں اعاطہ کی گئی ہی،

متوجہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تسخیر کرنے پر اُس
نواح کے جو اُس مملکت سے تصرف میں جماعت پر طکیشوں
کے آگٹی تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماہلہ کا نواب بہادر سے
ساتھ اور رودادوں کے جو اُس ضمن میں واقع ہوئیں،

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب بندوبست سے دارالملک کرتے کے
فراغت پائی اطراف و نواح میں اُسکے جا کر سب حال و ان کا دریافت کیا جہاں
وہ سکندرانی گیا حکومت اُسکی ہر جگہ دہر شخص کے نزدیک مقبول ہوئی بعد
اُسکے اس عالی ہمت نے یہ ارادہ کیا کہ جو خطے کہ پر طکیش نے مملکت کترہ سے جدا
کر کے اپنے قبض و تصرف میں لائے ہیں اُن پر تصرف ہو کر پھر اُس مملکت میں داخل
کر لے جب پر طکیشوں کو یہ حال معلوم ہوا تسلیم و انقیاد سے اُسکے ابا کیا تب اُس
نامدار نے بے تاہل حملہ کر تھوڑی ہی زحمت میں ناحیہ کار وارا اور اُسکے قلعہ کو جو سر
زمین میں سند کے واقع ہی اور سابق مملکت کترہ میں داخل تھا پر طکیش کے قبضے
سے نکال اپنے تصرف میں لایا اور جب اُس عالی ہمت نے قلعہ دار کے
(جو سرحد میں اس دار کے واقع ہی) محاصرہ کر نیکا تہہ کیا (کیونکہ یہی ایک
مانع اور سنگ راہ تھا اُسکے آگے جانے کا شہر گو وہ کو جو سکن قدیم پر طکیش
کا ہی) تب تمام مردم فرنگستان فرانس و غیرہ نے مدد کرنے سے اُس نامدار
کو اوپر لڑائی پر طکیش کے پہلو تھی کیا چونکہ اُس اسطو فطرت کو یہ یقین تھا کہ
ہندوستانی فوج سے وہ قلعہ فتح نہیں ہو سکیگا اسلئے پر طکیشوں سے صلح کر لی اور
پر طکیشوں نے بھی اس مصالحو کو غنیمت جان ناحیہ کار وارا کو اس بہادر نامدار کے قبضے
میں چھوڑ دیا جب حیدر علی خان بہادر مظفر و منصور پر طکیش کے ملک سے مراجعت

کر کے منگلو زمین داخل ہوا ایک سفیر قوم مایپلہ کا برسی حشمت و شوکت کے ساتھ اس کے حضور میں آیا،

قوم مایپلہ تازی نژاد ہیں یعنی اصل و نسب اُن کا عرب سے ملتا ہی پر شکل و صورت اُن کی عربوں سے چندان مشابہت نہیں رکھتی اور بے لوگ مدت مدید سے تمام سواحل طیبہ میں رہتے ہیں اور سوائے سوداگری کے اور کوئی پیشہ نہیں کرتے تجارت خشکی اور تری اُس ملک کی اُس قوم پر منحصر ہی اور چونکہ سب سردار و رئیس اُس ملک کے بروقت ضرورت اُن لوگوں سے بہت سود پر قرض لیتے ہیں اس لئے تمول اُس قوم کا نہایت برتھ گیا ہی کیونکہ پہلے تو سود زیادہ مقرر کرتے اور تب ہر مرتبہ حساب کر اُس سود کو اصل دین بر اضافہ کر کے سب کو اصل تھرا لے ہیں اور رئیس اُس ملک کے ایسے قرض اور سود کے باعث مفلوک ہو گئے ہیں چونکہ مال کی بہتایت اکثر خود بینی اور غرور کا باعث ہو جاتی ہی اور علی راجہ کے عروج دیکھنے سے بھی جو ایک جوان اُسی قوم سے تھا اور ناگاہ اُس ملک کا حاکم ہو گیا اُس قوم کے لوگوں نے دفعۃً اپنے طریقے کو چھوڑ دیا اور سرداری کی خواہش ہر ایک کو پیدا ہوئی علی راجہ ایک تو نگر زادہ تھا مایپلہ کی قوم کا بہت خوب صورت اور اقبال مند جب وہ جوان ہوا کانانور کے راجہ کی بیٹی جو قوم نانر سے تھی اُس پر عاشق ہوئی، جب راجہ کانانور کو حال عاشق ہونے اُسکی بیٹی کا علی راجہ پر ثابت ہوا باوجود اختلاف دین اور مذہب بر عکس طریقہ اپنی قوم کے جو رشتہ اور پیوند دوسری قوم کے ساتھ جائز نہیں رکھتی اپنی لڑکی بخوشی اور رضا علی راجہ کے ساتھ بیاہ دیا اور اپنے مرض موت میں وصیت کی راہ سے حکومت کانانور کی علی کو دیکر اُسے علی راجہ بنایا، سب سردار قوم نانر کے تغیر وضع و تکبیر طبقہ مایپلہ کا

دیکھ کر رشک اور غیرت میں جلنے لگے اور اکثر لوگ اُن میں سے خصوصاً

*

قدیم تواریخ کی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم نائر سواحل ملیبار کے قدیم شرفاؤں سے ہیں ایک عجیب رسم اس قوم میں یہ ہے کہ سوائے بھانچے کے بیٹے و غیرہ کو اپنا وارث نہیں کرتے اور وجہ اس دستور کی جو خلاف دستور جمہور کے ہے یہ لکھی گئی ہے کہ اُس قوم میں عبرت اور حرص دشمن شکنی کی زیادہ ہے پس اگر آل و عیال نہ ہونگے تو ہر شخص واسطے مقابلہ و مقاتلہ اپنے دشمن کے خوب آمادہ و مستعد رہیگا اور جب اُنکے بھانچے قابل لڑنے کے ہوتے ہیں اپنے ماموں کی بیروی لڑائیوں میں کرتے ہیں اور دوسری عجیب رسم اُس قوم میں یہ ہے کہ جب سے اہل اسلام کے مرد چار نکاح کرتے ہیں عورتیں اُس قوم کی چار مرد اختیار کرتی ہیں اور عورت کا گھر اُنکے مکانوں سے جدا اور اُس میں چار دروازے ہوتے ہیں جب کوئی ایک مرد اُن چاروں سے اُس عورت کی ملاقات کو وہاں جاتا ہے اُسکے گھر کے گرد پھر کر اپنی تلوار کو سپر پر اس طرح زور سے تھونکتا ہے کہ اُسکا گھر کا سنکر عورت اُسکا خاص دروازہ کھول دیتی ہے اور وہ مرد اپنے چاکر کو معہ اپنے ہتھیاروں کے دھلیز میں بٹھا کر خود گھر میں گھس جاتا ہے اور اُس عرصہ میں اگر کوئی مرد دوسرا اس قیور ہی پر آتا ہے اور قصد جائے کا کرتا تو وہ چاکر اس کو اطلاع کرتا ہے کہ بی بی مشغول ہے مفتی میں ایک روز چار دروازے کھلتے ہیں اور چار مرد اُس عورت کی ملاقات کو مانند مناصرا ربیعہ کے ایک جسم میں جمع ہو با ہم کھانا کھاتے اور صحبت رکھتے اور ہر ایک ان چاروں سے کچھ روپی واسطے خرچ کے اُس عورت کو دیتا اور اولاد کی پرورش ذمہ میں اس عورت کے رہتی ہے نائر زادے اپنے باپ کا نام خاص نہیں جانتے بلکہ ما کے چار و شوہر دیکر با ماموں کو باپ کہتے ہیں

جو سردار اور صاحب حکومت و اقتدار تھے ادا کرنے میں قرض کو اُنکے مضایقہ کرنے جب حیدر علی خان بہادر مملکت کنرہ اور جواد سواحل ملیبار پر جس کی سرحد میں ریاست کانانور و ناگور و ناسک پٹن واقع ہی حاکم ہوا علی راجہ اور سرداران قوم ماہلہ نے اس خیال سے کہ نواب حیدر علی خان بہادر بہ سبب اشتراک دین اور مذہب کے البتہ حمایت اور رعایت اُنکی کریگا اور قوم نائر سے زر قرضہ دلانے میں اُنکی امداد و اعانت فرمائیگا اپنا سفیر نواب ممدوح کی خدمت میں بھیج کر مدد مانگی اور اپنے تئیں پناہ اور سائے میں اُسکے رکھنا چاہا اس سفارت کو حیدر علی خان بہادر نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور سفیروں کو خلعت گران مایہ و جواہریش قیمت عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور اپنی حمایت اور رعایت اُنکے خاطر نشین کی چونکہ ماہلہ جہاز رانی کے کام سے واقف تھے اور علی راجہ نے اُس عہد میں کئی جہاز تجارتی مال اسباب سے بھرے ہوئے روانہ کرنے کو طیار کئے تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے اس مصاحت ملکی کے واسطے کہ ایک حلقہ جنگی جہازوں کا اپنی سرکار سے مہیا اور طیار کر نکال کر محروسہ کے ساحلوں پر متعین کرے تا رعایا تاخت اور تاراج مرھتوں اور رہزنیوں سے دریا کے محفوظ رہیں علی راجہ کو بزرگ امیر البحر اپنا مقرر کیا اور شیخ علی بھائی کو اُسکے امور دریائی اور اپنے ملکوں کے بندروں کی تجارت دریائی کا سربراہ کار معین کیا اور مبلغ خطیر اُسکو دئے تا وہ نئے جہاز خریدے اور طیار کرے ،

نواب حیدر علی خان بہادر نے مملکت کنرہ کو بہترین عطیہ الہی اپنے حق میں اور بہترین میراث جو اپنے وارثوں کے لئے چھوڑا جائے سمجھا تھا اسی لحاظ سے یہ چاہا کہ حیدر نگر کو اپنے تمام ملک کا دارالملک قرار دے چنانچہ بعد اُسکے

تمام تعلقات اور اپنے خاندان کے لوگوں کو وہاں بلایا اور ارادہ صمیم اُس بہادر کا یہ تھا کہ اُس مملکت میں اس طرح کی حکومت مکرمت آئین مرحمت قرین کی بنا ڈالے کہ اُس سبب سے اپنے تئیں وہاں کے رہنے والوں کا محبوب بناوے اور وہ لوگ اطاعت اور انقیاد کی جگہ دل سے محبت اُس کے ساتھ کریں (فی الحقیقت یہی بری سعادت ہی جو سلاطین کو اس جہان میں حاصل ہو سکتی ہی) یہ لکھا گیا ہی کہ نواب موصوف اپنی اس آرزو سے زیادہ کامیاب ہوا اور حکومت ممالک محروسہ کی اپنے عزیزوں و قریبوں پر اس طرح تقسیم کر دی ،

حکومت بنگلور اور اُس کے توابع کی اپنی چچا ابراہیم علی خان بہادر کو تفویض کی چنانچہ وہ مدت مدید تک اُس ریاست سے فائدہ اُتھاتا رہا اور میر مخدوم علی خان کو جسے مملکت بخشی کی سند میں ساتھ لقب مخدوم علی خان بہادر کے یاد کیا تھا ساتھ فرمان فرمائی سلطنت میسور کے عزت بخشی اور مرزا صاحب کو ساتھ مرزبانی مملکت سرا اور مضافات اُس کے نامزد فرمایا اور اپنے بھتیجے امین الدہ اور عرف امین صاحب کو فرماندہ ہی پر بنگلہ کے ممتاز کیا ، چونکہ علی راجہ امیر البحر نے ایک علقہ جنگی جہازوں کا حسب الحکم نواب بہادر کے جمع کیا تھا اور سپاہ و نشان حیدری اُن میں منسوب جہان کہیں دریا میں جانا لوگت وہاں کے باکرام پیش آتے تھے آغاز موسم میں سفر دریائے ہند کے جزائر مالدیوہ کو اس بہانے سے کہ اُسکی قوم پر اُن جزیروں کے رہنے والوں کی طرف سے نہایت ظلم و ستم واقع ہوا یہی فتح کیا اور جزائر کے راجہ کو اسیر کر غابت سنگدلی سے دونوں آنکھیں اُسکی نکلوا دالیں ،

جب علی راجہ نے یہ اپنے جہازات مظفر کے منگلو رکھ کر مراجعت کی اور واسطے

ادا کرنے وظائف خدمت گزاری کے نواب بہادر کے حضور میں آیا اور راجہ مالدیوہ کو بھی حاضر کیا چونکہ نواب بہادر ظلم سے اجتناب کرتا تھا اس ستمگری کو جو علی راجہ نے راجہ مالدیوہ کے ساتھ کی تھی دیکھ کر اس قدر غضب میں آیا کہ فی الفور علی راجہ کو مرتبہ امیری سے جہازات کے معزول فرمایا اور بہت متاثر ہو راجہ مالدیوہ سے عفو چاہا اور اپنا بہت تالم اور غم اس ظلم سے ظاہر کر کے بہت طرح کی استمالت اور دل جوئی کے ساتھ ایک مکان عمدہ مکانات پادشاہی سے واسطے سکونت راجہ مظلوم کے معین فرمایا اور ایک جاگیر معقول جسکی آمد ویسے معزز شخص کے اسباب معیشت و دل خوشی کے لئے کفایت کر سکے واسطے اس کے مقرر کی،

مسخر ہونے نے مملکت کترہ کے جسکی تسخیر کرنے میں اورنگ زیب عالم گیر نے بہت سعی کی تھی اور سب اکارتھ گئی اور کچھ مفید نہ ہوئی اور فتح ہونے نے جزائر مالدیوہ کے جو شمار سے زائد ہیں اور اکثر سلاطین منولہ ان جزائر کے نام سے بھی واقف نہ تھے اس قدر کمیت اور جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کو زیادہ کیا کہ تمام ہندوستان کے امیرون اور سرداروں نے اپنے سفیر واسطے ادا کرنے رسوم تہنیت اور مبارک باد کے اس سکندر طالع کے حضور میں بھیجے اور شاعران مدحت سرانے اپنے قصیدوں میں اس کے مرتبہ کو اوپر تہ اسکندر ذو القرنین اور تیمور گورگان کے ترجیح اور بالائی دی ایک شاعر شیرین بیان دولت جیدری میں ہمشاہرہ ہزار و پسی سرکردگی میں ہزار نفر کے مقرر تھا اور واقعات شاید اور فتوحات بایستہ کو اس نامدار بہادر کے حاکم نظم میں منظوم کیا کرتا تھا،

ایک سال سے زیادہ تخمیناً نواب حیدر علی خان بہادر حوالی نگر سے دور نہیں گیا

اور اُن دنوں بہ سبب اسکے کہ وہ نامہ ادسہات متعلّق دیوانی و لوازم عشرت اور کامرانی میں مشغول تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ذوالعزم ساتھ دو اعلیٰ عیش اور آرام کے جن سے ہمیشہ بیگانہ دار زندگی کرتا تھا شادمان اور سرور ہی ایسے زمانے عیش و نشاط میں جس میں کشش اور کوشش حرب و ضرب سے جہان آسائش میں تھا اور ساقی زمانہ کا شراب خوشہ لی اور سرور کی نذیمان اور مقربان بزم حضور کو پلا رہا تھا یکایک اس عہد و پیمان کے یاد آجانے نے جو نواب بہادر نے قوم مایہ کے ساتھ اُنکی حمایت و رعایت کے لئے کیا تھا اُسکی ہمت والا نہمت کو اس طرف متوجہ کیا کہ فرش عیش و نشاط کو اُلٹ دے اور پتکا زحمت کشی کا کمر میں باندھ شمشیر آبدار خون آشام ہاتھ میں لے



قتل کرنا قوم ناٹو کا جماعہ مایہ کے قہیں اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام لینے اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا علی راجہ کا اسکو اور صحارہ کرنا اس نواب نامدار کا ناٹروں کے ساتھ اور ہزیمت دینا اُنکا

جب مایہ واسطے وصول کرنے اپنے زر قرضہ کے ناٹروں پر ستم کرنے لگے اور بہت سے ناٹروں کو مقید کیا تب تمام قوم ناٹو باہم جمع ہوئے اور مسورت کر کے یہر تھہرایا کہ سب مایہوں کو مار ڈالئے اور ملیبار کے ملک میں کسی مایہ کو زندہ نہ چھوڑئے اور عاقبت اندیشی نہ کی کہ نواب بہادر ایسا ستم مسلمانوں پر ہونے نہ دینگا اور مایہوں کی کر کے اُن سے انتقام لیگا چنانچہ ایک مرتبہ سب ناٹروں نے قتل عام کے ارادے سے نکلا کھیچھی اور مایہوں

کو جہان جسے پایا قتل کرنا شروع کر دیا گئی کو چون میں مایوں کے خون سے
 نالے بہائے ہزاروں تن و سر میں مفارقت ہو گئی اور ہر جگہ لاشوں کے تودے
 مانند پہاڑوں کے زمین پر نظر آنے لگے جب مایوں نے یہ حال دیکھا کھڑے
 بھارت سر پر خاک ڈال دوتے پیٹتے نواب بہادر کے حضور میں جاداد خواہ ہوے
 اس داد رس کا دل یہ حال تباہ مایوں کا دیکھ کر دیا کے مانند جوش میں آیا اور حکم کیا
 کہ کوچ کی کرنا چھینکے حکم ہونے ہی فوراً میدان میں خیمے کھڑے ہو گئے اور سوارو
 پیادے جمع ہونے لگے آخر کار اس عالی جاہ نے بیس ہزار سپاہ چیدہ اپنے
 ساتھ لے کر کنوڑ کو کوچ کیا اٹناے راہ میں علی راجہ استقبال کر مازست سے مشرف
 ہوا نواب نامدار شہر کنوڑ کے قریب پہنچ نہی کے اس کنارے پر دیرے
 کھڑے کروادئے اور اُس طرف نائرون نے بھی سپاہ اور جمعیت اپنی فراہم
 کی دونوں جانب سے صف آرائی ہو جنگ و پیکار شروع ہو گئی ،

نظم

ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش کہ یکسر پریشان ہوا منہ و ہوش
 ہوا گیر ہو کر غبار زمین گیا ناسر سنف چرخ برین
 دو لشکر بہم حملہ آور ہوے ہزاروں تن اکدم میں لے مر ہوے
 بہ شمشیر و گرز و سنان و خنک رہا گرم تادیر بازار جنگ
 ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
 انجام کار بسبب اُسکے کہ فوج حیدری لڑائی کی تو کردہ کار آزمودہ قواعد
 جنگ سے واقف تھی اور سپاہ نائرون کی نا تجربہ کار سایہ پروردہ علاوہ اسکے
 وئے سواران جنگی سے کچھو نہیں لڑے تھے اور اُنکی لڑائی بھی نہیں دیکھی جب
 ناگاہ حیدری سواروں کو گھوڑے دوڑاتے دیکھا سب کے سب ہیبت کھا

بھاگ کھڑے ہوئے تب حیدری سواروں نے سپاہ مغلوب کے کھیت
کو کات لاشوں کے کھلیان لگائے اور بہتوں کو پامال کیے نقارہ فتح و فیروز کی کا شکر
ظفر پیکر میں بجئے لگا،



کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کنا نور ہے کلی کوت
اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوت کا جس کا لقب ساموری تھا
اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برہمن کا تہہ دید کرنا اُسے کہ
وہ مرتد و اپنے دین و مذہب سے پھر گیا اور مردود قوم کا ہوا اور
جل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اہل و عیال کے اور
مسلم ہو جانا بالکل ملیبسا رکنا نواب حیدر علی خان بہادر پر،

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے نائروں کی لڑائی کو فتح کیا عنانِ توجہ کی
کلی کوت کی طرف جو ملیبار کی سر زمین کا پایہ تخت تھا اور وہاں کا حاکم پشتناپشت
سے ساموری لقب رکھتا تھا پھیری اٹھاے راہ میں جو شہر آیا یہ زور مستخر کیا جب
کلی کوت کے متصل پنچاوان کے حاکم ساموری نے دیکھا کہ سب ملک تو اُس کا
پہلے ہی نواب بہادر نے مستخر کر لیا ہے صرف کلی کوت شہر ہی باقی رہ گیا اور
سپاہ سب پریشان و متفرق ہو گئی ہے نہ کوئی عزیز دانہ یا اور جو لوگ کہ اُس کے
پاس تھے اُنکو لڑنے پر مستعد نہ پایا اپنی جگہ سے حرکت نہ کی بلکہ شہر کا دروازہ
بھی بند نہ کیا نہ ادا دہ باہر نکل کے لڑنے کا کیا جب نواب گردون قباب
سے فوج شہر میں داخل ہو چکا راے ساموری نے آگے برہمکر استقبال اور
بہت جواہر و موتی نثار کیا اور کمال تعظیم سے آداب بجالا کر اپنے دیوانخانے میں

اُسکو تخت پر بیٹھایا اور التماس کیا کہ یہ سب ملک آپ کو مبارک ہو میں بندہ فرمان بردار ہوں اور بہت سی باتیں عاجزی کی گزر گرا کر عرض کین نواب بہادر نے اُسپر رحم کھا کر زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم مطمئن رہو کہ یہ طرح کی زیادتی تمہارے اوپر نہیں ہونے کی بلکہ یہ ملک تم ہی پر مسلم رکھا جائیگا اور ملک پر بھی اسی طرح کا گزند نہیں پہنچے گا ایسی ایسی نشئی آمیز باتوں سے نواب والا مناقب نے ساموری کو تسلی دیکر شکر گاہ کو معاودت فرمائی اور راے ساموری دیوانخانے سے اپنے محل سرا میں گیا تب ایک برہمن، عہد اندیش و بدکیش و ناپاک راے، ساموری کے پاس آیا اور اُس سے یہ کہا کہ تو تو ایک سخت مسلمان گائے کھانے والے بتخانے کھودنے والے سے مل گیا اپنے دین و مذہب کو چھوڑا اس سے زیادہ گناہ دنیا میں کوئی نہیں ہی اب تمام قوم نائر ٹھہ کو ذات سے نکال دینگے اور اپنے دین و مذہب سے بیگانہ جانینگے جب تک تو جیتا رہیگا کوئی تیرے پاس نہ بیٹھے گا نہ تیرے ساتھ کھانا کھائیگا نہ کھائیگا اور جب تو مرے گا کوئی کر یا کر م نہ کرے گا جب راے ساموری نے اُس برہمن کی یہ گفتگو سنی نہایت سہمزدہ ہوا اور عالم بخود ہی دسرا سہلگی میں اپنے گھر میں آگ لگا کر کے بالوں اور تمام منہ بون کے ساتھ جل مرا ایک عالم اس حال تباہ کو دیکھ آبدیدہ ہوا اور اُنھ ملا اور برہمن بدکیش پر جینے یہ آگ لگاٹی نصرین کی جب راے ساموری کلیکوت کا حاکم یوں جل مرا اور اُسکے عیال و اطفال سے جو وارث ملک و راج کا ہو کوئی باقی نہ رہا قوم نائر جو لڑائی میں شکست اُٹھا کر پریشان ہو گئے تھے پھر جمعیت کثیر مثل مور و ملخ جمع کر مستعد لڑنے کے ہوئے نواب نامہ اس سب فوج حیدری سمیت میدان میں آکر مستعد جنگ کا ہوا،

نظم

دلیرون نے تب کھینچ کر تیغ تیز کیا گرم بازار کین و سنیز
بطعن سنان و بز خم خدنگ عد و پر کیا عرصہ جنگ تنگ
ایک دم میں ہزاروں سرتن سے جدا ہوئے اور لئے شمار لاشیں خاک و خون
میں لوٹتے لگین، الغرض بہت سے مار مارے گئے اور بقیہ اسیف بھاگ
نکلے ایک مرتبہ اعادی سے میدان خالی ہو گیا نواب ظفر اسباب کی قلع ہوئی
اور وہ تمام ملک دولت حیدری کے متعلق ہو گیا،

سرکشی کرنا ناٹرونگا اطاعت سے نواب بہادر کے اور بسبب آجانے
موسم برسات کے انھوں کا قصد کرنا پھر لے لینے پر بعضے قلعوں کے
اور مار ڈالنے پر ایک جماعت حیدری کے جو وہاں کے قلعدار
تھے اور لشکر کشی کرنا نواب بہادر کا میں طوفان آب و طغیان
سیلاب میں واسطے قلع و قمع ناٹرونگے

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے اس طرح جل مرنے کا حال رائے ساموری
کے سنا نہایت متاثر ہو کر ساموری کے بھانجوں پر جو اُس واقعہ کے بانی ہوئے
تھے بہت خشمگین ہوا اور سردار بار قسم کھائی کہ ہرگز ملک اُنکا اُن کو پھیر
نہ دوں گا کلیکوت کے امیرون نے ترانکو اور کوچین کے راجہ کی مدد سے ایک
جمعیت کثیر سپاہ جنگی پانیا نے مذی کے کنارے پر جو بارہ فرسنگ کلیکوت
سے ہی جمع کی اور اب معلوم ہوتا تھا کہ ناٹرونگہ نسبت اگلی لڑائی کے جو کانور
کے متصل واقع ہوئی تھی زیادہ لڑینگے لیکن جب مقابلہ ہوا کچھ بھی نہ لڑ سکے

بھاگ گئے نواب بہادر نے ندی اتر کر قلعہ پانیانی پر حملہ کیا اگرچہ یہ قلعہ اُس ملک کے سب قلعوں میں زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا تو بھی قلعہ والے حملہ حیدری کی تاب نہ لاسکے آخر اطاعت و انقیاد اختیار کی تب نواب نامدار دشمن کی سپاہ کے تعاقب کو آگے بڑھا جب لڑتے بھرتے کو جہن میں پہنچا اُس ملک کے حاکم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُس کے دیکھا دیکھی سب نائروں کے فرنے حکم حیدری کے مطیع و منقاد ہو گئے اور نواب بہادر نے اس شرط پر کہ وہ مطیع اور خراج گزار دولت حیدری کے رہیں اُن کے کشت و خون سے ہاتھ اٹھایا اور سب ملک اُنکو پھیر دیا، بعد اُس کے سپاہ و قلعہ داروں کو واسطے حفاظت اور نگہبانی کلکتہ و پانیانی کے متعین کیا حکومت اُس ناحیہ کی کو مڈبا تھور کے راجہ کو دی یہ راجہ قوم کا برہمن اور ایک ریاست کا جو مضافات میسور سے تھی اور اُس میں و میسور میں فقط کوستان در میان حاکم تھا نواب بہادر نے اس سب ملک کا اُس راجہ کو حاکم کرنے میں یہ مصاحبت ملکی دیکھی تھی کہ چونکہ وہ راجہ قوم کا برہمن ہی اور سب نائروں کی قوم میں مہتر اور اُس ملک کی راہ و رسم اور وہاں کے رہنے والوں کی عادات سے واقف ہی سمجھون کو موافق رکھیگا چونکہ موسم رسات کا جو ملیبار کی نواح میں دیر تک رہتا ہی اور اُن دنوں میں وہاں ہمیشہ آندھی چلتی اور سیلاب رہا کرتا ہی شروع ہو گیا تھا نواب بہادر نے لاچار ہو اس ملک کو چھوڑا لیکن اس پلے کہ وہ ملک حال میں مفتوح ہوا تھا بہت دور وہاں سے جانا مناسب نہان کو مڈبا تھور میں جو دارالامارت راجہ مذکور کا تھا جا کر اُس کے دولت سرا میں اقامت اختیار کی اس جہت سے کہ یہ ملک اُن پہاڑوں میں واقع ہی جنکا نام گھات ہی اور اُس میں بارش و سیلاب ویسی نہیں جیسی سواحل ملیبار میں اپریل کے مہینے سے

آخر سپٹمبر تک رہتی ہی نواب نامدار کو یہ یقین تھا کہ نائرون کی جماعت اُسکی شکر کا ٹمطراق اور سخت حملہ دیکھ کر ڈر گئی ہی اس صورت میں چون وہ اُنکے ساتھ راہ نرمی و مواسات کی چلا ہی بالضرورت دے اُسکے حکم سے سرنامی نہ کرینگے اور غاشیہ اطاعت کا اُسکے اپنے دوش پر اُٹھا گئیکے وہ نامدار اب تک رسم و راہ سے اُس جماعہ خود بین کے خوب آگاہ نہ ہوا تھا کہ نئے لوگ جب ایکبار کسی سے آزر دہ ہو گئے اگرچہ خطا اُنکی کیسی ہی بری ہو جو اُس آزار کا باعث ہوئی تھی تو بھی درگزر کرنا نہیں جانتے اور جب تک اپنے آزار دینے والے سے انتقام نہیں آراں نہیں پاتے ہنوز مہینائے کا تمام نہ ہوا تھا کہ تمام سواحل ملیبار میں نائرون کی بغاوت و خروج کا آوازہ حکومت حیدری پر مشہور ہو گیا اس خروج کی ابتدا میں ایک جمعیت قلیل قلعہ ارون کی قتل ہوئی اور قاتل اُنکے رہنے والے قصبہ کلان پاندہ پکاری کے تھے اُن باغیان تہہ کار نے یہ سنگری اس حد کو پہنچائی کہ چند سپاہی فرانسیس کے جو قلعہ ماہی کو چھوڑ کر حیدری کو جانا چاہتے تھے اور اُس قصبہ میں دوسرے روز قتل عام کے پہنچے اُنکو بھی قتل کر ڈالا، آثار ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ خروج قوم نائرا کا راجہ تراونکور اور ساموری متوفا کے بھانجوں کے سبب واقع ہوا کیونکہ اگر راجہ کو ننا تو ر اور علی راجہ اور بھائی اُسکا شیخ علی جنکو نائرون سے قوم ملنے کے انتقام لینے کا کام سپرد ہوا تھا بہت سختی اور ظلم نہ کرتے تو یہ بغاوت اُس حد کو نہ پہنچتی،

چونکہ یہ سب کثرت بارش کے سواحل ملیبار میں برسات کے موسم میں چھوٹی نالیاں بھی برسی نڈیان ہو جاتی ہیں اور سیلاب کے باعث برسات بھر راہوں میں اس قدر ندی نالے بھرے رہتے ہیں کہ کوئی شخص سا قراجنہی راہ

چل نہیں سکتا اس لئے نائرون نے جو اُس ملک کے رہنے والے اور ویسے طوفان و سیلاب کے عادی ہو رہے تھے اور ننگے برسات بھر پھرا کرتے اور جہان چاہتے جلے جاتے اب سمجھا تھا کہ وہ کلیکوت اور پانیانی کو پیٹ ترا سکے کہ فوج حیدری وہاں پہنچے اپنے دخل میں لائیں تمام قوم ماہلے کو مار کر تباہ کر دیں گے لیکن اُنکو یہ خبر نہ تھی کہ اُنکے انتقام لینے والے کو سیلاب اور طوفان ماد و باران کیسا بھی سخت ہو مانع انتقام نہیں ہو سکے گا اور اُنھوں نے اس عصیان اور بغاوت میں ایسا اخفا اور کتمان عمل میں لائے تھے کہ میرزا ضا علی خان سردار مادیگھری اور نواب بہادر کو مطلقاً اس ارادے سے اُنکے خبر نہ ہوئی، آگے اُس سے کہ خسر اُس واقعہ کی نواب بہادر کو پہنچے نائرون کی فوج نے کلیکوت اور پانیانی کو محاصرہ کیا تب قلعہ دار پانیانی نے ایک ملاح یا جہاز کے خلاصی کو پر تلکیشون کی جماعت سے بہت اشرافیان و روپیہ انعام دے کر واسطے اطلاع کرنے اس حال کے روانہ کیا وہ شخص جان بازی کی راہ سے اُترنے پر و پانیانی کے جو کمال جوش و خروش میں تھی جرات کر چھوٹی کشتی ہر سوار ہو اور اندھیری رات میں جنگل اور بیابان جن میں جانور درندے اور کیرے موذی زہردار ہر طرح کے رہتے تھے رات دن طس کرتا ہوا اگرچہ لوسی شخص

*

یہ کشتی بانس سے مثل ایکہ برے تو کرے کے بنتی اور چمرے سے مرہی جاتی ہی لیکن وہ چمرے اور توکرے علیحدہ علیحدہ ہوتا ہی دو حمال ایک کشتی کے کالبد کو آورد و آدمی اُسکے چمرے کو خشکی میں اُتھاتے اور عند الضرورت پاوساعت میں قابل استعمال دریا کے بنالیتے ہیں ایک کشتی میں پچیس آدمی ہوا یا ایک ضرب توپ بار ہو سکتی ہی اس طرح کی کشتیاں سواحل ملیبار میں بہت ہوتی ہیں اور فوج میں اکثر رہتی ہیں،

اُسکا راہبر جیسی قطب نما کے موافق تھا بعد زحمت و مشقت کے مقام
 مادیگھری میں پہنچا اور میر رضا علی خان کو واقعہ سے نائروں کے فروج کرنے اور
 معرض خطر میں ہونے فوج حیدری کے کلیکوت و یانیانی میں مطلع کیا میر رضا علی خان نے
 اُس ملاح کو فوراً کوئٹہ کو روانہ کیا اور خود جلد سے اُس قدر فوج کے جو
 اُس کے متعین تھے اُسی کثرت بارش اور سیلاب میں پانی کی طرف کوچ کیا،
 اُس شکر کی دور کی خبر جماعہ باغیہ کو پہنچے ہی تیزی اور تندی اُسکی
 فی الجملہ قوت گئی لیکن جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ فوج جو میر رضا علی خان کے
 ساتھ ہی سواروں کی جمعیت سے مطلقاً خالی ہی تب ایک جماعت اپنی فوج
 سے واسطے مدافعت کے بھیجی چنانچہ وہ جماعت بروقت عبور کرنے ہرندی سے
 رضا علی خان کی فوج کو تنویر و پریشانی میں ڈالتی رہی آخر کو راہبروں کی
 خطا کے سبب وہ فوج ایک برے خطرے میں جہاں پانچ یا گھری کے نزدیک
 دو زبان ملی ہمیں اس طرح پر گئی تھی کہ گویا مخالف اپنی مراد پر مظفر ہو گئے اور
 رضا علی خان اُس خطرگاہ میں ایسا پھنس گیا کہ دریا کے عمق اور پانی کی تیزی کے
 سبب اُسکو عبور کرنا دشوار ہوا اور طرفہ تر یہ کہ فوج اعدائے اُسکے پیچھے
 پھر آنے کی راہ بھی بند کر دی تھی اور اُس راہ تنگ میں کہ وہ وہاں تک
 آیا تھا درمیان اُس گھنے جنگل کے جس کے درختوں کے سروں پر سے باہم ملے ہوئے
 تھے انھوں نے بہت سے درخت کات کر عرض میں اس راہ کے ڈال دیے
 اور اکثر جاوہان پر اپنی سپاہ کیں گاہ میں ہتھار کھے تھے تا وہ اُس راہ سے اصلاً پھر
 نہیں سکتا تھا اور طی کرنا اُسکا دشوار ہو گیا تھا،

جب نواب بہادر نے نائروں کے عصیان اور بغاوت کی خبر سنی اپنے سواروں
 کے سامنے کو جو حسن اتفاق سے نزدیک کوئٹہ کے قول سے جوار ہو گیا

تھا بلوا لیا اور میسور وغیرہ کی نواح سے اپنی مملکت کے بھی ایک برہمن جمعیّت انبوه سوار اور پیادوں کی طلب کر کے اُن چست و چالاک یشتوں کے جو اُس کے یاس حاضر تھیں ایک جیش شایستہ جمع و طّار کر کے اِس لئے کہ اپنی ایسی فوج دلاور کو جو واسطے برہمن مہتمّوں کے بنائی گئی تھی درمیان ویسے سیلاب و طوفان کے بلا توقّف خطرے میں دالنا ہرگز مناسب نہ سمجھتا تھا اُس طرف کی صحیح خبروں کا منتظر رہا،

جب میر رضا علی خان نے اپنا سارا حال لکھا نواب بہادر تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی ساتھ لے سیل جو شان و باد تہ کے مانند اُس طوفان و بارش میں روانہ ہوا اور تمام ر سالہ دار اور سواروں کو یہ حکم کیا کہ گھوڑوں پر زمین نہ باندھیں ننگی پیتھ پر سوار ہوں اور پیادوں کو یہ فرمایا سوارے زیر جامہ سبک اور جوتے کے کچھ نہ پہنیں ہر پیادے کو ایک بارانی موم جامے کی سرکار سے دی گئی تا اُس سے اپنے کبہ گولی باروت کو پانی سے محفوظ رکھیں اور سپاہیانہ رنگ کو جو تازہ پانڈ پھیری اور کلنبو سے آئے تھے ہر نفر کو ایک پھتری موم جامے کی عنایت ہوئی بارہ ضرب توپ میدان ہاتھیوں پر لدوا کر اُس شکر کی مدد کو ساتھ کی گئیں اُس کوچ کا حال جس میں نواب بہادر خود اس شکر کا قائد تھا اِس طور پر لکھا گیا ہی کہ پندرہ ہزار مرد جنگی سپیدہ صبح سے لے شام تک اُس ملک کو ہستانی میں درمیان ایسی دشوار گزار راہوں کے جن کے عرض میں تین آدمی سے زیادہ چل نہیں سکتے تھے طوفان کی شدّت اور رات دن کی جھڑی میں جو برق اور رعد کے ساتھ ہوتی تھی بھیگتے ہوئے جلے جاتے تھے اور باوجود اُس کے ہر روز بعد دوپہر کے آفتاب نکلتا تھا اور تین گھنٹے تک ایسی سخت دھوپ پڑتی اور گرمی ہوتی

کہ دیسے ملک گرم سیر میں کوئی غریب یا مسکین بھی اصلاً متحمل اُسکا نہیں ہو سکتا اور در اثنائے راہ ایسی مذاہن اُترتی ہر تھی کہ کسی کے یا بی زرخندان تک پہنچتا اور کوئی تیر کر جاتا تھا اور رات کو اُن قصوں اور ویران گانوں میں اُنکے رہنے کا اتفاق ہوتا جہاں کے رہنے والے اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن کھانے پینے کی چیزیں بکثرت وہاں ہاتھ آتی تھیں ،

نواب نامدار نے سب سپاہ کو یہ حکم دیا کہ جس آبادی میں پہنچو لوٹ کر جلا دو ، اس کوچ سے جو ناگاہ عمل میں آیا باغیوں نے خبر پادار کر اپنے جتھوں کو جمع کیا اس جہت سے میرزا ضاعلی خان کے لشکریوں کو فی الجملہ تلی ہوئی لیکن بہت لوگ اُسکی فوج سے بہ سبب نہ میسر آنے آذوقہ اور راہ کے مہملکوں سے ہمالاک ہوئے تھے مائرون کے سردار اپنی بغاوت و برخلافی کے نتیجے خوف سے جسکے مفاسد کو دیکھ چکے تھے خائف و ہراسان تو تھے باوجود اُسکے واسطے پستی و حمایت اپنے لشکر کے گرد مورچے باندھنے اور خندق کھود لی تھی اور بائیں طرف اُسکے ایک اباگانوں تھا جسکے گرد چار دیواری اور خندق اور احاطہ لکڑیوں کا بہت استوار و مضبوط اور توپ خانہ سنگین جسکے گولہ از ایک جماعت پر دل تھے سب نے آپس میں یہ عہد و پیمان کیا کہ جان دین پر وہ جگہ نہ دیں اور چاہتے تھے کہ فوج حیدری سے مقابلہ و دوچار ہوں ،

نواب بہادر نے چار ہزار مرد جنگی کو اپنی سپاہ سنگین سے داہنے طرف کو حملہ کرنے اُس گانوں پر مامور کیا اور لفظاً کر نیل کو جو پر طیش کے طبقے سے اُنھیں دنوں بہت سردار ان پر طیش سمیت گودہ سے آیا تھا اُنکا سپہدار بنایا اور بائیں طرف کو جو سپاہ حملے کے لئے مامور ہوئی اُسکی سرداری ایک سپہدار انگریز کو تفویض فرمائی اور قول کا سپہسالار خود نواب بہادر جو پیچھے

اُس قول کے التمش سپاہ فرانسیس کی تھی ساتھ ایک چیدہ جمعیت جو انان طقہ اُمراد اکابر دولت حیدری کے یہ جماعت برگزیدہ کے مردان جنگی سب پیادے تھے اور سوائے سپر و شمشیر کے کچھ ہتھیار باس نہ رکھتے تھے،

چونکہ سواروں کی جمعیت کا اس یورش میں کچھ کام نہ تھا اس واسطے وے پیچھے رہی موافق اس ترتیب اور انتظام کے سپہدار پر طکیش پہلے ساتھ چار ہزار اپنی سپاہ خاصہ کے اُس گانوی طرف متوجہ ہوا اور برتی جستی و چالاکی سے اپنی فوج کو خندق کے کنارے پر پہنچایا لیکن آگے نہ بڑھکر اُسی قدر یورش پر کفایت کر اپنی سپاہ کو حکم کیا کہ بند وقین چلائیں چنانچہ وے گولیوں سے مخالف کی فوج کو مارنے لگے لیکن چونکہ اُس فوج کو اس خندق پر کچھ آریا پناہ نہ تھا اس لئے بہت لوگ مخالف کی بند وقین کی گولیوں سے جو دیوار کے رندون میں سے مارتے تھے مارے گئے جب دو ساعت تک فوج حیدری نے بند وقون سے آتشباری کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا تب نواب نامدار بہت دل گرفتہ و آشفہ ہوا اور اپنی اس فوج کے بے محل تلف ہونے پر نہایت تاسف کھایا سپہدار فرانسیس سرگرم وہ قشون فرنگستانی نے جو تازہ ملازم ہوا تھا اور ہنوز کوئی محل قابل ظہر کرنے اور دیکھانے اپنے کمال و ہنر سپاہیگری کا اب تک نہیں پایا تھا درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنی التمش فوج کو لیکر اس مہم پر اقدام کروں نواب بہادر نے اُسکی عرض کو قبول کر کے فرمایا کہ جو کچھ مناسب جانو عمل میں لاؤ تب اُس سپہدار نے فوراً سب اپنی سپاہ حمیت جو واسطے لڑائی کے بیقرار اور نائرون سے انتقام لینے یہ جنھوں نے سابق اُسکے کمال قساوت سے کئی نفر فرانسیس کو بے نسب یا تہیکہ مری میں قتل کیا تھا سرگرم تھی جنگ پر مستعد ہوا چنانچہ فوج فرنگ ساتھ سپہسالاری اُسی بہادر کے معہ جمعیت امیرون

اور اکابر دولت حیدری واسطے انتقام کے دور کر خندق میں بیدھرت کر
 کود پڑی اور جھت پت اُس سے عبور کر چار دیواری کو توڑ دشمنوں کے
 مقابل ہوئی اور قتل کرنا شروع کر دیا جب مخالفوں نے اس طرح کی
 سختی دلاوران حیدری کی خون ریزی میں دیکھی بدون اس کے واسطے
 مقاومت اور مدافعت کے ہاتھ پاؤں ہلاوین مقتول ہوئے تب فوج منصور نے
 گانوں کو آگ لگا دی اور شعلہ بلند ہوا اُس کو دیکھ کر اور نشان سے گولوں کے
 بھی جو نائراں بغاوت نہادی طرف جاتے تھے نواب بہادر کو یقین ہوا کہ وہ گانوں
 اولیاء دولت منصورہ کی تسخیر میں آگیا اس بات کو معلوم کرتے ہی تمام
 لشکر نے ساتھ ہیئت مجموعی کے حرکت کی تاکہ اُس لشکر کی جگہ پر جہان خندق
 کھدی ہوئی تھی حملہ کرے لیکن جب دشمنوں نے دیکھا کہ لشکر حیدری نے اُس
 گانوں کو جو مضبوط پستیوں لشکر گاہ کا تھا ساتھ یورش کے لیے لیا دل باختہ ہو کر گروہ
 گروہ کمال ہر اس اور خوف سے ہر طرف بھاگے اور پریشان و متفرق ہو گئے ،

بیت

گریزان ہوئے چھوڑ میدان کو

بچا لیگئے اپنی وے جان کو

چونکہ نواب بہادر جانتا تھا کہ اس مہم میں سب دشمن جان سے ہاتھ دھو کر بہت
 لڑینگے اس لئے یہ یورش پر دلانہ جسے جرأت و دلیری سے امیران دولت
 حیدری کے جو اُس یورش میں مددگار تھے آب و تاب پائی تھی موجب کمال
 دل خوشی اور مسرت کی نواب بہادر کو ہوئی سپہدار فراسیس کو
 جس نے دروازہ فتح کا کھولا تھا ساتھ لقب بلند بہادر کے استیاز و عزت بخشی اور
 اُسی روز شام کو اُسے سند سپہسالاری دس ہزار سوار کی جو دولت مغولیہ میں

واسطے سرداروں کے بہت برآمدہ تھے عطا کر کے اقران و امثال کا محسوس اور ساتھ منصب میرانش یا سرخیل توپخانہ کے احترام اور احتشام کو اُسکے دو بالا کیا ہر ایک سیاہی کو تیس روپی عطا اور ہر زخمی کو جو شمار میں بہت تھے فی نفر ساتھ روپی انعام عنایت کیا سپاہ مجروح سے صرف ایک آدمی اس لشکر حضور میں شہید ہوا تھا،

فرنگستانی آدمیوں نے اس کشتش اور کوشش سے برآخوف دلون میں جماعہ مرہٹوں کے دالا اور واسطے زیادہ کرنے ہیبت کے نواب والا جناب نے یہ مشہور کروادیا تھا کہ کئی ہزار سپاہ عشقرب فرنگستان سے لشکر حیدری میں داخل ہونے والی ہی اور اس ہیبت و دہشت کو ساتھ مشہور کرنے اس غلغلہ کے کہ سپاہ فرنگستان کی سخت ستنگار اور آدم خوار ہی دو بالا کیا تھا یہ شہرہ بہ سبب اُس درشتی و شدت کے جو انگریز و فرانسیس ملازم حیدری نے انتقام لینے میں اپنے سپاہ ناحق مقتول کے قوم نائر سے عمل میں لائے اعتقاد میں ساکنان اُس ملک کے خوب جم گیا اسی سبب سے حطرف کو فوج حیدری کا کوچ ہونا دشمنوں کے وجود سے مطمئن آدمی کا کچھ نشان نہیں پایا جاتا تھا سب مکان خالی و ویران دکھائی دیتے اور رہنے والے وہاں کے جلا وطنی اختیار کر کے جنگل و کوہستان میں جا چھپتے تھے اور دور سے حسرت کی نظروں سے یہ دیکھتے کہ اُن کے گھر تمام جل کر خاک سپاہ ہو گئے اور درخت میوہ دار زمین پر کات کر ڈال دیئے گئے اور مویشی چراگاہ سب تباہ و برباد کئی گئی اور بت و بت خانے جلا دیئے، بد عہدی و خیانت نائرون کی اُس درجہ کو پہنچی تھی کہ نائرون نے اصلاً قول پر اُن برہمنوں کے جنکو نواب بہادر نے جنگل و کوہستان میں واسطے پھیر لانے کے اُنکو اپنے وطن میں

بھیجا تھا اعماد نے کیا تب نواب والا جناب نے اُس تردد و عدول حکمی کے مکافات میں یہ حکم کیا کہ جہان کہیں جو کوئی اُن فراریوں کو پاوے بید ریغ لٹکا دیوے اور عورتوں بچوں کو اُنکے اسیر کر کے غلام بناوے لیکن سختی و نرمی دونوں پھیر لانے میں اُن شقاوت شعاروں کو اُنکے وطنوں میں بے فائدہ تھی اسی واسطے علی راجہ وغیرہ سرداروں نے متفق ہو کر نواب نامہ ارسے صواب اندیشی کے طریق پر عرض کیا کہ اگر سپاہ حیدری وہاں سے کوٹھاتوں کی طرف کوچ کرے تو شاید اس سبب سے خوف جو نائروں کے دلوں میں بیٹھ گیا ہی کم ہو جاوے قبل وہاں سے کوچ کے پیشگاہ نواب نامہ ارسے یہ حکم صادر ہوا کہ جماعت نائروں کی تمام اپنے القاب اور حقوق قدیم سے محروم کیئے جاوین اور جنگا مرتبہ عزت میں بعد برہمنوں کے ہی وے سب قبائل سے اپنی پست کیئے جاوین اور اُنکے کمتر طبقوں کے لوگوں کو بزرگان نائری تعظیم و تواضع کریں اور جیسے سب ملیباری نائروں کے آگے جلو میں دوڑتے تھے اب نائری جماعہ پر یہ وغیرہ کے آگے جلو میں چلیں اور جس طرح کہ اسکے آگے صرف نائری ہتھیار باندھنے میں مخصوص تھے اور کسی طبقہ کو اجازت نہ تھی اب سب فرقے و طبقے کے لوگ ہتھیار باندھیں اور نائری سلاح پوشی نہ کریں اور یہ حکم عام دیا کہ جو کوئی قوم نائری کو ہتھیار باندھے دیکھے مار ڈالے،

نواب نامہ ارسے حکم سخت دینے سے یہ منظور تھا کہ اگر تے قبائل ملیبار کے جنکو جماعہ نائری اس سے پہلے حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے نائروں کے دشمن ہو جاوین اور دیکھنے سے اس انقلاب دل خواہ کے دل میں خوش ہوں اور سمجھیں کہ جو قوم جبار اور متکبر اُن پر حکومت کرتے تھے ساتھ اس ذلت کے مغلوب ہو گئے تو اس صورت میں بالضرور غرور نائروں کا جاتا رہیگا

مگر یہ حکم شدید بعد صدور کے پیش گاہ نواب نامدار سے نفاذ نہ پایا اس واسطے کہ جماعہ نائٹ موت کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتے تھے اس واسطے بالضرورت نواب معاً القاب نے ایک دستور بنایا یہ ایجاد کیا کہ جو کوئی نائٹوں سے دین اسلام کو قبول کرے اُس پر تمامی حقوق و رسومات قدیم اُس کے خاندان کے بحال و برقرار رہیں چنانچہ اس حکم کو سنکر بہتوں نے شرفائے نائٹ سے اسلام اختیار کر لیا لیکن اکثر اُس قوم سے آوارہ رہے اور قبول کرنے پر پھیلے حکم کے جلا وطنی کو ترجیح دی ، اگرچہ بہ سبب نزدیک پہنچنے فضل خوش و خرم کے اور رعب بیٹھ جانے اُن کے دلون میں توہم بغاوت کا پھر جماعہ نائٹوں سے جو سب وطن سے آوارے گوناگون مصیبت کے مارے تھے مطلق نہیں رہا تھا لیکن نواب موصوف نے حزم و احتیاط کی راہ سے کئی پلٹن و رسالے سواروں کے اُس سرزمین میں چھوڑ کئی مقام مناسب میں اُنکو تعین کیا تا ضرورت میں ایک دوسرے کی کمک و مدد آسانی سے کر سکیں اور باقی پیادوں کی سپاہ کو مادی گھڑی کے متصل رہنے کو حکم کیا اور خود بدولت و اقبال صرف جماعہ سواروں کو ہمراہ لئے کوئٹہ تو رکو کوچ فرمایا ،



رشک لیجانا جماعہ مرہٹوں کا نواب بہادر کی تسخیر و
فیروزی پر ملک ملیبار میں اور لشکر کشی کرنا بت نورپر

طبقہ مرہٹہ جو بہ سبب نزدیک و متصل ہو جانے سرحد مملکت حیدری کے اُنکے ملک سے رشک کی آگ میں جلتے تھے موافق درخواست کرنے بدنیوریوں کے واسطے اُنکے امداد و اعانت کرنے کے دربارہ دست درازی نواب بہادر

سال سترہ سو تیرستھ عیسوی میں ایک لشکر جرّار ساٹھ ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادے کا جمع کروا کر واسطے تسخیر کرنے ملکوں کو نواب والا مناقب کے روانہ کیا نواب نامدار نے افواج مرہٹہ کا مقابلہ نہ کرنا مصلحت وقت جان محافظت پر شہر مدنور کے ہمت مصروف کی چنانچہ وہ نامدار آغاز موسم برسات تک دفعہ کرنے پر افواج غنیم کے بخوبی قادر رہا جب موسم برسات آگیا مرہٹے محاصرے سے اُس شہر کے ہاتھ کھینچ کر پھر گئے ،



لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر
کا راجہ چیتل درگ وغیرہ پر

سنہ سترہ سو پینستھ عیسوی میں نواب بہادر نے محال پر پالیکارون اور راجہ چیتل درگ کے لشکر کشی کی اور اُس نواح کو بہت آسانی سے اپنے تصرف میں لایا لیکن جب قلعہ چیتل درگ کو پانچ مہینے تک محاصرے میں رکھا یہ سبب اور ضروریات کے قلعہ کرنا اُس کا دوسرے وقت پر موقوف رکھ پھر آیا اور حال آئندہ دوبارہ وہاں جا اُس قلعہ کو محاصرہ کر فتح کیا ،

از کتاب فتوحات حیدری تالیف کردہ لالہ کھیم نرائین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب
عبدالحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان موصوف کا

قبل اسکے کہ نواب بہادر نے واسطے استیصال کرنے رانی بد نور کے کوچ فرمایا
عبدالحکیم خان حاکم شانور نے دو ہزار سوار و چار ہزار پیادے واسطے کمک
اُس رانی کے بھیجے تھے اور خود کنارے پر ندی بلاری کے اپنے لشکر جمعیت
دیرہ کر رہے مارنے میں لشکر حیدری کے مشغول رہا تھا چنانچہ ہیبت جنگ
بخشی حضور سے واسطے مقابلے خان موصوف کے مامور ہو کر ہمیشہ افغانوں کے
ساتھ بازار زد و کشت کا گرم رکھتا اور خان مذکور ہر چند سعی کرتا تھا کہ ہیبت
جنگ کی فوج کو گھیر اُس کا کام تمام کرے لیکن وہ رستم دل فضل ایزدی پر
تکیہ کر اُس سے دلیرانہ لڑتا رہا چونکہ جمعیت مخالف پناہ میں ایک گھنے جنگل اور
گھاٹیوں میں بہار کے چھپکر قابو پایا سپر حملہ کرتی تھی اس واسطے ہیبت جنگ
کی کوشش اُس لڑائی میں فائدہ نہ بخشی اسی طرح دو برس کے عرصے تک
دونوں لڑتے بھرتے رہے اور فتح و شکست کسی طرف کی متمیز نہ ہوئی بعد
برے عرصہ کے جب نواب والا جناب کو بندوبست سے ملک بد نور کے اور دوسرے
قلعون کی تسخیر اور اُس نواح کے راجوکی گوشمالی و تنبیہ سے اطمینان و
فراغ کلی حاصل ہوا چون جسارت کرنا عبدالحکیم خان کا مزاج اقدس پر ناگوار ہوا
تھا ایلغار کے طرز پر با فوج قاہرہ کوچ کر رات کو ہیبت جنگ کی فوج سے ملحق

ہوا اور پیادگان کرناٹکی و دکھنی پلٹن اور سواران خنجر گزار و توپخانہ آتشبار
 کو کمین گاہ میں رکھ پتہ اردو کے سواروں کو یہ حکم کیا کہ پتھانوں کے مقابلے میں جا کر
 اُن اہل گرفتوں کو جنگ زرگری سے توپخانہ کے منہ پر لگا دوین صبح کے وقت
 جب سوار پتہ اردو کے لرآئی کے میدان میں نمایاں ہوئے جماعہ افغان جو
 لشکر منصور کے وہاں پہنچنے سے بے خبر تھے ان سواروں کو ہیبت جنگ
 کے سوار سمجھ کر دلیرانہ آگے بڑھے پتہ اردے حکمت عملی سے جنگ زرگری
 کرنے ہوئے اُنکو کمین گاہ کے مقابل لگالائے یکایک گلندازانِ سحر پرداز اور
 تغنیگیان قادر انداز نے توپوں اور بند و قون کی شلک سے بہتوں کو
 آرا اور کتھنوں کو خاک پر لٹا دیا اور جو کچھ باقی بچ کر بھاگ چلے تھے
 اُنکو سواروں نے تلوار و نیزے سے عدم کو روانہ کیا نواب عبدالحکیم
 خان نے جب رایات نصرت آیات نواب بہادر کے وہاں پہنچنے سے
 اطلاع پائی سب خیمے اسباب توپ خانے جو جہان تھے وہیں ہتھوڑے
 جو اس شانور کے قلعہ کی طرف بھاگا نواب مستطاب نے یہ مردہ سن
 شاد دیا نے فتح کے سجودائے اور سواران تازہ زور کو یہ حکم فرمایا کہ گھوڑے
 اُنھارا یوں کا تعاقب جہان تک وے جاوین کریں چنانچہ سوار بموجب حکم
 پاشنہ کو ب اُس قلعہ تک گئے اس اثنا میں نواب فریدون فرخو بد دولت
 و اقبال وہاں پہنچا اور حکم محاصرہ کرنے قلعہ اور دمے بنانے کا کیا نواب
 عبدالحکیم خان کو جب یہ یقین ہوا کہ اب فکر قلعہ داری کی کرنا دروازہ سلاستی
 وزندگی کا اپنے اوپر بند کرنا ہی اور ایسے فولاد بازو سے پہنچ کرنا اپنے ساعد و بازو
 کو توڑنا اپنے کردار سے پشیمان و نادم ہو عاجزی کرنے لگا اور اپنی جان کے
 بچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ دینا کیا نواب بلند اقبال اگرچہ دلبری اور

کناخی سے مشارالیه کے آزرده خاطر تھارحم اور مصاحت کی راہ سے درخواست اُسکی قبول کی پر خان مذکور سے اُس قدر زر نقد کا سرانجام نہ ہو سکا۔ اسلئے سارا اسباب اپنے توشک خانے کا جو جمع کیا ہوا حکام سلف کا تھامہ ذیلان کوہ شمال اور اسپان صبار فزار اور اتواب قلعہ شکن زر نقد سمیت حضور میں بھیجا۔ اتواب عالینہ نے وہ سب لے وٹان سے کوچ کیا اور اس احتیاط سے کہ مبادا خان مشارالیه کسی کے اغوا سے پھر اپنی کملی سے باہر پانون پھیلاوے تھانہ مستحکم اپنی طرف سے مقام بنکا پورو و چرونی و ہرونی و ہرونی میں جو توابع شانور کے تھے بیٹھا کر سامان کھانے پینے اور لڑائی کا بہ قدر مناسب ہر مقام میں طیار و آمادہ رکھوا دیا اور خود بدولت و اقبال سوا د غربی نگر میں پہنچکر مقام کیا اور بند و بست میں قلعوں کے جو متعلق بد نور کے سوا حل دریا پر واقع ہیں مشغول ہو ہیئت جنگ بخشی کو یہ حکم فرمایا کہ بہت سی فوج لیجا کر صوبہ سرکا نظم و نسق عمل میں لاوے اور زر و واجب سرکار کا اُس ملک کے راجاؤں سے وصول کرے بعد چند روز کے مرزا حسین علی بیگ جو چھوٹے شاہزادے کریم شاہ کا برآما مون تھا واسطے تسخیر کرنے بسواری درگ کے رخصت پا کر ساتھ بھاری فوج کے روانہ ہوا جب اُس نے ساحل پر پہنچ کر دیکھا کہ قلعہ بسواری درگ دریا کے کنارے سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے اوپر دریا میں واقع ہی اور دریاے شور کا پانی چاروں طرف سے اُس کے محیط تسخیر اُس قلعہ کی لڑائی سے مشکل جان کر کشتیوں پر سب اپنے مردان کاری سمیت بیٹھ دامن کوہ میں پہنچ ایک خط متضمن وعید نافرمانی و وعدے اضافہ مشاہرہ و جاگیر پر اور مفصل حقیقت پر اسیر ہونے رانی اور فتح ہو جانے پر سب قلعجات اُس ملک کے اور قصد پر اتواب بھادر کے واسطے تسخیر اُس

قلعہ کے لکھکر ایک سفیر دانا کے ہاتھ پہاڑ پر اُس قلعہ میں بھیجا وہاں کے قلعہ دار نے پڑھنے سے اُس مروانہ وعدہ و عید آمیز کے بہت خوف کھا کر امان مانگی اور بعد تین روز کے قلعہ مرزا حسین علی بیگ کو تسلیم کیا مرزا موصوف نے سب مال اسباب ذخیرہ کیے ہوئے شوم سنگر متوفا کو جو شوہر رانی کا تھا جس میں دس صندوق بھرے ہوئے مروارید شاہ واریا قوت و لعل آبدار سے اور دس صندوق بھرے ہوئے زیور مرصع بیش قیمت سے اور دو عدد جھول ہاتھی کی جس میں کلابتون و ابریشم کی جاگہ چاندی اور سونے کے تاروں سے گل دوزی کی ہوئی تھی اور دو عدد زنجیر طلائی اور دو عدد گلوبند مرصع واسطے آرا بیش گردن ہاتھیوں کے اور دو عدد زین مرصع بیش قیمت تھے تصرف میں لا کر اپنی طرف سے تھانہ اُس قلعہ میں بیٹھا وہاں سے مراجعت کی اور قدم بوس سے نواب معلّا القاب کے سر فرازی حاصل کی اور صلہ میں اس خدمت نمایان کے حضور سے عطیہ جزیل پاسر فرواد رہم چشمون کا محسود ہوا نواب والا جناب کو جب انتظام کرنے سے ملک بدو نور کے اطمینان کلی حاصل ہوا قلعہ مرجان و انگولہ میں جو تعمیر کیا ہوا سیف الملک (یکی از امراے عادل شاہیہ) کا تھا اور کوآریاں بند روسدا شیو کرہ و سنکی مولیرود ہنادروا نیگل میں جو قلب مکانوں سے اُس ملک کے مہین اپنے تھانے بیٹھا طرف دارالحکومت سریرنگپتن کے فتح و فیروز کی کے ساتھ معاودت فرمائی اور سایہ ہما پایہ کو اپنے سرور پر منتظران قدوم میمنت لزوم کے دالا ہیبت جنگ بخشی جو حضور انور سے شرف رخصت حاصل کروا واسطے انتظام نواح صوبہ سرا کے گیا تھا اُس نے پہلے تو کٹک گری پر تاخت کرد و لاکھ روپسی پیشکش اور خراج سہ سالہ کا باقی وہاں کے راجہ سے وصول کیا پھر ہرین ہٹی کی طرف متوجہ ہو کر وہاں کے حاکم سے چھ لاکھ

روپیہی سمرض و صول میں لاپچیتل درگ کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے راجاؤں سے چودہ لاکھ روپیہ لیکر راے درگ کے سواد میں پہنچا وہاں کے راجہ سے جب پیشکش کے روپیہ طلب کیے اُسے عذر ناداری کا یا مالی ملک کو ظلم سے راجہ بلاری کے بیان کر پیشکش کے روپیہ دینے میں تاہل و تنافل کیا ہیبت جنگ کی خاطر پر اُس کا عذر ناگوار گذرا اور واسطے چشم خمائی کے قلعہ آنیگل کو جو مضافات سے راے درگ کے ہی محاصرہ کیا وہاں کے راجہ نے حمیت ننگ و ناموس کے باعث پانچ چھ سو سوار و دو ہزار پیادے کی جمعیت سے لرتیکو مستعد ہو قطع کرنے پر راہ رسد کو لشکر ہیبت جنگ سے سعی کی اس اثنا میں یروانہ نواب بہادر کا بخشی ہیبت جنگ کو اس مسمون کا صادر ہوا کہ ایک ہزار جوان قوی و چالاک اپنے لشکر سے منتخب کر کے بے ہتھیاروں کے حضور میں بھیج دے ہیبت جنگ نے بموجب حکم ایک ہزار جوان بے سلاح اپنی فوج سے چن اور پان سو سوار و دو پلٹن سپاہی واسطے اُنکی حفاظت کے ہمراہ کر حضور عالی میں روانہ کیا جب اُس جماعت نے دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا ڈیرے کیے راجہ کے سوار رات کو جنگل سے نکل اُس سوتی ہوئی جماعت پر غفلت میں آتوڑے اور کوئی دقیقہ خونریزی و قتل کے باب میں باقی نہ رکھا اور بہتوں کو اُن جوانان نے سلاح سے بارہستی سے ہلکا کیا اگرچہ سواران بدرقہ نے ساتھ پلٹنوں کے متفق ہو کر بند و قونکی شلک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وہ لو تیرے راجہ کے ملازم جہر سے آئے تھے اودھر کو صحیح و سالم چلے گئے علی الصبح جب وہ سانچہ غیرت افزا ہیبت جنگ نے سنا اپنی فوج کو طیار کر راجہ کے سوار و پیادوں کی جماعت کو جا گھیر لیا اور ہزاروں آدمی کو ذلت اور

خواری سے مار دالا اور ایک خط اس مضمون کا اُس راجہ کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ حضور میں نواب بہادر کے تمہارے گناہوں کا کچھ عذر معقول لکھ کر فکر تمہارے جان و مال و ناموس کے امان کی کریں مگر اب تمہاری اس شوخی و گستاخی سے ہم کو معلوم ہوا کہ تمہاری عافیت کا زمانہ آخر ہوا اور برے دن آپہنچے بہر حال اب نوبت رفت و مدار اسے گزر چکی تم اب اپنی سزائے لائق و قرار واقعی کو پہنچائے جاؤ گے اُس خط کے پرہتے ہی راجہ کا زہرہ آب ہو گیا اور جانا کہ دوسری فوج تازہ زور ہیبت جنگ کی ملک کو حضور سے آدیگی تب اُس نے لاچار ہوا امان مانگی اور اپنے دیوان کو چھ لاکھ روپیہ کے ساتھ ہیبت جنگ کے پاس بھیجا وہ شجاع دیوان کو معہ زریش کش ساتھ لے سعادت ملازمت میں پہنچ کر مقصنی الکرام ہوا

کوچ کر نامادھور او پیشوا کا پونان سے واسطے انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکانا کام پھر جانا اور مستخر کرنا نواب نامدار کا اور چند قلعوں کو

جب بالاجی راوا حاکم پونان کا بعد مارے جانے اُس کے دو بیٹوں کے بسوا اس راو و شمشیر بہادر جنہیں حد اشوہندت عرف بھاؤ کے ساتھ نسخیر کر نیکو ممالک دہلی و لاہور کے معہ شریشمار پیادہ و سوار بھیجا تھا اُس جنگ میں جو متصل پانی پت کے درمیان اس شکر اور افواج احمد شاہ درانی کے واقع ہوئی تھی اور اُس شکر بیشمار کا کچھ اثر باقی نہ رہا اُس سے واقعہ ہیلہ کے مجنوں ہو کر تھوڑے دنوں میں (چنانچہ اگلے درقون میں مطلق ہوا) مرگیا تب

مادھورا اور بالا جی راو متوفا کا بیٹا پوناں کی مسند حکومت پر بیٹھا چونکہ ان دنوں طنطنہ شوکت و جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کا اور شہرہ اُسکی تسخیر کرنے کا ملکوں کو مادھورا کے کان میں پہنچا بیاعثہ طمع ساتھ ایک لاکھ سو ار اور ساتھ ہزار سپاہیان پیادہ اور سواران پندارہ اور پیاس ہزار پیادگان تفنگچی دکھنی کے مسعود علی بہادر پسر شمشیر بہادر اُسکی فوج سمیت مع اپنے توپخانہ عظیم پوناں سے طرف کرناٹک بالا گھات کے متوجہ ہوا اور پہلے شانور میں پہنچ و ان کے حاکم کو جو اصل فادو منع عناد تھا اُس مہم میں اپنے ساتھ لیا جب سواد میں چیتل درگ کے خیمہ کھڑا کیا و ان کا راجہ زمینداری کے دستور ستم پر چلا اور اُسکے ساتھ مل گیا جب صوبہ سر امین داخل ہو کر قلعہ کے محاذی علم اپنے لشکر کا بلند کیا میر علی رضا خان نے جو و ان کا ناظم تھا متحصن ہو کر بارہ روز بازار جنگ توپ و تفنگ سے گرم رکھا آخر کو مقابلہ ایسے برے لشکر کا اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ قلعہ مادھورا و پیشوا کو سپرد کر آپ اُسکی نوکری اختیار کر لی اور مادھورا و نے جو ایک مرد زیرک تھا میر موصوف کو بہت عزت کے ساتھ اپنے لشکر میں جگہ دی پھر مادھورا و نے و ان سے مادہ گھڑی کی طرف کوچ کر ایک مہینے کے عرصے میں جنگ و جہل سے اُس کو ہتانی قلعہ کو مسخر کیا،

جب یہ خبریں نواب بہادر کو پہنچیں دارالامارت سریرنگپتن سے کوچ کر کے بنگلور میں آیا اور اُسکے قلعہ میں ساز و سامان جنگی اور آذوقہ لشکری جمع کر پھر طرف مقرر حکومت کے معاودت فرمائی اور چونکہ فوج مرہٹے کی بہت بری تھی اپنی فوج کو اُسالاو کا پندنگا بنانا آئین ہو شیاری سے بعید جان اپنے خاص رسالہ کے سوار اور پندارون کو یہ حکم فرمایا کہ وہ سب درمیان گھنے جنگل ماکرتی درگ کے چھپکر مرہٹے کی لشکر پر دو تہ مارا کریں اور جتنا ہو سکے اُسکے تاراج

میں کو تا ہی نکر میں اور آپ خود دار الحکومت کے قلعہ میں داخل ہو اُس کے گرد بہت سی کمین گاہ ساتھ توپوں اور بند و قون کے مستحکم کر کے منتظر فضل الہی کا رہا۔ اس ضمن میں مادھوراو ماکرتی درگ کے سوا دین پہنچ ایک خط اپنا ترغیب و تہدید آمیز سردار خان قلعہ دار کے نام پر جو فدوی جان سار سرکار حیدری کا تھا لکھ کر قلعہ میں بھیجا سردار خان جو مرد باوقار و عالی خاندان اور بارہا اُس کی شجاعت کا زور کسوٹی پر امتحان کے کامل عیار نکلاتھا اپنے ولی نعمت قدیم سے پھر جانا اور قلعہ کو بے لڑے بھرت غنیم کے حوالے کرنا عار و ننگ جان اُس خط کے جواب میں کئی گولے قلعہ سے پیشوا بہادر لی ضیافت کی تقریب میں مارے مادھوراو نے اُس قلعہ دار کی دلیری سے سخت غضب میں آ اپنے شکر کے دلاور و نکو حکم کیا کہ برج و دیوار قلعہ کے دھانے کی فکر چھوڑ سب یکبارگی حملہ کر کے پہاڑ پر چڑھ جائیں اور قلعہ کو مسخر کر لیں چونکہ نوکر و نو کو اطاعت سے چارہ نہیں کسی ہزار سوار نے گھوڑوں سے اوتر تھنگیوں کو ہمراہ لے دامن ہمت کا کمر میں باندھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب یہ خبر سردار خان کو پہنچی اُس بہادر رستم جاگ نے اپنے رفیقو نکو اور کئی ضرب توپ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکل توپوں کے گولوں سے ہتھو نکو اُڑا دیا اور اکثر وں کے سینہ کو جنموں نے مانند بھرون کے اپنی بھن بھناہٹ گنبد فلک میں ڈالی تھی شہد کے چھتے کی طرح شہک و سوراخ سوراخ کیا اور جو مقل آگئے تھے اُنکو طعمہ شمشیر بران اور خنجر جان ستان کا بنا یا باقی ماندہ یہ حال دیکھ پہلے فراری ہوئے پر دوبارہ ملک تازہ زور کے پہنچنے سے قوت حاصل کر اخواں الشیاطین کے مانند اُس پہاڑ فلک سا پر ارا دہ چڑھنے کا کیا مگر سردار خان فرشتہ خصال نے ساتھ مارنے شہاب ثاقب بان و تھنگ کے ایسا اُنکو سنگسار کیا کہ ہزاروں اُن میں سے

شہساز اجل کے پنجے میں گرفتار ہو گئے لاشوں کی دھیر لگ گئی نیرے روز
 مادھو راو پیشوا نے غیرت کو کام فرمایا اور خود ہاتھی پر سوار ہو نکل کر اپنی حمام فوج کے
 سرداروں کو حکم کیا کہ سب جان سے ہاتھ دھو کر ایک بار لگی قلعہ پر حملہ کریں سردار خان
 اس مرتبہ بھی پاس نمک کو حفاظت جان پر مقدم رکھ کر مردانہ پیش آیا اور ایسے
 گولے اور گولیوں توپ و بندوق سے برسائیں کہ کسی کو پہاڑ پر جڑھنے نہ دیا اور
 جو چڑھا غار عدم و فنا میں گرا مادھو راو پیشوا یہ حال دیکھ کر شرم کے عرق میں
 غرق ہو گیا بحر اس کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا کہ راجہ جیتل درگ کئی شخص کو جو
 اُس پہاڑ کی راہوں سے واقف تھے واسطے فتح کرنے اُس قلعہ کے نام زد و
 مامور کرے چنانچہ یسے لوگ جس حالت میں سردار خان غنیم کے مقابلے میں
 مشغول تھا قلعہ کی فصیل پر نردبان لگا کر چڑھ گئے اور کتنے سپاہیوں کو جو قلعہ
 میں تھے مار ڈالا سردار خان نے جب بلا کے سیلاب کو اپنے گرد آنے دیکھا
 لاچار ہو باکمال جانبازی دشمنوں سے مقابلہ کیا سب اُس کے رفیقوں نے جام شہادت کا
 پیا اور اُس نے خود زخم کاری کھا کر خون تازہ کور وے شجاعت کا غارہ بنایا مادھو راو
 نے خان شجاعت شان کی تلے جانبازیان دیکھ کر اُس کو رزم گاہ سے اپنے
 پاس بلا کر بہت سی تعظیم و تکریم کی اور اُس کی پردلی و مردانگی کو بہت سا
 سرا اور اپنے لشکر میں رہنے کو اُسے جگہ دی اور ماہر جراحوں کو واسطے
 اُس کے مرہم پتی کے تعین کیا اور دوسرے روز اپنا تھانہ اُس قلعہ میں بٹھا کر
 آگے برتھا اگرچہ پندرہ اور سواران رسالہ خاص حیدری جنکا مامور ہونا واسطے
 غارت گری لشکر مرہتے کے آگے لکھا گیا ہی غارت گری میں لشکر مرہتے کے کسی
 طرح سے کوتاہی نہ کرتے تھے مگر چون حشر مرہتوں کے لشکر کا مور و ملح سے زیادہ
 تھا ایسے لڑنے اُس قدر زور و کوب سے اعدا کی ہشت کو شکست نہ پہنچی تھی

مادھو راو نے جب بند رنج و تامل بند و بست بالا پور دکلان کا عمل میں لایا تب اس
 نیت سے کہ پہلے اُن قلعجات اور پرگونوں کو جو اطراف میں دارالحکومت سریرنگپتن
 کے ہمیں اپنے دخل میں لاوے پھر دارالحکومت خاص کی تسخیر کر نیکاراۓ
 کرے بالا پور نور دکی طرف عنان غزیمت کی پھیری جب اُس مقام کے قریب
 پہنچا ہر الزمان خان و اُن کا قلعہ دار اُس لشکر انبوه کا مقابلہ نہ کر سکا بناچار
 قلعہ کو مع سب کارخانجات غنیم کو تسلیم کیا اور غنیم سے رخصت لیکر کترپہ
 کی طرف چلا گیا مادھو راو پیشوا نے بعد تسخیر کرنے اُس مقام کے کو لا دکی
 طرف متوجہ ہو نواب دلاور خان جاگیر دار سے کچھ روپی لیکر اُسکی جاگیر بحال
 رکھی اور کوہ مرداکل کو جہان حیدری تھانہ تھا محاصرہ کرکئی یورش متواتر میں
 اُسکو مستحر اور و اُن کے قلعہ دار کو سب متحصنون سمیت قتل کر کے گرم کندہ
 کی جانب تاخت کر اُسکو بھی بزور فتح کیا اور میر علی رضا خان کو جو اُسکی
 ملازمت میں حاضر اور کئی پشت سے وہ اُس حدو دکی تعلقہ داری کرنا چلا آتا تھا
 اُسی جاہلاد میں واسطے نوکر رکھنے ایک ہزار سوار تین ہزار سپاہی کے حکم
 دے کر اُس طرف سے پھر ارجب جاسو سان معتبر کی زبانی یہ خبر نواب بہادر
 کو پہنچی حمایت ایزدی کو اپنا پشتیبان سمجھ سب سواران جگر دار
 ہر شکار کو ہمراہ لے کوہ ما کرتی کے جنگل میں تھہر کر وقت وقابو کا منتظر رہا
 اچانک غنیم کی فوج کے ہراول نے ساتھ جمعیت پچاس ہزار سوار اور پیادوں
 اور برتی برتی توپوں کے کین گاہ سے نواب بہادر کے غافل مقل اُترتی
 درگ کے آکر دیرہ کیا اس ارادے سے کہ دوسرے روز و اُن سے کوچ کر
 دارالامارت سریرنگپتن کے قلعہ کو محاصرہ کرے نواب بہادر نے اس نوید
 کو سن تمام دن اُس صحرا میں بسر کر آدھی رات کو اُس ہراول کے پیچھے

سے آکر شب خون مارا اور اُن خون گرفتوں کو جو بے خبر بستر خواب آسائش پر سوتے تھے خواب عدم میں سولایا شکر فیروز کی اثر کے بہادر و ن نے شجاعت اور حمیت کو کام فرما ہزاروں مردان بہادر کو قتل کیا تیر کی ترنگ اور تلوار کی صلیل اور گھوڑوں کے مہیل اور مردوں کی للکار سے ہنگامہ روز محشر کا برپا ہوا

نظم

کروں کیا بیان ماجراے ستیز کہ برپا تھا اُس جاہز اک دستخیز
سر و خلق مردان جنگ آزما شاد دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب سر پہلوانان تھے مثل جباب
جوان مرد جیتے تھے اُس فوج کے سہی دفعۂ دُمان پہ مارے گئے
ہوئے کشتہ اعدا بہت وقت جنگ زمین خوسے بکسر ہوئی لالہ رنگ
کوئی لوٹتا تھا پر آ خاک یر کوئی کھا کے نبڑہ گرا آ کر
ہوئے کشتہ جیتے کروں کیا بیان سوا لاش کے کچھ نہ دُمان تھا عیان
مظفر ہوئی غازیوں کی سیاہ ہوئی فوج یونان سرا سرد تباہ
آخر کار باقی فوج بہ سبب نہ پہنچنے وعدہ موت معین کے اپنے ہتھیار و گھوڑے
چھوڑ بھاگی اور اُس مہلکہ سے جان بچا اپنا بہت سامان و اسباب عوض میں
نیم جان کے چھوڑ گئی تب نواب نامدار نے نقارہ فتح کا بجوایا اور صبح کے وقت غنائم
کو ضبط میں لا غازیان اسلام کو صلہ و انعام شاید دے مابقی سریر نگین کو
روانہ فرمایا، جب اس شکست کی خبر ماہور ہو کر پہنچی رنگ چہرہ کا اُس کے
اُتر گیا مارے کوفتہ کے مانند بیچ و تاب کھانے لگا اتفاقاً اُسی وقت پانچ چھ ہزار
سوار جو حسب الحکم اُس کے بار امحال کی طرف تاخت کو گئے تھے حیدری
پنہ اردن کے ہاتھ سے خنہ و پریشان حال سلب المال اُس کے لشکر

میں جا داخل ہوئے اُنکا یہ پریشان حال دیکھنا زیادہ تر موجب رنج و کامش کا
 مادھو راو کو ہوا پریشوائی کے نام کی غیرت کے سبب ایسی ناکامی سے
 یونان کو جانکالا چار ساتھ دل سوگوار و چشم اشکبار کے مقام جتنا منی سے
 کوچ کر داسن کوستان اناجی درگ میں مانند جمادات کے بنے جس و حرکت
 ہو کر اقامت کی جب یہ خبر نواب بہادر کو جو عقل کامل اور اقبال شامل رکھتا
 تھا معلوم ہوئی آل کار کو خرد خداداد کی میزان میں تو لا اور یہ سمجھکر کہ دو سال
 کے عرصے سے تمام ملک متعلق دارالامارت مرھٹوں کے شکر سے پامال ہو
 رہی اور اُس مدت میں اُنکی تاخت و تاراج کے باعث دانہ کیا بلکہ گھاس
 بھی زمین پر اُگنے پنائی اس صورت میں اگر چندے اسی طرح لراہمی بھرائی
 اس ملک میں قائم رہیگی تو رعایا کا حال بہت ابتر و خراب ہو جائیگا اور بزرگوں
 نے فرمایا ہی کہ صلح و صلاح بہر حال جنگ و جدال سے بہتر ہی چنانچہ موافق حکم
 راے صواب نامے کے ایک شخص کو جو مشیر محفل خاص اور محرم
 خلوت سراے صدق و اخلاص کا تھا عہدے پر سفارت کے منصوب فرما کر
 ایک نامہ اس مضمون کا مادھو راو بہادر کو لکھا کہ دینا ایسی ساع نہیں ہی
 جسکے لئے دو عاقل باہم نزاع کریں اور رعایا و براب و دایع و دایع ایزدی ہمیں
 اُنکو عبث عبث پامال کرنا اور لوٹنا اور خون ناحق کے گناہ کا جو جھ اپنی گردن
 پر ڈالنا جو اندران حق شناس کی آئین سے بہت بعید ہی اور یہ بات ظاہر
 ہی کہ جب تک ایک رنق بھی اس طرف کے مجاہدون کے تن میں باقی رہیگی
 تمہارے شکر کو آرام و راحت سے بہرہ لینے نہ دیں گے اور اگر سو برس اس
 کوستان میں سرسبز اڈے کے تو بھی ممکن نہیں کہ تمہاری ریاست کا نقش
 اس ملک میں درست یقینے اس واسطے صلاح دولت اسی میں ہی کہ آپ

پونان کو ساتھ خیر و عافیت کے مراجعت کرین اور اگر تھوڑے روز اور خوشامدیان خانہ برانداز کی اغوا سے اپنے دارالملک سے دور اس ملک میں تاخیر کرینگے دشمنوں کے ہاتھ سے جو مترصد فرصت ہمیں اُس ملک میں رنگ رنگ کے فتنہ و فساد سر اُٹھا دینگے تب سوائے افسوس و ہاتھ ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ دارالحکومت تک پہنچنا دشوار ہو جائیگا اور چونکہ عالم اتحاد میں دوستانہ ضیافت کرنا مناسب ہو تاہی اس لئے کچھ نفایس اور کچھ روپی نقد بھیجئے گئے ہمیں اُسے قبول کر اپنے دوست دار کو شکور کیجئے والسلام جب نامہ مصالحت ختامہ مہر خاص سے مزین و مرتب ہو چکا مہ سات لاکھ روپی نقد اور کچھ نفایس اقمشہ کے ساتھ جو دو تین روز کے آگے مادھوراو کی فوج ہراول سے لوٹ میں ہاتھ لگے تھے منتخب کرواسطے مادھوراو کے ہدیہ کے طور پر سفیر باندہیر کو حوالہ فرمایا گیا اُس فذوی اخلاص شعار نے سب نقد اور اجناس مہ نامہ مادھوراو کی خدمت میں پہنچایا مادھوراو تو ایسے مایہ ناز فایده کے حاصل ہونے کی دعا ہی مانگ رہا تھا نامہ و نفوذ و اقمشہ کے وصول ہونے کو فتح غیبی سمجھتا تھا اب بہادر کے ارشاد کو دامن جان میں باندھا اور نواب بہادر کی طرف کے اسیروں کو انعام و خلعت دے کر سفیر مذکور کے ساتھ روانہ کر خود فی القور و ان سے پونان کی طرف کوچ کیا جب میدان ملک کا مرہٹہ کی فوج سے خالی ہوا نواب بہادر نے مادھوراو کے پیچھے پیچھے بالا پور خورد کی طرف کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر عینوں پر جو مرہٹوں کے ہاتھ سے ستم رسیدہ ہو رہی تھیں توجہ کی نظر مبذول کی اپنی سرکار سے زر تقاضی دے خراج یکسالہ معاف کر سب کو خوش کیا پھر خود بدولت و اقبال بنگلور کی طرف عنان تاب ہوا ان سوانح سے جو اس مقام میں وقوع میں آئے ایک پرہی کہ

علی زمان خان نابطہم زلف بدر الزمان خان نے وکالت میں محمد یوسف کیدان قلعہ دار
 مدھرا کے جکو نواب محمد علی خان نے بغاوت میں مشہم کر کے واسطے استیصال
 اُسکے قوج بھیجی تھی نواب بہادر کے حضور میں حاضر ہو کر مدد طلب کی لیکن چونکہ
 ضمیر منیر میں ارادہ انتظام کرنے نواحی بنگلور و صوبہ سرکا سٹم ہو گیا تھا علی زمان خان
 کو حکم حاضر باشی کا ہوا جب وقایع کی فردون سے معلوم ہوا کہ نواب محمد علی خان نے
 محمد یوسف کیدان کو پکار کے دار پر کھینچا اور قلعہ مدھرا فتح ہو گیا نواب بہادر نے
 علی زمان خان کو جو نہایت حسیں الحاق گھوڑے کی سواری سے معذور تھا ایک
 فیل فلک شکوہ معہ عماری اُسکی سواری کو عنایت کیا اور ندیمان خاص کے
 زمرہ میں ممتاز فرمایا اُنھیں دنوں میں فیض اللہ خان ہیبت جنگ نواب دلاور خان
 سابق صوبہ دار سرکا داماد اپنے خسر سے ناخوش ہو سایہ دولت حیدری میں
 پناہ جو ہوا تھا جب اُس نے اُن روزوں بہ سبب رفع ہو جانے فساد مرہٹوں کے
 خاطر انور کو نواب بہادر کے خوش دیکھا فرصت کے وقت میں اپنے دعویٰ کو ظاہر
 اور اپنے خسر کو طغیان میں مشہم کر کے مزاج کو نواب بہادر کے برہم کیا اور
 آپ ساتھ چند سوار اور ایک فیل کے واسطے حاضر لانے نواب دلاور خان کے
 پیشگاہ حیدری سے کولار کو روانہ ہوا دلاور خان جو مرد جہانگیر تھا بے نام
 حضور میں حاضر ہو کر اپنے داماد کی کینیت مفصل حضور میں ظاہر کی اور
 ہیبت جنگ کے لڑکوں کو جنھیں ہمراہ اپنے لایا تھا حاضر کیا نواب بہادر نے
 باتوں کو دلاور خان کے سچ یقین کر لڑکوں کو آگے فیض اللہ خان کے
 بھجوا دیا اور دلاور خان کو حکم فرمایا کہ چونکہ فیض اللہ خان تربیت طلب ہی
 نصیحت کرتے ہیں اُسکے خاطر خاطر مصروف نہ کیا چاہئے بعد اس گفتگو کے
 نواب دلاور خان علیحدہ ایک عہدہ میں جو موافق حکم کے ساتھ فرش

نفیس اور سامان مایحتاج کے مرتب و آراستہ ہوا تھا داخل ہوا اور دونوں وقت نواب کے ساتھ الوان نعمت میں شریک ہوتا تھا علاوہ اُسکے سرکار کے دیوان کو ہر حکم دیا گیا تھا کہ جب تک نواب دلاور خان شکر میں تشریف رکھیں ایک ہزار روپیہ ہر روز واسطے مصارف ضروریہ کے سرکار سے پہنچاتا رہے اور از بسکہ خاطر انور نواب دلاور خان کی ملاقات سے سرت اندوز ہوئی نواب نورالابصار خان کو جو نواب دلاور خان کا بھتیجا تھا اپنی دامادی میں افتخار بخشا اور بہت سامان جہاز کا جولایق سلاطین کے اور فایق اوپر تہہ اعظم و اکابر کے تھا عنایت کر سر فواز کیا بعد تھوڑے روز کے خود بدولت چھ مہینے تک نواحی بنگلور و مدن ہٹلی و مکیسر میں تشریف رکھ راجگان سرکش و متمرد کشتیں قرار و افنی سزا کو پہنچا ستم حکومت کی طرف رونق افزا ہوا اور دو برس کے عرصے تک کسی طرح کے فتنہ و فساد نے اطراف و جوانب میں سر نہ اٹھایا تری دل جمعی سے ہمت عالی کو آراستہ کرنے پر سپاہ جنگی اور جمع کرنے پر ہتھیار و سامان حرب کے مصروف رکھا اور اُسی زمانے میں خبر فوت ہونے محمد عمر کبید ان کی حضور میں پہنچی نواب بہادر نے اُسکے لہر کے کو جکانام محمد علی تھا بمقتضای بندہ نوازی اُسکے باپ کی جگہ کبیدانی پر اُسی سالوں کے مضموب و مقرر فرمایا

پہنچنا رکھنا تھرا و پیشوا کا ملک بالاگھات کی تسخیر کے ارادے
 پر ہونان سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر فرمانا
 نواب بہادر کا ملک بادامی و جالی مال وغیرہ کو آورد و سرے
 وقایع جو سنہ کیارہ سو تیرا سی ہجری میں ظاہر ہوئے

جب نراین را و پیشوا اپنے چچا راگھو کے ظلم کے سبب محمد یوسف کیدان
 کے ہاتھ سے مارا گیا راگھو را و جو بالا جی را و اور مادھو جی را و کے عہد سے
 فید میں دن رات بسر کرتا تھا اپنے بھتیجے کے قتل کو موجب استقرار اپنی
 دولت کا جانکر ہونان کی سند ریاست پر بیٹھا اور بہت سے اُمراء ارکان دولت
 مرہتہ کو بہ پیشکش زر نقد اور وعدہ احسان آئندہ ستال و موافق کر فوج
 بیشمار اور توپخانہ آتشبار لے حیدر آباد کی طرف متوجہ ہوا ناظم حیدر آباد اس
 خبر کو سنکر اپنے شکر کے ساتھ اُس کے مقابلے میں آیا اور دونوں طرف سے صف
 آرائی ہوئی ناظم حیدر آباد کی فوج بہ سبب آرام طلبی و آسائش دوستی کے
 جنگ و جدال کی تاب نہ لا سیدان سے بھاگ گئی اور رکن الدولہ نے بھی جو
 دیوان ستل اور امورات جزوی و کلی کا مالک تھا اپنی سلامتی مقدم جان پہلو
 تہی کیا نواب نظام علی خان بہادر یہ حال دیکھ کر داب حیرت میں پڑ گیا
 موشر را و فرانسس نے معہ دو پلٹن سپاہی نواب کی سواری کے ہاتھی کو
 درمیان میں لیکر جنگ کرنا ہوا اُسے بیدر کے قلعہ میں سلامت پہنچایا راگھو نے
 جلد تعاقب کر قلعہ کو محاصرہ کیا کئی روز میں نواب نظام علی خان نے تسلیم کر
 دینے پر کئی ملک سیر حاصل کے (جیسے بیدر اور نگ آباد احمد آباد برار)
 رکھنا تھرا را و سے مصالحہ کیا تب راگھو نے بعد اُس فتح نمایان کے دماغ فرعون

بہم پہنچا کر طرف ملک بالا گھات کے جو قبضہ حیدری میں تھا کوچ کیا اس عرصے میں نانا پھر نويس رکن اعظم دولت پونان نے جو نرائن راو کے مارے جانے اور ناط پانے سے راگھو کے ناخوش ہوتما رض کر کے پونان میں رہ گیا تھا حیدر آباد کے ناظم کو لکھا کہ راگھو کو خلل دماغ ہو گیا ہی اُس نے اپنے حقیقی بھتیجے نرائن راو کو جو ایک جوان نیک ذات تھا ناحق ظلم سے قتل کیا مستاصل کرنا اُس بے باک کا اور خون ناحق کا قصاص لینا صاحب دولتوں ہر لازم و واجب ہی اس واسطے مصلحت یہ ہی کہ ہم اور تم بالاتفاق ساتھ مذاہیر شایستہ اور مساعی بایستہ کے قتل پر اُس کے ہمت باز ہین اور نانا موصوف نے ایک نامہ اتحاد آمیز اسی مضمون کا نواب حیدر علی خان بہادر کے حضور میں بھیجا نواب بہادر نے اُس کو جواب میں لکھا کہ اگر راگھو اس طرف آئیگا ہم تمہارے لکھنے پر عمل کرنے میں قصور نہ کریں گے

بعد اُس کے نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنی جوانمردی کی شہرت کے لئے واسطے حاضر کرنے تمام شکر فیروزی اثر کے حکم کیا نانا پھر نويس کو جب نامہ نواب کا پہنچا پر ہلکہ بہت ممنون و مطمئن ہوا اور فکر و تدبیر کر شکر کے سرداروں کو جو راگھو سے سازش رکھتے تھے یہ پیام بھیجا کہ ایسے خونی کی رفاقت جس نے قطع رحم کر کے اپنے بھتیجے رشید کا سینہ خنجر بیداد سے چاک کیا اختیار کرنا مردانگی کی حیثیت سے بے بہہ اور ایسے ظالم سے جس نے خون اپنے جگر گوشہ کا کمال بیرحمی سے خاک پر ڈالا توقع رفاہ و فلاح کی رکھنا عقل مال اندیش کے نزدیک بہت غریب مقضا آدمیت کا یہ ہی کہ رفاقت کو اُس کی ترک کر کے پونان کو سب چلے آو اور نرائن راو مقتول کے دروازے پر حاضر ہو اُس مظلوم کی رانی جو حمل سے ہی اُس کی نوکری

اختیار کرو، جب یہ پیغام سرداروں کو پہنچا بمقتضائے خرد مصالحت
اندیش اکثر لوگ تو کسی لطایف السخیل سے راگھو کی اجازت سے یونان
کو سدھارے اور کتنے ہراولی ویزکداری کے بہانے شکر سے نکل کر یونان
کو چلے گئے غرض کہ بیدار سے لے کر اے درگ کے پہنچنے تک کوئی شفق
شکریوں سے راگھو کے ساتھ نہ رہا تب ناچار دل شکستہ تاسف سے ہاتھ مارتا
ہوا ساتھ بیس ہزار سوار پندارہ کے جو اسنے خود جمع کیئے تھے آہستہ آہستہ
منزلوں کو قطع کرنے لگا اس درمیان میں جب جاسوسوں سے اسنے یہ خبر پائی کہ
حیدر آباد کا ناظم موافق صواب دید مانا پھر نویس کے بری فوج سمیت ایلغار
کیئے ہوئے آتا ہی تب مضطر ہو نواب بہادر سے التجا کرنی مصالحت وقت جان
ایک وکیل دانا کو حضور میں نواب بہادر کے روانہ کیا اور ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ اس وقت میں میری کمک و دست گیری کریں
اور چہارم حصہ خراج کا جو معمول ہی لطف فرما دیں تو سردار کرم و عنایت ہی
نواب بہادر نے جواب میں لکھا کہ ترک راو کے ظلم سے رعایا میں
کچھ حالت باقی نہیں رہی ہی مال واجب ادا نہیں کر سکتیں تمہارے واسطے
حصہ کہان سے بھیجا جاوے اور جو تمنے کمک چاہی ہی اسکا یہ حال ہی کہ اگر
تم کو کسی غیر کے ساتھ منازعت ہوتی تو کمک کرنا مضائقہ نہ تھا مگر اس
صورت میں کہ یہ نزاع و خصومت تمہارے گھر ہی سے اُتتی ہی ہم کو تمہارے
امورات خانگی میں دخل کرنا نہیں پہنچتا آئندہ ہم کو ایسی تکلیف مالا بلاق سے معاف
رکھئے راگھو نے مکرر لکھا کہ اس وقت میں فتنے کا بازار سب طرفوں سے گرم
ہی اگر دس لاکھ روپی مہربانی کی راہ سے عنایت کریں تو اس کے عوض میں
تمام صوبہ سر اس طرف کشاندہی کے بادامی و جالی مال وغیرہ تک

گماشتگان حیدری کو ہم تنویض کر دینگے نواب بہادر نے اس پیام کے جواب میں راگھو کے وکیل سے فرمایا کہ اگر تمہارا موکل اپنے لکھے پر عمل کرے اسطرح سے بھی تمہارے مقصد کے سر انجام کر دینے میں فروگزاشت نہ ہوگی راگھو نے جب یہ مردہ سنا خوش ہوا اور باجی راوا اپنے بھتی بھائی کو معہ تین سو سوار اور ایک پروانہ بابو جی سیندھیہ صوبہ دار سرا کے نام پر واسطے خالی کر دینے قلعہ کے روانہ کیا جب باجی راوا قلعہ کے حوالی میں پہنچا اور پروانہ قلعہ میں صوبہ دار کے پاس بھیجا وہ فی الفور اُس کو پتہ ہکر آگ ہو گیا اور یہ جواب دیا کہ راگھو راوا قاتل برادر زادہ کون ہی جس کے حکم سے ہم قلعہ کو خالی کر دین اگر وہ اپنی خیریت چاہتا ہی صحیح و سالم پھر جاوے نہیں تو مارے گولوں کے اُڑا دیا جائیگا باجی راوا تو اُس سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا وہاں سے مراجعت اور نواب بہادر کی ملازمت حاصل کر لیا کی اسد عاکی نواب بہادر نے موافق اُسکی تمنا کے شاہزادہ فیروز سخت کو فوج شایستہ دے واسطے فتح کرنے قلعہ سرا کے رخصت فرمایا اس اثنا میں کئی نامے مانا پھر نویس کے یونان سے اس مضمون کے ملاحظہ میں حضور کے گزرے کہ ہرگز ہرگز جھوٹے قول و فعل پر راگھو کے القات و اعتبار نہ فرمانا اور جس طرح ہو کے قلعہ و قمع میں اُس موزی کے جس نے ریاست یونان کو مختل و ہرہم کر دیا ہی سعی کیا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ بعد استیصال اُس خون و خیم العاقبت کے جو امر آپ کی دولت خداداد کے استحکام کے لئے ضروری ہوگا اُس میں خیر خواہ امداد و اعانت کریگا۔

نواب بہادر نے جس کے ضمیر میں ملک گیری کا خیال کمون و مضمر تھا اہل کار اور سرداروں کو یونان کے ممنون احبان رکھنا موجب افزائش و فروغ اپنی دولت کا تصور کر کے دارالریاست سے نکل فوج قاہرہ سمیت

سواد برجن راے پتن میں علم اقبال کو بلند کیا شاہزادہ بلند بخت نے جو ہمراہ رکاب پر بزرگوار کے تھا قلعہ سرا کو محاصرہ کیا اور مرحلہ وسیعہ (یعنی دیوار جس کے آڑ سے فوج لڑتی تھی) مرتب و طباً کر ساتھ ضرب گولوں کے قلعہ نشینوں کو تباہ کرنا شروع کیا تین مہینے کے عرصے میں برہی کو ششون سے وہ قلعہ فتح ہوا اور تھانہ مستحکم قلعہ میں ہتھیار گیری کی جانب متوجہ ہو اچار روز کے عرصے میں بزور اُس قلعہ کو بھی مستحکم کر چن راے درگ کے قلعہ کو گھیر لیا بعد محاصرے ایک مہینے کے بہادران شیر صولت اور غازیان رستم صلابت نے قلعہ پر ہلا کر بزور بازوی مردی اُسے مفتوح کیا اس عرصے میں نواب بہادر نے بھی کوچ فرما آہستہ آہستہ جنگل میدان طس کرنا ہوا تمکوہ کی نواح میں آیا راگھو نے جب خبر فتح ہو جانے کی قلعہ کے شاہزادہ بلند اقبال کی پردلی و تدبیر سے سنی اور فوج ظفر موج حیدری کو بھی مانند سیل بلا کے اپنی طرف متوجہ دیکھا بھاگنے سے بہتر کوئی تدبیر اُسے نہ سوچھی سو لہ ہزار سوار سے جو اُس اضطراب کی حالت میں اُسکے ساتھ رہ گئے تھے پیچھے ہٹ کر ارادہ ہندوستان کے جانے کا کیا لیکن پونان اور حیدر آباد کی فوجوں نے اُسکا تعاقب کیا اور اُسکو فرصت اُدھر جانے کی نہ دیکر پہلے تو برہان پور تک وہاں سے خاندیس اور وہاں سے گجرات تک اُسکا تعاقب کیا نواب بہادر نے اس فرصت کو غنیمت جان گویاں و بہادر بندہ و مود کی درگ و کچنڈر گڑھ کو جو سب قلعوں میں مضبوط اور محالات توابع اُنکے جو سیر حاصل تھے اپنے قبضہ اقتدار میں لایا راجہ سرہتی کو جس نے اطاعت و انقیاد اختیار کی تھی خلعت فاخرہ و جواہر گران بہا عطا کر کے اُسکی سر فرازی اور واسطے توفیر خزانہ و آبادی اُس ملک کے اُسکو تاکید بہت فرمائی چند روز میں نول کندہ و جان ہٹی کو مفتوح کر طرف جوہلی دھاتار کے شکر کشی کی ،

مستخبران و فایع و آثار پر پوشیدہ تر ہے

کہ جب اگلے دنوں میں نواب بہادر نے قلعہ نگر کو مفتوح کر کے تمام ملک بد نور کو اپنے تصرف میں لایا میر رستم علی خان فاروقی نے جو نواب آصف جاہ کی طرف سے قلعہ دار حویلی دھاڑا وار کا تھا حلقہ عبودیت نواب بہادر کا اپنے کان میں ڈال کر قلعہ کے تئیں اولیائے دولت کو تسلیم کر دیا اور خود ساتھ شاہہ پان سورویہ کے عہدہ بخشی گری پر سواران بارگیر کے ممتاز ہوا بعد گزرنے تھوڑے روز کے جب مادھو اور پیدشوانے ملک بالا گھات میں آکر قلعہ وفادار پرہا کیا وہ قلعہ گماشتگان حیدری کے تصرف سے نکل کر مڑھتے کے تصرف میں آگیا اُس عہد سے بسونت راو نام ایک شخص گوپال راو کے خوشن سے اُس قلعہ کا قلعہ دار تھا دینولا جب حیدری شکر کا گزرا اُس طرف ہوا وہاں سے سرسری چلا بٹانا اور قلعہ کو غیر کے قبضے میں چھوڑنا حمیت سرداری و بہادری سے بعید جانکر حکم والا واسطے محاصرہ کرنے اُس قلعہ کے صادر ہوا اور گلندازون کو حکم دیا گیا کہ دور سے گولے مارنے رہیں چونکہ فتح کرنا مستحکم گر تھون کا شتابی ممکن نہیں اس لئے نواب بہادر نے اپنی خرد و درہن سے بہتہ بیر شایستہ تمہرا کر ایک خط آپاجی رام کارپرداز نواحی مرج کی طرف سے اسمی بسونت راو قلعہ دار حویلی دھاڑا وار کے اس مضمون کا لکھا کہ ظاہر نواب بہادر عزم تسخیر کرنے کا قلعہ حویلی دھاڑا وار کے رکھتا ہی تم ہرگز بیدل نہو اور جنگ پر مستعد رہو ہم جلد فوج واسطے کمک کے بھیجتے ہیں جب خط لکھا گیا نواب بہادر نے آپاجی رام نام ایک اپنے ملازم کی مہر جو شکر فیروز کی

اثر کے ساتھ تھا بہت کر دو نفر ہر کارے کو لباس مرہٹوں کا پہنا اور وہ خط اُنکو دیکر قلعہ کو روانہ کیا جب ہر کارے آگے قلعہ دار جو یلی دھار وار کے پہنچے اُس نا فہم شامت رسیدہ نے اُس خط کو بھیجا ہوا آیا جی رام کار پر دراز نواحی مرج کا جانا اور کمک پہنچنے کی امید پر بہ نسبت سابق زیادہ استحکام کرنے میں قلعہ کے مشغول ہوا بعد چار روز کے نواب بہادر وقت شب کے دو ہزار سپاہی تین سو سوار قوم مرہٹہ و راجپوت کے اپنے لشکر سے منتخب کر تین ضرب توپ اُنکی ساتھ دے اور ایک رسالہ سواروں کا واسطے احتیاط کے تعین فرمایا ایک شخص معتمد کو سپہدار اُس فوج کا مقرر کر رخصت فرمایا اُس فوج نے جنگل میں گھس کے اُس راہ سے جو مرج سے قلعہ کو آتی تھی سر نکال قلعہ کے نزدیک آ کر کئی توپ و بندوقین بے گولے و گولی کے چھوڑیں قلعہ والوں نے جو کمک پہنچنے کی انتظار میں راہ دیکھ ہی رہے تھے آواز توپ و بندوقین کی سنتے ہی کمک پہنچنے کا یقین کر بہت خوشی سے دروازہ قلعہ کا کھول سب سوار اور پیادوں کو قلعہ میں راہ دی سپہسالار فوج جعلی نے قلعہ دار کو کہا کہ سب اپنے سپاہیوں کو قلعہ سے نکالو تا دے جا کر مورچوں پر نواب کے شب خون ماریں اور جو لوگ ہمارے ساتھ مرج سے آئے ہیں قلعہ کی حفاظت اُنکے حوالے کر دو وہ قلعہ دار اندھیری رات میں دوست دشمن کی تمیز نہ کر سکا اپنے سپاہ کو قلعہ سے باہر نکال سپاہیان تازہ وارد کو واسطے حفاظت قلعہ کے متعین کیا جو وہیں قلعہ کے سپاہیوں نے حصار سے باہر قدم رکھا سپہسالار حیدری نے بے تیگلف ہاتھ و گردن قلعہ دار اور کئی اُسکے ملازمین کی اچھی طرح مضبوط باندھ تمام غلہ و آلات حرب جو قلعہ میں تھے اپنے ضبط میں لا مبارکباد کی شلگین چھوڑیں جب قلعہ اُس حیلے سے

نے لڑے بھڑے قبضے میں آگیا علی الصبح نواب بہادر گھوڑے پر سوار ہو
قلعہ میں داخل ہوا اور وہاں کے مکانون کی سیر کر کے اشیای نفیسہ
انتخاب فرما جو قابل انعام کے تھیں سپاہِ زم خواہ کو عطا کیں اور ایک
برس کے عرصے تک اُس ملک کی سیر و گشت فرما وہاں کے راجاؤں سے
مبالغہ خطیر معروض و وصول میں • کرتا لیف قلوب کے واسطے جو فی الحقیقت
امرا عظم سرداری کا ہی باجی راو برادر نسبتی راگھو کہ جو شکر ظفر بیکر میں
حاضر تھا حضور میں طلب کر کے فرمایا کہ اگر تم کو جانا منظور ہی جاؤ کچھ مزاحمت و
مواذہ تم سے نہ کیا جائیگا اُس در ماندہ یابان سرگردانی نے عرض کی کہ راگھو کا
کام سارا برہم ہوا پونان کے سردار برب میری قرابت قریبہ کے راگھو کے
ساتھ سب میرے خون کے پیاسے ہیں اب میں سوائے سایہ دولت گے ملجا و ماوا
نہیں رکھتا نواب بہادر نے اُسکی یکسی کی حالت پر رحم فرما عہدے پر سالہ داری
پان سو سوار کے اور ساتھ عنایت کرنے فیل و نقارہ و نوبت کے
اُسے سرفراز فرما ملا زمان خاص میں داخل کیا انھیں ایام مہمت التیام میں کہ سارا
اسباب دولت کا مہیا و آمادہ اور فتح و اقبال ماندہ چاکران غاشیہ بدوش اور
ہندگان خلفہ بگوش کے درد دولت سرا پر حاضر تھے پوریا برہمن کو جو ساتھ جو ہر عقل
کے آراستگی رکھتا اور بہ مشاہدہ پچاس ہون ایک شخص کے پاس
جو عمدہ صرافان شکر حیدری سے تھا اوقات سری کرتا تھا اور تحریر و تفسیر
اُسکی بہت دنوں سے منظور نظر شکل پسند نواب عالی جناب کی تھی
بمقتضای ذرہ پروری حفیض نکبت سے نکال کر اُسے اوج سرفرازی پر پہنچا
دفتر کنتری زبان کا اُسکو تفویض فرمایا اور موجب معقول مقرر کر اُسے
روشناس عالم کا کیا بعد انتظام کرنے اور سب کار خانات کے خاطر انور بہ نسبت

سابق کے بیشتر آراستہ کرنے پر سپاہ رزم خواہ کے متوجہ ہوئی چنانچہ عرصہ
 قلیل میں جنگ کے آلات شمار سے زیادہ فراہم کیے گئے اور تہہ و قدردانی
 و سپاہ دوستی کا نواب نامدار کے بلاد و قصبات میں گوشوارے کے مانند
 بہادران جان سیار کے کان کا آویزہ ہوا جو جوق جوق سوار پیادے اچھے اچھے سلاح
 و گھوڑوں سمیت آکر نوکر ہونے لگے چنانچہ اب دستے دستے سوار خاص طولیوں کے
 جگمگے اور چمکیلے ہتھیاروں کے ساتھ رنگ رنگ کے لباس پہنے جولا نگاہ میں
 کھوڑے پھراتے پیادے بند و فسیحی وردی سرخ و زرد و سبز باناتوں کی پہنے
 ہوئے مانند ابر موسم بہار کے ہر جانب خرامان ہوتے اور سوار زردہ بکتر و چار
 آئینے پہنے ہوئے دریائے موّاج بحر اخضر کو عرق خیالات میں ڈبالتے الغرض عرصہ
 قلیل میں اتھاون ہزار سوار جڑا ساتھ پلٹن سپاہی و پیتا لیس ہزار پیادے کرناٹکی
 جو برقدازی کے فن میں بے خطا تھے اور پانچ ہزار باندہ اردو سس ہزار گولنداز
 قادر انداز علم آسمان سا کے تلے مجتمع ہوئے اور تو پانچانے کے علاوہ دو ہزار
 اُونت مستحب جوانان روئین تن کے حوالے ہوئے کہ عراق و ترکستان کی فوج
 کی طرز پر شترنال اُنپر باندھ کر لڑائی میں مانند ابر کے جوشان و خروشان و
 برق افشان رہیں جب خاطر خطیر سب اسباب سروری کے انجام کرنے سے
 جمع ہوئی مستقر سریر دولت کی طرف معاودت فرما کر سایہ عاطفت کا شہر خجستہ بہر
 کے رہنے والوں کے سر پر ڈالا اور مناسب مناصب و روزینے اور مواجب و
 خلعت و جواہرات ہاتھی گھوڑے عطا کر کے تمام اُن لوگوں کو جو سائے میں دولت
 و اقبال کے رہتے تھے عرق ریزی اور جانفشانی پر آمادہ و مستعد کیا،

آباد مادھو راوی پشوا کا دوسری بار پونان سے بالائے گھات میں
بقصد استخلاص اور آخر کار صلح کرنا اور پھر جانا اپنے ملک کو

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت مادھو راو کے ایک لشکر
سنگین مردان جنگی اور لڑاکوں سے جمع کر اور برآ تو پخانہ آتش بار بہم
پہنچا ملک بد نور کے بند و بست کو کوچ کیا صوبہ سرائے کے ناظم کو جو
مادھو راو کی طرف سے مقرر تھا اس کوچ سے اُسے یقین ہوا کہ نواب حیدر دل
توابع نگر کے بند و بست سے فراغت کر صوبہ سرائے کی تسخیر کا ارادہ کریگا اسلئے
اپنے بچاؤ کے واسطے اس واقعہ کا علاج وقوع سے پہلے کرنا مصالحت جانکر
اپنی عرضی کے ذریعہ سے مفصل حال اُسکا مادھو راوی پشوا کے حضور میں
عرض کیا اُس سردار صاحب اقتدار نے بھی نواب بہادر کی جمعیت کو اپنی
دولت کی پریشانی کا سبب جانکر ایک حشر عظیم سوار و پیادوں سے جمع کر کے
خود مملکت محروسہ کی طرف نواب بہادر کے متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے
سرداروں کو بری جمعیت کے ساتھ واسطے فتح کرنے ان قلعوں کے جو
نواب بہادر کے علاقے میں تھے تعینات کیے نواب بہادر نے اُسکے آنے سے
کچھ تردد و اندیشہ نہ کرتا تمام فوج ظفر موج اور توپخانہ کے ساتھ سمو کر سو اتین
کی راہ سے تنب بھنڈ رائی اتر کر شکار پور کے سواد میں خیمہ کیا
(راجہ چیتا درگ کا اس مہم میں ہر گاہ نواب بہادر کے تھا) غنیم کی
فوج نے بھی یہ اطلاع پا کر قلعوں کا محاصرہ ملتوی رکھ ایک کوس کے فاصلے
پر آدیرہ کیا اور شب بسر کر کے نور کے ترے کے میدان میں آ پہنچے اس طرف سے
نواب بہادر توکل کا خود سر پر رکھ حفاظتِ حافظ حقیقی کا جو شن پہن میدان

میں آیا اگرچہ درمیان افواج غنیم کے جو مورخ کے مانند یثما نہی فوج نواب بہادر کی محصور ہو گئی تو بھی غازیوں نے اُس دن کو لڑ بھڑ کے سر کیا شام کو مخالف کی فوج اپنے دیروں پر پھر گئی اور نواب بہادر نے سپاہ کو فرصت کھانے پینے کی دیکر رات کو دوان سے کوچ کر چرولی و نوزلی و جراگی کے مقام پر خیمہ کیا اور گھنے جنگل کو پشت پر لکھڑا شکر کی چاروں طرف کین گاہ دشمنوں کے شکار کے لئے مقرر کر جا سوار پیادوں سے محافظت اور مضبوطی کی اور اُس طرف سے مادھوراؤ نے بھی شانور کے حاکم سمیت جو اس مرتبہ بھی بد عہدہ کر کے اُسکے ساتھ ہو گیا تھا آکر شکر حیدری کے سامنے دیرہ کیا ہر دو زتولی تولی بھر اور سورمان سواروں کی دونوں فوجوں سے نکل نکل میدان میں آ لڑ بھڑ کو بھی شہادت کا شربت پیتا اور کوئی دوزخ کی آگ کا کندا بننا تھا کئی دن پیچھے جب مادھوراؤ نے گولے ادا کر کے مانند برسائے تب اُردو سے مبارک سے بہنوں نے مرتبہ شہادت کا پایا نواب نامدار نے اس سے پہلے ہی رات کو پانچ ہزار بند و فوجی اچوک پندرہ سو سوار جان سار چار ضرب جالوی یا میدانی توپیں ہلکی ہلکی ساتھ لیکر سارا اسباب و اساس عظمت و شوکت کا دلاور خان بہادر کے اعتماد پر پھوڑا اور باقی شکر ہیبت جنگ سپہ سالار کے حوالے کر شہخون کی نیت سے شیر کی مانند جنگل میں گھسا اور دل میں یہ ہتھکڑیاں کہ پہلے دشمن کے تو بخانے برگر اُسکو قابو میں لایا پیچھے دشمنوں کو گولے و گولیوں کا نشانہ اور نہنگ شمشیر کا طعمہ بنایا چاہئے لیکن پیچ بہر گیا کہ جنگل سے نکلتے نکلتے رات آخر ہو گئی طلوعہ روشنی صبح شکر فتح بیکر کا ہراول ہوا غنیم کی فوج خواب غفلت سے چونکی اور نواب حیدر علی خان بہادر کی شکر کے مقدمے کو مشہد کا چھتا سمجھ کر عیون کی طرح چاروں طرف سے بہن بھنا کر آچمتے اور مار مار لڑکارے

لگے نواب بہادر نے اُس وقت میں گولند ازون کو حکم دیا کہ توپ کو مہتاب دکھائیں
ولیکن جب فلیہ دکھایا تو یون نے آگ نہ لی ہر چند گولند ازون نے جو فن گولند ازنی
میں نے مثل دیکھنا تھے سو طرح کی تہ بیرین کین لیکن بہو جب اس مصرع کے
نقدیر کے آلے کچھ تہ بیر نہیں چلتی

ایک توپ بھی نہ چلی آخر کار خود نواب نے گھوڑے سے اتر فلیہ دکھایا اُن
اثر دہاؤن سے ایک نے بھی مہر نہ اُگلا لاچار تو یون سے ہاتھ اُٹھا کر بند و قچیو دن کو
حکم کیا اُنھوں نے بارہین مار غنیم کی فوج سے بہتوں کو جہنم واصل کیا اور کتنوں کو
زخمی برچونکہ مرہٹے کی فوج شمار سے زیادہ تھی اس واسطے اس قدر زد و کشت
کو خیال میں نہ لائے اور جب کسی طرح اُنکو معلوم ہوا کہ نواب بہادر
بہ نفس نفیس اُس سرکہ میں حاضر ہی اُسی روز کو لڑائی کے تمام ہونیکا
دن تھرا جانوں سے ہاتھ دھو گھوڑوں کی باگ اُٹھا آتے اور غازیوں کے ساتھ
تلوار و نیزے سے لڑے اور لڑائی رستم و اسفندیار کی بھلائی لگے اُسی
لڑائی میں یکسختہ راو دیوان نواب بہادر کی سرکار کا یکسختہ باشی ہوا اور
علی زمانخان نے چہرے پر زخم کھا کر ہم چشموں میں سرخروئی حاصل کی جو غازی کہ بچے
اُنھوں نے مکر شکر اسلام میں ملنے کا ارادہ کیا مرہٹوں نے تعاقب کیا
یہاں تک کہ وہ سب کام آئے نواب بہادر نے جب لڑائی کا رنگ اس دھنگ
سے بگڑنے دیکھا اکیلے اُس بلا سے نکل ایک جانب درخت کے سائے میں کار ساز
حقیقی کی تائید کے منتظر اور اقبال کی مدد کے امیدوار کھڑا ہوا اتفاق سے
ایک طنبورچی شکر حیدری کا اُس میدان جنگ سے نکل کر اُسی درخت
کے نیچے جا پہنچا نواب بہادر اس کے پہنچنے کو فال فتح کی سمجھا اسکو حکم طنبور
بجائے کافر مایا جو ہمیں اُسے طنبور پر چوب دی طنبور کی آواز سننے ہی مرہٹے کی

فوج کو یقین ہوا کہ غازیوں کو تازہ مدد پہنچی اس تصور سے یانوں سبھوں کے اُتھ گئے ہتھیار گھوڑے غازیوں کے جو اُنکے ہاتھ آئے تھے کچھ اپنے اسباب سمیت جا بجا چھوڑ ہلکے بھلکے بھاک کھڑے ہوئے نواب بہادر ساتھ کئی بہادروں کے جو طنبور کی آواز سنکر اُس درخت کے نیچے پہنچ گئے تھے میدان میں نکل آیا فی الفور پشت کی طرف سے ایک برآغبار اُتھا معلوم ہوا کہ ہیبت جنگ بخشی فوجین اعدا کے خون کی پیاسی اور توپخانہ لپٹے بطور ایلغار کے آپہنچا نواب بہادر نے بخشی کی عزت بخشی کر کے شکر تازہ زور اور توپخانہ ساتھ لے مخالفوں کی فوج کا پیچھا کیا اور تنوار جو اعدا کے خون کی پیاسی تھی میان سے نکال سیراب کی اور قتل عام کا حکم کیا حکم یا تے ہی گولندازوں نے جو اپنے کام میں برق کے مانند آتش ست تھے گولوں کے اولے برسا کر اعدا کے کھیت کو جلادیا اور برق اندازوں نے جو شراب شجاعت سے مست تھے دشمنوں کے کھلیان پر گولیوں کے صاعقے ڈال کر خاک سیاہ کر دیا سواروں نے باگ اُتھا دشمنوں کے سر سے نیزوں کے لتاؤ اور مخالفوں کی جسد کو تنواروں کے میان و غلاف بنا اُن گران جانوں کے نقد و جنس پر لوت پات کا ہاتھ برہایا،

نظم

ہوا اُس گھڑی اس قدر کشت و خون کہ حیرت میں تھا چرخ فیروزہ گون
 عدد اسقدر وہاں پہ کشتے ہوئے کہ میدان میں کتوں کے پشے ہوئے
 گریزان مخالف ہوئے لیکے جان نہ ہرگز وہاں کیکانشان
 آخر کار مادھوراؤ نے جب حیدری شکر کے تلاطم امواج سے اپنی کشتی اُمید
 کو تباہی کے بھنور میں پڑی ہوئی دیکھا باوجود اُس کثرت فوج کے فراری ہوا

اور بنکاپور سے اس طرف کہیں نہ رکنا نواب بہادر نے جب تائید غیبی سے اُس
میدان کو مخالفوں کے وجود سے خالی دیکھا شادیا نے فتح کے بجو اُس مقام پر
خیمہ لہرا کر نے کا حکم دیا اور مرہم سے انعام نقد و جنس کے گھائلوں کے
زخموں پر پھاہے لگائے اس عرصے میں برسات کے موسم نے واسطے رفاہ عالم کے
دورہ شروع کیا انتشارچی نے رعد کے کوس آپہنچنے شکر باران کا بجا کر رہینوا لوگو
عالم سفلی کے آگاہی دی چوٹے آسمان کے حاکم آفتاب جہا تاب نے تہدید کے لئے
متمردان اور سرکشان عالم کے برق کی شمشیر نکالی مادھورا نے بنکاپور
کی نواح میں قیام کیا اگرچہ بارش کی کثرت کے سبب عالم آب تھا اور چھوٹے
چھوٹے نالے بھی انتہاء ہو گئے تھے مادھورا نے اس شکست فاش کی
غیرت کے مارے گوپال راو مرچ کے ناظم کو حکم کیا کہ جس طرح ہو سکے
تنب بھدراندھی اتر کر نواب بہادر کے ملک کو تاراج کرے گوپال راو نے
بموجب حکم چار ناچار فوج سمیت ہوتاں لگات سے اتر کر جتنے گانوں پر گئے
نواب بہادر کے علاقے سے سامنے پرے لوٹے اور جلا کے خاک سیاہ کئے
اور راجہ ہرپن ہلتی اور راے درگ سے بہ زور و تعدی مبلغ خطیر لیکر چیتل
درگ کے علاقوں میں ظلم کرنے لگا جب ان ساخون کی خبر نواب بہادر نے سنی
فی الفور برسات اور ندیوں کی طغیانی کے اندیشہ کر نیکو آبرو ریزی رعایا کی
سمجھنے لئے تامل سارا ساز و سامان شکر کا مقام پر چھوڑ صرف چھ ہزار جرہ سوار
خاصے گھوڑوں کے دو ہزار سوار مسلحہ اور چار پلتن سپاہی چھہ ضرب توپ ساتھ
لے بجلی کے مانند اُن ظالموں کی طرف تاخت کی تین دن کے عرصے میں تکلیف
اُٹھا کر اُس راہ پر خطر کو طہی کیا اور اچانک جس حالت میں گوپال راو اور
اُسکے ساتھی بے خبر تھے مرگ ناگہانی کی طرح اُن کے سر پر جاگرا فرصت زمین

باندھنے اور ہتھیار اٹھانے کی انہیں نہ دی تلواریں و خنجر آبدار سے ایک ایسا خونکا دریا بہایا جو دریائے سرخاب کی طرح موج مارنے لگا سپاہ غنیم نے اگرچہ میدان جنگ سے منہ نہ موڑا پر محاصرے کے سبب بند ہو کر تو پختانہ فرنگی کے ہدف ہوئے گھوڑے تھان پر بندھے کے بندھے رہ گئے گوپال راو نے جب اپنے شہین چار مویں میں کشت و مات کے پایا منصوبہ جنگ کو بنے فائدہ سمجھ بساطِ لڑائی کی اُلت سب مال اگلا پھٹلا اور خیمہ اقمشہ نفیسہ جو کچھ راجاؤں اور رعیتوں سے یہ ظلم و تعدی لیا تھا جا بجا چھوڑ اپنے رفیقوں کے ساتھ جان لیکر بھاگا اور بہادر و ن کی دستبرد سے پھر قلعہ سرا میں جو مادھوراؤ کے قبضے میں تھا جا کر پناہ پکڑی اور اُسکی سپاہ اور غور تین جو قتل غام سے جانبر ہوئی تھیں وہاں قائم نہ رہ سکے بھاگ کر مادھوراؤ کے شکر سے حاملین تب نواب شیر جنگ نے اُن بزدلوں کے تعاقب کو یہودہ سمجھ نہارا فتح کا یحویا اور وہیں استقامت فرمائی اور طرفہ ماجرا یہی کہ حیدری شکر کے پندارے جو طلایہ کے طور پر ہمیشہ بہ موجب دستور فوج کے آگے آگے رہتے ہیں رخصت پا کر بہ تبدیل لباس و لہجہ گوپال راو نے سواریوں میں جیسے پانی شراب سے جلد مل جاتا ہی مل گئے تھے جب گوپال راو بھاگا تب اُنھوں نے قابو اور فرصت پا بہت سے مخالفوں کو تکرے کر پانچ ہزار گھوڑے جلد راو اور اُن تیس ہاتھی برے برے اور نوے اونٹ لوت کر صحیح سالم بھرے پورے حضور میں حاضر ہوئے اور بہت سا انعام نقد و جنس پا کر امتیاز و سرفرازی حاصل کی مادھوراؤ نے جب دیکھا کہ باوجود اس قدر جمعیت فوج کے کچھ ہو نہیں سکتا اور پانی کے طغیان اور سیلابی کے باعث راہِ یونان کی بھی نظر نہیں آتی تب پہنچنا اپنا یونان تک مشکل بلکہ غیر ممکن سمجھ کر ہوشیار و کیلون کی معرفت طالب صلح کا ہوا اور

دولاکھ روپے پر انقطاع معاملہ کر کے نواب بہادر سے آشتی کی اور بعد ایک برس کی مہینے کے نا اُمید خواہشت مار اپنے دار الحکومت میں پہنچا نواب بہادر نے بعد جانے مادھوراؤ کے اُس نواح کا بند و بست قرار واقعی کر فتح نصرت کے ساتھ حافظ حقیقی کے سائے میں نگر کی راہ سے سریرنگپتن میں داخل ہوا جن جن لوگوں نے اُس لڑائی میں جانفشانی کی تھی اُنکو خلعت و جواہر اور نقد و جاگیر دیکر آرام کرنے کی رخصت دی تھوڑے روز کے پیچھے نواب دلاور خان نے جو نواب بہادر کے سائے حمایت میں خوش اور خرم زندگی کرتا تھا ناگہان شیطان کے ورغلان نے سے بے سبب عذر بیماری کا ظاہر کر کے کولار میں گیا اور وہاں سے اپنا سبب اسباب لیکر گپ چپ آرکات میں جا واپس سکونت اختیار کی نواب بہادر نے اس خبر کو سنکر بہت تاسف کیا اور کولار کے علاقے کو ضبط کر کے ایک حاکم حضور سے وائے انتظام کو مقرر فرمایا،



بلند ہونا نشان عالی شان کا واسطے تسخیر گورگ اور کلیکوت کے باد بگر وقایع کہ سنہ گیارہ سی سی ہجری میں واقع ہوئے

اگلے زمانے میں جب بیجا پور کے سلاطین کی سلطنت قائم تھی گورگ اور کلیکوت کے حاکم اُنکے مطیع رہتے اور خراج دیا کرتے تھے جب اُنکی سلطنت آب رسید ہوئی اور نواب آصف جاہ شاہ دہلی کے حضور سے دکن کا صوبہ دار ہوا گورگ اور کلیکوت کے مر زبان دستور کے موافق مقرر دی خراج پہنچایا کرتے تھے اور آخر کو جب درمیان آصف جاہ و مرہٹے کے جنگ و جدال کی بنا بند ہی نواب موصوف جزییات پر متوجہ نہوا اور صوبہ سرا کے ناظموں نے

جو اُس کی طرف سے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کو مامور تھے رشوت لے
 سرکار کے نفع و نقصان کا کچھ خیال نہ کر سکتے تھے کسی امر میں متعرض نہ ہو
 قابوچی زمینداروں نے حاکمون کی سستی دیکھ کر خود سری اختیار کی اور خراج
 گزاروں سے ابا کیا اگرچہ نواب بہادر کو اُس ملک کی تسخیر سابق سے مرکوز خاطر
 تھی لیکن بسبب تردد کے جو مرہتے کے آنے سے لاحق راہ و ارادہ قوت سے
 فعل میں نہ آتا تھا جب بالا گھاست نواب بہادر کے تشریف رکھنے سے باغ ہمیشہ
 بہار ہوا اور مرہتے سپاہ حیدری سے صدے اُتھاپو نان کو چلے گئے مراد پنی اُن
 شہریوں کی جنہوں نے اس عرصے میں فرصت پا کر سرکاری تھانوں کو لوٹا
 اور لوگوں کو قتل کیا اور اپنے اپنے خطوں میں مستقل ہو کر زرخاج کچھ بھی سرکار میں
 نہ بھیجتا تھا واجب و لازم جان کر واسطے حاضر ہونے شکر کے حکم کیا جب
 فوج جمع ہو گئی نواب بہادر خود بدولت نگر کی راہ سے دریا کے کنارے پر
 آیا اور سات سہی کشتیوں پر سامان رسد کا دریا سے منگایا اور جب رسد کی
 طرف سے اطمینان حاصل ہوا رسالے اور توپخانے ساتھ لیکر اُن باغیوں کے سر پر
 اجل ناگہانی کے مانند پہنچا اول فوج جان تار کو بیل کے راجہ کی تنبیہ کے لئے
 حکم کیا جسے اُنھیں دنوں میں دارالامارت کے علاقوں پر تاخت کر دیا کا مال لوٹا
 اور مواشی ہانک لیا تھا راجہ مذکور نے یہ خبر سن کر پہلے تنہا فوج حیدری
 سے لڑنا مناسب نہ سمجھا قلعے کو خالی کر کے بالے اور اسباب سانہ لے بھاگ کر
 جنگل میں جا گھسا اور بعد اُسکے کو ترک کے حاکم کی فوج سمیت جنگل پر
 مستعد ہو جب حضور میں نواب بہادر کے یہ خبر پہنچی ایک جماعت کو مردان
 معتمد سے اُس قلعے میں چھوڑ خود جنگل کی راہ سے سرکشوں کے سر پر
 جا پہنچا اور شیر کے مانند اُس نیستان سے نکل کر دیے تامل مار دھار شروع کر دی

دونوں طرف سے ہتھیار چلنے لگے باغیوں نے جب اپنی منظمی مشکل دیکھی جان سے ہاتھ دھو کر خوب ہی لڑے اور بائیں طرف کی فوج پر برے زور سے حملہ لائے یہاں تک کہ قریب تھا بہادرون کے باے بنات میں لغزش آجاوے لیکن نواب خود چار ہزار سوار خون خوار لیکر قلب شکر سے دھاوا کروہین جا پھنچا اور پشت کی طرف سے ساتھ تلوار خوشخوار کے باغیوں کے بار سرکوتن سے اُتارنے لگا اُسی روز جسکو نوروز اقبال کہا چاہئے شاہ زادہ بلند سخت طیبو سلطان نے جو پد ریز گوار کے ہمراہ تھا زبانی مخبروں کے جب معتبر خبر پائی کہ اُن باغیوں نے وہاں سے ایک کوس کے فاصلے پر گھنے جنگل میں اپنا مال اور اسباب لڑکے بالوں سمیت لارکھا ہی اگرچہ عمر اُسکی تب اتھارہ برس کامل کو بھی نہ پہنچی تھی لیکن چونکہ شیرجی کو شکار کی تعلیم دینی ضرور نہیں لئے نامل دو تین ہزار بہادر ساتھ لیکر وہاں سے باگ اُتھا گھنے جنگل کو طس کر اُس مقام میں جا پھنچا اُن سپاہیوں کے ساتھ جو باغیوں کی طرف سے وہاں محافظ تھے مقابلہ ہوا دونوں طرف سے پہلے تو دیر تک گولی برسائی اگرچہ اُن سرکوتن نے بھر مقدور لڑنے اور مارنے میں قصور نہ کیا آخر کار اکثر مارے پرے کچھ لوگ جو بچے بھاگ نکلے تب شاہ زادے نے سب عورتوں کو گرفتار کر لیا اور تمام مال و اسباب جمع کر صحیح و سالم ساتھ فتح و فیروزی کے حضور میں پہنچا نواب بہادر نے اُس فتح کو سب اگلے پچھلے فتحوں سے بہتر اور مقدمہ فتوحات آیندہ کا جان کر شاہ زادے بلند ہمت کو آغوش شفقت میں لیا اور بہت ساعزاز و اکرام کیا جب اُس راجہ نے اپنے لڑکے اور عورتوں کی گرفتاری اور تمام مال و اسباب کے ہاتھ سے جانے کی خبر سنی مجبور ہو کر ساتھ چند خواص و رفقا کے حضور میں حاضر ہو کر سعادت زمین بوس حاصل کی اور باقی خزانہ مال

اسباب نفیس اور ہاتھی دانت جو اُسکے باپ دادون نے جمع کر رکھا تھا پچاس اونٹ بھرنے لگے دیکر اُسکے ذریعہ سے اپنی جان بخشی چاہی نواب بہادر نے رحم کر اُسکے ناموس کے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور قسم و قول مضبوط و سخت ملک کی آبادی اور رعایا کی حفاظت کے باب میں اُس سے لیکر راج کو اُسکے نام پر بجال رکھا اور دوسرے روز وہاں سے آ کے کوچ فرمایا کوہ گ کے راجہ نے جب اُس طوفان بلا کو اپنے ملک کی طرف متوجہ دیکھا اور سارا احوال قلعہ بیل کے راجہ کا اور گرفتار ہونے اُسکے لڑکے اور عورتوں کا سنا اپنے بچاؤ کی فکر میں پرا اور اطاعت قبول کر نیکی سوا کچھ چارہ پنا کر بہت سے روپی اور جیزین نفیس اُس ملک کی نذر بھیج مطیع و منقاد ہوا نواب بہادر نے فساد کے رخنہ کو بند کرنا مصلحت وقت جانکر قلعہ برکرا میں جسے زیادہ قلب اُس نواح میں کوئی قلعہ نہ تھا بہادر و ن کا تھانہ قائم کر کے آگے برہا علی راجہ کنا نور کے مرزبان نے جو مرد مسلمان قوم ماہلہ سے تھا نواب بہادر کے وہاں تشریف لانے کو جسے وہاں علم محمدی کھرا کیا اور اُس ملک تاریک کفرستان میں ہدایت کی شمع روشن کی تھی غنیمت سمجھ کر ملازمت کی سعادت کے حاصل کر نیکی فرض جان حضور میں حاضر ہوا اور جو کچھ نقد و جنس رکھتا تھا قدم مبارک پر نثار کیا نواب بہادر نے اُسکی حسن عقیدت پر بہت تحسین و آفرین کر کے اُسکو اُس ملک کا واقف کار سمجھ اپنی ہر کامی میں ممتاز فرمایا اور اس قدر انعام و اکرام سے اُسکو خوش کیا کہ اُس نے اپنی گذری زندگی پر تاسف کیا پھر نواب بہادر نے سبہا کے آرام دینے کے لئے اُس سرزمین دلنشین میں دو تین مقام کر کے وہاں سے بھی کوچ کر کلیکوت میں جا داخل ہوا اور عزیمت ازالہ فساد اس ملک کے سرکشوں اور مفسدون کی خاطر مبارک مین لا کر خون سے

قوم نائر کے جو برے سرکش جاہل دہلیے تھے پیاسی زمین کو سیراب کیا
 چرکل کے راجہ نے شوشی کے گریبان سے سر نکال کر لے کر اُت کی جرأت کی تھی
 بہادران حیدری نے بوجہ حکم ہر طرف سے گھوڑے اُٹھا کر اکثر اُن کو تہ
 اندیشوں کے خون کو خاک میں ملایا اور آخر کار راجہ خود جہالت کی زد پہن کر
 ماتہ پروانہ کے شمع پر شمشیر درختان کے آکر اور جل کر خاک تر ہو گیا اُس کے
 مارے جانے کے بعد بہادران نے اُس کے مال و اسباب کو ضبطی میں لا اُس کے
 بیٹے کو جو سات برس کا تھا قید کر حضور میں پہنچایا اور انعام پایا اور وہ لڑکا
 واجب الرحم اسلام سے مشرف اور ایاز خان خطاب دیا گیا پھر چند روز میں
 نواب بہادر نے ملک راجہ مقتول کے بند و بست سے فراغت ہا کلیکوت کے
 قلعے کو محاصرہ کر نیکے قصد پر علم ہمت بلند کیا وہاں کے حاکم نے جب سرکشوں کا
 مارا جانادیکھا ہوش و حواس باختہ ہوا اور طاقت لڑنیکی اپنے میں ساقط دیکھ کر
 ایک وکیل ہو شیار کو حضور میں بھیجا اور زرنقہ و اسباب اور چیزیں غریب
 و لطیف جو اُس کے پاس تھیں نذر بھیج کر اپنی جان بخشی چاہی اور بعد عنایت
 ہو نے عہد نامے کے حضور کی ملازمت سے مشرف و ممتاز ہوا اور
 دولت خواہوں میں گنا گیا اُس کی خطا معاف کرنے سے غریب پروری و عفو
 گسری نواب بہادر کا آوازہ سب وہاں کے باشندوں کے کان میں پر آ
 گروہ گروہ قوم ماہلہ اور نائر ہر روز حضور میں حاضر ہونے اور نواب خلیل نوال
 کے خوان نعمت سے سب طرح کی نعمتوں سے بہرہ ور اور محظوظ ہونے لگے
 جب وہ نواح فتنہ و فساد سے سردوں کے صاف و پاک ہو گئی اور
 کسی طرح کا کچھ تردد باقی نہ رہا نواب بہادر نے کپچی بند رنگ جا وہاں سے
 ملینباد کی طرف باگ پھیری وہاں کے ناظم نے جب حیدری فوج کے دریا کو

موج مارتے دیکھا اپنے دولٹخانے کے گرجانے سے ڈرا اٹھائیس ہاتھی اور سات لاکھ روپے نقد نذر بھیج دیئے تب نواب بہادر نے اُس سے اور اُسکے ملک سے کچھ تعرض نہ کیا اور بعضے ماہر و نکو جو کوئٹہا تو ر کی طرف یہاں دن کی گھاٹیوں میں چھپ کر مصدر شرارت و فساد ہوئے تھے نیست و نابود کر کے سردار خان کو جو فدوی اعتماد کیش شجاعت اندیش تھا وہاں کا صوبہ دار مقرر کیا اور بہت فوج وہاں پر انتظام کے واسطے چھوڑی اور تمام اُس ملک خارستان کو دو برس کے عرصے میں رشک گلزار بنایا پھر مدگل کے سرکشوں کی تنبیہ و استیصال کے لئے اُس طرف متوجہ ہوا

لشکر کشی کرنا ترمک راو نانا مادھورا و پیشوا کے مامون کا اور چشم زخم پہنچنا لشکر کو نواب بہادر کے اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا ترمک راو نانا کا یونان کی طرف اضطرار و پریشان حالی کے ساتھ

جب سنہ ۱۱۷۱ میں مادھورا و پیشوا دو مرتبہ ساتھ لشکر جرار اور خزاہن و توپخانے بيشمار کے واسطے انتزاع ممالک محروسہ نواب بہادر کے بالا گھات کے ملک میں آیا اور باوصف کرد و کاوش بے غایت کوشش و سعی نے اُسکی کچھ فائدہ نہ بخشا اور اخراجات بے نہایت کے بار کے تلے دب کر ناکام یونان کو پھر گیا لیکن جب تک زندہ رہا رات دن کباب کی طرح ساتھ دیدہ مگر بان و سینہ بریان کے اپنے غصہ کی آگ پر لوٹتا رہتا تھا اور آخر کو خفقان کے مرض میں مبتلا ہو کر قعر عدم میں گرانب ناراین راو اُسکا بھائی اُسکے

مرنے کے بعد پونان کی حکومت کا سند آدھا ہوا وہ بھی اپنے بھائی کے طریق پر چلا مگر خود پونان سے حرکت نہ کر ترک راڈ کو جو اُس کا خال اور اُسکی دولت کے رخسارے کا خال تھا ساتھ ایک لاکھ و بیس ہزار سوار نیزہ گزار اور ساتھ ہزار پیادے اور ایک سو ضرب توپ قلعہ شکن کے واسطے ذخیر ملک میسور اور حمام دیار بالا گھات کے روانہ کیا ترک راڈ بعد طی کرنے منہز لون کے جب سرزمین میں بالا گھات کے وارد ہوا مراد راڈ حاکم گئی اور سب را جاؤن کو جیتل درگ و رتن گیری و مرکسی و نیگت گیری و کاستری وغیرہ کے جو قابو و فرصت کے وقت کرگت جیلنگر کے مانند رعایاے سیمارہ کو تکلیف و اذیت دیتے اور جب پنجے میں شیران شکر نواب بہادر کے گرفتار ہونے گریہ سکین کی طرح خوشامد سے دم لا بگی کرتے تھے اپنا رفیق بنایا اور شائو راڈ کا حاکم بھی اپنے دستور قدیم کے موافق عہد و پیمان کی کتاب کو طاق نیان پر رکھ اپنی فوج سمیت ترک راڈ کا تریک حال ہوا اور اُن سبھوں نے اُسکی شکر کو رسد پہنچانے کا ذمہ کیا تب ترک راڈ اذوقہ و رسد کی طرف سے اطمینان حاصل کر کئی قلعہ سریرنگپتن کو جن میں آلات حرب و اذوقہ چندان نہ تھا مستحضر کر اپنی طرف سے عامل واسطے انتظام کے تعین کردار الامارت سریرنگپتن کو متوجہ ہوا اور اُس شہر کے سواد خجمتہ بنیاد کو اپنے قدموں کی شامت سے آشیانہ بوم کا بنایا جس زمین میں اُسکی شکر گزاری سبزی اور زراعت کا نام و نشان و ان نرا اور جس مرز بوم میں وہ شوم گیا گھاس خشک تک رعایا کے چھبر و نکی بھی نہ چھوڑی اور چونکہ نواب بھادر کی فوج دارالامارت سے بہت فاصلہ پر تھی اور نواح میں اُس شہر فیض بہر کے ایسی کوئی فوج جو اُسکے شکر کو روکے حاضر نہ تھی اس سبب سے مرہٹوں کی فوج نے رعایا کو اذیت

دینی شروع کی اور اُن پھارون سے جن لوگوں نے واسطے حفاظت جان و مال و ناموس کے ہتھیار بکڑے مفت مارے گئے جب یہ خبر وحشت افزا نواب بہادر کو پہنچی تمام لشکر و سامان جنگ کے ساتھ سریرنگیتن میں داخل ہو کر سب اسباب قلعہ داری کا جمع کر مطمئن ہو چینا پتن کی راہ سے داسن کوہ مکرئی درگ میں اقامت فرمائی اور یہ ارادہ کیا کہ جب فوج مرہٹے کی دارالحکومت کے محاصرہ میں مشغول ہو پشت کی طرف سے لشکر غنیم میں راہ در آمد کی پیدا کر کے اُنرا چانک توت پترنا چاہئے مرہٹے کے ہر کارون نے جب خبر ورود ریات نواب بہادر کی ترک راو کو پہنچائی اور جوتہ بیر کہ نواب حیدر دل نے خاطر عاظر میں مرتکز کی وہ بھی ترک راو پر ظاہر ہو گئی تب ترک راو لشکر و توپچا نے محبت اُس طرف کو عازم ہوا نواب روشن ضمیر متوجہ ہونے سے ترک راو کے خبردار ہو کر رات کو فوج ہراول پر غنیم کے ایک اچھی دست بردظہور میں لا اور پہاڑی سلکوٹ کے اوپر جڑھمکر نشان کو بلند کیا صبح ہونے ہی ترک راو نے بھی ساتھ لشکر قاہرہ کے باگ اُتھائی اور دمان پہنچکر اُس پہاڑ کو محاصرہ کیا نواب بہادر نے چشمک زنی دشمن کی برق توپ و تفنگ کو معاینہ فرما رعد و خروشان و سیل دمان کے مانند پہاڑ سے اُتر اگلے گولے کے ہر سا کر فوج برگی کو ساتھ کمال نے برگی کے پریشان کیا ہر روز صبح سے شام تک اسی طرح جنگ کا تنو و گرم ہوتا و طرفین سے لوگ کام آتے یس روز کے عرصے تک نواب بہادر نے کوہ کے مانند پائے ثبات قائم رکھ کر اعدا کی خونریزی میں کوئی دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا ترک راو نے جب دیکھا کہ اُسکی سپاہ کے حملہ کرنے سے کچھ کام نہیں نکلتا اور سیل خون کا اُسکی فوج کے سپاہیان اجل گرفتہ سے ہر روز روان ہوتا ہی جنگ کو ملتوی رکھ اُس کوہ کو درمیان میں لیکر

تنگ محاصرہ کرنے پر ہمت کی اور لشکر اسلام کی رخصت بند کر دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ رستہ کی طرف سے نہیں پہنچ سکتی مراجعت کرنا دارالامارت کو مصلحت جانکر تو بخانہ کو پہاڑ کے پیچھے سے بعد قطع کرنے گھنے جنگل کے اُتار کر روانہ فرمایا اور خود سوار و پیادوں کے ساتھ داسن کوہ سے نکل کر منزل مقصود کو کوچ فرمایا چونکہ راہ داسن کوہ کی بہت ناہموار اور تمام زمین سیلاب سے جا بجا کٹکر گرہے غار پر گئے تھے اس لئے تو بخانے کا جانا سخت مشکل بلکہ متعذر ہوا ہزار مشقت سے جب دو تین فرسنگ گیا رات آخر ہو گئی کچھ لوگ غنیم کی فوج سے جو طلایہ پھر رہے تھے اس حال سے واقف ہوئے اور فی الفور ترک راہ کو مطلع کیا اُس نے اُسی وقت ایک فوج قوی زور کو واسطے پھینک لینے تو پخانے کے رخصت کیا اور خود بھی سوار ہو کر اُس طرف کودو آہر اس عرصے میں نواب بہادر جب متصل گرہی کو رہ کے جہان سے دارالامارت تین چار فرسنگ رہ جاتا ہی پہنچا ہر کاروں نے عرض کیا کہ ترک راہ ماندہ محمد ر کے اپنے تئیں آتش خانہ پر ڈالکر غازیونکی آبرو برباد دینے کے درپسی ہی نواب شیردل اُس خبر سے کچھ خوف نہ کر فوراً پھرا اور فوج مخالف کو جو گردپش اُس تو پخانے آتشبار کے دھوئیں کی طرح منہ لاتی تھی جلد مصر سے حملوں کے پریشان و متلاشی کر دیا اور میدان و مہرہ و قلب شکر کو باتوزک تمام آراستہ و درست اور توپوں کو آگے کر کے شلک کرتے ہوئے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا غنیم کی فوجیں ہر چند ہر طرف سے ہجوم اور حملہ کرتی تھیں پر صد مون سے تیر و گولوں کے منتشر و فراری ہو جاتیں جب سوار ہی خاص نواب بہادر کی موتی تالاب پر پہنچی اور یہ نظر آیا کہ گروہ مفہوروں کی آتھ ضرب توپ کو تالاب کے ہاندھہ پر چڑھا کر واسطے بند کرنے راہ شکر حیدری

کے سعی و کوشش کر رہی تھی اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا
 قدویان جان نثار نے مردانہ حملہ کیا اور توپیں گولے باروت سمیت چھین کر
 اپنے تصرف میں لائے تو اب ظفر انتساب اس کامیابی سے خوش ہو کر ان
 بہادر وں کو جنھوں نے توپوں کے چھین لے نے میں سعی کی تھی بہت سعی
 اشرفیان و جواہر عطا کیا بعد اُس کے کئی ساعت میں جب تمام توپخانہ و سوار و پیادے
 اور اہل بنگاہ جمع ہوئے خود بدولت نے خاصہ تناول فرمایا اور سپاہ نے بھی
 ناشنا کیا تب ہوا خواہان دولت نے عرض کی کہ چونکہ سپاہ نے کئی دن سے
 بہت زحمت و مصیبت اُتھائی ہے صلاح دولت یہ ہے کہ آج اسے جگہ
 خیمے قائم کیے جاویں اور علی الصباح حضورِ مہینت و فرخی کے ساتھ
 دارالامارت میں داخل ہوں لیکن چونکہ ہر دولت کے واسطے زکات واجب
 و ہر راحت کے پیچھے رنج لگا ہوا ہے اس نظر سے کہ وہاں سے دارالامارت قریب
 ہے اور باگ اُتھا کر جلد پہنچ سکتے ہیں اور وہاں سب سپاہ آرام پاویں گی ہوا
 خواہوں گی۔ عرض پذیرانہ ہوئی اور جھست کھوڑے پر سوار ہو کر دارالامارت کو کوچ
 فرمایا سپاہ کو اطاعت سے چارہ نہ تھا پر چونکہ لڑنے لڑتے دھلتے چلتے تھک
 گئی تھی کمال بیداری و سستی سے ہر کاب ہو کر چلی اس اثنا میں مرہٹہ کی
 فوج نے جو مور و بلخ سے زیادہ تھی پھر دلیبری کر کے کسی توپ بری بری سامنے
 لا کر لشکرِ جلالت اثر پر گولہ اندازی شروع کر دی قضا کار ایک گولہ غنیم کی
 توپ کا اوپر سرکاری اونٹوں کے جن پر بان لہے ہوئے تھے آگرا اور
 بانوں میں آگ لگ گئی اور اونٹوں کے اُچھلنے کو دہانے سے و نہین ایک
 اونٹ کے بانوں سے دوسرے اونٹ کے بانوں کو آگ لگ گئی اور تمام
 بان جھوٹنے لگے ہزاروں سوار و پیادے بنگاہ کے اُن بانوں سے جل مرے

علاوہ اُسکے ایک بری مصیبت اور یہ ہوئی کہ کئی بان اُڑ کر باروت میں جو
 گادیوں پر بھری ہوئی تھی جا پڑے اور باروت میں آگ لگ جانے اور اُسکے
 اُڑنے سے ہول محشر اور ہنگامہ روز حشر کا پیدا ہوا بانوں کے اُڑنے سے
 بہت سے لوگ مارے پڑے اور باروت کے جلنے سے ہزاروں سپاہی
 جل مرے اس ہنگامے میں غنیم کے سواروں نے فرصت وقت کو منتہم جانکر ہوا
 کی مانند دھوؤں میں مل گئے اور ہزاروں مردان کارواہل بنگاہ کی خونریزی
 کی لالہ میان داماد جناب شہباز صاحب نے جو شجاعت میں رستم کو زال
 اپنے عرصے نبرد کا جانتا تھا اس حالت پر آفت میں حتی المفدہ و راعدا کے مارنے میں
 قصور نہ کیا آخر کار شہادت کا شربت پیا اور فوج غنیم نے خیرہ ہو کر
 میر علی رضا خان و علی زمان خان وغیرہ کئی شخص کو اعیان دولت سے کمند میں
 اسیری کے کھینچا اور یاسین خان جو فدوی جان نثار اور اُسکا چہرہ و بازو
 فی الجملہ ساتھ چہرہ و بازو نواب نامدار کے مشابہ تھا کئی آدمی کو اُن گمراہوں سے
 مجروح و بے روح کر کے داد جو اندہی کی دی اور خود زخم شمشیر کھا کر خون سے
 نگاہوں نہ شہادت کا منہ پر لگا کے میدان میں گرا غنیم کے سوار جو نواب بہادر کو
 دھونڈتے پھرتے تھے جب اُس پر دل کے سر پر جا پہنچے اُسکا نام پوچھا
 اس مصلحت اندیش و فاکیش نے حملہ کی راہ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان
 میں ہی ہوں دشمن کے سواروں نے اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھ طمع کی
 راہ سے نواب بہادر کے دھوکے میں اُسے میدان سے اُتھا کر ترک راہ
 کے حضور میں بھجوا دیا اور خود نواب بہادر کے مال و اسباب پر جو ہر سون کا
 جمع کیا ہوا تھا اُتھا لوٹ کا دراز کیا جب نواب بہادر نے یہ حال دیکھا سمجھا کہ
 جو تیر قضا کی شست سے چھوٹا پھر نہیں سکنا اُس آشوب گاہ سے اپنا دور

ہو ماضور جانکر وہاں سے نکل کوہ چرکونی پر چڑھ گیا اس اشامین غازی خان جو
 سرخیل سرکار کے پندارون کا تھا حضور میں آکر عجز و منت سے واسطے
 مراجعت فرمانے طرف دارالامارت کے عرض کرنے لگا اگرچہ نواب بہادر کا
 عزم یوں تھا کہ اگر اُس وقت بھی ایک جماعت سپاہ کی انگلیوں کی مانند باہم جمع
 ہو جاوے تو ایک گھوساد شمن کے گلے بر مارے لیکن چونکہ سپاہ کا کام ہاتھ سے
 اور ہاتھ اُنکا کام سے جاتا رہا تھا یہ امر میسر نہ ہوا تب اُس عزم کو دوسرے
 وقت پر ملتوی رکھ پہاڑ سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ساتھ چودہ سوار کے
 جو ہر کاب تھے باگ اُتھا متصل قلعہ سریرنگپتن کے پہنچ کر میرا سماعیل خان
 قلعہ دار کو اپنے آنے کی خبر کر دی اور چونکہ اُس ہنگامہ محشر آشوب میں
 باروت و بان کے دھوئیں اور چیخ و دھن سے فوجوں کی جہان تیرہ و تار ہو رہا تھا اور
 کسی کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی اور شاہزادہ عالی شان طیبو سلطان نظر سے نواب
 بہادر کے دور ہو گیا تھا انتظار میں دیدار اُس تابندہ اختر کے رنگس کے باندہ آنکھ
 کھولے راہ دیکھ رہا تھا تنہا قلعہ میں داخل ہونا گوارا نہ فرما کے مشہد مقدس میں
 قادر ولی کے جوہر کا ویری کے کنارے پر واقع ہی آرام فرمایا جب قریب
 وقت عصر کے شاہزادہ برہبری خرد خدا داد غنیم کے لوتیرے سواروں
 کے لباس میں دو تین سوار کے ساتھ پاشنہ کوب وہاں پر جا پہنچا اور پدر
 بزرگوار کی آنکھ کو اپنے جمال سے روشن کیا نواب نامدار فرزند جگر بند کے
 ساتھ سوار ہو قلعہ مبارک میں داخل ہوا خزانہ کا دروازہ کھول کر فوراً عطا
 وجود سے کارنامہ حاتم کانودا دیا جو شخص سپاہیوں سے پیادہ پہنچتا تھا اُسکو
 ایک مٹھی بھرا شرفی اور جو مٹھ گھوڑے اور ہتھیار کے آنا اُسکو ایک
 خلعت اور پانچ مٹھی شرفی انعام فرماتا اور اُسکا پایہ برہاتا شہر کے اکابر

سب جمع ہو واسطے ادا کرنے شکرانہ سلامتی ذات بابرکات کے حاضر ہوئے اور مستحقین
و محتاجین تصدق سے مر مبارک کے دامن بھر بھر زلے گئے نواب بہادر
نے سب اپنے شکر کے منصبداروں کو کلمات نئی افزا سے تثنیٰ بخشی
اور مضمون ان فارسی شعر و نکا اپنی زبان گوہر بار سے گوش گزار حاشیہ
نشینان بساط فیض مناظ کے کیا،

نظم

فلک چتر و آفاق تخت مست	سعادت مساعد بہ بخت مست
کہ بی جزر و مد بحر زخار نیست	عنان تائیم موجب غار نیست
نماید بدم وادی و شہر خاک	ز صرصر اگر شعله لرزد چہ پاک
بہ من دادہ حق گرز گردن شکن	اگر خصم البرز باشد بہ تن
مہ از آسمان بر زمین آورم	اگر نیزہ بالا بہ کین آورم
اذان جنس دارم بسے قلعہ پر	اگر سوخت باروت و بان و شتر
ندارم غم از سوخت باروت و بان	چو باشد بعالم خدا مہربان
دو شاخ از بیفتد چہ جای غم است	مرا بیخ دولت چو مستحکم است
ہوا دار فر کلاہ من اند	امیران من نیک خواہ من اند
پاشم بفرق یلان وقت کار	خزاین بہ من دادہ حق یشمار
شود دشمن ماد و دل بید رنگ	چو یکدل شتابیم در روز جنگ
کہ ترک چو کر مک شود پایمال	چنان رخسہ بندیم بر بہر گال
بہ پونان چو دومان گریزان شود	چو شمشیر مابرق ریزان شود
فراہم بہ ندامتی شود آدمی	چو نبود مراد در خزاین کمی
کہ از جان اعدا بہر آمدن شود	فراہم کنم شکر تازہ نمود

بیضروزم آتش ز تیغ و سنان
 ازینم چه غم گرعد و ترک است
 نباشد اگر خیمه ام نیست تنگ
 و گرفتار نبود از آن تنگ نیست
 نه دارم غم از خانه خوب و زشت
 به دور بهشتی مرا نیست کار
 اگر تن نیاراستم نیست غم
 روان شکرم را چه حیچون کنم
 پلارک برافواج اعدا کشم
 حماید اگر دشمنم خیبری
 سر و پای دشمن به بند آورم
 ز غم گر به قوت گران گزر را
 چو جولان کنم اسپ در روز جنگ
 چو خنک جهان گرد راهی کنم
 فلک هم نتابد شتاب مرا
 شاتم چو خاک و روانم چو آب
 یلانم که دشمن کشیده به بند
 ز اموال رفته نه گردم در شرم
 دگر گنج و گوهر بدست آورم
 گران خواب را برعد و بشکنم
 چو اول مدد کرده اقبال من

که ترک چو کرکات بسوزد در آن
 منم شمع سوزان و او کرکات است
 بود خیمه ام آسمان روز جنگ
 بردان بسط زمین تنگ نیست
 بود مرد را خانه زین بهشت
 عروس ظفر بایدم در کنار
 بود زینت مرد تیغ و حلیم
 زهر موج او سیل از خون کنم
 سر نیزه را بر شریاکش
 نمایم به او حمله حیدری
 بخرخ اورد در کند آورم
 کمر بشکند کوه البرز را
 شود کار بر ابلق چرخ تنگ
 بشمشیر پای صبا پی کنم
 هوای بیو سرد کاب مرا
 شتابم چو باد و چو آتش بتاب
 یارم بتائید بخت بلند
 ز کاتی گرا ز مال کم شد چه غم
 به زنجیر فیلان مست آورم
 سر نیزه در چشم او بشکنم
 به آخر همایون بود فال من

الا ای سواران شمشیر زن جوانان شیراگن و پیل تن
 سواری بر اسپان تازی کنید ز فرق عد و گوی بازی کنید
 بر آید شمشیر کین از نیام کہ از خصم لازم بود انتقام
 بہ نخیچیر گہ گرم آید رد بہ فتر اک بندید فرق عد و
 بہ بندید بر بارہ برگستان بگیرید بر دوش گرزگران
 بیوشید خفتان و خودوزرہ بگیرید پس نا چنخ نہ گرہ
 بہ بخشید طعمہ ز تیر و سنان جگر بند دشمن بہ زاغ کمان
 حرام است آرام در روز جنگ بر آید از خانہ تا چون خدنگ
 سنان بہ روی قن بر کشید شرر بہر دفع خان بر کشید
 بہ بندید پرچم بہ زین و درفش سیاہ و سفید و کبود و بنفش
 بہ فوج عد و تیر باران کنید ہوارا چو ابر بہاران کنید
 بہ پیلان بہ بندید کوس و دراے کہ تا گا و ماہی بہ جنبہ زجاے
 چوسر بر کشد آفتاب برین من و ترک و تیغ و میدان کین

لشکر کے سرداروں نے جب ایسے کلمے تہوڑا فرما دیے تو انہوں نے ستم خصال
 ہمایوں قاتل کی زبان سے سننے ایک دل سے ہزار دل ہو گئے انقیاد کا زمین پوش
 دوش پر اٹھا جانفشانی کے لئے مستعد و آمادہ ہوئے اب احوال افواج
 پس ماندہ کا سنا چاہئے جب نواب بہادر موافق التماس غازی خان کے
 دارالامارت میسور کی طرف متوجہ ہوا تو پٹنہ و تو شکانہ سرکار کا اور بہت سا مال دوسرے
 نامداروں کا مرہٹوں کے ہاتھ لگا اور آگ سے بان و باروت کے ہزاروں آدمی
 کی ہستی کا خرمن جل گیا محمد علی کبیر ان نے جکے قامت کے لئے خیاط قضا

نے شجاعت کا جامہ درست سیاتھا جب اپنی امید کی کشتی کو گردابِ تنہائی میں دیکھا اور میدانِ جنگ کو وجودِ فیضِ آمود سے نواب بہادر کے خالی پایا بمقتضائے جوہر ذاتی ساتھ بے ہمتی کے مرہٹہ کی قید میں پرناگوارانہ کر اپنی ہمراہیوں اور ملازمانِ سرکاری سے جو لوگ زندہ رہے تھے ساتھ لیکر دامنِ ہمت کمر میں باندھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور عین بھوک پیاس میں باوجود اُتھانے تین زخم کاری شمشیر کے بہتوں کو شکر سے غنیم کے جنھوں نے اُس پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا ضرب سے تفنگ کی گولیوں کے عدم کو روانہ کیا اور بزورِ شمشیر آبادِ بہادری کی آبرو نگاہ رکھی ترک راد اُس شجاع کی دست برد دیکھ دل سے اُس کا خوان ہوا اور اُسکی جو انمردی پر آفرین کہہ کر محمد علی نام اپنے نوکر اور محمد یوسف اپنے کمیدان کو معہ قول نامہ اُسکی امان و حفظ آبرو کے باب میں اُس غازی نامدار کو بھیجا دے سب پہاڑ پر جا عہد و پیمان کو اپنی قسم سے موکد و مضبوط کر اُس قوی دل کو اُسکے ہمراہیوں سمیت نیچے اتار لائے اس عرصے میں جب ظلمتِ لیل نے تیرگون پردہ آفاق کے منہ پر کھینچا ترک راد نے ہتھیار اُسکے ہمراہیوں سے لیکر اسباب کھانے پینے کا موافق حاجت کے محمد علی کمیدان کو بھیج کر واسطے قبول کرنے نوکری سرکار پیش و ابھادری کی بہت سی ترغیب و تحریض کی محمد علی نے جو مردِ ذریرک و داناتھا انکار صریح مصلحت وقت نہ جانکر یہ جواب دیا کہ بالفعل ٹھکرو رخصت کیجئے کیونکہ اپنے عیال و اطفال کو جو سریرنگپتن میں ہیں وہاں چھوڑنا عقلِ مآل آندیش اور حمیتِ مردی کی رخصت نہیں دیتی ہی بعد منہل ہو جانے زخموں کے سب اپنے متعلقوں کو وہاں سے نکال کر جو شرط خدمت ہی بجالا ونگا ترک راد اُسکی چرب و ابلہ قریب باتوں سے راضی ہو گیا اور اُسکو رخصت دی

کمیدان قوی دل نے بعد تمام ہونے شب کے ایک روز اُسی میدان میں
 سر کر کے شام کو سولہ سو بہادر اپنے ہتھیار ساتھ لے سریر نگپتن کی طرف روانہ
 ہوا اتفاقاً کمیدان شجاعت نشان کا گزر اُن دو ہزار پیادگان تنگچی پر جو
 ہراول کے طور پر شکر مرہٹہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی بند و قون کا
 سہ پایہ باندھ کر خواب غفلت میں سو رہے تھے پیرامحمد علی نے جو جان و دل سے
 ہوا خواہ دولت حیدری کا تھا جسے تحفہ سفر داخل ہوا قلعہ میں ہمت سے بعید جان کر پہلے
 تو آپ سے اپنے ہمراہیوں کے پتھروں سے اُن اخوان الشیاطین کو زخمی کر
 اُنکے سر پر غرور کو بار منزل سے سبک کیا اور تب اُنھوں کی بند و قین لیکر ایسی
 شلگین متواتر ماریں کہ ایک بھی اُن میں سے زندہ نہ بچا بعد قتل عام کے
 یہ فراغت تمام ہتھیار و سامان اُن مقتولوں کا اپنے سپاہیوں پر تقسیم کر اور
 اُن سب نے سلاخوں کو مسلح بنا نیچے دیوار قلعہ سریر نگپتن کے جا پہنچا اور
 مبارک بادی شلگ کی نواب نامدار نے محمد علی کے پہنچنے کی خبر یا کر اُس کو حضور
 میں بلایا اور ساتھ خلعت گران بہا کے سے جواہر اُسے سرفراز کیا اور نئی
 بند و قین کا رخانہ سے سرکار کے اُس کو عنایت کیں تا وہ نئے سرے جمع
 کرنے میں جو انان رزم آزما کے مشغول ہوا اور فوج کے بخشوں کو یہ حکم
 دیا گیا کہ جتنے سوار و پیادے بہم پہنچیں نوکر رکھیں اور تنخواہ کے روپیسی پیشگی
 اور ہتھیار سرکار سے عطا کریں بعد اُس کے خود بدولت قلعہ کے گرد سوار ہو کر
 کمین گاہ میں توپیں دشمن کو ب اور جو انان کا دیدہ تعین کیے اور قلعہ کی اطراف
 میں دیواریں جسکی آثر میں مخالف سے جنگ کرتے ہیں مستحکم بنا فرما کر آلات
 حرب اُس میں جمع کر مرہٹوں کے آنے کا منتظر رہا جب ترک راو کو محمد علی کمیدان
 کے جانے کی خبر سریر نگپتن کو اور قتل ہونے اپنے دو ہزار سپاہی پیادے

کی اُسی شکر شکن کے ہاتھ سے پہنچی مانند مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور چونکہ میر علی رضا خان سے اس لئے کہ اُس نے پہلے نوکری مادھو راو کی قبول کی اور تب فرصت پا کر نواب بہادر کے حضور میں چلا گیا تھا آزدہ اور مکہ ر تھا اس سبب سے میر موصوف کو روبرو طلب کر دفتر شکایت کے کھولے اور الفاظ ناملاہم جو لایق شان اُس مردار کے نہ تھے طیش طبیعت و سفلہ مزاجی سے زبان پر لا اُس کو مقید کر مہ تمامی اسیران شکر نواب بہادر کے جو اُس وقت تک اُس کے اختیار میں تھے ہونان کو روانہ کیا اور یاسین خان کو کہ نواب بہادر کے شبہ میں اُس کو ایک علیحدہ خیمہ میں رکھا تھا ساتھ لطایف الحیل کے بہت سی دیکر کہا فتح و شکست آسمان کی طرف سے ہی بالفعل کہ زمانہ پیشوا بہادر کے موافق ہی لازمہ خرد مندی کا یہ ہی کہ صبر کیجئے اور سب پردہ نشینان حرم سرا اور شاہزادوں کو بہانہ بلا لیجئے تا باہم متفق ہو کر ہونان کو چلین و مان پہنچ کر جس طرح پر راے صواب ناپیشوا بہادر کی آپ کے باب میں اقتضا فرمائگی عمل میں آویگا لیکن یاسین خان مرد جہان دیدہ تھا بموجب اس رباہی کے

رباعی

گر عاشق صادق ز نایاب منال، پید اگرد
وین عقدہ کہ بستہ است و ہمت بخیال، ہم واگرد
ور آبلہ افتاد، پیای طلبت، ز نہار مایست
شاید کہ ہمیں بیضہ بر آرد پرو بال، عفا گرد

اگرچہ خبر صحت و عافیت نواب بہادر کی کچھ نہ رکھتا تھا لیکن صرف خدا پر توکل کر کے اور مرنے کو اپنے واسطے سلامتی ذات مقدس نواب بہادر کے کہ رزاق مطلق نے سلسلہ ایک عالم کی روزی کا اُس کے ہاتھ میں سپرد کیا ہی

جیسے پر ترجیح دیکر ساکت رہا اور اصلاً و نعم زبان پر نہ لایا اگرچہ راہ خبر پہنچنے کی دار الامارت سے ترک راہ کی شکر کو ایسی سد و دھن کی ہو کہ کو بھی مجال نمودگانہ تھا مگر جیسے نور شمس کا ابر کے پردے میں چھپ نہیں سکتا ہی بعد ہفتہ حشرہ کے غنچہ راز کھل گیا اور ترک راہ کو خبر و رد فرمانے نواب بہادر کی قلعہ سریر نگپتن میں اور فکر کرنی شکر کشی کی پہنچی کانتے حسرت کے اُسکے دل میں چو بھے اور اُن کلموں سے جو اُس نے یاسین خان سے کہے تھے سخت نادام ہو اپنی فوج سمیت وہاں سے کوچ کر گر دقلعہ سریر نگپتن کے اتر کر بنانے میں دم نہ اور مورچے کے مشغول ہوا اور دونوں طرف سے آمد رفت گولوں کے سفیروں کی شروع ہو گئی اُس عرصے میں کہ کئی روز جنگ نے امتداد پایا یہ اتفاق واقع ہوا کہ شہرہ زراہا شہی وقفہ دانی نواب بہادر کا جو خلق خدا کے کانون میں پہنچا تو کئی سردار شکر سے ترک راہ کی ملازمت سے نواب بہادر کی ملازمت کو مایل ہو ترک راہ کی نوکری کو اپنی شجاعت کی کساد بازار سی سمجھ کر جبریں میں آئے اور اسی طرح ہر طرف سے سوار و پیادے حلقہ عبودیت کا کانون میں ڈالے ہوئے بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ لو اے آسمان سارے کے نیچے جمع ہو گئے ایک شب کو نواب بہادر نے محمد علی کمیدان کو فرمایا جو نکہ دلیری غنیم کی حد سے گذری راے صواب نما یہ اقتضا کرتی ہی کہ فوج عد و سوز کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے پر گھوڑے اُتھائے محمد علی نے مسرت کی راہ سے مضمون اس بیت کو

بیت

نمی زبید کہ خورشید جہان گیر

بتاراج سہا بر نہ نہ تیر

ادا کیا اور کہا کہ قدوی جان تار یہ اسید رکھتا ہی کہ اُسے رخصت ملے تا ترک کے

ساتھ اپنے دست و پنجے کا زور آزادے نواب بہادر نے اُس نہنگ لہجے شجاعت کو تحسین و آفرین کر کے اجازت دی تب کمیدان شجاعت نشان دو ہزار ہرقد از ہمراہ لیکر میسور کے دروازے سے نکل عید گاہ کے متصل تین ہزار ہمراہی پیادوں پر راجہ چیتل درگک کے اور دو ہزار پیادوں پر ملازم مراد او کے حنھون نے ساتھ چار ضرب توپ اور ایک ہزار سوار کے اُس راہ پر ایک سہ مستحکم بنا کی تھی ناخست کی اور اچانک اُن خفہ بختوں کے سر پر پہنچ فتنہ عظیم پیدا کیا اور بہتوں کو اُس جم غفیر سے گرفتار اور اکثر دن کو کشت حیات سے برہنہ کیا اور باقی ماندہ دن سے بھاگے تب کمیدان شجاع نے ہتھیار اسباب مقتولوں کا اسیر دن کے سر پر رکھوا مظنر و منظور حضور میں حاضر ہوا صبح کو غنیم نے پیچ و تاب کھا کوہ کتری گتھ شمالی طرف ندی کے کنارے دم مد وسیع باندھ کر خاص مورچہ اُس کا نام رکھا اور بری بری توپیں اُس پر چڑھا گو لہ زنی شروع کر دی اور چونکہ وہ دم مد بہت بلند تھا اور گولے اُس کے حصار میں پہنچتے تھے قلعہ کے دھننے والوں کو بہت ضرر پہنچنے لگا تب محمد علی کمیدان نے جو سرمست شراب شجاعت کا تھا غنیم کی دلیری دیکھنے کی تاب نہ لا کر مکرر لڑائی کی اجازت مانگی آخر کو حضور سے رخصت پا کر تین ہزار سپاہی بار آور ایک ہزار پیادہ کرناٹکی ہمراہ لے غنیم کے سامنے سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جائی اتر شیر گرسہ کی مانند گھنے جنگل میں گھسکر غنیم کے دم مد کے متصل آنکلا اور محافظوں کو اُس مقام کے یہ کہا کہ ترک راو نے ہم کو واسطے بدل کرنے سپاہ متعینہ مورچہ کے بھیجا ہی وہاں کے لوگ جو بہ سبب متواتر پہنچنے گولوں کے قلعہ سے اپنے تئیں ہر دم کام نہنگ میں مبتلا دیکھتے تھے اپنی تبدیلی کو حیات دوبارہ سمجھ بہت خوش ہوئے اور محمد علی کمیدان نے جب تقدیر کو موافق

مدبیر کے پایا بے اندیشہ اُس مورچے میں داخل ہو کر ضرب سے گولیوں کے اہل
مورچہ کا کام تمام کیا اور اُن تیرہ بختون کو ہروانہ کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا بعد اِس
قتل و غارت کے جب تھوڑے سے آدمی جو بچے تھے فراری ہوئے کیدان
دلاور نے برسی توپوں کو زمین میں مدفون اور چھوٹی توپوں کو طرفدارانہ کو مت
کے روانہ کیا اِس خبر کلفت اثر کے سننے سے اگر یہ ترک راو نے ایک
دوسری جماعہ مسلح کو واسطے کمک کے بھیجا لیکن چونکہ اقبال نے اُنھوں
سے منہ موڑا تھا سبھوں نے پیٹھ دکھائی اور کیدان شجاعت تو اُمان نے
آفتاب عالم تاب کے طلوع ہونے سے پہلے خاص مورچہ و کوچہ سلامت غنیم کے
بنائے ہوؤں کو کھدوا دھا کر زمین کے برابر کر دیا اور پست مکانوں کو آگ
لگا دیا ن سے معاودت کر آقاے رفیق پرورد کی سعادت ملازمت حاصل کی اور
ساتھ عطیہ خلعت فاخرہ و جواہر و اسلحہ گران بہا کے محسود اقران کا ہوا آفرین
چھوڑتے برے کی زبان سے سنی ترک راو وقوع سے اِس حادثے کے مظہر
ہو کر اپنے ہاتھ کو مورچہ بندی سے کوتاہ کر ہندارون کو اپنے واسطے ناخت
و ناراج کرنے ملک متعلقہ بالا گھات کے حکم کیا اور آپ اپنی فوج کثیر کے
ساتھ میدان میں دامن کوہ چھتر باسی کے اقامت کی اتفاقاً دو تین
روز کے بعد ایک ایسا دن آیا جس میں ہندو اپنے مذہب کے موافق
جہان کہیں دوندی ہاتی ہمیں وہاں پر غسل کرنا نہایت حسنت سے
جانتے ہیں چنانچہ روز مہود کو ترک راو سوار ہو کر بورہی کو ہمہ گری گتھ کی
راہ سے روانہ ہوا اور اُس طرف سے نواب بہادر نے جاسوسوں کی زبانی خبر
پاکر مع سپاہ رزم خواہ قلعہ سے کوچ کر ماناسد ت کے قریب قیام کیا اور شاہزادہ
بسکندر طالع کو مع سواران جان نثار کے کمین گاہ میں بیٹھایا تاکہ بھاگنے وقت اُن

باجوج صفوں کی سردار ہووے اور محمد علی کمیدان کو معہ غازیخان سردار پندارونکے
 اور دلیرخان کابلی کو ساتھ چار پلٹن صف شکن اور جاد ضرب توپ کے ہراول
 کے طور پر آگے رخصت کیا جب ترک راہ مقام موعود پر پہنچا اپنے خواص و رفعا
 سمیت مچھلی کی مانند آب بازی و ستانداری میں مشغول ہوا اور ایک برتی جمعیت
 سپاہ کی پیچھے اسکے لئے فکر و اندیشہ آہستہ آہستہ چلی آتی تھی محمد علی نے اُس
 سے آگے کہ وہ جماعت نزدیک پہنچے اعدا شکنی کی یہتہ بیر کی تھی کہ توپوں اور
 تفنگچیوں کو ایک ہر خشک کے کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جب دیکھا کہ غنیم کی
 سپاہ قریب پہنچی غازیخان کو اشارہ کیا تا اُس نے ساتھ دو تین سو سوار کے
 سنگستان کی پناہ سے نکل فوج غنیم کا مقابلہ کیا فوج مخالف نے اس جماعت کو
 قلیل جان کر اُسکی طرف تاخت کی غازیخان اُن مقہورون کو ساتھ جنگ زرگری
 کے کمین گاہ کے منہ پر لا کر آپ کنارے ہو گیا کمیدان شجاعت شمار نے
 فی الفور کمین گاہ سے نکل سب فوج غنیم کو توپوں اور بند و فون کی شلگ میں
 لبا اور اُن آب کے تشون کو پانی سے غسل کرنے کے پہلے بطریق ناشتا
 شکنی مہمانی سے گلوں تفنگ کے آسودہ کر خواہگا عدم میں مولایا اس ہنگامے
 قیامت اثر میں تین ہاتھیوں نے فوج غنیم سے اپنے سواروں سمیت بان کے زخم
 کھا عدم کو سدھارے اور نشان اور نقاروں کے بھی کئی ہاتھی گولوں کی
 ضربوں سے پاش پاش ہو گئے جب اعدا کی جمعیت میں غازیوں کی دست برد سے اس
 طرح تفرقہ پراں ہونے لگا کہ غنیمت سمجھا شاہزادے جو ان بخت نے غازیخان کو
 ہراہ لے ان بخت برگشتوں کا تعاقب کیا اور جو ہر شمشیر شجاعت کا ظاہر کر کئی
 ہزار سپاہی کو غنیم کے ہنگامہ اجل کا طعمہ بنایا اور پانچ ہزار سوار اور دو ہزار
 پیادے اسیر کر لیا ترک راہ کے اُس حال خیران مآل کو دیکھ کر بھیگی

دھوٹی پہنے جس سے ہنوز پانی چپکتا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس میدان سے بھاگ موتی تالاب کے سوا دین اپنے شکر پریشان کو پھر جمع کرنے لگا اور نواب بہادر فتح کا شادیا نہ بجاتا قلعہ مبارک میں داخل ہوا دوسرے روز پھر جنگ قراولی درپیش ہوئی اور اسی طرح ہر روز ایک ایک جماعت دونوں طرف کی سپاہ سے میدان میں آتی اور شمشیر و خنجر کو خون سے آبدار کرتی تھی آخر کو ترک راو نے جب دیکھا کہ کوئی کام پیش رفت نہیں جاتا ہی مقابلے اور محاربت سے دل تنگ و دست بردار ہو کر تاخت و تاراج کرنے پر بعضے پرگنوں کے پائین گھات و بالا گھات میں جو نواب کے تصرف میں تھے ارادہ کیا اس اثنا میں زبانی ہر کاروں کے اُسے یہ سنا کہ اسباب رسد کا ایک طرف سے نائروں کے بد رقعہ میں لشکر حیدری کو جاتا ہی اور سوار پیادے بھی اس نواحی سے جمع ہو کر لشکر میں نواب بہادر کے ملتے ہیں یہ امر زیادہ تر اُسکی خاطر کا شور و شائش افزا ہوا طوفان بلا کے مانند اس سمت کو تاخت کی اور اس ناحیہ کو ایسا ویران و خاک سیاہ کیا کہ دانہ بلکہ گھاس بھی باقی نہ چھوڑی مگر قلعہ داروں نے ننگ کا پاس کر کے بروج و قلعوں کی دیواروں کے مضبوط کرنے میں ایسی ہمت باندھی کہ ترک راو نے ہر چند سر یتکا اور کاوش کی کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگا بعد گزرنے چند روز کے جب لوٹے ہوئے آدمی پائین گھات سے حضور میں پہنچے اور اُنھوں نے زیادتیان اور بدعتیں افواج مرہٹہ کی ظاہر کر کے اپنی داد چاہی نواب بہادر نے حال پر اُن ستم رسیدوں کے ترجمہ فرما کر ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس واسطے مقابلہ ترک راو کے سوار ہو مگر محمد علی کبیران نے جو وہی جان نثار تھا یہ عرض کی کہ ان دونوں میں اس دولت خداداد کے بہت دشمن کمین میں ہیں خود بدولت کا دار الحکومت

سے دور جانا قرین صواب نہیں ہی مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادے جوان بخت کو رخصت فرمائیں یہ خانہ زاد اُسکی رکاب سعادت میں حاضر ہو کر بجالانے میں شریطان تاروی و مراتب حق کزادی کے قصور نہ کریگا نواب بہادر نے اُسکی عرض کو درجہ اجابت و پذیرائی عطا کر کے شاہزادے کو آتھ ہزار سوار جو شن پوش تندر فروش اور بانیس ضرب توپ کے ساتھ اُس طرف کو رخصت فرمایا اور محمد علی کمیدان نے ساتھ جمعیت چار ہزار سپاہی بار اور دو ہزار پیادہ کرناٹکی اور چھہ ضرب توپ کے بعد کوچ فرمانے شاہزادے کے کوچ کر معبر راے کو تہ میں سعادت ملازمت شاہزادہ بلند اقبال کی حاصل کی اور باہم مشورت کر کے شاہزادے بلند بخت نے میدان کاویری میں خیام اقبال نصب کروائے اور کمیدان بہادر نے کشن گری کو اپنا محل اقامت مقرر کیا اس اثنا میں زبانی جاسوسوں کے یہ معلوم ہوا کہ قریب بانچ ہزار سوار لشکر غنیم سے بموجب حکم ترک راو کے مال مغرورہ کو جو بالاکھات و پائیں کھات میں پایا تھا معہ اسباب و اموال اور بہت خزانے کے جو جنگ چرکولی میں شکریوں سے نواب بہادر کے غنیم کے قبضے تصرف میں آیا تھا پونان کو لئے جاتے ہیں اور ساہوکار لشکر ترک راو کے بھی نقد و جواہر سمیت اُس جماعت کے ساتھ ہیں اس نوید کے سنتے ہی کمیدان شجاعت دثار نے پان سو جوان بار اور ایک ہزار بیادے کو ساتھ لے کر نکلتے ہی کی راہ سے جہان کار ابرہ نواب بہادر کے فدیہ بیان راسخ الاعتقاد کے زمرے میں داخل تھا رات کے وقت صحراؤں کو طی کر معبر بیل ہلے سے عبور کر کے شارع عام پر کرن پات کے ایک پہاڑ کے دامن میں جا اقامت کی اور دریا کے کنارے اُس معبر پر جہان کا عالم ظاہر میں تو نو کر محمد علی خان کا اور باطن میں حلقہ بگوش

نواب بہادر کا تھا ایک گروہ بہادران جان نثار کو تعین کیا اور وہ جماعت بنے
 مزاحمت نگاہ بانانِ معبر دروازے کی راہ سے جو معبر کی طرف تھا گذر کر کے
 اُن برجوں کے کمین میں جو سابق سے طیار تھے جاتے دوسرے روز جمعیت غنیم کی
 ساتھ کئی گئے۔ بیلون قاطرون اور خیل گھوڑوں اور قطار شتروں کے بھرے ہوئے
 ماون کے اُس معبر کو پہچنے سے جہان محمد علی کمیدان کی کمین گاہ تھی گذری کمیدان
 نے جب معلوم کیا کہ وہ گروہ اپنے پانوں سے ہنگ اجل کے کام میں آئی اُسے
 باسباون کو معبر کے پہر کھلا بھیجا کہ وہ معبر پر سداہو راہ کو تنگ کر کے
 غنیم کے قافلے کو تباہ کریں جب قافلہ مرھتوں کا سب مجتمع ہو کر معبر کی طرف متوجہ
 ہوا فوج ہراول نے آگے سے اور کمیدان نے پیچھے سے ان سب کو گھیر کر بند و قون
 کی شکل سے اُنکے مینہ پر کینہ کو ایسا مشبک کیا کہ مرغ روح نے قفس تن سے پرواز
 کی منصہ اروں نے سپاہ غنیم کے جب راہ عافیت کی دیدہ ہوا سے تنگ تر
 دیکھی اپنے میں تاب سر پنچہ شیران فیل شکار کی سپا کر پہاڑ کے درون میں
 جا گھسے پر اُن ہزیمت نصیبوں کو ہر قدم پر ادبار کی خاک سر پر ڈالی گئی کمیدان شجاعت
 نشان نے بعد بہت خونریزی کے فراریوں کا تعاقب چھوڑ کر سب نقد و جنس و مواشی
 اور گھوڑے اور سنت اور بہت سے اسیروں کو اپنے قبضے اختیار میں لا کر
 معبر کی قریب ایک میدان وسیع فرح افزا میں عزم اُترنے کا کیا اس درمیان
 میں ایک جماعت سپاہ غنیم سے جو آہستہ آہستہ سب کے پیچھے آتی تھی
 متصل پہنچ کر جب بنا ہی اپنی جمعیت کی اور تمام مال لٹا دیکھا منجبر ہو کر حسرت
 سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگی اور حیرت سے اُنکلی دانتوں میں دبائے اور کمیدان کی
 جمعیت کو چشم ظاہر میں سے کم دیکھ کر یکبارگی باگت اُتھا کر لڑنے لگی محمد علی
 کمیدان نے بخوف و بیم ایک جماعت کو واسطے اسباب مال کی محافظت

کے وہاں چھوڑ کر ایک خار بست کی پناہ سے جو وہاں تھانکھ کر صرصر سے بند و قون کی شلگ کے قریب تین سو جوان کو سواروں سے مانند برگ خزان کے گرا دیئے۔ بعد فتح و فیروزی کے کبیدان رستم دل نے سب نقد و جنس لوٹی ہوئی کو لد واکر بری و لجمی سے کشنگری میں پہنچ کر کمر کھولی جب یہ سانحہ ہوش ربا ترک راد کے کان میں پہنچا خبر عبور کرنے محمد علی غازی کی کرن پات کے معرے جو صوبہ آرکات سے متعلق ہی اور مزاحم نہ ہونا وہاں کے محافظوں کا معلوم کر کے غریب لختہ تفکر کا ہوا اور یہ سوچا کہ اگر نواب محمد علی خان بھی ساتھ نواب بہادر کے ایک دل و متفق ہو جائیگا تو بہت مشکل ہوگی اور پھر یہ عقدہ ناخن تہ بیر سے کسی طرح نہ کھل سکیگا اس گمان پر فی الفور وہاں سے بطور ایلغار کے پتور کے گھات سے عبور کر قصبہ اوتال گیر کے متصل آدیرا کیا محمد علی کبیدان نے غنیم کے چلے جانے کی خبر پا کر ایک قاصد سریع السیر کے ساتھ حضور میں شاہزادے سکندر فر کے یہ حال لکھ بھیجا شاہزادے نے اس خبر کے دریافت ہوتے ہی سب اسباب زائد و احتمال و اثنال سر پر نگہبخت کو روانہ فرمایا اور خود چار ہزار جرہ سوار سے پاشنہ کو ب قضاے مبرم کے مانند شکر پر غنیم کے تاخت کی یغما گران شکر غنیم نے دھرم پوری کے اطراف میں شور و محشر اُٹھار کھاتھا اور کئی موضع لوٹ کر گھاس لکڑی اور اموال منروہ گھوڑوں پر بار کر رہے تھے شاہزادے نے اعدا کے مغالطہ دینے کو خود بھی ایک موضع کو لوٹنا شروع کر دیا اور حکمت عملی سے گھاس لکڑی جمع کرنے فرمایا غنیم غافل اوست تھی گھوڑوں پر اشیای منروہ بار کر چلے شاہزادے غضب فرنے سب لکڑی گھاس گھوڑوں کی پشت پر سے زمین پر ڈلوا اُن مقہور و نیکی جمعیت پر پہنچ کر گولیوں کا سینہ بر خایا تو ارون کی برق سے دریا خون کا بہا یا شکر غنیم کے سواروں نے

اس حملہ جان ستان کی تاب نہ لاسب اجناس مغروہ کو وہیں چھوڑ تباہ و
 پریشان اپنی شکر گاہ کی طرف بھاگے تب شاہزادے نے چار ہزار گھوڑے
 اور سیکارون بیل اور شتر تو شک خانہ ترکہ راو کے اجناس
 نفیسہ سے بھرے ہوئے جو اٹھارے راہ میں ہاتھ لگے اور بیس ہاتھی لوٹ
 کر ماکڑی درگ کے صحرا کی طرف شہرنگ جہان پیمان کی باگ پھیری
 ترکہ راو نے تاسف سے پشت دست کاٹے اور کاویری پتق کے سواد
 میں خیمہ کیا اسی رات کو محمد علی کمیدان نے نزدیک پہنچنے سے شکر غنیم
 کے خبر یا کر اپنی جمعیت ساتھ لے شیخون مارنے کے ارادے پر تاخت کی
 لیکن چونکہ اُن بسترمد ہوشی کے سونے والوں کی حیات میں چند نفس اور
 باقی تھے اُس گھنے جنگل دامن کوہ سے نکلنے میں شکر اسلام کو اس قدر دیر
 لگی کہ صبح ہو گئی تب اُس رستم دل نے جنگل سے نکلنا اپنا خلاف مصلحت
 وقت دیکھ کر دامن کوہ گنگن گرہ میں اقامت کی ترکہ راو تو حال نزول سے
 اس آفت آسمانی کے واقف نہ تھا اُس روز اُسی مقام میں رہا جب شام
 ہوئی اور عرصہ آفاق کا بخت غنیم کے مانند سیاہ ہوا کمیدان شجاعت تو امان
 نے اپنی جمعیت ساتھ جنگل سے نکل کر دشمن کی فوج میں پر حملہ کیا بند و قونکی
 شکاریوں سے اس اندھیری رات میں گولیوں کے ستارے نمایاں ہوئے
 اور شور یوم الزبور کا عیان کمیدان نے ہزاروں آدمی کو مجروح و بے روح کر غنیم
 کے تو شک خانہ کو تصرف میں لا شکر اسلام کے اسیر و نکو جو ہر کولی کی
 لڑائی میں دشمنوں کے پیچھے میں پھنس گئے تھے قید سے نکالا اور اہل خیمہ
 کو لوٹ خیموں اور غنیم کے شکر کے علموں کو آگ لگا دی پان سہ گھوڑے
 چھ ہاتھی برے برے گیارہ شتر خزانے سے بھرے ہوئے قبضے میں لا اور واپس

کوچ کر وقت طلوع ہوئے آفتاب عالمتاب کے صبحیح و سالم دامن کو ہستانکی
راہ سے راے کو تہ میں داخل ہو مجروحوں کو تیمارداری اور بہادر و نکو کھانے پینے کی
فرصت دیکر دو پہر رات کو وہاں سے کوچ کر کے انی گل میں پہنچا ترک راہ اپنے سپاہیوں کی
تباہی کے باعث نہ تو یونان میں جا کر مہذب دیکھا سکتا تھا اور نہ لڑکر بہادران غازی
سے عہدہ برہو سکتا پر اس جہت سے کہ سرداری کا نام اجل موعود کی مانند
اُس کا گریبان گیر ہوا تھا پھر اپنی فوج ہرادل کو محمد علی کے تعاقب میں روانہ
کی اور خود بھی اپنی شکر حمیت و ان سے روانہ ہوا جب محمد علی کمیدان انی گل
سے کوچ کر کے خان خان ہٹلی میں پہنچا تمام فوج غنیم کی نمایاں ہوئی اور کمیدان
شجاعت نشان کو نرغے میں ڈال نکلنے کی چاروں طرف سے راہ بند کی محمد علی
نے تب بڑی چوکی و ہوشیاری سے ایک چھوٹے قلعہ میں جو دشمن کے
دل سے بھی زیادہ ویران تھا پناہ لی افواج غنیم نے اُسے تنگ محاصرے میں
مبتلا کیا جب محمد علی کمیدان کے نکلنے کی راہ سب طرف سے بند کی وہ اطمینان
خاطر کے ساتھ تمام دن وہیں رہا اور جب رات ہوئی دشمن کو بھلا وادینے کے
لئے پھتے پرانے کپڑے اُس قلعہ کے برجوں دیواروں کنگروں پر لٹکا لکڑی گھاس
بہت سی جا بجا انبار کر ان میں آگ لگا دی ان سے روانہ ہوا اور قلعہ کے پیچھے
گھنے جنگل میں گھس کر شکر اعدا کی پشت پر جا علم بلند کیا فوج غنیم نے آگ کی
روشنی میں سفید کپڑوں کے ہلنے کو دور سے دیکھ کر یقین کیا کہ محمد علی ہنوز
حصار کے درمیان ہی اور کلکھ علی الصباح اُسے زندہ پکڑ لینگے چنانچہ اس خیال
خام میں فراغت سے اپنے کھانے پینے کی فکر میں لگ رہے تھے کہ اچانک محمد علی
کمیدان شیرازیان کے مانند آپرا اور اُنھیں برے تھلکے و پریشانی میں ڈالا اس
اثنائ میں پانچ چھ ہزار سوار فوج مخالف سے جان سے ہاتھ دھو کمیدان شجاعت نشان

کو درمیان میں اپنے گھیر لیا محمد علی نے کئی توپوں میں جو شکر غنیم سے چھین لی تھیں چھرا بھمر کر اُس گروہ شقاوت پر وہ پرایسا مارا کہ ہزاروں آدمی کو خاک و خون میں لتا دیا ہر چند غنیم کے سپاہیان رزم آزمائے بھی اُس اندھیری رات میں جو روز محشر کا نمونہ تھا جانفشانی اور عرقریزی میں کسی طرح قصور نہ کیا اور محمد علی کے پانچ چھ سو سپاہی کو ہلاک اور زخمی کیا مگر چونکہ عقدہ بر بے قضا ناخن نہ بیر سے کھل نہیں سکتا آخر کار بغیر اسبغ فوج غنیم کے بھاگ نکلے محمد علی کہید ان نے فتح پائی سب مال و اسباب غنیمت لیکر صحیح سالم پتہ میں شرف حضور سے نواب بہادر کے آنکھوں کو نورانی اور خلعت زر نگار و لاکھی آبدار سے آفرین و تحسین کے اپنے اسباب افتخار کو دو بالا کیا ترک راو نے فوج ہراول کے شکست پانے سے د شکستہ ہو و دان سے کوچ کیا اور میل کوٹہ کی طرف جا کر اقامت کی جب خبر کوچ کی ترک راو کے حضور میں پہنچی باقتضای راء صواب نما سے زیادہ خرابی ملک اور تباہی رعایا کی جو دیعت الہی اور رفاہیت اُنکی موجب زیادتی خرائے کی ہی گوارا نہ فرما کر ایک وکیل کار دان کو ترک راو کے پاس روانہ کیا تا وہ ایک مقرر تلخ و شیرین باتوں سے ترکیب دیکر اُسکو چکھاوے اور اُسکے دماغ کا تنقیہ مواد سوداوی سے عمل میں لاوے اور ہالینخولیا سے تسلط ملک بالا گھات کے بوسیله نوشدارو سے پند و نصیحت اصلاح پر لاوے سفیر دانانے ترک راو کے پاس پہنچکر ہر چند چاہا کہ طبیب مشفق کے مانند اول رفق و مدار کا منضج کام میں لاوے اور تب تنقیہ کامل مغز قلوب و شربت دینار سے مواد فاسد کو اخراج کرے ولیکن چون اس مریض کے خون نے بہ سبب ہیجان مواد سوداوی کے احتراق پایا تھا اور بہ سبب زیادہ کھانے غذائے ردی الکیموس مال رعایاے یچارہ کے ملت جوع البقر کی اُس

میں پیدا ہو گئی تھی یہ معاملہ موثر و مفید نہو اچانچہ اُس نے جہل مرکب سے وکیل لے
آئیگو جس میں اُس کا اصلاح حال تھا نواب بہادر کی عاجزی و درمانہ گی بر حمل
کر کے انخوت و استنبار کے کلمے جیسے کوئی ہدیہ ان اور حالت بخراں میں بکتا ہی
زبان پر لا کر وکیل کو حکم حاضر باشی کا دیا اور بعد تھوڑے ہی دنوں کے بعزیمت
ناخت و تاراج ملک بد نور جو ہر طرح کی ناز و نعمت سے معمور تھا اُس طرف کو
پیش خیمہ نکلوایا وکیل کا رستناس جب اُس کی عزیمت پر آگاہ ہوا صورت
واقعہ کو حضور میں عرض کی نواب بہادر نے اس خبر کو سن کر اپنے امیروں کے
ساتھ مستورات کی اور آخر کار یہ مہم بھی محمد علی کبیدان کو مفوض ہوئی اس بہادر
میدان جنگ نے ساتھ رضا و رغبت کے اس کا رازار پر مستعد و آمادہ ہوا تب
نواب فیروز طالع نے کبیدان موصوف کو مہ چھ ہزار بند و فوجی حکم انداز اور
بارہ ہزار سوار اصطل خاصہ کے چنے ہوئے اور بیس ضرب توپ دشمن کو ب واسطے
دھانے قصر شکت غنیم کے رخصت فرمایا کبیدان کا رادان پر یا پتن کی راہ سے
کو ترک کے معر پر پہنچا کو ترک کے راجہ نے جو اُن دنوں مرہٹوں کے تسلط
کے باعث طوقِ اطاعت نواب بہادر کا اپنی گردن سے نکال غنیم کے ہوا خواہوں کے
زمرے میں منسلک ہو گیا تھا اس معبریر ساتھ تیر و تفتنگ کے اسد ا طریق میں
کوشش کی اور مانع ہو محمد علی نے جو عثمان کامل اور سباعت مجسم تھا کلبات
کو چھوڑ کر عزیمت کی طرف متوجہ ہونا خلاف عقل صواب اندیش سمجھ کر انتہام
ینا اس راجہ سے دوسرے وقت پر موقوف رکھ منزل مقصود کو روانہ ہوا
بہ سبب زیادتی احمال و اثقال اور تنگی راہ اور اسبوی درختان صحرائی نے
گزار تو پناہ کا وہاں سے مشکل و متعذر دیکھ کر فقط چار پلتن سپاہی اور
بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے باقی فوج سمہ تو پناہ اسد خان کبیدان و جہان خان

۱۸ سالہ دار کے ساتھ حضور حیدری میں روانہ کیا اور خود اپنی جمعیت کے ساتھ مقابل فوج غنیم کے پہنچکر پیچھے ایک پہاڑی کے ایک زمین باندہ پر لو اے اقامت باندہ کیا ترک راو نے جب روانہ ہونے سے تو پچانے و بنگاہ محمد علی کمید ان کی خبر طرف سریر نگہتین کے پائی ایک تولی کو اپنے شکر سے واسطے پھین لانے تو پچانے کے روانہ کیا علی الصبح کمید ان شجاع کے دید بانوں نے جو پہاڑ پر سے ہر طرف نظر کر رہے تھے اُسے خبر دی کہ ایک جماعت سواروں کی شکر غنیم میں سے ج طرف کو تو پچانہ گیا ہی جاتی ہی کمید ان با شعو رنے فی الفور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بند و قین بھر کر ہو امین سر کرین تا فوج غنیم کی ہمارے یہاں رہنے سے خبر دار ہو کر اس طرف متوجہ ہو چونکہ تقدیر موافق نہ بیر کے تھی بند و قون کی آواز سننے ہی غنیم کے سواروں نے آتش خانہ کی جانب سے دل سر د ہو کر بند و قون کی آواز کی طرف باگ پھیری اور محمد علی کمید ان اُنکے آنے سے پہلے ہی ایک فکر معقول کر جا رہا ہزار سپاہیوں کو ایک ایسی نشیب زمین میں کہ چشم بد غنیم سے محفوظ و مصون تھی کمین میں بٹھا کر خود اپنے سواروں کے ساتھ آہستہ آہستہ صحرا کی طرف چلا اس اتنا میں ترک راو آپ میدان میں پہنچا جو نکہ محمد علی کے مارے جانے کو اپنی فتح کا باعث جانتا تھا ساتھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ ج طرح ہو کے محمد علی کمید ان کا سر تن سے جدا کرین یا اگر ہاتھ لگے تو زندہ پکڑ لاوین فوج مخالف جان سے ہاتھ دھو کشتش قضا سے عنان گسستہ اُس کمید نگاہ پر پہنچی حیادان خونریز نے جب اُنھیں داسگاہ میں پہنچا پایا کمال چاہکی سے ایسی بات ہمارے کہ گنبد فلک دھوؤں سے بھرا اور ملک الموت کا دم جانوں کے اژدحام سے بند ہو گیا

نظم

ہوا مونکاوان پہ بازار گرم دلو نہاں نہ رحم اور آنکھوں نہاں شرم
 برستی تھہیں یوں گویاں اُسگہری کہ بھادوں کی جسطرح بر سے جھری
 چلاخوئے بہ ایک دریا شتاب پترے بہتے سر جسمیں تھے جون حباب
 ہوا تیر سینے سے اس طرح یار کہ عاشق کے دل سے ہو مرتگان یار
 زردہ خونیں دہلے تھے یوں سر بسر کہ جون موج سرخاب آوے نظر
 بس دپتس پران تھے تیرا سطرچ کلنگین ہوا میں اتریں جسطرح
 چلے بان اور تیر پھر آ کے بعد کر جنے لگی تو پ مانند رعد
 گرے چھروئے یوں ہزاروں جوان کہ ہوں برگ ریزان بباد خزان

جس دم کہ سپاہیوں نے اعدا کے سر پر ہنگامہ قیامت برپا کیا محمد علی کمپدان
 دو ہزار سوار سے جلو ریز صحرا کے کنارے سے وہاں پہنچا غنیم کے شکر یوں
 نے جب اپنے تئیں نہنگ موت کے منہ میں دیکھا جان بچانے کو غنیمت سمجھ کر
 بھاگ نکلے تب ترک راو نے تو پخانہ آگے لیکر میدان میں پہنچا اور کمال افروختہ
 ہو کر توپوں کی شلگ کو حکم دیا گولند ازون نے بری بری توپیں شکر اسلام
 کے مقابل لادفعہ گولوں کے ادا لے بر سائے صدمہ عظیم شکر ظفر پیکر کو پہنچا
 دبرہد مو بہادر گولوں کی ضرب سے شہید ہوئے محمد علی چونکہ توپیں اپنے ساتھ
 نہ رکھتا تھا اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ مقتولوں کی لاشوں سے ایک دیوار کی
 صورت چن اُسکی پناہ میں بند و قون کی باترہدین مارتے رہیں اور خود باکمال
 خشوع و خضوع درگاہ الہی سے در یوزہ حمایت کا کیا عنایت ایزدی اُسکے ایسی
 شامال ہوا کہ پھر کسی طرح کا ضرر غازیوں کو نہ پہنچا اگرچہ گولند ازون نے گولے
 مارنے میں کچھ قصور نہ کیا الغرض شام تک یہ حال رہا اور مرہٹوں کی سپاہ سے باوجود

کثرت و انبوه کے کچھ بن نہ آیا اور بتائیں ایزدی محمد علی کے سپاہیوں کی بند و قونکی
 بارہ سے ہر بار سیکڑوں اعداد اعداد کو سدھارنے تھے جب شام ہوئی
 ترک راوے وٹان سے معہ توینخانہ مراجعتہ کر اپنی لشکر گاہ کو جو وٹان سے تین
 کوس یر تھی گیا بعد اُس کے محمد علی نے اس سبب کہ تمام دن بھوکھا رہا بروی
 مردانگی کی نگاہ رکھی تھی اپنا رہنما اس مقام پر صلاح وقت نہ دیکھ کر مجروح سپاہیوں
 کو جو وٹان سے چلنے کے اُسی میدان میں چھوڑا اور اُنکی تسلی کے لئے یہ ظاہر
 کیا کہ ہم اسٹارہ کی آبادی میں رات پھنس کر تمھاری سواری کے لئے دلیان
 بھیجتے ہیں تب سب پیادے اور سواروں کو ساتھ لے سرعت تمام میسور
 کو گیا اگرچہ ایک تولی غنیم کے طلائی کی گر دیکھ رہی تھی اندھیری رات میں
 اُس سے مزاحم نہ ہو سکی اور محمد علی بے مزاحمت اعدا کے قلعہ میسور میں داخل
 ہوا صبح ہوتی ہی ترک راو میدان جنگ میں آیا جب کسی کو افواج اسلام
 سے وٹان نہ پایا زبانی مجروحوں کے خبر کوچ کی طرف استارہ کے سن
 اُس طرف دو تارائی اُسی روز اقبال کی مدد سے یہ طرفہ ماجرا وقوع میں آیا کہ
 سلطان فیروز بخت نے صحرائے ماگڑی سے چھ ہزار سوار خنجر گزار اور تین
 ہزار پیادے خوشخوار کے ساتھ غنیم کی دس کے قافلے ہر جوسات ہزار سوار
 دس ہزار پیادے کی جمعیت سے معہ اتھتیس ہاتھی اور کئی شتر خزانے اور
 اسباب سے بھرے ہوئے اور سیکڑوں بیل گولے باروت کے رائے پتن
 کی مدتی کے قریب پہنچ کر اُترا ہوا تھا اور بہت سوداگر مالدار بھی
 معہ اجناس گران بہا اُس بد رقعہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھ کر اُس کے ساتھ ہوئے تھے
 شب خون مارا اور ضرب شمشیر آباد اور خنجر جوشن گزار سے بہتوں کو اُس
 گروہ سے جو بیہوش ہونے تھے کھیرے اور لکڑی کی مانند کات ڈالا ایک متعش

بھی فوج اعدا میں سے زندہ باقی نہ رہا آخر کار شاہزادہ دالا مرتبت نے بعد قتل عام کے سب نقد و جنس غنیمت سریر نگہبتن کو روانہ فرمایا اور خود نگر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر ترک را کو پہنچی تب نہایت متحیر ہوا کہ کیا کرے ہنوز یہ زخم اُسکا ماتم نہ ہوا تھا کہ فلک نے نمک تازہ اُسکے زخم پر چھڑکا کہ یونان سے یہ خبر اُسوقت اُسکو پہنچی کہ نراین راویشوا اُسکا بھانجا جو جماعہ مرہتہ میں برادر تھا اپنے چچا رگھناتھ راو کے ظلم سے مارا گیا اور رگھناتھ عرف راگھو نے اپنے کام کی درستی کے لئے نراین راو کے قدیم امیر و نکو شکبجے میں عذاب کے کھینچ رکھا ہی یہ خبر سنتے ہی ترک راو کا رنگ اُڑ گیا اور دہشت و حیرت اُسپر مستولی ہوئی بناچار مجبور ہو کر بوسیہ وکیلانِ نواب بہادر جنہیں اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا صلح کا طالب ہوا اور صرف مطالبہ زرخارت جو اس سفر سے اسر خطر میں اُس نے اُتھایا تھا زبان پر لایا بعد ایک ہفتے کے حضور سے نواب کے اس مضمون پر جواب پہنچا کہ جو کچھ مال تھا چرکولی کی لرائی میں تمہاراے گھر اس سے آگے داخل ہو چکا اور تمہاری تعدی سے تمام ملک پایمال ہو گیا ہی بالفعل صلاح یہی ہی کہ تم پہلے مال لئے ہوئے پر قانع ہو اور انتفاع صلح حال کا زمانے استقبال پر منحصر رکھ کر خیر و عافیت سے یونان کی طرف پھر جاؤ آخر کار بعد بہت سی درد و قدح کے دو لاکھ روپے پر معاملہ رفع پایا،

قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علیخان ناظم حیدر آباد اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع میں آنا متواتر جسکو نکا درمیان نواب حیدر علی خان بہادر اور صاحبان عالیشان کے اور آخر کار رفع ہونا نزاع کا

جب نواب نظام علی خان نے ساتھ صاحبان عالیشان کے عہدہ آشتی و صلح کو درمیان میں لالہ سیکا کول اور راج بندری حکام داخل تیس لاکھ روپیا تھا انکے حوالے کیا دو مہینے تک جنگ و جہال موقوف رہی بعد ازاں جنریل اسمتھ بہادر نے موافق فرمانے ناظم حیدر آباد کے عزم تسخیر ملک بالا گھات کا منصوبہ فرما فوجیں جمع کیں اور نواب محمد علی خان کو بھی ساتھ لیکر انہو رگڑھ سے آگے کوچ کیا نواب بہادر نے اپنی سپاہ کو تو پخانہ انگریزی سے ضایع کرنا مصالح کشور گیری سے دور سمجھ کر قابو اور فرصت کا مترصد رہا اور سب احوال و احوال اور اہل بنگاہ کو اینگل و ماکری کو روانہ فرما سواران خون خوار اور سپاہیان بار اور کرنا تکی پیادوں کو اپنے ساتھ رکھا حوث وقت قابو پاتا بہیر و بنگاہ کو انگریز کے تاراج و غارت کرتا تھا اس اثنائ میں ہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ ننھرنگر کی طرف سے بری رسد مہمواشی ساتھ بد رفتے دو ہزار سپاہی اور ایک ہاتھن انگریزی اور چار سو سوار اور دو ضرب توپ کے انگریز بہادر کی شکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے فی الفور سواروں کے رسالوں کو ساتھ لے اُس طرف کوتاخت کی اور یکا یک شیر ڈیان کے ماتہ جنگل و پہاڑ کی پناہ سے نکل کر بد رفتے کی جمعیت کو پریشان اور سب اسباب رسد اور مواشی کو قبضے میں لا کر عالم و غام مراجعت کی سردار انگریز بہادر نے ترپا تو رکی نواح میں مقام کر کے

فوج جدید اور اذوقہ لشکر کا مدار اس سے طلب فرمایا بعد چند روز نواب بہادر کی حضور میں یہ خبر پہنچی کہ فوج انگریزی نے بنہی سے ایلغار کر کوڑیاں بندر کو لے لیا اور قریب ہی کہ نواح نگر بھی اُنکے قبضے تصرف میں آوے اُنہیں دنوں حامل کوئٹہ اور گلپوت کی عرضی سے یہ معلوم ہوا کہ تین پلٹن انگریزی سپاہ کی اور چار ہزار مرد جنگی رام راجہ حاکم ملیبار کے اُس نواح کے محالات کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہیں نواب بہادر نے اس خبر سے کسی طرح کا اندیشہ خاطر میں راہ نہ دیا اور ایزد بہمال کے فضل پر تکیہ کر شاہزادہ تپپو سلطان کو معہ جمعیت دو ہزار اسوار خون خوار و چار ہزار سپاہی و ایک ہزار پیادے کرناٹکی نگر کی طرف رخصت فرمایا اور ہیبت جنگ بخشی کو چار ہزار سوار سے واسطے مقابلے راجہ اور حفاظت ملک کے کوئٹہ اور گلپوت کی طرف روانہ کیا جب شاہزادہ جو ان نجات کوڑیاں بندر میں پہنچا معلوم ہوا کہ جنریاں لشکر انگریزی کا قلعہ کو مستحکم اور اذوقہ و اسباب جنگ ذخیرہ کر کے جنگ کرینکو مستعد ہی شاہزادہ پردل نے اس قدر جماعت سے جو ہمراہ تھی محاصرہ و فتح کرنا قلعہ کا متعذر دیکھ کر ایک قطعہ عرضداشت میں مفصل حال اُس کا حضور انور میں ابلاغ کیا نواب بہادر نے انتظام کو اُس نواحی کے تمام مقصدوں پر ترجیح دیکر چار ہزار تفرنگچی قادر انداز و دو ہزار سوار منتخب اور چودہ ضرب توپ ساتھ لے اور باقی لشکر میر علی رضا خان و محمد علی کبیدان کے ذمے میں چھوڑ برق و باد سے بھی جلد تر ایک ہفتے میں مسافت بعید کو طے فرما قلعہ نگر میں داخل ہوا اور دو ہفتے کے عرصے میں آٹھ ہزار ہندو چوبیس آہنوسی طیار کر و آٹھ ہزار آدمی فراہم کر کے اُنہیں وہ بند و قین دین اور رنگ برنگ کے علم نمود و شکوہ کے لئے اُن کے ساتھ دے کوڑیاں بندر کی طرف ہضت فرمایا منزل مقصود میں

پہنچتے ہی انگریزی دمدون کے مقابل جو قلعہ کے گرد باندھا تھا نزول کیا اور شاہزادے نے موافق حکم حیدری ایک دمدے پر حملہ رستمہ کر دیا نیکے محافظوں کو بعد کشت و کوشش کے مقہور کیا سرداران انگریز بہادر نے سپاہ آبنوسی بند و توکی دوسے دیکھ بھاری فوج سمجھکر لڑنیکو حزم سے دور جانا اور اپنے سب باہر کے لوگوں کو جمع کر قلعہ کی طرف چلا آسوقت دوسپاہی لشکر انگریزی سے بھاگ کر حضور میں شاہزادے کے پہنچے اور وہاں کا سارا حال عرض کر دیا شاہزادہ قبل داخل ہونے فوج انگریزی کے قلعے میں ایک رسالہ سواروں کا ساتھ لیکر باگ اُتھا قلعے میں داخل ہو گیا قلعہ کے محافظوں کو تہ تیغ کیا نواب بہادر بھی اس خبر کو سنتے ہی جلد شاہزادے کی مدد کو پہنچ تیر و بان و گولہ کا مینہ برسانا شروع کر دیا بہت سے اعدائے کاٹھکانے لگے جو باقی چھے سو قلعہ میں پہنچنے سے مایوس ہو کر ساحل دریائی طرف سدھارے اگرچہ اس گروہ میں سے بہت لوگوں کی حیات کی کشتی فنا کے بھنور میں دوب گئی مگر سردار انگریز بہادر نے چابکی و چستے کی راہ سے جہاز پر جو وہاں موجود تھا سوار ہو اقامت کا لنگر اُس ملک سے اُتھا بندر بنی کی طرف پال آرائی تب نواب ہمایون سخت نے بھاری تھانہ قلعہ میں بٹھا کر بعد دیر تھہ مہینے کے معہ شاہزادہ سواد ہنگوڑ میں عالم اقبال بلند فرمایا اور اس عرصے میں جنریاں و کرنیل بہادر نے یادری اقبال سے قلعہ و انم باری و تریا تو ر و گنگن گڑھ و چکد یو کو برتی جوان مردی سے مفتوح کر بعد چند روز کے قلعہ دھرم پوری کو محاصرہ کیا پایندہ خان رسالہ دار نے جو تھانہ دار اُس مقام کا تھا داد جوان مردی کی دی آخر کو شہادت پیا صاحبان عالیشان نے اُس قلعہ کو بھی مسخر کر عبد الرشید خان کو جو نواب محمد علی خان کا دیوان تھا واسطے انتظام بار امحال کے متعین فرما کر قلعہ ہو تر و باسنی

و مورڈا کرو کو لار و ہسکوٹہ کو بھی قلعہ کر لیا اور نواب محمد علی خان خود کو لار میں
 اقامت کر مارا اور حاکم گنی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا جب وہ آیاتب
 اُس نواح کے نظم و نسق میں مشغول ہوا اس عرصے میں نواب
 بہادر بنگلور سے کوچ فرما اُس شکر سے جو سرکردگی میں میر علی رضا
 خان وغیرہ سرداروں کے چھوڑ گیا تھا جا ملا اور جنریل بہادر نے مدد
 مارا اور اس کے جو فوج جرید اپنے ساتھ لایا تھا نرسی پور کے سواد میں
 علم شوکت بلند کیا نواب بہادر نے قابو پا کر ایک شب کو مارا اور اس کے
 شکر پر شبنون مار بہت سے لوگوں کو اُس کے مجروح و بیروح کیا مارا اور
 نے زخم شدید کھا معالجی کے حیلے کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھ عار فرار کو گوارا
 کیا تب تو فوج حیدری نے اُس خوان یغما پر فراغ خاطر سے تصرف کا ہاتھ
 برہایا اُس ہنگامہ محشر آشوب میں تھوڑے آدمی شکر انگریز بہادر سے
 اور بہت سوار نواب محمد علی خان کے مارے پرے بعد اُس زد و کشت کے
 جب نواب بہادر ہسکوٹہ کی طرف متوجہ ہوا صاحبان انگریز بہادر ہمارے
 ہوئے اُس طرف کو چلے اور برے استقلال سے صاف طی کر کے ہسکوٹہ
 کی پورب طرف میدان میں لواے شوکت بلند کیا محمد علی خان بہ سبب مار دہار اور
 دور دھوپ شکر قیامت اثر حیدری کے اور صحرا نور دی کے مصائب و
 متاعب اُٹھانے سے عاجز ہوا اپنے تئیں بیمار بنا سا گتہ میں چلا گیا اور اپنے دیوان
 کو بھی نہنگ اجل کے منہ سے بچانا صلاح دیکھ باراحمال سے اپنے پاس بلا لیا
 اِس بیچ میں محافظان اطراف ترجناپلی کے عریضے سے نواب بہادر کو یہ معلوم
 ہوا کہ فوج انگریزی نے دتہ بگل و کوئٹہ تھور و بالا گھات دھروڑ و دھاراپور
 کو مستحضر کر لیا اور اب یہ قصد رکھتی ہی کہ بعد پہنچنے سامان رسد اور توپوں

کے جو اُس طرف تر نامی و مدھراوتر چناپلی کے پہنچ کر قلعہ میں کر و ر کے جمع ہوا
ہی کچل ہتی کے معبر سے اتر کر میسور و سریرنگپتن کے نواح کو تاراج کرے
اگرچہ سواران غارت گر جو حضور سے متعین ہمیں جان بازی میں قصور نہیں
کرنے پر بدون توپ خانے کے انگریزی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے بمحرد دریافت
ہوئے مضمون عریضے کے نواب بہادر نے تمام لشکر شاہزادے شیرشکار کے
ہمراہی میں چھوڑا خود ساتھ چھہ ہزار سپاہی و چار ہزار سوار بند رہ ضرب توپ
قلعہ کو ب کے تاخت فرما دھرم پوری میں اقامت کی اور شب کے وقت یورش
کر قلعہ کو فتح اور قلعے دار کو اسیر کیا پھر وہاں سے روانہ ہو کر ناک منگل کی راہ
سے کوچ کوچ سواد کر و تار میں پنچ ایک چھوٹے قلعہ کو جسکی سپاہ انگریزی
محافظ بھی محاصرہ کیا اور جھست دمدمہ باندھ تو بہین چڑھا گولون سے قلعے کی دیوار کو
گرادیا قلعے کے لوگوں نے اگرچہ دو بھر تک ثابت قدم رہا مگر حلالی میں
قصور نہ کیا پھر قلعے کی دیوار تو تباہی سے اُن کے بانوں ثبات کے ہل گئے
اور قلعے سے بھاگ نکلے بعد اسکے از روئے اخبار نواب کو یہ معلوم ہوا کہ
چار ہزار بیل خالی چار پانچ سو سپاہی کی حمایت میں بموجب حکم کیطان کے رسد
لانے جاتے ہیں نواب بہادر نے اس خبر کے سنتے ہی ایک ہزار تفنگچی
کو مع دو ضرب توپ سر راہ پر متعین کیا اور وے فی الفور جا کروان کین گاہ
میں بیٹھے جب اہل بد رقعہ غافل اُس مقام پر پہنچے دلاوردون نے بند و قون کی
شٹلک اور توپوں کے چھڑے سے بہتوں کو صحراے عدم میں بھیجا اور
بیلون کو حضور میں لا اپنی حسن خدمتی ظاہر کی نواب بہادر نے بیلون کو
تو پخانوں پر تقسیم فرمائیں روز کے بعد وہاں سے ہر و ر کی طرف کوچ کیا کیطان
انگریزی نے جو رسد آوردون کی تباہی سے خبر نہ رکھتا تھا چھہ سو سپاہی دو سو

جوان ولایتی معہ چار ضرب توپ رسد کی حراست کے لئے کروڑ کو روانہ کیا۔ نوز انھوں نے چار فرسنگ راہ طی نہ کی تھی کہ نواب بہادر کو یہ خبر پہنچی تب فوراً تو پخانے کو ایک زمین نشیب میں پوشیدہ رکھ سواروں کو حکم دیا کہ جب فوج انگریز کی اُس مقام پر پہنچے تم جنگ زرگری کرتے ہوئے اُنکو تو پخانے کے منہ پر لیجاؤ سردار انگریزی جو دود سے نواب بہادر کے مطلع نہ تھا جب وہاں غافل نہ ہو کر چلا جاتا تھا سواروں نے حسب حکم نواب بہادر کے کئی بان چھوڑے فوج انگریزی کے سپاہیوں نے ان سواروں سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور مقابل ہو گئے پر انھوں نے اُس جماعت کو جُل دیکر تو پخانے کے منہ پر لے گئے گو لندازوں نے توپیں مارنی شروع کیں تفرقہ عظیم اُس گروہ میں پڑا تب نواب بہادر نے کرناٹکی پیادوں کو تو بعد چھین لینے ہتھیار اور لباس کے جان سے امان دی مگر دوسو سپاہی ولایتی کو قتل کا حکم دیا۔ اُس جنگ میں دونوں کے نو دس برس کے زندہ پکڑے گئے تب نواب محمد وح نے وہاں سے کوچ فرما قلعہ کروڑ کے نواح میں خیمہ کیا نواب حیدر علی خان نے جو جیل اور فنون میں دشمن شکنی کے یکتائے عصر تھا یہ تدبیر کی کہ دونوں لڑکوں کو جو اسبری میں آئے تھے بری خوشی و خرمی کے ساتھ چند اشرافیان دے انھیں بند سے آزاد کیا اور ساری گزری باتوں پر تباہی رسد لانے والوں کی اور ہریشانی نواب محمد علی خان کی اور مفتوح ہونے کی قلعوں کے اُنکو مطلع کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم کپتان سے جا کر کہو کہ اگر اُنکو اپنی زندگی منظور ہی تو ہماری خدمت میں پہنچیں نہیں تو کل اس قلعے کے لوگ بھی رسد لانے والوں سے جاملینگے اور بعد لڑنے کے اگر صلح و امان طلب کریں گے ہرگز نہ ملے گی اس تعلیم کے بعد وے دونوں لڑکے سہزادے اُس قلعے میں گئے اور کپتان سے حقیقت

مارے جانے سپاہیان ولایتی کی جو آنھوں نے دیکھی تھی اور اُن تمام باتوں کو جو سنی تھیں من و عن ظاہر کی کپٹان نے جب دیکھا کہ رسد کی طرح نہیں پہنچ سکتی اور سپاہی کام کے بہت کام آئے اور نواب حیدر علی خان بہادر بہ تنزط ملاقات امان کا وعدہ فرماتا ہی اس تصور پر ایک شخص کو اپنی جگہ قائم کر بیٹے تکلف پالکی پر سوار ہو دو سوار و چند نفر سپاہی ہمراہ لے حضور میں نواب کے حاضر ہوا نواب بہادر نے اُسکی بہت سی خاطر داری فرما علیحدہ خیمہ رہنے کو دیا بعد ایک لمحہ کے حضور کے متصدیوں نے کپٹان سے کہا کہ اب آپ سے کچھ عداوت نہ رہی اور اگر آپ نواب بہادر کے استرضائی راہ چلئے تو کسی طرح مضرت آپ کو نہ پہنچے گی اس واسطے یہ بہتر ہی کہ ایک خط اس قلعے کے سردار کے نام پر لکھ بھیجئے کہ قلعہ مع اسباب تسلیم کرے کپٹان نے ہر چند چکنی چہرے باتیں بنائیں اور کہا کہ میں خود قلعہ میں جا اسباب کا تعلیقہ کر مع قلعہ نواب کے گماشتوں کو سونپ دو نگا کچھ مزید نہ دیکھنا پارا اپنی جان کی حفاظت مصلحت جانکر ایک رقعہ اُسی مضمون کا بنام سردار محافظ قلعے کے لکھ دیا اور نواب کا مگار نے اُس خط کو اپنے ایک معتمد کو دیکر پانچ ہزار سپاہی کے ساتھ قلعہ کو بھیجا جب کپٹان کا رقعہ سردار محافظ قلعہ کو پہنچا اُسے فوراً قلعہ مع تمامی اسباب حوالے کر دیا تب نواب مظفر و منصور و ان سے اپنی شکر نگاہ کو روانہ ہوا شاہزادہ بلند بخت کی ملاقات سے سرت حاصل کر شکر انگیزی کے اسیروں کو جو اس ننگ و تاز میں ہاتھ آئے تھے اپنے قلعوں کو روانہ کیا اور دو تین روز میں سب ساز و سامان اپنے شکر کا درست کر مع تمام خدم و حشم

جنرل اسمتھ بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ معلوم ہوا کہ جنرل مدوح نے سکوت سے مراجعت فرمائو احی کو لار میں خیمے استادہ کیے ہیں اور دو ہفتن سپاہی ہندی اور چار سو جوان دلابتی کو واسطے لانے رسد کے جو قلعہ ہوتہ میں جمع تھی روانہ کیا نواب بہادر نے فی الفور محمد علی کبیدان کو چار ہزار سپاہی اور کئی ضرب توپ واسطے فتح کرنے قلعہ ہوتہ کے رخصت فرما خود مقام انی گل سے سواران خوش اسہ کو لئے صاعقے کے مانند اُس جماعت پر جو رسد لئے سکوت سے آتی تھی جاگرا ہنگامہ محشر برپا ہو گیا حیدری لشکر کے بغاگردن نے جو اُس اذوقہ کو نعمت غیر مترقب جان جلوریز وہاں جا پہنچے تھے جب دونوں فوج کو جنگ میں مشغول دیکھا سب بار بردار یلو نکو اور توپ کشی کے بیلون کو بھی بار توپ سے سبکدوش کر لئے گئے لیکن اِس جماعت کے سردار نے بحکم شجاعت ذاتی پناہ میں ایک چھوٹے قلعے کے جو اِس میدان میں خالی پڑا تھا پائے ثبات محکم کیا بند و قونکی باترہ بین مار تا اور مردانہ لڑتا اور حیدری فوج کا مقابلہ کرتا رہا اس میں محمد علی کبیدان نے ہوتہ کے قلعہ میں پہنچکر اپنا تھانہ قائم کیا اور اہل قلعہ سے بہت لوگو نکو اسیر کر کے بارگاہ حیدری میں حاضر ہوا اور فی الفور واسطے محاصرہ کرنے اس قلعہ کے جو سردار انگریز کا مسن تھا مرخص ہوا اُس دلاور نے اُسی وقت جاگو لے مار قلعہ کی دیوار کو توڑ ڈالا اور قریب تھا کہ ہٹا کر قلعے کے محصوروں کو نہ تیغ کرے اتنا فاقا فوج انگریزی تازہ زور جسکو جنرل اسمتھ بہادر نے توپوں کی آواز سنکر دور بینی کی راہ سے واسطے مدد رسد لانے والوں کے روانہ کیا تھا وہاں پر جا پہنچی قلعہ والے اُس فوج کی کمک سے قوی دل ہو گئے اور شدت محاصرے سے نجات پائی پھر دونوں جماعت سابق و حال قلعے سے نکل باترہ مارے ہوئے لشکر سے

جنریل بہادر کے جا ملے تب نواب بہادر نے اس مقام پر زیادہ مقیم رہنا
تفصیح اوقات جان سکو تہ کی تسخیر کو جس میں انگریزوں کا تھانہ تھا چڑھ دوڑا اور
محاصرہ کیا طون میجر برج و بارہ کو مستحکم کر تو پ و تمنگ سے بہادرون کے حملوں کو
روکتا تھا جب یہ خسر جنریل بہادر نے سٹی کو لار سے سکو تہ کی طرف متوجہ
ہوا نواب بہادر نے جنریل کی روانگی سے آگاہی پاشاہزادہ اور میر علی
رضا خان کو ساتھ فوج اور توپخانے سنگین کے جنریل بہادر کی راہ روکنے
رخصت فرما واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے بہادران رزم خواہ کو بہت سی
تاکید فرمائی تب محمد علی کبیدان قلعہ کی دیوار پر سیرتھی نگاہرات کر
چڑھ گیا اور سلم حیدری اُسپر بلند کیا قلعہ والوں نے امان مانگی نواب بہادر نے
اس جماعت کی جان فانی سے خوش ہو کر اُن کی جان بخشی کر سب کو قلعہ سے
نکال دیا اور اُسنا تھانہ وہاں قائم کر واسطے مقابلے فوج طوفان موج جنریل بہادر
کے متوجہ ہو قریب عید گاہ کے لو اے شوکت بلند کیا تو یخانہ جنگ کے قاعدہ
سے وہاں پر لگایا اس طرف سے جنریل بہادر جو چھن جانے سے قلعہ کے ہنوز
آگاہ نہ تھا سکو تہ کے متصل آ پہنچا نواب بہادر نے شکر انگریزی کے وہاں
پہنچتے ہی خود سبقت کر توپخانے کو شکر جنریل بہادر کے مقابل کیا اور ایسی
بارہ بین بند و قون و توپوں کی ستواتر ماریں کہ باروت کے دھوئین سے زمین
آسمان تیرہ ہو گیا اور آنکھیں گرد و غبار سے خیرہ چونکہ فوج انگریزی دھاوا
کر اُسی وقت وہاں پہنچی اور شدت سے مادی و کوفتہ تھی اس سبب سے
اُس ہنگامہ قیامت اثر میں بہت انگریزی طرف کے اوگ مارے پرے جنریل
بہادر نے باقی فوج کا تدف و ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے خلاف
دیکھ کر اپنی فوج کو غاروں اور نشیب زمین میں پوشیدہ کیا اس ارادے سے

کہ جب حیدری سوار یورش کرین وے اُتھ کر اُن کو باڑھ مارین اور خود گولون اور بانون کی ضرب سے محفوظ رہیں جنریل بہادر نے اس طرح سے اُس روز میدان میں ناشام جنگ قائم رکھی جب رات کی تاریکی دایرون کو رزم سے مانع ہوئی ہر ایک نے اپنے مقام میں جا آرام کیا شب کے وقت نواب والا فطرت نے کئی آدمی کو قلعہ ہسکوٹہ وغیرہ کے اسیرون میں سے جنکو قید کر رکھا تھا ہائی بخشی اُن میں سے کئی آدمی حضور میں جنریل بہادر کے جاذب ہو جانے سے قلعہ ہسکوٹہ وغیرہ کے اُسکو مطلع کیا جنریل بہادر اس خبر کو سنا بہت سنا مذہب ہو ا صبح کو جنگ موقوف رکھی اور بعد شام کے کئی توپین از کار رفتہ اُس میدان میں ڈال کر لار کی طرف روانہ ہوا نواب بہادر نے بھی اس رزم گاہ سے کوچ کر نرسی کے سوا دین جا پرا دو تین روز کے بعد ہرکارون نے حضور میں عرض کی کہ ساتھ بدرقے ایک ہزار سوار اور دو پلتن کے رسد جنریل بہادر کی شکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے یہ مردہ سنا جلد کئی ضرب توپ جلوی اور دو سالہ سوار خوش اسہ لیکر اسپر تاخت کی اور ہر ہٹی کے گھات پر پہنچ کر گھات میں لگا رہا جو ہمیں رسد والے گھات سے اُترے فوج حیدری سے مقابلہ ہوا بدرقے کے سوار و پیادوں نے حتی الوسع جنگ کی آخر کار رسد کی محافظت سے اُتھ اُتھایا اور نواب بہادر اُس سب غنیمت کو ساتھ لے اپنی شکر گاہ میں داخل ہوا جنریل بہادر نے جب رسد لیت جانے کی خبر سنی بے قوتی اپنی فوج کی دیکھ اذوق کے بہم پہنچانے کو سب کاموں پر مقدم جانے چند روز تک جنگ ملتوی رکھی نواب بہادر نے جب جنریل بہادر کے ارادے پر اطلاع پائی ایک شب اپنے شکر کے سرداروں کو جمع کر

۱۔ اس امر میں مشورۃ کی کہ جنریل بہادر نے ملک بالاگھات میں اپنے پانوں کو قائم کیا ہی اور بالفعل یہاں سے اُسکا مراجعت کرنا معلوم نہیں ہوتا اور یقین ہی کہ چند روز میں سپاہ انگریزی نیاپنی اذوقہ کے باعث لوٹ کا ہاتھ ۱۔ اس ملک کی رعایا پر دراز کر بیگی تمام ملک بالاگھات کا ایسا خراب و تاراج ہو جائیگا کہ غلہ کا تو کیا ذکر نباتات بھی زمین پر باقی نہ رہیگی اور جو کچھ کہ سپاہ انگریزی کی حاضری سے بچیکا ہماری فوج اُس سے ناشتہ کر بیگی پس ۱۔ اس صورت میں رعیت ۱۔ اس ملک کی مطلقاً نیست و نابود ہو جائیگی اور اپنی رعیت کو خود پامال کرنا کسی شرع و ملت میں جایز نہیں ہی ۱۔ اس واسطے عقل مآل اندیش ہی فرماتی ہی کہ جب تک جنریل بہادر ملک بالاگھات سے دست بردار ہو کر پھر نہ جاوے ہم بھی تخت و تاراج کرنے میں ملک پائین گھات کے جو نواب محمد علی خان اور انگریز بہادر سے علاقہ رکھتا ہی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں سب سرداروں نے ہاتھ جوڑے یہ عرض کی

مثنوی

کہ ما بند گانیم فرمان پذیر نذاریم از حکمت امی شہ گزیر
 نہ خوفی از آتش نہ بیی ز آب نشینیم بر باد پایان شتاب
 بر آدریم از حکم تو بید رنگ ز صحرایز بروز دریا نہ رنگ
 اگر خصم چون سنگ گیرد قرار در آیم در قلب او چون شرار
 توئی سایہ پرورد فضل خدا نباشیم چون سایہ از توجہا
 جہا نذار گیتی نگہدار تست بروز و غایا و رویار تست

نواب بہادر نے جب سے باتیں دولت خواہی و فرمان پذیری کی سپہداروں سے سنی تب تمام سپاہ کینہ خواہ سمیت واسطے تسخیر کرنے ملک پائین گھات

کے لو اے اقبال بلند کیا اور اے کوئٹہ کے معبر سے اُتر اول کشنگر یکو نصرت
میں لاقلمہ ترپا تو رو و انم باری میں اپنا تھاتہ قائم کیا اور مواضع و قریات متعلقہ
انبور گدھ کو خاک سیاہ کر نواحی انبور گدھ سا نگدھ آپسی ایلا و ادھونی گدھ
ارنی پر لوت کا تھد دراز اور تر نامی میں جاسیم و خرگاہ کھرا کیا پھر شاہزادے
نصرت مند کو مدراس کی طرف و میر علی رضا خان کو فوج شایہ سمیت
تنجا ورو نٹھنگر کو اور غازی خان اور مہارزا کو چٹورو نیلور کی جانب مرخص فرمایا
ان دلا ورون نے تھوڑے ہی دنوں میں وہاں کے دیہات لوت پات جلا کر
خاک سیاہ کر دیا جب یہ خبر متواتر جنریل بہادر کو پہنچی چونکہ سبھیہ مرضیہ
اس قوم کا بہہ ہی کہ بعد فتح کرنے ملک کے رعایا کو ہرگز نہیں لوتتے بالا گھات
کو صحیح و سالم چھوڑ کر بتا ہی پر ملک نواب محمد علی خان کے جو حقیقت میں
سرکار کنپنی انگریز بہادر سے متعلق تھا ترجم کر جلد کر نپات کا گھات
اُتر سا نگدھ سے گزر اے ویلور کے سواد میں جا مقام کیا نواب محمد علی خان
نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خان بہادر و جنریل دلاور مانند دوست
ہتھی اور شیر تیان کے آپس میں لڑتے اور زور آزمایان کرتے ہیں اور
کشاکش سے اُن دونوں رز مخواہ کے ہزاروں بلکہ لاکھوں رعایا بے گناہ
مفت پستی میں اور ہوس میں ملک بالا گھات کے اقلیم پائین گھات کا مفت
بے چراغ ہوتا ہی اور بحر مصالحہ نواب حیدر علی خان بہادر کے کوئی چارہ نظر
نہیں آتا تب ایک خط اسی مضمون کا جنریل بہادر کو بھیجا جنریل بہادر نے
اُسکے جواب میں ارقام فرمایا کہ ہم اتنی جنگ و جدل صرف واسطے حفاظت
ملک اور پاس خاطر تمہارے کرتے ہیں نہیں تو ہم کو نواب حیدر علی خان کے
ساتھ کسی طرح کا کینہ نہیں اور کئی برس کے عرصے سے ایسا کوئی امر جو

سلسلہ عناد و فساد کا محرک جو طرفین سے ظہور میں نہیں آیا ہی اب جو تم صلح کرنے پر راضی ہوئے ہو ہم کو کسی صورت آپ کی رائے کی مخالفت منظور نہیں جو امر کہ موجب امنیتِ خلائیق و رفاہیتِ رعایا معلوم ہو عمل میں لائے نواب محمد علی خان نے بعد مطالعہ کرنے اس جواب کے نجیب خان و دانش مند خان کو جو اُسکی سرکار میں زیادہ متمتع تھے ساتھ ایک ملاظفہ محبت آمیز کے بہت سے نفایس اور تحایف اور چودہ لاکھ روپی نقد مصمیت خدمت میں نواب بہادر کے روانہ کیا اور مصالحہ کا سلسلہ جنباں ہو واجب یہ لوگ حضور میں پہنچے اور خط معہ ہدایا و زر نقد اُنھوں نے مژر گزارا نواب بہادر جو اپنے ملک کی یا مالی سے نہایت آزر دگی رکھتا تھا اس معاملے کے پیش آنے کو محض فتوحات غیبی و نایبات لاریہی سے سمجھ اس پیغام کو قبول فرمایا اور ایک مکتوب اتحاد اسلوب کے ساتھ علی زمان خان و مخدوم علی خان نایط کو اپنی طرف سے عہدے پر سفارت کے مقرر فرما کر خصت کیا و کیلان خردمند حضور میں نواب محمد علی خان کے پہنچ کر صلح کی بنا کو ساتھ عہد و موثیق کے مستحکم کیا نواب محمد علی خان نے کر و تار کے علاقے کو بھی سرکار حیدری کے کار گزاروں کو تفویض کر دیا اور چند صاحب نایط متوقا کے اہل و ناموس اور امام صاحب بخشی کو جو مدت سے قید میں تھے رہائی دی بعد حاصل ہونے اطمینان خاطر کے نواب بہادر نے اکثر جاگیرداروں کو جسے مہدی خان جاگیردار اول کنہہ مرغزی حسین خان منصب دار کرگتہ ہالہ محمد تقی خان جاگیردار و تزدوسی و محمد سعدی خان منصب دار بر موکل گدھہ جو محمد علی خان سے مطمئن نہ تھے اپنی عنایت شامل سے راضی و شا کر اُن سب کو سناک میں ملا زمان سرکار دولت خداداد کے منسلک فرما ساتھ فرخی و خیر وزی کے ملک بالا گھات میں داخل ہو سایہ اپنی شفقت کا دہان کے

لاہنے والوں کے سر پر جو قدم سیمت لزوم کے منتظر تھے دالا

لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان
بہادر کا کرپہ کرنول بلاّری کی طرف

جس زمانے میں نواب بہادر ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے جنگ میں مشغول
تھا نواب عبدالحمید خان کرپہ کے مرزبان نے سخت و غرور کی راہ سے اپنے
سواروں کو واسطے تاخت و تاراج اُن مواضع و دیہات کے جو حیدری
ممالک محروسہ سے قریب کرپہ کے واقع تھے تعین کر بہت اذیت اس
نواح کے رہنے والوں کو دی تھی اور اسی طور پر نواب مشہور خان حاکم کنول
نے بھی ساتھ نواب عبدالحمید خان کے ہمدستی کر کے ظلم کا ہاتھ بچا رہے
وہاں پر دراز کیا تھا اور اسی طرح راجہ بلاّری نے بھی اسے درگ کے حدود
میں شورش و ہنگامہ مچا کر خلائق کو بہت سی ایذا پہنچائی تھی اگرچہ
یہ سب خبریں ستوانہ نواب بہادر کو پہنچتی تھیں لیکن اُس نے بے اصلاح
کرنے کلیات کے جزئیات کی طرف متوجہ ہونا آئین سرداری و ملک
گیری سے دور جان کر اغماض اور چشم پوشی فرمائی تھی درینو لا کہ فضل الہی
سے صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ مصالحو جو گیا نواب بہادر نے سرا
وینا ان شوخ چشموں کا ذمہ ہمت والا نہمت پر اپنے لازم و مستحکم
جان کر تمام احوال و احوال لشکر کو مع ناموس سرداران فواید
کے جو قید سے نواب محمد علی خان کے مخلصی پا کر آئے تھے دارالحکومت مریرنگپتن
کو روانہ فرماؤ دہر و لت و اقبال ساتھ فوج سوار و پیادوں کے جو زیادہ چھ ہزار

سے تھی معہ توینخانہ واسطے گوشمالی عاصیان سرکش کے وہاں سے کوچ فرما سبر و شکار کرتے ہوئے پہلے کراچی کی طرف تاخت کی اور اپنے یغما گرسواروں کو واسطے لوہے جلائے مواضع متعلقہ کراچی کے حکم فرمایا فوراً سواران کینہ خواہ نے اُن حدود پر تاخت کر بہتوں کو باشندوں سے اُس ملک کے خاک و خون میں غلطان کیا حاکم کراچی یہ سنا جو شرب باسن مضطر ہو ایک وکیل آداب دان کو معہ پانچ لاکھ روپیہ نذر اور دو فیل کوہ شکوہ چار گھوڑے عربی معہ زمین مرصع اور ایک عریضہ عبودیت طراز متضمن استدعاے عفو جرایم نواب عطا پاشا خطا بوش کے حضور میں روانہ کیا اور یہ عہد کیا کہ آئندہ نقشب عبودیت دل سے زایل نہ کرونگا اور ایک تکرہ می کو اپنی سپاہ سے ہمیشہ حضور انور میں حاضر رکھوں گا نواب بہادر کو چونکہ انتظام اور امور مملکت کا منظور تھا اُس پیشکش کو شرف اجابت اور معروضہ کو درجہ قبولیت عطا فرمایا ایک پروانہ فیض نشانہ نصایح آمیز مع خلعت خاصہ عنایت کر وکیل کو رخصت کیا اور ایک ملازم معتبر کو بہر حکم دیا کہ وہ نواب عبدالحکیم خان کے پاس عہدے پر اخبار نویسی کے مستعد رہے ہمیشہ وہانکا حال قلم بند کر حضور میں بھیجتا رہے اور بدر الزمان خان کو (جو ایام سابق میں حضور کی طرف سے بالا پور خرد کا قلعہ اتر تھا اور جب مادھورا و پیشوا آیاتب اُسے جس کی راہ سے اُس سے ملکر قلعہ اُس کے حوالے کیا تھا اور بعد منطقی ہوئے آتش فتنہ و فساد کے خجالت کے مارے حضور میں نہ آیا اور کراچی کے حاکم کی سرکار میں جانو کر ہوا تھا) اُس کی قدیم التحدی پز نظر کر فیض عام سے اپنے محروم رکھنا مناسب نہ جانکر علی زمان خان کی معرفت جو اُس کا ہم لطف تھا ایک پروانہ متضمن خوش خبری جان و آبرو کی امان کے معہ خلعت خاصہ بھیج کر طالب فرمایا

اور جب وہ حاضر ہوا بہت سخی مہربانی اُسکے حال پر مبذول کیا چنانچہ بدستور سابق جاگیر و خدمت بخشی گری پانے سے امثال و اقران میں سر بلند ہوا تب نواب بہادر نے وہاں سے کوچ کر پیکن ہٹلی کی طرف نہضت کی میر غلام علی جو وہاں کا قلعہ دار تھا جہالت کی راہ سے ایک توپ کا گولہ نواب بہادر کے ہاتھی پر جکنا م گج پون اور اُس وقت وہی سواری میں تھا مار کر آتش غضب حیدری کو بھڑکایا شکر ظفر پیکر کے سواروں نے حسب الامر اُس کی گود شمالی کے لٹے ناخ کی اور پلک مارتے اُن دیہات میں جو قلعہ کے گرد تھے آگ لگا خاک سیاہ کر دیا تب میر غلام علی نے خواب غفلت سے چونک ایکٹ وکیل کو معہ عریضہ متضمن معاذیر ناموجہ اور دو لاکھ ہون اور پچاس ہزار روپیہ بابت جرمانہ اُس حرکت بیجا کے حضور میں ارسال کیا نواب مدد و ح نے اُسکے عذر پذیرا کر اُسکی نذر و ن کو درجہ اجابت کا بخشا میر حسن علی خان و میر اسد علی خان برادر زادوں نے میر غلام علی کے سعادت ملازمت حاصل کر عہدے پر بخشی گری دستہ سواروں کے سرفراز و ممتاز ہوئے آخر الامریش خیمہ وہاں سے کرنول کی طرف روانہ ہوا وہاں کے راجہ نے دیدہ واری کی راہ سے آئینہ خیال میں اپنے مال کار کو دیکھ کر ایک سفیر باتہ بیر معہ عرضداشت و دو لاکھ روپیہ نقد حضور میں ارسال کیا اور بوسیلہ میٹ کٹس لطمون سے اُس بحر مواج کے صحیح و سالم کنارے کو پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر شکر ظفر پیکر سرحد پر مراد راؤ کے آناہر چند اُس منافق کا سزا دینا امر ضروری تھا پر باقتضای مصلحت وقت نواب نے اپنے شکر کے سرداروں کو یہ حکم دیا کہ مطلقاً کوئی شخص اُس نواح کے متنفّس کی اذیت کار وادار نہ ہو جب وہاں سے کوچ کر سواد کنول میں دیرہ پرا نواب سنور خان وہاں کے حاکم نے جو شاہ مستکین

مجذوب سے بیعت و اعتماد رکھتا تھا اپنے پیر و روشن ضمیر کو درود سے افواجِ جبرِی کے مطلع کیا شاہِ مسکین نے زہرِ خند کر کے کہا منور تو خوش ہو کہ ہم تیرے دشمنوں کو مہزم کرنے میں منور خان تو درجہ اُس صاحبِ دل کا مافوقِ نبی اور تھوڑا ہی کم خدا ہے جانتا تھا قول کو حضرت مرشد کے راست سمجھا اور اپنی تمام جمعیت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل رات بھر تو درست کرنے میں سرانجامِ عرب کے مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میدان میں آصف آرا ہوا جب یہ حال نواب بہادر کو معلوم ہوا شکریہ ظفر پیکر کو آراستہ و مسلح کر میدانِ جنگ میں پہنچا جو ہمیں دونوں جانب سے صف آرائی ہوئی شاہِ مسکین ایک ہاتھی برہنہ پشت پر سوار ہو کر دیو آتش بازی کے مانند دو تین سو رفیقِ سمیت صف سے باہر نکل میدان میں آیا جب شکر نصرت اثر کے لوگوں نے وہ صورتِ موحش شاہدہ کی چونکہ طبیعتیں مختلف ہیں اور تناسلی فقیر صاحب کمال کی ہر ایک کو نہیں بغضے مقررہوں نے حضور میں عرض کی کہ مقابلے میں ایسے لشکرِ خونریز کے تھوڑی جمعیت سے لڑنا کام ہر کسی کا نہیں شاید کہ یہ درویش اور لیایا ابدال و نادین سے ہی جو واسطے اعانت اپنے مرید کے آیا ہی چونکہ سلف کے بزرگوں نے رنجشِ خاطر اولیاء اللہ کی کسی طرح جایز نہیں رکھی ہی یہ اندیشے کا مقام ہی مبادا چشمِ زخمِ لشکرِ فیروزی اثر کو پہنچے یا ذاتِ شریف و عنصرِ لطیف کو کسی طرح کی ناخوشی لاحق ہو مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضورِ سخبر کرنے سے اس ایک قطعے زمین کے جو نواب منور خان کے تصرف میں ہی تھے اُٹھائیں نواب بہادر نے اس بات کو سنکر غضب سے چین مجبین ہو حاضرین سے فرمایا کہ تم سب نے سنا ہو گا کہ خداوند کار ساز جس پر اپنا سایہ رحمت کا دالتا و ایک خلائق کی روزی اُسکی روزی کے ساتھ بانڈھتا ہی

البتہ ایک یا دو ولی اُسکی حفاظت کے لئے غیب سے متعین فرماتا ہی پس
خداے جہان آفرین نے جو مجھ بنے پر اپنی سہرے نظر کرتین لاکھ سے زیادہ
آدمی کو میرے متعین کیا کیا اس لشکر میں کوئی شخص ولی یا قطب نہ ہو گا جسوں نے
عرض کی کہ البتہ کوئی شخص مردان خدا سے اس لشکر میں بھی حاضر ہو گا یہ بات
سُنکر نواب بہادر نے مکر اکر فرمایا کہ اگر ایسا جان تے ہو پس مضطر
کیون ہوتے ہو اگر ولی سپاہ نواب سنور خان کا آگے آتا ہی ہمارے لشکر کا
ولی اُس سے جنگ کریگا حاضرون کا دل اس بات سے قوی ہوا اور نواب بہادر
نے بعد اس گفتگو کے اپنی سواری کے فیل کوہ تکبہ کو کجک
کی ضرب سے آگے ہولا یا حضرت حمایق پناہ معارف آگاہ نے جون ہمیں
نواب بہادر کا فیل رو دینیل کے مانند جوش و خروش میں دیکھا فوراً پھر گیا
اور جھست قلعے میں داخل ہو ایک جبرہ تار یک میں نواب سنور خان کو بلا ہوا ارشاد کیا کہ
ہمارے فرمانے پر عمل کر جو کچھ نقد و جنس تیرے گھر میں ہی نواب بہادر کی
نذر کر مگر خاطر جمع رکھ کہ تیرا قلعہ ہم ہر گز نہ دیں گے اور ہم تیرے حال پر رحم کر کے
قلعے میں بھر آئے ہیں اگر ہم باہر رھتے تو یہ بھی گیا ہوتا نواب سنور خان نے اپنے
مرشد کامل و ہادی آگاہ دل کی کرامت معاینہ کر بہت خجل ہوا اور مے القور دیوان
کو مہ قطعہ عرضی و اسباب ضیافت حضور کو روانہ کیا اور پیشکش دوسرے
روز پر موقوف رکھا نواب رحیم الطبع نے نوازش کی نظر دیوان کے حال پر
مبذول فرما اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج جنگ موقوف رکھیں چنانچہ حسب الحکم
افواج قاہرہ جنگ سے دست بردار ہو تانبہہ راندی کے کنارے جو قلعہ کی پچھم
طرف جاری ہے خیمے کھڑے کیئے علی الصباح نواب سنور خان نے پچاس لاکھ
روسی نقد و جنس و نفایس و نوادر پیشکش حضور میں بھیجا نواب

بہادر نے اُسے قبول کیا ایک پروانہ متضمن غصہ و خشم نواب سنو خان
 کے نام بر صدر ہوا پھر نواب بہادر دوسرے روز وہاں سے کوچ کر نبی
 کندہ و پندہ کی راہ سے سواد بلاری میں داخل ہوا اس
 عزیمت کا منشا یہ تھا کہ سابق میں نواب بسالت جنگ حاکم ادھولی
 مراد راو سے سازش کر کے کئی موضع کو ممالک محروسہ سے لوت لیا تھا اب
 مطمئن نظر نواب بہادر کا یہ تھا کہ اگر اُس سے اب بھی کوئی حرکت منافی صلح
 کے ظہور میں آئے تو مجازات اُسکی جہت سے بھی قرار واقعی کی جائے نہیں تو فضا
 راجہ بلاری ہی کو جو ایام جنگ میں صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ ملکر نواح
 میں رائے درگ کے مصد رگستاخی کا ہوا تھا گوشت مالی دیا جاہئے جون نواب
 بسالت جنگ کی طرف سے کوئی امر خلاف صلح کے وقوع میں نہ آیا اس لئے
 فوج ظفر موج پر یہ حکم صادر ہوا کہ پہلے قلعہ پائین کو گولوں کی ضرب سے مسمار
 کر دیا کہ جو پہاڑ کی چوٹی پر راجہ کا بلجا اور ماواہی مفتوح کرین بہادر ان جان نثار
 موافق امر کے تھوڑی ہی عرصے میں دمدمہ باندھ گئے کہ زنی شروع کر ایک ہی
 روز میں ایک برج کو ڈھا دیا اور شب کو ہلے کی نیت سے تاخت کی مگر راجہ
 پردلی و شباعت سے تمام رات آبروے مردی کو نگاہ رکھ کر تاربا علی الصباح
 بموجب فرمان حیدری گولہ اندازوں نے برے برے پتھر غباروں میں بھر قلعہ کی
 اُتر جانب ایک کوہچہ پر جو سرکوب قلعہ کا تھا چڑھا کر آگ دیکھا سنی پتھر باروت
 کے زور سے ہوا میں اُتر کر قلعے میں جا گرے جن سے بہت حرم سرا کے
 لوگ زخمی و مجروح ہوئے اور ایک شور محشر برپا ہو گیا عورتیں راجہ کا دامن پکڑ
 فریاد کرنے لگیں کہ خدا کے واسطے تو ہماری حرمت کو بچاؤ جو کچھ تیرے
 پاس نقد و جنس ہی تو اب کے چالے کر آخر کار راجہ مضطر ہوا اپنے

وکیل کو مٹہ ایک قطعہ عربضہ و دو لاکھ روپے نقد حضور میں بھیج کر امان مانگی
نواب بہادر نے اُسکی پیشکش کو قبول فرما کر ایک قطعہ پروانہ تثنیٰ
بخش لکھوا کر وکیل کے حوالے کیا اور ایک اخبار نویس حضور سے وہاں متعین
فرمایا اس اشامین اُس روز اخبار نویسوں کے معروضات سے حضور میں
ظاہر ہوا کہ سردار مرہٹہ ناظم مرچ بہ سبب اغوا گو بند راو اور امت راو کے نواح
دھار و آ و بادامی میں جو متعلق دولت خداداد کے ہی لوٹ پات پکا رکھی ہی
نواب بہادر نے صیانت اُس ملک کی تسخیر کرنے پر اس دیار کے مقدم جان
فوراً تنب بھدر اندی کو عبور فرما ایلغار کر قریب بنکا پور کے لو اے حیدری بلند
کیا غنیمت سے شکر قیامت اثر کے خوف زدہ ہو اپنے مقرر حکومت کو پھر
گیا تب نواب بہادر نے اُس راہ سے سمند گیتی نور د کی باگ پھیر سواد شانور
میں جا ڈیرا ڈالانواب عبد الحکیم خان چونکہ کئی بار زک کھا چکا تھا اس مرتبہ خرد مال
اندیش کے حکم سے اپنا خلوص و اعتقاد ظاہر کر قدم اعتدار سے راہ راست پر
چلا اور اپنی آمدنی قلیل و خرچ کثیر کا اظہار کر ایک لاکھ پینس ہزار روپے
خرچ بکروڑہ شکر ظفر پیکر تخمین کر خزانے حیدری میں داخل کیا تب نواب
حیدر دل نے وہاں سے کوچ کر اور سرھتی و ڈامل وکیل کے راجاؤں سے پیشکش
شایان وصول میں لایجا نگر عرف انا گندی کی نواح میں خیمہ جاہ و جلال کا بلند اور
راجہ تراج کو جو وہاں کا حاکم تھا حضور میں طلب فرمایا تراج و کشن راج و
رام راج قوم پچھتری سے ہمیں کسی کو سلام کرنا اُس قوم کا دستور نہیں
ابام سابق میں تو تمامی ممالک کرنا تک و ملیبار کنارہ رود کشنا تک اُنکے قبضے
تصرف میں تھا پر آخر کار سلاطین قطب شاہیہ و عادل شاہیہ و نظام شاہیہ
کی لڑائیوں میں بہت ملک اُن کے قبضے تصرف سے نکل گیا پھر عہد میں

اور نگ زیب عالم گیر کے بہت معوبت اس خاندان کو پہنچی مگر اب کسی محال پر قانع ہو ایام حیات بسر کرتے تھے جب فرمان حیدری راجا کو واسطے حاضر ہونے کے پہنچا کچھ چارہ نہ دیکھا بجائے اس کے کہ خود تھامڑ کر اپنے بیٹے کو ساتھ نہ لانے ایک لاکھ ہون کے حضور میں روانہ کیا نواب عالی ہمت نے اُس کے آباد اجداد کی عزت بر نظر کر اُس کو حاضر ہونے کی تکلیف سے معاف رکھا اور ایک اخبار نویس سرکار سے مقرر کروان سے کوچ فرما ہو کا بتن کی راہ سے سوادا کل داری میں نزول کیا چونکہ بلاہت و سفاہت وہاں کے راجہ کی خارج سے اکثر مجمع مبارک میں پہنچی تھی واسطے تفریح و انبساط خاطر کے راجہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اُس ملک کے لوگ راجہ کو ساتھ حماقت کے منسوب کرتے تھے یہاں اُن کا بر غلط نہ تھا چنانچہ ایک حماقت اُس کی یہ تھی کہ سب محاصل اپنے تعلقات کا افیون کی خرید میں صرف کرتا تھا اور کبھو گھر سے باہر نہ نکلتا ہر دم افیون کا خوانان اور پینک میں غرق رہتا اُس کے مکان کی پشت پر ایک تالاب وسیع اور اُس طرف کے کنارے پر ایک چھوٹا پہاڑ واقع تھا جب کبھی بقترب سیر اپنے قصر کے بام پر چڑھتا تالاب و پہاڑ کو دیکھ اپنے کارپردازوں سے کہتا کہ مجھ کو دنیا میں کوئی ہو س نہیں مگر یہ کہ یہ سارا پہاڑ افیون جو جاوے تا میں اس تالاب کے پانی میں گھول کر ہفتہ حشرہ میں بی لون اور جب اُس کے رانی کھانا کھانے کو محل میں بلاتی تو تدیان خواصین پہرون تفاضا کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر اُٹھا کھینچ لیجاتی تھیں تب قدرے قلیل شیر برنج کھانا اور اگر کبھو سیر کو باغیچے کے جو اُس کی جوبلی سے ایک تیر بر تاب کے فاصلے پر تھا قدم رنجہ کرتا تو صبح سے چلکر دوپہر کے عرصے میں باغ میں داخل ہوتا اگر کبھو آنکھ کھولتا تو خادموں سے پوچھتا کہ کتنے روز ہوئے

کہ ہم محل سے نکلے ہمیں معلوم نہیں کہ کب پھر پہنچینگے جب کوئی کہتا کہ اگر آپ قدم اٹھائیں تو مسافت محل کی چند قدم سے زیادہ نہیں ہے اختیار ہنس پر ناؤ رکھتا کہ ایسا جلد چلنا کسی کبوتر کا کام ہی الغرض جب اُسے حسب الحکم حضور میں لانے نواب بہادر نے اُسکی بوالعجب ہیئت دیکھ کر اُسے پوچھا کہ کیا حقیقت ہی اور کیا نہ رلایا اُسے پنیک سے سر اٹھا عرض کیا کہ دو تین سو من افیون موجود ہی اور کئی مادہ گاو شیر دار بھی ہیں اور رانی میری آپ کی کنیر کچھ زیور بھی رکھتی ہی اگر آپ کو مطلب ہی اور قدردان افیون کے ہیں تو اُٹھیں سے کچھ دے سکتا ہوں اور آپ خاطر مبارک جمع رکھیں کہ دو تین سو مادہ گاو شیر دار بھی جو افیون کے لوازمون سے ہی نہ رگزار انونگا نواب نامدار نے اُس عجایب المخلوقات کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ایک شخص امین دیانت دار واسطے تحصیل مال واجب کے اُسکے علاقے پر مقرر کیا اور اُس راجہ کی افیون کے خرچ کو ایک موضع سیر حاصل فرمایا جب نواب بہادر کو نظم و نسق سے اُس نواح کے فراغ کٹی حاصل ہوا تب فرحتی و فیروزی کے ساتھ دارالامارت سریرنگپٹن میں آیا ہر ایک صغیر و کبیر و برناؤ پیر نے جمال باکمال اُسکا دیکھ کر دل و جان کو نورانی کیا اور ہر کوئی کام دل کو پہنچا،

لشکر کشی کرنا تانتیا مرہٹہ ناظم مرچ کا کو بندرا اور سیوارا و کھاتکیہ
 اور دوسرے سوداران مرہٹہ سمیت اور اتفاق کرنا ابراہیم خان
 دھونسکا اور گرفتار ہو جانا سرداران مرہٹہ کا اور ناکام پھر جانا
 ابراہیم خان کا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلاری کو

دریںو لا کہ گزشت آسمان نواب حیدر علی خان بہادر کے موافق تھی اور بخت بیدار
 اور فتح و فیروزی روز افزون خاندان و رشک ہر ایک حاکم کے سینے میں جو
 اس دولت خداداد کے قرب و جوار میں تھے چبھنے لگا خاص کر نواب بسالت
 جنگ ناظم ادھونی اور مراد و ناظم مرچ جو جنگ کے مانند باہم قرآن رکھتے تھے
 ہر دم اُنکا یہی منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے نواب بہادر کو چار خانہ مات میں لائیں
 اور جس طرح ہو سکے اُس شاطر براط جنگ و رزم کو بردین ہمیشہ عزم
 کے گھوڑے دوڑاتے اور کسی نہ بیر سے رخ نہ پھرتے پر خود شمشیر سے
 ادبالمین پھنستے کوئی فرزند بندہ بیر کام نہ آتا نواب بہادر کا پیادہ اقبال
 اکثر اُن کو کشت دیتا اور فرزانگی سے آخر کو مرتبہ فرزند کا پاتا آخر کار نواب
 بسالت جنگ نے بوسیلہ عریضہ حضور میں ناظم حیدر آباد کے نسخیر
 ممالک محروسہ حیدری کو ایک امر آسان ظاہر کر اُسکو اس پر لایا کہ اُس نے
 ابراہیم خان کو جسکا دھونالقب تھا اور اپنی شجاعت کے گھمنے سے کو س
 رستمی بجاتھا واسطے فتح اُس مہم کے جو ایک امر برامشکل تھا روانہ کیا
 اس اثنائیں جاسوسوں کی زبانی نواب بہادر پر واضح ہوا کہ نواب بسالت جنگ
 نے صفدر جنگ اپنے سپہ سالار لشکر کو ساتھ مو شیر لالی فرانسس کے جو
 رستم جنگ کہا تھا واسطے نسخیر کرنے قلعہ بلاری کے بھیجا چنانچہ اُن

سرداروں نے اُس قلعہ کو محاصرہ کیا ہی اور وہاں ^{*}گزاراجہ حالت محصور ہی میں
پانوں شجاعت کا استوار کر زبانی سفیرانِ تفنگ و توپ کے اُن کی جواب دہی
کر رہا ہی اور ابراہیم خاں بھی اپنی شجاعت کا غلغلہ بلند کیئے ہوئے واپس آتا ہی
نواب شیردل نے اس خبر کو سن محمد علی کیدان کو پانچ ہزار سپاہی خوشخوار
اور سات ہزار سوار حنجر گزار کے ساتھ اور باجی راو خسر پورہ ترک راد
کو جو ایک مدت سے زمرہ ملازمان حیدری میں منسلک تھا اُسکی فوج سمیت
واسطے کفایت اس مہم کے خلعت عطا کر رخصت کیا چنانچہ محمد علی کیدان
ایلغار کر پندرہ روز کے عرصے میں دھارواڑ میں پہنچ قلعے کے محاذی ایک میدان
وسیع کو جس میں ایک خشک نالا تھا فردنگاہ کے لگے پسند کر سپاہیوں
کو مع توپ خانہ اُس خشک نالے کی کمینگاہ میں چھپا خود کنارے پر
اُسکے جو مرتفع تھا خیموں کے نصب کرنے میں مصروف ہوا اتفاقاً وہ روز
روز دسہرے کا تھا جس میں مرہٹوں کا دستور ہی کہ کپڑے سرخ و زرد
پہن اپنے اپنے گھوڑوں ہاتھیوں کو رنگین ساز ویراق سنہلے رو پہلے سے آراستہ
کر سوار ہوتے اور میدان وسیع میں پھرتے رقص و سرود کا تماشا دیکھ
خوشی کرتے ہیں اور ایک یاد و موضع کو اگر ملک دشمن سے ہوں تو خوب
نہیں تو اپنے ہی ملک سے جلاتے لو تہتے اور اس امر شنیع کو اپنے
لئے فال بُک جانتے ہیں الغرض ہنوز محمد علی کیدان نصب کرانے میں
خیموں کے مشغول تھا اور بیلون اور شتردن کی پشت سے بار بھی اُتارے
نہیں کیئے تھے کہ مرہٹے کا سردار تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادے کی
جمعیت اور سولہ ضرب توپ لگے مع اطفال و نوان زیور پوش گھوڑیوں پر
سوار خرامان خرامان اُس میدان میں آہنچے اور چونکہ دو روز پہلے ہر کاروں کی

زبانی اُس میدان کی وسعت کو پسند کر ارادہ نزول کا اُس میں رکھتے تھے
 نے محابا ایک تیر کے فاصلے پر اُس خشک نالے سے پہنچ کر اطمینان خاطر کے
 ساتھ خوش خرامی کرنے لگے اور باوجود اسکے کہ محمد علی کمیدان کے سوار اُنکو نظر
 آئے مگر قضا کی سلاسی اُنکی آنکھوں میں ایسی پھر گئی تھی کہ اُنھوں نے ان
 سواروں کو بھی تماشائیوں میں سے جان لے تکلف جو رولر کون سمیت ہنستے کھبتے
 ہوئے آگے بڑھے محمد علی کمیدان نے اپنے سپاہیوں کو جو کینگاہ میں تھے اشارہ کیا
 گو لہ از ان آتش دست اور تفنگچیان قادر انداز نے یکبارگی کینگاہ سے سر نکال شلنگ
 توپوں اور بار تھ بند و قون کی مارنی شروع کی اور دوسری طرف سے محمد علی کمیدان
 خود اپنے سواروں کے رسالے ساتھ خیل اعدا میں جا گھسا اور تیغ و تبر سے ہزاروں
 مرد سرخ پوش کو گل و لالہ خزان دیدہ کے مانند خاک میں نہر نہر گرایا اس
 ہنگامے قیامت آشوب میں تانیا بہادر اس رئیس اُس جماعت کا جو اس
 باختہ و بخود ہو گھوڑے سے گر پڑا سواروں نے محمد علی کمیدان کے شکر غنیم کو
 لوٹ تانیا بہادر کو سہ بارہ سردار مرہٹہ اور بہت سی عمدہ عورتیں سیمین تن
 زندہ گرفتار کیا باقی فوج مرہٹہ نیم جان اموال و اسباب کو پھوڑا چھڑا صحراے
 ادبار کو رہ نور دھوی تب محمد علی کمیدان نے نقارہ فتم و فیروز کی بجوا
 سجدے شکر ادا کیے جس قدر مال غنیمت نقد و جنس ہاتھ آیا سب کو
 جمع کر نصف فقرا و دعاگوؤں کو جو ہمراہ اُسکی فوج کے رہا کرتے تھے اور
 مجاہد ان نصرت شعار کو جن سے اس روز ومان کار نمایان ظہور میں آیا تقسیم کیا اور
 نصف باقی کی فرد طیار کر واسطے ارسال حضور کے محفوظ رکھا پھر ایک شب ومان
 استراحت اور تیمار میں مجروحوں کے بسر کی علی الصبح اموال مغروہ معہ ایک
 ہر ضداشت مشعر تہنیت فتح حضور کو روانہ کیا جب عرضی اُس دولتخواہ بلا اشتباہ کی

نظر اشرف میں گزری نواب بہادر نے آفرین و تحنیں کر ایک خلعت گران بہائمہ جواہرات بیش قیمت اور مالہ مروارید و کمر صغ و اسپ تپچاق بازیں طلائی کیدان کے واسطے ار سال فرمایا دین اشنا عرضی سوانح نگار راے درگ کی مکرر اس مضمون کی حضور میں پہنچی کہ بہ سالار نواب بسالت جنگ بہادر کا کہ تین مہینے کے عرصے سے قلعہ بلاری کو محاصرہ کیے ہوئے سر مار رہا ہی اور وہ قلعہ ہنوز مفتوح نہیں ہوا اور راجہ وٹان کا متحضر ہو کر داد دلاوری کی دے رہا ہی اور ابراہیم خان دھونسا جو دم اناولا غیری کا مار تا ہی اپنی فوج سمیت کنگ گری وکیل میں آپہنچا نواب بہادر نے فی الفور ایک شتمہ خاص بنام محمد علی کیدان اس مضمون کا صادر فرمایا کہ چونکہ ہندی زبان میں مٹ کو گھونسا کہتے ہیں اس شجاعت دستگاہ کو ہم نے اس خطاب گھونسا کے ساتھ سر فراز فرمایا چاہئے کہ اپنے نام کی رعایت کر اپنی تائیں دھونسا کے منہ پر مارے تا خلاق کے نزدیک اسم باسم سمجھا جائے ہم بھی جلد راے درگ کی راہ سے وٹان پہنچتے ہیں ملک کی طرف سے خاطر جمع رہو گو شمالی یراعدا کے ہمت باندھو اور اسیر وٹان کو حضور میں روانہ کرو کیدان شجاعت نشان بمحرد و رود شتمہ مال غنیمت کو تین ہزار سپاہی بدرقے کے ساتھ حضور میں روانہ کیا اور خود بر جناح استعمال دھونسا کی فوج بر تاخت کی نواب بہادر نے بعد کئی روز کے دارالامارت سے نہضت فرما سوار تن گری میں خیمہ کیا بہیر و بنگاہ اور توپ خانے کو پور نیادیوان کے ذمے چھو آجریہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ دو روز کی خوراک ساتھ لیں اور تب بطریق ایلغار دو روز و شب کے عرصے میں بادیہ و صحرا طی کر تیسری شب لشکر پر نواب بسالت جنگ کے جا تو تانبہ و قون کی شلک شمشیر وٹان کی چکا چاک تیرون

کی شپا شاب سے شور قیامت برپا کیا،

نظم

شب تیرہ از تیغ رخشان شدہ سنا ہوا جو انجم درخشان شدہ
شب تیرہ از شدت بعث و نشر خبردار میگردان روز حشر
ز بس کشتگان خفته اندر سفاک نامزدہ دگر جای در بطن خاک
سواران رستم دل و شیرگیر تن چاک را دو خندی بہ تیر
فرو بردہ سر ساجمہ در بدن چو زنبور دہ خانہ خویشتن
شب تیرہ از گرد شد تیرہ تر سلامت نہ ماندہ نہ پاوندہ سر

۱۔ اس ہنگامے قیامت آشوب میں کسی کو خبر خویش و بیگانی سے انتہی فوج مخالف کی سپاہ ہتیار گھوڑے چھوڑ پریشان حال بھاگ نکلی اور سپہسالار اُس شکر ہزیمت خوردہ کاسر و پابرہنہ تنہا افتان و خیزان سپاہیوں میں مو شیر لالی فرانسیس کے جو اپنی ولایت کے قاعدے پر چوکی پرے میں چوکس تھے جا ملا فرانسیسون نے اُس نیم جان کو توپوں کی پناہ میں لیکر اُس روز نگاہ سے باہر نکالا اور صحیح و سالم ادھونی میں پہنچایا ادھر نواب حیدر علی خان نے نشانہ فتح کا بجوایا راجہ محصور کو اس اشامین ہرکار دہکی زبانی حال ورود نواب بہادر اور ہزیمت اُتھانا شکر کا اور سپہسالار کا مو شیر لالی کے ہمراہ وہاں پہنچنا معلوم ہوا ایسا رعب و ہراس اُسکی خاطر ہر غالب چو اگر تھوڑا سا خزانہ و جو اہر اپنے ناموس کے ساتھ لے چور دروازے سے نکل بیچا پور کی طرف ایسا بھاگا کہ پھر کسی نے اُسکی مرگ و زیست کی خبر پنانی علی الصباح جب نواب بہادر کو جو ضبط کرنے میں اساس و اسباب سپہسالار

فراری کے مصر و فتنہ اخبار بھاگ جانے کی راجہ کے اور بے جنگ خالی ہونے قلعے کی گوش حقیقت نیوش میں پہنچی معتمد و ن کو واسطے جمع کرنے اسباب مغر و تہ شکر سپہ سالار کے چھوڑ خود اُس قلعے میں داخل ہوا اور بے سازعت و ممانعت اموال و اسباب بے شمار جو اصناف نے راجہ کے قرون سے اُس حصار میں جمع کیا تھا تصرف میں اولیائے دولت حیدری کے آیا تب نواب بسالت جنگ کی تحذیر واجب و لازم جان سواد دھونی میں جاذبہ کیا اور دوسرے روز نواب بسالت جنگ کو زبانی ایک معتمد کے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ دو مہینے کے عرصے سے سپاہ سفر کی تاب و تعب میں گرفتار ہی اور دارالامارت سے خزانہ منگنا متعذر و دشوار اس لئے تم مبلغ دس لاکھ روپیہ بلالضعل واسطے انجام مصارف ضروری فوج کے بھیج دو نہیں تو طرح ہو سکے اس قدر روپیہ وصول کرنے کی فکر عمل میں آئیگی نواب بسالت جنگ نے جب صورت دہائی اس کام ہنسنگ سے کچھ نہ دیکھی تھے چون دہرا مبلغ مطلوب بھیج دیا اور زمانہ سازی کو کام فرما کے ایک مکتوب اتحاد اسلوب لکھ کر دوستی کی بنا کو قائم کیا بعد انفصال اس معاملے کے نواب بہادر ابراہیم خان دھونسا کی طرف طبل کوچ کا جھوٹا اور اس عرصے میں محمد علی کیدان بھی اپنی فوج سمیت وہاں آن پہنچا تھا جو ہمیں صدائے آمد آمد شکر ظفر پیکر کی دھونسا کے کان میں پہنچی سپہ سالار کے شکر کی تباہی اور بسالت جنگ کی فرمان برداری کو اپنے حال کا ترجمان جان کر بدون جنگ و پیکار بر جمعیت قہتمری حیدر آباد کو سدھارا یغما گران حیدری نے دھونسا کے شکر پر گرا سے زیر و زبر و درہم و برہم کیا اور چالیس پچاس شتر محمولہ اشیاء نفیسہ دس ضرب توپ بس ہاتھی قبضہ

تصرف میں لا کر مارتے مارتے راے چور تک تعاقب کیا مراد راہ اور نواب
 حلیم خان حاکم کرپہ اور راجہ چیتل درگ ان تینوں حیلت گردن نے جو ابواہیم
 خان دھونسا کو نواب بہادر کے ممالک محروسہ کی تحریب پر ترغیب و
 تحریض کرتے تھے جب دیکھا کہ اُس نقارے نے منزے کچھ آواز نہیں نکلتی اُسے
 جو اسی اختیار کر ہر ایک اپنے اپنے مقام کو پھر گیا تب نواب بہادر نے ساتھ فتح
 وغیرہ کی طرف ہٹائی کی طرف نہضت فرمائی

تسخیر فرمانا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ
 کتنی کواور گرفتار کرنا مراد راہ و فتنہ انگیز کا
 جو ایک ہزار ایک سو ستاسی مجری میں واقع ہوا

مراد راہ نواب بہادر کی ترقی دولت خداداد کو دیکھ تھم حد کا اپنے سینے میں
 بویا کرنا اور منہدم کرنے میں اُسکے قصر شوکت کے درم و قدم و قلم سے قاصر
 نہوتا تھا چنانچہ جن روز دن کہ ترک راہ دھوراد پیشوا کا مامون ہونا سے
 آ کر ممالک محروسہ حیدری میں مصدر فتنہ و فساد کا ہوا تھا اور نواب
 موصوف باقتضای مصالح ملکہ الہی متحرک سلسلہ صلح ہوا اور ترک راہ نے
 اپنے شکر کی نماند اور اخراجات کثیر شکر کشی پر نظر کر کے چاہا کہ
 نواب بہادر سے مصالحہ کو مراجعت کرے مراد راہ نے ترک راہ کو تسخیر
 پر ملک بالا گھات کے ترغیب کر فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا تھا چنانچہ اسی سبب
 سے ہر کوئی کی جنگ میں صدر عظیم فوج حیدری کو پہنچا اور ترک راہ نے
 نیل مقصود جان سلامت لیجانا غنیمت جانا اسکے ساتھ بھی نواب دریا دل نالیف

قلب پر مراد راو کے متوجہ رہا لیکن وہ حاسد ناتوان بین شب و روز تہ بیرمین برہمی
دولت خداداد کے رہا کرتا تھا جب اور کسی طرف سے اُسکو صورت کشاد
کار نظر نہ آئی تب نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی کو غذاوت ہر قایم کیا اور
ابراہیم خان کو جو حیدر آباد میں بستر استراحت پر سویا ہوا تھا ملک بالا گھات کی
تسخیر کے لئے جگایا نواب والا قدر اگرچہ اس امر سے بخوبی آگاہی رکھتا تھا
مگر سزا دینا اُس بد کردار کا اور وقت پر موقوف رکھتا تھا درینو لا کہ فضل سے
کریم کار ساز کے بسالت جنگ کے شکر نے گو شمالی واجبی پائی اور
دھونے بھی جب اُسیر چوب قرار واقعی پڑی صدا الحفیظ کی دے میدان
سے سہ پہر انواب بہادر نے اُکھیر ڈالنا خارون کا اپنے گلشن اقبال سے
مصلحت جان قلعہ گئی کی طرف جس میں مراد راو معہ عیال و اطفال رہتا تھا نہضت
فرمائی اور جب سواد شہر میں نواب بہادر کا ڈیرہ پڑا ایک معتمد کی زبانی مراد راو
کو پیام بھیجا کہ اگر قلعہ گئی اولیاے دولت کو تسلیم کر دے تو تعلقہ سونڈھ کہ مکان
سیر حاصل ہی اُس کے عوض میں اُسے عنایت ہو گا اور وہ تعلقہ صد مرتخت
و تاراج لشکر حیدری سے ہمیشہ محفوظ رہیگا لیکن راو موصوف نے مطلق
اس نصیحت کو جو سراپا موجب اُسکی جمعیت خاطر کا تھا گوش رضا
میں جانے دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ کام مارا سے گزر چکا تب بہادران
شکر شکن کو حکم فرمایا کہ قلعہ کو محاصرہ کریں بہادران نصرت شعار نے تو پین قلعہ
کو ب بلند ی پر چڑھا پیام دندان شکن زبانی سفیران گولے کے متحصنین قلعہ کو
بھیجا اور اُس طرف سے مراد راو بھی جسکا دماغ دودنخوت سے بھر رہا تھا اسکا
جواب دیکھان ہم جنس کے حوالہ کرتا تھا آخر کار جب مراد راو نے آتش دستیان
حیدری گولہ اندون کی دیکھیں اور معلوم کیا کہ گولوں سے تو ہون اور غبارون

کے ضرر کی قلعہ کے مکانوں اور رہنے والوں کو پہنچنا ہی حفاظت کرنے میں برج
 و بارہ کے مشغول ہو جنگ کو طول دینے اور ہر روز خطوط پھونان کو روانہ کروان
 سے اعانت طلب کرنے لگا مگر جاسوسان حیدری مراد او کے قاصدوں کو
 معہ مراسلات گرفتار کر حضور میں لائے آخر الامر جب ایام محاصرہ طول کھینچا اور
 کسی طرف سے مدد و کمک نہ پہنچی اور تالاب کا پانی جو درمیان قلعے کے
 موجب زیست غلابق کا تھا خشک ہو گیا مراد راو عاجز ہو ایک وکیل اپنی جانب
 سے حضور میں نواب بہادر کے بھیج عفو جرایم کی استدعا کی نواب بہادر
 نے اُس کے حال زار پر رحم کر ایک عنایت نامہ مشعر نوید جان بخشی اُسی
 وکیل کے ہاتھ عنایت فرمایا تب مراد او ایک پالکی پر سوار ہو چند ضرر متکا رسا نند
 پئے شکر ظفر پیکر میں آیا کارپردازان درگاہ نے حسب الحکم اُس کو ایک
 عالسعد خیمہ میں اُترنے کو جگہ دی اور بہادران قلعہ شکن نے بموجب ارشاد
 نواب ممدوح کے تھانہ قلعہ میں قائم کیا مراد راو نے ہر چند لجاجت کی اور مستدعی
 ملاقات کا جو ادعوت اُس کی قرین اجابت نہوی بعد دو تین روز اُس کو بعزت
 تمام معہ ناموس سربرنگین کوروانہ کیا بعد اس فتح نمایان اور ضبط کرنے
 مال اموال کے نواب بہادر واسطے انتظام کرنے تعلقہ سوندر کے متوجہ
 ہوا انھیں دنوں جاسوسوں نے یہ عرض کی کہ یونان کے کارپردازوں نے بسالت
 جنگ ے نوشتجات سے خبر محصور ہونے مراد راو کی سنکر چالیس ہزار سوار
 اُس کی کمک کے لئے روانہ کیئے تھے جب دے قریب کوراک کے پہنچے خبر مستخر
 ہونے قلعہ گنتی اور مراد راو کے مقید ہونے کی سنکر یونان کو پھر گئے اس مابین
 میں نواب بہادر کو محمد علی کبدان کی طرف سے گونہ رنجش پیدا ہوئی سبب اُس کا
 یہ تھا کہ طبیعت کبدان کی مدت سے اسراف پر مائل تھی اور چونکہ وہ کیطرح

اپنی فضول خرچی سے دست بردار نہوتا تھا اور اکثر بے اجازت سہ کاری
اموال کو بیکار صفحہ کرنا چشم نمائی اُسکی واجب جان رسالہ داری سے
اُسے معزول کر دینا شاید ماہواری اُسکے لئے مقرر فرمایا۔ اس عرصے میں قلعہ
ہریال اور علاقہ نیگت گری جو مراد راو نے بزور راجہ کے تصرف سے نکال
اپنے قبضے میں لایا تھا اولیائے دولت خداداد کے ضبط میں آیا۔

مسخر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کامعہ دیگر
سوانح جو ایک ہزار ایک سو اسی مجری میں واقع ہوے

اگلے دنوں میں جب نواب بہادر منطقی کرنے میں نائزہ فادر اکھو پیشوا کے
تعلق خاطر رکھتا تھا ایک شخص کارپردازوں سے ہریال ہٹی کے جو نواختہ و برداختہ
راجہ چیتل درگ کا اور حالات شکر و ذخایر و اموال سے اُسکے واقف تھا
اپنے آقا سے بغاوت کر حضور میں آیا یہ شخص ہمیشہ اُس راجہ کی شکست
میں سعی اور نواب مدوح کو واسطے تسخیر کرنے چیتل درگ کے
ترغیب و تحریض کیا کرتا چنانچہ نواب بہادر نے ہیبت جنگ بخشی کو معہ فوج اُس
طرف روانہ فرمایا چنانچہ تفصیل اس واقعے کی اور ابق سابق میں مبین ہوئی ہی بعد
چند روز کے راجہ نے چیتل درگ کے اُس شخص کے رہنے کو جو اُسکے راز
کا غماز تھا حضور میں نواب بہادر کے موجب زوال اپنی دولت کا جان ایک
عرضداشت اس مضمون کی ارسال کی کہ اگر وہ شخص حضور سے یہاں بھیج دیا
جائے تو میں پیشکش لایق حضور میں گذرانوں گا نواب بہادر نے راجہ کے
معروضہ کو قرین صدق تصور کر اُس کارپرداز کو مر زبان اپنی کے ساتھ رخصت

فرمایا جب وہ کارپرداز خدمت میں شوم شنکر راجہ جیتل درم کے پہنچا راجہ نے پہلے اُسکی استمالت کے لیے ایک خلعت گران مع مال مروارید و پدک الماس وغیرہ عطا کر تمامی امور مالی و ملکی پر اپنے اُسکو اختیار دیا چونکہ وہ تنگ ظرف و کم حوصلہ تھا چند روز ہی کے عرصے میں اکثر آدمیوں کو بے آبرو کیا راجہ اگرچہ اُسکے نعمتی سے تنگ تھا ہر اغماض کر جو یاے فرصت کار راجہ بیباکی و ستمناکی اس کار پرداز کی نہایت کو پہنچی اُسکو ایک دن برے تیاک سے اپنے حضور میں بلا کر عیار و نکو اشارہ کیا کہ اُسے قتل کر بن پر اس اندیشہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کار پرداز کے مارے جانے کی خبر سنکر غضب حیدری مشتعل ہو اپنے اُبھلی کات لباس خون آلودہ کر اپنھی کے مر زبان کو فی الفور اپنے پاس بلا کر ظاہر کیا کہ اس کار پرداز نے حق نمک فراموش کر ٹھہر خنجر چلایا تھا جسے میرا ہاتھ زخمی ہوا مگر میرے نوکروں نے چالاکی کر ٹھکوا اُسکے سر سے بچایا اور اُس و خیم العاقبت کو جہنم میں بھیجا لازم ہی کہ اب تم مہربانی کی راہ سے حضور میں نواب بہادر کے اس روداد سے اطلاع دو اور بے تقصیری میری ظاہر کرو جب یہ واقعہ زمیندار اپنھی کے معروضہ سے نواب بہادر کو پہنچا بہ سبب اشتغال نظم و نسق پر گنات اور قلعجات اُس نواح کے اغماض فرما راجہ جیتل درگ کا سزا دینا دوسرے وقت ہر ملتوی دلھا تھا ان دنوں کہ تنظیم و تنسیق سے مہمات ملکی کے فراغت حاصل و عنایت ایزدی ہر صورت سے شامل خال تھی نواب بہادر نے فیض اللہ خان سپہدار کو واسطے گوشمال اُس راجہ کے معہ فوج کثیر رخصت کیا خان موصوف نے بے لڑے بھڑے اُس ستمیہ ناعاقبت اندیش کو طرف سلطنت سلامتی کے دہسری کی تا اُس نے ایک ہزار اشتر فی و ستر ہزار روپیہ بابت جرمانہ گستاخی علاوہ

بیشکشی مقرر کی کے دینا قبول کیا جب یہ سب باتیں فیض اللہ خان کے معروضہ سے حضور میں منکشف ہوئیں اُس ریاست قدیم کی برہمی منظور نہ فرما ایک خلعت معہ سند بجالی ملک سابق دستور اُس راجہ کو عنایت کیا اور یہ حکم دیا کہ راجہ ایک فوج اپنی طرف سے لشکر ظفر پیکر میں متعین رکھے جب اُس راجہ کو یہ سند بجالی کی پہنچی خوش و خرم اپنے دار الحکومت میں قیام کر دو ہزار پیادے اور چھ سو سوار اُردو سے معلیٰ کو روانہ کیا جب نواب بہادر کو گوری کوتہ و مکایل و دوبری وغیرہ کی سنجیر سے فراغت حاصل ہوئی اور اپنے تھانے واپس ہوا تبھی کہ جب راجہ چیتل درگ کو حضور میں طلب کیا راجہ حیلہ جوئے ناموجہ عذر و ن کو پیش کر حاضر ہونے سے تقاعد کیا نواب حیدر دل نے اور راجہ کی معرفت جو لشکر فیروزی اثر میں حاضر تھے اُس راجہ سقبہ کو یہ کہلا بھیجا کہ خیریت اُسکی ۱ سی میں ہی کہ قلعہ چیتل درگ کو تسلیم کر خود قلعہ اطاعت کا کان میں ڈال مسکر نصرت اثر میں حاضر ہوئے اور بچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر جو اُس کو عنایت ہوگی فضاغت کرے مگر اُس ابلہ نے قلعہ کی مسانت و اذوقہ کی کثرت و طیاری آلات حرب پر مغرور ہو گویا موعظ کو گوشہ رضا میں جگہ نہ دی اور دوسرے ہندو سرداروں کو جو موافق اپنی آئین کے جنگ کرنے کو ساتھ اہل اسلام کے موجب مٹویات اخروی تصور کرتے تھے اپنے ساتھ متفق و ہم عہد کیا اور پھاڑوں کی گھاٹیوں کو اپنے پیادوں سے مضبوط کر خود استحکام دینے میں برج و بارہ قلعہ کے مشغول ہو جب یسے و قانع ناملا ایم حضور میں معروض ہوئے نواب بہادر معہ توپ خانہ آتش بار و افواج خون خوار اُس طرف متوجہ ہوا اور عرصے میں ایک سال کے مساعی جمیلہ کشور کشائی سے ہزار ہا ہزار کفار نابکار کو تہ تیغ کر تمامی کمین گاہ اطراف قلعہ

کو اپنے قبضے تصرف میں لا قریب قلعہ کے پہنچ کر نزول فرمایا اور حسب فرمان بہادران قلعہ شکن نے اُس حصار فلک آثار کو محاصرہ کر توپ مارنی شروع کر دی ہر روز قلعہ سے ایک گروہ جانبازون کا باہر نکل کر دادرمانگی کی دیتا تھا اگرچہ لشکر قاہرہ کے یلداروں نے اطراف قلعہ کے درختوں کو کات محصورین کے نکلنے کی راہ پر خار بست مستحکم کھینچا تھا اور گولندازان چابکدست نے ایک چھوٹے پہاڑ پر جو قلعہ کی اُتر جانب تھا توپیں چڑھائیں پر ہر روز جس قدر بے لوگ دیوار قلعہ کی منہم کرتے محصورین شبشب دیوار جدید بنالیتے اور گاہ گاہ شب کو حیدری مورچوں پر پہنچ کر شربت شہادت غازیوں کو ہلاتے اور شہیدوں کے سروں سے مالا بنا اپنے گلوں میں پہنتے اور راجہ سے اُسکا انعام و صلہ لیتے تھے نواب بہادر نے بہ سبب زیادہ طول کھینچنے عرصے محاصرے اور فتح نہ ہونے قلعہ کے محمد علی کمیدان کے احضار کا حکم دیا کمیدان مذکور نے فوراً حاضر ہو شرف قدم بوسی حاصل کیا نواب بہادر نے حاضرین سے مخاطب ہو فرمایا کہ محمد علی گھوڑے، ہتھی فقیروں کو دینا ہی پس ہم غازیوں اور مجاہدوں کو جو تیغ زنی کرتے ہیں کیا دین کمیدان نے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اس سے کیا بہتر ہی کہ مجھ سا کمتر بن بندگان سرکار دولت مدار گھوڑے، ہتھی فقیروں کو دے اور خداوند نعمت منصب و جاگیر جنکا بخشنا حضور ہی سے متعلق ہی غازیوں اور مجاہدوں کو عطا فرمائیں نواب بہادر نے یہ جواب سن بسم فرمایا اور محمد علی کو بے عطای خلعت فاخرہ سے پاک مرصع و مالہ مرداریدیش بھاسر فرازا اور فی نفر دو روپی اضافہ ماہواری اُسکے سپاہیوں کا کروا کر واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے حکم دیا چون محمد علی کو فقیروں کی صحبت کے فیض سے چندان دل بستگی دینا کی مال سے نہ تھی، بمجرد پہنچنے کے اپنے خیمہ میں سب اجناس و اشیا کو جو حضور سے انعام پایا

بھائیچکر دو ستون فیر و ن اور سپاہیوں کی ضیافت کی اور فقرا سے ہمت طلب کر مسلح ہو اپنی فوج سمیت اُسی شب کو ایک مکان پر جو قلعہ کی حفاظت کے واسطے اُس سے زیادہ مستحکم کوئی مقام نہ تھا حملہ کر تصرف میں لایا اگرچہ جماعہ مخالف نے کوشش میں قصور نہ کیا مگر بہادران اسلام کے ہاتھ سے یہاں تک عاجز ہوئے کہ قلعے سے نکل آئے اور لڑنا موقوف کیا جب بہادران شکر ظفر اثر قریب قلعے کے پہنچے ترس و ہراس محصور و ن کی خاطر بر اس قدر غالب ہوا کہ گروہ گروہ لکڑی گھاس وغیرہ سامان خوراک لانے کے بہانے قلعے سے نکل شکر حیدری میں داخل ہو سایہ عاطفت میں رہنے لگے لیکن قریب پچھہ ہزار پیادے کے جو ہم جنس راجہ اور قدیم الایام سے اُسکے نمک خوار تھے جان سے ہاتھ دھو قلعے کے برجون کی پناہ سے عسکر حیدری کو ہنوز صدمہ پہنچاتے تھے جب عرصہ دراز منقضی ہوا نواب بہادر پانچ ہزار پیادے کرناٹکی دو ہزار سپاہی و ایک ہزار سوار واسطے تاخت و تاراج نواح قلعے کے تعین فرما خود بدولت و مان سے کوچ کر چار فرسنگ پر خیمے قائم کئے علت غائی اِس ارادے کی یہ تھی کہ اگر راجہ نے باکانہ قلعے سے نکل سیدان میں آوے تو یکبارگی حملہ کر اُسکو اسیر کر لینا اسی عرصے میں یہ قضیہ التناقی وقوع میں آیا کہ راجہ کا سسر اور اُسکے دو لڑکے جو اُسکے ساتھ قلعے میں محصور تھے ایک روز وہ دونوں لڑکے چند سوار و پیادوں کے ساتھ واسطے پرستش کے ایک بتخانے میں جو قلعے کے باہر ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا گئے فتنہ انگیز غمازون نے راجہ سے یہ ظاہر کیا کہ تمہارے دونوں نسبتی بھائی واسطے ملازمت نواب بہادر کے گئے ہیں راجہ نے اِس بات کے سنتے ہی بے تاثر اپنے لئے گناہ دس مرے کا سرکاشت والا اور مال و اسباب اُسکا لوٹنے اُسکے گھر لو

جلا دیا جب یہ واقعہ جگر سوز اُن دونوں برادر نے سنا اپنے مشیر کار سے مشورۃت کر شکر میں نواب بہادر کے پہنچے تب نواب بہادر نے اُنکی بیچارگی پر ترجمہ فرما معرفت راجہ ہرین ہللی کے دونوں بھائیوں کو حضور میں بلا دو خلعت فاخرہ معہ جواہر گران بہا دو نوں کو عنایت کیا اور ساتھ بخشے سند بجمالی تعلّٰیہ موردی کے اُنھوں کو امیدوار فرمایا جب اُنکو اطمینان حاصل ہوا فوج حیدری کو ساتھ لے ایک راہ سے جو بخیلون کے دل سے بھی زیادہ تنگ اور کا کل سے عنبرین مویوں کے زیادہ پر پیچ تھی چوتیوں پر جبال فلک تماش کے چرہ گئے غازیان شیر صولت نے ایک ہفتے تک محنت رات و دن کی اختیار کر برے برے پتھر غباروں سے اُدا کر بہتوں کو ہستی سے سبکدوش کیا اور ہر طرف گلند از برق سے آگ باروت کے مخالفین کی آنکھوں کو خیرہ کرتے اور جو قلعے سے نکل گریز کا عزم کرنے سپاہ حیدری اُنکے سلاح و اموال چھین لیتی جب مخالفین کی پریشانی حد سے گذری اور غلغلہ اُنکی فریاد و فغان کا راجہ کو پہنچا جو شجہات سے مسلح ہو جب قلعے سے دکلا تو کیا دیکھا کہ اُسکے کام کے لوگ سب کام آئے اور اُسکے شکر کے سب نامہ ادا غازیوں کے ہاتھ کی ضرب کھا خاک پر اکثر تو لے جس و حرکت اور بعض زندہ زخمیوں کے درد سے بیقرار لوٹ رہے ہیں اور باقی فراہر مستعد ہیں راجہ نے ہر چند کہا کہ یارو کہان بجا گئے جانے ہو پھر و تھرو لیکن کسی نے نہ سنا اور ہر ایک نے اپنی راہ لی اس اثنا میں محمد علی کمیدان ساتھ بہادران شکر نصرت قرین کے لئے ممانعت اغیار در میان قلعے کے جا داخل ہوا اور راجہ کی حرم سرا اور سب کار خانوں پر اُسکے اپنے محافظ معتمد بیٹھا راجہ کو ساتھ لے بارگاہ حیدری میں حاضر ہوا نواب بہادر نے راجہ کو معہ اُسکے لواحق سر برنگپش کو روانہ کر شادیانہ فتح کا بجوا

محمد علی کمید ان کا پایہ عزت و اعتبار بلند کیا اور اُن مجاہدین کو جنہوں نے قلعے کے فتح کرنے میں داد شجاعت کی دی انعام شایستہ عطا فرما خوشدل کیا،



فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنجی کوتہ وغیرہ کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کرپہ کا اور تباہ ہونا اُس خاندان کا

جب نواب بہادر نے بعد کہ و کاوشیں تین برس کے ایک ہزار ایک سو نوے ہجری میں تسخیر سے قلعے چیتل درگ کے اور انتظام سے اُس نواح کے فراع کلی حاصل فرمایا خاطر عاظمین گذرا کہ دولت خواہوں کے طلائے خلاص کو امتحان کی کوتاہی پر جانچئے اور کمون ضمیر معاندان اس دولت خدا داد کو معلوم کیجئے چنانچہ اسی جہت سے دو تین روز تک اپنے تئیں بیمار مشہور کر خیمہ خلوت سے باہر نہ آیا اور امیر دن نے موافق حکم کے اُسکے انتقال کی خبر اس جہان فانی سے شائع کر ایک صندوق مخمل سیاہ سے منہ عذرو کا فور سے بند و دہ اور معطر کر مولود خوانوں کے ساتھ سر یرنگپش کو روانہ کیا اگرچہ اس عرصے میں اہل کاران خرد مند نے ضبط و ربط مہمات میں ایسی چوکسی کی کہ امور ملکی و مالی میں مطلق خلل واقع نہ ہوا مگر لشکر کے لوگ جو شمار سے باہر تھے تابوت کو دیکھ کر پستے اور داویلا کرنے لگے جب اس واقعہ ناملاہیم کی خبر منتشر ہوئی سب امیران دولت خواہ اطراف و جوانب کے عزا داری میں مشغول ہوئے مگر نواب حلیم خان حاکم نے کرپہ کے جو نواب بہادر کی طرف سے دل میں کینہ رکھتا تھا اس خبر کے سنے ہی سجدہ شکر ادا کر قسم قسم کی شیرینی اپنے تمام شہر

والوں ہر تقسیم کی اور شادیوں نے بچوائے جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی ناٹھ غصہ حدی مشعل ہوا اور جیسے خورشید نیم روز ابر کے پردے سے ناگاہ نکل آتا ہی خلوت سے ساتھ کمال جاہ و جلال کے برآمد ہو سر داران لشکر اور قلم داران اطراف کو جنھوں سے آثار نمک حلائی و اخلاص کیشی کے ظہور میں آئے تھے خوش دل و مطمئن ہو فراخ حال ہر ایک کے خلعت فاخرہ و جواہر واسپ و فیل و سلاح و جاگیر عنایت فرمایا اور پیش جیمہ کر پے کی طرف روانہ کیا اس اتنا میں میر علی رضا خان کی عرضداشت سے یہ منکشف ہوا کہ نواب حلیہ خان جمیع کرنے میں سپاہ و آلات حرب و ہیکار کے مشغول ہی اس مصمون کے دریافت ہونے سے دریائے غضب حیدری کا اور بھی جوش میں آیا فوراً معہ فوج دریاموج کر پے کی طرف نہضت فرمائی نواب حلیم خان نے جب اس سیل جوشان کو اپنی طرف متوجہ دیکھا گھبرا کر محمد غیاث نام ایک متممہ کو سفارت کے عہدے پر حضور میں بھیجا اس سمیر کار دان نے سعادت باریابی کی حاصل کر چاہا کہ کسی طرح بھڑکی ہوئی آتش غضب حیدری کو تسکین دیکر آشتی و صلح کی بنا بہ ستور سابق مستحکم کرے لیکن چونکہ مکنون ضمیر حلیم خان کا تمام فاش ہو چکا تھا نواب بہادر نے چہن جہن ہو کر وکیل سے یوں کہا کہ حلیم خان نے ہمارے حقوق سابق کو خوب ادا کیا و دوستی و محبت کی خوب ہی داد دی سب جانالہ جب ہمارے انتقال کی خبر سنی شیرینی تقسیم کی اور نوبت بجائی اب تو جا کر اپنے موکل سے کہہ کہ اب وقت صلح کا گیا جنگ کا سامان طیار کرے کہ ہم پہنچتے ہیں محمد غیاث نے جب دیکھا کہ نواب بہادر کے غضب کی آتش تسکین پانے والی نہیں ناچار بے نیل مقصود وہاں سے بھرا اور جو کچھ دیکھا سنا تھا اپنے آقا سے بیان کیا بعد چند روز کے

یہ خبر پہنچی کہ نواب حلیم خان نے فوج کو اپنے بھتیجوں کی سرکردگی میں دھور کی طرف بھیجی تھی میر علی رضا خان سے جنگ واقع ہوئی اور افغان غالب رہے نواب بہادر نے اس خبر کو سن اُس طرف کو تاخت کی اور صاعقے کی طرح شب تار میں دشمن پر جا کر اشمیرین برق کے مانند چمکنے لگیں اور بان شهاب ثاقب کے طرح گرے،

نظم

عدو سخت خواہد پر ناگمان ہوا فتنہ خفتہ بیدار و بان
اجل جو کمینگاہ میں تھی کہیں سو وہ آگئی اُن کے سر پر وہمیں
و بان برق شمشیر چرگری جلی زیست کی اُسکی کھیتی ہری
برادر زادوں نے حلیم خان کے جب شیرازہ اپنی فوج کا تو تار دیکھا نا تجربہ
کاری سے پانوں جرات کا قایم کیا اور جہان تک ہوسکا جنگ کی آخر کار جب
ابواب ہلا کو ہر چہار طرف سے کشادہ دیکھا تھیون پر حراہ کترے کی راہ ای
نواب بہادر نے خود بدولت معہ سواران تیز جلو اُنھوں کی تعاقب کی اور جسوقت
چار فرسنگ راہ طی ہوئی اور سواری خاص قریب آبادی بانس ہلٹی کے پہنچی
صبح روشن ہوئی اور صورت خویش و بیگانے کی معلوم ہونے لگی تب دشمنوں کو
ہر طرف سے گھیر بازداشتیز و آویز گرم کیا افاغہ اگرچہ کمتر تھے مگر چونکہ تشدید
نے دماغ کو اُس قوم کے سخت سے بھر دیا ہی مطلق کثرت سے فوج حیدری
کے ہراسان ہوئے اور ضرب تیغ و ددستی سے میدان پیکار کو نمودار لالہ زار
بنادیا حلیم خان کے بھتیجوں نے بھی داد تیر اندازی کی دی کوئی دقیقہ تھوڑے
باقی نہ چھوڑا طلوع آفتاب سے دوپہر تک جنگ قائم رہی یہاں تک کہ دوبرار
جو ان فوج حیدری سے کام آئے آخر کار باقی افاغہ ایک قلعے میں جو راہ کے قریب

تھا جا کر بناہ لی پر گولند ازان حیدری نے حسب الامر توپیں لگا گولوں سے حصار کی دیوار گرا دی بہادران مظفر نے بہتوں کو تے تیغ کیا اور بقیۃ السیف تین سو جوان زندہ اسیر ہوئے شادیانے فسح کے بچنے لگے نواب بہادر نے بعد ضبط غنائم کے وہاں سے بیشتر کوچ فرمایا اور ایک ہی حملہ رستمہ میں شہر کرپے کو مسخ کر کار پردازان درگاہ کو فرمایا کہ دونوں برادر زادوں کو حلیم خان کے علاحدہ خیمے میں اور باقی اسیران افغانہ کو اور خیموں میں نظر بند رکھیں اور جوانان پردل اُن کے محافظ رہیں علی الصباح نواب بہادر نے ابو محمد کو جو ملازم قدیم اور سردار چہداروں کا تھا حکم فرمایا کہ حلیم خان کے برادر زادوں پاس جائز می اور حرب زبانی کے ساتھ اُسے سلاح دستیاب کرے حسب الحکم اُسے اُن نا تجربہ کاروں کے پاس جا ظاہر کیا کہ نواب بہادر کو دیکھنے سے تمہاری جلالت دہوڑ کے ایسا منظور ہی کہ تم دونوں کو عمدہ کاموں پر سرفراز فرماوے اس صورت میں سلاخون کا اپنے پاس رکھنا باعث بدگمانی ہی لازمہ دانائی یہ ہی کہ اُنھیں محکوم دیجئے تا حضور میں پہنچا دوں اور خاطر سے نواب بہادر کے دغدغہ عناد و اندیشہ فساد کو رفع کروں اُن جوانوں نے باقتضایہ ہالت جبلی یہ کہا کہ عمر گزشتہ کی خیر و خوبی کا پھر حاصل ہونا تو معلوم بالفعل جب تک جان تن میں ہی ہم سے سلاخون کے لینے کی توقع نہ لھا چاہئے جب ابو محمد نے یہ جواب نا صواب حضور میں عرض کیا تب ایک جماعت پیادگان نیزہ گزار اور بند و قچیان قادر انداز کو یہ حکم ہوا کہ وے اپنے رعب و ہیبت کو اُن پر ظاہر کریں شاید اس جہت سے وے ہتھیار حوالے کریں جو نہیں پیادے اُس خیمے کے نزدیک پہنچے وے سب جان شیریں سے ہتھ دھو لڑنے پر مستعد ہو گئے اور اُن میں سے جبار خان و رحمان خان

و ستار خان و قادر خان نے جو چار برادر حقیقی اور نواب عبدالرزاق خان دولت زئی کے بیٹے تھے تو ار بن میان سے کھینچ کر نیرہ دارون اور نضالچون پر حملہ کیا اور کتنے آدمیوں کو قتل کر نواب کے خیمے پر آگرے دربانوں کے ہاتھ سے تین شخص تو مارے گئے ہر جو تھے نے جو نہیں برأت کر طرف غلوت خانے کے جہان نواب بہادر بیٹھا تھا قدم برتھا یا اوہین ایک ملازم حضور نے اُس کو بھی بارہستی سے سبکدوش کیا نواب بہادر نے جب برأت و جہالت اُن چاروں کی دیکھی اُس قول مشہور پر عمل کر کہ ریاست بے سیاست نہیں ہوتی ان سبھوں کے قتل کا حکم دیا چنانچہ وہ سب فوراً مارے گئے مگر وہ چھ نفر جنھوں نے اپنے تئیں شیخ و سید ظاہر کیا تھا اس سیاست عام سے بچ گئے تب نواب بہادر نے واسطے حفاظت شہر کے ایک جماعت سوار اور پیادوں کی تعیین فرمائی اور سواران یغما گر کو حکم دیا کہ سدھوت پر جو حلیم خان کا ماں ہی ناخت کر بن مگر خان مذکور سواروں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کی تباہی اور مارا جانا برادر زادوں کا سب سرداروں کے ساتھ اور دخل حیدری میں آنا شہر کرتے کاسن برج و بارہ قلعہ سدھوت کو مستحکم کر شہر میں سنا دے کر دی کہ سب ملازم و رعایا اور شہر کے رہنے والے رات کو اپنے مال و ناموس قلعہ چیتل میں جو مقام محفوظ ہی لیجاوین جب سب لوگ اپنے اسباب و ناموس لیجانے لگے حلیم خان نے زرد جو اہراپنا بھی شہر والوں کے اسباب کے ساتھ قلعے سے نکال دیا کہ کیا جب ہر خبر سواران یغما گر حیدری نے سنی جلد گھوڑے اُتھا اٹھاے راہ میں اس خوان یغما پر جا پہنچے ہستون کو قتل کیا اور باقیوں کو اسیر کر دوسرے روز حضور میں معہ اموال مغروہ حاضر ہوئے نواب بہادر نے اُن سواروں کو بہت سالا نعام و صلہ عطا کر سدھوت کو ہفت فرما جلد اُس حصار کو محاصرہ کیا نواب حلیم خان

محبوب ہو محمد غیاث کو دوسری بار واسطے در یوزہ غم جو اہم کے روانہ کیا سفیر مذکور حضور میں آمنت و سماعت نواب حلیم خان کی طرف سے ساتھ ایسی خوش یانی کے پایہ عرض میں لایا کہ فوراً دریاے کرم و ترحم حیدری جو ش میں آیا اور زبان گوہر نشان سے یہ ارشاد ہوا کہ اگرچہ گناہ حلیم خان کا قابلِ عفو نہیں مگر عاجز نوازی کے رو سے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ اگر اُس کو اپنے جان کی سلامتی اور ناموس و ملک کی حفاظت منظور ہی تو قلعہ کنجھی کو تے کی کلید اور دس لاکھ روپیہ سرکار میں داخل کرے نہیں تو بھریشیانی کچھ فائدہ نہ بخشے گی محمد غیاث نے اپنے موکل کو نواب بہادر کے پیام سے آگاہ کیا مگر چونکہ سرانجام دس لاکھ روپیہ کا حلیم خان کی طاقت سے باہر تھا اس سبب اُس نے لب کو اپنے لاد نعم سے آشنا کیا جب عرصہ تین چار روز کا منقضی ہوا اور اُس گنبدیہ در سے کسی طرح کی آواز نہ آئی مادہ غضب نواب بہادر کا ہیجان میں آیا میر علی رضا خان کو ساتھ افواج قاہرہ کے واسطے فتح کرنے قلعہ کنجھی کو تے کے حکم دیا خان مذکور منزل مقصود کو پہنچ ایک ہفتے کے عرصے میں قلعے کو ساتھ کلید شمشیر و خنجر خارا شکافتہ بیر کے فتح کر عرضداشت منضسن نوید فتح حضور میں بھیجا اس نوید کے پہنچتے ہی واسطے شلک مبارک باد کے حکم ہوا اور امین کاروان واسطے انتظام کے روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو حضور میں بلا کر مولد نو از شات فرمایا جب یہ خبر نواب حلیم خان کو پہنچی ماہی نے آب کی طرح مضطرب ہو اپنے دیوان عبدالرسول خان کو محمد غیاث کے ساتھ تیسری بار واسطے طلب عفو کے روانہ کیا اُن دونوں نے حضور میں آکر عرض کی کہ حلیم خان غایت مذمت سے عرق انفعال میں غرق ہو رہا ہے اور اصلاً درگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ نہیں کرتا سب اپنے خیال و اطفال کو ایک حجرے میں جمع کر نیچے باروت بچھا تو آہا تھد میں لےئے مستعد ہی کہ

باروت کو دیکھا دے اگر حضور سے ازراہ عاجز نوازی نوید امان جان و ناموس کی اُسکے کان میں پرے تو اُسکی کشتی حیات اور اُسکے عیال و اطفال غرقاب بلا سے ساحل نجات کو پہنچتے ہیں نہیں تو آتش غضب حیدری سے طرفۃ العین میں جلکر خاکستر ہو جائیگی نواب بہادر اگر بہ وجود حلیم خان کو خوار دانگیر اپنی ریاست کا جانتا تھا تو بھی ہلاک ہو نا اُسکا معہ قبائل طبع رحیم پر اُسکے گوارا نہوا اور عبدالکریم خان و محمد غیاث کو یہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ ملک و دولت دنیا معرض زوال میں ہی اور سوائے ثبات کرنے اپنے نام کے نگینے پر روزگار کے کوئی اور امر ہمیں منظور نہیں اگر حلیم خان خواہ امان مال و جان کا ہی اُسکو چاہے کہ ہماری افواج قاہرہ کو قلعے میں جانے دے ناوے نشان حیدری اُسپر بلند کر قلعہ کا نقارہ بجادیں اگر اس امر میں تمہارے موکل سے اطاعت و قوع میں آوے تو البتہ خط عضو کا اُسکے جریدہ ہر ایم پر لکھنچا جائیگا سیفروں نے جب یہ نوید پائی قلعے میں جا حلیم خان کو سنائی چونکہ اُسکے عقل کا چراغ صرم حوادث سے گل ہو گیا تھا اور بموجب تاکید اپنے پیر و شن ضمیر کے حکام نام رزاق شاہ تھا اُسنے تمامی محافظان قلعہ اور سرداران افغانہ کو جو طالب نام و ننگ و خواہان جنگ کے تھے قلعے کے باہر بھیجا اُس جماعت کے باہر نکلتے ہی چار ہزار سپاہی جرار معہ دو نشان ظفر تو امان حسب النظم نواب بہادر کے قلعے میں داخل ہو حلیم خان کو جو دیوان خانے میں سنگ فرش کی ماتہ سند پر عالم سکوت میں بیٹھا ہوا تھا جا گھیرا بہادران قانون شناس نے دروازوں پر حصار و حرم سرا و کارخانجات کے محافظ معتمد تعین کر خان کو پا لکھی میں بیٹھا بارگاہ حیدری میں لائے نواب بہادر نے خان ذی شان کو معہ اہل حرم علیحدہ خیموں میں ساتھ عزت و آبرو کے رکھا میر علی رضا خان کو واسطے حفاظت و انتظام شہر کرتے رہنے کے سر فراز فرما خود ساتھ فتح و فیروزی

کے طرف دارالامارت سریرنگپتن کے کوچ کیا اور منزل مقصود میں پہنچ
منتظر و نکلے دیدہ انتظار کو نور اور سینہ کو سرور عطا فرما کار یردازون کو یہ حکم
دیا کہ نواب حلیم خان کو ممہ اُسکے توابع و لواحق شہر گنجام میں عزت و
احترام کے ساتھ رکھیں اور ضروریات و لوازم مایحتاج میں کسی طرح کی
تصدیع و تکلیف اُسے نہ پہنچے چنانچہ خان مذکور نے اُس مقام میں چند روز کے
بعد رحلت کی اور تبعہ و لائحہ نے اُسکے بھی ایک بعد دوسرے کے انتقال کر
کشاکش مکروہات دنیاوی سے مخلصی پائی



فوج کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا پائین گھات
پر بموجب ترغیب و تحریض نواب نظام علی خان ناظم
حیدر آباد اور فرمان رواے ریاست پونان کے

ہر چند داناؤں نے بغض و عناد و حسد و حرص کو خصالِ رذیلہ و افعالِ ذمیرہ میں
شمار کیا ہی مگر اہل دولت اور جاہ طلبوں کو واسطے تو فیر خرابے و تکثیر
اسبابِ جاہ و حشمت کے ان ذمائم کے ارتکاب کرنے سے چارہ
نہیں بلکہ لاکھوں آدمی کا قتل کرنا اور عالم میں ساتھ صرصر قہر کے طوفانِ بلا کا
اُتھانا لوازم سے اُلوا العزمی کے سمجھتے ہیں درینولا کہ دولت و اقبال نے
ماتہ بندگانِ حلقہ بگوش کے جبینِ عجز و نیاز آستانہ حیدری پر رکھا تھا اور
فتح و نصرت ملا زمانِ خدمت گزار کے ماتہ بارگاہ میں اُسکے حاضر رہتی۔ حطرت
فوجِ ظفر موج اُسکی ستوجہ ہوتی فتح و فیر و ذمی ہمراہ دو تاتی اور جو سردار گردن
اُسکی اطاعت سے مو تاجلا و قضا و دہیں اُسے مرد و تاتھا سارے حکام اطراف

کے اُسکی جاہ و حشمت روز افزون کی ترقی دیکھکر علی العموم خار کھاتے اور
 حسد کرتے علی الخصوص ناظم حیدر آباد و حاکم یونان جو دولت نواب حیدر علی خان
 بہادر کے کمال کو اپنی شوکت کا زوال سمجھتے تھے اس واسطے باہم متفق
 ہو شب و روز اسی نہ بیرمین رہتے کہ کسی طور سے ریاست و دولت حیدر علی
 کی اساس کو متزلزل کریں اور چونکہ اُنکو یہ یقین تھا کہ نواب بہادر سے میدان
 میں مقابلہ و جنگ کر کے عہدہ برآئے ہو سکیں گے لہذا ارادہ لڑنیکا بھی اُس سے
 نہ کر سکتے تھے آخر کار بعد بہت سے تامل و تفکر کے اُن دونوں کی رائے اس
 امر پر قرار پائی کہ چونکہ شہد یزہمت و شجاعت صاحبان انگریز بہادر میدان کشور
 کشائی میں گرم مہمیز اور توپ خانہ آتشبار اُنکا خرمن سوز و بلا انگیز ہی اس
 صورت میں مصلحت یہ ہی کہ نواب بہادر کو واسطے جنگ صاحبان انگریز کے
 ترغیب دیجئے اور خود دست برد سے دونوں سردار خون خوار کے محفوظ و
 حمایتی رہ کر بہتر راحت پر آسائش کیجئے یہ نہ بیر تہمہر ناظم حیدر آباد و فرمان
 رواے یونان نے متفق ہو کر ایک مکتوب تحایف و نوادر سمیت حضور میں نواب
 حیدر علی خان بہادر کے اس مضمون کا بھیجا کہ تسلط صاحبان انگریز کا اس
 ملک میں بہت بہ ہی اور آخر کار منہج طرف فاد عظیم کے ہو گا اور چونکہ ملک
 وسیع بنگالے کا ہمت اور شجاعت کے سبب قبضہ اختیار میں اس گروہ کے
 آگیا ہی اور حاکم نے ملک پائین گھات کے زبردست سمجھ اُن کی حمایت لی
 ہی یقین ہی کہ اب وے ہاتھ تصرف و تغلب کا اقلیم پر بالا گھات و یونان و حیدر
 آباد کے بھی دراز کریں گے اس واسطے لازمہ ہو شمندی کا یہ ہی کہ اس سیلاب
 بلا کے آنے سے پہلے ہی ایک سد باندھا چاہئے اور چونکہ وہ گروہ قابو جو راگھو
 شفی کی حمایت پر جسے اپنے برادر زادے رشید کو خنجر میداد سے ذبح کیا مشغول ہی

اس سبب اختلال کئی ریاست پونان میں واقع ہوا ہی ان سب وجوہات پر نظر کر ہم نے ارادہ نسخیر کرنے بند رہنسی کا جو انگریزوں کے چہماز و نکامقرو لنگر نگاہ ہی مصمم کیا ہی امید ہی کہ آپ بھی اس معاملے میں ہمارے شریک و موافق چون نواب بہادر نے ان باتوں کو خوب ملاحظے میں لادو نون سردار و نکو یہ لکھا چونکہ آپ دونوں صاحبوں نے اپنے مہمات مالی و ملکی کو اختیار میں کار برد ازان نادان کے چھوڑ دیا ہی اسی سبب سے امور آپ کے سب برہم درہم ہو رہے ہیں اور تجربوں سے یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ آپ لوگوں کے عہد و پیمان پر و توق کرنا نادانی سے خالی نہیں اور حال آپ کے فوجوں کا یہ ہی کہ جنگ کے وقت نام و ننگ کی پاس داری میں مطلق کوشش نہیں کرتیں اور مشقت و زحمت کی زہاد متحمل نہیں ہوتیں اور کمال خوف و ہراس کی جہت سے اپنی جان بچا میدان جنگ سے کنارہ کرتی ہیں اور ساتھ جن لوگوں کے کہ ارادہ مخاصمت و سازعت کا پیش نہاد خاطر عا طر ہی وے لوگ ایک دل و ایک زبان ہیں ہر لمحہ اپنے کام میں ہوشیار ظاہر اگر جہ کم دیکھا ئی دیتے ہیں پر حقیقت میں بہت ہیں اس سبب سے کہ ان میں جوش و حمیت مردانگی ہی بھاگنے کو عار جانتے اور جام ہمت و پردلی سے ایسے مست ہیں کہ میدان جنگ میں مرجانے کو حیات جاودانی سمجھتے پس ایسے پرداون اور صاحب جگروں سے کرنا ہریدل و جان کا کام نہیں ہی اور اس قوم قوی باز و ہوشمند کے ساتھ مقابلہ کرنا آسان نہیں اگر فی الحقیقت آپ کو فتنہ خواہیدہ کو بیدار کرنا ہی منظور ہی تو خوب مشورت اس بات میں کر فوج و خزانہ جمع کر اپنے دار الملک سے پائین گھات میں آئیے اُس وقت یہ دوستہ ار بھی ستر اکت سے ہلو تہی نہ کریگا اگر یہ عزم بھی منل سابق کے نقش بر آب ہی تو مخلص کو اس تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھئے

جب یہ جواب ناظم حیدر آباد و فرمان رواے پونان کو پہنچا باہم مشورۃ کر عہد و پیمان کو بحلف و سوگند مستحکم کر نواب بہادر کو لکھ بھیجا اور یہ آخر کو قرار پایا کہ ناظم حیدر آباد تو واسطے انتزاع و تسخیر راج بندری و مچھلی پتن کے متوجہ ہو اور فرمان رواے پونان بندر بنی کی تسخیر پیش نہاد خاطر کرے اور نواب بہادر آرکات پر چو پائین گھاٹ کا دارالامارت ہی تاخت کرے اگرچہ نواب بہادر کو اس بات کا یقین تھا کہ ناظم حیدر آباد و کار فرماے پونان کا قول راستی سے بے برہمی تب بھی واسطے امتحان کرنے عہد و پیمان دونوں دولت مند کے اپنے شکر کی طیاری کا حکم دیا اور چند روز میں جب ساز و سامان حرب کامیاب و درست اور شکر حیدری مجتمع ہو چکا اور بخشین نے فرد موجودات کی گذرانی اُس سے یہ واضح ہوا کہ بارہ ہزار سوار سالہ خاص و بیس ہزار سوار ینماگر پندرہ ہزار سوار سلحدار اور چوبیس ہزار سپاہیان بارہوڑ شعار سواے افواج راجگان مطیع کے آستانہ دولت پر حاضر ہیں تب رجب کے مہینے سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری میں نواب بہادر نے ساتھ اُن افواج قاہرہ اور ستر ضرب توپ قیامت آشوب اور کئی ہزار شتر محمولہ زنبورک و بان اور کئی ہزار جزائل بردار کے بحر زخار کی مانند آرکات کی طرف موج زن ہو معبر حکم سے عبور فرما نواح میں کلپاک کے قبہ بارگاہ بلند فرمایا شاہزادہ کہیں کریم شاہ بہادر کو معہ فوج و سواران ینماگر محمود بندر کو روانہ کیا اور خود وہاں سے کوچ کر کوہیجہ تر نامل کو ناظم آرکات کے تصرف سے باہر کیا اور بعد اسکے قلعہ چیت ہتہ کو کریم بخش نام قلعہ دار کے قبضے سے بعد محاصرہ و زد و خورد کے مستخلص کیا اور اس مقام سے شاہزادہ والا شان تیہو سلطان کو معہ فوج قوی واسطے تسخیر کرنے ارنی اور ندری کے نام زد فرما خود بدولت

فوج گران اور توپخانہ آتش فشان ساتھ لے شہر آرکات کی طرف متوجہ ہوا اور جلد وہاں پہنچ اطراف غالب پورہ کو مضرب خیام اور حصار عالم پناہ کو محاصرہ کر غلامان جان نثار اور فدائیوں شیر شکار کو واسطے بنانے مورچے و دمدے کے حکم دیا قلعہ اُسکا راجہ بیربر اور نجیب خان سالار جنگ بہادر ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیان بار اور دو ہزار سوار اور چار سو مرد اشرف کے اُس دارالامارت میں ذخیرہ مایحتاج و آلات حرب جمع کر مستعد رزم و پیکار ہوئے علاوہ اسکے تین ہزار آدمی شہر کے رہنے والے جنکے عیال و اطفال شہر میں تھے پاس حرمت کے اقتضائے فدائیوں کے مانند جان سباری پر کمر باندھ برج و بارہ پر حصار کے چرہ حمایت و حراست پر اُسکے مستعد ہوئے اور دونوں طرف سے آشباری شروع ہوئی اب حال شکر شاہزادہ تیبو سلطان اور شاہزادہ کریم شاہ بہادر کا سنئے جبکہ شاہزادہ کہیں نے حضور سے پدر والا قدر کے رخصت ہو محمود بندہ پر جڑھائی کی اور اُس سمورہ کو جو بلجا و ماوا تجارت مالدار کا تھا محاصرہ کیا اور اقسامِ پشمینہ وغیرہ اجناس تجارتی اور نقتو و جواہر نامعد و دوا و تمام اثاث البیت محمد مکرم کے گھر کا جو وہاں کا ملک التجار تھا اور اُسکے سارے اسباب تجارتی کمر و ترون روپیوں کے جو تین جہاز میں بھرے ہوئے تھے اور پینتیس ہاتھی ساتھ پیگو کے تاگن بے سب اپنے قبضے میں لائے تھیون اُونتوں چھکرون پر لد و امحمد مکرم کو اسیر کر سالم و غانم حضور میں حاضر ہو سرمایہ مفاخرت حاصل کیا اور تیبو سلطان جو ارنی کی طرف گیا تھا اُس قلعے کو محاصرہ کیا اور بدرا الزمان خان بخشی نے حسب الحکم ایک روز میں دمدہ باندھ توہین قلعہ شکن اُس پر چڑھائیں اور گولے مارنے شروع کیئے حسین علی خان قلعہ دار گولوں کے پہنچتے ہی لئے جو اس ہو بدرا الزمان کے پاس مع کلید قلعہ حاضر ہو اُسکے ذریعے

سے ملازمت شاہ زادے ہمایوں طالع کی حاصل کر عرض کیا کہ قلعے میں سادات بہت
 رہتے ہیں انکی حفاظت ناموس پر نظر کر کے مہینے قلعہ ملازمان عالی کو تفویض کر دیا
 نہیں تو میرے جیتے قلعہ کا فتح کرنا ممکن نہ تھا شاہ زادہ والا گہرا سکی میہودہ گوئی
 پر تبسم فرما کر تو نظر بندی کا حکم دیا اور قلعے میں تھا نہ مستحکم اور سیدی امام کو
 قلعہ دار اسکا مقرر کر ترمی کی طرف کوچ کیا وہاں کے قلعہ دار نے بھی بے جنگ
 و جہال قلعہ اولیاءے دولت کو تسلیم کر دیا بعد اسی کے شہزادہ فیروز بخت نے
 قلعہ ترواپورا اور گاد اور گادیری پاک کو مستخر فرما اور اپنا تھا نہ بیتھا اردوے مہلا کی
 طرف معادلت کی ،



جنرل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور کرنیل
 بیلہی بہادر کا دنیاے فانی سے سدھا رنا اور تسخیر کرنا نواب
 بہادر کا قلعہ آرکات کو اور اسیر کرنا نواب عبدالوہاب خان برادر
 نواب محمد علیخان کا معہ حالات دیگر جو اسی سال میں واقع ہوئے

جب برے برے قلعہ مستحکم پائیں گھات کے تصرف میں اولیاءے دولت حیدری
 کے آگے اور محاصرے کی تنگی اور سختی سے محصوران قلعہ آرکات کا حال تباہ
 و پریشان تھا نواب محمد علی خان جو ایک اور قلعہ میں دارالامارت سے دور رہتا تھا
 تاب مقاومت کی اپنے میں پناہ صاحبان انگریز بہادر سے استعانت طلب کی
 صاحبان والا عزم نے جنریل منرو بہادر کو چھ ہزار سپاہی پسندہ سوار
 دو پہلتن گورے کے ساتھ رخصت فرمایا انھیں روز و نواب بسالت جنگ ناظم
 ادھونی نے اندیشہ تاخت و تاراج حیدری سے کو یور کے تعلقے کو انگریز بہادر کے

حوالے کر دیا تھا اور کرنیل بیلی بہادر نے واسطے انتظام اُسے علاقے کے کوچ فرمایا مگر اٹھارے راہ میں خبر تقرب جنریل سنرو بہادر کی سنکر معہ تین پلٹن سپاہی اور چار سو جوان ولایتی و آتھہ ضرب توپ آڑکات کی طرف معاودت کی جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی سلطان جوان بخت کو ساتھ سواران و سلاحداران خاص کے معہ چار ضرب توپ واسطے مقابلے کرنیل موصوف کے رخصت فرمایا اور پندرہ دن اور باندھن کو جنگا سرگروہ سیدی ہلال تھاہر حکم ہوا کہ سدود کرنے میں راہ رسد کے خوب کوشش کریں اور اگر فوج دوسری اُسکی ملک کو پہنچے تو اُن سے ترین جب سلطان کی فوج کا کرنیل بہادر کی فوج کے ساتھ سوادین آبادی ستویر کے سامہنا ہوا جنگ شروع ہوئی اور سواروں نے ایسی کوشش کی کہ رسد پہنچنی بالکل موقوف ہو گئی تب بھی کرنیل بہادر نے مطلقاً ہر اس خاطر میں نہ لاقلمہ کنجی سے چھہ کوس کے فاصلے پر جا بقصد جنگ دیرا کیا اور حال حسرت اذوقہ گھاس لکڑی کا جنریل سنرو بہادر کو لکھا جنرل موصوف نے خط پڑھتے ہی ایک پلٹن اور چار کمپنی سپاہی گورہ مع سامان رسد و باروت و گولہ روانہ کر خود بھی قصد کیا کہ کرنیل بہادر سے ملحق ہو مگر تقدیر کی شعبہ بازی سے یہ اتفاق ہوا کہ بعد پہنچنے سپاہ ملکی و اذوقہ کے کرنیل بہادر شبشب کنجی میں جو وہاں سے قریب تھی نہ گیا اور اپنی سیارہ زم خواہ کے آرام پر نظر کر اُس روز اُسی جا پر مقام کیا جب زبانی جاسوسوں کی یہ حال نواب بہادر پر ظاہر ہوا آڑکات کا محاصرہ معطل رکھ یاںچ ہزار سوار واسطے غارتگری ملک راجگان نواح آڑکات کے تعین فرما خود بدولت معہ تمامی فوج دریا موج ایلغار کر وقت صبح جسوقت کرنیل بہادر کوچ کر کنجی کو جاتا تھا میدان میں پہنچکر بہادران جان نثار کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پڑ راہ کنجی کی سدود کریں

فوراً دلاورون نے اُسے گھیر قتل و غارت شروع کی ،
نظم

چو شد صبح نواب گردون جناب	علم زد دران دشت چون آفتاب
بر آراست بر تن سلاح نبرد	پراز شور شد گنبد لا جورد
ز بار سمندش بہ میدان کین	خم افتاد در پست گاؤ زمین
وزان سوی کرنیل صاحب وقار	تکاؤد برا کنیخت در کارزار
بر آشفست آن میر عالی جناب	ز صرصر گرو برداند رشتاب
بفرمان او جملہ فوج فرنگ	کشیدند صف های کین بید رنگ
بغریبہ کرنیل در پیش صف	نہنگے بز پراژ دے بکف
دو شکر بہ میدان کین آمدند	ز غیرت جبین پر ز چین آمدند
خوانان بہ میدان کشیدند صف	دادہ بر آمد ز ہر دو طرف
چو غریبہ توپ دمان در مصاف	بلد زید سیرغ در کوہ قاف
چو زنبورک جان ستان شود کرد	تن پر دلان شان زنبور کرد
خونگ پر کر گین وقت جنگ	پس ویش پران چو خیل کلنگ
روان بان دادہ جوالی حساب	بر جم شیطین چو تیر شهاب
بنادیق مردان عالی دماغ	صد متصل دادہ چون خیل زاغ
ز خون دلبران بمیدان جنگ	سراسر زمین گشت بیجاہ رنگ

اس جنگ میں سپاہ شکر انگریز بہادر کی ایسے لڑی کہ کار نامہ دستم
و اسمنہ یار کو بھلا دیا قریب تین ہزار آدمی نے بہادران حیدری سے شربت
شہادت کا پیا کرنیل بہادر نے ہر چند قصد کیا کہ لڑتے بھرتے معمورہ کنچی تک
پہنچے مگر چونکہ محمد علی کیدان و شیخ انصرو مو شیر جانی فرانسیس ساتھ اپنی

فوجوں کے اور موشر لالی فرانسیس جو بسالت جنگ ناظم ادھونی کے پاس سے نوکری چھوڑے دو ہزار تھنگی اور پان سو گلاہ پوش اور ایک سو پچاس سوار قوم الیمان کے زمرہ ملازمان حیدری میں منسلک ہوا تھا چاروں طرف سے ہجوم لا تو یون کی شیلک بند و قون کی بارہ اور آتش دہلا دار بانوں سے شور قیامت برپا کیا تھا بہت لوگ فوج انگریز بہادر کے مجروح و بیروح ہوئے اور کرنیل بہادر پناہ میں ایک باغ کے باقی ماند و ن کے ساتھ پائے شجاعت قائم کر اُن سب صدموں کا متحمل ہو تمام فوج کو جواب دینا تھا اس اثنائیں ایک گولہ توپ کا ذخیرے میں باروت شکر کرنیل بہادر کے جو درختوں کی پناہ میں گالیوں پر بار تھا جاگرا اور آتش فتنے کو مشتعل اور بہت سے جوان جنگی کو جلا بھسم کر دیا کرنیل بہادر نے جب اس طرح آتش فتنے کو شعلہ زن اور اپنی جمعیت کو پریشان دیکھا دل قوی رکھ باقی ماندہ فوج کو جمع کر تقید بارہ مارنے کی کرتا تھا کہ ناگاہ موشر جانی و موشر لالی فرانسیس نے اپنی فوج سے اُسے گھیر لیا اور کرنیل بہادر کو اسیر کیا سواران حیدری نے باقیوں کو قید کراہاں بنگاہ و تمام شکر کو لوٹ لیا اور حیدر علی خان بہادر بعد اس فتح نمایان کے شادیانہ فتح سجوا کرنیل بہادر کی طرف جو سواد کینچی میں تھا نہضت فرما دو فرسنگ کے فاصلے پر مقام کر سواران بغاگر کو واسطے بند کرنے راہ رسد فوج انگریزی کے حکم دیا جب خبر اسیر ہونے کرنیل بہادر اور پامال ہونے اُسکے شکر کی خبریں بہادر کو پہنچی اپنی فوج قلیل کے ساتھ افواج کثیر حیدری سے مقابلہ کر فوج کو ناحق کام نہنگ میں ڈالنا کاردانی سے بعید تصور کر جنگ کو وقت قابو پر موقوف رکھ رات کو جنگل ویشے کی طرف کوچ کیا سواران حیدری جو اس خبر کو سنا اُسکے تعاقب میں دوڑے تھے بسے نیل مقصود معاودت کرا دوی معلیٰ میں پھر جا ملے

تب نواب بہادر نے وہاں سے کوچ کر شہر آرتکات کو محاصرہ فرمایا بہادر وں نے حسب الحکم دمہ باندھ تو بہین چڑھہ قلعہ شکن گولوں اور آتش افکن بانوں سے آشوب قیامت برپا کیا محصوران خستہ جان اُس حالت اضطرار میں بہی کمال جگر داری سے دفع کرنے میں حملہ بہادران حیدری کے ہر دم سعی کرتے تھے دو کنبی سپاہی جو تربیت یافتہ انگریز بہادر کے تھے قلعے کی فصیل پر چڑھہ اس طرح سے رستمانہ کرتے تھے کہ آنکھیں نظار گبونکی اُنکی چالاکی دیکھ کر خیرہ ہوتی تھیں اس جنگ میں نواب حافظ علی خان داماد نواب بہادر نے مع چند نامی سردار و سواران کار شہرت شہادت پیا اور محصورین میں سے سید فرید الدین خان بھی جو شہر اور تمام صوبہ کا کو توال حلیہ شجاعت سے مٹھلی خاصہ ہیدہ واجب محاصرے پر نین مہینے گزرے اور مدد نہ پہنچی اسباب و سامان جنگ کا نہر گیا دیوار قلعے کی گولوں کی ضرب سے مٹ گیا ہو گئی تب نواب بہادر نے بہادر وں کو واسطے تسخیر حصار کے تاکید فرمائی جماعہ جان نثار زینے لگا فصیل پر چڑھہ برج و بارہ کے محافظوں کو تہ تیغ کر اچنانچہ ت کو معہ عیال و اطفال دام اسیری میں لائے ارشد بیگ خان اور حسینی یار خان اور شریف زادے شہر کے جو واسطے مدد اچنانچہ ت کے جمع ہو گئے تھے اور سید حمید کبیدان مع چند اشخاص جو شہر کے اعزہ سے تھے مقید کیے گئے مگر نجیب خان ساتھ سپاہیان انگریزی کے قلعہ لارک میں جادروانہ بند لرجان سپاری ہر مستعد ہوا علی الصبح جب نواب بہادر خوشی و شادمانی کے ساتھ شہر میں داخل ہو حکم دیا کہ سنادی لی جادے کو کوئی شخص مال و ناموس پر رعایا کی دست درازی نہ کرے بعد دو روز کے ایک شخص معتمد معہ قولنامہ امان جان و ناموس نجیب خان اور تمام مرگروہ سپاہیان انگریزی کے پاس جادل جوئی کر اُن سب کو حضور میں لایا نواب

بہادر نے اپنے قول نامے کا پاس کر اُن سبکو عزت و اکرام شایستہ سے رخصت فرمایا اور دوسو سوار بطریق بدرقہ اُنکے ہمراہ کیا تا چیناپتن میں اُنھیں بخیریت پہنچا دیں سید حمید کمید ان نے نوکری کی استدعا کی نواب بہادر نے اُسکو ایک پالکی و خلعت خاصہ عطا فرما چار ہزار تفنگچی کی مضبدا ری پر اُسے ممتاز کیا علاوہ اُسکے شرقا و نجبا کو لایق قدر و منزلت ہر ایک کے خلعتیں اور جواہر عطا کر دیئے مقرر فرمایا اور میر محمد صادق کو جواد لاد سے میر احمد خان جاگیردار صوبہ سرکا اور ایک مدت سے کو تو الی شہر آرکات میں اوقات بسر کرتا تھا عہدے پر صاحب صوبگی آرکات کے مامور کر اُسکے فرق عزت کو بلندی بخشی بعد اُسکے جب نواب بہادر فکر سے رفاہ حال رعایا کے مطمئن اور انتظام قلعے سے فارغ ہو چکا شاہ کریم اللہ چشتی و علی رضا خطیب و نور علی شاہ نے جو روضہ مقدسہ مقبول درگاہ ایزدانی خلاصہ موجودات سبحانی گنجور امرا ایزدستان حضرت تیبوستان قدس سرہ العزیز کے متوالی تھے حضور میں نواب بہادر کے آئبرکات اُس درگاہ کے اور تسبیح خاک پاک اور ایک جلد کلام حمید بخط ولایت ہدیہ گذرانا نواب قدر شناس نے اُن بزرگوں کے ساتھ دربارہ حالات و کرامات حضرت تیبوستان مبرور دیر تک گفتگو کی اور رخصت کے وقت ہر ایک کے دامن امید کو زر و جواہر سے مالا مال کیا اور ایک سو ایک اشرفی نذر اور شامیانہ زر بفت مع استاد ہی ظاہمی واسطے درگاہ حضرت تیبوستان علیہ الرحمۃ والغفران کے بھیجا اور داروغہ مطبخ خاص کو یہ حکم ہوا کہ درگاہ میں جا کر الوان نعمت شاہ نہ طیار کروادے اور اسباب اور اقسام مصالح و عطریات و غیرہ جو طعام اور فاتحے کے لئے چاہئے کار پردازوں سے ہر کار خانے کے لیکر ساتھ لیا دے کہ وقت حاجت کے کسی چیز کی تلاش کرنی نہ پڑے

چنانچہ حسب الحکم عملی میں آیا اس اثنا میں جاسو سونکی زبانی حضور میں واضح ہوا کہ عبد الوہاب خان برادر نواب محمد علی خان نے قلعہ چتور میں اذوقہ و اسباب جنگ کا جمع کر اپنے دیوان اور چند راجاؤں کو محافظت کے لئے چھوڑ خود قلعہ چند رگرمی میں قیام اختیار کیا ہی اور ارادہ رکھتا ہی کہ عنقریب چینا پٹن میں پہنچ کر صاحبان انگریز بہادر سے استمداد کر آرکات کی طرف متوجہ ہو اس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر کا شعلہ غضب بھڑکا چاہا کہ واسطے استیصال کرنے عبد الوہاب خان کے چرہ دورے اس میں میر علی رضا خان نے شفیع ہو کر عرض کی کہ عبد الوہاب خان نے تو اپنے بھائی سے رنجیدہ ہو گوشہ قناعت اختیار کیا ہی اُس سچارے کی کیا قدرت کہ خیال جنگ کا دل میں باندھے بلکہ یقین ہی کہ اگر صرف طلب کا حضور کی زبان پر گزرے تو سر کے بل حاضر ہو اس بات کے سنتے ہی میر معین الدین کو یہ حکم ہوا کہ نواب عبد الوہاب خان کو حضور میں حاضر کرے اور میر علی رضا خان کو واسطے گوشمالی راجگان تواح آرکات اور انتظام دینے اُس کے روانہ کیا اور شاہزادہ فیروز بخت کو ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیانہ بار و دس ہزار پیادہ و پانچ ہزار سوار کے واسطے فتح کرنے غربی قلعجات آرکات اور ضبط کرنے مضافات اُس کے رخصت فرمایا جب سید صاحب اُس جنود قاہرہ کے ساتھ قلعہ چتور کو محاصرہ کر قلعہ دار کو خالی کر دینے قلعہ کا پیام بھیجا قلعہ دار نے عذر عدم اجازت نواب عبد الوہاب خان کا پیش کیا سید صاحب نے دوسرے روز کمال مردانگی و شجاعت سے اپنے پر دل جوانوں کے ساتھ قلعہ پر چڑھ گیا اور سب قلعے والوں کو بضر تیغ و سنان ادج رفعت سے غاریستی میں ڈالا اور ویسا حصار فلک آثار ج کا فتح ہونا اس سرعت کے ساتھ فہم و وہم میں نہ آتا تھا مفتوح ہو گیا سید موصوف نے حمام

مال و متاع و آلات جنگی تصرف میں لا ایک قلعہ دار معتمد اپنی طرف سے قلعے میں چھوڑا قلعہ بر چند رگزی کے تاخت کی اور وہاں بھیجکر عبدالوہاب خان کو واسطے حاضر ہونے حضور حیدری میں لکھ بھیجیا چونکہ ہوش و حواس خان ذی شان کے سنے سے خبر سن کر ہو جانے قلعے چٹور کے تھکانے نہ تھے اور اُس کے مشیر بو فلمونی روزگار کو دیکھ عالم حیرت میں بناچار خان امارت نشان نے اپنے اہل حرم سے دربارہ صلح و جنگ مشورہ کر تحریر کرنے میں جواب مکتوب سید صاحب کے تاخیر کی دوسرے روز ایسا اتفاق ہوا کہ چند سوار و پیادے شکر سے سید صاحب کے جو لکڑی گھاس کے واسطے دامن کوہ میں لے گئے تھے قلعہ دار سادہ لوح نے جب قلعے کے اوپر سے اُن سوار پیادوں کو دیکھا یورش گمان کرتو پ چلایا اس حرکت کا دافع ہونا جو منافی آثار صلح کا تھا طبع پر سید صاحب کے ناگوار ہوا فی الفور ایک عرضداشت منضمین بغاوت عبدالوہاب خان حضور میں ارسال کی اور ایک بری توپ ہمارے پر چڑھاگو لڑنی شروع کر دی اتفاقات سے پہلا ہی گو لہ خان ر فبیع المکان کی حرم سرا میں جاگرا وہاں زلزلہ پڑ گیا اس میں دو سراگو لا چھت پر مطبع کے پہنچا چھت گر برسی اور دواویلا مستورات میں مچ گیا اس حال تباہ کو معاینہ کر خان عالی مقدر ایسے حس و حرکت ہو بسر مد ہوشی پڑ گرا مستورات نے جب خان صاحب کو چراغ جہنم کی مانند حالت نفس شماری میں دیکھا ایک خط اس مضمون کا لکھکر سید صاحب کو بھیجا کہ اگر آپ کو قلعہ اور ملک مقبوضہ ہمارا لینا منظور ہی تو حاضر ہی مگر چونکہ ہمارے خاوند کا مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہی اس لئے جاہئے کہ آپ گو لہ از و نکو حکم دین کہ تو یونکی صدائے دماغ کو اُس کے زیادہ تر پریشان نکر میں جب وہ مکتوب سید صاحب کو پہنچا اُنکو یہ جواب لکھ بھیجا کہ آپ لوگ معہ نواب صاحب باطمینان خاطر یہاں

تشریف لاوین کوئی دقیقہ پاس داری میں عزت و حرمت کے فروگہداشت نہوگا
 جب یہ مکتوب وہاں پہنچا خان والا شان سے عیال و اطفال قلعے سے نکل کر
 میں سید صاحب کے آیا تب سید صاحب نے ایک قلعہ دار امانت شمار اپنی
 طرف سے قلعے میں چھوڑ تمام مال اسباب ضبط کر کے خان رفیع المکان وغیرہ
 حضور میں پہنچ کر سرمایہ مفاخرت حاصل کیا اور نواب بہادر نے خان
 رفیع المکان کو معہ اُسکے تبعہ و تحتہ بدرقہ معقول ہمراہ کر سریر نگہداشت کو روانہ فرمایا
 اور سلطان جوان طالع ایک مہینے کے عرصے میں قلعہ ماہی مندل و کیلاس گرتھ کو
 مفتوح کر شکر فراوان اور اسباب حرب سے پیمان کے ساتھ ساتھ گرتھ کی طرف
 جکی حصانت و رزانت ہفت اقلیم میں مشہور ہی متوجہ ہوا اور محاذی قلعے
 کے میدان وسیع میں فیل سوارہ جیسے مہر انور کوہ خاورد سے طلوع ہوتا ہی
 ساتھ کمال جاہ و جلال توڑک سواری کے جلوہ فرما بد بینوں کی آنکھوں کو خیرہ کیا،

نظم

سواران اسپان تازی نژاد	بہ سرعت گرو بردہ از تند باد
از سہم سواران ز زمین رکاب	از رہ پوش گردید ماہی در آب
سنان های نیزہ بروی ہوا	چو انجم درخشان شدہ بر سما
علم های سرخ و سفید و سیاہ	بگرداندہ رنگ از رخ مہر و ماہ
بہ بستہ بہر توپ گل گون لوا	چو آتش فشانہ لب اژدہ
از خیال جوانان بدوق بند	فرودہ دران دشت رونق دو چند
قباہی رنگین بمیدان جنگ	چو ابر بہاری شدہ رنگ رنگ
درخشیدن چار آئینہ	شدہ صیقل زنگ از سینہ
کمان کیانی یلان کردہ زہ	بہ ابرو ز کینہ بر گلندہ گرہ

بدوش بلان نیزہ دہ ارش سنابہ سم یافتہ پرورش
درخشان بنادیق زہر آگون چومارے کہ از پوست آید ہرون

اگرچہ ولی محمد خان قلعہ دار اُس حصار فلک آثار کا اور سید محمد دوم رسالہ دار اور محمد مولا جو معتمدون سے نواب محمد علی خان کے معہ دو ہزار سپاہی اُسکی حراست کے واسطے مامور تھے اور قلعہ بھی اذوقہ واسلحہ سے معمور تھا مگر معاینہ کرنے سے کو کہ جاہ و جلال سلطان کے اُن سب کے چہرے کا رنگ اُتر گیا اپنی جان کی حفاظت قلعہ کی صیانت پر مقدم جان اُسے آگے کہ نوبت شمشیر زنی کی پہنچے حضور میں حاضر ہو کلید قلعہ حوالہ کر نوید امان پامطمئن ہوئے سلطان ایک معتمد جان شاد کو معہ فوج جرّار واسطے حفاظت قلعہ کے متعین کر خود بدولت واسطے تسخیر کرنے ابو رگر تھ کے جو دہان سے تین کوس پر تھا سوجہ ہوا اگرچہ اُس حصار میں صرف ایک کبطان معہ چند کنپنی سبھیون کے مقیم اور اذوقہ بھی کم تھا باوجود اُسکے وہ رستم جگر بند رہہ روز تک جنگ کرتا و داد تہو ر قلعہ داری کی دینار ہا آخر کار جب دیوار حصار کی گولون کی ضرب سے گر پڑی ناچار قلعہ کو تسلیم کر دیا سلطان قلعہ داری اُس قلعے کی زمین العابدین خان نائٹ کو تفویض فرما دیا ن سے مراجعت کر سعادت میں پائے بوس والد بزرگوار کے فائز ہوا چونکہ لوح خاطر عاظر بر نواب بہادر کے بہ مشغوش تھا کہ جس طرف سلطان اقبال منہ سمند گیتی نور کو مہمیز کرتا ہی شاہد فتح مرآت تہا میں منہ دیکھتا ہی اس سبب نائیا عالم ہوا کہ وہ ملک کو محمد علی کیدان کے عازم ہو اور تسخیر کرنے میں قلعہ ر اے ایلور کے تدبیر کو شش شبہ عمل میں لائے اگرچہ سلطان کو زبانی مخبرون کے مفصل یہ معلوم ہوا تھا کہ اُس قلعے میں کرنیل لانگ بہادر نے پائے ثبات بقایم کر ماکولات و مشروبات و آلات حرب ذخیرہ کیا ہی اور جب تک

تمام لشکر منوجہ نہوگی محاصرہ اُس قلعے کا منعذر ہی مگر چونکہ حکم سے والد بزرگوار کے کچھ گزیر نہ تھا پھر سامان سفر کا درست کر کوچ کیا اور محمد علی کیدان کو معہ اُسکی فوج ہمراہ لے رائے ایلور کی طرف تاخت کی جب کرنیل بہادر نے ورود سے شاہ زادے روشن اختر کے خبر پائی فی الفور سپاہیان قادر انداز کو اُوپر کوہ ساجرہ گو برہ و مرتضی گدھ کے تعین کر توپین صاعقہ بار اُسپر چڑھا یا لڑا کہ کسی طرح کمند تدبیر کی اُسکے ذروے پر پہنچ نہ سکی اور اگرچہ محمد علی کیدان نے مکر رحیلے مردانے کئے اور جاہا کہ کیطرح کوہ ساجرہ پر چڑھے پر بندہ و قون اور توپوں کی شیلک سے اُسپر صعود کرنا مستر نہوا تب شاہ زادہ فیروز بخت نے فتح ہونا اُس قلعے کا بغیر بری بری نوپ اور فوج کثیر کے منعذر سمجھ حضور والا میں عرض داست اس حال کی روانہ کی نواب روشن ضمیر نے اُس نور دیدہ کو اپنی نظر سے دور رکھنا اور کام کے مردوں کو پروانہ وار آتش پر دالنا مصالحت نہ دیکھ پروانہ بکرامت نشانہ درباب مراجعت صادر فرمایا اور سردار کو سواران یغما گرتے یہ حکم دیا کہ تین سو سوار اور ایک ہزار سپاہی ہمراہ لے انگہ برون کی رسد مار تارہ بعد اسکے نواب بہادر کو تسخیر کرنا ملک جنوبی آرکات کا منظور ہوا ستم علی خان فاروقی کو معہ دو ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کرنا تکی و ایک ہزار سپاہی واسطے فتح کرنے کو ہستان چنچی کے رخصت فرمایا اور روشن خان دستہ دار نے معہ دو ہزار پیادہ اور ایک پانچ سپاہی و ایک ہزار سوار خوش اسیر واسطے مستحر کرنے کوہ موکل کے مامور ہو منزل مقصود کی طرف کوچ کیا جنانچہ پاس قلعے کے یورب طرف سیدان ہموار میں اُسنے جا کر ڈیرا کیا اور سطر جوزف کو جو انگہ بیز بہادر کی طرف سے قلعہ داری میں مامور تھا پیام بھیجا کہ اگر تم ساتھ نواب بہادر کے راہ اطاعت کی چلو اور قلعے کو ہمارے حوالے کر دو تو

موثر لالی کی طرح منسوب و جاگیر شایستہ نمکو بھی عنایت ہوگی مگر مسطر موصوف نے حمیت مردی کو کام فرمایا مصلح کو بگوشی و ضامن جنگ پر آمادہ ہو اور دشمن خان نے یہ حال دیکھ کر آبادی کو دامن کوہ کے جلا خاستر کیا اور عیال و اطفال کو سیاہیوں کے جو قلعے میں آمادہ جنگ تھے اسیر کر لیا اس توقع پر کہ وہ اپنے عیال و اطفال کی اسیری کی خبر سن کر لڑنے سے باز آئیں گے مگر ان جو انون نے پاس نمک کو اپنے عیال و اطفال کی رہائی پر ترجیح دے بند و قون کی بادھین مار بہتون کو ہلاک کیا اس درمیان میں رستم علی خان نے ایک ہفتے کی سعی میں کوہ کشن کندہ و جنید کندہ جو سب پہاڑوں سے زیادہ بلند اور اور کئی قلعے جو باہم متصل تھے فتح کیا اور محیی الدین خان قلعہ دار والا جاہی کو معہ ایک شخص عہدہ دار انگریزی اسیر اور قلعوں کو حیدری و ولت خواہوں کے سپرد کر کر نامی کی طرف عازم ہوا اور شاہ زادہ بلند اقبال جو ساتھ فوج طفر موج کے واسطے تسخیر کرنے کر نایک گدھ و غیرہ کے گیا تھا ادھونی گدھ و علی آباد میں محاذی قلعے کر نایک گدھ کے پہنچ کر گولند ازون کو حکم دیا کہ حصار کی دیوار کو گرا دیں تو پچیان بہرام صولت نے اگرچہ توپیں پہاڑوں پر بڑھائیں پر بہ سبب غایت ارتفاع کے گولے دیوار حصار میں نہ لگ سکتے تھے اس لئے شاہ زادے نے چوتھے روز حکمت عملی سے چند آدمی کو اسیر و ن سے متوطنان آرکات کے بانعام و اکرام خوش دل کر رہائی بخشی ان اسیران احسان دیدہ نے قلعے میں پہنچ کر کیفیت مستحضر ہوئے شہر آرکات اور چھپ جانے نواب محمد علی خان کی معہ خصوصیات فتح ہونے بہت سے قلعوں کی قلعہ دار اور کمیدان محافظ قلعہ پر ظاہر کر ان سب کو گرداب اضطراب میں ڈالتا اب اس جماعت نے واسطے در یوزہ امان جان و ناموس کے ایک شخص معتبر کو حضور میں شاہ زادہ بہادر کے بھیجا اسے فی الفور قولنامہ عنایت

کیا اہل قلعہ اُس کو دیکھتے ہی قلعہ اولیاءے دولت کو تسلیم کر خود نکل گئے شاہزادہ بہادر سب مال و اسباب قلعے کا ضبط کر قلعہ دار معتبر وہاں تعین فرما بعد نظم و نسق مضافات قلعے کے کوہ راوت و نیلور کی طرف لو اے شوکت باند کبا اور دروز میں اُس کو بھی مفتوح فرمایا ک گدھ کی طرف متوجہ ہوا اس قلعے میں صاحبان عالی شان کی طرف سے ایک کپتان دو سوجوان سے محافظت میں اُس کے مستعد تھا جب اُس نے قلعے پر سے دیکھا کہ شاہزادہ تالاب کے کنارے سمت غربی قلعے پر جنگ کو آمادہ ہی ایسی گولہ زنی شروع کر دی کہ بہادران شکر کو اتنی فرصت نہ ملی کہ پہاڑ پر صعد کر مورچے بنائیں الغرض قلعہ دار نے غنیم کے مدافعت کرنے میں کبھی طرح کمی نہ کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ تالاب قلعے کا جو مایہ حیات ان سبھو نکاتھا خشک ہو گیا بناچار وہ سب مضطر ہو کر اپنے سردار سے مستعدی اس امر کے ہوئے کہ شاہزادے سے صلح کی اسلئے عا کرین قلعہ دار نے اہل قلعے کی بیداری دیکھ کر یہ پیام بھیجا کہ اگر آج کی شب گولہ اندازی موقوف فرمائیں تو کلاہ قلعہ تسلیم کر دیا جائیگا شاہزادہ اس پیام سے خوش دل ہو تو پیچون کو منع فرمایا اسی شب اتفاقاً برسیاہ نے موسم گھیر آیا اور اس قدر برسا کہ تالاب خشک قلعے کا بھر گیا علی الصبح قلعہ دار نے ہراہیون سے مشورہ کیا سبھون نے عرض کی کہ قلعے میں اذوقہ و گولہ و باروت کی کچھ کمی نہیں اور پانی جو موجب حیات ہی فضل الہی سے موجود اب صلح کرنی کچھ ضرور نہیں لے کر مرنا آبروریزی سے برا تب بہتر ہی سردار نے جب سپاہ کو طالب رزم دیکھا بساط صلح کو اُلٹ گولہ و بندوق زنی پر مستعد ہوا شاہزادے نے جب رنگ معاملہ کا دنگر گون دیکھا غضبناک ہو تو پیچون کو حکم دیا کہ چوٹی پر پہاڑ کے توہین چڑھا گولوں کے اولے قلعے پر برسا دین اگرچہ جوانان قوی باز و ہر روز مورچے آگے ہرٹھانے جاتے تھے پر محصوروں کے ہاتھوں سے

ہر روز ایک صدمہ عظیم اُنھیں پہنچتا تھا وہ مردار دلاور اسی طرح اکتھائیس روز تک کارنامہ رستم و اسفندیار کا نمایان کرتا اور فوج دریا موج سے لرتا رہا آخر کو جب تالاب قلعے کا پھر خشک ہو گیا اور سوائے آبروے مردان جنگی کے پانی کا نشان و ان نہا پیاس کے مارے طاقت سپاہیوں کی طاق ہو گئی تب پھر سب مجبوری سے خواہن امان ہوئے لیکن چونکہ کار مدار اُسے گزر چکا تھا اور بہت سے بہادران نامی حیدری بھی کام آئے تھے محصور و نئے معروضہ نے درجہ اجابت کا نہ پایا اور فوج ظفر موج کو بورس و قتل عام کا حکم صادر ہوا جو انان شیرشکار نے فوراً حصار پر چڑھ آہ شمشیر سے اُن جگر سوختگوں کو سیراب کیا اور قلعہ دار کو عزت و احترام کے ساتھ حضور میں لائے بعد فتح شاہزادہ والا شکوہ اُس ملک میں قلعہ دار کا گزار و امین کا ردان مقرر کر مہ نقد و اجناس فراوان حضور حیدری میں حاضر ہو سعادت کو نبین حاصل کی

لشکر کشی کرنا جنریل سرایری کو ط بہادر کا مدراس سے بالاکھات پر

جب شاہزادہ ہمایوں طالع مہ غنائم مو فور بارگاہ حیدری میں حاضر ہوا جاسوسوں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ جنریل کو ط بہادر جو فنون صفت آدائی میں یگانہ زمانہ اور بعد تنظیم و تنبیق ملک بنگالے کے ولایت کو گیا تھا درینولا پھر وہاں سے واسطے کفایت مہم جنگ نواب بہادر کے مامور ہو مدراس میں آکر نواب محمد علی خان کے ساتھ ملاقات کر دو ہزار تفنگچی اور تین سو سوار اُسکے ہمراہ لے مہ خزاہ و ساز و سامان جنگ اب اُس نے نواح میں دکل و یلور کے خیمہ کیا ہی نواب بہادر نے یہ خبر سن اپنے سواروں کو سرکردگی میں سیدی ہلال

و غلام علی خان بخشی کے منتقلی کے طریق پر رخصت کر خود بدولت بھی عقبہ اُنکے آَرَکات کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر نے نواب بہادر کے ورود سے پہلے ہی قلعہ کرگ پالہ کو جو ملا زمان حیدری کے تصرف میں تھا محاصرہ کیا اور صبح ہوتے ہی بہادران لشکر انگریزی نے ہمت کر ساتھ مدد طلب و زمینے کے اُس قلعے پر چڑھ محاذ پر حصار کو تہ تیغ کیا قلعہ دار دو ساعت تک داد جو انمدی کی دے شہید ہوا جنریل بہادر بعد فتح ازوقہ وغیرہ جو کچھ قلعے میں تھا سب اپنے لشکر یا منصور پر تقسیم فرما دیاں سے کوچ کر سواد اجرا و اکھ میں خیمہ کیا اور روشن خان دستہ دار واسطے فتح کرنے بر موکل گدھ کے حضور حیدری سے رخصت ہو باتفاق رستم علی خان فاروقی قلعے کو محاصرہ کیا پر جب یہ خبر پائی کہ بہ سبب قریب پہنچنے لشکر قاہرہ جنریل بہادر کے قلعہ دار کو استظہار کلی ہم پہنچا محاصرے سے ہاتھ اُٹھا اُردوے معلیٰ کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر قلعہ بر موکل گدھ میں نئے مزاحمت و ساز و ستاز پہنچ قلعہ دار کو عوض میں اُس جگہ داری کے انعام و اکرام سے بہت ساسر فراز کر اپنے ساتھ لیا اور دوسرے ہر دار کو ویاں کے قلعہ داری پر مامور فرما دیاں سے پھلجری کی طرف کوچ کیا اور ایک تاجر سے اسباب رسد کا بہت سا خرید فرما کوہ مور کی طرف تاخت کر محاذی قلعے کے جاگیر کیا اور واسطے بھیجنے سامان جنگ و آذوقہ کے دریائی راہ سے کونسل مدد اس کو لکھ بھیجا اس عرصے میں نواب بہادر نے بھی معہ حشر لشکر جو مور و ملخ سے زیادہ تھا دوفر سنگ کے فاصلے پر دیرا کر واسطے دریافت کرنے مکہ نون ضمیر جنریل بہادر کے چند روز صف آرائی نہ کی جب معلوم ہوا کہ جنریل بہادر جب تک جہاز مدد اس سے نہ پہنچے جنگ میں سبقت نہ کریگا نواب بہادر نے میر علی رضا خان کو ساتھ اُس قدر فوج کے جو اُسکے ساتھ متعین تھی اور سیدی

ہلال کو معہ پانچ ہزار سوار اور غازی خان کو معہ سواران یغما گروا سٹے مقابلے جنریل
 بہادر کے چھوڑ معہ توپخانہ و شکر محمود بندر کی طرف نہضت فرمایا اور شاہزادہ
 جوان بخت کو سات ہزار سوار و فوجوار اور پانچ ہزار سپاہی جرّار اور پچیس
 ضرب توپ صاعقہ آشوب کے ساتھ رخصت کیا کہ نواح ناتھرنگر و تنجاور میں
 نیران عناد مشتعل کر جو کچھ تر و خشک نظر آوے سب جلا خاستر کرے
 چنانچہ شاہزادے نے پہلے نواح تنجاور میں جو رشک باغ ارم تھا اس قدر آتش
 زنی و غارتگری کی کہ آشیان گاہ بوم بنایا،

نظم

بہر جا کہ طوفان شکر رسید تو گوئی کہ صرصہ آذر رسید

از ان بوم کنند اشجار و باغ در و بام شد آشیان گاہ زاغ

ز بس سوختن در حمامی دیار خاندہ یکی چوب جز چوب دار

بعد قتل و غارت اجناس منروہ حضور میں روانہ کر واسطے مرمت کرنے
 قلعے زکات پالی و شا کوٹہ کے کار پردازوں کو تمّید فرما ناتھرنگر پر تاخت کی اولیا پور
 و دیار پالے میں تھانہ چھوڑ و ان سے شباشب کوچ کر ساحل پر رود کا دیری
 و کور دم کے معابد قدیم کو ہنود کے جواقمشہ نفیسہ اور جواہر نادارہ سے
 پر تھے خالی کیا اور بعد قتل عام اور منہدم کرنے بتخانوں کے دونوں مذہبی پار ہو
 کلی کوٹے کی طرف جو حصار سے ترچنا پالی کے چھ میل مشرق کی طرف واقع ہی
 کوچ کیا ہنوز منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ کو کہہ نواب بہادر کانایان ہو سلطان
 دولت قدم بوس حاصل کر ہر کاب ہو انواب بہادر نے حدود میں ترچنا پالی کے
 پہنچ سواروں کو واسطے تاخت و تاراج اُس نواح کے حکم دیا اور ان یغما گردوں نے
 کوئی دقیقہ نہب و غارت سے فرگذاشت نہ کیا اس اثنا میں ایک مرد دارانگریزی

میسر ہال نام جو قلعے سے نکل چھ سو سپاہیان نو ملازم کو قواعد جنگ تعلیم کر رہا تھا
 معہ دو ضرب توپ تاخت کر شیلکون سے گرمی بازار غارت گردن کی سر دکر انھوں
 کے تعاقب میں روانہ ہوا اور وہ اسے آہستہ آہستہ چرکل کی طرف جہان
 اور سوار معہ توپ خانہ کمین گاہ میں منتظر تھے لگا لپچے چونکہ میسر ہال حال کمین گاہ سے
 خبردار نہ تھا لے باکانہ شیلک مارنا آگے چلا جاتا تھا جو نہیں قریب کمین گاہ کے پہنچا
 فوج حیدری چارون طرف سے اُسکو نہ غے میں لا بند و قون اور توپوں کی
 بار تھین مارنے لگی سپاہیان نو آموز اکثر کشتہ و زخمی ہوئے میسر ہال نے یہ
 نقشہ دیکھ کتنے آدمیوں کو مار کر قلعے کی طرف جلد گھوڑا اُتھایا اس حالت میں علی
 نواز نام ایک سوار حیدری نے جھٹ پہنچ کر کئی وار شمشیر کے میسر پر کپٹے مگر چونکہ
 صیانت ایزدی نے سپرداری کی کچھ آسیب اُسکو نہ پہنچا اور وہ شجاعت
 پناہ صحیح و سالم قلعے میں داخل ہوا نواب بہادر بعد فتح سوار چرکل پار تھ میں خیام
 اقبال نصب کروا تبرداروں کو حکم دیا کہ لکڑیاں مورچے باندھنے کے لئے جمع
 کریں اور قلعے میں میسر ہال و کرنیل لگسن بہادر و شادی خان تحصیل دار سپاہیان
 قدیم و سکنہ شہر کو جمع کر قلعے کی حراست میں مشغول ہوئے دو تین روز کے
 عرصے میں لشکر یان حیدری اسباب قلعہ کشائی کا مہیا کر یہ ارادہ رکھتے تھے
 کہ شب کو قلعے پر ہلکا کریں کہ ناگاہ عرض داشت نواب میر علی رضا خان وغیرہ کی
 نظر سے نواب بہادر کے گذری جا کا مضمون یہ تھا کہ جنریل کو ط بہادر نے معہ
 سپاہ و سامان کثیر محمود بندر کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے واسطے مدافعت
 جنریل کے اُس طرف کی روانگی کو مقدم جان معہ توپ خانہ و تمام فوج دریاموج
 قلعے کے محاصرے سے ہاتھ اُٹھا کوچ فرمایا جب کئی منزلیں طمی ہوئیں سیدی ہلال
 بخشی جو مقدمۃ الجہش تھا سوار باکوڑہ میں ساتھ فوج قاہرہ انگریز بہادر کے دو چار ہوا

اور دادجو انمردی کی دے معہ تین سو جوان جام شہادت پیاتب جنریل بہادر نے
 سرعت تمام راہ طی کر محمود بندہ لاہ میں داخل ہو شب بہ آسائش بسر کر
 علی الصباح قلعے سنبہر پرورش فرمایا چونکہ یوسف خان قلعہ دار پائے ثبات قائم
 کرتیر و تفنگ سے شکر انگریز بہادر کو جواب دیتا تھا اس سبب سے جنرل
 بہادر نے ضایع کرنا بہادرون کا مناسب نجان محمود بندہ کی طرف پھر مراجعت کی
 اس اثنا میں نواب بہادر معہ شکر و توپ خانہ راہ میں حایل ہو تو دون ہریگ
 کے جو ساحل دریا پر واقع تھے تو پین چرھا حکم شیلک کرنے کا دیا اور خود
 بدولت سائے میں ایک تو دے کے کرسی پر بیٹھ بہادرون کو جنگ پر تائید و تحریض
 کرنے لگا میر علی رضا خان بہادر کو فرمایا کہ سپاہ انگریزی کی ہشت پر تضحیق
 محکمہ میں سعی کرے اور شاہزادے کو حکم ہوا کہ مو شیر لالی کو معہ فوج و
 رسالوں کو سید حمید و شیخ انصرو شیخ عمر و شجاع الدین کے ہمراہ لیکر جنریل بہادر سے
 مقابلہ کرے اور اُس طرف سے جنریل بہادر نے بھی اپنی سپاہ کی صفیں
 باندھے ہوئے تو پین صاعقہ بار پیش کیئے ساحل دریا سے روانہ ہوا جو نہیں دو نون
 فوجین مقابل ہو کر لگنے لگے صد مے سے توپوں کی شیلک اور بند و قون کی بار آہ
 کے زمین ہلنے اور برق سے ہانوں کے آنکھیں خیرہ ہوئیں صبح سے دوپہر
 تک بازار موت کا گرم رہا یہاں تک کہ اُس ریگستان میں سوائے لاش مقتولوں
 اور اجساد مجروحوں کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا اسی حالت میں جب ہر کاروں
 کی زبانی نواب بہادر کے سائے میں تودہ ریگ کے پیچھے کی خبر جنریل بہادر نے
 سنی معہ اپنی سپاہ اُس طرف چڑھ دوڑا اور دو جہاز مدراس سے ملک کو
 آدریا میں لنگر ڈالے ہوئے تھے اُن کے گولہ اندون کو بہر حکم دیا کہ فوج حیدری
 برگولوں کا مینہ برساوین اس اثنا میں میر علی رضا خان بہادر نے دریا کے کنارے

سے گھوڑے اُتھا چاہا کہ پشت پر لشکر انگریز کے پہنچ کر لوت پات کا ہاتھ اہل بیگاہ پر
برہا دے کر ناگاہ ایک گولہ جوتا تیر قضا کے بے خطا تھا جہاز سے اُس شجاعت
پناہ کے بازو پر لگا عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی پشت زمین سے زمین پر کر پڑا اُسکے
رفیقوں نے اُسکو حالت نزع میں ایک پالکی پر ڈال حضوری میں لائے نواب
بہادر نے جب پالکی کھولی دیکھا کہ طاہر روح میر موصوف کا نفس عنصری سے
اُڑ گیا ہی دل نواب بہادر کا مفارقت سے اُس رفیق قدیم کے نہایت غمگین ہوا
اور اُس مرحوم کی نعش کو صندوق میں رکھوا سریر نگین کو روانہ فرمایا چونکہ شاہ زادہ
نیپو حقیقی بھانجا میر منظور کا تھا اُسکی ساری فوج جنو دین شاہزادے کے منصف ہوئی
اور اُس کا سب اسباب معہ گھوڑے ہاتھی وغیرہ شاہزادیکے حوالے کیا گیا اور میر
مرحوم کے فرزند نواب فرالدین خان کو نواب بہادر نے خلعت ماتمیر سی کا عطا کر
تر بیف کے واسطے اُسکا ہاتھ ہاتھ میں شاہزادے کا نگار کے دیا اور چند
روز واسطے تیمارداری زخمیوں اور آسائش دواب کے جنگ مناسب
نجان نیکناپیتھ کی طرف متوجہ ہو مجروحوں کو بحفاظت تمام آدکات کو روانہ کر کار
پرداز و نیکو حکم دیا کہ جراح حاذق واسطے معالجے کے تعین کریں اور سید صاحب
کو حکم ہوا کہ اپنے دست سواروں کے ساتھ معہ کئی ہزار پیادے نواح تجا ورو
نتھرنگر کے انتظام کو روانہ ہو جنرل بہادر نے پھلجری کی طرف نہضت فرما
بر موکل گرہ کی راہ سے فرنگی کوہ میں داخل اور وہاں کے محال و پرگنوں کے
بند و بست میں مشغول ہوا نواب بہادر نے کئی روز نواح نیکناپیتھ میں سیر
و شکار کرنے ہوئے تروادی کی راہ سے منزلیں طے کر سواد پندی میں متصل
ایک باغ کے جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا لو اے اقبال بلند
کیا اُس پہاڑ کے سردار نے ایک جماعت دامن کوہ میں دیکھ اپنی سپاہ کو

حکم دیا کہ اُنھوں نے پہاڑ پر سے اُنر شکر حیدری کے سواروں کو جو لکڑی گھاس جمع کرنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں میں پھر رہے تھے بند و قون کی باتھ مار کر زخمی کیا اور گھوڑوں کو پکڑ لیگئے جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی بہادران شکر شکن کو اُس پہاڑ کی تسخیر کا حکم دیا اور اُس کو وہ سے دور ایک میدان وسیع میں خیمے کھڑے کروائے گولندازوں نے توپوں کو داسن کوہ میں ایک موقع مناسب پر لگا گولہ زنی سے کوہستانوں کو عاجز کیا اور پیادوں نے سنگستان کی پناہ میں بند و قون کی باتھوں سے اُنھیں گھبرا دیا اگرچہ اُس طرف سے ایک شخص صوبہ دار عبدالقادر نام نے ہتھمہ روزنک جنگ رستمہ کرہست سے آدمیوں کو زخمی کیا تھا مگر سردار اُس پہاڑ کا جو عشق میں ایک بیوا کے شید او مسلوب العتیل تھا جب محبوبہ اُسکی متحمل آواز توپوں کی نہوسکی ناچار بیاس خاطر اُسکے سر اطاعت و تسلیم پیش رکھ اُس مکان کو حوالے کیا اس اشامین ہرکاروں نے خبر دی کہ جنریل کو ط بہادر قلعہ دند او سی میں مقیم ہی اور سواران حیدری اطراف و جوانب میں اُسکے تاخت و تاراج کرنے میں دیہات و مواضع کے مشغول اس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر دند او سی کی طرف متوجہ ہوا اور تین چار روز تک انواع تدبیریں قلعہ کشائی کی کین آخر جب صورت فتح کچھ نظر نہ آئی کفایت اور مہام دولت و بند و بست شہر آرکات کا اس مہم پر مقدم جان مو شبیر لالی فرانسس و شبیح النصر و شبیح حمید کو معہ فوج کثیر واسطے محاصرے قلعے کے وہاں چھوڑ آرکات کی طرف نفست فرمائی بعد روانگی نواب بہادر کے اگرچہ مو شبیر لالی فرانسس نے قلعہ شکنی میں قصود نہ کیا بلکہ تھوڑی سی دیوار قلعہ کی بھی گولے مار مار کرادی مگر سردار نے قلعے کے جو مرد تبحر بہ کار نہا ایسی داد جو انمندی کی دی کہ دند ان طمع مو شبیر

لالی کے کند ہو گئے آخر مویشیر لالی نے اپنے رقیقوں سے یہ مشورہ کیا کہ مدت محاصرے کی بہت ممتد ہوئی اور اب تک کوئی کند مذہبیر کی ذرے تک اس حصار کے نہ پہنچی اب مناسب یہی ہے کہ اسکو مکر و فریب سے فتح کیا جائے چنانچہ ایک فرانسیس کو اپنے ہمراہیوں سے جو تخریر و تقریر انگریزی میں مہارت رکھتا تھا افسر فوج مقرر اور کئی ہزار سپاہیوں کو بلباس انگریزی آراستہ کر کرگت پالے کی راہ سے قلعے کی طرف رخصت کیا اس شخص نے قلعے کے قریب پہنچکر ایک خط مضبہ ارشاد کر انگریز بہادر کی طرف سے بنام قلعہ دار کے اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ہم مدد اس سے تمہاری مدد کو متعین و مامور ہوئے فوج تازہ زور و سامان رسد وافر آ پہنچے ہمیں علی الصباح قلعے میں داخل ہونگے قلعہ دار ہو شیاد نے خط پر ہلکے تو شادمانی و مسرت ظاہر کی پر جب نام راقم خط کا دیکھا اسکو یاد آیا کہ وہ سردار جنریل بہادر کے حکم سے سیکا کول و گنجام کی طرف واسطے لانے اذوقہ وغیرہ کے روانہ ہوا یہی شک میں پرآ کہ مبادا مویشیر لالی نے فریب کیا ہو اسنے تمام شب بیقرار ہی میں بسر کی علی الصباح جب آواز توپوں کی سنی فمے انور دور بین سے دیکھتا کیا یہی کہ ایک گروہ سپاہ شاہ راہ کرگت پالے کی طرف سے آکر مقابلے میں فوج مویشیر لالی کے صفین آراستہ کین اور دونوں طرف سے شیلک بند و قون اور توپوں کی ہونے لگی مگر سوائے دھوین باروت کے ایک آدمی بھی دونوں طرف سے نظر نہیں آتا اس حال کے دیکھتے ہی گمان نے فریب کے جو مویشیر لالی کی طرف سے دل میں قلعہ دار کی گذرا تھا درجہ یقین کا پایا جھت پتہ بروج حصار کی توپوں میں گولے چھڑے بھر کر منتظر وقت رہا بعد ایک ساعت کے وہ سردار قلعے کے قریب آکر قلعے دار کو یہ پیام بھیجا کہ ہم ساتھ خیریت کے پہنچے اب دروازہ

قلعے کا کھول دو کہ قلعے میں داخل ہو آرام کریں قلعہ دار نے جواب بھیجا جو کہ
 دار وازن کو قلعے کے ہم نے بند کر دیا ہی اس واسطے چاہئے کہ بالفعل تم کنارے
 پر خندق کے قیام کرو ہم دیوار توڑ کر تمکو قلعے میں بلا لیتے ہیں سردار جعلی نے
 اس پیام سے جانا کہ افسون اُسکا موثر و کارگر ہو گیا دل جمعی کے ساتھ گھوڑوں
 کی پشت سے زمین اُتر و اسپاہیوں کو حکم دیا کہ مطمئن ہو مگر کھول دالین
 جب کہ کی کمرین کھل گئیں قلعہ دار کنگرہ حصار کے پیچھے سے اُن کی گفتگو پر
 کان لگا جو نہیں لہجہ کلام کا اُن کے سنا و طرز و وضع کو اُس جماعت کے خلاف
 طور افواج انگریزی کے دیکھا تو پیچون کو حکم شیلک کا دیا اُنھوں نے حکم پانے ہی
 ایسے چھترے اور گولے مارے کہ سوائے چند آدمی کے اور کوئی اُس
 مہلکے سے بچ کر نہ گیا سب کے سب تھکانے لگے تب قلعہ دار نے اپنے لوگ قلعے
 کے باہر بھیج گھوڑے ہتھیار مقتولوں کے منگوائے جب یہ واقعہ ہلہ نواب
 بہادر نے سنا یہ تہبیری پر مو شیر لالی کے بہت سا آشفہ ہو اُسکو معہ اُسکے
 توابع حضور میں طلب اور دوسرے سواران معتمد اور افسران پر تہبیر کو
 واسطے محاصرہ کرنے قلعے کے تعین کیا،



ذکر اُن محاربات کا جو شاہزادہ تپیو سلطان سے نواح ارنی
 میں ساتھ افواج قاہرہ انگریز بہادر کے وقوع میں آئے
 اور اُن واقعات کا جو سنہ کیارہ سو چھانوئی ہجری میں واقع ہوئے

جن دنوں جنرل سر ایری کو ط بہادر نے بعد جنگ محمود بندر کے مدراس کو
 معاونت فرمائی تھی اور نواب بہادر نے غنیمت کرنے میں قلعجات متعلقہ صوبہ

آزکات کے مصروف تھا کرنیل گال بہادر معہ پانچ ہزار سپاہیان ولایتی اور خزانہ موفور اور تین سو ستر شتی سامان جنگ اور اذوقہ سے بھری ہوئی بنگالے سے مدراس میں وارد ہوا جنرل بہادر نے واپس کر نیل موصوف کے بہت خوش ہو کر دو مہینے کے بعد معہ فوج دریا موج تریا تور کی طرف کوچ کیا اور سیف الملک بہادر غلط نواب محمد علی خان کو بھی ہمراہ لیا جب خبر کوچ جنرل بہادر کی نواب نامدار کو پہنچی کاویری پاک کی راہ سے کوچ فرمایا لیکن مقابلہ ہونے سے پہلے ہی جنرل بہادر نے شباشب سو ادسویں لنگر مین پہنچ کر دیر کیا بعد تین روز کے جب موکب حیدری وٹان نمایان ہوا علی الصباح جنرل بہادر مقام فرودگاہ سے سوار ہوا ایک میدان وسیع میں جو لایق جنگ کے تھا پہنچ کر علم اقتدار بلند کیا اور اُس طرف سے خیل خیل سواران حیدری مقابلے کو پہنچے اور نواب بہادر خود تو پانچ آنش بارپیش کر دے دے عساکر انگریز بہادر کے منتظر رہا اور شاہزادے بلند بخت نے معہ فوج ہزار پشت پر شکر انگریز بہادر کے آپر اُس روز ایک جنگ سخت جسکو کارنامہ کیخسر و افراسیاب کہا چاہئے واقع ہوئی دونوں طرف کے بہادر وٹان نے جان سے ہاتھ دھو دیاے آتش میں شناسائی کی اکثر غریق رحمت ہوئے اس آشوب گاہ میں توپ کے گولے کی ضرب سے کرنیل اسطوار ط بہادر کا پاؤں کام سے جاتا رہا اور سیف الملک بہادر گولے کے صدمے سے خانہ زین سے جدا ہو زمین پر گر رہا اتنے میں شام نے پردہ ظلمانی روئے آفاق پر تنکایا تب دونوں شکر نے اپنی اپنی فرودگاہ کو معاودت کی بددلی نواب سیف الملک کی دیکھ جنرل بہادر نے اُسکا صحیح سالم پہنچانا نواب محمد علی خان کے پاس اہم جانا چنانچہ علی الصباح جو نہیں سفید صبح نمودار ہوا وٹان سے کوچکر ترپا تور کی طرف چلا

اور سیف الملک کو صحیح و سالم اُسکے باپ کی خدمت میں پہنچا دیا اور خود واسطے انتظام دوسری مہموں کے مدار اس کی طرف نصرت فرمائی نواب بہادر نے وہاں سے مراجعت فرما کر دکنچی میں جو بہ سبب کثرت اذوقے وہیمہ و کاہ کے شاید حال سپاہ کے تھا دیر کیا اس اشامین جاسوسوں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ چند جہاز فرانسیسی سرکردگی میں سپہ سالار موثر ہوئی کے نواب بہادر کی ملازمت کے لئے آتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سردار ولندیز بہ سبب فروخت کرنے آلات حرب کے سرکار حیدری میں تجویز سے صاحبان کونسل مدار اس کے مواخذہ کیا گیا اور کرنیل منرو بہادر واسطے منہدم کرنے قصر شوکت ولندیز اور فتح کرنے قلعے ناگ پتن کے متعین ہوا اور بعد تلف ہونے ہزاروں مرد کار آزمودہ کے وہ قلعہ فتح کر مدار اس کو گیتا تھا سو اُس نے دینولا وہاں سے مراجعت کر کے چار پلٹن سپاہی اور سات ضرب توپ اور سواروں کے ساتھ سوادکاری گال میں اُتر اہی اس خبر کو سن نواب بہادر نے شاہ زادے یہد ارجخت کو واسطے ملاقات کرنے سپہ سالار فرانسیس کے رخصت کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر اثنائے راہ میں کرنیل منرو بہادر کی فوج سے مقابلہ ہو جائے تو مدافعت میں اُسکے مشغول و مصروف ہو جب شاہ زادہ بلند بخت سے فوج اُس طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر پہنچی کہ کرنیل موصوف نے جہازات فرانسیس کی خبر آمد آمد سن کر سواد پتالپور میں ساحل برد و د کور دم کے ایک باغ میں استقامت کر سہ و د کرنے میں راہوں کے سعی کر رہی تھی شاہ زادے نے سے لشکر ہزار شب کو ابلاغ کر باغ ہکو تہ میں لشکر کو کرنیل بہادر کے دور سے محاصرہ کیا صبح کے وقت جب کرنیل بہادر نے اس مقام سے کوچ کا عزم کیا اپنے لشکر کو محاصرے میں دیکھ جنگ کو آمادہ ہوا دونوں لشکر نے

داد جو انمدی کی دی اُس جنگ ہو لٹاک میں لشکر انگریز بہادر سے میجر ساس نام
سواروں کا سردار اور سید غفار صوبہ دار جو ایک مرد نامور تھا اس پر ہوئے
چونکہ شادزادہ بلند اقبال کو ملاقات سپہ سالار فرانسس کی اہم مطالب و مقاصد
تھی وہاں سے جلد کوچ فرما قریب قلعے گوڈبور کے جا خیمہ کیا اس اثنا میں سپہ سالار
فرانسس لنگر گاہ میں پہنچ انگریز بہادر کے سردار کو جو قلعے کا محافظ تھا پیام غالی
کمر دینے کا بھیجا سردار مذکور نے ترنا صلاح وقت نہ دیکھ سب مال اسباب کو جو قلعے میں
تھا تعلیقہ کر قلعے کو سپہ سالار فرانسس کے حوالہ کیا اور خود ناگپتن کو جلا گیا تب سپہ سالار
فرانسس نے مہ پانچ ہزار سپاہی فرانسس جہاز سے اتر نزدیک قلعے کے
خیمہ کیا دوسرے روز شاہزادے کی ملازمت حاصل کر بنائے اتحاد کو استحکام
بخشا شاہزادے بلند اقبال نے اُس سے کہا کہ جلد حضور میں نواب بہادر کے روانہ ہو
لیکن اُس نے عذر ماندگی راہ اور ہم پہنچانے چارپائے باردار کا درمیان
لایا اور مہلت چاہی تب شاہزادے نے اُس کو اُسی نواح میں چھوڑ
اُردوے میں لایا کی طرف مراجعت فرما سب حال مفصل حضور میں ظاہر کیا نواب
بہادر نے فوراً ایک پروانہ مہ چار ہزار اس زرگاؤ واسطے توپ کشی اور
چارپائے بار بردار روانہ فرما خود بدولت ساتھ جنود نامہ و د کے آرکات کا عازم
ہوا ہنوز چند میل راہ طسی نہ ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ جنرل کوٹ بہادر مہ سپاہ
صحرائے ناکلا پور سے گذر کر اے ویلو رکا عازم ہی نواب بہادر نے یہ خبر
سن سید حمید و شیخ انصرو مو شیر لالی کو مہ جمعیت شایستہ واسطے حفاظت
شہر و قلعے آرکات کے رخصت فرمایا اور شاہزادے کہیں عبدالکریم بہادر کو
مہ چار ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سپاہی حکم دیا کہ آج مدراس میں پہنچ کر فتنہ
و ہنگامہ مچا دے اور راہ رسد و ملک جنرل بہادر کی مدد و دکرے اور

شاہزادے مہین کو حکم ہوا کہ نواح ارنی میں جائے خیر قلعہ اور استحکام میں
تھانوں کے مستعد رہے اور خود بدولت بھی اپنے مقام سے حرکت فرما مبدان
دھوبی گڑھ میں خیمہ کیا اس عرصے میں جنریل بہادر رائے ویلور میں پہنچا ایک
مہینے کے عرصے تک زد و برد کا بازار اس صورت پر گرم رہا کہ کبھو تو سپاہی
جنریل بہادر کے اُن بیلوں کو جو لشکر حیدری میں رسد لاتے تھے لوٹ
لیجاتے اور اہل بد رقعہ کو مجروح کرتے اور کبھو جنود حیدری کے سوار اذوق
لانے والوں پر لشکر جنریل بہادر کے حیرہ دستی کرتے اور رسد کے
محافظوں کو قتل کر بیلوں کو پکڑ لے جاتے تھے بعد ایک مہینے کے جب جنریل
بہادر نے اپنے مقام فرود گاہ سے نہضت فرما فریب دھوبی گڑھ کے جا
نزدل کیا اس خبر کو سن نواب بہادر لشکر گاہ کو چھوڑ سمہ ایک
دس سالہ سواران نیز جلو اور توپ خانہ جلد روئے ایلغار کرتا بلے میں حریف
کے پہنچ ایک باغ میں درخت کے تلے کرسی پر بیٹھ ہاتھیوں اور توپوں اور
بان داروں سے ایک سد اپنے آگے باندھ کر سواروں کو رخصت جنگ کرنے کی دی
جب دونوں طرف سے آتش جہال و قتال نے اشتعال پایا جنریل بہادر خود
بہ نفس نفیس تردد رستمانہ ظہور میں لا سواران لشکر حیدری کو بند و فون کی
بارہ اور توپوں کے گولے سے متفرق کر اُس باغ کی طرف متوجہ ہوا اس
اثناء میں محمد علی کبیدان نے جو چند روز سے بہ سبب بدگوئی غمازون کے عتاب
حیدری میں گرا اور دس سالہ داری سے منزول ہوا تھا مگر سائے کی طرح نواب بہادر
کے پیچھے لگا رہتا اور اُس وقت ایک درخت پر چڑھ کر تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا
جب شاہدہ کیا کہ جنریل بہادر طوفان آتش سے نرو خشک ایک ان جلاتا
چلا آتا ہی اور ہاتھیوں کی صفوں اور توپوں و بان داروں سے بہ سبب اضطراب

کے کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر یہ سواد تیغ زنی میں قصور نہیں کرتے مگر قیاس سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنریل بہادر آج ہی معاملہ جنگ کو یکسو کیا چاہتا ہے
اور سرداران حیدری ہر چند دست بستہ ہو عرض کرتے ہیں کہ اس
طوفان بلا کے آگے سے کنارہ ہونا چاہئے نواب بہادر غایت غضب سے سواے
تاکید جنگ کے کوئی اور حرف زبان پر نہیں لاتا اور ہوا خواہوں کی عرض کو مطلقاً
نہیں سنتا ہے تب کیدان شجاعت نشان نے فی الفور درخت سے اتر سر
نیاز پائے مبارک پر رکھد الحاح و زاری کی یہاں تک کہ شعلہ فہر نواب بہادر کا
کچھ بظنی ہوا تب سواد ہو کر ارنی کی صمت کو متوجہ ہوا اور کیدان تنہا گھوڑے
کو جولان دے ایک نفر طنبور نواز اور ایک علم بردار کو قتل کر نواب بہادر کے
ہر کا بھو لیا نواب قدر شناس نے شکر گاہ میں پہنچ محمد علی کیدان کو خلعت
فاخرہ و جواہر گران بہا اور خدمت رسالہ داری سابق دستور پر عنایت کر
مرفراز و ممتاز کیا اور جنریل بہادر نے دوسرے روز جنگ گاہ سے کوچ کر سواد
علی آباد میں خیمہ کیا جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی اس گمان پر کہ جنریل بہادر
بارا محال یا تر چنپلی کا قصد رکھتا ہے سواد ارنی سے خیمہ اُتھا باگ مار پیتھد کے
متصل دیرا کر یغما گروں کو واسطے تاخت و تاراج کرنے اُس نواح کے
حکم دیا چنانچہ اُنھوں نے ایک برگ کاہ بھی اُن موضعوں میں باقی نہ رکھا اور
بہت سے جو درت کے دایا کے اسیر کر لے گئے جنریل بہادر نے وقت
شب مقام گاہ سے کوچ فرما اٹھلی فوج حیدری پر جو شادع عام پر ارنی کے
تھی شہجون مارا اس شب نادر میں سوادان حیدر علی بیگ رسالہ دار نے
ناموس مردی کو نگاہ رکھا اور جنریل بہادر نے بر جناح اسمعجال ارنی کے
متصل پہنچ قلعے کو محاصرہ کیا اور سپاہی انگریزی ہٹا کر قلعے کے دروازہ تک بارہ

مارنے ہوئے پہنچے لیکن سید ہی امام نام قلعہ دار نے وہاں کے قلعے سے باہر نکل
 حراست میں اُسکے ایسا جو ہر شجاعت دیکھایا کہ جسریں بہادر نے بھی اُسکی جرات
 دیکھ کر آفرین و تحسین کی اور یہ سوچ کر کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی اور قلعہ دار
 جان فشانی پر مستعد اور نواب بہادر بھی پاشہ کو بلمک کو آہن پیگا واسطے
 تسخیر کرنے ایک حصار کے اپنے کام کے مردوں کو معرض ہلاکت میں ڈالنا
 مناسب نہیں لاچار محاصرے سے ہاتھ اُٹھا وہاں سے ڈنڈوسی کو گیا دو روز سپاہیوں
 کو آرام دے اور اس کو کوچ فرمایا اور نواب بہادر نے تری کی طرف جہان
 سپاہ کو سب طرح کا اذوقہ و آب و علف کی راہ سے آرام متصور تھا نہفت
 فرما وہاں مقام کیا بعد چند روز کے ہر کاروں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ تھانہ دار و
 فوجدار ترچناپلی و تنجاور کے بحمایت فوج انگریز بہادر رعایا پر دیہات و موضع
 کو نڈتاو رو وغیرہ محالات و پرگنات کے دست تعدی دراز اور آبادی کو
 بے چراغ کرتے ہیں راے صواب نمائے فکر آبادی ملک و رعایا کی فرما
 شاہزادے بلند بخت کو واسطے تنبیہ اُس جماعہ باغی کے حکم محکم دیا اور چار
 ہزار سوار کو ساتھ سرکردگی پھیلا رام کے ساتھ سالار سلطان سنگھ واسطے جمع
 کرنے رسد و مواشی کے قذغن بلیغ فرمائی اور مہارزاخان بخشی اور نواب
 نورالابصار خان کو حکم دیا تاوے سے چھ ہزار سوار روانہ ہو کر دکالستری و
 نیگت گری و تراج کے ضبط کرنے میں مشغول ہو وین اور پروانہ میر محمدوم
 علی خان کے نام پر جو ساتھ ایالت ملک جنوبی پتن کے ممتاز تھا واسطے
 گو شمالی و تنبیہ نائرون کے جو مصدر اذیت رعایا کے ہوئے تھے جاری ہوا
 شاہزادے ظفر مند نے کہ حصو رسے واسطے تنبیہ کرنے تھانہ داران
 ترچناپلی کے رخصت پائی تھی اثنائے راہ میں جاسوسوں کی زبانی سنا کہ

ایک فوج ترچناپلی و تنجاوڑ سے جمع ہو تسخیر کرنے قلعہ نرکات پلی و شاکرہ
 و غیرہ کا عزم رکھتی ہی اور سید صاحب نے باوجود اپنی جہد و جہد کے
 رفیقوں کی ناتجربہ کاری کے سبب مکرر مصدمات عظیم اٹھاتا ہی اور قریب ہی
 کہ وے قلعے اولیاءے دولت حیدری کے تصرف سے نکل جائیں اس خسرو کو سنتے ہی
 شہدیز عریضت کو اُس طرف جولان کر قضاے ناگھان کی ماتہ و ان جا پہنچا اتفاقاً
 شاہ زادے کے پہنچنے کے پہلے وہاں ایک طرفہ ماجرا وقوع میں آیا کہ ایک
 شب تار میں ترچناپلی سے ایک فوج انگریزی نے بہ قصد تسخیر نرکات پلی اور
 اُسی رات کو دوسری سپاہ انگریزی نے اُسی ارادہ پر تنجاوڑ کی طرف سے
 بلا اطلاع یک دیگر کوچ کیا اور شباشب دونوں منزل مقصود پر پہنچ کر ایک
 طرف سے ایک سپاہ نے دوسری طرف دوسری فوج نے قلعے پر ہلایا اور
 سیرتھیان لگا دفعہ قلعے پر چڑھ گئیں چونکہ محافظان قلعہ نے قدرت متقابلہ کی اپنے میں
 نہ دیکھی ایک دریمے کی راہ قلعے سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور ان دونوں فوج
 میں سے ایک نے ایک طرف سے بارہ ماری دوسری فوج نے جانا کہ اہل
 قلعہ نے شیلک کی ہی ایکبارگی وہ فوج بارہ ماری ہوئی آگے برہی غرض کہ
 ایک ساعت کے عرصے تک نے تمیز یک دیگر دونوں فوجیں باہم لڑتی رہیں
 ہر ایک نے داد بہادری کی دی قریب سات سو بہادر کے دونوں فوجوں میں سے
 تلف ہوئے اضمین ایک سردار فوج نے ساتھ آواز بلند کے اصطلاح انگریزی میں
 اپنی فوج کو کہا کہ دوڑ کر سپاہ اعدا پر حملہ کرو جب ہر کلام سردار نے طرف ثانی
 کے سنا اصطلاح انگریزی سمجھا اپنے سپاہیوں کو کہا کہ جنگ موقوف ہم دونوں
 فریق ہوا خواہ انگریز کے ہیں تب دونوں طرف کے سرداروں نے باہم مصافحہ
 کر اپنی ناتجربہ کاری پر نہایت نادم ہوئے آخر کو جو کچھ ذخیرہ وغیرہ وہاں تھا سب

ساتھ لے شاکوٹہ کو چلے گئے دوسرے روز تھانہ داران حیدری جو ہین قلعے میں
 پھر آکر پہنچے شاہ زادہ بہادر وٹان آہنچا اور کیفیت شب کی سن بہت ہنسنا
 اور قلعے سے تھانہ اُتھا خالی کر دیا جب پلٹن انگریزی نے قلعہ شاکوٹہ کو محاصرہ کیا
 اور کہہ شخص سپاہیوں کو اُسکے ساتھ اپنے مٹن کر اُسپر ہلا کیا شیخ حمید
 نے سہ قلعہ دار دوسو جوان داد لاوری کی دے رہا تھا کہ شاہ زادہ وٹان جا ہنچا اور
 دے نا مل جنگ شروع کر دی فوج نے راجاؤن کے اور تھانہ دارون نے ترچناپلی کے
 تاب حملہ نہ لا تھا محاصرے سے اُتھایا اور پناہ کے لئے جنگل میں جا گئے تب شاہ زادے نے
 شیخ حمید قلعہ دار کو خلعت فاخرہ اور جوڑی کرے مرصع کی انعام دے سرفرازی بخشی اور
 سپاہیوں کو اُسکے ایک ایک جوڑی چاندی کے کرے انعام دی اور جب اُنھوں نے
 قلعے کاقت سینا کو محاصرہ کیا اُسکے قلعہ دار نے مہ یس مرد جنگی اور کئی عورتوں کے
 کمر ہمت باندھ سرگین گگا و پانی میں گھول برے برے ظروف میں گرم کر رکھا تھا
 جب فوج انگریزی سیرتھی لگا حصار پر جرتھی ایکبارگی سب عورتوں نے شور و غوغا
 اُتھا سرگین گرم سپاہیوں کے سر پر ڈالا اور پتھر برے برے جو دیوار
 حصار پر چنے ہوئے تھے اوپر سے اُنپر گرتھایا اور پاسبانوں نے بھی اُس فوج کے دفع
 کرنے پر مستعد ہو سہی مردانہ کی اور حملہ آوروں کو ہزیمت دے قلعے کو بچا رکھا
 سبھوں کو شاہ زادے نے طلائی کرے اور ایک ہزار روپی نقد انعام
 دے آگے کو کوچ فرمایا اٹناے راہ میں بہر خبر سنی کہ ایک فوج راجاؤن اور
 تھانہ داران ترچناپلی کی جو قلعے کو ترکو سنخ کر ارادہ مقابلے کا ساتھ شکر حیدری
 کے رکھتی تھی اتفاقاً اُس جماعت کے ذخیرہ باروت میں آگ لگ گئی اور
 بہت لوگ اُن میں سے جل مرے جو باقی رہے سو رجعت فہرری بکر ترچناپلی کو
 پھر گئے شاہ زادے نے اس خبر کو سن گروہ کے تعاقب سے ہاتھ

اُتھا چند روز اُس مرغلار میں واسطے استراحت لشکر یون کے مقام فرمایا
میر محمد و م علی خان نے بعد ورود پروانے حیدری کے واسطے انتظام ملک
جنوبی دارالامارت سریرنگتن کے حتی المقدور خون ریزی میں مفسدون کے
اور مہدم کرنے میں مکانات و عمارات کے قصور نہ کیا مگر وہاں کے لوگوں نے
ایک فوج قوی بازو لشکر انگریز بہادر کی جو مدھرا میں قیام رکھتی تھی اپنی ملک
کو منگالہ نے پرستعد ہو گئے اور میر محمد و م علی خان کو جو ایک چھوٹے قلعے میں
تھا محاصرہ کر پٹا کر اسیر کر لیں لیکن اُس بہادر نے باوجود اسکے کہ اُس کا سب
لشکر اطراف میں واسطے مذبیہ کرنے مفسدون کے منتشر تھا بھاگنے کی عار کو
گوارا نہ کر معہ دو سو جوان جو قلعے میں اُس کے ساتھ تھے شہر گرسنہ کے مانند نکل کر
میدان جنگ کو دلا ورون کے خون سے لالہ زار بنایا اور بہتوں کو ساتھ ضرب
تیغ و سنان کے زمین پر گرایا جب کوئی شخص اُس کے رفیقوں سے باقی نہ رہا
تو جنگ رستمانہ کر آخر کار بہت سے زخم کاری اُتھا شہید ہوا،



وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور بٹگائے سے
واسطے نکال لینے ملک آرکات کے تصرف سے حیدریوں کے اور
باہم لڑنا دونوں فریق کا

جس روز سے جنریل سر ایری کو ط بہادر نے مدد اس کو نہضت فرمائی
فوج انگریز بہادر کی جو جا بجا متعین تھی لشکر حیدری کے ساتھ ہمیشہ جنگ و
جہال کرتی رہی اور نواب بہادر خود ملک گرم سیر میں اقامت کر سپاہ رزم خواہ
اکثر ہر کاب شاہزادے روشن اختر کے اور کبھی دوسرے سرداروں کے

ساتھ واسطے انتظام ملک کے اطراف میں بھیجتا تھا چنانچہ کبھو شکر پرائمریز کے سپاہ حیدری جبرہ دستی کرتی اور کبھی فوج حیدری پر فوج انگریزی غالب ہوتی آخر کار اے صاحبان عالیشان نے یہ اقتضا کیا کہ نکال لینا ملک آرکات کا قبضہ اختیار حیدری سے ساتھ آسانی کے چون مقبور نہیں ہی اس صورت میں ایک اور سردار پرندہ بیر واسطے سرکردگی فوج کے ضروری چنانچہ اسی لئے کرنیل پریس بہادر موافق حکم صاحبان کونسل کلکتے کے مع فوج قوی بنگالے سے چینا پتن میں پہنچا چونکہ ناظم حیدر آباد منسلط ہو جانے سے نواب بہادر کے تمام ملک آرکات پر بہت سنا متاسف تھا اور ایام گذشتہ میں کہ اُسے نواب حیدر علی خان بہادر کو لڑنے کے لئے ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے تحریض و ترغیب کر آرکات کو عزم کیا تھا سو اُسکا منشا یہ تھا کہ ناظم مذکور خوب جانتا تھا کہ سوائے صاحبان انگریز بہادر کے اُسوقت ایسا اور کوئی نہ تھا کہ تاب ہم پنجگی و مقابلے کی نواب بہادر کے رکھتا ہو اسی واسطے یہ چاہا کہ دونوں کو آپس میں لڑائے اور آپ آرام سے تماشے دیکھے لیکن جب اُسکے منصوبے نے نتیجہ برعکس دیا اور ملک آرکات کا بھی تصرف میں نواب بہادر کے آگیا آگے سے زیادہ تر خار و شک اُسکے سینے میں چبھنے لگے تب ایک جہلہ دوسرا واسطے مہندم کرنے قصر شوکت حیدری کے تلاش کرنے لگا اور چون دینولا خبر ورود کرنیل پریس بہادر کی جمع میں ناظم موصوف کے پہنچی تھی بنائے آشتی و صلاح کی ساتھ صاحبان انگریز کے مستحکم کرنا صلاح وقت دیکھ مو مشیر فلیز فرانسس کو جو قدیم چاکرون سے اُس سرکار کے تھا واسطے پیدا کرنے اتفاق و دوستداری کے خدمت میں کرنیل بہادر کے روانہ کیا کرنیل بہادر نے سفیران آصف جاہی

کی بہت تعظیم و تواضع سے ملاقات کی اور پیام کو جو اُنھوں نے در باب آشتی گزارش کیا سنکر مصالحہ ساتھ آصف جاہ بہادر کے منظور نظر مآل اندیش فرمایا چنانچہ بعد دو روز کے عہد نامے طرفین سے لکھے گئے تب کرنیل بہادر تحائف و نفایس اپنی ولایت کے ناظم مدوح کے لئے اور خلعتیں فاخرہ اُس کے ارکان دولت کے واسطے موشر فلینز کو حوالے کر ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ آپ اعتبار الدولہ بہادر کو اجازت فرمادیں کہ وہ اختتام جنگ تک شریک انگریز بہادر کا رہے چنانچہ موشر فلینز حیدر آباد کو گیا اور بعد دو مہینے کے اجازت نامہ آصف جاہ بہادر کا پہنچا تب کرنیل بہادر نے اعتبار الدولہ کو پانچ ہزار روپیہ مشاہرہ ذات اور سالہ دو ہزار سوار کا اُس کے نام پر مقرر فرما واسطے نگاہداشت کرنے سواروں کے حکم صادر کیا جب بری جدوجہد سے کئی ہزار سوار فراہم ہوئے کرنیل بہادر نے معہ توپ خانہ و سواران قدیم و جدید اور پلٹنوں کے برے طمطراق اور توزک کے ساتھ چیناپتن سے کوچ کر بارہ روز کے عرصے میں سواد آرکات کو مضرب خیام کیا اور نواب بہادر نے شہر آرکات سے نکل فاصلے پر دو کوس کے خیمے اسنادہ کر چار ہزار سوار کو رسالہ خاص میں سے منتخب فرمایا حکم دیا کہ گردشکر انگریز کے تگ و تاز میں مشغول ہو کر بندوقون کی باتھ مارنے رہیں جب دو تین روز اس طرح ہر بسر اور صاحبان انگریز بہادر کے لشکر میں سے لوس لکڑی گھاس لانے والے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے کرنیل صاحب نے ہر کارے تعین فرما مقام فرو دگاہ سواران حیدری کا تحقیق کیا اور بعد گزر نے ایک پہر رات کے کپٹان ویس نے معہ ایک پلٹن سپاہیان گورہ اور دو پلٹن سپاہیان ہندی حسب الحکم کرنیل بہادر کے روانہ ہو متصل موضع اہل کے جہان خواہ گاہ سواروں کی بھی پہنچ کر شبخون

مارا ایک ساعت کے عرصے میں جب تک دے اس اندھیری رات میں گھوڑوں پر زین باندھیں قریب چار سو جوان مارے پرے باقی سپاہ نے انگریزی فوج سے مقابلہ کر دیا مردی کی دی اور بہتوں کو قتل کر طرف اُردوے کلان کے روانہ ہوئے جب صبح ہوئی نواب بہادر نے چار ہزار سوار جرأتاً تاخت کرنے پر انگریز بہادر کے متعین فرمایا چنانچہ سواران مذکور تمام روز فوج انگریزی پر حملہ کر قتل و غارت کرتے اور شام کو اپنے مقام پر بھر جاتے کرنیل بہادر نے پھر ہر کاروں کے وسیلے سے اقامت گاہ سواروں کی دریافت کی اور کئی سردار کو چند پلٹنوں کے ساتھ نصف شب کو واسطے شہخون مارنے کے روانہ کیا اگرچہ اُس شہخون کے خوف سے یحیٰ سوار قادر خان کے رسالے سے طلا یہ پھر رہے تھے مگر سپاہیان انگریزی نے موافق حکم کرنیل بہادر کے ایسی سرعت سے بارہیں مار بن کہ کسی کو فرصت ہشیار ہونے اور ہاتھ اُٹھانے کی نہی بہت سے تو غارتنا میں گرے اور جو باقی بچے حضور میں آ شہخون کی کیفیت عرض کی نواب بہادر نے اطراف شہر میں جا بجا مورچے بند ہوا پیداؤں تیر اندازوں اور بان داروں اور توپچیوں کی جماعت کو ہر جگہ متعین کر یہ حکم دیا کہ سوار کئی دھڑے باندھ کر توپیں سبک اُسپر چڑھا فوج سے انگریز بہادر کے جنگ کرنے زمین اس ارشاد کے بعد خود دولت شہر میں داخل ہوا اور امور کے بند و بست میں مشغول ہوا سواروں نے گرد لشکر انگریز کے تاخت و تاراج کر ایک برگ کاہ بھی صحرا میں باقی نہ چھوڑا سب جلا پھونک صاف اور تالابوں کا پانی کات خشک کر دیا تب رسد بند ہو نہ اور لکڑی گھاس کی انگریزی لشکر میں تکلیف ہونے لگی اور اُسی وضع پر عرصہ ایک سال کا منقضی ہوا

آنا جنرل سرا بری کو ط بہادر کا اور استحکام پانا
بنائے صلح کا نواب حیدر علی خان بہادر کے ساتھ۔

جب عرصہ ایک سال کا اسی طرح گزرا آخر نہایت بے آبی اور عدم اذوق سے
سباہ رزم خواہ انگریز بہادر کی نہایت متاؤدی و تنگ ہونے لگی تب جنرل کو ط
بہادر ارادے پر ختم کرنے لگا اس جنگ کے مدار اس سے کوچ کر لشکر میں
کرنیل پر بس بہادر کے داخل ہو سرنو سے نانہ رزم کو التہاب دے اسی
جنگ کی جسکو ناسخ کار نامہ رستم و اسفندہ بار کہا چاہئے مگر چونکہ فوج حیدری
بے شمار تھی اور راہ رسد پہنچنے کی کسی طرح کھل نہ سکتی تھی جنرل بہادر
نے آخر کار لاچار ہو چینا پتن کی راہ لی اور نواب بہادر بھی محافظہ شہر قلعے اراکات
میں چھوڑا عقب فوج انگریز کے قتل و غارت کرنے ہوئے روانہ ہوا جنرل
بہادر جلد سے باقی مانہ گان افغان و خیزان قلعے میں پہنچ برج و بارہ مستحکم کر قلعہ بند ہوا
نواب بہادر نے آبادی میں لنگم پاک کے عالم شجاعت بلند فرما ہر روز تاخت کر
گورنر کے باغ تک آنا اور واسطے فتح کرنے قلعے کے بہت سی نہ بیر بن کرنا
پر چونکہ حصار چینا پتن کا نہایت بلند و مستحکم ہی کچھ مفید نہوتا گولے تو پلے
میںہ کے مانند برساتے مگر کچھ صدمہ قلعے کو نہ پہنچا سکتے تھے اور ہر روز قلعے کی
توپوں کی ضرب سے برسی اذیت سواران حیدری کو پہنچتی تھی اس اثنا میں
نواب بہادر نے اس خیال سے کہ اگر شہر چینا پتن ہندو آوے تو مورچے قلعے
کے محاذی قابم ہو سکتے ہیں اور وہاں سے اگر گولہ زنی عمل میں آوے تو صدمہ
کئی قلعے کے رہنے والوں کو پہنچ سکتا ہی شہر پناہ کی دیوار پرزد و ضرب
گولوں کی شروع کر دی لیکن اس نہ بیر نے بھی کچھ فائدہ نہ بخشا اس لئے

کہ جنریل بہادر نے ساتھ اقتضائے عقل دور بین کے کمون خاطر حیدری معلوم کر کئی جہاز جنگی میلا پور سے منگوا نہیں حکم کیا کہ قلعے کے مقابل شہر پر مشرف لنگر ڈالیں چنانچہ جسوقت کہ فوج حیدری واسطے تسخیر کرنے شہر کے گھوڑوں کو جولان میں لانی تھی جہازوں اور برجون کی توپوں کے گولوں کی شدت ضرب سے کوئی عقدہ کار کھل نہکتا تھا جب پندرہ روز کا عرصہ اسی حالت میں بسر ہوا تب جنریل بہادر نے آل اندیشی کی راہ سے تامل فرمایا کہ اگر یہ جنگ طول کھینچی تو قتل و غارت کے سبب جو سواران حیدری نے ملک میں توابع آَرَکات کے دور و دراز مچار کھی ہی ایک برگ کاہ زمین پر باقی نہ ہیگا اور ترک تاز سے لشکر حیدری کے رعیت تباہ ہو جائیگی اس صورت میں اگر نواب بہادر سلسلہ صلح کا محرک ہو تو خیریت طرفین کی متصور ہی لیکن چون کہ سالاری کی حمیت لباجت و ہماجت کی عار نہیں اُٹھا سکتی تھی اس سبب جنریل بہادر اپنی طرف سے پیام صلح کا بھیجنایا اس بات میں تحریک کرنا منافی آئین ریاست کے جانتا تھا اور لب کو ساتھ اظہار اس حرف کے آشنانہ فرماتا مگر بدل خواہان صلح تھا یہاں تک کہ بعد ایک ہفتے کے دریائے رحمت آلہی ضعیفوں اور غریبوں کے حال پر اس ملک کے جوش میں آیا یعنی ایک شب نواب بہادر نے اپنے دیوان پورنیا کو جسکی راے صایب اور تہ بیر درست تھی خلوت میں بلا مشورہ کی اور فرمایا کہ یہ لڑائی مرہٹوں کے ساتھ نہیں ہی جنکو بھاگنے سے عار و شرم نہیں اب صاحبان انگریز سے کام ہی اور تھے لوگ سب ایک دل و ایک زبان و صاحب تو پچانہ آتش خان ہمیں فتح یاب ہونا ایسے لوگوں پر جو ایسی فوج برار اور ایسا تو پچانہ آتش بار رکھتے ہمیں امر دشوار ہی کیونکہ ہر پلٹن ان کی حکم ایک قلعہ کار رکھتی ہی اور انکی راہ رسد و آلات حرب کی جو سرمایہ اطمینان فوج کا ہی کی طرح بند نہیں ہو سکتی اس لئے کہ انداد

راہ دریا ممکن نہیں اور اگرچہ تین سال کے عرصے سے ملک آذکات بہاؤ سے
تصرف میں آیا ہی اور مجامع اُس کا صرف میں ادلیاے دولت کے آنا ہی اور
عراج ملک بالا گھات کا موجب توفیر غزانہ کا ہی مگر انتفاع مالی مشرت جانی کے
ساتھ برابر نہیں ہو سکتا ان سب وجہوں پر نظر کر خاطر خیر طلب خوانان صلح کی ہی
اور چونکہ عہد و میثاق انگریز کابلات لکھتا ہی۔ یقین ہی کہ صلح و دوستی انکی مورث
نوابید کثیر کی ہوگی مگر غیرت مردی واسطے تحریک کرنے سلسلے صلح کے رخصت
نہیں دیتی اس بات میں جو کچھ اسے صواب نامتھا رمی ہو عرض کر دیوان
موصوف نے جب طبع کو نواب بہادر کے صلح پر مائل دیکھا زمین ادب چوم عرض
کیا کہ سنواس راو نام ایک شخص جو اس فدوی کے ساتھ قرابت
لکھتا ہی بالفعل عہدہ پر مترجمی کے حضور میں جنریل بہادر کے حاضر ہوتا ہی
اکثر معروضات اُس کے دوبارہ دولت خواہی درجہ اجابت کا باتے تھیں اگر حکم
ہو تو فدوی اُس کے ساتھ اس طور پر جس سے اصلا صلح کے پیام کی بحضور
کی طرف سے نہ آنے سلسلہ جنیان مدعا ہوا و رجب نام بردہ جنریل بہادر کی رضا مندی
حاصل کر لے تب جو کچھ مقضامصلحت مالی و ملکی کا ہو عمل میں آویگا نواب بہادر نے
یہ بات سن اُسے اجازت بخشی دیوان مذکور خیمے میں آسا شیور او برہمن کو جو اُس کا
کنو اور ساتھ علیہ علم فراست کے آراستہ اور فنون سفارت سے بہراستہ
تالبا س جو گیون کا پنا اور تمام صلاح و صوابید پر اُسے آگاہ کر طرف لشکر
انگریز بہادر کے رخصت کیا وہ مرد درویش صورت سنواس راو کے
حیمہ میں جا طالب ملاقات کا ہوا و مذکور نے جواز سکے فقیر دوست تھا نہایت
پناک سے اُس کو بلایا اور بہت سی اُسکی تعظیم کی اور پوچھا جوگی صاحب
آپ کا آنا کہاں سے ہوا اور کہاں کا قصد ہی جوگی نے جواب دیا کہ بابا فقیر

سیاح ہی خلق سے . میزار اور خالق ہی سے سر و کار رکھتا ہی ما لافعل لشکر
میں نواب بہادر کے پورنیا دیوان کے دیرے میں تھا اور بہ سبب اسکے کہ
اُس عزیز و افرتمیز کو حق جو و فقیر دوست پایا کئی روز وہاں رہ گیا اب اُسکی
الفت تو دوسرے ملک کی سیر کا ارادہ رکھتا ہوں سنو اس راو نے
جب نام دیوان کا سنا پوچھا کہ بابا صاحب کچھ حیدری شکر کا حال جو زبانی
دیوان کے سنا ہو بیان کرو جو گی نے کہا کہ میں دنیا دار نہیں ہوں جو حال صلح
و جنگ کا مرداروں کے پوچھوں مگر اتنا سنا ہی کہ مرضی نواب بہادر کی یہی
کہ تمام مال و خزانے کو صرف کیجئے پر جنگ کرنے سے انگریزوں کے ہاتھ
نہ اُٹھائے مگر دیوان کی جو ایک خداترس اور موم دل آدمی ہی کمال خواہش
یہی ہی کہ کسی طرح مصالحہ آپس میں ہو جائے چونکہ تین سال سے سب لوگ
لشکر کے گھربار سے دور بیگانے ملک میں پرے ہوئے ہیں اور خون ریزی خلافت کی
دونوں طرف سے عمل آتی ہی اگرچہ نواب بہادر دیوان کے معروضات کو
رد نہیں فرماتا اور گوشہ خاطر میں جاگہ دیتا ہی لیکن جب تک کوئی صاحبان انگریز
کی طرف سے اس سلسلہ کا محسّس نہ ہو دیوان بیچارہ کس وسیلے سے
آتش قہر حیدری کو اشتعال سے باز رکھے سنو اس راو نے یہ خبر سن
فی الفور حضوری میں طام گرام صاحب کے جا حقیقت حال کو عرض کیا صاحب مذکور
نے خدمت میں جنریل کو ط بہادر کے تمام سرگذشت بیان کی جنریل بہادر نے
واسطے را فہمیت خلق ائمہ کے صلح کو ترائی پر مرجّح جان اس بات میں کونسل کر
فرمایا کہ سنو اس راو پر نیا دیوان کے پاس جا کر بناے صلح مستحکم کرے چنانچہ
دوسرے روز سنو اس راو نے اُس فقیر کو بری منت و ہماجت سے خبر
دینے کے لئے اپنی روانگی کی پورنیا دیوان کے پاس روانہ کر خود سمہ ایک

پنٹن سپاہی کوچ گیا جب یہ خبر نواب بہادر کے جمع مبارک میں پہنچی حکم دیا کہ کشن راؤ پیشکار دیوانی اور یار علی بیگ داروغہ داغ نصیحہ استقبال کو سنو اس راؤ کے جادوین اور ایک حیمہ خاص واسطے راؤ مذکور کے کھرا کیا جاوے جب دیر تھ پہر دن چڑھا سنو اس راؤ شکر گاہ حیدری میں داخل ہو دیوان کے خیمے کے دروازے پر پہنچا دیوان کار دان استقبال کر اُس کو اپنے خیمے میں لیجا دو پہر تک باہم مشورہ کر شکیو اُسے نواب بہادر کے حضور میں لیگیا نواب بہادر نے خیریت جنریل بہادر کی پوچھ وجہ آنے کی استفسار فرمایا او مذکور نے کمال حرب زبانی اور شیریں بیانی سے عرض کیا کہ راے عالم آرا پر جناب عالی کے خوب روشن ہی کہ دنیاے فانی ایسی متاع نہیں کہ کوئی شخص اُس کے واسطے کیے ساتھ اپنی دو روزہ عمر عزیز کو نزاع و پر خاش میں تلف کرے جسکو ایزد تعالیٰ نے اپنے بندوں سے افسر سرداری کا عطا کر سرفراز و ممتاز کیا اور زمام مہام خلق کی جو امانت الہی ہمیں اُس کے ہاتھ میں دیا ہی اُس کی ہمت والا نہت پر لازم ہی کہ خداے تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جانکر خلق کو اُس کے اپنے سایہ عاطفت میں پرورش کرے اور کینے کی بیخ سینے سے اکھڑا اُس میں دوستی و موافقت کے نہال ہاتھ اداے الحمد للہ والمنة کہ طبع مقدس باقتضاے حق جوئی و حق پرستی اس طرف مائل اور آسائش خلائیق و خوشنودی خالق پر اُس کو توجہ کامل ہی اسی طرح ذات فیض سمات جنریل بہادر کی بھی باوجود مہربا ہونے ساز و سامان جنگ کے مصروف اسی امر پر ہی کہ بندگان خدا جو کئی برس سے کشاکش قتل و غارت میں گرفتار ہیں بلا اور آفت سے نجات پاویں اور اگرچہ ایزد جہان آفرین نے اس قوم کو بروبحر پر حکومت بخشی ہی تو بھی حتیٰ الوسع والا مکان ایک چونتہ کی اذیت کے روادار نہیں ہوتے اور

چونکہ یہ سب امتداد ایام جنگ کے سبب شکر ہی آزرده و تنگ مہین اور جنریل صاحب کو عارضہ صعب لاحق ہوا ہی اگرچہ ہنوز جان فثانی میں امور کنپنی کے حاضر و مستعد مہین مگر واسطے رفاہیت خلق اللہ کے اس ہرج مرج لازمہ جنگ و جدال سے جس کے سبب ایک عالم کا گھر بار برباد ہو گیا اور ہوتا ہی بہت سے پریشان خاطر رہتے مہین اس لئے بندے کو حضور میں بھیجا ہی کہ اگر یہ آگ جنگ و جدال کی جو ہر روز مشتعل و بلند ہوتی جاتی اور گھر بار کو جمہور خلائق کے بے سراج کرتی و جلاتی ہی منطقی ہو تو نہایت اولیٰ اور انسب ہی نواب بہادر نے سنواس راو کی عرض سن فرمایا کہ فی الواقع نتیجہ اس حرب و قتال کا سوا اے رنج و اذیت خلق اللہ کے کچھ اور نہیں خصوصاً ان دنوں کہ مزاج جنریل صاحب کا علیٰ اور بار شکر کشی کا ان پر بہت تقیل ہی اور یہ بات کمال ہمت و جوانمردی پر جنریل صاحب کے دلیل ہی کہ محض واسطے آسودگی خلق خدا کے صلح و آشتی کی اسد عا انھوں نے ہم سے کی خیر مضائقہ نہیں مگر بارہ لاکھ ہون واسطے اخراجات لادائی لشکر کے ہم کو مطلوب مہین اور بالا گھات سے خزانہ پہنچنے کو عرصہ دراز کھینچے گا اگر جنریل بہادر زرمذکور بھیج دین تو ہم کو یہاں سے کوچ کرنے میں کچھ عذر نہیں ہی اور درود دے کہ زرمذکور سبب اخراجات اس مہم کے کنپنی بہادر کی طرف سے بالفعل سر انجام نہو سکے تو وہ سے تعلقے بارامحال کے جو ہمارے ملک کے متصل ہوں اور خراج اُنکا ساوی اُس مبلغ زر کے جو سپر صلح قرار پاوے ادا ہونے تک زرمذکور کے رہنے کے طور پر تصرف میں کارپردازان حیدری کے چھوڑ دین سنواس راو نے اس نوید کو سن خوش ہو حضور میں جنریل صاحب کے گیا اور جو کچھ نواب بہادر نے فرمایا تھا عرض کیا جنریل صاحب نے فوراً سب شرائط صلح کی قبول کر لیں اور

اس بات میں رد و قدح مناسب نہ جان عہد نامہ صلح کا اور سند و اگداشت اُن تعلقات کی لکھ سنو اس راو کے حوالہ کر فرمایا کہ نواب بہادر سے عرض کرنا کہ تمام ملک کرنا تک تین سال سے تصرف میں سرکار نواب بہادر کے ہی اور ایک دام و درم اس عرصے میں اس سے خزانہ سرکار کنبی میں داخل نہیں ہوا اور بہ سبب اخراجات اس مہم کے لاکھوں روپیہ کی قرضداری ہو گئی ہی اور اس جہت سے انجام کرنا زر نقد ناممکن ہی آپ عوض میں زر نقد کے تعلقات مسطورہ کو اپنے تصرف میں رکھیں اور شہر آرکات اور قلعوں کو ملک پائین گھمات کے جو تصرف میں سرکار حیدری کے ہمیں چھوڑ دین سنو اس راو نے جنریل بہادر سے یہ باتیں سن نواب بہادر کی خدمت میں آکاغذات عہد نامہ وغیرہ کو حضور میں گزارنا نواب بہادر نے واسطے استرضائے خاطر جنرل بہادر کے قول قرار مسطورہ پر مع حضار مجلس صلح کی نیت پر فاتحہ پڑھ ہاتھ شمشیر سے اُتھالیا خدمتگاران عہدہ دار سپر و شمشیر حضور سے اُتھا سلاح خانے میں لے گئے اُسی وقت تمام لشکر میں اشتہار دیا گیا کہ درمیان قوم انگریز اور سرکار حیدری کے صلح ہو گئی ہرگز کوئی شخص اس طرف سے فوج انگریز بہادر پر قصد نہ کرے اگر اُس طرف سے کوئی قصد کرے تو اُس کو حضور عالی میں حاضر کریں پھر نواب بہادر نے اپنی طرف سے بھی ایک عہد نامہ لکھوا ساتھ مہر خاص کے مزین کر خلعتیں فاخرہ اور جواہریش قیمت اور دو اس اسپ عربی بازین مرصع اور تحایف نادرا جنریل صاحب اور دوسرے سرداروں کے لئے حوالہ سنو اس راو کے فرمایا اور راو مذکور کو خلعت خاص جواہر گر ان بہا ایک اس اسپ بازین مطلقاً ایک ہاتھی مہمہ عماری نقرہ عطا کر رخصت کیا دوسرے

روز را و مذکور نے جنریاں صاحب کی طرف سے ایک مکتوب محبت اسلوب معہ تحایف لایقہ جو خمینا پچاس ہزار روپی سے زیادہ قیمت کے تحے حضور میں نواب بہادر کے پہنچایا بعد اسکے طرفین سے مکرم رسم اخاف و تحریر اتحاد نامہ متضمن استحکام بہانی صلح کی عمل میں آئی۔ بعد ازاں نواب بہادر نے عرصے میں دو روز کے تمام اسباب سرکار حیدر علی قلعہ آرکات سے نکال قلعہ کو معہ شہر معتمد ان سرکار کنپنی بہادر کو سپرد کر مظفر و منصور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جاشیم کیا پھر وہاں سے نواح باراحمال کی طرف روانہ ہوا اور تعلقات مندرجہ صدر میں دخل کر تربیت علی خان کو واسطے انتظام کے سرفراز کیا اور سب اپنے تھانے قلعوں سے ملک پائین گھات کے اتحادے میں گماشتگان سرکار کنپنی بہادر کے چھوڑ خود بعد منقصی ہونے تین برس کے بالا گھات کو مراجعت کیا،



اُتھنا غبار رفتنه و فساد کاں رمیان سرکار دولت مدار کنپنی
انگریز بہادر اور فرانسیسیوں کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا
واسطے اعانت گورنر پھلچری کے،

آراے صواب اتما پر جو ہندگان اخبار کے پوشیدہ نہ رہے کہ جب صاحبان انگریز کو ملک بنگالے برتسٹ بگلی حاصل ہوا اور انھوں نے باقضاے اولو العزمی تسخیر کرنے پر تمام ہندوستان کے خیال باندھنا تب درمیان صاحبان کنپنی انگریز بہادر اور کارپردازان بادشاہ فرانس کے واسطے محصول سائرات متعلقہ ملک بنگالے کے نزاع واقع ہوئی چنانچہ گورنر نے بنگالے کے برحب ایماے ولایت فرانس کے سب کو تھیون کو جو ملک بنگالے میں تھیں ایک ہی روز میں ضبط کر اکثر

مکانوں کو دھادیا اور موٹیر شاہ نور گورنر کو فراشد آگے کے جو خشکی کہہ رہا ہے اپنی ولایت کا عازم ہو میدان پور تک پہنچا تھا مقید کر لیا اور اسی طرح گورنر نے مدراس کے کوٹھی پھلجری کو جو ملک فرانسیس کی تھی اپنے قبض و تصرف میں لا تو بین اور سب سامان حرب وغیرہ اُس کا ضبط کر برج و بارہ کو اُس کے سپرد کر دالا گورنر فرانسیس لاچار ہو پھلجری سے بھاگ کر دیاں بندر میں جو محاکمہ محرو سے میں نواب بہادر کے داخل تھا چاہا لی اور ایک عریضہ حضور میں نواب بہادر کے بھیج داد فریاد انگریزوں کے ہاتھ سے مچائی نواب بہادر نے اُسکی بیگسی پر رحم کر ایک پروانہ بنام فوجداران بندر مذکور ساتھ اس مضمون کے روانہ فرمایا کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ دلجوئی و حرمت کے دین رکھو متعاقب ایک فوج قوی واسطے مدد مشار الیہ کے حضور سے پہنچتی ہی اور ایک خط اس مضمون کا گورنر کو مدراس کے روانہ فرمایا کہ کوٹھی فرانسیس کی بیشتر تلط پانے صاحبان انگریز بہادر کے ملک بنگالے پر پھلجری میں تھی اور اگرچہ تائید دہانی سے بالفعل شوکت و حشمت انگریز بہادر کی تمام حکام جزائر سے باندہ تر ہو گئی ہی اور سب حاکم بنگالے و پائین گھات وغیرہ کنپنی بہادر کے مطیع ہو گئے ہیں مگر اپنے ہم مذہبون کو جو ولایت میں ساتھ آپ کے قرب جوار رکھتے ہیں اس طرح ایکبار پایہ اعتبار و عزت سے گرا دینا مناسب نہیں اس دوستدار کو ہمیشہ یہ ملحوظ رہتا ہی کہ اس صلح میں جو تازہ ساتھ سرکار کنپنی انگریز بہادر کے قرار پائی ہی کسی طرح خلل راہ بناوے اس واسطے چشم داشت سرکار کنپنی سے یہ ہی (چونکہ گورنر پھلجری پناہ میں اس دولت خداداد کے آیا اور بے اعتنائی مہمان سے کسی مذہب میں روا نہیں) کہ کوٹھی پھلجری سے اسباب جسکی فرد تعلیفہ اس محبت نامہ میں ملفوف ہی گورنر فرانسیس کو پھیر دی جاوے

نہیں تو خلاص اُسکی اعانت کرنے سے پہلو تھی نکر یگا گورنر مدراس نے جواب میں
 اُسکے لکھا کہ ہم تابع حکم و لایت کے ہمیں ہم خود یہ امر عمل میں نہیں لائے ہمیں
 اب جو آپ کو پاس خاطر گورنر فرانسیس کا منظور ہی یہ حقیقت ہم ولایت کو
 لکھتے ہیں اگر حکم بھیر دینے کا پہنچا تو فی الفور کو تھی پھلجری بلکہ سب کو تھیان
 بنگالے کی گورنر فرانسیس کو دے سکتے ہیں مگر مقدمہ نزاع انگریز اور فرانسیس
 کا آپ سے کچھ ملاقات نہیں رکھتا ہی دوسرے کے قضیے میں دخل کرنا آپ کو مناسب
 نہیں جب یہ خط گورنر مدراس کا نواب بہادر کے ملاحظے میں گذرا آتش اُسکے
 غضب کی بھڑک اُتھی فی الفور پروانے سرداران فوج کے نام پر جو کوریاں
 بندر میں متعین تھے اس مضمون کے لکھے گئے کہ تم سب گورنر فرانسیس کو
 ساتھ لیکر پھلجری ہر تاخت کرو اور ہم بھی مدراس کو عازم ہوتے ہیں اور
 جب تک معاملہ فرانسیس کا موافق خواہش کے سرانجام نہ ہو ہم صاحبان
 انگریز کے ساتھ لڑنے سے ہاتھ کوتاہ نہ کریں گے غرہ ماہ ذیقعدہ سنہ گیارہ
 سو پچھانوے کو رایت حیدری ملک پائین گھات کی طرف بلند کیا گیا بارہ
 روز تک کوریاں بند رہے خبر پہنچنے کی انتظار میں وہاں مقام راجب وہاں
 سے خبر آئی کہ فوج سرکاری معہ گورنر فرانسیس وہاں سے کوچ کر گئی دوسرے
 روز نواب بہادر نے معہ فوج جو قطرات باران سے بھی زیادہ تھی ہمراہ لے
 کوچ فرمایا گورنر مدراس نے جون میں فوج حیدری کے کوچ کی خبر سنی احتیاط کی
 راہ سے کشن گری کی طرف کئی سب راہوں کو ایسا استحکام دیا کہ گزرنا اُس
 راہ سے بے تلف کرنے ہزار ہا مرد کے ممکن نہ تھا اسلئے نواب بہادر کو جی کی
 طرف پھر ارجب متصل بالا گھات چری کے پہنچا فوج کوریاں بند رکھی بھی معہ گورنر
 پھلجری وہاں آ پہنچی دوسرے روز نواب بہادر نے چھ ہزار سوار حرار کو حکم

دیا کہ ممالک کو رام راجہ اور دوسرے راجاؤں کے جو سرکار کنینی انگریز
 بہادر سے تو سال رکھتے ہمیں نہب و غارت کریں اور گورنر فرانسیس و مو شیر لالی
 کو جو معہ دو ہزار گورہ اور چھ ہزار سپاہی مدّت سے سرکار حیدری میں نوکر تھا
 حکم ہوا کہ کوہ پال بند راورد دوسرے بند روں کی طرف جو متعلق ملک حیدری کے
 ہمیں جلد جا کر جس قدر جہاز کرایہ کے بہم پہنچیں اذوقے اور سلاح جنگ سے بھر
 پھلجھری میں پہنچیں اور شکر نصرت اثر متعاقب پہنچیکا چنانچہ وہ حضور سے
 رخصت ہو سات جہاز برے اور چھ چھوٹے کرایہ لے اسباب جنگ اُن پر
 بار کر محاذی قلعہ پھلجھری کے پہنچ کر انگر دال نشان حیدری بلند کیا اور جنگ نوپ و
 تفسنگ کی شروع کر دی صاحبان انگریز نے اگرچہ جنگ کرنے میں قصور نہ کیا لیکن
 جب نواب بہادر ایلغار کروان پہنچا اور چاروں طرف سے مورچے و دمے باندھ
 مارے گولوں کے فرصت دم مارنے کی ندی اُنھوں نے ناحق اپنی جانوں کو
 تلف کرنا مناسب نہان نشان فرانسیس جو صلح کی علامت تھی برج پر قلعے کے
 بلند کیا مو شیر لالی نے اس نشان کو دیکھ تو پون کی شیلک موقوف کر گورنر
 فرانسیس کو معہ چند آدمی ایک غراب پر بیٹھا قلعہ کو بھیجا صاحبان انگریز معہ سپاہیان
 استقبال کر گورنر کو برے احترام سے قلعہ میں لے گئے اور مال و اسباب مطابق
 فرد تعلقے کے کار برد ازان فرانسیس کو سیر دکر دیاد دوسرے روز صاحبان
 انگریز معہ سپاہیان گورنر فرانسیس سے رخصت ہو مدد اس کو روانہ ہوئے تب
 نواب بہادر نے مظفر و منصور اپنے مستقر حکومت کو معاودت فرمائی اور
 تیپو سلطان کو واسطے تنبیہ راجہ کو رگ کے معہ فوج قوی تعین کیا،

روایات کتاب فتوحات حیدری کی تمام ہوین

اتفاق کرنا جماعہ مرہٹہ کا نواب نظام علی خان کے ساتھ اور کمک چاہنا انگریزوں سے اور لشکر کشی کرنا انھوں کا بہتیت مجموعی ملک میسور پر اور متحصن ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ سریر نکپتن میں اور پھر چانا مرہٹہ کے لشکر کا بعد وصول تھوڑے زر کے اور آشنی کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خان سے اور چڑھائی کرنا دونوں سرداروں کا بالاتفاق صاحبان انگریز بہادر پر

سال سنہ ۱۷۶۶ ع میں رائے میسور چک کر شماراجہ جو سات برس سے اپنی دولت سراین محبوبس تھا قید تن خاکی سے مخلصی پائی جب اُسکے وفات کی خبر نواب بہادر نے سنی حکم دیا کہ رسوم اُسکے جنازے کے جسطور پر معمول خاندان راجگان میسور کا ہی نہایت تکلف و تعظیم کے ساتھ بجالائے جاوین اور برآیتنا راجہ متوفا کا جگہ کا نام تند و راج ہی بہت سی شان و شوکت کے ساتھ موافق دستور سند راجگی پر بتھایا جاوے تند و راج نے پانچ سال کے بعد اس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکی جگہ اُسکا چھوٹا بھائی سیام راج نام نواب بہادر کے استواب سے بدستور معمول گدی پر بیٹھا حال ریاست میسور کا اسطرح پر رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۷۶۷ ع میں جماعہ مرہٹہ اور نظام علی خان نے باہم بد سگالی برنواب بہادر کے متفق ہو میسور پر لشکر کشی کی نظام علی خان خود سپہ سالار اپنے لشکر کا اور نواب بسالت جنگ اُسکا بھائی بھی اُسکے ہمراہ تھا اور فوج انگریز کی واسطے اسناد کے مدار اس سے بلائی گئی تھی الغرض سب فوجوں نے متفق ہو دارالملک سریر نکپتن پر چڑھائی کی نواب حیدر علی خان بہادر سب غلہ اطراف شہر سے اپنے قابو میں لا

باقی اذوقے و علوفے کو جو جوار و حوالی شہر میں رٹائف کر اپنی سب جمعیت سپاہ
ساتھ لے ایک مقام میں جو نہایت حصین و ستین کنارے پر رود کاویری کے
تھا متحصن ہوا اور گرداگرد اپنے شکر کے ایک خندق کھدے ہوئے تو یوں
کے باندھ اطراف و جوانب اُس کے پشتے استوار کئے کہ افواج متفقہ کا گذر
وہاں دشوار تھا بعد چند روز کے جو جنگ خفیف میں بسر ہوئے آخر مہلتے کچھ
زر نقد دستیاب کر پھر گئے اور نظام علی خان نے بعد تحیر اور تفکر کے لاچار ہو
یہ عہد و پیمان حیدر علی خان کے ساتھ کیا کہ باہم متفق ہو قوم انگریز کا مملکت
چینا پتن سے استیصال کر بن ہنوز اس مشورے نے صورت استحکام کی
نہیں پکڑی تھی کہ سرگروہ قشون انگریزی نے قرینون سے اس راز پر آگاہ ہو
اجازت پھر جانے کی لی چنانچہ وہ راہ بنگلور سے صحیح و سالم حدود مملکت
انگریزی میں پہنچ خبر منصوبہ شکر کشی کی جو درمیان دونوں امیر کے
علی الرغم جماعہ انگریزوں کے قرار پائی تھی پہلے اُسینے کار گزاران ریاست
انگریز یہ کو پہنچائی ۔



بیان میں پیدا ہونے سبب اتفاق کے درمیان
نظام علی خان و حیدر علی خان کے

منشی کو اس انقلاب و تغیر کے جس کے سبب نواب نظام علی خان ہوا خواہی
سے انگریزوں کے منحرف ہو گیا اور اصل کو اس اتحاد و موافقت کے جس کی جہت
سے افواج اسلامیہ استیصال کرنے پر قوم انگریز کے مستعد ہوئی داناؤں نے
سازش نہانی نواب محفہ ظخان برادر کلان نواب محمد علی خان کی نواب حیدر علی خان

بہادر کے ساتھ تجویز کیا ہی، تفصیل اس اجمال کی یہ رہی کہ لڑائی میں انور کے جو سنہ ۱۷۴۹ء میں درمیان نواب انور الدین خان و ہدایت محی الدین خان نواب نظام الملک کے پوتے کے جو جند صاحب نواب نر چنا پلی شوہر خواہر نواب سید محمد خان آفری صوبہ دار آرکات نے جسے انور الدین خان نے حیلون سے قتل کروا اُس کے جگہ خود صوبہ دار ہو گیا تھا اس جنگ پر تحریض کی تھی واقع ہوئی جس میں جماعہ فرانسس جو قدیم سے ہو خواہ خانوادہ سادات کے اور دشمن جانی نواب انور الدین خان کے تھے یا دیگر چند اصحاب کے تھے اور جماعہ انگریز مددگار نواب انور الدین خان کے چنانچہ نواب انور الدین خان اس جنگ میں اسی برس کی عمر میں مارا گیا نواب محفوظ خان برائیتا انور الدین خان کا اور نواب محمد علی خان چھوٹا بیتا دونوں اس لڑائی میں حاضر تھے بعد اُس کے صوبہ داری آرکات کی ہدایت محی الدین خان پر متعین ہوئی پر ناصر جنگ نے جو اُس کا چچا اور نظام الملک کا بیٹا اور بالفعل صوبہ دار حیدر آباد کا تھا اپنے بھتیجے کی خبر فتح کو سن حسد و رشک کے باعث سے اُس کے اور چند اصحاب اور جماعہ فرانسس کے اُوپر شرکشی کی لیکن بے لڑے بھڑے ایک حیلے سے جو کا ذکر تواریخ کی کتابوں میں مذکور ہی اپنے بھتیجے کو مقید کر لیا ہر امر چھوٹے برے اہلی مملکت کو خصوصاً قوم فرانسس پر بہت ناگوار ہوا چنانچہ اُنھوں نے آپس میں متفق ہو نواب ناصر جنگ پر بلوایا اور نواب موصوف اس بلوایے عام میں نواب کرپہ کے ہاتھ سے اپنی سواری کے ہاتھی پر مارا گیا اور اُس کا بھتیجا ہدایت محی الدین خان حاکم و صوبہ دار ملک دکن اور نواب مظفر جنگ ملقب ہوا القصہ نواب مظہر جنگ صوبہ داری آرکات کی چند اصحاب کو دے اپنے دار الملک حیدر

آباد کو متوجہ ہوا اور محفوظ خان اُس کے ساتھ کرناٹک سے نکلا و لیکن نواب مظفر جنگ راہی میں در سنہ ۱۷۵۱ ع ہتھانوں کے ہاتھ سے ہنگامہ عام میں مارا گیا اور صوبہ داری حیدر آباد کی اُس کے عمونو اب صلابت جنگ برادر ناصر جنگ مرحوم پر قرار پائی اور وہ بھی عیاروں کے ہاتھ سے اُس کے بھائی نظام علی خان حالی صوبہ دار حیدر آباد کے اشارے سے متول ہوا نواب محفوظ خان بعد مارے جانے نواب مظفر جنگ کے کرتے میں سال ۱۷۵۲ ع تک مقیم رہا اس میں جماعہ انگریزوں نے جو ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے تھے باوجود حقیقت نواب محفوظ خان کے جو برآیبتا نور الدین خان کا تھا بعد ہزیمت پانے جماعہ فرانسیس ہوا خواہ چند اصحاب کے اور اسیر ہو جانے چند اصحاب کے محفوظ خان کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کو سند بر صوبہ داری آرکات کے ہتھیا یا جب اسطرح حکومت آرکات کی نواب محمد علی خان پر قرار پائی نواب محفوظ خان بعد کتنے روز کے ساتھ ایک جمعیت فوج سواروں کے کرناٹک کو پھر آیا اور درخواست نوکری محمد علی خان سے کی نواب محمد علی خان نے فی الفور اُس کی درخواست منظور کر اُسے محال : نوبی آرکات کا عامل مقرر فرمایا لیکن نواب محفوظ خان نے وہاں پہنچ اپنے بھائی سے تردد و عصیان اختیار کیا اور ساتھ مدد میزداران اُس خردو کے ایک مدت تک خطہ تنیوالے کو اپنے تصرف میں رکھا اور اُنہیں دنوں اُس کو نواب حیدر علی خان کے ساتھ جو اُن روزوں دی تلگل کے بندوبست میں مشغول تھا رسم و راہ مراسلت و مکاتبت کی پیدا ہو گئی ، اگرچہ آخر کو نواب محفوظ خان نے سال ۱۷۶۰ ع میں ظاہر نواب محمد علی خان کے ساتھ آشتی و مصالحت اختیار کی لیکن بہر امر دود قیاس سے نہیں کہ وہ خفیہ ساتھ نواب حیدر علی خان کے طریق نامہ و پیام کا سلوک رکھتا تھا اس واسطے کہ اُس سے

آگے کہ جنگ و ہر خاش نمایان در میان نواب حیدر علی خان اور اندر یزون کے واقع ہو وہ حج کے قصد پر سریر نگہبش کو گیا تھا اور نواب بہادر نے اُس سے بہت لطافت و اشفاق کے ساتھ اُس سے ملاقات کی تھی اور یہ امر بھی قرین قیاس ہی کہ تعصب دین محمدی نے نواب نظام علی خان اور اُس کے ارکان دولت کو اس امر پر مستعد کیا ہو کہ ساتھ نواب بہادر کے مٹنق ہو کر نواب محموظ خان کو مسند پر صوبہ داری آرکات کے بتھاوین اور ساتھ مدد و یاریگری جماعہ فرانسیس کے جو اسکے ہوا خواہ تھے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کرین بہر تقدیر اوائل ستمبر سنہ ۱۷۶۷ع میں افواج متفقہ جن میں اکثر سوار تھے کرناٹک میں پہنچ لوٹ مار شروع کر دی کار گزاران دولت مدد اس نے ایک فوج جرّار کرنیل اسمتھ کے ساتھ بھیجا چنانچہ چھبیسویں تاریخ ماہ مذکور میں قریب قلعہ ترچناپلی کے تلافی طرفین واقع ہوئی حقیقت اس جنگ کی سالانہ دفتر اخبار میں انگریزی سنہ ۱۷۶۸ع کے یائی جاسکتی ہی لیکن یہاں ترجمہ اس روداد کا فارسی کتابوں سے لکھا جاتا ہی وقت شام کے مقدمۃ الجیش افواج متفقہ نے دیکھا کہ لشکر انگریزی ایک برے جھیل کے نشیب میں صفیں آراستہ کیٹے ہوئے مستعد جنگ ہی اور ایک قبیلہ اُس کے پہلو پر واقع ہی نواب بہادر نے اُن کے مقابل میں صف آرائی کی چنانچہ تمام رات فوج حیدری سلاح و یراق سے مسلّح رہ انتظار صبح کی کرتی رہی جون میں صبح سپیدہ صبح نمودار ہو لشکر انگریز برے جوش و خروش سے آگے بڑھا نیران جہال و قتال کی دونوں طرف سے مشتعل ہوئی رکن الدولہ سپہسالار نظام علی خان نے جو اگلی صف میں تھا چاہا کہ فوج ہیندہ و مسرہ برغنیہ کے حملہ کرے لیکن توپوں کے گولے اور بند و قون کی گولیوں نے اُس کے لشکر کو پریشان کر دیا چنانچہ وہ اُن کی تاب نہ لاواں تک

ہست گیا جہان نواب نظام علی خان خود سپاہ کو لڑا تھا اگرچہ سپاہیان بہادر
 دلاور نہ لڑتے تھے لیکن مارے گئے گولہوں کے اُن کو فرصت دم لینے کی
 نہ ملتی تھی نواب نظام علی خان کی سواری کے ہاتھی کا ایک پانوں گولے
 کی ضرب سے اُڑ گیا اور بہت لوگ کام آئے آخر کو ہزیمت یا سہی تب نواب
 موصوف چھتیس میل انگریزی یعنی اتھارہ کوس میدان رزم سے پیچھے
 ہست گیا انگریزوں نے نقارہ فتنج کا بجوایا لیکن فراریوں کا پیچھا نکیا اور چینا پتھن
 کی طرف ہفت کی نواب حیدر علی خان بہادر نے ہزیمت سے اپنے ہوا خواہ
 کی فوج کے کچھ پروان کیا اور اپنی تمام فوج کو چار حصہ بنا اعانت ویاوری پر ایزد
 پاک کے اعتماد کر مقابلے و مقاتلے میں اعدا کے خوب کوشش کی ،

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مرا فقت سے نواب حیدر علی خان
 کے اور موافقت کرنا انگریزوں سے اور نہب و غارت کرنا نواب
 حیدر علی خان کا کرنا تک کو شہر مدراس تک اور نہایت بیم
 و ہراس سے اُس سے درخواست کرنا انگریزوں کا صلح کو

دیکھنے سے طمطراق جنگ اور آتشباری و جاکدستی انگریزوں کے اس
 قدر خوف و ہراس طبیعت پر نواب نظام علی خان کے غالب ہوا کہ جلد
 اُنھوں کے ساتھ مصالح و اتفاق کر اپنی باقی فوج سمیت حیدر آباد کو بھر گیا
 نواب حیدر علی خان بہادر نے جب دیکھا کہ نواب نظام علی خان اُسکا ہوا خواہ
 اُسکو جنگ و جدال میں چھوڑ دو آگے ہو گیا اسلئے سریرنگتن میں اپنا پھر جانا
 مصلحت وقت دیکھا لیکن کرنیل اسمتھ سپہدار شکر انگریز نے یہاں تک

تعاقد نواب محمد وح کا کیا کہ حدود میسور میں داخل ہوا اور کئی قلعوں پر نواب بہادر کے تصرف ہو نزدیک سریرنگپتن کے جا پہنچا اس حصہ میں نواب بہادر نے یہ مناسب جانا کہ ساتھ حریف سختہ کار کے نزدیک نہ کھیلے چنانچہ دل میں یہ بات تھان اپنے سواروں کی فوج کو ساتھ لے ملک کرناٹک پر تاخت کی اور وہاں کے بلاد و عباد کو ساتھ شمشیر و آتش کے زیر و زبر خاک بسر کر دیا تب فوج انگریزی کو جو حدود میسور میں نہب و غارت میں مشغول تھی ضرور ہوا کہ وہاں سے پھر کر حمایت و حراست ملک کرناٹک کی کرے اس مذہب سے تمام قلعے جو انگریزوں کے تصرف میں آگئے تھے بنے لڑے بھرے ہتھ آگئے اور فوج حیدری نے نوبت لوٹ مار کی شہر مد اس تک پہنچائی اور متواتر حملوں سے ارکان دولت مد را سیہ کو تنگ کر دیا اور اپنی ہیبت اُن کے دلوں میں ایسی ڈالی کہ وہ بے مضطر و مجبور ہو اُس سے آشتی و صلح کے خواہاں ہوئے نواب بہادر نے صلح کے پیام کو قبول کیا ماہ اپریل سنہ ۱۷۶۹ ع میں عہد و پیمان آشتی کا دونوں طرف سے وقوع میں آیا شرطیں اس صلح کی بہت سادہ و پرکار تھیں یعنی چاہئے کہ قلعے اور اسباب ایک جانب کے طرفین سے جو جنگ کے وقت دوسرے کے تصرف میں آئے ہیں پھر دیئے جائیں اور اسیر طرفین کے قید سے مخلصی پادین اور دونوں فریق دوستی کی راہ سے شریک رنج و راحت رہیں اور کبھی مدد و اعانت کرنے میں آپس کے ضرورت کے وقت قصور نہ کریں اور سودا گروں کی راہ آمد و رفت جاری رکھیں حیدر علی خان بہادر نے اس جنگ و پیکار میں کارنامہ رستم و اسفندیار کی تجدید کی تھی اور اپنی دست برد نمایان اور جلالت شایان سے نظار گیون کو حیرت میں ڈالا تھا تو بین مہلکی میدان کی سبک گاریوں پر بار کی ہوئیں ساز و سامان سے آراستہ اور گولہ ازان آتش دست رکھتا تھا اسی

جہت سے اُن لڑائیوں میں کبھو کوئی توپ جلوے یا سیدانی نواب بہادر کی غنیم کے ہاتھ نہ لگی اور وہ برسی تو ہیں جو جنگ میں بیرون کے اندریزوں کے ہاتھ آئیں سو سب نواب نظام علی خان کی تھیں سپاہ حیدری نہایت چست و چالاک ساز ویراق سبک کے ساتھ آراستہ رہتے اور سواران خاص اُس کے سبک عنان تیز جولان تھے اسی سبب نواب بہادر تاخت و تاراج بر سپاہ اعدا کی قادر تھا اور لوٹ مار سے جلد پھر جانے پر توانا نواب بہادر سابق لڑائیوں میں جیسا مصدرانواع سنکر ہی و خرابی کا ہوا تھا جس کے سبب مرزوبوم کرناٹک کی خراب و ویران ہو گئی تھی اس جنگ میں ویاہر تکب ظلم و ستم کا نہ ہوا

پرتھوی والوں پر کارنامہ حیدری کے پوشیدہ نہ رہے کہ چونکہ مسیح چارلس اسطوارٹ اپنے رسالہ مائرس اف حیدر علی خان و تہیہ سلطان میں ان دونوں واقعہ جلیلہ کی شرح میں جنکا پہلا وہ نازلہ ہائے تھا جس میں مادھورا و پیشوا جمعیت ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے ساتھ اور نظام علی خان ساتھ اپنے تمام لشکر مع فوج ملکی انگریزوں کے باہم متفق ہو سریرنگ پٹن پر ہجوم لائے تھے اور دوسرا وہ امر تھم جس میں نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان نے متفق ہو کر استیصال پر انگریزوں کے ہمت باندھ ہی تھی اور حق تو یہ ہی کہ تمام مآثر حیدری میں ان دونوں واقعے کے مانند کوئی حال نہایت شرح و بسط کا خواہاں نہیں کیونکہ یہاں واقعے میں صفیت گزیدہ صبر و پایداری نواب حیدر علی خان کی اور ہجوم جم غفیر دشمنان جانی تباہی اندیش کے اور سلیقہ اُس کے رخنہ بندی و جیلہ سازی کا حمایت و حراست میں اپنی جان و مال کے ظاہر و باہر ہوا اور دوسرے میں شہامت و جلالت اُس بہادر کی قہر و کسر کرنے میں دشمنان پر دل

وہر کار و فنون کے دربارہ شیوہ جنگ و پیکار اچھی طرح بیان و نمایان ہوئی
 راہ اختصار کی چلا تھا اس واسطے کتاب فارسی کا نامہ حیدری کے مؤلف نے
 ان دونوں واقعہ جلیلہ کی تفصیل دوسری جلد سے مسطور ہی موشیرم دال
 کے ترجمہ کراصل کتاب میں داخل کیا اور شمائل جسمانی و عادات و اطوار
 زندگانی نواب محمد وج کے جلد اول سے اُسی مسطور ہی کے ترجمہ
 کر اُس کا مقدمہ بنایا،

شمائل جسمانی اور عادات و اطوار زندگانی نواب حیدر علی خان کے

نواب حیدر علی خان کی عمر کا حال تھیک معلوم نہیں ہی مگر جو لوگ اُسے
 صغیر سن سے جانتے ہیں اُنکی روایت کے موافق اس وقت قریب چھپن برس
 کے تھی قد اُس کا قریب چھ فٹ انگریزی تناور قوی چالاک و جست
 زحمت کش رنج بردار جفاکش ایسا کہ وقت ضرورت کو تنوں پیادہ چلتا اور
 رات دن اگر گھوڑے پر سوار رہتا تو بھی آثار کو فنگی اور ماندگی کے اُس سے ظاہر
 نہوتے بشرہ گندم گون نقشہ چہرے کا نیت درشت دارھی و موچھ اُکھڑا ناگہر
 میں پوشاک ہندوستانی سفید شادہ ملل یا تن زیب کی پہنتا اور دستار بھی اُسکی
 ہوتی قباد امن فراخ آستین ننگ و جست لیکن رخت سپاہیانہ اُس کا دوسری
 طرح کا جسے خود اُس نے اپنے اور اپنی سپاہ کے واسطے ایجاد و مقرر کیا تھا
 سفید اطاس کی قبا جس میں سنہرے گل تیکے ہوئے ویسی ہی اطاس کا پایجامہ مخمل
 زرد کے موزے سفید ابرہ شمشیر کمر بند سرخ شفق پگڑی جب پیادہ چلتا اکثر

بیت کی چھتری ہاتھ میں رکھتا۔ حکام پر پوش جو اہر نگار ہو تاج بگھوڑے پر سوار ہوتا تو ایک شمشیر برتنے میں جسکی چیر اس الماس کی ہونی کمر سے لگی رہتی جیسا کہ امیران ہند واسطے آرایش کے زیور پہنتے ہمیں وہ ہرگز نہ بہتا چہرہ ست گفۃ کشادہ خصوصیات حال کے موافق گاہ ہنستا گاہ ترش رو ہوتا ہر طرح کے امر میں سہولت و آسانی کے ساتھ کلام کرنا خاموشی و تمکین رواں رکھتا اور اہل حال میں بیگانہ لوگوں کی ملاقات کے وقت اپنے تئیں ضبط میں رکھتا و لیکن جلد انبساط طبعی کے آثار اُس پر غالب ہو جاتی ہر طرح کے آدمی سے گفتگو کرتا اور روایت کمال شیرینی و نرمی کے ساتھ شروع کرنا مقام کمال تعجب کا یہ ہی کہ ایک ہی زمانے میں جبکہ مہمات عظیمہ ملکہ اری میں غور کرتا اور مقدمات میں حکم دیتا بعضے حاضرین مجلس سے سوال کرتا جاتا اور بعضوں کو جواب فرماتا ایک منشی سے نامہ سناتا دوسرے سے جواب لکھاتا نظر تو تماشے میں رقاصوں نقالوں کے رکھتا اور کان سے عبارت منشیوں کی سناتا چاکران مقرری رات دن کے اپنے کار و بار خاص کے لئے حضور میں آتے جاتے اُنھیں اذن عام تھا اگر کوئی شخص اجنبی ملاقات کا خواہان ہوتا معرفت ایک چوہدار کے جو صدادر دولت پر حاضر رہتے تھے اپنی اطلاع کر باریاب ہوتا مگر فقیر و درویش کے واسطے یہ اجازت نہ تھی اور اگر کسی فقیر پر نظر پڑتی تو اُسکو خاک کی شاہ کے پاس جو میر صدقات تھا بھیج دیتا وہ اُسکی حاجت بر لانا قبل طلوع آفتاب یہاں ہوتا تب نقیب و سپہدار جو شب و روز گزشتہ چوکی میں اپنی خدمت خاص پر مامور تھے اور دے لوگ جو اُن کے بدلائیکو آئے حضور میں پہلے حاضر ہو اخبار ضروری عرض کرتے اور جو حکم تازہ صادر ہوتا سپہدار اور کار گزاران دیوانی کو پہنچاتے اور سپہداروں و کار گزاروں کو پروانگی تھی کہ اگر ضرورت ہو دے جامہ خانہ میں

حاضر ہو کر خود عرض کریں آتھ گھڑی دن چڑھے جامہ خانے سے برآمد ہو دیوان خانے میں داخل ہوتا جہاں سب منشی و کار گزار ہر کار خانے کے خطوط آئے ہوئے کو گزرانے اور ہر ایک کو اُسکی خدمت خاصہ کے موافق تعلیم و تلقین روزمرہ فرماتا اور جو نامہ کہ جواب طلب ہوتا اُسکا جواب موافق اُسکے ارشاد کرتا فرزند و اقربا اُسکے اور جو امیر کہ ساتھ شرفِ تقرب کے ممتاز تھے اُسوقت دیوان خانے میں حاضر ہوتے تو بجے صبح کا کھانا کھا آئینہ محل میں شریف لیجاتا تب وہاں سب فیلبان ہاتھیوں کو اور سائیس گھوڑوں کو رو برو لیجا کر دکھاتے پلنگ و چیتے شکاری کو اُنکے نگاہبان دوریاں پکڑے ہوئے رو برو لاتے جن پر پوشش بانات سبز کی پرتی ہوئی اور پارچہ زری کی توپی سر پر بندھی رہتی اُسے کہ اگر کسی وقت کبھو دے قصد اید اکا کریں تو جھست آنکھیں اُنکی اُس توپی سے بند ہو جائیں نواب بہادر ایسے ہاتھ سے ہر ایک کو لقمہ شیرینی کا دینا دے جھست لے لیتے بعد طعام چاشت ساتھ دس بجے نواب بہادر دیوان خانے یا خیمہ بارعام میں شریف لا کر شامیانہ زرد و زری کے تالے جکے ستون طلائی مرصع کار ہوتے جلوس فرماتا اقربا اُسکے دست چپ کی طرف بیٹھتے اور سب ارکان و اعیان دولت جنکو اُس مقام میں حاضر ہونے کی اجازت تھی حاضر ہوتے اور جو لوگ اپنے اپنے کاروبار میں تعلیم و ارشاد کے محتاج ہوتے تھے ان کے دیکھنے سے درخواست حاضر ہونے کی کرتے یا عرضیاں گزرانے اُسی وقت جواب مناسب عرضی بر لکھا جاتا یا زبانی ارشاد ہوتا یہ دستور نہ تھا کہ سواری میں کوئی شخص عرضی دے مگر آنکہ کوئی مہم یا حادثہ جدید واقع ہو یا کوئی سائل حاضر ہونے سے دربار عام کے منع کیا جاوے اور اس اتفاق بہت کم ہوتا اس سال ۱۷۶۷ء میں ایک روز شام کو پانچ بجے نواب کو منبأ توبر میں اپنے کو کیے سمیت واسطیے

سیر کے نکلا تھا کہ ایک برہیا نے فریاد کیا نواب نے فی الفور سواری تھہرا برہیا کو قریب بلا کر حال پوچھا اُس نے عرض کیا کہ میں سوہ صرف ایک ہی لڑکی رکھتی تھی جسے آغا محمد نے تجھے چھین لیا ہے نواب نے فرمایا کہ آغا محمد کو ایک مہینے سے زیادہ ہوا کہ یہاں سے چلا گیا ہے تو اتنے روز کہان تھی اور کیوں ناشہ کی برہیا نے عرض کیا عاجزہ نے کئی قطعہ درخواست حیدر شاہ کے ہاتھ میں دینے کچھ جواب پنا یا حیدر شاہ نے جو عرض بیگیوں کا سردار تھا حاضر ہو عرض کیا کہ یہ عورت در اُسکی لڑکی بازاری عورتوں سے ہیں خلاف شرع زندگی گانی کرتی ہیں۔ بات سن کر نواب نے حکم دیا کہ سواری دو لتخانے کو پھرے اور عورت ہمراہ آئے سب اعیان دربار واسطے اس مضبدار کے جگو لوگ دوست رکھتے تھے اندیشناک ہونے پر کوئی شفاعت میں دم نہ مار سکتا تھا حیدر شاہ کا بیٹا سرگروہ فوج فرنگستانیوں سے مابجی شفاعت کا ہوا اور اُس نے حضور سے اُسکی خطا کا عفو چاہا لیکن نواب نے ساتھ درشتی کے منہ مور کر فرمایا کہ اس بات میں کچھ عرض سنی نہ جائیگی کیونکہ کوئی جرم اس سے سخت تر نہیں ہے کہ راہ فریاد رعیت کی بادشاہ فرمان فرما کے نزدیک قطع کی جائے اور مظلوم اپنی داد کو پہنچنے سے محروم رہیں اہل اقتدار کو چاہئے کہ غرباء مظلوموں کی دستگیری کرتے رہیں خدا ایتعالیٰ نے حاکم کو نگہبان رعایا کا کیا اور جو بادشاہ راہ انصاف کو رعایا پر مسدود اور سنگاروں کو سیاست نہیں کرتا تو آخر کار وہ بادشاہ خود رعایا کو بزور اپنی بغاوت پر مستعد کرتا ہے یہ کہہ کر نواب نے حکم دیا کہ حیدر شاہ کو دو سو تازیانہ مارین اور اُسی وقت حبشیوں کے رسالہ دار کو حکم دیا کہ ہمراہ مستغیثہ کے اُس گانوں میں جہان آغا محمد مقدم تھا جاد خرمز کو رکوستہ سیدہ کے حوالہ کرے اور آغا محمد کا سرکات لاوے اور اگر وہ دختر و بان نہو تو آغا محمد کو

کو نینا تو ر میں گرفتار کر حاضر کرے چنانچہ وہ دختر ستم رسیدہ مان کو ملی اور
 آغا محمد کا سرکات حاضر کیا گیا آغا محمد کی عمر اُس وقت ساٹھ برس کی تھی پچیس
 سال تک حیدری نقیبوں کا سرگروہ تھا اُس نے اپنی خدمتگزاری کے لیے میں
 جاگیر شایستہ پائی تھی اور حقیقت حال اسفناٹہ کی برتھیا کے یہی کہ آغا محمد
 اُس دختر کے حسن و جمال پر شیفہ تھا ہر چند چاہا کہ اُسکی مان کو رو بی دیکر
 راضی کرے برتھیا راضی نہ ہوئی تب آغا محمد اُسکو بزور لے گیا، دربار
 حیدری میں پچاس یا چالیس منشی خاص دست چپ کی طرف دیوان خانے میں حاضر
 رہتے رسولان نامہ بر ساعت ملکون سے آنے اور کمال اہتمام سے حضور میں
 بلانے جاتے اور لفاظ ملا چٹھہ میں گزارا نئے منشی خاص مکتوب پر ہکھرناتانی الفور
 نواب خصوصیات وابستہ جواب زبان فصاحت ترجمان سے بیان فرماتا بھروسہ
 مکتوب دیوان وزیر میں بھیجا جاتا ہر طرح کے خط و بروانہ کو دستخط خاص سے
 زینت فرماتا پیر والے جو دیوان درارت سے صادر ہوتے اُن پر برسی مہر
 دیوان عام کی ثبت ہوتی اور جو فرمان کہ ساتھ دستخط خاص کے زینت پاتے
 اُن کے خاتمے پر ایک چھوٹی مہر بادشاہی ثبت کی جاتی وہ مہر میر منشی بادشاہی
 کے پاس رہتی جب کبھو کسو کو نامہ کسی مہم عظیم میں لکھا جاتا یا اگر کوئی
 حکم جلیل صادر ہوتا تو اُسکے خاتمے کو اپنی مہر خاص سے جو ہمیشہ اُننگلی میں
 بہنے رہتا تھا امتیاز دیتا اور تب خریطمہ قاصد کو دیا جاتا اور ساتھ خریطمے
 کے ایک پرزہ کاغذ جس میں ساعت روانگی خط کی لکھی ہوتی لگایا جاتا
 اور ہر منزل میں اُسپر وقت پہنچنے کا اُس خریطمے کے اشارہ لکھا جاتا داک کا
 حال اور قاصدان دولت حیدری کے خصوصیات جنکی انگریزوں نے تتبع کی ہی
 در مقام شایستہ لکھے جائینگے گھوڑے ہاتھی بکاؤ توپ نئی دھلی یا کسی جگہ سے

منشی لائی ہوئی ان سبھوں کو جلو خانہ میں لائے اور نواب بہادر اس دربار کے وقت اُن سبکو ملاحظہ فرماتا جلیل القدر لوگ دیوانی کے یا سپہ سالار اور سفیر و غیرہ جو معزز تھے بہت کم اس دربار میں حاضر ہونے مگر بضرورت امیران محترم وقت شب خلوت خاص میں جہان خاصے لوگ بار پاتے تھے حاضر ہو کر شریک صحبت نشاط و طرب کے ہونے ارکان دولت اپنی طرف سے وکیاں مقرر رکھتے اور سب کار گزاران دیوانی ایک منشی کو اپنی کچھری سے بھیجنے تو وہ مقاصد ضروری نواب کے حضور میں عرض کرے وقت حاضر ہونے کسی سفیر جلیل القدر یا کوئی شخص معزز کے سرگروہ نقیبوں کا ساتھ آواز بلند کے یہ پکارتا جہان بناہ سلامت فلان خان یا بیگ و ظیفہ خدمت بجالاتا ہی (اکابر دیوانی اور منشی وکیل و غیرہ کام کے لوگ اُس قسم کے اعلام سے معاف تھے بے تکلف چلے جاتے) اور اُسکی قدر و منزلت کے موافق ایک مقام اُسکے کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو متعین کیا جاتا اور جب کوئی اوساط الناس سے دربار میں حاضر ہوتا تو وہ تسلیم و کورنش بجالا کر پہلو میں سرگروہ نقیبوں کے دست بستہ کمر آ رہتا اور جب حضور سے اشارہ پاس آنے کا ہوتا تو نزدیک آتا نواب زبان مہر پرور سے اُسکا مطلب استفسار فرماتا اگر وہ طبقے سے اہل عزت کے یا تاجر ذی حرمت ہوتا تو حکم بیٹھنے کا پاتا اور خدمت و معیشت و وطن و سفر اُس سے پوچھے جاتے اور ایک وقت فرصت مقرر کیا جاتا جس میں وہ اپنے تجارتی مال کو دیکھاتا پھر پان دیکر رخصت کیا جاتا یہ دربار شام کے تین بجنے تک قائم رہتا بھر نواب حجرہ خاص میں واسطے استراحت کے جاتا قریب ساڑھے پانچ کے ایوان عام میں تشریف لاتا اور وہاں قواعد سپاہیوں اور پرہ بندی سواروں کی ملاحظہ کرتا گرد اُسکے بعض اقربا و نصاحبین بیٹھے منشی لوگ خطوط

کے پرہنے لکھنے میں مشغول رہتے شام کے وقت ایک برسی جماعت مشعلچیو کی محفلِ دولت مرا میں نمودار ہوتی تھے لوگ تسلیم کرتے ہوئے ایوان و مکانات میں جاتے ایک دم میں تمام مکانات خاصہ کو جن میں نواب بیٹھنا یا آرام کرنا روشن کر دیتے بتیان کا فوری اشجار نقرہ ر و شنی کے اور جھانڈ بلورین نادرہ کار و روشن رہتے اکابر دولت حیدریہ اور اعظم دیوان و سفیرانِ جلیل الفد و وقتِ شب ملازمت میں حاضر ہوتے جنکا رخت ہمیشہ عطر گران بہا سے مطیب و مطہر رہتا ملاوہ اکابر ذوی الاقدار و کار گزار کے شب کو دیوان خانہ امیر زادوں سے بھرا رہتا جو سب کے سب آداب دان و شیرین زبان ہونے درمیان ان امیر زادوں کے بعضے خدمتِ نظارت پر ممتاز تھے جن میں سے ہر رات چار شخص دربار میں حاضر رہتے اور تھے لوگ شمشیر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور بھی اُنکے نشانی امتیاز کی تھی اور دوسرے امیر اپنے سلاح کو غلام کے حوالے کرتے بعضے ملازم اپنے میان کے پیچھے دامن اُسکا ہاتھ میں اُتھائے ہوئے لب فرش تک جاتے دیوان خانے میں چاندنی لعل باریک کی اوپر شاہانہ قالین آبر شمین کے بچھی رہتی نواب بہادر کو سفید کپڑے پر میلان بہت ہی چنانچہ صندلیوں یا نشیمنوں پر جو مخمل سے منہ ہی ہو تین سفید تنزیب کے خلاف اُنپر چڑھے رہتے اُس بزم گاہ میں صحبتِ رقص و سرود و نقالی آتھیں سب سے گیارہ بجے تک گرم رہتی ناظر و عرض بیگی تازہ وارد لوگوں کے پاس مجلس میں حاضر رہتے جو کوئی کچھ پوچھنا اُسکا جواب شاید دیتے اور ہر ایک کو حاضرین مجلس سے خود و نوش کی بات پوچھتے اگر رغبت پالتے تو اُنکو نعمت خانے میں لیجاتے نواب بہادر نقل و تحاشے پر نظر رکھتا اور اکابر دیوانی و سفیروں سے گفتگو کیا کرنا اور کبھو خلوت خانے میں تشریف لیجا محرماتِ خاص کے ساتھ اسرار پنہانی میں

مشورہ کرنا اور حسب معمول ہر صبح امور ملکی میں مشغول رہتا اور باوجود شب بیداری کسی طرح کی کالت اُس سے ظاہر نہ ہوتی در اثنائے صحبت رقص و سرود اقسام پھول زرین مرصع کار گلہ انون میں رکھ حضور میں لاتے نواب خود اُنہیں سے کئی پھول لیتا پھر اکابر دولت کو عطا کئے جاتے اور جب حضور کو منظور ہوتا کہ کسی کو ساتھ مزید عنایت کے امتیاز بخشے تو جمیلی کے ہار اثنائے گفتگو میں اپنے ہاتھ میں پہن اُس شخص کو عنایت فرماتا اکثر اس عنایت سے سپہدار فوج فرنگستانی ممتاز ہونے کیونکہ فرانسیس لوگ برخلاف تمام قوم فرنگستان کے بہ نسبت عطاے زر کے اس طرح کی امتیاز سے اپنے تئیں زیادہ معزز جان لے ہیں اگر کوئی شخص شب کو اس طرح کی عزت پاتا تو صبح کو اکابر و ارکان دولت حیدری برسم تہنیت اُس کے نزدیک جانے اگر نواب بلند اقبال کو کسی جنگل میں فتح و فیروزہ یا کسی امرگران مایہ میں شادمانی و برتری خوشی حاصل ہوتی تو شاعر شیرین سخن نواب کا نگار کو بالقاب غرایاد کرنا اور اس طرح کی ایات مدحیہ پڑھتا،

مثنوی

جہان داود را خاطر شاد باد ہر بر اگو املکت آباد باد
جہان از فرت دیدہ فرخندگی ترا دادہ شاہان خط بندگی
عد و لرزد از ہیبت نام تو زمین خندہ داند جرعہ جام تو
ز عدل تو بہاد د نالہ ہمے بفر تو اقبال بالہ ہمے
ہمہ روز عمر تو نور و ز باد جہان را القای تو فیروز باد

جب تک وہ شاعر قصیدہ مدحیہ پڑھتا حاضرین مجلس خاموش رہا گوشتن ہوتے مگر نواب بہادر اسوقت اکابر دیوانی کے ساتھ بیشتر مشغول رہتا چونکہ

بعض خصوصیات بزم امیرانہ ممالک شرفی کے بیان کیے گئے اب ارباب
طرب و نشاط کی باتوں کا بھی بطریق اختصار لکھنا ضرور ہوا جانا چاہئے کہ دربار
حیدری ان روزوں اہل نغمہ و ساز کے باب میں بہت باساز و نواہی اور
چونکہ صوبہ بیجاپور جو عہد میں ابراہیم عادل شاہ کے مجمع ارباب نشاط و طرب کا تھا
جیسا ملاحظہ فرمائی کہتا ہی

بیت

گر اکبر سرور و سوز ساز نہ

ز خاک پاک بیجاپور ساز نہ

سرکار حیدری کے تحت تصرف میں آیا تھا جو عورتیں کہ بیجاپور میں دربارہ حسن
و جمال یگانہ اور فنون و دوسرے دین یکتاے زمانہ ہوتیں وے سب وہاں سے
بلائی جاتی تھیں اور طوائف اہل تقلید و ارباب نغمہ و طرب میں دو مہیاں کنچیاں
بھارت نیاں بھکتیاں سب تو نگر می اور حسن و جمال کے سب اپنے طبقوں
میں منتخب و ممتاز تھیں بھارتیوں کے طائفے کا جن میں سب عورتیں ہوتیں
یہ حال ہی کہ نایک اُن کی لڑکیاں کم سن چار پانچ برس کی حسین کو مول لے
اوستادان ماہر رقص و سرود سے تعلیم کرواتیں اور ہر طرح کے شیوہ دہری و طرب
انگریزی اُن کو سکھاتیں آخر کار نوبت دلفریبی اُنکی یہاں تک پہنچتی کہ زاہد
صد سال اُن کے ناز و کرشمہ دلبرانہ سے راہ زہد و تقوا کو بھول جاتا الغرض کوئم
مرد یا عورت چختہ کار فن تقلید و نقالی میں اُن عورتوں سے سبقت نالیاں سکتا
اور سرور اُن کا نپت سرت بخش و نشاط افزا ہوتا زمانہ رقاصہ اپنے کار و
شیوے میں متلذون اور منتہیوں پر رجحان رکھتی تھیں یہاں تک کہ اگر بے نادرہ
کار تماشا گاہ پارس میں (جو دارالملک فرانسیس اور ان باتوں میں مشہور ہی)

جائیں تو وہ ان کے لوگوں کو وجہ میں لائیں ہر عضو اُکا وقت رقص کے حرکت خاص میں رہتا ہی دیر تک یکساںوں پر اس خوبی سے ناچتیں کہ نظارہ گویوں کو محل حیرت ہوتا کوئی عورت مقلدہ یا رقصہ اس بزم میں سترہ برس کی عمر سے زیادہ سن نہیں رکھتی اور جب اس سے متجاوز ہوتی ہیں تب ہر طرف کی جانی ٹائفہ اور باب نشاط کی نایک مشاہدہ سرکار سے پانی ہی مگر تھیک تعین اُسکا معلوم نہیں اور جو نایک کہ دربار میں حاضر ہوتی سو ہر مرتبہ رات یادن کو جب کوئی نوچی اُسکی مجرا کرتی مہ سازندے فی مجرا ایک سو روپی پانی اور تیس عورتیں مقلدہ اکثر بیس ٹائفے سے زیادہ ہوتیں گیارہ بارہ بجے مجلس نشاط برخاست ہوتی ہر شخص اپنے گھر جاتا مگر دے لوگ جو ساتھ نواب بہادر کے کھانا کھانے حاضر رہتے دے صرف دوست و خویش و اقارب خانہ انی ہوتے مگر جشن عام میں امراے نامدار بھی شریک خوان رہتے اس طرح معاشرت نواب نامدار کی حالت حضمین ہوتی اور جب سفر میں رہتا تو اکثر ہر ہفتے میں دوبارہ شکار کو جاتا اور شکار گیندے ہرن گور شیر ہلنگ کا اکثر کھیلتا جب خبر پہنچتی کہ شیر یا پلنگ جنٹل میں ہی تو گھومتے پر سوار ہو وٹان جاتا اور ایک جماعت حبشیوں اور نیزہ برداروں کی اور اکثر امیر مہ نیزہ و سپر اُسکے پیچھے جاتے اور جب سراغ شیر کا پاتے اُس مقام کو محاصرہ کر آہستہ آہستہ احاطے کو محاصرے کے ٹنگ کر۔ جب شیر شکاریوں کو اپنی طرف متوجہ پاتا شور کرتا اور چاروں طرف راہ نکلنے کی دیکھتا آخر کو جست کر کے چاہتا کہ نکلنے کی راہ پیدا کرے حیدر نامدار پہلے اُسپر وارد کرتا اور ہر ضرب حیدر ہی شمشیر یا نیزہ سے بہت کم خطا کرتی۔

تورنگِ سواری نواب نامدار حیدر علی خان بہادر

جب حیدر علی خان بہادر نے بعد مدتِ مملکت کنرہ و ملیبار کو فتح کر دارا الملک سر برنگپتن کو مراجعت کیا اُسکے موکب کی عظمت و شان قابلِ دیکھنے کے تھی جب کوئٹہ توڑے نہضت کی پچاس ہزار سوار ہزار سلاح و براق سے آراستہ اسی ہزار پیادے اور چار ہزار طوپاس ساز سنگرے سے درست جلو میں ساتھ تھے اور توپخانے انگریزی و ہندی و باندہ و بلم بردار و غیرہ علاوہ ہر روز کوچ کے وقت یہ معمول تھا کہ جس راہ سے سواری جاتی داہنی طرف رسالے سواروں کے پرہ باندھے کھڑے رہتے رسالہ دارو علم بردار مراسیم تسلیم بجالانے اور جب قطع ہاتھیوں کے جنہر سردار امیر سوار رہتے اگلے رسالے سے آگے برہ جاتے تب وہ رسالہ اپنے دست راست کی طرف سے پھر کر گھوڑے دوڑا آخری رسالے کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ایک دستہ سواران ہزار اور ایک دستہ سواران دراگون کا جن میں سب سوار فرنگستانی تھے پہلے سب سواروں کے شرف تسلیم حاصل کر سب فوج کے آگے سواری میں چلتے اُنکے پیچھے تین سو شتر سوار نامہ بر ساز و سامان سے آراستہ تھے اور دونوں دو کوٹان والے ہر سوار بعد اُنکے دو ہاتھی فلک تکوہ جن بربرے برے دو نشان رہتے اُن نشانوں کی زمین نیلی نقش و نگار زمین ایک میں آفتاب دوسرے میں ماہ و ستارے نمودار پیچھے ان دونوں ہاتھی کے ایک اور ہاتھی سپر جوری نقار کی بہت برتری رہتی جتنا کہ کوچ رہتا یہ نقارے بجائے جاتے چھ مبل انگریزی تک اُنکی آواز پہنچتی اور شکر ظفر پیکر میں آواز قرنا و غیرہ کی جو کوچ میں پھونکی جاتی تھی صور اسرافیل سے کم نہ تھی سپہ سالار کا حکم سپاہیوں کو ساتھ وسیلہ اُسی قرنا و غیرہ کے سنایا جاتا

اُس کے بعد چار ہاتھی اور چلتے جن کے اوپر چوبیس نفر ارباب نشاط بیٹھتے سواری کے ساز و آلات موسیقی بجاتے پھر بانج ہاتھی اور جن کی عماریان زریں مریض کار ہوتیں جاتے یہ فیلان جنگی سواری کے مشہور تھے لیکن کبھو جنگ میں جز گھوڑے کی نواب اُن پر سوار نہوتا بعد اُس کے چار ذیل اور جن پر ہودے زریں ہشت پہلو کسے ہوئے نمودار ہوتے ہر ایک ہاتھی پر چھ چھ نفر آہن پوش زرہ خود چار آئینہ جوشن پہنے ہوئے قراہین لٹے رہتے بعد اُن کے دو رسالے حبشیوں کے مسلح آنے ایک رسالے کے سلاح مانند روپے کے چمکتے اور دوسرے کے مانند سونے کے دکھتے تھے اور اُن کے خود میں ہر سیاہ و سرخ اتنے دراز لگے ہوتے کہ پشت سے لٹکتے رہتے ان سواروں کے پاس نیزے رہتے جنگی سنان اور بن آہنیں چمکتی رہتی اور گھوڑوں کا ساز سرخ دونوں پہلو میں زین کے آویزے سیاہ ابریشمین لٹکے ہوئے پیچھے اُن سواروں کے ایک فشن پیادگان کالیر دکا رہتا اُنکا رخت چادر دراز ہوتا ابریشمین شلوار تنگت جو نصف ران تک پہنچتی سلاح اُن کے نیزے دراز سر پر شتر مرغ کے پر اور ایک گھنٹا کمر میں لگا ہوا تا چلتے وقت اُس سے آواز نکلے عقب اُن کے سپاہی جھنڈی بردار رہتے جنکے عاموں کی زمین بانات سرخ کی اسبر نقش و نگار دو پہلے ان سب کے بعد اعیان دولت حیدری کے شاہزادے سپہدار بہادر ہوتے حق تو یہی کہ اس جماعت کی نمود اور رونق ایسی ہوتی کہ کسی اور فوج میں نہیں دیکھے ہانوں تک غرق آہن رہتے عربی گھوڑوں پر سوار شمشیر زریں نیام کمر سے لگی ہوئیں لباس عمدہ خوش رنگ خودوں پر کلخی موتی اور جواہر میں کمی بنی ہوئی لگی رہتی اور اُن میں سے بعضے زرہ ملّی مینا کار پہنتے اور گھوڑے کے سر پر کلخی پر کی چار جامہ جواہر اور موتیوں سے مریض ہوتا اگرچہ شمار اس جماعت کا ہمیشہ یکاں

تھا لیکن اغلب چھ سو آدمی ہونے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھتری
 سبک لطیف رہتی اُس جماعت ممتاز کے پیچھے اسی سوار خاص شکاری
 نواب بہادر کے آتے جنکے گھوڑے عربی خوبصورت و چالاک ہوتے پیچھے اُنکے
 بارہ گھوڑے خاصہ سواری کے جنکی زین و گام زدن مرصع ہو تین کوتل چلتے اُن
 گھوڑوں میں ایک وہ گھوڑا تھا جسکو سپہ سالار نے فوج مرہٹہ کے پیشکش
 بھیجا تھا خوبی و خوش اندامی میں نظیر و ثانی اپنا رکھتا تھا رنگ خاکستری یال و دم
 دراز سیمین چمکتی ہوئی ایک صفت نئے نظیر اُس میں بہتھی کہ دور سے اسیا
 دیکھائی دیتا تھا کہ ایک گر دنی براق اُس پر پڑی ہوئی ہی پیچھے اُن گھوڑوں کے
 ایک فوج پیادوں کی ہوتی جو بدستی سیاہ جاکمر سونے سے مرتھا ہوا ہاتھ میں
 لئے چلتے اُن کے بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑوں پر چڑھے سونے کا عصا مرصع کار
 ہاتھ میں لئے جاتے پیچھے اُن کے سب منصب دار جلیل القدر خانگی تھے جیسے
 خانہ مان سرگروہ نقیبان اور ساحدار حیدری وغیرہ ہر ایک طوق زدن
 جو تمغا اُنکی جلالت شان کا تھا اپنے سینہ پر آویزان رکھتے تھے میر تو زیع
 صدقات جو بلقب بیرزادہ مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار جسکی جھول سبز
 ہوتی اور سلسلہ موکب میں پیشرو ہوتا متصل ہی اُسکے نواب بہادر ایک فیل
 سفید پر جسکے پانوں میں حلقے چاندی کے گردن میں زنجیر سونے کی پڑی ہو تین سوار
 تشریف فرما ہوتا قیمت اُس ہاتھی کی برابر قیمت ایک ہزار ہاتھی کے تھی اور
 سب ہاتھیوں میں زیادہ بلند و تنومند اُسکی عماری جس میں نواب بیٹھتا سوارے
 چار کلس سہرے کے کوئی اور چیز زینت کی نہ رکھتی اور دو تیر طلائی دونوں
 پہلو پر زنجیروں سے بندھے لٹکتے رہتے تھے دونوں تیر راہ زمورین حاکم ملیبار کے
 عماری میں رہتے تھے چونکہ وہاں کی رسم قدیم بہت تھی کہ امیر مظفر نشان امارت

امیر مغلوب و مقہور کا اپنے پاس رکھنا اسلئے دے دو نوں نبر نو اب مظہر
 کی سواری کی عماری سے لٹکائے جانے لگے اور اُس ہاتھی کے پیشانی پر ایک
 سبز زین آفتاب نما لگی رہتی خواصی مین دو نفر مور پھل بردار مگس رانی مین
 مشغول رہتے یہ مور پھل طاؤس سپید کے برون سے بنی اور خوشبو سے بسی
 ہوئی رہتی ہلانے سے اُسکے خوشبو دور تک جاتی پیچھے فیل نو اب کے ایک
 حادثہ دو سو فیل کا اور آنا جس مین دو دو ہاتھی پہلو بہ پہلو چلتے ہر ایک ہاتھی پر تین نفر
 ہوتے ہوئے کے درمیان خواجہ خواصی مین ملازم آگے ایک فیل بان پوشش و
 عماری ان ہاتھیوں کی مختلف اعضوں کی جھول کا حاشیہ زین و سین بہتوں پر
 ہوئے عماریان نفری و طلائی اور جن پر شاہزادے یا اکابر دولت حیدری سوار
 ہوتے اُنکے ہوئے عماریان ساتھ جو اہریش قیت کے مرصع ہوتے بعد اُس
 حلقہ ہاتھیوں کے پانچ ہاتھی اور جن پر ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تفصیل اُسکی یوں ہی
 کہ پہلے ہاتھی پر ایک مسجد طلائی دوسرے پر تین مچھلیاں جن کے فلو س جو اہر
 سے بنے اور مینا کاری کیے ہوئے اور دم دراز گھوڑے کی لٹکی ہوتی تیسرے
 ہاتھی پر ایک بتی برسی اور موتی موم کا فوری شمعہ ان زین مین لگی ہوئی چوتھے
 ہاتھی پر دو دیکچیاں سونے کی ادھر چوب دراز کے پانچوین ہاتھی پر ایک ہودہ مدر
 تختوں سے عاج کے بنا ہوا بعد ان شوکت و مکنت کے شانوں کے دودستہ
 اور حبشی سواروں کے جیسا آگے ذکر ہوا ویسے ہی لباس و سلاح سے آراستہ
 آتے سبکے پیچھے حبشی پیادوں کی فوج جن کا رخت قرمزی بانات کی کرتی
 اور گلے مین جاندی کا طوق اور ہاتھ مین نیزے ہوتے جنکی چوب سیاہ روغن ملی ہوئی
 جا بجا چاندی لگی ہوئی ساری سواری کے آگے پیچھے دے پیدے تھے جو دو دوسپاہی کی
 قطار بنا ہر کھرجلی اور جنکا رخت سپید ابریشمین تھا اور اُنکے ہاتھوں مین ایک ایک

نیزہ چودہ ہاتھ کا لانا روغن سیاہ ملا ہوا ساتھ سیمین تختیوں کے مزین اور متصل سنان کے ایک چھوٹا علم سرخ بانات کا بندھا ہوا یہ موکب کوچ کے وقت طرف نمود و شکوہ رکھتا تھا اور حیدر علی خان بہادر جہان کہہیں ساتھ اُس کو کبہ شاہ کے گزرتا تمام خواص و عوام کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ بندگی و اطاعت کی بشرطین بجالاتے جب اُس کے نقادے کی آواز سے ہر طرف سے خلائق تماشا شئی ہجوم کرتی ہر سہم آئین بندی گھرو دیوار و دروازے قلعہ کے ساتھ نقش و نگار کے آراستہ کیئے جاتے حاکم سپہدار اور سب عمائد سے اپنے ملازم و توابع کمال شان و شوکت سے واسطے استقبال موکب حیدری کے آتے سرکون پر پانی چھڑکا جاتا اور سب اضلاع و اقطار مملکت میں قدم موکب حیدری کے شادیاہ کی توپیں جلتیں قصہ مختصر نواب بہادر ساتھ اس توڑک و حشمت و شوکت کے جب قریب دارالملک سریرنگپتن کے پہنچا میر محمد و م علی خان بہادر اپنے کو کبے و حلقے فیلون کے ساتھ جن پر اعیان و روسائے شہر سوار تھے ایک فرسنگ استقبال کر جزیرہ سریرنگپتن تک ہمراہ گیا وہاں پہنچتی ہی اہل شکر نے تو خیموں میں جو کمال تکلف سے اسنادہ کروائے گئے تھے مقام کیا اور نواب بہادر ساتھ آرامش و اطمینان کے سریرنگپتن میں داخل ہوا اگرچہ اس اثنا میں متواتر خبریں پہنچتی کہ نواب نظام علی خان جنگ کی تیاری میں ہی چونکہ آثار سایہ پردہ و تنعم کے اُس امیر سے ظاہر تھے اور فوج اُسکی قواعد سے جنگ و پیکار کے نادانف و شکستہ حال تھیں خواہ بھی کم پاتی تھی اور سب سپہدار و مردار فوج کے خفیہ خواہ دولت حیدری کے تھے کسی طرح کے توہم نے خاطر اطمینان مآثر میں اُسکے راہ نہایا

ملجانا نواب میرزا علی خان برادرزادہ نواب حیدر علی خان
بہادر کا جماعہ مرہٹہ کے ساتھ جو بد سگال دولت حیدری کے
تھے اور آنا مادی ہوا و پیشوا کا ایک لاکھ پچاس ہزار سوار کے
ساتھ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سر او غیرہ ممالک میسور سے

مطالعہ فرمانے والوں پر ان اوراق کے یونشیدہ نہ رہے کہ نواب میرزا
علی خان برادرزادہ نواب حیدر علی خان نے عہد طغولیت سے کنار شفقت
و رحمت میں نواب بہادر کے پرورش ہائی تھی اور فرط محبت کے سبب نواب
بہادر خود اسکی پرورش و تربیت کا کفیل ہوا تھا چونکہ اُس امیرزادے نیکو نہاد
میں بھی آثار سعادت مندی و شکر گزاری کے نواب کے ساتھ نمایاں تھے
اس واسطے نواب نے اُسکو صوبہ سر اکی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا تھا لیکن
حرم و دور بینی کی راہ سے جیسے تمام صوبہ داروں کے ساتھ رعایت کیا کرنا
ایک مدبر ہوشیار کار گزار کو قوم برہمن سے جسکی دیانت و امانت پر اُسے
و نوق تھا اُسکا نائب صوبہ مقرر کیا چونکہ یہ برہمن مرد عیار و طامع تھا ساتھ برہمی
چاپلوسی و خوشامد اور ہر لالے ہو س جوانی و جلد مہیا کر دینے اسباب عیش
و کامرانی کے اُس نوجوان سادہ دل کو دام میں لاپٹنے تئیں اُسکی نظر میں ہوا خواہ
راسخ ظاہر کیا تھا میرزا علی خان جو ایک جوان کریم نہاد و دلدادہ طرب و نشاط
تھانہ زخارج و باج اُس صوبے کا برخلاف نصیحت و فرمان حیدری کے سب
لہو و لعب میں تصرف کرنے اور ارباب طرب و نشاط کو بید ریغ دینے لگا اور
برہمن خیانت کار جسکو اس اسراف و اتلاف بیجا سے وعدے کے بموجب
حضور میں نواب کے اطاع کرنی ضرور تھی امیرزادے کو واسطے دفع توہم عتاب حیدری

کے یوں کہنے لگا کہ اگر نواب محاسبہ خراج کا اس صوبے کے طلب فرمائیکا تو
 ٹھکوار سے رلیاقت ہی کہ ایک دفتر نیا طیار کر کے اُس کا رفع شبہ اچھی
 طرح کروں اور جب تک نواب مہمات جنگ و جدال سے فراغت کر صوبہ
 سر امین آئیکا قصد کر یگا اُس کے قبل اتنا زر کہ اس اسراف کی
 تلافی کر کے جمع کر لوں گا میرزا موصوف خدایع سے اس گرگ کہن کے
 ایسا فریفتہ ہو گیا کہ مطلق مستی فرط کا مرانی اور خواب غفلت نوجوانی سے
 ہوشیار و بیدار نہوا اور نظم و نسق صوبہ اور خراج و باج کو اُس کے اپنے اطوار
 ناشایستہ سے بالکل برہم و درہم کر دیا نواب حیدر علی خان بہادر کو جب اُس
 حال سے اطلاع ہوئی کچھ تہدید و چشم نمائی مناسب و ضرور جانی اس لئے
 ترا و نکو کی جنگ کا حال جس میں خود مشغول تھا پو شیدہ رکھ میرزا کو لکھا کہ مرہتے کے
 ہاتھ عہد آشتی و صلح کی تجدید کرے اور ایسا ظاہر کیا کہ خود بدولت حدود و دیہات سے
 سریرنگ پٹن کو مراجعت فرما آخر سال میں وہاں سے مرا کو جائیکا اور بہر لکھا کہ زر بقیہ
 خراج صوبہ مرا سے مقد ار شایستہ خریداری میں آشتی جدید کے مرہتے سے صرف
 کرے جب مصمون نے اُس نامے کے پریشانی میں خاطر میرزا کے کچھ کمی نہ کی
 اور برہمن نادان اپنی تباہی کو میرزا سے زیادہ تر سمجھتا تب واسطے منخرن
 کرنے مزاج اُس جوان سادہ دل کے یہ کہا کہ اگر آپ ٹھکوار عہد سے میں
 سفارت کے ظاہر تجدید صلح کے لئے جیسا تو اب بہادر نے لکھا ہی مادھورا و
 پیشوا کے پاس بھیجیں تو میں پیشوا سے موصوف کو اُس طریق پر لاؤں
 کہ وہ خوشی سے صوبہ داری مرا کی آپ پر بحال رکھے کیونکہ نواب بہادر نے
 بزور صوبہ مذکور مرہتون سے لے لیا تھا اس واسطے پیشوا دل سے خرابی دولت
 حیدری کی چاہتا ہی اگر تھوڑا سا خراج آپ اُنکو دینا مقرر کر دیں گے تو دے بخوبی

آپ کی حمایت کرینگے دمدمہ و فسوں برہمن خانہ خراب اور حب جاہ و خیال حکومت اور خوف تشریف آوری نواب بہادر نے سب باتیں اُس امیرزادے کو ناسپاسی و عہد شکنی پر اپنے مرتبی تدبیر کے لائیں چنانچہ اُسے اُس برہمن ناستودہ فن کو سفارت کے عہدے پر بونان کو بھیجا تا جو کچھ وہ مناسب جانے عمل میں لائے جب وہ سفیر بونان میں پہنچا ارکان دولت بونان نے سب اُس کی باتیں مجمع قبول سے سنیں اور انگریزوں کے وکیل نے جو اُن دنوں وہاں حاضر تھا اس طرح سے جماعہ مرہٹہ کی عزیمت کو ناخت کرنے پر ملک حیدری کے مصمم کیا کہ اب فرصت گلی حاصل ہی چاہئے کہ جماعہ مرہٹہ اس طرف سے ممالک پر نواب حیدر علی خان کے فوج کشی کریں اور نواب نظام علی خان اور انگریز اُس طرف سے جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی کہ اُسکا برادرزادہ عزیز کفران نعمت و ناسپاسی کا مرتکب ہوا اور ساتھ اُس فوج کے جو اُسکو سپرد کی گئی تھی دشمنوں سے مل اُنکا مددگار ہو اُنھیں صوبہ مرا و غیرہ مملکت حیدری میں آنے کی اجازت دی ہی بہت سا پریشان خاطر ہوا حق ہی کہ اس حادثہ ناگہانی نے تمام منصوبوں کو نواب بہادر کے برہم کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر جماعہ مرہٹہ تجدید آشتی پر جیسا کہ مرزا کو اس باب میں لکھا گیا تھا راضی نہ ہو کر لشکر کشی کرینگے تب بھی ہمکو اتنی فرصت ملیگی کہ ساتھ فوج میرزا کے متفق ہو مرہٹوں سے اُس طرف مرا کے جنگ کریں اور وقت ضرورت کے قلعہ سرا و غیرہ میں متحصن ہو جائینگے اور یہ بھی اُسکے خیال میں تھا کہ یہ معاملہ اُسکا مرہٹوں کے ساتھ اس سے پہلے کہ افواج متفقہ نظام علی خان اور انگریزوں کی سرحد بنگلور میں پہنچیں یکسو ہو جائیگا اور اتنی فرصت اُسکو ملیگی کہ اُن متفقہ فوجوں پر حملہ کر سکے لیکن برخلاف اُس

خیال اور چشمداشت کے جب اُس نے دیکھا کہ مرزا کی خیانت اور نا فہمی کے سبب تمام ممالک محروسہ اُس کا معروض تاخت اعادی ہوا چاہتا ہی اُس کو ضرور ہوا کہ قلعہ سریرنگپتن میں مستحضر اور حصار کی حمایت سے اعدا کے مدافعت میں مشغول ہو

متوجہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پر جوار و دیار سریرنگپتن کے اور ذخیرہ کرنا ازوقہ لشکر کا اور متفرق کرنا رسالوں کا واسطے راہ زنی و یغماگری کے ازوقہ لانے والوں پر اعدا کے اور طیار کروانا ایک برآ احاطہ لشکر گاہ کا

اس مہم میں نواب حیدر علی خان بہادر نے یہ تدبیر کی کہ سب فوج کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم کر چار طرف دار الملک کے منتشر و متعین کر سپہدار و نکو بہر حکم دیا کہ شہر و قصبات و دیہات و فلجیات کے رہنے والوں کو بزدل اس امر پر لاوین کہ وہ اپنے مکانون سکون کو چھوڑا اپنی سب اشیائے منقولہ لیکر سریرنگپتن میں آ رہیں اور سوائے برتنے درخون کے سب کشتزار و صحرائیں آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیں تنکا گھاس کا روے زمین پر اور پھوس چھپرون پر رہنے پناوے اور سب بنگال اہل حرفہ خردہ فروشون وغیرہ کو جو ملازم شکر کے تھے یہ حکم عام دیا کہ سب لوگ میں شریک ہوں چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں نیس میل تک گرد سریرنگپتن کے تمام تباہ و ویران ہو گیا اور سب جنس غلہ وغیرہ مایحتاج زندگانی کی سریرنگپتن میں نہایت کثرت و موفوری کے جمیع کئی گئی جب کوئی جماعت رعایا کی اپنا مال اسباب و امان لیکر پہنچتی تھی اُس کا

مال سب ساتھ قیمت راج کے سرکار میں خرید ہوتا تھا تاوے خوش ہوتے
پھر ہر فرقہ کو ہستان میں جو قریب دارالملک کے واقع ہی واسطے سکونت
کے بھیجا جاتا اور غلہ وغیرہ بقیہت ارزان بنسبت قیمت خرید کے کار گزاران
سرکار عایا کے ساتھ فروخت کرتے تھے جب تک افواج حیدری تخریب شہر
وقصبات و دیہات میں مشغول رہی بعد اُس کے کمال جدوجہد استوار کرنے
میں لشکر گاہ کے عمل میں آئی یہ لشکر گاہ دست چپ کی طرف حصار شہر تک
منتهی ہوئی تھی اور دست راست کو اُس قلعے تک پہنچی تھی جو منہا پر اُس
نہر کے واقع ہی جو رود کا دیرری کے ساتھ اُس جزیرہ کو احاطہ کرتی ہی
جس میں شہر کی بنا رکھی گئی اُس مقام میں پشت معسکر کی اس نہر سے
پشتیان رکھتی تھی اور اعدا کے حملہ سے ایمن و محفوظ کیونکہ نہر مذکور
بہت عمیق تھی اور کنارہ اُس کا بلند توپین برتی برتی آتھارہ سہر کا گولہ کھانیا لیان
اِس حصار پر لگی ہوئیں اور تمام میدان پر مشرف اِن قلعوں کے آگے
تھوڑی ہی دور کے فاصلے برسات قلعے اور تھے کہ ہر ایک پر آتھارہ ضرب توپ
لگائی گئیں تھیں اور پان سو گولہ انداز اُن پر متعین اور قلعوں کے گرد خندق چونکہ
رود کا دیرری ہر مقام میں پایاب ہی اور زمین سنگین اِس لئے بیٹھا مارگو لھرو
آہنیں بنوائے گئے کہ وقت حملہ اعدا کے اُس میں ڈال دیئے جاوین ایک سو
ضرب توپ حصار پر اور پچاس ضرب ایک معبد سنگین پر جو مقابل رود کے
ایک پہاڑ پر واقع ہی لگائی گئیں تا اعدا پر وقت یورش گولہ زنی کی جاوے اور
تین سو ضرب توپ گرد اُس لشکر گاہ کے چنی گئیں تھیں خیر اب
اِس طیارے سے نواب بہادر اعدا کا منتظر تھا اور چونکہ سواروں کا کام
بالفعل نواب ممدوح نے وہاں کچھ نہ دیکھا اِس لئے اُن کو دو حصے کرہرہ

اعظم کو میر محمد و م علی خان کی سرگردگی میں واسطے مدافعت نواب نظام علی خان کے
 حرد و دہنگلوں میں بھیج دیا اور انھوں نے اُس ملک میں پہنچ تباہ کرنیکی بنیاد دالی
 اور افسری باقی سواروں اور ایک جمعیت کثیر پیدا وں اور تمام حشر نامو طُف
 کی نواب میر فیض اللہ خان کو عطا کی اور حکم دیا کہ دیار بنگلہ میں جا کر حمایت میں
 ان کو ہستانی راہوں کے جو اُس کو کترے سے جدا کرتی ہیں مشغول ہو
 اور ساتھ فوج متعینہ اُس ملک کے متفق ہو جماعہ مرہٹہ کو آنے سے باز رکھے
 سب سپاہی فرنگستانی جو قدیم سے ہوا خواہ نواب بہادر کے تھے یہ آرزو دکتے
 تھے کہ اُس جنگ میں اُنکے لئے ایک مقام خاص واسطے مدافعت دشمنوں کے
 تعین کیا جائے چنانچہ اسی واسطے اُنکے افسر نے مضد ارون کے ساتھ حضور میں یوں
 عرض کیا کہ چونکہ فوج فرنگستانی نے ہمیشہ ساتھ مامور ہونے اور بھاری و پرخطر مقام
 جنگ کے عزت و امتیاز سرکار سے ہائی ہی اِس لئے اِس سہم میں بھی ہم امیدوار
 ہیں کہ واسطے حمایت کرنے بہلے قلعے کے منصوب ہوں نواب نے فرمایا کہ ہم کو
 بھی یہی منظور تھا جاؤ اور اپنے علم درمیان کے قلعہ پر ماند کرو اور ہم سے مدد شایستہ
 کے امیدوار ہو اس واسطے کہ ہم خود دوسرے قلعہ کی فرمان دہی میں مشغول
 رہینگے میرزا کی خیانت کے باعث حکو ہم نے فرزند کی طرح پرورش کیا تھا
 ہم کو بہت سی دل گر فتنگی و رنج حاصل ہوا اور اس طرح سے متفق ہونا
 سب اعدا کا ہم نہ جان نے تھے تب بھی اگرچہ غنیم کی فوج عظیم ہی لطیفہ
 غیبی کے ہم امیدوار ہیں اور جب تک فضل الہی شامل حال ہی دشمنوں
 سے کیا در اور اگر مرضی الہی دیگر گون ہو اُسپر بھی ہم راضی ہیں ،
 دلیری و وفاداری نے قلعہ داران حصار مارت سرادگہیری کے نواب کو اچھی
 فرصت واسطے مہیا کرنے اسباب جنگ کے دی بیان اُسکا یہ ہی کہ جب

قلعہ داران حصار مارت سزا و گھیری کو یہ معلوم ہوا کہ صوبہ دار سر اپنی فوج
ساتھ مادھورا دسپہالار مہتے سے مل گیا اُسکی اطاعت سے سخت ہو گئے
محاصرہ کر نیکے وقت خوب لرے علی الخصوص قلعہ دار حصار گھیری جس میں
سپاہیان تاور جو واسطے تاراج کرنے اُن حدود کے آئے تھے بموجب درخواست
اس قلعہ دار کے مسافت چودہ فرسنگ کی علی الاتصال ایک شبانہ روز
میں طمی کر اُسکی کمک کو قلعہ میں پہنچے اور اس لحاظ سے کہ اگر راہ میں آرام کریں
تو قلعہ والوں کی مدد میں تاخیر واقع ہوگی وے راہ میں کہیں نہ تھہرے جب وہ قلعہ
مفتوح ہوا اور مادھورا دسپہالار نے اُن تاوروں کو جنگی جو انردی تمام ہندوستان میں
مشہور ہو گئی تھی میلے کچیلے لباس کے ساتھ دیکھا اُسکو کمال حیرت ہوئی اُن سے
مخاطب ہو کہا کہ تعجب کا مقام ہی کہ تمہارا آقا جو سپاہ کا قدر دان ہی تم سے دلاوروں
کو ایسا خوار و متبذل رکھتا ہی اُن کے سپہدار نے جواب دیا کہ مہاراج صورت
واقفہ یہ ہی کہ ہم لوگ اس قلعے کے متعلق نہ تھے لیکن اُسکے محاصرے کی خبر سن
اُسنگ پر اس بلند نامی کے کہ آپ سے سپہسالار کے ساتھ لڑتے ہیں اس قدر
ہم لوگوں نے دھاوا کیا کہ چودہ فرسنگ کی مسافت یک شبانہ روز میں طمی کی
راہ میں نہ کچھ کھایا نہ پیا اور سوائے اس رخت کے جو ہم پہنے ہیں کچھ ساتھ
نلائے مادھورا دسپہالار نے کہا کہ تمہارے کام مردانہ ہم کو بہت پسند آئے یہ فرماؤ دو
جو رے کپڑے اچھے ہر ایک کو اپنی سرکار سے دیکر یہ کہا کہ اگرچہ دستور قہم
و قلعہ گیری کا یہ ہی کہ سلاح و علم تمنے لے لین پر پیاس عزت و نامداری تمہارے
آقا کے تمہاری دلیری و بہادری دیکھ علم و سلاح دونوں چھوڑ دیئے گئے
اس طرح پر اُس جنگ میں ہندی سپاہیوں نے جنکو ہم لوگ اہل فرنگ
دو مردم ناتراشیدہ کہتے ہیں لڑ بھر کر نام اپنا صفحہ روزگار پر باقی رکھا لیکن

بعد بیان کرنے مردانگی ہندی سپاہیوں کی بیان نکرنا وفاداری کو اُن شوق نگر گولند ازان فرنگستانی کے اسی واقعہ میں جنہوں نے حق نمک خواری کا بخوبی ادا کیا سراسر نے انصافی ہی اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ بے لوگ بھی دوسرے سپاہیوں کی طرح واسطے جنگ جماعہ مرہٹے کے روانہ کیئے گئے تھے لیکن اُنکو جب سازش مرزا کی مرہٹے کے ساتھ معلوم ہوئی اُسکی خیانت اُنہیں ایسی ناپسند آئی کہ اپنے سپہسالار سے کہا کہ تم کیا خیال کرنے ہو کہ ہم لوگ نواب بہادر سے جاکا نمک ہم نے مدت سے کھایا ہے جنگ کرینگے حادثہ کلام سے کبھی ایسا کام نہوگا بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اُسکی طرف سے جنگ کریں بھر خدا حافظ کہہ کر وہاں سے صرف ایک شمشیر اور ایک جوڑے کپڑے سمیت جوہنے تھے روانہ ہوئے اور بالکل مال و اسباب و ہمیں چھوڑ کر شکر حیدری میں جا پہنچے نواب بہادر اس سلوک سے اُنکے کمال خوش ہو ایک ایک جوڑی کنگن طلائی ہر ایک منصبدار اور زر نقد سپاہیوں کو عطا کیا اور قیمت اسباب کی جو چھوڑ آئے تھے موافق اُنکے اظہار کے ہر ایک نے سرکار سے پائی

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سننے سے خبر پرورش جماعہ مرہٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا دنوں لشکر کا سینا پٹن میں واسطے تاراج کرنے خزانہ سرپرہگپتن کے

جنریل اسمتھ اور رکن الدولہ نے جو نہیں سنا کہ مرزا مرہٹے سے مل گیا فوراً نظام علی خان کو اس حال سے اطلاع دی چونکہ نواب نظام علی خان

بہ سبب اپنے اسراف و باد دستی کے ہمیشہ زر کا محتاج رہتا تھا جنریل موصوف
 نے موقع پا کر اُسکویون انگیز دی کہ جلد سریرنگپتن کو کوچ کیجئے ایسا نہو کہ مرہٹے
 اس امر میں پیش دستی کروان کے سب خزانوں پر مقصد و قابض
 ہو جاوین چنانچہ نواب نظام علی خان کے جلد کوچ کر نیکیے سبب اور مادہ و راو کے
 توقف کر نیکیے باعث محاصرہ کرنے میں قلعے مارت سر اور مگھیری کے جو ابھی مذکور ہوا
 ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر ایک ہی وقت میں دھین سینا پتن کے جو
 سریرنگپتن سے سات فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی یا ہم پہنچے امیرون اور
 سپہاڑوں نے دونوں لشکر کے امید پر دستیاب ہونے زر و جو اہرے شمار
 سریرنگپتن کے بہت سے خیال پکائے تھے لیکن ویرانی و خرابی دیا و جو ار سریرنگپتن
 کی اور تباہی و اسیری اپنے اذوق تلاش کر نیوالوں کی ہاتھ سے سواران
 حیدری کے شاہدہ کر اور اس سبب سے کہ مقام و کیفیت افواج حیدری کی اُنکو
 کچھ معلوم ہو سکتی تھی اُنکو یقین ہوا کہ وہ سب اُنکے خیال محض خام و صرف لغو
 تھے الغرض دونوں لشکر مرہٹے اور نواب نظام علی خان کے فراہم ہونے ہی
 اول روز تو کئی رسالے سواران کے حوالی سریرنگپتن کے میدان میں آئے اور
 بعضے لوگ اُن میں سے آگے برتہ کر نزدیک گئے کہ شہر و قلعہ چون کو جنپر دھجے
 حیدری کے پھراتے تھے دیکھیں چونکہ اس جانب سے کچھ ممانعت و مزاحمت نہوئی
 وے تمام میدان میں ہر طرف پھرے اور ہر چیز وں کو مشاہدہ کیا دوسرے روز
 پھر سواروں کے رسالے اول روز کی طرح میدان میں آئے اور بے مزاحمت پھر
 کر چلے گئے تیسرے روز بہر دن چوتھے ایک مرتبہ میدان میں نواب نظام علی خان
 و مرہٹے کے سوار اور امیرون سردار جو ہاتھیوں پر چڑھے ہوئے تھے جا پہنچے اور عقب
 سواروں کے قوے ہزار پیداوون کی جمعیت مع پچاس ضرب برتی توپوں کے آئین

اُس وقت ایک عظیم شکوہ اور طر فانبوہ نمایان ہوئی سوار ییادے دولاکھ سے زیادہ اور عمارتی دار ہاتھی دوسو سے متجاوز جنریل اسمتھ اپنے سالہ ترک سواروں کے ساتھ واسطے دریافت کرنے احوال معسکر حیدری کے آگے برہا جب یہ سالہ چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جہاں سے آگے جانا ممکن نہ تھا ایک اشارہ اُس قلعے سے جس میں نواب بہادر خود فرمان فرما تھا کیا گیا اور ایک مرتبہ اسطرح پر تمام قلعہ جوں سے اور کوہچے سے آتش باری شروع ہو گئی کہ آٹا فانا میں ہزار ہا آدمی مارے پرے اور کشتوں کے پستے لگ گئے تب نواب نظام علی خان اور اُسکی فوج کے دل پر کمال دہشت و ہیبت مستولی ہوئی اور جنریل اسمتھ پر یہ ثابت ہوا کہ حملہ کرنا لشکر گاہ حیدری پر امکان سے باہر ہی دوسرے روز مجلس شورا منعقد ہوئی اور سردار و سپہ سالار دونوں لشکر کے وٹان جمع ہوئے ہر شخص اپنی رائے کے موافق گفتگو کرنے لگا پر کسی بات پر اتفاق رایوں کا نہوا اگرچہ سب میں رائے جنریل اسمتھ کی قرین صواب تھی کہ دونوں لشکر جدا ہوں اور کچھ ایسا حیلہ کریں جس میں نواب بہادر اپنے لشکر گاہ سے جو بہت حصہ ہیں باہر نکلے لیکن یہ امر اہل شورا نے پسند نہ کیا،

نا کام ہونا سرداروں کا دونوں فوج تاراج اندیش کے اپنی طمع سے
 اور لاچار ہو کر آشتی کرنا جماعہ مرہٹہ کا مخفی حیدر علی خان کے
 ساتھ اور مستحیر رہنا نظام علی خان کا و بحکم اضطرار مصالحہ
 کرنا اُسکا نواب بہادر کے ساتھ اور متفق ہونا دونوں
 نواب کا قلع و قمع پرانگریز اور نواب محمد علی خان کے

سب اہل شورا اپنے اپنے خیمہ کو گئے پھر اس بات میں کچھ گفتگو نہ ہوئی اس
 درمیان میں مرہٹے اور نواب نظام علی خان کے سوار جو اس نواح میں اذوقہ کی
 تلاش کو جاتے اکثر سواران حیدری سے خاصہ اُن سواروں سے جو میر محمد علی
 خان کے تابع تھے دوچار ہوتے اور ناکام مہزم پھر آتے چنانچہ نواب نظام علی
 خان و مرہٹے کے لشکر میں اذوقہ و علوفہ نایاب ہونے لگا اور رسد لانیوالے جانور ہتھی
 گھوڑے بیل اور بے آدمی جو رسد تلاش کر نیکو جاتے ہر روز گرفتار ہو جاتے آخر کو
 یہ نوبت پہنچی کہ کسی جگہ غلہ ہاتھ نہ آتا تھا قیمت چاول اور ضروری چیزوں کی بہت
 چڑھ گئی نواب بہادر کو ہر طرح کی خبر مخالفوں کے لشکر کی پہنچتی تھی اور وہ اپنی
 لشکر گاہ میں خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی کرنا اور واسطے فوج کے ہر طرح کا
 اسباب زندگی بکثرت مہیا تھا ہر سپاہی نے ایک گرتھا کھودا اپنے کھانیکا غلہ ذخیرہ
 اُس میں رکھا تھا اور رود کا ویری سے پھلی بہت میسر آتی اور باقی چیزیں
 اور ساز و سامان جنگی جنگی حاجت ہوتی تو رات کے وقت کوہستان و جنگل
 سے ساتھ بد ر قہ سپاہ کے لائی جاتیں مرہٹوں نے بہانے سے اذوقہ و علوفہ جوئی
 کے سپاہیوں سے خیمے اُکھا کر رود کا ویری کے کنارے سریر نگہبانی سے
 پانچ میل کے فاصلے پر اپنا دیرا کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مرہٹے رود کا ویری پر

دیر کرنے کے پہلے نواب بہادر کے ساتھ درباب آشتی مخفی گفتگو رکھنے
تھے اس واسطے کہ بعد تبدیل مقام کے دوسرے ہی روز صلح موقت اُن سے
ہو گئی اور تیسرے روز مرہتے صوبہ سرکار پر دایان حیدری کے حوالہ
کریونان کو روانہ ہو گئے اس خبر کے سنتے ہی فوج نواب نظام علی خان کی گرداب
اظطراب میں بری اور خود نواب موصوف سب سے مزاید ستوش و پریشان
خاطر ہوا نواب بہادر جو حال سے فطرت و مزاج نواب نظام علی خان کے اچھی
طرح واقف تھا اُسکی وحشت زیادہ کرنے کے لپے اپنی فوج کو بنگر سے
طلب کیا اور احاطے سے شکرگاہ کے اپنی فوج کو باہر نکال میدان میں سیناپتی
کی راہ پر خیمے استادہ کروائے نواب نظام علی خان نے اس حرکت سے جیسا
نواب بہادر نے خیال کیا تھا نہایت خائف و ہراسان ہو کر صلاح و مشورت کو
نواب بکالت جنگ اور نواب محفوظ خان وغیرہ امیرون کے جو سب مخفی
ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے جمع قبول سے سنا جب رکن الدولہ دیوان نظام علی
خان نے معاملہ دیگرگون دیکھا اور راہ شجاعت کی اپنے خواجہ کے دل پر مسدود پائی
بموجب اقتضائے حال اس بات میں پیش دستی کر مصلحتیں آشتی کی بیان کر کے
اُس سے التماس کیا کہ نواب بہادر سے صلح کرنا چاہئے اور دیوان مذکور خود کفیل
اس مہم کے انجام دینے کا ہوا اور اس عذر لنگ سے انگریزی فوج کو طرف
مدراس کے روانہ کیا کہ وہ تسخیر کرنے میں قلعجات دولت حیدری کے جو اُس
حد و دین ہین کوشش کرے جنریل اسمتھ قرائن حال و مقام سے اس امر کو
سمجھ گیا اور روانہ ہونے کو طرف مملکت انگریزی کے غنیمت سمجھا تا وہ سلوک
منافقانہ سے نواب نظام علی خان کے محفوظ رہے اس واسطے کہ اگر وہ واپس رہتا تو
احتمال تھا کہ نواب نظام علی خان اُسکو نواب حیدر علی خان کے حوالہ کر دیتا تب

جنریل موصوف کو سوائے تسلیم و انقیاد کے کچھ چارہ نہ ہوتا اب جنریل اسمتھ نے یہ سب حال سن و عن کار گزاران دولت مدرا سیہ کو لکھ بھیجا اور حال اپنی بدگمانی کا بھی جو نواب نظام علی خان اور اُس کے دیوان رکن الدولہ کے ساتھ رکھنا تھا ظاہر کر کے اُن مصلحتوں کو جو آشتی کرنے میں نواب بہادر کے ساتھ تھیں بیان کیا اور آخر یہ لکھا کہ اس امر میں سستی و توقف نہ کرنا چاہئے نہیں تو انگریزوں کو تنہا بار اخراجات سنگین جنگ کا جو اُنکے ملک میں واقع ہوگی مستحمل ہونا پڑے گا۔ دھرتو کار گزاران مدراس نے جنریل اسمتھ سے یہ خبر معلوم کی اور اُدھر رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان نے اپنے برادر بستی نواب محمد علی خان کو یہ لکھا کہ یہ جنگ جو نواب نظام علی خان اور نواب بہادر کے درمیان بالفعل واقع ہی طول کھینچیکی اور جب تک نواب بہادر مجبور ہو کر لا اقل نواح بنگلور اور مالیم نواب نظام علی خان کو نہ دے صلح ہونا معلوم کونسل بیان مدراس اس خبر پر جو رکن الدولہ نے محمد علی خان کو لکھی تھی اعتماد کیا اور معروضے برجنریل اسمتھ کے عمل نہ کیا بلکہ اُسکو لکھا کہ وہ نواب نظام علی خان کے ساتھ ہر حال میں موافق و مرافق رہے دیوان دورنگ نے نواب محمد علی خان کو تو یہاں یہ لکھ بھیجا اور وہاں خود ہی نواب محفوظ خان کو نواب بہادر کے پاس بھیج کر بذریعہ عربضہ یہ ظاہر کیا کہ میں سریرنگپتن میں واسطے ملازمت نواب حیدر علی خان کے آتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تمام امور جو نواب محفوظ خان گوش گزار کریگا موافق مرضی نواب حیدر علی خان بہادر کے انجام کو پہنچاؤں نواب موصوف کو جب یہ معلوم ہوا واسطے دل جوئی اور اعتماد نواب نظام علی خان کے حکم کیا کہ شکر حیدر سی خیمہ گاہ جدید سے منکر قدیم کو پھر جاوے اور دیوان کو حاضر ہونے کا حکم لکھ بھیجا سو داگروں اور بنجاروں کو حکم دیا کہ اذوقہ و اسباب مایحتاج شکر میں نواب نظام علی خان کے لیجائیں جب

نواب نظام علی خان نے مکتوب نواب حیدر علی خان کا پڑھا فوراً اپنی سپاہ کو حکم دیا تا ساز و سلاح جنگ کھول دالین اور نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کو سلاح کھولنے کا فرمان دیا تب دیوان مذکور بری حشمت کے ساتھ سریرنگپتن میں آیا اور دربار حیدری میں حاضر ہو بہت جلد امور وابستہ صلح کے طے کیے چنانچہ یہ قرار پایا کہ شاہزادہ کانگار تپو سلطان نواب محفوظ خان کی بیٹی کو اپنے نکاح میں لاوے اور نواب محفوظ خان برائیتا نواب انور الدین خان مرحوم کا جو شرعاً مالک و فرمان فرما ہے صوبہ آراکات کا ہی اپنے سب حقوق نوابی کے اپنے داماد سلطان موصوف کو البتہ تسلیم و تفویض کر دیگا اور نواب حیدر علی خان اور نواب نظام علی خان اپنی افواج منقسمہ سے نواب محمد علی خان اور خواہوں کو اُس کے مقہور کرینگے اور جب تک کہ فوج نواب نظام علی خان کی اُس مہم میں رہیگی نواب حیدر علی خان چھ لاکھ روپیہ ماہیانہ نواب نظام علی خان کو دینا رہیگا اور تعین و مامور کرنے میں قلعہ دارون کے فلجیات مفوضہ میں اختیار کلتی نواب حیدر علی خان کو ہوگا اور عمان قلعہ داری و حکومت اُس مملکت کی نواب میر محمد دوم علی خان برادر نسبتی نواب حیدر علی خان بہادر کے ہاتھ میں مفوض ہوگی تا وہ ایسے بھتیجے بلند اختر تپو سلطان کی نیابت میں اُس صوبے کی حکومت پر مستعد و سرگرم رہے اور سلطان موصوف مالک تمام باج و خراج کا ہوگا اور میر محمد دوم علی خان بعد وضع کرنے اخراجات ضروری حکم رانی کے زر حاصل اس صوبے سے جس قدر باقی رہیگا سلطان موصوف کے خزانے میں بھیجیگا اور نواب رضا علی خان خلع نواب چند اصحاب مرحوم نے بھی تمام اپنے حقوق نوابی کو آراکات و ترچنپلی و مادورا کے شاہزادہ بلند اقبال تپو سلطان پر واگداشت کیا لیکن نواب حیدر علی خان اور تپو سلطان نے یہ التزام کیا کہ تمام مملکت تنجاور بعد مغزول کرنے والے

راجہ کو حکومت اُس ملک کی نواب میر رضا علی خان کو فہ تے یا سر بہا میں نواب
چند صاحب مقتول پر نواب رضا علی خان مذکور کے دیوین اور آخر دونوں
نواب حیدر علی خان و نظام علی خان نے باہم اتفاق و ہمدستانہ اس امر پر
کی کہ ہرگز ایک دوسرے سے نفاق و مقارقت روا نہ رکھیں بلکہ باہم متفق ہو
اس باب میں بذل جہد کریں کہ تمام امور مندرجہ عہد نامہ کے اتمام و انصرام کو پہنچائے
جاوین قبل تو ثبوت اس عہد نامے کے جس کے اتمام کا نواب محفوظ خان متعہد ہوا
موکب تیپو سلطان کا نواب نظام علی خان کے ملاقات کے لئے آمادہ و طیار کیا گیا
جسکی تفصیل یہ رہی چھ ہزار سپاہی گزیدہ یا طوپاں و چار ہزار سوار چیدہ
اور چھ سو سوار فرنگستانی مسلح و مکمل اور جزو اعظم موکب خاصہ نواب بہادر
سے بھی اُس پر مزید کیا گیا بعد عہد نامے کے رکن الدولہ دیوان اپنے موسکر کو پہر گیا
اور نواب محفوظ خان بھی اُس کے ساتھ ہوا، روانہ ہوتے وقت تیپو سلطان کے
نواب نظام علی خان کی ملاقات کے لئے نواب بہادر بہت ہی دلگرفتہ و پریشان
خاطر ہوا اپنے امیروں سے فرمایا کہ میں غدار ہی و ستنگاری سے نواب نظام علی خان
کے بہت ہراسان ہوں کیونکہ جس شخص نے طمع سے ریاست کے اپنے
بھائی کو مار ڈالا ہو دیکھا چاہئے کہ میرے نور عین سے کس طرح پیش آوے اگر
اور کچھ نکرے فقط قید ہی کر رکھے تو اُس صورت میں مجبور ہو کر زرخاطر یا گراما یہ
بہرہ ملک کا مجھے اُس کے استخلاص میں دینا ہر بگا حاصل کلام یہ بھی کہ میں اپنا تخت چکر
ایک ایسے ناہنجار کو سونپتا ہوں جس کے قول کا تو کیا ذکر ہی قسم بھی قابل
اعتبار کے نہیں (یہ گفتگو اور بہت سے کام نواب حیدر علی خان بہادر کے برہان
و دلیل اس امر پر ہیں کہ نواب محمد رح کو فرزند و اول قریبون سے کمال
محبت تھی) لیکن اُس نواب مہر پرور نے تقویت و دلائی میں پر نواب میر رضا علی خان

ونواب میر فیض اللہ خان کے جو واسطے مراقتت پیہو سلطان کے مامور ہوئے
 تھے اور دونوں شخص نے کنالٹ اس امر کی اتھی کہ پیشتر اُس سے کہ
 اُس کے فرزند دلبند کو کوئی آفتیب پہنچے وے دونوں اپنے تئیں فدا کرینگے اور
 اپنے سپاہیوں اور سپہداروں کی بہادری پر بھی اعتماد کر کے سلطان
 کا جانا معسکر میں نواب نظام علی خان کے منظور کیا جب سلطان اپنے موکب
 مختصر کے ساتھ مقام سینا پٹن میں پہنچا سب فوج نظام علی خان کی خصوصاً
 انگریز کیا سپہدار کیا سپاہی چاہی چاہی و چستی فوج حیدری کی دیکھ متعجب رہے اگرچہ
 احوال سپاہ حیدری کا سابق سے سنا تھا پر خیال میں اُنکے نہیں آتا تھا کہ ہندوستانی
 فوج ساتھ اس نظم و نسق کے کوچ کریگی الغرض فوج کے لباس کی
 خوبی اور اسلحہ کی چمک اور سپاہ کی چستی دیکھ لوگوں کی نظروں کو چکچکوندھی
 لگ جاتی اور توڑک و شکوہ سواری کا تماشا نبیون کو حیرت میں ڈالتی تھی سلطان کے
 جیسے میں داخل ہوتے ہی سلامی کی توپیں سر ہوئیں اور سپاہیوں نے اپنے اپنے
 دیروں میں جا مقام کیا سپہدار شکر نواب نظام علی خان کے واسطے دیکھنے
 افسران فوج حیدری کے آئے اور موکب موصوف کی عمدگی و شوکت و شکوہ
 کی بہت سی تعریف کی دوسرے روز نواب بسالت جنگ برادر نواب
 نظام علی خان سلطان موصوف کی ملاقات کو آیا رکن الدولہ اور سب ارکان دولت
 نظامیہ بھی ساتھ تھے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوئے دوسرے روز سلطان
 نواب نظام علی خان کی ملاقات کو گیا اور نواب موصوف نے بہت سی تعظیم
 و تواضع کے ساتھ ملاقات کی بعد طمی ہونے کو لازم رسم و مداراکے نواب
 نظام علی خان نے فوراً باقی فوج انگریزی کو بھی رخصت کر اُن سے یہ ظاہر کیا کہ
 اب ہوا خواہی و موافقت کے عہود درمیان ہمارے اور نواب حیدر علی خان

کے منعقد ہوئے ہیں اور کسی طرح کی نزاع و خصومت باقی نہ رہی اب تم لوگوں کے نوکر رکھنے کی ہمسکو کچھ حاجت نہیں اور ہم گورنر مدراس اور کونسلوں کو لکھ دے بھیجینگے کہ وہ کس مقام و سرحد تک پیچھے ہٹ جائیں، بعد منعقد ہونے عہد و میثاق موافقت و ہمدستی کے نواب حیدر علی خان نے اپنے وکیل میناجی پندت کو جو مدراس میں تھا ایک اطلاع نامہ بھیجا اور یہ لکھا کہ اس اطلاع نامے کو گورنر مدراس کے ملا حظے میں گزارنے منضمون اس اطلاع نامہ کا یہ تھا کہ نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان خوب آگاہ ہیں کہ نواب محمد علی خان فن و فریب کی راہ سے مصدر اس تمام زحمت و محنت کا ہوا جس سے تمام دکن پریشان حال و مضطرب ہو رہا ہے اُسے چاہتا تھا کہ نواب حیدر علی خان کے ساتھ صف جنگ آراستہ کرے اسلئے اب نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان نے اُسکو تمام ان مرز و بوم سے جو اُس نے شرعی و اراٹون سے غصباً چھین لی تھیں محروم و بے بہرہ کیا اور دونوں سرکاروں نے اب اسے مناسب جانا کہ انگریزوں کو منع کریں کہ من بعد پھر کبھو ملک نواب موصوف کی نگرین اور اُن فوجوں کو جو حراست و حمایت قلعجات متعلقہ آرکات یاد دہرے نواح منصوبہ پر نواب محمد علی خان کے انگریزوں کی طرف سے متعین ہیں بلا لین اور جو قلعجات و ملک نواب محمد علی خان نے انگریزوں کے پاس عوض مبلغ زر گرور کھا ہے نواب حیدر علی خان نے وعدہ کیا کہ یہ مبلغ میں ادا کرونگا ظاہر ہے کہ ایسے ایسے اظہار و اعلام جنگ نے جس میں بارحمام اخراجات کا دولت انگریز کو خود بلا شرکت غیر مشتمل ہو نا پڑتا انکو خوب ہی مشوش و متحیر کیا ہو گا اس واسطے کہ یہ اظہار انگریزوں کی طرف متوجہ تھا اور نواب محمد علی خان بیچارہ تو نہ لشکر رکھتا تھا نہ زر ہر تی نہ میرملکی انگریزوں کی اُس زمانے میں بہتھی کہ جو امیر

امیران ہند سے نو سب سے حوزہ ریاست کی اپنے عزیمت کرتا حتیٰ الامکان دے
اُسکے سدا راہ ہوتے اور اُسکو باز رکھتے کہ مبادا اُسکا استعمار دولت انگریز
کے کار گزاران کے مضروبہ کا مانع ہو اور اُسی جہت سے اہل کار دولت
مدراسیہ ہمیشہ نواب حیدر علی خان سے جو طالب ترقی جاہ کا تھا خائف رہتے
تھے جب نواب نظام علی خان نے چار سرکارین شمالی اپنے ملک سے انگریزوں
کو دین دولت انگریز کے کار گزاروں نے بارہ سو سپاہی فرنگستانی اور
ایک پلٹن ہندوستانی اپنی طرف سے لشکر میں نواب نظام الدولہ کے داخل
کیا اور اُنکے افسر کو جو جنریل اسمتھ تھا کو نسل مدراس سے یہ لکھا گیا
کہ وہ فتوحات روز افزون حیدری سے نواب نظام علی خان کے دل میں بدگمانی
دوسوا اس دالے اور اشتعال دینے میں رکن الدولہ دیوان کو جنگیر نواب
حیدر علی خان کے اور طمع دلانے میں اُسکو واسطے دستیاب خزان و دفاہن
بے شمار نواب موصوف کے سعی و کوشش کرے مقصود دولت مدراسیہ
کا اُس زمانے میں یہی تھا کہ فتوحات روز افزون حیدری کو توقف میں دالے اور
نواب حیدر علی خان اُس بوم و برمتعلق میسور سے ملیبار کی طرف جو اُس طرف
باہر بالا گھات کے ہی دست بردار ہو اور باقی ملک تصرف میں اپنے رکھے
غرض اس میں یہ تھی کہ حکومت اسے شخص پر دل جنگ آور کی درمیان
ملک مرہٹہ اور کنپنی انگریز بہادر کے حائل رہے تا ملک سردار کنپنی کا تاخت
و تاراج سے مرہٹے کے بخوبی محفوظ رہے ۔

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس کے مداخلت سے جنگ حالی کے

بوشیدہ نرسہ کہ اس جنگ میں جس کا اعلام نواب حیدر علی خان بہادر نے دیا
جماعہ فرانسیس کو جیسا کہ انگریز گمان کرنے میں کچھ مداخلت نہ تھی اور یہ خوب
مستحق ہی کہ حیدر علی خان یا کسی اُس کے منصبدار نے جماعہ فرانسیس کو جنگ
حالی میں کبھو نامہ و پیام نہیں بھیجا تھا بلکہ بعد منقذہ ہونے صلح کے نواب حیدر علی
خان و نواب نظام علی خان کے درمیان باب مکاتبت مفتوح ہوا اور بناے
مراسلت کی درمیان نواب بہادر و جماعہ فرانسیس کے دو مکتوب پر مبنی
ہوئی ایک اُن مکتوبوں سے نواب بہادر کی طرف سے لکھا گیا تھا اور دوسرا
نواب رضا علی خان کی جانب سے اور دوسرے دو نون مکتوب بھیجنے کے لئے گورنر
پانڈیچیری کو مردار قشون فرنگستانی ملازم حیدری کے حوالہ کیے گئے تھے خلاصہ
منصومون و دونوں خطوں کا یہ کہ نواب بہادر نے اپنے مکتوب میں لکھا تھا کہ باوجود
ہمارے لطف و مہربانی کے انگریز ہماری دولت کی تباہی و خرابی کے درپے
ہوئے تھے اور ساتھ انواع بندش و سازش کے نظام علی خان و جماعہ
مرہتے کے ساتھ ہمارے علی الرغم عہد و پیمان باندھا تھا چنانچہ افواج متفقہ نے
ہمارے جو ار و دیار بریورش بھی کی تھی اور باعث اس اتفاق و فوج کشی کا
سوائے لوت و تاراج کے اور کوئی امر نہ تھا لیکن ہم نے حکمت عملی سے نواب
نظام علی خان و انگریزوں کے عہد باندھے ہوئے کو توڑ دو نون جمعیت کو پریشان
کردیا اب نواب نظام علی خان اور ہم متفق ہوئے ہیں کہ نواب محمد علی خان اور
انگریزوں پر شکر کشی کریں چونکہ متابع حمایت و امداد میں جماعہ فرانسیس کے

انہیں دشمنوں کے ہاتھ سے ہم نے کوشش کر پاندہ جبری کو محفوظ رکھا تھا اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ جماعہ فرانسیسی اس جنگ برحق میں ہماری اعانت کریں اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ درمیان فرانسیسوں اور انگریزوں کے اسی سنہ ۱۷۶۷ء میں مصالحوں ہوا ہی لیکن جب تک کہ حکم پادشاہ فرانسیسی کا اس خصوص میں نہ پہنچے اگر فرانسیسی ہمارے پاس کمک بھیجیں تو ہم دشمنوں ہونگے باقی امور سپہدار فرانسیسی کے مکتوب سے جسر ہم اعتماد رکھتے ہیں معلوم ہوگا اور جو کچھ وہ ہماری طرف سے لکھے تم اُسکو ہمارا لکھا ہوا جانو اور میر رضا علی خان نے اپنے خط میں یہ لکھا تھا کہ ہمارے خاندان نے جس تاریخ سے کہ جماعہ فرانسیسی نے پہلے ہندوستان میں بود و باش اختیار کی تھی تمہارے ساتھ شرائط و تباہ کو مرعی رکھا ہی اور انہیں کی ہواداری میں میرا پدر بزرگوار مارا گیا اور میری والدہ ماجدہ مدد اس کو اسیری میں نقل کی گئی اور میں نے خود ہر طرح کا مال اپنا بہت برباد دیا دینولا ایک فرصت حاصل ہوئی ہی۔ حسین ہم متوقع ہیں کہ مدد سے اپنے دوستوں کے تلافی مافات کر سکیں گے اسی واسطے ہم کو اپنے ہواخوانان قدیم فرانسیسوں سے توقع یہی کہ اس بات میں اعانت و امداد دریغ نہ رکھیں باقی امور خط سے سپہدار فرانسیسی ملازم حیدری کے جو ہمارا محل اعتماد ہی واضح ہو گا ان دونوں مکتوب کو منشی سپہدار فرانسیسی کا جو مرد معتد تھا لے گیا اور سپہدار فرانسیسی نے واسطے تصدیق اعتماد کے جو نواب حیدر علی خان و میر رضا علی خان اُسیر رکھتے تھے ایک اپنا مکتوب بھی ساتھ دونوں مراسلہ کے روانہ کیا تھا آغاز اُس خط کا مضمون تھا عزیمت پر دونوں نواب کے اوپر یورش سواحل کار و منزل کے اور چند ہی اور چگونگی پر دونوں لشکر کے تفصیل کے ساتھ اور

نامہ نگار کی آگاہی پر حقیقت کار اور کم و کیف سے افواج انگریزی کے اور بعد اُس کے اس میں لکھا تھا کہ ارکان سے باہر ہی کہ انگریز مفاسد سے اس جنگ کے اپنے تئیں محفوظ رکھیں اس واسطے کہ اگلی لڑائی ان اس طبقہ کی جس میں انھوں نے فتح پائی شمالی ہندوستان میں اور طرح کی تھیں اور یہ لڑائی اور وضع کی کیونکہ دے لڑائی حرد میں سواحل دریاے شوریاکندارے پر دو دگنگ کے واقع ہوئی تھیں جہاں اذوقہ اور ملک وغیرہ تری کی راہ سے بہ آسانی اُنکو پہنچ سکتی تھی اور یہ جنگ دریا سے دور واقع ہوگی اور قلعے محافظ جانیں کے میدان جنگ سے مسافت بعید پر علاوہ اُس کے یہ کہ تمام مصالح جنگ سواروں کے شکر پر موقوف ہیں اور شکر انگریزی بالکل اُن سے خالی ہی اور فوج حیدری ہرگز نہ کر امیران ہندوستان کی طرح نہیں جس میں ہر سال پر اختیار سالدار کار ہتا ہی بلکہ تمام امور شکر کے قبضہ اختیار و کفایت میں ایک شخص کے ہیں اور اگر انگریز اپنے شب خون مارنے یا حملات ناگہانی کرنے یا دوغابازی و خیانت پر سپہداران حیدری کے اعتماد کریں گے تو خطا پاویں گے کیونکہ زمام ایمنی و حراست لشکر کی میرے ہاتھ میں سو نہی گئی ہی اور میں کمال و ثوق و اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ انگریز کسی طرح کے حملہ دیور دش ناگہانی سے فوج حیدری پر غالب نہو سکیں گے اور خیانت و دوغابازی کے لشکروں میں ہندوستان کے اکثر ہوتی ہی لشکر حیدری میں نہ ہا اُس کا احتمال نہیں کیونکہ کوئی سپہدار اُس کے سپہداروں سے سالہ باقشون اپنا نہیں رکھتا ہی اور چونکہ حیدر علی خان اس جنگ میں مظفر و منصور ہو گا جماعہ فرانسیس کو مطلقاً کنارہ گیری امداد و ملک طرفین سے مناسب و قرین صلاح نہیں اس طرح کی بیگانگی اور کنارہ گیری دونوں فریق کو ناخوش کرے گی کیونکہ تو اب بہادر و میر رضا علی خان نے درخواست ملک کی فرانسیسوں سے عوض میں اپنے اگلے

احسان کے کی ہی اور نواب محمد علی خان نے اس سبب سے سائل
 ملک کی جماعہ فرانسیسوں سے کی ہی کہ موافق عہد و پیمان بندھے ہوئے مقام فونٹینی
 بلیو کے اُس کے نام پر نوابی آرکات کی مسلم ہوئی اس صورت میں ایسا
 مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک ملک مختصر فرانسیسوں کی جانب سے نواب
 بہادر کے پاس بھیج مدد شایستہ کا وعدہ کیا جائے اور وعدے کے وفا کرنے
 میں اختیار ہی کہ یہ وعدہ رکھا جائے کہ بادمحال آئے سے جہازی فوجوں کی
 مانع ہوئی لیکن جمعیّت سیامیان پانڈیچیری کی قلیل ہی اس سبب مدد
 گرانمایہ بھیجنا ممکن نہیں اسلئے کافی ہی کہ کئی مضبوط اور گولہ انداز پختہ کار
 لشکر حیدری میں ملحق کیئے جاوین اور شہور کیا جاوے کہ وہ لوگ گورنر
 پانڈیچیری سے بھاگ کر لشکر حیدری میں جاوے اس صورت میں کبھی طرح
 احتمال بدنامی کا نسبت قوم فرانسیس کے جو کامش اقتدار انگریزوں کی
 ملک ہندوستان میں چاہتے ہیں نہیں ہی اور یہ خیر گال یعنی سپہدار
 فرانسیسی ملاحظہ کرنے سے عنوان اس جنگ کے یہ مصالحت جانتا ہی کہ
 خدمت میں گورنر فرانسیس کے ازراہ صواب اندیشی اور تدبیر ملکی کے
 عرض کرے کہ اسلئے کام کرنے میں پانڈیچیری کے جلد سہی کی جاوے اور
 بالفعل خندق اُسکی صاف کر چند ضرب توپ برجون پر لگادی جاوین کیونکہ اگر
 نواب بہادر اس یورش میں پانڈیچیری کے نزدیک جا چکا اور اُسکو
 بے حمایت و عراستہ پایگا تو زہار پاس و رعایت فرانسیسوں کے علم کی نکر تمام تو بخانہ
 و اشیای جنگی زبردستی سے لے لیا اور اُسکو عوض اپنی اعانت و ملک کا جو زمانہ سابق
 میں جماعہ فرانسیس کے ساتھ کی تھی سمجھیکا و لیکن اگر کچھ بے حرمتی اور عدم مراعات علم
 بادشاہ فرانسیس کی ظہور میں آویگی تو یقین جانتا کہ ہم لوگ فرنگستانی جو لشکر حیدری

میں نوکر ہیں جماعہ سپاہیان قلعہ پانڈیچیری کے مددگار ہو افواج حیدری کے مدافعہ میں کوشش کریں گے اور خانمے میں اُسکے یہ دو امر مصالحت آمیز لکھے گئے تھے کہ چونکہ یہاں عزم مصمم ہو چکا ہے کہ تمام نواح و دیار کرناٹک کا سواروں کی فوج سے تاراج و بیسراغ کیا جائے اسلئے ضرور ہے کہ برنج و غیرہ خرید کر قلعے میں جمع کیا جاوے اور بھیجنے مو شرب یا دوسرے شخص کا جو نزدیک نواب کے قدر و اعتبار رکھتا ہو واسطے تجدید ملاطفت و خیرگالی نواب بہادر اور اُسکے ہوا خواہوں کے مناسب حال اور شاید مقام جانا چاہئے ان مکتوبوں کے پہنچتے ہی گورنر پانڈیچیری بہت خوش و مطمئن ہوا اور ترس و ہراس حیدری بالکل اُسکے دل سے رفع ہو گیا لیکن اس سبب سے کہ کہنپنی فرانسیس نے گورنر پانڈیچیری کو ساتھ کمال تاکید کے ہر طرح کی جنگ و جدال سے عموماً اور جماعہ انگریزوں سے خصوصاً ممانعت لکھی تھی اس سبب سے اُس نے جواب اس مضمون کا نواب حیدر علی خان کو لکھا کہ جب موکب حیدری اس حدود میں پہنچے گا ہرگز ادا کرنے میں ہوازمہ اعزاز و اکرام اور ارسال میں مضیر کے اس طرف سے قصور واقع نہ ہوگا اور جناب نواب بہادر سے ہم کو بہت سی شرم ہے کہ ہم اپنے میں طاقت کمک بھیجنے کی مقابلے میں انگریزوں کے نہیں پائے کیونکہ درمیان انگریز و فرانسیس کے در بنوا عہد آشتی و صلح ایسا مستحکم و استوار کیا گیا ہے کہ اُسکو بدو نہ حکم جدید بادشاہ فرانسیس کے ہم تو آنہیں سکتے اور دوسرے امور تفصیل طلب سپہدار فرانسیسی حضور عالی میں عرض کریں گے مضمون جواب نامہ رضا علی خان بہادر کا بھی اسی طرح کا تھا پر جواب میں نامہ سپہدار فرانسیسی ملازم نواب حیدر علی خان کے یہ لکھا تھا کہ آپ آئندہ ہم کو اس طرح کی مراسلت و خط و کتابت سے معاف رکھیں اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افواج متفقہ دونوں نواب کی اس

جنگ میں انگریزوں پر مظہر و منصور نہونگی اور ہم اس جنگ میں مدد نہیں کر سکتے
 اس واسطے کہ حکم ہو کہ ہمارے حاکموں کی طرف سے یہ پہنچا ہی کہ ہم ہرگز خلاف
 میں انگریزوں اور نواب محمد علی خان کے منصوبی نہون اور تم سے ہم یہ التماس
 کرتے ہیں کہ حضور میں دونوں نواب ذی اقتدار کے یہ سب حال تم عرض کرو
 اور ہمارے ابا و انکار کی درشتی کو باب اعانت میں ساتھ چرب و شیرین زبانی
 کے اُنکے دلوں پر نرم کرو اور اُسکے بعد کوئی خط اس باب میں صراحت کے
 ساتھ نہ لکھو لیکن اگر ساتھ کنایہ و رمز کے معرفت، موشرم کے روداد سے اطلاع
 دو گے تو موجب ہماری خوشدلی کا ہوگا،

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس
 ہنگام میں افواج متفقہ پورش کرنا تک ہر متوجہ تھیں،

جب نواب بہادر نے یہ افواج متفقہ عزیمت پورش کی سو اہل کرنا تک پر کی
 واسطے رخنہ بندی ہجوم مخالفوں کے ہر طرح کی احتیاط کو عمل میں لایا اور موافق
 صوابدید سپہدار فرانسیسی کے ارادے کو طیار کرنے ایک جیش جدید
 فرنگستانی کے جو سابق سے منظور تھا ملتی رکھا کیونکہ ترس اس قدر لوگ فرنگستانی
 جمع نہو سکتے اسلئے اسے صائب نے اُسکے یہ مناسب جانا کہ تمام سپاہ
 فرنگستانی کو بلکہ منصبداران سپاہیان گرانڈیاں و ظوپاس کو بھی ہزاروں و ڈراگونوں
 و توپخانوں پر منقسم کرے اور اُنکو سرکردگی انھوں پر دے کر واسطے مقابلہ
 کرنے انگریزوں کے مقرر فرمائے تو پختہ نہ لشکر جدیدی کا بہت تر تھا اور
 اسباب جنگ کے اس مرتبہ میں بکثرت تھے کہ فوج انگریزی اُسکا خشر

عشیر نہ کھتی تھی چون لشکر ہندوستانی میں ہر طرح کے سوداگر اور اہل پیشہ
 ہمراہ لشکر کے ہوتے ہیں اور وہ جانور بار سردار مختلف رکھتے نواب بہادر نے حکم
 دیا کہ سب جانور بار کش ایک ایک گولہ توپ کا لپکالیں اور جو اندھی اُسکی اُسکے
 مالک سے متعلق رہے اور چون غرباد مساکین روزی طلب بھی ہندوستانی لشکر و ن
 میں رہا کرتے ہیں نواب بہادر نے انھیں اجازت لشکر کے پیچھے رہنے کی دی
 تاہمیشہ لکڑی گھاس وغیرہ اشیائے ضروری جمع کر لشکر میں پہنچا کریں اور
 بہتوں کو ان میں سے واسطے ہموار کرنے راہ اور سرنگ دوڑانے کے
 لئے نوکر رکھے اور ہر طرح کے ساز و آلات تو پخانہ وغیرہ کے دھڑے پٹے
 تاکسی نوع کا توقف طی کرنے میں راہ کے واقع ہو ساتھ ہر ایک ضرب توپ
 کے ایک ہاتھی مقرر کیا چون حال ان تعلیم کردہ ہانیوں کا گو نہ طرگی سے خالی نہیں
 اسلئے لکھا جاتا ہے کہ جسوقت کوئی توپ کو بجھے پر چڑھانے وقت بیل دم
 لینے کو کھڑے ہو جاتے یہ ہاتھی توپ کو اپنے پانوں پر لے لیتا اور اگر نیچے اُتارنی
 منظور ہوتی تو خرطوم سے توپ کو روک لیتا اور گرنے نہ دیتا اگر کہیں توپ چلتے چلتے کسی
 سبب رک جاتی یا کسی زمین میں گر جاتی تو ہاتھی چلانے اور اُتھانے میں اُسکے
 بیلوں کی احانت کرنا چنانچہ ایک مضبہ ارتقہ نے جو میسر تو پخانے کا تھا اپنا معائنہ بیان
 کیا ہے کہ اثنائاً ایک توپ رک گئی تھی اور بیل باوجود دزد و ضرب کے اُسکے کھینچنے سے
 پہلو تہی کرتے تھے اُس توپ کے ہاتھی نے ایک شاخ درخت سے توڑ کر اسقہد بیلونکو
 مارا کہ بیل چل نکلے اور جب توپ مورچے میں لگائی جاتی تو ہاتھی اُسکو بے تائید
 بیلوں کے رخسہ گاہ میں رکھ دینا ہر گزاری ساز و سامان جنگی لیجا نیوالی دو سولہ
 باروت و گولے توپ کے اور بے شمار تو تینے ہندو کے لبجاتی تھی ہر پلٹن کے
 ہمراہ دو دو ضرب توپ جاتی نواب بہادر نے حراست و حمایت میں امور مملکت

کے کوئی دقیقہ فرو گذاست نہ کیا تاکہ غیبت میں اُسکے کوئی فساد و کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو جب نواب بہادر نے مصالحہ موقت جماعہ مرہٹے سے کیا اور عہد ہو اخواہی کا ساتھ نواب نظام علی خان کے استوار باندہا ہر طرح کی فکر سے فارغ ہوا اور خلیج و دشمنان بیرونی کی طرف سے ہر طرف ہوا قوم نائبر کے رئیسوں کو اُن کی برو بوم خاصہ اُس شرط پر سپرد کی کہ خراج سالانہ سرکار حیدری میں پہنچانے رہیں اور تمام اپنی فوج کو حدود ملیبار سے اپنے پاس بلا لیا دینولا ایک سانحہ ناگہانی جو اصلاً نواب بہادر کے گمان میں نہ تھا ظہور میں آیا وہ یہی کہ جب نواب کو ننباتوڑ سے دارالملک سریرنگپتن میں داخل ہوا اُسپر یہ منکشف ہوا کہ راجہ نندوراج نے اغوا سے مفرد و بکے جماعہ مرہٹے اور انگریزوں کے ساتھ خفیہ سازش کر بہ نسبت اُسکے بد سگالی کی بنا رکھی ہی اور اب وہ راجہ قلعے میں سریرنگپتن سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی جاگیر میں اقامت رکھتا ہی اس بات سے نواب پریشان خاطر ہوا اور جاگیر تین لاکھ ہون سالانہ کی جو مدد معاش کے طریق پر اُسکو مقرر کی تھی قرق کر راجہ کو نظر بند رکھا اب ہر مرد مطلب آیا چاہئے جب تمام اسباب جنگ کا آمادہ ہوا دونوں لشکر نے کوچ کیا نواب نظام علی خان نے راہ مسکوٹہ کی لی اور نواب حیدر علی خان شہر منگلور کی راہ روانہ ہوا جب دونوں لشکر قریب شہر کے پہنچے ظاہر شہر میں دیرے کھڑے ہوئے نواب بسالت جنگ اور رکن الدولہ اور سب سپہدار و سرگروہ افواج کے جمع کیے گئے شورا ہوا راسے ارباب مشورہ کی اُسبر مستحق ہوئی کہ دونوں لشکر کا کوچ اتنے فاصلے پر عمل میں آیا کرے کہ ہر کارزار میں ایک لشکر دوسری مدد کر سکے اور جب تک کوستان سے دونوں لشکر گذرین لشکر حیدری کا کوچ مقدم ہوا اور جب مملکت آراکتہ میں پہنچیں تب

پھر مشورہ کیا جاوے کہ دونوں لشکر باہم متفق ہو کر طرح جنگ کی ڈالیں باجراہد اکرہیں

اظہار اس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو
کچھ پردلی و تدبیر جنگی نواب حیدر علی خان کی
اُسکے مشاہدے میں آئی تھیں وہی لکھیں ہیں

واسطے عیان کرنے عنوان و فطرت و کمالات حیدری کے شیوہ جنگ و
پیکار میں، بیان کرنا حال ہر طرح کی جنگ کا جن میں نواب بہادر خود مشغول تھا
یقین ہی کہ مفید ہوگا خاصہ بیان اُن لڑائیوں کا جو جماعہ انگریز کے ساتھ ظہور میں
آئیں اور داستان نگار فرانسیسی نے پچشم خود مشاہدہ کیا خصوصیات اس
جنگ پر جو درمیان نواب بہادر اور جماعہ انگریزوں کے سال ۱۷۶۷ اور
سنہ ۱۷۶۹ء میں واقع ہوئی حال اُس جنگ کا جو سنہ ۱۷۷۹ء میں شروع ہوئی
قیاس کیا چاہئے جس میں نامہ نگار فرانسیسی حاضر نہ تھا اور اُسی سبب سے
سرگزشت اس جنگ کی اُس نے بالتفصیل بیان نہ کی کیونکہ مرشدہ روایات
اس جنگ کا بالکل کتبہ انگریزوں پر منتهی ہوتا ہی اور وہ شاید اعتماد نہیں اس
لئے کہ ایسی روایتیں پہلے تو ہندوستان میں واسطے فریب دینے کا رگزار ان
دولت برطانیہ کے ساختہ پرداختہ ہوتی ہیں اور پھر دوبارہ فرنگستان میں موافق
اقتضائے حال اور ضرورت کے مخدع کر نیکو دمان کے لوگوں کے آراستہ
کی جاتی مگر مکتوب جنریاں کوٹ کا اس خصوص میں رنگ راستی کا رکھتا ہی جسکے
ذریعے سے تھوڑے احوال پر نواب بہادر کے اُس زمانے میں اطلاع ہوئی اس میں
پر لکھا تھا کہ نواب حیدر علی خان خداوند گنگاش و صاحب مشورہ ہی اور ماہ نومبر میں

سنہ ۱۷۸۱ء کے اُسنے ایک ہی وقت چار قلعہ کو ننگ محاصرہ کیا تھا اگر یہ جنریل کو تھک
 مدد اس سے اہل قلعہ کی مدد کے لئے روانہ ہوا لیکن وہ خاطر خواہ اپنے مقصد کے
 انجام دینے پر قادر نہوا اور اس سبب سے کہ قوت لایموت اُس کے لشکر یون کو
 پہنچنا دشوار تھا مدد اس کو پھر گیا اثنائے راہ میں فوج نے اُس کے ہمیشہ دستبرد
 سے سواران حیدری اور آتشباری سے اُس کے توپخانے کے بہت اذیت
 اُٹھائی اور کمال رنج پایا اگر یہ جنریل موصوف لکھتا ہی کہ اُس نے چار جنگ
 مرد آزما میں نواب بہادر سے لڑ کر فتح پائی لیکن اُس نے کچھ حال اسیروں یا نشانوں کا
 کہ فوج حیدری سے اُس کے ہاتھ آئے نہیں لکھا اور خاتمہ مکتوب میں جنریل موصوف
 نے یہ لکھا کہ ہم کرنیل کرافورڈ کو حضور میں کونسل مدد اس کے بھیجتے ہیں وہ
 راست و درست حال یہاں کا عرض کریگا اس مکتوب سے جنریل کو تھک کے یہ معلوم
 ہوتا ہی کہ جماعہ انگریز اس جنگ کے درمیان ہر اس سوء حال اور فکر امور حال میں مبتلا
 ہوئے تھے اور متوقع ہی کہ جماعہ فرانسیس کی مدد سے تمام ملک آرکات کا تصرف
 حیدری میں آجاوے از روی اخبار معتبر جو لشکر حیدری سے پہنچے حال مسخر ہونے
 چیتل درگ اور خصوصیات مجلس شورا کا جو حیدر علی خان کے آرکات میں آنے سے
 قبل منعقد ہوئی تھی معلوم ہوا شورا اس بات میں ہوا تھا کہ آیا فی الحال تاخت کرنا
 انگریزوں پر مصلحت ہی یا بعد پہنچنے فوج فرانسیس کے جسکی انتظار تھی شق اخیر
 اصحاب شورا اور منصبداران فرنگستانی کو بھی پسند آئی لیکن تیپو سلطان کی رائے
 میں پہلی شق صواب معلوم ہوئی کیونکہ اُس نے بیان کیا چونکہ نواب بہادر نے اکثر
 جماعہ انگریزوں کو اپنے حملے و یورش کرنے سے تہدید کی ہی اقتضائے ہمت
 وثبات یہی کہ پرورش اپنے سخن کی کہ اُن پر ابھی یورش کرے انتظار
 فوج فرانسیس کچھ ضرور نہیں سلطان موصوف نے ابھی دل گرمی و مردانگی سے

اپنی رائے پر وایستادگی کہ تمام ارباب شہر نے آسکی رائے پر اتفاق کیا یہی شاہزادہ اقبال منہ جنگ کو ہستانی میں جس میں کرنیل بیلی اسیر ہوا اور کرنیل فلیچر مارا گیا اور چند ہزار آدمی افواج انگریزی سے مقتول واسیر ہوئے اُسنے جب انگریزوں کو بہ سبب اُتر جانے عرابہ باروت کے پریشان حال پایا اپنے سواران جرّار سمیت اُنکے سر پر قضاے آسمانی کی طرح گر کر فیر و تہ و مظہر ہوا تھا اور اُسی نے ہزیمت کٹی اُس لشکر کو دی تھی جس کا قائد کرنیل برالی تھا فی الحقیقت سلطان ذی شان نے اسکندر رومی کی مانند اتھار ہی برس کے سن میں قہر اعا دی و کر و فرشتہ کشی کو شروع کیا،

بیان چگونگی ملک و حشم کی نواب حیدر علی خان اور اُسکے
 ہوا خواہوں کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی جماعہ انگریز
 اور اُنکے ہوا خواہوں کے اُس عہد میں جب بنائے جنگ
 کی درمیان دونوں دولت کے قیام کی کمی

یہ روایت ہی اُس جنگ و جہال کی جو درمیان سال ۱۷۶۷ء، ۱۷۶۹ء کے واقع
 ہوئی اور جسے نامہ نگار فرانسیسی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یہ حرب و قتال
 تو اربع ہندوستان اور آثار مردمان ہند میں ایک بہرہ گران مایہ ہی کیونکہ اُسی
 جنگ میں انگریزوں نے ہندوستان میں پہلی دفعہ ہندوستانیوں سے صلح و آشتی
 طلب کی نامہ نگار مناسب جاتا ہے کہ قبل روایت کرنے خصوصیات جنگ کے حال
 مکنت و اقتدار اور شمار زیادہ و سوار فریقین جنگ جو کا اُس زمانے میں کہ مقابلہ
 دونوں لشکر کا ہوا مجمل لکھے ممالک متصرف حیدر علی اس سنہ ۱۷۶۷ء میں جب

بنائے جنگ کی انگریزوں سے قائم ہوئی اس تفصیل سے تھے مملکت میسور
 صوبہ بندیکوڑ و منگلوڑ جو بیشتر مضافات مملکت میسور سے تھا اور ساوند رگ
 جیتل درگ سندید رگ گنگن گرہ رائد رگ وغیرہ و خطہ مالینم یا کرنا تک
 جو تمام وادی و جبال پر انبورا و لرت چنپلی سے مادورا اور تراونکوڑ و سواحل
 ملیبار تک محتوی ہی شہر ساشانور کرپہ کنول بالا بور کو جاک کو لار گرم کندہ
 مرزوم بالا پور کلان ریاست کو چاک سنگر کشنگیری گنتی و بٹاری و حیدرنگر
 مدھگیری رنجن گدہ وغیرہ مملکت کنڑہ جو منمدہ ہوتی ہی اس رام سے
 شمال کی طرف سرحد بیجا پور تک حکومت سواحل ملیبار و جزائر مالدیوہ، مملکت
 مین نواب حیدر علی خان کے ایک یہ بری خوبی ہی کہ سب صوبے ایک
 دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہ سرحد دولت حیدری کی جو سرزمین حکومت انگریزی
 کے قرب میں ہی کوہستان اور تنگ دروئے مصون و محروس ہی
 اگر روایت عام پر اعتبار کیا جاوے تو مملکت حیدری ایک ہزار سے زائد
 قلعہ جات پر مشتمل ہے اور جس قدر نامہ نگار نے دیکھے وہ بھی
 یسٹ مارہین ہر ایک قلعہ بزرگ میں دو طرح کی سپاہ حمایت و حراست کے
 لئے مقرر ہیں ایک تو سپاہیان شکر ہی جو ہمیشہ بدلی ہوا کرتے اور ہرگز
 ایک جگہ مدت تک متعین نہیں رہنے پاتے اور دوسرے سپاہیان قلعہ دار
 جو ہمیشہ ایک ہی جا پر اقامت رکھتے ہیں اور یہ فوج خانگی کے شمار و حساب
 میں ہیں اور چھوٹے قلعہ جات کو بھی اسی قسم کے سپاہی حراست کرتے
 اور جب کوئی واقعہ سانح ہو تا جس میں مدد کی ضرورت ہوتی تو پہاڑوں کی رہایا
 اور ملازم سلاح باز ہر قلعوں میں لگ کر آتے اور ایسی جان فشانی حراست
 میں اُنکے کرتے کہ بے محاصرہ شدہ قلعہ دشوار ہوتا ان سب قلعہ جات سے جو جو

قلعہ کے واسطے حمایت کے تاخت و تاراج جماعہ مرہٹے سے بنائے گئے ہیں وے
 برج خندق اور اکثر سنگین پشون سے اُستوار و مستحکم کئے گئے ہیں سب
 مملکت حیدری کے قلعجات کی مرمت ہر سال ہوتی رہتی ہی اس ملک
 میں تمام غلجیات اور سب چیزیں ضروری اور ہر طرح کے جانور گائے بھینس
 بھیرتی بکری ہتھی کترت سے پیدا ہوتے ہیں پر گھوڑے اونٹ اکثر
 دوسرے ملک سے لائے مگر حیدر علی خان اپنے سلیفے خداداد سے
 خیل خیل گھوڑے اور حلقہ حلقہ فیل پسندیدہ و بکار آمد روز جبک و پیکار
 کے موجود رکھتا علاوہ اُن گھوڑے ہائون کے جو استعمال میں سپاہیوں کے
 رہتے ہیں ایک گٹھ بس ہزار گھوڑے اور ایک حلقہ چھ سو ہتھی کا ہمیشہ
 دیہات پر چراگاہ میں رہنا حاجت کے وقت کام آدین اور کام میں ہرج نہو
 نواب ہرگز خرید کرنے میں گھوڑوں کے جنگو سوداگر دور دراز ملک سے
 بیچنے کو لے آتے تھے قصور نہ کرنا اور موافق تنو مندی و قوت گھوڑے کے
 قیمت لگانا اور اگر اٹھائے راہ میں کسی سوداگر کا کوئی گھوڑا قضاے الہی سے مرجاتا
 وہ سوداگر اُسکی دم اور کان کات رکھتا جب نواب کے حضور میں آکر اُنہیں
 دیکھاتا موافق تجویز دوسرے سوداگروں کے نصف قیمت اس پر مردے کی سرکار
 سے اُسکو مرحمت ہوتی اگرچہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز جو فوج سواروں کی کم
 رکھتے ہیں ہرگز سپاہ حیدری کو فراہم لانے میں اذوقہ و علوفہ کے اطراف مملکت سے
 مانع نہیں ہو سکتے تو بھی ذخیرہ موفور جو جنگ و حرب اطراف طلب میں سرمایہ
 استظهار ہو سکتا تھا موجود و فراہم رکھتا اس حرب کے وقت جسکا ذکر لکھا جاتا
 ہی تمام سپاہ جنگی میں نواب حیدر علی خان کے ایک لاکھ اسی ہزار سوار
 و پیادہ تھے لیکن برآ حصہ ان سپاہ کا واسطے حفاظت و حراست کے قلعجات

و سرحدات پر متعین تھا تو اب بہادر نے واسطے جنگ انگریزوں کے پچیس ہزار سپاہی سوار و پیادے جسکی تفصیل لکھی جاتی ہی اپنی تمام فوج میں سے منتخب کیے تھے اتھارہ ہزار سوار چیدہ برگزیدہ اور اتھائیس ہزار سوار مرہٹہ و پنڈارہ وغیرہ جن کا کام صرف جلانا تو تھا دشمن کے ملک و فوج کا تھا اور دوسالے خونخوار حبشی سواروں کے بانات سرخ کا لباس پہنے ہوئے مسلح مکمل تھے اور پیادوں میں سے بیس ہزار سپاہی تفنگچی اور وے پیادے جنکے سلاح بندوق و نیزے تھے اور سپاہیانہ فرنگ ملازم حیدری اس تفصیل کے ساتھ تھے دوسالہ سواروں کا دوسو پچاس گولنداز اور اکثر منصبدار و توپنہ دار و عملدار و والد ار قشون گران دیلون کے اور دوسری پلٹون میں بھی تقسیم کیے گئے تھے دوسرا جیش تھا سپاہیوں کا جنکے سلاح اسے تھے کہ و بے اب فرنگستان میں مستعمل نہیں ہیں اور ایک جیش دو ہزار نفر زنبورچیوں کا کہ دو دوزنبورچی ایک ایک شتر پر چڑھے اور ایک ایک شتر نال پلے دار ہر ایک اُونت پر لگی ہوئی اس قسم کے سلاح فرنگستان میں بالفعل نہیں اور ایک فوج بند و قحبان قدر انداز کی تھی جو سواروں کی پیروی رہتی یہ جیش اکثر وقت عرب اعدا پر کمین کشائی کے لئے کیمگاہ میں مخفی رہتی اور گولیوں سے اعدا کے خرم کو جلاتی فوج تفنگچی دس دس نفر میں ایک حکم رکھتی تھی فی الحقیقت کثرت نشاں کی نہ ابیر جنگ سے ہی جسکے سبب مخالف کو کثرت فوج کی معلوم ہوتی ہی پانچ ہزار نفر بان دار تھے ساخت بان کی اسطرح پر ہی کہ ایک آہنیں چوگے میں باروت بھر کر ایک چوب دراز جو اُسی کی طرح لگاتے ہیں اُسکے فلیتے میں آگ دیتے ہی عالم ہوا میں مشتعل دو ہزار گز تک اُڑ جاتا ہی اور درمیان راہ کے جو تر و خشک پانا ہی اُسے جلا دیتا اور

جب کہیں عراقیے پر باروت کے جا پڑتا ہی تو عظیم ہلچل افواج میں اعا دی کے
 ڈالتا چنانچہ بعضے انگریزوں سے یہ روایت ہی کہ جنگ کو ہستانی میں جو بنام
 جنگ بیلی مشہور ہی جس میں نواب بہادر نے فتح پائی تھی ۱۔ اتفاقاً ایک
 بان عراقی باروت پر جاگرا دفعہ تمام گادیاں باروت کی جل گئیں اور صدمہ
 اُس کا تمام لشکر کو پہنچا ۱۔ اسی واقعہ ۱۔ بلکہ سے انگریزوں نے ہزیمت پائی
 کیونکہ جو وقت لیے عراقیے جلے تیپو سلطان فرصت و وقت کو غنیمت جان جھٹ اپنے
 سواروں کو لے انگریزی پیادوں پر جا توڑتا اور بازی جیت لی اگرچہ سپاہ
 انگریزی بھی بانوں کو سواران حیدری پر مارتی تھی لیکن اُنکے گھوڑے جو آتش بازی
 سے لگے ہوئے تھے ہرگز نہیں ڈرنے، قبل روانہ ہوتے فوج حیدری کے انگریزوں کی
 جنگ پر ایک جماعت عربوں کی جنگا سلاح نیرو کمان تھاسریرنگپٹن میں آ پہنچے اور
 یے لوگ نہایت قوی و چالاک تھے نواب بہادر نے جانا کہ ۱۔ اس جنگ میں
 اُنکے ہتھیار بگاڑا آمد نہو گئے ۱۔ علیے اُنکو دو حصہ کر ایک کو لباس سرخ پہنا اپنی
 رکاب میں دکھادو مرے کو نیلا بامادے مضبہ اران فوج فرنگستان کے حوالہ
 کیا تاوے جسطرح مصلحت جانیں اُن سے کام لینے لوگ شیوہ کمانداری
 میں خوب ماہر و قادراور نیرو کمان اُنکی بہت برسی رنگین و مزین تھی لشکر میں
 نواب نظام علی خان ضوبہ دار دکھن کے جو اُس جنگ میں ساتھ نواب
 حیدر علی خان کے ہمدستان و متفق اور ظاہر میں ہوا خواہ تھا اگرچہ شمار کی راہ
 سے لاکھ سوار و پیادے تھے پر اُن میں صرف چالیس ہزار مرد جنگی تھے بیس
 ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اور ۱۔ اس دس ہزار میں سے شاید کہ
 دو ہزار بھی اچھے بندہ و قہچی نہ ہونگے کیونکہ بندہ و قہن اُن کے پاس کسی کام کی نہ تھیں
 اگرچہ پیادوں کی فوج کا سر لشکر عبدالرحمان خان مرد دلاور تھا پر بد حالی اور

تہیدستی سے اپنی فوج کے بہ سبب نہ بانے مشاہرہ ماباہ کے بہت تنگ رہتا تھا اور سوارانِ نواب نظام علی خان کے اصلاً نہیں چاہتے تھے کہ جان و مال کو اپنے لڑائی کے روز خطر میں ڈالیں ہر سردار بلاستقلال اپنی فوج کا مالک تھا ایک اُن میں رام چند رنام سردار مرہٹہ اور تین نواب شافور و کرپہ و کانور کے قوم افغان سے تھے اور ہر راہ لشکر کے ایک برّی جماعت تاجرون اور نوکر چاکر اسیران لشکر اور ظایفہ دار وغیرہ عورتوں کی تھی عرصہ لشکر گاہ افواجِ متفقہ کا اِس جمعیت سے بہت وسیع و فراخ ہو گیا تھا اور اِز دحام عوام اُس قدر تھا کہ اگر نواب بہادر عزم و ہوشیاری نہ کرتا تو سب کو فوجیں انگریزی بآسانی اسیر کر لیتیں فوجِ نواب نظام الدولہ اگرچہ جنگ و پیکار کے کام میں کچھ بکار آمد نہ تھی لیکن اِس امیر کے ہمراہ ہونیکے باعث بہت سے امیر دکن کے ہوا خواہ دولت حیدری کے ہو گئے تھے مگر نواب بہادر دکن الدولہ اور نواب نظام الدولہ سے ہمیشہ بدگمان و محتاط رہتا تھا کیونکہ غدر و بیوفائی اُن دونوں کی اُس کے حق میں شکست فاش سے بتر تھی چنانچہ سرد مہری کے آثار دونوں امیرون میں جلد پیدا ہو گئے اُس کا باعث یہ ہوا کہ نواب نظام علی خان اور اُسکے سردار ہمیشہ اظہارِ ناداری کا کرتے اور نواب بہادر نہ چاہتا تھا کہ مکرّر درخواست کو اُنکی منظور کرے اور زر دینے میں اُنکے تامل کرتا اور یہ سوچتا تھا کہ مبادا زرد اور ہوا خواہ دونوں کو کھو بیٹھے چنانچہ آخر کو ابابہا ہی ظہور میں آیا کہ تمام ہم عہد موافقت سے اُسکے پھر کر متفرّق ہو گئے افواجِ متفقہ کا تو پختانہ بہت برّا تھا جس میں ایک سو دس برّی توپیں تھیں تو پختانہ خاص حیدری بھی برّا تھا اور سب تو پختانوں سے ساز و سامان میں زیادہ آراستہ توپیں اُسکے سب فرنگستانی تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت کرنے سوا اِٹل ملیبار سے چھ ہزار سپاہی نوکر رکھتا تھا اور

نواب محفوظ خان کو اس جنگ میں انکا سپہدار بنایا اگرچہ محفوظ خان استحقاق سپہداری کا نہ رکھتا تھا پر نواب بہادر کے نزدیک یہ بات ثابت تھی کہ وہ مدراس کے لوگوں کو جہان کا وہ سابق زمانے میں حاکم تھا حاکم حال سے منحرف کر سکتا ہی نواب محفوظ خان سر لشکر ہی کے سابقے میں قدیم سے نئے بہرہ تھا اُسی سبب سے کرنیل بیگ جرنی نے جو انگریزوں کا نوکر تھا مرکزی بہرہ میں مدراس کے اُسکو ایک بار قید کر لیا تھا نواب بہادر کے حلقہ جہازات کو نامہ نگار نے حیدری افواج کے شمار میں نہیں داخل کیا اس حلقے میں صرف ایک جہاز جو قوم داس سے کار گزاران حیدری نے خرید کیا ساتھ توپ کا تھا اور تیس جہاز چوینس یا بیس توپ والے اور آتھ اُس طرح کے سفینے جنکو پام کہتے ہیں اور اُن میں سے بعضوں پر بارہ بعضوں پر چودہ توپیں تھیں اور بیس سفینہ ایسے جنکا نام کالیوت ہی ہر ایک میں اسی نرسپاہی اور دو توپیں تھیں آغاز جنگ میں انگریزوں کے ساتھ جمعیت دریائی نواب بہادر کی اس سی قدر تھی جو بیان میں آئی فوج انگریزوں کی اُس زمانے میں ہندوستان کے درمیان نوے ہزار سے زائد تھی اُن میں سے آتھ رجمنت پیادگان انگریزی کی تھیں جسے تین رجمنت ریاست مدراس پر اور تین حکومت بنگالہ پر اور دو ریاست بنٹی پر متعین تھیں علاوہ اُس کے بارہ سو گولند از اُن ریاستوں پر تعین کیے گئے تھے اور ایک ہزار سپاہی سن و ناتوان جنکو جنگ و جہال میں کسی طرح کا صدمہ یا زخم پہنچا تھا واسطے حفاظت و حراست قلعجات کے مقرر تھے اور فوج ہندی چوتھ پاتن جسے تیس رجمنت ریاست مدراس پر متعین تھے جن میں چار سو فرنگستانی تھے اور باقی ہندوستانی جنریاں اسمتھ کے ہمراہ پانچ ہزار مرد جنگی فرنگستانی اور دو ہزار پان سو سپاہی اور دو ہزار پان سو اور جنمیں

دوسو مرد فرنگستانی تھے اور بارہ سو ہندوستانی اور باقی سوار نواب محمد علی خان کے تھے جمعیت ان سواروں کی بہ نسبت سواران حیدری کے بہت ہی کم تھی اور بہ سبب عدم مشاقی کے قواعد جنگ میں اور گھوڑوں کی ناشایستگی کے باعث بالکل مقابلے کی طاقت سواران حیدری سے نہیں رکھتے تھے القصہ تمام فوج انگریزی جو واسطے حمایت و حراست آرکات کے جمع کی گئی تھی جنود نواب محمد علی خان اور مراد مرہٹہ اور بعضے راجوں کی فوج سمیت پچاس ہزار شمار کی گئی نواب بہادر کو اس درمیان میں یہ ضرورت واقع ہوئی کہ خود واسطے مدافع اُس آٹھ ہزار سپاہی انگریزی کے جو ریاست بنٹی سے منگلوں پر تاخت لائے تھے متوجہ ہو

بیان خصوصیات کا دونوں لشکر کے اور اظہار تفاوت کا اُن دونوں میں

جنرل اسمتھ اس جہت سے اپنے حریف پر بالائی رکھتا تھا کہ سپاہ اُسکی آداب و قواعد سے رزم و پیکار کے ماہر و آزمودہ تھی اور برتری جمعیت اُسکی فوج میں فرنگستانیوں کی تھی جو لاکھوں سپاہیان ہندوستانی پر بھاری تھے اور مظہر ہو سکتے ج طرح سے اُس جنگ میں جو نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ ہندوستانی کے درمیان واقع ہوئی نادر شاہ نے تھوڑی ہی سپاہ ایرانی سے محمد شاہ کو جکے ساتھ بارہ لاکھ سپاہ ہندوستانی تھی شکست دی تھی سوائے اُسکے جنرل اسمتھ کے ساتھ توپچی و مضہداران انجنیر واسطے مدد کے موجود تھے اور جنرل موصوف خود بھی ہنر عرب و ضرب میں کچھ کم نہ تھا ان جہات

بالائی کے سبب جنریل موصوف کو مرتبہ یقین کا حاصل تھا کہ اگر میدان جنگ غاطر خواہ اُسے ملے اور تاخت و تاراج سے سواران حیدری کے ایمن رہے تو وہ بیشک مظفر و منصور ہو گا لیکن ان خصوصیات آئندہ میں پلہ جنریل موصوف کا پلے سے نواب بہادر کے مروج تھا ایک تو اُس کے سواروں کی قلت جس کے باعث اُسے اضطراب کے رو سے مقام جنگ کا درمیان کوستان کے دھونڈھنا پڑتا تھا تا حملوں سے سواران حیدری کے محفوظ رہے دوسری یہ کہ بسبب کثرت سواران حیدری کے جو ملک پر تاخت و تاراج بھی کرتے اور سپاہیان نگاہ بان رسد کی بھی راہ مارنے تھے اُنکے مدافعت پر وہ قادر نہ ہو سکتا تھا تیسری قلت بیل بار بردار واسطے تو پختہ اور سامان جنگ کے جو بدشواری دستیاب ہوتے تھے اسی واسطے جنریل موصوف اضطراب کی راہ سے تو پختہ اور اذوق و اسباب ضروری سے فقط خفیف و قلیل ہی ہمراہ لیتا لیکن سخت دردِ سر اُس کو یہ تھا کہ ہر طرح کی مہم و امور جنگ میں اُس کو اطاعت حکم گورنر مدراس اور اُس کے کونسلیوں کی کرنی ہوتی تھی اور چونکہ وہ لوگ خصوصیات سے اُس ملک اور افواج حیدری کے ناواقف تھے اس طرح کے حکم جنریل موصوف کو لکھ بھیجتے جو صواب دید کے مابین اور اصول مقررہ جنگ کے مخالف ہوتے اگرچہ جنریل بہادر نے آغاز جنگ سے پہلے ہی سب مفاسد سے خبر دی تھی تو بھی گورنر نواب بہادر کی تاخت و تاراج کے باب میں جنریل کو ملامت و سرزنش آمیز باتیں لکھتا تھا اور چونکہ ہر طرح کے کام میں انگریزوں کو فراہم کرنا زرا کا منظور رہتا تھا اس لئے تاجرون کے وسیلے سے جو اُنکے ساتھ سازش رکھتے تھے مہیا کرنے میں اذوق اور سامان لشکر و جنگ کے سعی کرتے اور اسباب ناگزیر لشکر ہی ہم پہنچانے کے بہانے سے مدراس کے رہنے والوں پر

انواع و اقسام کی بدعت و ظلم کرتے واسطے تباہ کرنے ملک اور جمع کرنے ساز سامان سپاہ کے اُنھوں نے دو جیلے ایجاد کیے تھے ایک تو سپاہیانِ فرنگستانی کے باب میں جنکو شراب دیسی روزمرہ سرکار سے ملتی تھی ہر مقرر کیا تھا کہ عوض میں اُس شراب کے اُنکو رم ملے کیونکہ چون رم جزیرہ بیتناوی سے لائی جاوے گی اُس صورت میں ذریعہ معقول واسطے منفعت تاجروں کے جو اُنکے بھائی برادر دوست وغیرہ تھے مہیا ہو گا و سربیل بارکش کے باب میں جنکی کوچ کے وقت لشکر کو بہت ضرورت ہوتی ہی جب رعایا سے مدراس یلوں کے دینے میں واسطے کھینچنے تو پختہ وغیرہ کے ابا کرنے تو اُن بیچاروں سے بزورِ بیل لے لیتے تھے اور چھہ یا آتھ ہوں فی اس قیمت واجبہ کے دینے کی جگہ اُنکو کرائے کے طور پر ایک ہون ماہیانہ دینا قبول کر کے ایک ہون اخیر میں پہلے مہینے کے مالک کو دیتے اور دوسرے مہینے میں اُس سے کہنے کہ بیل تیرا مر گیا ہے بیل جو اسطور پر مالکوں سے لے جاتے تھے دفتر اخراجات کنبہ میں یوں لکھتے تھے کہ قیمت واجبہ دیکر مول لے لیتے اس صورت میں ایک مدراس نرگاؤ کی ایک ہون قیمت ہوئی اور اگر بیل کا مالک اپنے بیل کی حفاظت کے لئے کوئٹہ چاکر بھیجتا تو پانچ روپیہ مشاہرہ اپنے پاس سے اُسکو دیتا اس حالت میں دیر تھ روپی مالک کا خسارہ ہوتا تھا چنانچہ اسی تعدی کے باعث ملک مدراس مویشی سے خالی ہو گیا اور نتیجہ اُسکا یہ ہوا کہ دیر آتہ اور تمام اسباب لشکر کا بیلوں کی جگہ آدمی لیجاتے تھے اگرچہ عابق لکھا گیا کہ جنرل اسمتھ واسطے تسخیر کرنے کئی موضع کے قلم و حیدری سے روانہ ہوا لیکن خصوصیات اُسکے ہنوز بیان میں نہیں آئے اس واسطے کہ نامہ نگار نے چاہا کہ تمام امور کو اس رزم و پیکار کا اہتمام طلب کے ایک ہی روایت

میں سلسلہ بند کرے جس زمانے میں کہ نواب بہادر مہیا کرنے میں اسباب جنگ اور عہد و پیمان کرنے میں ساتھ امیران ہم عہد کے متوجہ تھا۔ پہلا لار انگریزی جنریل اسمتھ نے قلعہ ترہاتو رووانباری و سنگو من و کبیری پتن کو کہ ہر ایک قلعہ ساز و سامان حمایت و حراست کا جیسا چاہئے رکھنا تھا مسخر کر لیا اور کشنگیری کو محاصرہ کیا اور اس سبب سے کہ یہ قلعہ چھوٹے پہاڑ پر واقع ہی دو مرتبہ حملہ کر کے محاصرہ موقوف رکھا تیسرے حملے میں چوبیس جوان گرانڈیل معہ دوسرے سپاہیوں کے کام آئے اور وقت محاصرہ کرنے اس قلعہ کے افواج متفقہ نواب حیدر علی خان نے اس شتابی سے کوچ کیا کہ دوسرے دن شام کو اُس مقام میں پہنچی جو کوہستان سے چار فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی برابر راہ و یلور کے جو چار فرسنگ پر کبیری پتن سے جاری ہی شہر کبیری پتن سات فرسنگ کشنگیری سے اور قلعہ اُسکا روڈ پال پر واقع ہی جنریل اسمتھ و سیلے سے جاسوسوں کے جو اُسکی طرف سے شکر میں نواب نظام علی خان کے متعین تھے خبر و انگلی افواج متفقہ کے بنگلور سے سن جھٹ محاصرہ کشنگیری سے ہاتھ اُٹھا ایک مقام پر جہان سے و یلور کی راہ سے عبور کر نیکو شکر حیدری کے مانع ہو سکتا تھا دیرا کیا۔ یہ تہ بیر جنریل بہادر سے بہت خوب ظہور میں آئی کیونکہ واسطے گذر نے تو پخانے کے صرف وہی ایک راہ تھی اور اس سبب سے کہ شکر انگریزی مرکزی بہرے میں تھا اور کبیری پتن عقب اُسکے جنریل بہادر کو اختیار شایستہ حاصل تھا کہ وہاں سے اُس راہ کی جسے فوج حیدری گذر کر قتی نگا ہبانی کرے اور وقت ضرورت صحیح و سالم وہاں سے کنارہ گیر ہو اس مقام پر نواب حیدر علی خان نے ایک مجلس شورا کی جس کے ارکان سب امیر و منصبدار اور رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان تھے جمع کی تاسب اہل شورا متفق ہو تجویز کریں کہ

تین راہوں میں سے کونسی راہ سے گذر کرنا بہتر ہے اور نقشہ بینوں راہ کا جس میں تمام کیفیت راہ کی لکھی ہوئی تھی اہل شورا کے روبرو رکھنا اُس کے وسیلے سے ایک راہ کو ترجیح دے سکیں آخر الامرا صاحب شورا کی راہ سے اُسپر متفق ہوئی کہ راہ ویلور کو سپاہ انگریزی نے روک رکھا ہے اور راہ کشنگیری کی لائن گذرنے تو پخانہ کے نہیں صرف تیسرے راہ ینگتگیری کی قابل عبور کے ہی تب نواب بہادر نے ایک فوج کو اپنی سپاہ سے جیوش متفقہ کاہراول مقرر کیا اور اُسکو یہ حکم دیا کہ دو ساعت صباحی کے وقت صف باندھ کر جریدہ ینگتگیری کی طرف کوچ کرے افواج کرناٹکی وغیرہ پیشرو اُس صف کی تھیں اور پیچھے صف کے سپاہی اس وضع پر کہ آگے بہر ایک قشون کے ایک رجمنٹ گراٹھیلو کی پیچھے اُس کے رسالہ سواران کا اور اُس کے پیچھے تو پخانہ جکے قاید دو ہزار بند و قسبی و گراٹھیلو گولہ انداز فرنگی تھے پیچھے سبکے دو رسالہ سواران فرنگستانی نواب جہدر علی خان خود دو ہزار سوار خوشخوار کے ساتھ داہنی طرف اُس ہرے کے روانہ ہوا افواج انگریزی اس نظم و نسق سے کوچ کے آگاہ ہوا سطح مقابلے نواب کے اور تصرف میں لانے ینگتگیری کو نواب کے کوچ سے پہلے ہی روانہ ہوئی لیکن موافق منصوبہ جدید نواب بہادر کے سپاہی فرنگستانی اور گراٹھیلو اور جماعہ طوپا اس اور پیچھے اُنکے تو پخانہ اور دوسرے پیادے دست راست کی طرف پھرے اور جلد راہ ویلور کو متوجہ ہوئے یہ چاش نزدیک انگریزوں کے ناموقع تھی اس منالطے نے سراجام نیک پایا کیونکہ سواروں کے رسالے اُس راہ سے جو دراز و تنگ و ہموار تھی گذر گئے اور پیچھے اُنکے گولہ انداز ان فرنگستانی اور تناور ان تفنگچی نے بھی سرعت تمام چار فرسنگ راہ طسی کی جنریں اسستہ نے احتیاط ہو شیار سے

ایک گروہ پیادوں کو نواب محمد علی خان کے اور ایک رسالہ سواران ہندوستانی کو مدخل میں اُس راہ کے متعین کیا تھا لیکن ناگاہ رسالہ سواران حیدری کے راہ تنگبار کشنگیری سے گذر میدان میں نمایاں ہوئے سپاہ قلعہ دار پیرد اُنکے ہوئی اور انگریز جنود کو اپنے اُسی جگہ چھوڑ جلد کبیر پستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس میں جو دُخان رسالہ دار سرگروہ سپاہیان فرنگ ملازم سرکار حیدری کے پاس آیا اور خبر دی کہ وہ کسی اعادی سے راہ میں دوچار نہوا تب سرگروہ سپاہ فرنگستانی نے حکم دیا کہ نو توپین اعلام کے لئے تین تین ایک ایک مرتبہ سرکی جاوین اور یہ درمیان اُس سپہدار اور نواب بہادر کے ایک اشارہ تھا۔ اُس معنی پر کہ راہ مخالف سے پاک ہی نواب نے اُس اشارے کے دریافت کر نیکی سنا تھی حکم دیا کہ حمام شکر دیلور کی راہ سے کوچ کرے اور خود بدولت سے اپنے سواران خاصہ اُس مقام میں پہنچ کر دیکھا کہ توپخانہ حیدری حمایت میں سپاہ ہندو قسبی کے آگے جاتا ہے جب جنریل اسمتھ نے یہ خبر پائی کہ افواج حیدری دیلور کی راہ سے آگے گئی ناچار سرعت تمام کبیر پستان کی طرف کوچ کروان جا پہنچا مگر اپنا توقف کرنا وہاں بھی مناسب نہ جان ایک جیش کو اُس مقام کی حمایت کے لئے چھوڑ کر پاتا تو کو روانہ ہونا اُسکی مدد کے لئے متصل ہی مستعد رہے اور اُس فوج بدرقے سے جکے آنے کی مدد اس سے توقع تھی اور اُس آتھ ہزار مرد جنگی سے بھی۔ حاکم قاید جنریل عود تھا جلد جا ملے جنریل عود اُس وقت محاصرے میں قلعہ اہتور کے مشغول تھا چنانچہ بعد محاصرے پندرہ روز کے وہ قلعہ مفتوح ہوا جنریل اسمتھ کوچ کے وقت ایک سو سوار ہندوستانی پیچھے اپنے چھوڑ آیا تھا تاوے جو قایع اُسکی غیبت میں وہاں واقع ہو اُنکی خبر دین تمام فوجیں اور توپخانے حیدری ایک ہی روز میں اُس راہ سے گذر گئے اور نواب بہادر نے

اپنے سواروں کی جمعیت سمیت کوہستان سے عبور کر میر محمد و م علی خان کو معہ
چار ہزار سوار جرار روانہ کیا کہ افواج انگریزی کا تعاقب کرے اور کبیر پٹن
کو محاصرے میں لاوے۔

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیر پٹن کو مسدود کرنا راہ
اخبار کو انگریزوں پر اور تعاقب کرنا میر محمد و م علی خان کا
جنود انگیزی پر جو تریا تو رکی طرف گئی تھی اور کمین کرنا
مخدوم علی خان کا اور بیچ جانا جنرل اسمتھ کا اُس مہلکے سے

موافق حکم حیدری کے میر محمد و م علی خان نے بچا لاکسی تمام کبیر پٹن کو محاصرہ کر
تمام راہوں کو جو تریا تو ر کو معہ انگریزی میں پہنچی تھیں اسطور پر مسدود
کیا کہ ممکن نہ تھا کہ جنرل اسمتھ کو اُن سواروں کے وسیلے سے جنہیں اخبار
کے لئے حیدر کبیر پٹن میں چھوڑ گیا تھا ایک خبر بھی پہنچے۔ چنانچہ خبر لیجانے والے
بکترے اور خطوط جو اُنکے پاس نکلے دے سب حضور میں پہنچے گئے مضمون سے
خطوط کے بہ بات مستحق ہوئی کہ وہ بدگمانی کہ نواب حیدر علی خان دوبارہ
مراسلات پنہانی درمیان جنرل اسمتھ اور اکثر سرداران نواب
نظام الدولہ کے رکھنا تھا بر غلط نہ تھی اس اثنا میں میر محمد و م علی خان نے سہم
محاصرہ کبیر پٹن کو ذمے میں ایک سپہدار دوسرے کے سپرد کر تریا تو ر کی
طرف سرعت تمام کوچ کیا اور رات کو پیچھے ایک کوچمے کے جو اُس مقام
سے ایک فرسنگ پر واقع تھی پہنچا جنرل اسمتھ جب اپنے لشکر میں شام
کو آیا اور کوئی خبر قلعہ دار کبیر پٹن سے اور اپنے ہواخواہوں کی طرف سے

جو شکر میں نواب نظام الدولہ کے تھے اُسے معلوم نہوئی اس بات کو آرام طلبی بر حیدر علی خان کے حمل کراہنے چاکرون کو اجازت دی کہ کل علی الصباح دے سب سے بیل بارکش واسطے تلاش کرنے اذوقہ کے جاوین چنانچہ تر کے دے لوگ بموجب حکم بیل لیکر چلے میر محمد و م علی خان اُنکو دیکھتے ہی اپنے سواران غارتگر کو اشارہ کیا اور اُنھوں نے آن کی آن میں اُس گروہ اذوقہ جو کوپریشان کر دیا چونکہ یہ واقعہ قرب مسافت کے باعث قلعہ اور لشکر انگریزی سے بھی شاہدے میں آیا ایک رسالہ ہزار سوار کا واسطے مدافعت اُن غارتگون کے روانہ کیا گیا غارتگران حیدری نے جو نہیں سواروں کو دیکھا موافق اشارے کے اُس طرف کو بھاگ چلے جہر محمد و م علی خان سے سواران منتخب کینگاہ میں ستر صد بیٹھا تھا سواران انگریزی کے محاذی کینگاہ کے پہنچتے ہی خان موصوف بلاے ناگہانی کی طرح اُن پر آتوتا اور ہزیمت دے کر اُن کا تعاقب کیا اُن سواروں میں سے ایک جمعیت جو اپنے لشکر کی طرف بھاگ نہ سکی اور بزور روکی گئی تھی مرا سیمہ ہو واسطے پناہ کے شہر کی طرف بھاگی سوار محمد و م علی خان کے بھی اُنکے پیچھے چلے گئے اور اُنکے ساتھی شہر میں جا داخل ہوئے اگرچہ قلعے سے آتشباری ہوتی رہی پر اُنھوں نے شہر کو اپنے قبضے میں کر لیا تب جنرل اسمتھ نے جو سواران حیدری کو دیکھا طیار کرنے میں اپنی فوج کے مصروف تھا تو ہم اس بات کا کیا کہ عنصریب دونوں لشکر اُسکو درمیان میں گھیر لینگے اس لئے یہی مصلحت تھی کہ جہت پت اُس مہلکے سے باہر نکل جاوے اور اذوقہ لشکر کا جو زہر گیا تھا فراہم لاوے اور اس مابین میں فوج جرید کے ساتھ بھی جسکی اعانت کی توقع تھی جائے چنانچہ انہیں وجہوں سے جنرل موصوف جس قدر گھاؤ اور ساز و سامان میسر و دستیاب

ہو سکا فراہم کر مہ تو پخانہ و اسباب و آلات جنگ قلعہ ترپا تورا سے سنگوسن
 کی طرف جو سلسلہ کوہستان کو چک کے سرے میں واقع ہی مقابل پہاڑ بلند کے
 جو متصل ترناملی کے گذرنا ہی اور جھنجھی کے پاس مہتی ہوتا برجنج اس تعجیل روانہ
 ہوا اور صحیح و سالم منزل مقصود میں پہنچا مگر اشنائے راہ میں تاخت و نہب سے
 میر محمد علی خان کے بہت سی اذیتیں پائیں خان موصوف نے بہت سے
 بیل لہے ہوئے اور دو سو حواری کو گھوڑے سمیت جنمیں چھ آدمی فرنگستانی تھے
 جنریں کی فوج سے پکڑ لیا تھا اس ترک تاز سے محمد علی خان کے اور بندہ ہونے سے
 راہ اخبار کے جو ہوشیاری اور ذوق فونی سے حیدر علی خان کی ظہور میں آئی البتہ
 جنریں اعمتہ پر ظاہر ہوا ہو گا کہ نواب حیدر علی خان امیرون اور شکر کشون میں
 ہندوستان کے کیا پہ سالار مرفراز اور کفایت کرنے مہمات رزم و داور
 میں امور جنگ کے اپنے ہم عہدون سے کیا ممتاز ہی جنریں اعمتہ اس گمان
 سے کہ حیدر علی خان بدون محاصرہ کرنے کیسے پیٹن اور دانبازی کے جنکی سپاہ
 محافظ البتہ راہ رسد کو شکر حیدری کے قطع کر لگی اُسکی طرف متوجہ نہیں ہو
 سکتا ہی اور اس خیال سے بھی کہ وہ خود سنگوسن میں جو پانچ فرسنگ ترناملی
 سے ہی مقیم ہی جہان پستی قلعے کی اور پناہ تالاب و رودخانے کی بھی ہی
 عزم مصمم کیا کہ وہ اُسی جگہ انتظار و رود کرنیل عود بہادر کی کرے اور اُسی
 جہت سے کار گزاران دولت مدراسیہ سے درخواست صدور فرمان کی داہٹے
 تلافی دونوں انگہ بزی شکر و ن کے کی

پہنچنا نواب حیدر علی خان بہادر کا حوالی میں کبیر پٹن
 کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے تھے اور حکم
 کرنا نواب کا واسطے یورش اور مورچہ بندی کے اور
 امان چاہنا قلعہ والوں کا بادیگر حالات

نواب حیدر علی خان نے اُسی روز شام کے وقت ویلور سے گذر کر کے
 کبیر پٹن سے دیرھ فرنگ کے فاصلے پر دیرا کیا اور کبیر پٹن کو سواران حیدری
 محاصرہ کیے ہوئے تھے نواب ایک پہاڑ پر جو کبیر پٹن پر مشرف تھا چڑھ گیا تا
 وہاں سے شہر کا تماشا کرے دیکھنا کیا ہی کہ سپاہ حیدری نے گھروں میں آگ
 لگا دی ہی اور شہر کے رہنے والے مستعد مہین کہ شہر کو چھوڑ قلعے میں پناہ
 لین نواب نے منصبدار کو تو پناہ کے حکم دیا کہ اسباب یورش طیار کرے
 اور کرنا تکی فوج دیوار شہر پر چڑھ جاوے ہرگز انگریز لوگ اسباب و مال اپنا
 شہر سے قلعے میں لیجانے نہ پاوین اس منصبدار نے بیس ضرب توپوں سے
 جو پہاڑ کے پیچھے لگا رکھی تھیں آتھ ضرب توپ کو میدان میں لا کر باوجود آتشباری
 اُن توپوں کے جنہیں انگریزوں نے شہر کی دیوار پر لگا رکھا تھا شہر کی
 خندق پر جا لگا کر نیل قلعے کا اس حملے سے اسلئے خبر تھا کہ فصیل قلعے پر ایک
 خیمے میں اپنے سپہداروں کے ساتھ بیٹھا میز پر شیشے شراب کے چنے ہوئے
 ساتھ کمال فراغ خاطر و اطمینان کے سواران حیدری کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس
 اثنائیں اُنہیں آتھ ضرب توپ کو محاذی دروازہ شہر کے لگا گولہ اندازان
 حیدری نے سب سے پہلے خیمہ منصبدار انگریزی کو نشانہ بنا آتشباری شروع
 کر دی ایک آئین سارا معاملہ برہم ہو گیا ع آتھ شکست و آن ساقی ماند

بعد اُسکے شہر کے دروازے اور برجوں پر گولہ زنی ہو نے لگی اور سپاہیوں نے جو ساتھ تو پناہ کے تھے اپنے تین پیچھے کاتھون کی باتا اور دیوار کے اور باغوں کی خندق میں منہر کے بل زمین پر ڈالنا گولے گولیوں سے توپ و تفنگ کے محفوظ زمین دو بہر دو ساعت کے وقت جب آتشباری شروع ہوئی قریب دس ہزار سپاہ اور اُسی قدر سواران خاندان میدان میں منتشر ہو باغوں اور خالی گھروں میں چھپ رہے منصبداران انگریز نے ایسا تماشا قبل اسکے کہ وہی ندیکھا تھا یہ خیال کیا کرتے لوگ جو کسی طرح کا سلاح جنگ اپنے پاس نہیں رکھتے ہیں شاید لوتے میوہ وغیرہ کے آئے اور گرد شہر کے پھر رہے ہیں اور یہ بھی خیال کرتے تھے کہ بعد شکست حصار کے فوج حیدری ہٹا کر یگی اور اُس صورت میں اس قدر فرصت حاصل ہوگی کہ اوائل شب میں شہر سے مہاسباب قلعے میں بخوبی چلے جائیں شہر کبیریتیں کے گرد دیوار یا فصیل ہی کے بروج سنگ سے تراشے ہوئے ہیں اور ایک نہر فصیل کے نیچے جاری ہی تین پہر کے وقت مرداران افواج حیدری جو واسطے یورش کے مامور ہوئے تھے مسلح ہو اعلام کے لئے اس امر کے کہ وہ یورش کرنے کو طیار ہوئے ہیں آتھ ضرب توپ کی دوشنگ سے اشارہ کیا چنانچہ دوسری شنگ میں یس ہزار مرد ہر طرف سے شور و غل کرتے ہوئے آتے آتے ایک جماعت تو ندی سے پار ہو نے لگی دوسری بانس کے زینے لگا خندق میں اترنے بعضے برسی برسی لاتھیان ہاتھ میں رکھتے تھے اور کتے حلقہ آہنیں اپنی اپنی دستاروں کے کنارے میں باندھ کمنہ کی طرح کنگرہ حصار پر پھینکتے اکثر سپاہی نہایت اہتمام سے دروازوں کو تبرون سے توڑنے پھاڑنے میں مشغول ہوئے الغرض ایک تماشا قابل دیکھنے کے تھا انگریزوں نے کی طرح کا قصد مقابلہ و مقاومت کا نہر قلعے کی راہ لی پچاس نفر سپاہیان

ہندوستانی اور ایک کیتان ایک لقتن اُن سے راہ میں مارے گئے اور جو اس چاش میں بھاگتے تھے رخت و لباس سے برہنہ کیے گئے لیکن اُس شہر کے اغنیا قبل اُسکے کہ انگریز اُس شہر کو محاصرہ کریں اور شہروں میں چلے گئے تھے، وقت شب کے مورچہ بیس ضرب نوپ کا باندھا گیا جنگاگو کہ بارہ بارہ سیر کا تھا اور علی الصبح چھہ بجے تو پین چلنے لگیں پوشیدہ نہ رہے کہ شکریوں کو نواب کے باندھنا دمے کا تو پون کے لگانے کو ان دو وجہوں سے کچھ دشوار نہیں ہی ایک تو زمین اُس ملک کی بہت سخت ہی اور دوسرے بیلدار ملازم ہموار درست کرنے زمین اور اسی طرح کے کاموں میں (جیسے سرنگ کھودنا یا دمہ باندھنا) بہت چابکدست سپہداروں نے انگریز کے جو قلعے میں تھے دو مورچے سے جو نسبت برج و دیوار قلعے کے بلند تر اور اُنیر تو پین لگی ہوئیں تھیں گولے شکریوں پر مارے تھے جسے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے اس مابین میں ناگمان سپہدار حیدری کے ذہن میں جو یورش کے لئے مامور تھا یہ گذرا کہ قدیم سپاہیوں نے ہماری قوم سے اکثر قلعجات کو ضرب سے قراہینوں کے فتح کئے ہمیں چنانچہ اس خیال پر اُسے دو سو سپاہی تفنگچی کو یہ حکم دیا کہ وہ دیوار کے آسے میں آتشباری کو عمل میں لاویں (آگے لکھا گیا ہی کہ یہ گروہ بند و قہچی اچوک اور حکم اندازی میں نے بدل میں) چنانچہ گولیاں اُنکی ایسی تھیک نشانے پر لگتی تھیں کہ ایک ہی ساعت میں تمام آتشباری کو قلعے کی موقوف کر دیا دس یا بارہ توپچی اور بہت سے سپاہیوں کو اُنکی اول ہی شلگ نے گرا دیا چنانچہ عرصہ قلیل میں یہ نوبت پہنچی کہ قلعہ دار انگریزی اپنے بند و قہچیوں کو سامنے ہونے سے منع کرنا جب کوئی شلگ برسی توپ کی قلعے سے ہوتی کم سے کم ایک گولہ از گولی سے مارا جاتا یا بار ختمی ہوتا کہ قابل کام کے نہ رہتا یہ آتشباری ایسی مصیبت بار ہوئی

کہ موافق روایت خود انگریزوں کے اہل قلعہ کو ہفتواے اضطراب اس پر لائی کہ صبح کو نو بجے بعد آشباری تین ساعت کے آخر درجے میں علم سپید کو جو نشان امان مانگنے کا ہی برپا کیا جب یہ خبر نواب حیدر علی خان نے سنی متعجب ہوا اور اولاً راستی پر اس امر کے وثوق نہ کر اپنے خیمے سے باہر نکل ایک پستہ بلند پر چڑھ کر صورت واقعہ کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تب سپہدار سربراہ کار بورس نے واسطے استمراج صالح کے اہل قلعے کے ساتھ حضور میں حاضر ہو کیفیت مفصل عرض کی نواب بہادر نے اس کو اجازت دی کہ کسی امر سے جسکی انگریز درخواست کریں ابا و انکار کرے اور جو دے مانگین دے موافق اس حکم کے کپتان تم نے اجازت پائی کہ بلا فوج قلعے سے اس حرمت کے ساتھ جو لائق مردان جنگ کے ہوتی ہی قلعے سے باہر چلا جاوے اور شکر فرنگستانی ترپا تورو یلور آرکات کی راہ سے مدراس کو روانہ ہو اور سپاہ ہندوستانی جہان آنکا جی چاہے جاوین یا سلک میں سیاہیان حیدری کے منسلک ہوں چنانچہ سب سوار و پیادے ہندوستانی سرکار میں نواب کے ملازم ہوئے اور یہ حکم دیا گیا کہ سب منصبدار و سپاہی اپنا اپنا رخت وغیرہ ساتھ لے جاوین مگر وہ سلاح اور ساز و سامان جنگی اور ذخیرہ وغیرہ جو بادشاہ انگلستان یا کپنی بہادر یا نواب محمد علی خان سے علاقہ رکھتا ہی گماشتگان دولت حیدری کو حوالہ کریں کپتان تم نے جب دیکھا کہ اسکی تمام درخواستیں قبول ہوتی ہیں یہ ظاہر کیا کہ اذوقہ شکاری جو قلعے میں فراہم ہی میں نے اپنے روپی سے خرید کیا ہی اور ٹھکرو یقین نہیں ہی کہ گورنر مدراس وہ روپی مجھے دیوے یہ اسکا اظہار محض بے حقیقت تھا کیونکہ وہ اذوقہ بزور و جبر اس مملکت کے رعایا سے لیا گیا تھا اور نواب حیدر علی خان نے جو انگریزوں سے بابت اموال مغروہ کے باز پرس میں

درگذر کی موجب اُس کا یہ تھا کہ اس جہت سے دوسرے قلعے سہولت
انگریزوں سے ہاتھ آویں۔

ایلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیر پٹن کے
ہنگو من کی طرف جہان جنریل اسمتھ انتظار کرنیل مود کی
کر رہا تھا تا اُنکی تلاقی سے مانع ہو اور جنریل اسمتھ کو جبراً
ترنا ملی کی راہ سے پھرا کر ترپاتور اور آرنی کی طرف متوجہ
کر کے وہاں ایک میدان وسیع میں اُسکی فوج کو اپنے سواروں سے
مغلوب و مقہور کرے اور گھوڑوں کے مہموں سے انہیں لکڑی کو بڑھا مال

جب نواب حیدر علی خان نے کبیر پٹن کو تصرف سے انگریزوں کے نکال لیا
دوسرے دن دو ساعت صبحی کے وقت وہاں سے کوچ کر دو پہر روز کو
بالرندی پر دیرا کیا پھر معرکہ ونگاہ کو حمایت میں سپاہ ناموظ کے وہیں چھوڑ
اور سپاہ جنگی رود سے عبور کر پیادے تو قطار باندھ کے چلے اور سوار اُن کے
ہراول ہوئے پیچھے اُنکے جمعیت سپاہ گرائڈیلوں کی روانہ ہوئی تو پناہ و باقی سپاہ
پیادوں کی چند اول تھی افواج حیدری نے اس ترتیب سے دس گھنٹہ رات
تک راہ طی کی پھر دو ساعت تک ایک کشت زار میں دم لے قریب نصف
شب کے وہاں سے روانہ ہوئی جب سپید صبح نمودار ہوا سواران ہندوستانی
و فرنگستانی سواروں سے میر محمد علی خان کے جو جنگل میں گرد شکر گاہ انگریز کے
پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے ملے سترہ روز کے عرصے سے سالہ میر موصوف کا
بدون خیمہ و خرگاہ اور بے اسباب مایحتاج و ساز و سامان کے اُس جنگل میں

شب و روز بسر کرتا تھا اور خان موصوف خود بھی اپنے سواروں کا اُس حالتِ عمرت میں شریک تھا۔ اس روز داد سے بہ امر واضح ہوتا ہی کہ جیسی فوج ہندوستانی اور سب ہندوستانی لوگ اس سہولت و آسائش دوستی میں مطعون نہیں فوج حیدری ویسی نہیں بلکہ کمال درجے میں مشقت و محنت کی عادی اور نہایت جفاکش پانچ ہزار گرانڈیل سپاہی جو تو پخانے کو پیچھے سواروں کے لپٹے آنے تھے سترہ فرنگ راہ چوبیس ساعت میں طمی کر اُسی وقت مقام گاہ میں پہنچنے سپاہیان حیدری ہر طرح کی ورزش و چالش زحمت طلب اور قواعد جنگ میں مشاق و خوکردہ ہو رہے تھے کہ ایسی ایسی مشقتوں کے متحمل ہو سکتے تھے مقام استعجاب کا ہی کہ ایسا تو پخانہ سنگین جسکو میل کھینچتے ہیں شکر کے ساتھ اسطرح جلد منزل میں پہنچتا تھا اگرچہ آگے تو پخانے کے پیلا در راہ کو ہموار و درست کرتے جاتے تھے جنرل اسمتھ نے تصور کیا تھا کہ سنگو سن میں چند روز صدماتِ عادی سے ایمن رہے خطر رہیگا اور اس عرصے میں کرنیل عود اپنی فوج کے ساتھ اُسے آملیگا کیونکہ اُسکے نزدیک یہ بات متحقق تھی کہ تسخیر کرنے میں کبیر پٹن کے نواب کو کم سے کم اُس قدر دیر لگے گی جس قدر خود جنرل موصوف کو اُسی شہر کی تسخیر میں پیشتر لگی تھی لیکن نواب جلد تر اپنے شکر و تو پخانہ محبت اُسکے سر پر جا پہنچا اور میر محمد و علی خان نے ایسی چوکسی کے ساتھ اپنے سوار پیادوں کو وہاں متشکر کر رکھا تھا کہ وہ تمام داخل اور راہوں پر شکر گاہ انگریزی کے متصرف و قابض ہو گئے تھے نواب کا مرکب خاطر یہ تھا کہ جب باقی پیادے شکر کے پہنچ لین تمام اپنے شکر کو اُس میدان کی طرف جو در میان سنگو سن اور تر ناملی کے واقع ہی لیجاوے اور کنارے پرندی کے جو اُس حد و دین بہت گہری ہی خود مقام کرے اور جنرل اسمتھ کو جو تب بحکم ضرورت

ترنامی کی طرف اُس ندی سے عبور کرتا بری پریشانی میں آئے اور تاقی عسکرین سے مانع ہو گیا۔ اس صورت میں جنریل موصوف بشتوائے اضطرار راہ تریا تو ر و آرنی و آرکات کی لینا اور اُن صحراؤں میں گزر کر تا جنہیں جنگ کرنی نواب بہادر کے ساتھ سبب کثرت اُسکے سواروں کے مورث سرسریان و نقصان فوج انگہ بزی کی ہوتی ،



خبردار کرنا رکن الدولہ کا اپنے نقارے کی آواز سے انگریزوں کو نزد یک ہونے پر افواج حیدری کے اور کوچ کرنا انگریزوں کا شتابی و ہانپے اور تعاقب کرنا افواج حیدری کا اور متحصص ہونا انگریزوں کا ایک کوہچے میں اور لڑنا فوج حیدری کا نشیبستان سے اُنکے ساتھ اور نوسو سپاہیوں کا فوج حیدری سے اور تھوڑے سپاہیوں کا انگریزی سے کھیت رہنا ،

دس ساعت صبحی کے وقت رکن الدولہ نے خلاف چشمنداشت نواب حیدر علی خان کے سرکردگی میں ایک بری جمعیت اپنے سواروں کے نقارے کی آواز بلند سے جماعہ انگریز کو عمدہ اپنے دھان پہنچنے سے آگاہ کیا اور احتمال قوی ہی کہ اُس نے پہلے ہی انگریزوں کو حیدر علی خان کے فتح کرنے پر کیسر پستن کو اور پہنچنے سے لشکر حیدری کے حدود لشکر گاہ انگریزی میں البتہ آگاہ کیا ہو گا کیونکہ انگریزوں نے قبل دوپہر کے اپنے خیمے اُکھڑا کر اُس مقام سے کوچ کیا اس خبر کو سن نواب فوراً اپنی سپاہ کو حکم سلجھونے کا دیا چنانچہ سواران ہندوستانی و فرنگستانی نے حکم کے پاتے ہی جنگل سے نکل افواج انگریزی پر اپنے تئیں ظاہر کیا اور دیکھا

کہ دے نڈی کے کنارے جلد چلے جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے تئیں شباب
اُس کو ہچھے پر جو اُنکے قریب تھا پہنچا دیں سپہدار سوارانِ فرنگستانی جو واسطے
ملاحظہ کرنے کیصیت کوچ انگریزوں کے مامور ہوا تھا چگو لگی سے اُس کے حضور میں
اطلاع دی نواب نے سپاہ گرائندیل اور رسالے سواروں کو حکم دیا کہ فوج
انگریزی پر حملہ کریں اور سپاہیوں کو جو پیچھے دوڑ آتے نمایاں ہوئے تھے دوڑنے
اور حملہ کر نیکا حکم کیا اس جنگ کی نامائیت نسبت نواب بہادر کے اسی
سے قیاس کیا چاہئے کہ اُس وقت سپاہی بہ سبب طی کرنے بری مسافت
کے نہایت خستہ و کوفتہ تھے تو بھی دے کمال جوش و دل گرمی کے ساتھ
واسطے جنگ اعدا کے آ پہنچے بہر حال دیکھ کر انگریز حیران ہو گئے آخر کار
شکر انگریزی کو ہچھے پر پہنچا اُس وقت اُس میں تین ہزار مرد جنگی فرنگستانی
دس ہزار سپاہی ہندوستانی دو ہزار سوار موجود تھے تمام پیادے ایک
صف میں اور انگریز سب مرکزی ہرے میں ملا وہ اُس کے چھ سو گرائندیلوں کی دو
تکری تھی اور تو بخانے میں چوبیس ضرب توپ و جہاز فوج میں لگی ہوئی
اور ساتھ ہر فٹون کے ایک توپ میدان جمعیّت سواروں کی آگے اور پیچھے
اسباب و آلات جنگی کے متعین تھی اگرچہ وہ پہاڑ بہت ڈھالو نہ تھا لیکن
چھوٹے چھوٹے درختوں سے جو باہم منشا جرتھے بالکل چھپا ہوا تھا چیس
قدم تک پیادگان حیدری اوپر چڑھ گئے اور باوجود آشباری توپ و تفنگ
مخالفت کے خوب ہی لڑے اور اتنی دیر تک اُس محل مرد آزما میں ثابت قدم
رہے کہ دوسرے پیادے اُنکی مدد کو پہنچ گئے آتھ یا نو سو پیادے جنکے قائد سپہداران
فرنگستانی تھے سرے پر صف انگریزی کے دو تار دو ضرب توپ چھپیں لیں
لیکن ایک تکری نے فوج انگریزی میں سے جو واسطے کمک میسرے کے فی الفور پہنچی تھی

سپاہ حیدری سے دونوں ضربیں مسترد کیں۔ اس مابین میں طلحہ شب نے آتشباری
طرفین کو موقوف کر دی،

بیت

ہوئی رات عالم ہوا سب سپاہ
ہوئی سست دونوں طرف کی سپاہ

دونوں غریب جنگی میدان رزم میں استراحت طلب ہوئے اور واسطے جنگ
دوسرے روز کے آمادہ و طیار ہونے لگے ساتھ دیکھنے اس ناملاہمت حال اور
مقام جنگ کے جس میں پیادگان حیدری فوج انگریزی سے ایسی مردی و
پردلی کے ساتھ لڑے سب فرنگستانی جو ہندوستانیوں کی شجاعت و جوان مردی
میں بدگمان تھے حیران رہ گئے اور نزدیک جنریل اسمتھ کے بھی جان بازی
ہندوستانیوں کی پایہ ثبوت کو پہنچی،



کوچ کر نالشکر انگریزی کا رات کے وقت اس مقام سے جہان
لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولوں کے اور زخمیوں کو
گازیوں پر اٹھا لیجانا اور بعض اسباب کو دریا میں ڈال دینا
اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملی میں اور تعاقب کرنا نواب کا
فوج انگریزی کو اور ترناملی سے دیرھ فرسنگ پر پہنچ کر دیرا کرنا،

گیارہ گھنٹی رات کو ایسا معلوم ہوا کہ انگریزوں نے چپ چاپ میدان جنگ سے
کنارہ کی جانب نواب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کوئی متعرض اور مانع اُنکا نہو مصلحت
اس میں یہ نہیں کہ ہاری ماندی فوج استراحت کرتا رہا دم ہو، پھر سپیدہ صبح

کے نمایان ہونے ہی سواران حیدری نے انگریزوں کی فوج پر جو ہار و سامان جنگی چھوڑا اپنے زخمیوں کو گاتریوں پر ڈال دیا وہ سب تھی ناخست کی بعض آلات باور چینانہ جنریل موصوف کے اور دو صندوق مسیح بنجو ساکن جنیوہ کے جو درمیان انگریزوں کے محترم اور عہدہ مسیح جنریل کا رکھنا تھا اُنکے ہاتھ لگے اور یہ معلوم ہوا کہ انگریزوں نے بہت سارے سامان جنگی اور ذخیرے اذوقے کے مذئی میں ڈال دیا تھا تا اُنکی گاتریوں پر اپنے زخمیوں کو لیجاہیں چنانچہ اُس مذئی سے گولے اور چاولوں کے بستے نکالے گئے اور انگریزوں نے واسطے مخفی کرنے اس امر کے کہ اُنکی طرف کے بہت لوگ مارے گئے ہیں لاشوں کو دفن کر دیا تھا لیکن جلد ہی اور اندھیری رات کے سبب اکثر مرفون لاشیں رواروی میں کھلی رہ گئیں لوگوں نے طمع سے مال و لباس کے اکثر لاشوں کو زمین سے اُکھیر جو کچھ پایا لیا اگر بہ سواران حیدری نے افواج انگریز کا تعاقب کیا لیکن اندریز صحیح و سالم قلعہ ترنا ملی میں پہنچے مگر دو ضرب توپ اُن سے چھت گئی تھی اس جنگ سبک میں جو ترنا ملی کے قریب درمیان پیدگان انگریزی اور سواران حیدری کے وقوع میں آئی صرف ایک ہی آدمی فوج انگریز سے زخمی ہوا اس طرح جنریل اسمتھ اس مہلکے سے صاف نکل گیا اگر نواب بہادر موافق اپنی منصوبے کے دوسرے کنارے پر مذئی کے مقام کرتا تو بے شک جنریل موصوف سخت بلا میں گرفتار ہوتا تو اب بہادر اس تصور سے کہ انگریز عاصیہ سے اُسکے بھاگ کئے خوش ہو کر آگے بڑھا اور دیر ہر سنگ پر اُس مقام میں ترنا ملی سے جہان برے برے پہاڑ اور درمیان اُس کے و ترنا ملی کے ایک میدان حائل تھا دہرا کیا چونکہ خیمہ گاہ حیدری اعادی کے مقام سے قریب تھا حرم و احتیاط کو کام میں لایا تا کہ ناخست ماگہانی سے محفوظ رہے

تمام تیلوں پر کچھ کچھ فوج حراست کے لئے متعین کی گئی اور طلا یہ سوار و نیکا بانوں کے ہاتھ سرحد تر نامی تک بھیجا گیا تا چھوڑنے سے بانوں کے انگریزوں کی جاس پر اعلام دیتے رہیں چنانچہ اس جو کسی اور احتیاط کے سبب انگریز کسی طرح سے شکرگاہ حیدری پر ناخت نہ کر سکتے تھے اور جنریل اسمتھ نے بھی ہرگز مناسب بنانا کہ (جبتک کرنیل عود معہ فوج آکر اُس سے ملے) اپنے کو معرضِ خطر میں جنگِ نواب کے والے،



ضایع کرنا نواب حیدر علی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی سے دونوں فوج جنریل اسمتھ و کرنیل مود کے اور مصافِ آرائی کرنا اُسکا ایسے مقام میں جہاں فوج سواروں کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونوں فوج کا اور کوچ کرنا جنریل اسمتھ کا تر نامی ہے اور روانہ ہوتا نواب کا اپنے سواروں سمیت ایک راہ سے اور حیدری ہلٹنیں معنہ توپخانہ دوسری راہ سے،

شابہ حال و مقام یہ تھا کہ نواب بہادر ایک بھاری جیش واسطے صدر راہ ہونے تلافی عسکرین کے متعین کرنا لیکن مشورت کے خلاف جو اس خصوص میں اُسکو دی گئی تھی نواب نے دونوں لشکروں کو ملنے دیا اور خود معہ فوج اُسی جگہ مقیم رہا اور محرک جنگ کا اُس ناچے میں ہوا جہاں سوار اُسکے محض معطل تھے خصوصاً اُس وقت جب جنریل اسمتھ اپنے لشکرگاہ کے بیچ تر چناپلی میں جو درمیان دو پہاڑوں کے واقع ہی جنہر قلعے بنے ہوئے ہیں مقام رکھتا تھا اور مقدمہ اُسکی فوج کا ایک برے نالاب

پر تھا جہاں فوج غنیم کی سواے ایک راہ تنگ سے جو تو پخانے و خندق کی حمایت میں تھی نہیں پہنچ سکتی تھی مرکز خاطر نواب کا یہ تھا کہ انگریزوں کو اُن کے لشکر گاہ سے باہر نکالے اسی واسطے اپنے پیادوں کو حکم دیا تھا کہ ظاہر بدستور و رزق و قواعد کے ہر روز نکلا کریں اور کبھو خود بھی ایک گولے کے پتے تک اُسے جاتا اسی طرح سے نواب نے فرصت و وقت کو ایسا تلف کیا کہ جیش کر نیل عود کی فوج سے جنریاں اسمتہ کے مل گئی اگرچہ فوج انگریزی پچیس ہزار تھی۔ حسین حاتھی چار ہزار سپاہی فرنگستانی تھے لیکن جنریاں اسمتہ زہار مناسب نہیں جانتا تھا کہ میدان میں نواب بہادر کے ساتھ مصاف آرائی کرے بلکہ اُسکی یہی نیت رہتی کہ ایسے موقع میں نواب پر حملہ کرے جو اُسکے پیادوں کے مناسب و ملائم ہو اور جہاں سواران حیدری کچھ کام نہ کر سکیں چنانچہ اسی باعث اپنے لشکر گاہ کو چھوڑ علی الصبح ترنا ملی سے کوچ کر دو فرنگ پر جا کے خیمہ کیا تا اُسکی فوج نسبت سابق مقام کشادہ و فراخ میں رہے نواب بہادر نے جنریاں کے منصوبے پر واقف ہو چاہا تھا کہ ایک دام قریب اُسکی راہ میں لگا دے مگر اس راز کو اس وقت کسی پر منکشف نہ کیا تفصیل اس اجمال کی یہی چونکہ لشکر انگریزی کو عبور کرنے سے ایک میدان کے جو ہر طرف جنگل اور تیلون میں محصور تھا گزیر نہ تھا اس لئے نواب نے شام کے وقت اپنے توپخانے کے سردار اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ سب اُس میدان کی طرف ایک مدخل وادی نما سے کوچ کریں اور نواب نے خود اپنے منصوبہ ناگفتہ کے موجب معہ سب رسالے سواروں کے دو بجے شب کو کوچ کیا اور ان سالون کے پرے کو صورت پر ایک کمان کے بنا اُس مقام کی طرف جو مشرف تھا

اُس میدان پر لے چلا منصبداران قائد افواج پیادوں نے روانگی سے نواب کے آگاہ ہو ساعت معہود میں کوچ کیا اور انکو یقین تھا کہ دے نواب اور اُس کے خاض سواروں سے میدان میں ملیں گے لیکن جب منصبدار لوگ معہ فوج پیادوں کے اُس میدان میں پہنچے اور نواب اور سواروں کو اُس کے دہان نہ دیکھا متحیر ہوئے تب جمعیّت پیادوں کو پہیلا کر صفیں جنگ کی آراستہ کیں وہ میدان اگرچہ ظاہر میں ہموار معلوم ہوتا تھا پر ایک تیلے بلند کے سبب جو اُس میں واقع تھا دو بہرہ ہو گیا تھا بعضے منصبدار حیدری جو پیشتر پہنچے تھے اُس تیلے پر چڑھ کر دیکھا کہ جنود انگریزی تیلے کے پیچھے صفیں آراستہ کیے ہوئے جنگ کے لئے آمادہ ہیں چون کہ منصبداران حیدری کو حملہ کرنے کے باب میں کچھ حکم صادر نہوا تھا اور کچھ خبر نواب اور اُس کے سواروں کی بھی نہ ملی اسلئے منصبداروں نے اُس جا پر مجلس شورا منعقد کی اتفاق سب رایوں کا اس پر ہوا کہ سارے منصبدار اپنے اپنے افواج جمعیّت اُسی وادی نامہ خل میں بھر جا کر واسطے اپنے ایک مقام حصین حاصل کر بن جب تک کہ جاسوس خبر نواب کی یا حکم جنگ کا اُس کے حضور سے لاوین چونکہ انگریزوں بے سنا تھا کہ سواران حیدری کمین گاہ میں ہمیں آغاز شب تک آمادہ جنگ رہے آخر کار اپنی لشکر گاہ جدید کو پھر گئے پیادگان حیدری بھی معہ توپ خانہ اپنی منزل گاہ میں پہنچے اور نواب معہ سوار شب کو بہت دیر کے بعد دس فرسنگ راہ طعی کر بھوکھا بیاسا اُس مقام میں پہنچا نواب جانتا تھا کہ جنریل اسمتھ حیدری سواروں کے کوچ سے بیخبر ہی اور خواہ نخواہ منہدع ہو کر قصد کرے گا کہ پیادگان حیدری پر جو ظاہر استظمار سواروں سے نہیں رکھتے حملہ کرے اس صورت میں حیدریوں کو انگریزی لشکر پر تاخت کرنیکی فرصت بخوبی حاصل ہوگی چون تیپو سلطان

اس زمانے میں سترہ برس کے سن و سال میں حیدر نامہ ارکادست راست اور اکثر قوم انگریز پر فتحیاب ہوا تھا نامہ نگار نے شاید اس مقام کے سمجھا کہ تھوڑا سا حال اُسکے چاش کا بھی یہاں بیان کرے حیدر علی خان اپنے فرزند ارجمند تیبو سلطان کے ساتھ کمال محبت رکھتا تھا اور غیرت و ہردلی سے اُسکے خوب واقف اور اُسکی نوجوانی کے سبب اُسکی جان عزیز پر بہت سنا ترسان و لرزان رہتا یہی سبب تھا کہ اُسکو اکثر واسطے حفاظت و حراست معسکر کے مامور فرماتا تھا اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دیتا چنانچہ اس جنگ میں بھی سلطان موصوف موافق حکم پر دعالیمتدار کے پاسداری و حراست میں شکرگاہ کے مصروف و مشغول تھا جبکہ فوج پیادگان حیدری لشکر گاہ میں پہنچی اور نواب بہادر اور اُسکے سواروں کی کچھ خبر معلوم نہوئی تب سلطان کو کمال پریشانی و تشویش پیدا ہوئی تمام سپہدار و نکو فوج حیدری کے اپنے پاس بلا صورت حال کو اُنہر ظاہر کیا سبھوں نے بالا تفاق یہ عرض کی کہ انگریزوں کی فوج میں سوار نسبت سواران حیدری کے بہت کم ہیں اس سبب سے دے معسکر حیدری پر شبخون نہیں مار سکتے علاوہ اُسکے درمیان شکرگاہ حیدری و مقام انگریزوں کے مسافت دور دراز و راہ دشوار گزار ہی بدون اُسکے کہ دے تین فرسنگ راہ طی کریں اور اُس کو چہ تنگ سے جس میں سپاہ محافظ حیدری راہ داری و حراست میں مشغول ہی گذریں شبخون ممکن نہیں اہل مجلس ہنوز اسی گفتگو ہی میں تھے کہ جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ میر محمد و م علی خان بہادر سپہ سالار شکر جو اپنے سواروں کے ساتھ ہراول لشکر گاہ معسکر حیدری میں داخل ہوا نواب بہادر نہایت زحمت کش و رنج بردار تھا کوفتہ و ماندہ کبھو نہو تا اسی شب سپید صبح کے نمایان ہوتے ہی چار ہزار پیادے اور چالیس

ضرب توپ کے ساتھ ترناملی کی طرف ناخت کی اور شہر کو مشتوج پایا لیکن جب قصد کیا کہ قلعے پر ہٹا کرے خبردار خبر لائے کہ جنریل اسمتھ فوج حیدری پر ہجوم لایا چاہتا ہی اس خبر کے سنتے ہی ہٹا موقوف رکھا اور حریف پختہ کار سے اس مقام میں جہان سوار بیکار رہتے صف آرائی مناسب بجان دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا کیونکہ وہاں سے لشکر گاہ انگریزی تک اگرچہ مسافت چار فرسنگ سے زائد نہ تھی بدون قطع کرنے ایک راہ تنگ کے جو دس فرسنگ سے زیادہ تھی پہنچنا ممکن نہ تھا آخر الامر نواب بہادر نے قریب لشکر نواب نظام الدولہ کے جویشتر وہاں ایک سبزہ زار میں پر اہو اتحاد دست چپ پر اس لشکر کے خیمے اسنادہ کروائے ،



متصل پہنچنا دونوں لشکر جنگجو کا اور بند کرنا نواب حیدر علی خان کا راہ اندوقے کی لشکر ہرا عادی کے اور قصد کرنا انکا مہرت و تنگی کے سبب اس تنگی سے نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکر گاہ پر نواب نظام الدولہ بہادر کے اور خوف کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا بد انجامی سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ،

جب مسکر انگریزی کو سوار اور پیادوں نے فوج حیدری کے چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب راہیں اور مداخل آمد و شد کے اپنے تصرف میں لائے اذوقہ و ساز و سامان جنگی انگریزوں کو سوائے ترناملی کے کسی اور جگہ سے نہیں پہنچ سکتا تھا فوج انگریزی بہت زحمت و تکلیف اٹھانے لگی اس لئے کہ ترناملی میں سوائے ذخیرے چادل کے دوسری کوئی چیز مایحتاج موجود نہ تھی

اور یہ سب خبر نواب بہادر کو وسیلے سے قاصد ان انگریزی کے جو لشکر انگریزی سے مدد اس کو خبر لیجاتے اور بموجب حکم نواب بہادر کے گزشتہ کئے جاتے اور دوسرے مخبروں کے جو خاصکر واسطے خبر رسانی کے مامور تھے خوب تحقیق پہنچتی تھی وہیں سے یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ گورنر مدد اس جنرل اسمتھ کو معرض عتاب میں لایا اسلئے کہ اُس نے عوض میں شراب مقرر کی کے سپاہیوں کو زرنقہ دیا تھا اور یہ اس کو لکھ بھیجا تھا کہ اس باب میں یہ امر کافی تھا کہ سپاہیوں سے اس طرح پر کہتا کہ لشکر میں زر کی تنگی ہی تھا اور وظیفہ سرکار سے مدد اس کے ادا کیا جائیگا اور گورنر مدد اس نے ڈاکٹر داروغہ فوج کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ تمام روداد لشکر انگریزی کی ہمیشہ گورنر مدد کو لکھتا رہے نواب بہادر نے جب معلوم کیا کہ انگریز حسرت و تنگی میں پھنسے ہیں عزم مصمم کیا کہ اُنکی لشکر کو محاصرے میں رکھے اور ملک کو تاراج کرے چون انگریز اس حالت محصور پر صابر نہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح اس مقام نامالایم سے باہر نکلیں اُنھوں نے دس بجے رات کو کوچ کیا اور نواب بہادر کو جب معلوم ہوا کہ کوچ انگریزوں کا لشکر گاہ کی طرف نواب نظام الدولہ کے ہوا تب اُسے سخت تشویش لاحق ہوئی کیونکہ بدگمانی اُسکی مقدمے میں خط و کتابت رکن الدولہ اور انگریزوں کے ایک اساس محکم رکھتی تھی اور اس جہت سے اُس کو اعتقاد تھا کہ نظام الدولہ اُسکے ساتھ جہان صاف نہیں ہی اور دوسریکہ نواب موصوف انگریزوں کے ساتھ موافق ہی تو مسکر حیدری البتہ در معرض اخطار ہی اور اگر دونوں ہمدستان نہیں ہیں اُس صورت میں انگریزوں کا تاخت کرنا شکر پر اُسکے ہوا خواہ نواب نظام الدولہ کے ہر اسبب سے انتظامی و پریشانی کا اُسکے شکر کے واسطے

ہی انھیں جہتوں سے نو اب بہادر نے اس خصوص میں اپنے خیمہ خواہانہ میں
 اہل شورا کو طلب کر اس بات میں انکی رائے طلب کی یہ مقرر ہوا کہ فوج
 حیدری فی الفور مسلح ہو کوچ کرے اور انگریزوں کو نو اب نظام الدولہ کے
 لشکر کی طرف متوجہ ہونے مذے اور یہ امر کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ لشکر
 حیدری کو واسطے اتمام اس امر کے دیر تھ ہی فرسنگ کی مسافت طی کرنا
 پڑتا اور انگریزوں کو معشر نو اب نظام الدولہ تک پہنچنے کے لئے چھ فرسنگ
 نو اب بہادر نے اس اثنا میں اپنے مضبہ داران فوج فرنگستانی کو حکم دیا کہ راہ
 فوج انگریزوں کی روکین اور ایسی تدبیر کریں کہ وہ پریشان ہو کوچ میں درنگ
 کریں اور جب تک روز روشن نہ ہو لشکر نو اب نظام الدولہ تک نہ پہنچ سکیں
 اور فرمایا کہ دور سے عادی پر آتشباری نہ کریں بلکہ جب دونوں لشکر نو اب و
 انگریز کی قریب ہو جاویں تب جس قدر ہو سکے عادی پر آتشباری عمل میں لاویں
 اور بار تھ مار کے زمین پر لیت جاویں چنانچہ فوج حیدری نے اطاعت میں اس
 حکم کے سعی و کوشش کی اور انگریزوں کو جبراً اسپر لائی کہ انھوں نے
 اپنی جناح کی سپاہ کو صف میاں لگی میں ملنے کو طلب کیا اس خوف سے کہ مبادا
 ہر سپاہ حیدری کے محاصرے میں گھر جاویں آخر کار جماعہ کالیرو نے آتشباری
 شروع کر دی انگریز بھی اپنی سپاہ کو مربع شکل بنا کر لڑنے لگے دو ساعت تک
 دونوں لشکروں سے آتشباری عمل میں آئی لیکن طرفین سے کسی لشکر کو ضرر
 نہ پہنچا جماعہ کالیرو فی جواب دہی انگریزی فوج کی قرارداد فی کی آخر دو پہر دو بجے
 دن کے انگریزوں نے دست چپ کی طرف کوچ کیا اور لشکر گاہ جدید میں ترناملی
 کے نزدیک کنارے پر ایک برے چشمے کے جو دست چپ کی طرف واقع تھا
 اقامت کی سامنے انگریزوں کے ایک پہاڑ بہت بلند تھا چاروں طرف تیلون اور

چھوٹے درختوں کا احاطہ اسطور پر تھا کہ اصلاً سواروں کا خانہ سکتے تھے بعد
 ملاحظہ کرنے خیمہ گاہ جدید انگریزوں کے نواب بہادر نے اپنے خیمے وہاں سے
 اکھڑا کر دوسری جگہ پر جو انگریزوں کے خیمہ گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے
 پر تھی اس وضع پر کھڑے کروائے کہ انگریز بدوؤں مقابلہ کرنے ساتھ لشکر نواب
 بہادر کے نواب نظام اللہ ولد کے لشکر پر حملہ نہ کر سکیں ،

ماصور کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ قیپور سلطان کو یا نیپہزار سوار
 جرّار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب وجوار مدد اس کے بعد
 بدگمان ہونے نواب کے سپہ سالار فرنگستانہ سے ،

چونکہ اس مقام میں سواران حیدری بیکار و معطل تھے اور فراہم کرنا
 آذوقے کا دشوار ہو گیا تھا نواب والا فطرت نے یہ تجویز فرمایا کہ ایک
 بھاری جیش سواروں کی واسطے تسخیر کرنے گو دیلور کے جہان کار خانہ
 انگریزوں کا ہی اور جہان سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانہ سیمیری واقع
 ہی روانہ کرے تا یہ لوگ بعد مستحضر کرنے گو دیلور کے سواحل دریا کو
 مدد اس کی طرف پھر کر حوالی کو اسکے تاراج و ویران کرین غرض اس سے یہ بھی
 کہ کار گزاران دولت مدد اس پر مفطر ہو افواج انگریزی کو واسطے اپنی حمایت
 کے پھر بالین اور اس جہت سے نقصان عظیم کار و بار انگریزوں میں واقع ہو
 جب پہلے یہ جیش سرکردگی میں ایک منبہدار فرانسیس کے جس نے یہ مشورت
 نواب بہادر کو دی تھی اور وہ تسخیر کرنے گو دیلور کے اس جہت سے کہ
 وہاں کی خصوصیات سے خوب واقف تھا وثوق رکھتا تھا کوچ کرنے پر طیار ہوئی تھی تب

ایک جاسوس انگریزی جو معسر حیدری میں خفیہ رہتا تھا اور میرد ضاعلی خان کے نزدیک جو مرد کوتاہ اندیشہ رشک و دوسو اس کا بندہ تھا براہ اعتمادی قابو سے وقت پا کر میرد ضاعلی خان کے ذریعے سے نواب بہادر پر یہ ثابت کیا کہ تمام یہ منصوبہ و ایجاد بے اصل و حقیقت ہی بلکہ منصبدار فرانسس چاہتا ہی کہ اس بہانے سے اس جیش کے ساتھ پانچ پیچیری کو چلا جاوے کیونکہ وہ ان کے گورنر نے اس منصبدار کو طلب کیا ہی یہ خبر جو جاسوس انگریزی نے نواب کے خدمت میں ظاہر کی محض دروغ تھی صرف فریب میں ڈالنے کے لئے اُسے مٹھور کر دی تھی لیکن اس میں شک نہیں ہی کہ نواب بہادر بھی سپاہ فرنگستانی کو پانچ پیچیری کے قرب میں جانے سے احتیاط واجب جانتا تھا۔ اسی واسطے منصبدار فرانسس سے جو اس جیش کے ساتھ واسطے تسخیر کرنے کو دیلو رکے جانے پر طیار ہوا تھا یہ کہا اس جنگ میں ہمارے پاس جمعیت پیادوں کی بہت نہیں ہی کہ واسطے تسخیر گو دیلو رکے تمہارے ساتھ کر دیں اس صورت میں مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بالفعل یہ تسخیر ملتوی رکھی جاوے لیکن سردست ایک جماعت سواروں کی بھیجی جاتی ہی کہ تخریب اُس ملک کی دروازے تک مدد اس کے کرے اور اس مہم کے لئے فرزند ارجمند تیبو سلطان کا سرکردگی میں پانچ ہزار سوار کے مقرّر و مامور ہونا مناسب ہی یہ سب سخن سازی نواب بہادر کی واسطے دلجوئی منصبدار کے تھی اسحق کوئی امیر ہنرمیں موم کرنے سنگ خارا کے اور نرم کرنے میں کسی وضع کے سخت و درشت انکار کو نواب بہادر پر فوقیت نہ رکھتا ہوگا آخر کار بعد اس گفتگو کے سلطان نو جوان اُن رسلوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوا اور ساتھ اُس سرعت کے مدد اس کی طرف تاخت کی کہ گورنر مہم صاحب

اور نواب محمد علی خان اور اُس کا بیٹا و کرنیل کال بلکہ سب صاحبان کو نسل جو اُس وقت خیمے کے اندر کپنی کے باغ میں تھے، گرفتاری سے اُس حادثے کی جو ناگہانی اُن کے سر آ پڑا تھا مشکل سے سمجھے، برسی خیریت یہ ہوئی کہ ایک جہاز جو مقابل اُس باغ کے لنگر پر تھا اُنکی قسمت سے مل گیا، جس نے اُنکی کشتی حیات کو ساحل نجات تک پہنچایا نہیں تو اُن کو اُس قضای آسمانی سے بچنا سخت مشکل تھا، اِس ناگہانی واردات میں اِس قدر اُنھیں بہراہت تھی کہ گورنر نے اپنی قوی اور تلواردہ میں چھوڑ کر اُسے نکل گیا، چنانچہ سارا اسباب و سامان حاضری کا اُس کی گلاہ و شمشیر سمیت لٹیرے سواروں کے ہاتھ لگا کیوں کہ مدراس کے صاحبوں کا معمول ہی کہ ہر روز اطراف و نواح میں اُسکے ہوا کھانے کو نکلا کرتے ہیں اور حاضری بھی دہانت کے بانگلوں میں کھاتے اگر نوکر فرانسیس جاسوس کا (جو انگریزوں کی طرف سے نواب بہادر کے شکر میں تھا اور جو بقصد اِسی نیت سے بھیجا گیا تھا کہ اُن کو اِس ناگہانی تاخت کی اطلاع کرے) بروقت پہنچ کر اُنھیں آگاہ و خبردار کر دینا، تو اِس جنگ میں گورنر اور اُسکے رفقای شک گرفتار ہونے الغرض حیدری سواروں نے اُن کے پیچھے دھاوا کر اُن کے مدراس پہر جانے کی راہ کو روک لیا، نواب محمد علی خان جو برسی سرک سے بھاگتا تھا، یہ سب تیز رفتاری اپنے گھوڑے کی اُنکے ہاتھ سے بچ گیا، مدراس کا گورنر اگر اِس ہلٹر میں پکڑا جاتا تو یہ گرفتاری، اُسی کی خود راسی اور ناقبت اندیشی پر محمول ہوتی اِس لئے کہ اُسکے رفقا ہنوز جمع نہیں ہوئے تھے کہ گانوں کے لوگ مرہٹہ مرہٹہ فریاد کرتے ہوئے آئے (کیونکہ ساکنان حوالی مدراس نے سوائے مرہٹوں کی تاخت کے اب تک اور کوئی بلا نہیں دیکھی تھی) لیکن گورنر اور صاحب لوگ اِس شور و فریاد

سے اندیشہ مند ہونے کی جگہ سب ہانسنے لگے، مگر جب بہت سے لوگ انہیں فرادیون کے آئے تو گوردنر کو اُسکے ایک رفیق نے کہا مناسب اے ہی کہ بس واقعے کی کچھ مذہبیر کی جائے، اُسنے جواب دیا، اگر غنیم کے سوار مدد اس کے جوار میں سچ مچ آنے تو ہم کو پہلے اُسکے راہ کے قلعہ دارون نے خبر کی ہوتی، پس یہ خوف و دہشت ان بزدلوں کی نامردی کے سوا اور کیا ہی، اسی واسطے، آج کئی تاریخ سے میں حکم دیتا ہوں اگر کوئی اس طرح سے داویلا اور فریاد کرتا ہوا ہمارے پاس آیا تو قابل تعزیر و سزا کے ہوگا، اس حکم پر سب حاضرین نے جیسا خوشامد گویوں کا دستور ہی گوردنر کی تحین اور تعریفیں کیں، اتنے میں قصہ سنط طامس کے ایک گروہ نے کہ بہت سے اُن میں زخمی تھے، وہاں پہنچ کر سردارون اور اہالیون کے خاطر نشین کیا کہ اعدا شہر کو تاراج و غارت کر رہے ہیں، تب تو سب کے سب ترسناک ہو کر سہم گئے، اور بہ سب اعلام کے جو بروقت پہنچا تھا، انہیں اتنی فرصت مل گئی کہ وہاں سے بھاگ کر بچاؤ کے لئے دریا کنارے جا چھپے، جب تک اُدھر تیہو سلطان شہر مدد اس کے تاراج و لوٹ میں مشغول و منوجہ تھا، اُسی عرصے میں اُسکے والد بزد گوارنے انگریزی پلٹن کے حالات کو اُس پہاڑی کے اُدھر سے جکا ذکر سابق ہو چکا، ملاحظہ کر اُن پلٹن کو توہین مار کر درہم برہم کر دینے کا خیال کیا، اسی منصوبے سے اُسنے دو سرے دن نرت کے ہی اپنی فوج کو دہانے کوچ کرنے اور کئی ضرب برتی توہین اُس تیلے پر چڑھا انگریزی لشکر پر سر کرنے کا حکم دیا، چنانچہ یہ امر بخوبی سرانجام

* سنط طامس قوم پر طعیش کے ایک شہر کا نام ہی

اور جہنت اُنکا اب تک بھی اُدھر پھرتا ہی،

ہوا کیونکہ خیموں کے اُکھارنے اور کھترے کرنے کی جہت سے لشکریوں کو
 حیرانی ہوئی، نواب حیدر علی خان نے مشاہدے سے اس حال کے خوش ہو کر حکم کیا
 کہ تمام توپخانہ اُس پہاڑی پر لیجائیں، غرض اُسکی، اس بات سے فقط تمکنت
 اور شان فوجاشی کی دکھلانی تھی، کیونکہ اُسکے توپخانے کے اکثر گولے انگریزوں کی
 شکرگاہ تک پہنچ نہیں سکتے تھے، بااین ہر اس حرکت سے اتنا ہی اُسے منظور تھا کہ
 انگریزوں پر اُسکے لشکر کی کثرت مابت و معلوم ہو اور برے برے توپخانے
 اور اُسکے کار گزاروں کی چالاکی اور تیز دستی کے دیکھنے سے اُنکے دلوں میں خوف
 و رعب چھا جائے، اسی ارادے آپ بدست خاص توپیجیوں کو جو اپنا جو ہر و ہنر
 دکھلاتے تھے، اشرافیان انعام دے دے دوسرے سپاہیوں کو سرگرم جنگ کا
 کرتا تھا، نظام علی خان نہیں چاہتا تھا کہ اس کارزار سے اپنے کو الگ اور بیکار رکھے
 اس واسطے اُس نے بھی اپنے رسالے سمیت آگے برہکر سواروں کو حکم کیا کہ انگریزوں کی
 چھاؤنی کو چاروں طرف سے گھیر لیں، مگر تین گھنٹے تک اُسکی پیدل سپاہ نے
 انگریز کے پلٹن والوں پر، جن کو جنریل اسمتھ نے ایک پہاڑ پر کھڑا کیا تھا حملہ کیا
 انگریز اُنکے حملے سے، اپنے بچاؤ کے واسطے گھبراہٹ کی مارے ایسی جگہ سے
 نکلے کہ وہاں توپخانہ حیدری کا گویا اپنے کو لقمہ اور نشانہ پایا، لاچار جب ایسی بلا
 کے مہر میں آ پڑے، تب کئی بار اُنھوں نے اشارے کئے سے جنریل
 موصوف کے نزدیک اپنا حال ظاہر کیا تاکہ وہ مع فوج جلد اُنکی مدد اور کمک کو پہنچے،
 شام کی چار گھنٹہ کی قریب انگریز کا لشکر ہر ابا نہ ہکر روانہ ہوا نواب بہادر نے
 جھٹ اپنے پیدل سپاہیوں کو تو حکم دیا کہ وہ سہ توپخانہ اُس پہاڑی سے اترہ تین
 اور سواروں کو فرمایا کہ سبکے سب ہیئت مجموعی انگریزوں سے مقابلہ کریں،
 حیدری فوج ابھی صف باندھ چکی تھی کہ نواب نظام علی خان کی کل پیدل سپاہ

بدحواس ہو بھاگنے اور اُدھر اُدھر چھٹکنے لگی، اور اُس کے سوارانِ سوار نظام علی خان سمیت بے باکانہ انگریزوں سے لڑنے متوجہ ہوئے، اور اُن کے پیچھے نواب بہادر کا توپخانہ بھی روانہ ہوا، لیکن بے لوف رزمگاہ میں حیدری فوج کے متصل پرابندی نگر حیدری اور انگریزی لشکر کے بیچ میں آکر اُن دونوں لشکر کے درمیان بالکل آراؤر حجاب واقع ہو گئے، انگریز ایک چشمے کے کنارے جو بہار کے قریب تھا آگے بڑھنے کو تو برہہ گئے، پر گذر اُنکا ایسی راہ پر ہوا کہ کنکریوں اور جھوٹے سے بھری ہوئی تھی، انگریزی پلٹن میں دو توپان بنائی گئی تھیں سواروں کا سالہ تو پیچھے چند ادا میں اور توپخانہ بجائے ہراول کے تھا، توپخانے کے لوگوں کی آواز سے نظام علی خان کی سواروں کے دلوں میں ایسا دھڑکا پڑا تھا کہ وہ کمال حواس باختہ ہو حیدری لشکر گاہ سے پس پا کر نکل بھاگے، اُن کے نکلتے ہی لشکر حیدری میں ایک ہتھکڑ اور ہتھکڑا گیا، نواب بہادر کے دل میں لشکر کی اس بدانتظامی سے ایک اندیشہ اور کھٹکا پیدا ہوا، اور اتفاق کے باب میں تو گویا بدگمانی اور عہد شکنی کا خیال ظہور میں آچکا تھا، اب اس بات کا بھی دغدغہ اُس کے دل میں پیدا ہوا کہ تا وقتیکہ وہ انگریزوں کے ہتھانے اور دفع کرنے میں مشغول رہیگا ایسے بے غیرت بھگوتے اُسکی چھاؤنی میں لوٹ پات مجا دیں گے، اور براؤ سوار اس اُسکورات کے آجانے سے ہوا، جب نظام علی خان کی فوج جو انگریزوں کی چھاؤنی کا حجاب اور اُوت تھی منتشر ہو گئی تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ انگریزی لشکر ہیئتِ مجموعی سے صف بندی کر آگے بڑھا چلا آتا ہی اور سوار اُن میں بطور التمش کے مبارز دکھائی دیتے ہیں، حیدری توپخانے سے جو پیدل فوج کے آگے تھا اتنے گولے چلے کہ صرف کی جانب کے بہت لوگ مارے پڑے، پر

اسلئے کہ کثرت آتش باری سے جو اُس پہاڑی کے اُوپر عمل میں آئی تھی، سارا اسباب لر آئی کانبر گیا تھا بری بری حیدری توپیں اب بیکار تھیں، بناچار سواروں کو یہ ارشاد ہوا کہ غنیم کے شکر پر توت پرتین، حکم ہونے ہی ہندوستانی اور فرنگی سواروں نے حملہ کرنے کی نیت سے گھوڑے اُتھائے، لیکن انگر بزدوں کی طرف سے توپ و تفنگ کی ایسی بوچھاڑ تھی کہ تجھرنکے، جب نواب بہادر نے دیکھا کہ شام کا وقت عنقریب پہنچا اور رات کو انگر بزرگ کے بدل سپاہی خوب کوشش اور جان فشان کر سکتے ہیں، اس واسطے میدان جنگ سے کنارہ کیا، ایک چھوٹی توپ انگر بزدوں کی جیکے بیل مارے پڑے تھے حیدر بونکے ہاتھ لگی، اس لر آئی میں حیدری فوج کا کوئی اسیر (سوائے ایک پرٹکیس کے جو نفسنجیوں کا عہدہ دار تھا، اور ایک دوسرے سوار۔۔۔) نے کہ تیسے دونوں بہت ہی زخمی ہو گئے تھے) انگریزوں کے ہاتھ نہ لگا، باقی مجروحوں کو شکر کے ساتھ لے گئے، دونوں (یعنی حیدری اور نظام خانی) شکر کے متولوں کا عدد چارسی سے زیادہ نٹھا، انگریز نواب بہادر کا پیچھا کرنے میں سرگرم تھے، مگر چونکہ اُسکی چھاوئی درمیان دو پہاڑوں کے واقع ہوئی تھی، اور راہ میں ایک چشمہ اور دو پہاڑی بھی تھی، ورنہ یہ تعاذب، لامحالہ اُسی راہ ہو کے اُنھیں جانا پڑتا، لاچار اُس چشمے کے اُوپر سے فقط کئی گولے حیدری فوج کی طرف مار کے بس کیا، نواب بہادر نے جب اپنی چھاوئی میں آ کے اُسے برہم درہم پایا، کیونکہ اُسکے درمیان سے نواب نظام علی خان اور اُسکے سپاہی اپنے جیموں کو چھوڑ کر نکل بھاگے تھے، اسلئے اپنے پیدل سپاہیوں کو بعد اسکے کہ چھوٹے چھوٹے قلعوں میں اُنکی سکونت و اقامت کی جگہ مقرر کر دی تھی یہ ارشاد فرمایا کہ تو پختہ حیدری اور شکر کا سامان عقب اُس مورچے کے جو سردست

بنایا گیا تھا لیجائیں، چنانچہ یہ امر شتابی عمل میں آیا، نواب بہادر مقام کے واسطے مکان
 (جہان شکر اُسکا اعدا کے تاراج سے محفوظ و سلامت رہ سکے) تھہرا لے
 اور احتیاط کرنے کا ایک ایسا خاص سلیقہ رکھتا تھا کہ اُسے اس مادہ میں جنریل اسٹیمر کہ وہ بھی اس کام میں کامل تھا، نہایت تعریف کرتا، ترنا ملی
 کی لڑائی سے پھرتے وقت، نواب بہادر کی منزل گاہ میں پشت کی طرف سے
 کوئی راہ منہی، بحر ایک تنگ گزر گاہ کے جسے گزرنا ایک چھوٹے کا
 مشکل تھا، یہاں دو راہیں تھیں، ایک تو جو نظام علی خان کی شکر گاہ کو گئی تھی
 اسی طرف سے لشکر ساز و سامان جاتا تھا، اور بہت لشکریوں نے داہنے
 ہاتھ کا راستا لیا جو ہر سے نظام علی خان بہادر کا بھی لشکر کمال سے انتظامی کے ساتھ
 تو پخانے سے ملا جلا جاتا تھا، اسی بہ انتظامی نے توپ خانہ حیدری کو کوچ سے باز رکھا،
 ہر چند آگے جانے کے واسطے مشعلوں کی روشنی کر بہتری کو شدش اور
 بہ بیرین عمل میں آئیں، آخر کچھ نہ بن آیا، بحر اس کے کہ ایک رسالہ بھیجیں تا اُن لوگوں
 کو جو پہلے کوچ کر گئے تھے، آگے بڑھنے سے باز رکھے اور اُسکی تاکید کرے کہ
 اُٹاے راہ میں جو کوئی جہان کہیں ہو فجر تک وہیں تھہرا رہے، بھور ہوتے
 ہی سردشت راہ کا پھر ہاتھ لگا جب نظام علی خان کی فوج میدان میں پہنچی تھی،
 اگر اُسے وقت جنریل اسمتھ اپنی پیدل سپاہیوں کا لشکر روانہ کرنا تو بیشک
 غنائم فتح کے بہت سے اُسکے ہاتھ لگتے، کیونکہ نظام علی خان ہزیمت کے بعد
 اپنی چھادنی میں آتھ ضرب بری بری توپ چھوڑ گیا تھا، چنانچہ بعد اُسکے جانے
 کے حیدر علی خان نے اُسکے توڑے گاڑیوں کو مرمت کر مغہ چاندی کے باسن
 اور اور اُسکی بیش قیمتی چیزیں جو راہ میں چھت گئیں تھیں، اُسے بھیج دیں،
 نواب بہادر صبح ہوتے ہی میدان کارزار میں اپنی فوج لیکر نظام علی خان کی جگہ پر

صف باندھ کھڑا ہو اپیدل سپاہی تو اُسکی پہلی صف میں تھے اور نوارد و سری میں جب تو پخانہ اور جنگ کا لوازم میدان میں آچکا، وہ اپنے لشکر سمیت اس ارادے سے کہ تنو مند اور ہمت کے پورے سپاہیوں کو ہمراہ لیکے فوج کا جنرل بننے پیچھے کو پھیر گیا، انگریز اُنکے پیچھے سے اُن پر حملہ آور ہو کیلے گولے برکتھا کیے، ان گولوں سے افواج حیدری کے چارہی شخص مارے پرے، ایک اُن میں سے فرنگی سپاہیوں کی چھاونی کا سردار تھا، جنریل اسمتھ نے بے شبہہ اس فتح کی سرگذشت سے مدد اس کے کار گزاروں کو جلدی اطلاع کی ہوگی اور اُن لوگوں نے اس خبر نصرت اثر کے سننے سے اُن اندیشوں سے جن کے بیچ غلطان پہچان ہو رہے تھے رہائی بھی پائی ہوگی، یہ لوگ ان دنوں سلطان کی ناگہانی تاخت سے ازبک خوف و ہراس میں گر پڑے تھے، کیونکہ تمام فوج جو قلعہ سمنٹ جارج یعنی مدد اس کی پاسبان تھی، صرف دو ہی سو اسمین فرنگی سپاہی اور چھ سو ہندوستانی تھے، چنانچہ شہر سیاہ کہ بلکہ مدد اس اُس سے مراد ہی تیبو سلطان ہی کے اختیار میں تھا، شہر سیاہ میں انگریزوں کے شمار موافق اُن دنوں چار لاکھ آدمی سے کم تھے، اور اسوقت جمعیت اُن کی دہات کے فراریوں سے دو چاند ہو گئی تھی، اگرچہ اس شہر کا نام شہر سیاہ پر گیا ہی مگر اکثر فرنگستان کے لوگ یہاں بسنے میں اور سوداگری مال و متاع کی بھری بھرائی کو تھیان رکھتے، ہر رقم کی نفیس نفیس اشیا و اجناس وہاں میسر آتی ہیں، بہ نسبت اور قوم کے، برے برے منموئل اور مالدار الہی اور گجرات کے جوہری بود و باش کرتے اور مونگا موتی و بیش قیمتی جواہر کی خرید و فروخت کرتے ہیں، جس وقت کہ لوگوں نے فراریوں کو اس واقعہ ہولناک کے باعث دہات سے شہر کی

طرف بھاگتے دیکھا، برآخوف و رعب اُنکے دلون میں سما گیا تھا اور بہر دھڑکاپیدا
ہوا کہ حیدر علی خان بہادر آپ ہی اپنی تمام فوج لے کر اس شہر کے لوہے
اُجاڑنے کو آیا ہے، سو اسی گمان پر اُدھر سے تو زن و مرد خان و مان سے آوارہ
ہو مال متاع گھر بار چھوڑ چھاڑ پھاڑ کے لپٹے قلعے کی جانب بھاگ آئے، اور یہاں
چونکہ گورنر صاحبان کونسل، سالار فوج وغیرہ اب تک شہر میں داخل نہیں ہوئے تھے،
کسی نے حکم نہ کیا کہ اُسکے دروازے بند کر دیں، چنانچہ تھوڑے ہی عرصے
میں اس قدر خلق اللہ نے قلعے کے اندر رولا کیا کہ اُسکی تنگ راہیں اور
خندق پشتون تک بھر گئی یہاں تک کہ گورنر صاحب جب وہاں وارد ہوا تو
آدمیوں کی بھیر بھاڑ کے سبب بری مشکلون سے اپنی کوتھیں میں داخل ہوا اور
دو دن تک مارے اندیشے کے میز پر سر رکھ کر برے سوچ میں پڑا اور
کرنیل کال انجنیروں کے سردار کو کہار کردہ اور ہوشیار تھا بلا کر اُس سے
کہا تا وہ ہر طرح کے کام کا اہتمام کرے، چنانچہ کرنیل مذکور سر انجام کرنے میں
اُن اُمور کے سرگرم ہوا، اور بعد گزرنے اُس واقعے کے، گورنر اس کا بھی
اقرار کرتا تھا کہ اگر تیبو سلطان شہر سیاہ کو لے لیتا اور اُسکے فراریوں کا تعاقب
کرتا تو سنط جارج قلعے کے تصرف کر لینے میں بھی کوئی مانع مزاحم اُسکا نہ تھا، لیکن
خیربت گذری کہ یہ سلطان نوجوان نا تجربہ کار تھا اور اُسکے سوار جو سنط طامس
سے شہر سیاہ کے قریب پہنچے تھے کہ اتنے میں کئی گولے جو قلعے پر سے
اُن پر چلے، اسی باعث وہ منزل مقصود کی طرف قدم برہانے میں
جھجھک گئے، آخر شہر سلطان نے اُنھیں دنوں ارباب شورا کی
ایک مجلس جمع کر کے دست کی لڑائی کے باب میں اُن سے صلاح و
استصواب کیا، ایک شخص نے اہل شورا سے جو سرکار حیدری میں

برائے امیر اور قاسم خبرات اُس سرکار کا تھا اور اس سہم میں بطور اتالیقی کے شاہزادے والاتبار کے ہر کاب بھیجا گیا تھا، یہ صلاح دی کہ شہر کے اندر جانا اور بلاؤں کا ہدف ہونا مصلحت و مناسب نہیں، حکم حیدری بھی ہی کہ اطراف مدار اس کو لوٹیں و غارت کریں، لازم بھی کہ ہم سب ہرگز اس بات کے روادار نہوں کہ شہر میں داخل ہونے کے سبب اُسکے نور چشم کو قلعہ سنط جارج یا اور حصار کے گولے سے خداتھو اسنے کسی طرح کا ضرر یا ایذا پہنچائیں، مشیر و صلاح کاروں نے اُسکی رائے کو پسند کی، اس مقام میں کہہ سکتے ہیں کہ شہر سیاہ کے جلا دینے یا گورنر اور کونسلین کو مغلوبانہ صلح پر مجبور کرنے کی صورت میں انگریزوں کو عظیم زیان ہوتا، اب اُن کو اور شہر کے مالداروں کو پانچ کروڑ روپیہ سے سو اکا صرف اور بچاوا ہوا فرانسیس مولٹف ان اوراق نے نواب بہادر کو صلاح دی تھی کہ مدار اس کو محاصرہ کر کے اُس میں آگ لگا دے اگرچہ اُسکے سمجھ میں یہ کام سہج نہ تھا، مگر اتنا جانتا تھا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فائدہ ہو ہی رہیگا، اور راقم کو اس ناخت میں ہمراہ اپنی فرزند ارجمند کے نکلیا اس نظر سے کہ کہیں اُسکو خطرے کے سامنے نہ بکروں، اور اسی صلاح نے گورنر کو میری ایذا رسانی پر مستعد اور آمادہ کیا، چنانچہ آخر کو اُس نے یہ تمہرایا کہ دارالعدالت میں اس شخص کی صورت حال تجویز کی جائے، مگر کوئی دلیل اور گواہ میرے قصور کے ثابت کرنے پر سوائے انگریزی جاسوسوں کے نہ تھا چنانچہ اُن لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا کہ اس شخص نے ایسی صلاح و مشورت نواب کو دی، لیکن ایسا سلوک جو اُس نے میرے حق میں کیا ہر چند ہر طرح کے دستور و انصاف اور ہر قوم کے آئین کے خلاف ہی، ہندوستان میں جہان انگریز

جبارانہ حکمرانی کرنے میں ایسے امور متعارف و شایع ہیں ،
اگرچہ شہر مدراس کا اس حادثہ ہولناک میں (اسی لئے کہ کرنیل کال نے پہلے ہی
تمام فرنگیوں کو فوراً جمع کر ہتھیار بند ہوا) اسکی گھانٹیاں اور راہوں پر ، نگہبانی کے
واسطے چوکیاں بٹھادی تھیں ، جنھوں نے لوٹنے والوں کی جماعت کو شہر کے
نزدیک پھٹکنے نہ یا) کچھ اتنا نقصان نہوا ، لیکن انگریزوں نے اُس سے بری
جو کھم اُٹھائی جسے اُنکا براخسار اہوا ، کیونکہ مدراس کے اطراف میں اُنکی امیرانہ
کو تھیاں جو اسباب و لوازم سے سبھی سبجائی تھیں اور اُسکے پردوس کی
بستیاں جو گوناگون اہل حرفہ سے آباد سب لُٹ گئیں بلکہ سچے پچاؤں نے بھی اپنے
لوٹے جانے کا اظہار کیا تاکہ شہر کے مالداروں کا جو جو مال و اسباب اُنکے پاس
تھا ، یا پیشگی روپی بطور دادنی کے اُنھوں نے لیا تھا اس حیلے سے اُنھیں دینا
نہ پڑے ، اس ناراج عام میں دینا بے نام ایک فرانسیس سوداگر فقط بچ رہا تھا ، اور
وہ اُسکے بچ جانے کی بہر ہوئی کہ اثنان سے خاکی شاہد دولت حیدری کا امیر قاسم
خیرات ، سنط طامس کے پہاڑ پر جو مدراس سے سارھے چار میل یا سو ادو کوس
کے فاصلے پر واقع ہی اُس فرانسیس کے گھر کو جو ایک خانہ باغ تھا خالی پا کے
اُس میں وارد ہوا اور وہاں کے باغبان سے کہا اب لوٹنے والوں کا منہ نہیں ہی کہ
اس گھر کی طرف رخ کریں ، اور اپنے نو کروں کو بھی منع کر دیا کہ خبردار کوئی
یہاں کی چیز و تکے لینے اور برباد کرنے کا قصد نہ کرے اور ایک مالی کے ہاتھ اپنے
نو کر کی معرفت اُسکے ترکوں کی چیز بست بستانی پھلون اور ساگ سبزی
کے ساتھ اُسے بھیج کر اس پیغام سے اُسکی دل جمعی کی کہ انشاء اللہ ایک
چیز بھی تمھارے گھر کی نقصان نہونے پاویگی مالیوں پر ناکید رکھو مگنا دے ہر روز
دالیان باغ کے حاصل سے تم کو پہنچا یا کمزین ، چنانچہ ان وعدوں کو اپنے بخوبی پورا کیا ،

انھیں دنوں مدراس کے گرد نواح میں اُن فراریوں نے جو آوارہ ہو چکے تھے، ہر افواہ اُترادی کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے مدراس لے لیا، بلکہ یہ خبر ہانڈیچیری، ترنگو بار اور دوسرے فرنگی محمولوں میں ہو کے فرنگستان کے ملکوں تک پھیل گئی، تجارت اور شہر بشہر کے وارد صادراتوں نے خوشی بخوشی جہان تہاں اس خبر کی شہرت کر دی، اور ولایت فرنگ کے اور قوم جنھیں قدیم سے انگریزوں کے ساتھ رشک و دشمنی تھی ترناملی کی فتح جو انگریزوں کے نام ہوئی تھی اور خود اُن لوگوں نے بھی پہلے اُسے مشہور کی تھی، اب اُسی خبر کو وہی چھپانے لگے، اور اس جھوٹی خبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر لندن میں اکبر کی سرمایہ کنپنی کا بھاد ۲۷۰ سے ۱ تا ۲۲۲ ہو گیا،

جنرل اسمتھ نے پیش بندی کر چالاکی یہ کی کہ ترنت اپنی فتحیابی کی خبر مدراس کے کارکنوں کے پاس، اس فریب سے بھجوا دیا کہ ایک سائنڈنی سوار کو، فتحنامہ اُسکے ہاتھ دے، نواب بہادر کے لشکر کی جانب، جو مدراس کی اطراف میں تھا، یوں سٹکھلا پڑھا روانہ کیا کہ تو وہاں پہنچ کے پہلے لوگوں سے پوچھنا کہ تیبو سلطان کہاں ہیں، پھر اس ڈھپ سے کہنا کہ مجھے اُن کے پدر بزرگوار نے اس پیغام کے ساتھ اُنکے پاس بھیجا ہے کہ ترناملی کی لڑائی تو ہاتھ سے جا چکی، اب شہزادے کو مناسب ہے کہ جلد ہی اپنے تئیں تجھ تک پہنچا دے،

حاصل کلام، وہ سوار اس چھل کے ساتھ خیریت سے آ پہنچا، مدراس کا گورنر فتحنامہ دیکھتے ہی مارے خوشی کے اچھل پڑا، اور چھوٹتے ہی اُس نے اول تو ایک سو ایک توپ چھوڑنے کا حکم دیا تا شہر والوں کو جو دلگیر ہو رہے تھے فتح کی خبر معلوم ہو جائے، دوسرے اخبار کے کاغذ کے وسیلے بھی سبالغ کی راہ سے اس خبر کو مشہور کرنے فرمایا تا کہ خلق اللہ جانیں کہ انگریز حیدر علی خان پر غالب آئے،

اُدھر شاہزادے کو، جب یہ خبرنا سترقب پہنچی تو فکر مند ہو کے صلاح کاروں سے اس باب میں مصلحت پوچھی اُنھوں نے سبکے سب ایک زبان ہو غرض کی کہ جلد ہی (جہان تک ہو سکے) شکر حیدری میں پہنچا جائے، چنانچہ سلطان سعادت نشان، شکوہ و شان و مان سے روانہ ہوا، اور چار شخص عیسائی دین کے پادریوں کو بھی اپنے ساتھ لیا، اسلئے کہ نواب بہادر نے چلتے وقت اُسے فرمایا تھا کہ قوم انگریز کا ایک ایسا مرد ہشیار صاحب اعتبار اپنے ہمراہ لانا، جو انگریز کے لشکر اور اُن ملک کے سپاہیوں کی چال دھال سے، جن کے پہنچنے کے (فرنگستان یا اور مکان سے) وے منتظر اور امیدوار ہیں، اُسے آگاہ و خبردار کرے، مگر شاہزادے کو چونکہ اس صفت اور سلیقے کا آدمی نہ ملا لاجار اُنھیں چاروں کو دلا سا بھر و سادے ہمراہ لے چلا،

ترنا ملی اگرچہ کچھ ایسے عمدہ مکانوں سے تھا اُسکی شکست کی خبر، شتابی تمام ہندستان میں پھیلی اور اُس کے ناقلون کے طور اور بیان سے ایک نئی نئی صورتوں میں نفل کی گئی، نواب بہادر کو اس افواہ سے کچھ ملال نہ گذرا، کیونکہ اس لر آئی کا اتھ سے جانا سرنا نظام اللہ و لہی کی چوک تھی، حال اسکا یوں ہی کہ جب نواب نظام اللہ و لہی نے یہ معلوم کیا کہ لینا اور مسخر کرنا آراکات کا، ویسا سہل الحصول نہیں ہی جیسا پہلے وہ اپنے زعم میں سمجھکے خوشدل ہوا تھا، تب اُس نے اپنے دارالامارت کو پھر جانے کا منصوبہ تھان کے چاہا کہ کسی طرح چھل بل کر نواب بہادر اور نواب محمد علی خان اور انگریزوں سے خاطر خواہ مبالغہ کثیر حاصل کرے، اگرچہ اُن دونوں نوابوں کی مختلف غرضوں نے اُن کے دل کی بدگمانیوں کو برہایا، باوجود اسکے دونوں آپس میں ایسے طریقے پر منلوک کرنے لگے کہ اُنکی الفت و ملاپ، خلق اللہ کے نزدیک ثابت رہی،

چنانچہ پہلے نواب نظام الدولہ نے اُس ایام میں کہ تیپو سلطان اطراف مدراس سے لوت اور تاراج کر کے پھر ایک بزم شانہ آراستہ کر نواب حیدر علی خان بہادر اور اُس کے تمام ارکان دولت کو بطور ضیافت کے دعوت کی اور تعظیم تکریم کی خوب شرطیں بجالایا، اور اسباب مدارات میں ایک تکلف یہ کیا کہ اُس کو ایک زرین تخت، تاجا نشین گاہ میں جہان زردوزی مسند تکیہ لگوا دیا اور زر بفت کاشامیانہ طلائی استاد و نپیر کھرا کر دیا تھا بیٹھایا، اور رخصت ہوتے وقت اُس بیٹھک کو معہ کشتیہاے خلعت و جواہر گران بطور ہدیہ و پیشکش کے ہمراہ بھیجوا دیا، کئی دن بعد نواب حیدر علی خان نے بھی اُسے دعوت کر بلا دیا، اور ہون و اشرفیون سے بھرے ہوئے تورون کا ایک جیوترا، جپر عمدہ ابریشمی خالینچا بیچھا اور مسند تکیہ زردوزی لگا اُس کے بتھلانے کے واسطے تیار کر دیا، اور رخصت کے وقت اسے سب اسباب معہ خواہناے جواہر و مردارید و خلعتہاے عمدہ بطریق پیشکش اُس کے ساتھ کر دیئے، اب اس ملاقات میں دو نون نواب اس بات پر متفق ہوئے کہ اب دو نون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوں، اور نظام الدولہ اپنے دارالملک کو مراجعت کرے، اگرچہ یہ جداہی اور تفرقہ، اُس وقت تک کہ حیدر علی خان نے وانبہا رہی کو لیا اور ابنور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا تھا وقوع میں نہ آیا، اور اس پر بھی اُن دو نون نے آپس میں اتفاق کیا کہ حیدر علی خان تو محمد علی خان اور انگریزوں کے ساتھ آرکات میں لڑائی میں مشغول اور نظام الدولہ انگریزوں پر چھلپین کی طرف تاخت کرتا رہے، اس طور سے اُنکی فوجیں آپس سے جدا ہوئیں،

تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی والدہ بیگم کا اپنے فرزند
سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا اپنے لڑکوں سمیت اُنکے
استقبال کو جانا اور بڑی تعظیم سے اُنہیں تارنا ،

نامعلوم ہو کہ نواب بہادر کس قدر محبت و الفت اپنے خاندان سے رکھتا اور
خوشون کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتا تھا ، مناسب یہ بھی کہ اس مقام میں
کینیت ملاقات نواب کی ، اُسکی والدہ ماجدہ کے ساتھ بیان کی جائے ،
جناب والدہ بیگم بہر خبر سنا کر حیدر علی خان نے ان روزوں دشمنوں کے ہاتھ سے
بہت سی تکلیف اور زحمت اُٹھائی (اور ناقولن نے اُسکا حال مبالغے کی راہ سے
خلاف واقع کچھ کا کچھ بیان کیا تھا) اپنے فرزند دلبند کی مشتاق دیدار ہو حیدرنگر سے
روانہ ہوئیں ، ہر چند ایام بادش کا اور فاصلہ سارے چار سو میل کا تھا ساتھ اسکے بھی
بڑی بڑی منزلین طی کر کے کئی دنوں کے عرصے میں حیدر علی شکرگاہ کے
قریب پہنچیں ، نواب بہادر اپنے موکب پر شکوہ کے ساتھ استقبال کے
لئے روانہ ہوا ، اور تین میل ورے والدہ بیگم کی سواہی دیکھ کر اپنی ساری فوج
وہیں رکھ ، خود نواب اور اُسکے لڑکے تین سو سلطان و کریم شاہ گھوڑوں پر سوار ہو
واسطے استقبال کے آگے کوچے ، یہاں تک کہ والدہ بیگم کے محفے پاس جا پہنچے
تو عظیم و تسلیم کے آداب بجالا کر محفے کے داہنے بائیں ہوئے چنانچہ بیگم صاحبہ کی
سواہی حیدر علی شکر کے درمیان ہو کر گزری ، شکر والے بھی مجر اور تسلیم بجالائے ،
بیگم صاحبہ کی جلو میں ارادہ بگنیوں کی قسم سے دوسری پردہ نشین خواہشیں مرے
پیر تک برنے میں چھپیں عربی گھوڑوں اور گجراتی ہیلوں پر سوار تھیں اور محفے کے
پہنچے آتے رہتے تھیں زردوزی سترلات کی بوٹشون سے چھپیں جنہیں ناگورے میل

کھینچتے تھے اور دس ہاتھی اور بہت سے اُونٹ اور چار پائے بار بردار، زمانہ سواری کے آگے آگے فرنگستانی سوار، چھ سو بھالے بردار جنکے نیزوں میں گھنگھرو اور پر بندھے تھے اُسکے گرد، اور سواری کے آگے پیچھے چار سسی ہندوستانی سوار تھے، جب والدہ بیگم کی سواری اپنے خیمے میں اُتری، نواب بہادر نے دست بستہ عرض کی کہ اس برسات کے ایام میں کہ بارش اور سیلاب سے رستا قابلِ جلنے کے نہیں رہا، ایسی تکلیف اُٹھانے اور دور دراز کی راہ طی کرنے کا باعث کیا ہوا، والدہ بیگم نے فرمایا کہ اسی نور چشم اندون جو تمہیں ایسے رنج و زحمت کا سامنا پترادل نہانا اور بے اختیار جی چاہا کہ ایک نظم تمہیں دیکھوں کہ ان زحمون کو کیونکر برداشت کرتے ہو، نواب نے عرض کی آپ کے تصدق سے خیریت ہی، یہ کچھ ایسا مشکل امر تھا، دعا فرمائیے کہ خداوند تعالیٰ اس سے کسی سخت تر مصیبت میں مجھے گرفتار نہ کرے اور اگر کرے تو اُسکے برداشت کی بھی طاقت بخشے، والدہ بیگم نے فرمایا اگر ایسی بات ہی تو میں جلد ہی رخصت ہوتی ہوں تا تمہارے امور ات میں کچھ خلل انداز نہ ہوں، چنانچہ دو ہی دن اپنے بیٹے یوتون کے ساتھ رہ کر اُسی طور سے کہ آئیں تمہیں روانہ ہوئیں، اور بے لوگ جلو میں اُسی مقام تک ہر کاب گئے جہاں تک پہلے دن استقبال کو آئے تھے،

ترناملی کی لڑائی کے دو دن بعد نواب کے شکر نے مقام سنگو من سے پالرنڈی جو بارش کے سبب سے خوب ہی چڑھی ہوئی تھی پار ہو کر کبیر پتتن سے پانچ اور وانباری سے چھ فرسنگ پر ایک میدان میں ڈیرا کیا، سلطان بھی چھاونی میں آہنچا، نواب حیدر علی خان اور نظام علی خان نے پچھلے عہد و پیمان کو سر نو آپس میں استوار کیا،

جانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ وانمباری کو
اور انگریزوں کے دخل سے اُسے نکال لینا،

والدہ بیگم کی روانگی کے دوسرے دن، حیدری لشکر نے وانمباری کی
جانب کوچ کیا، سواروں کے رسالے اور ہندوستانی فوج کے کچھ سپاہی
قبل اسکے وہاں جاچکے تھے، تاخوب دیکھ بھال کے دیرا کر میں چنانچہ اُن لوگوں نے
اُس مکان کو خوب سا دیکھا کہ قابل اسکے ہی کہ وہاں لشکر پانی کے قریب،
جنگل جھاڑ کی اُدت میں مقام کرے اور ایک باغ سے جو اُونچے تیلے ہر جھرنوں
کے بیچ واقع تھا حملہ بھی کر سکے، چنانچہ اسی رات کو ایک ایسا مورچہ
کہ بارہ ضرب توپ اُس پر چڑھا سکین بنکر طیار ہوا، چونکہ یہ مکان اُس رستے سے
جو ویلور کو گیا ہی نو میاں کے فاصلے پر واقع ہی سپاہیوں کی ایک پلٹن اُس راہ کو
دخل میں کر لینے کے واسطے، توپ خانہ سمیت بھیجی گئی، اِس جہت سے کہ
فرنگستانی فوج کے سردار نے کچھ زخم کھایا تھا، نواب بہادر نے اُس شب کو
اُس سے کام لینا مناسب نہانا بلکہ تاکید فرمایا کہ خیمے میں جا آرام کرے، اور خود آپ ہی
دعوتہ سازوں کی تعلیم و مورچے کے کام کی اہتمام میں ساری رات سوتہ رہا اور ایسی
جگہ پر کہ گولے کا نشانہ تھی جس میں بہت سے کارکن اور عہدہ دار مارے بھی رہے
ایک درخت تلے بیٹھکر رات کاٹا، اور اُس حالت میں ہر شخص کو ہنسی چھل
کی بات چیت سے خوش کرنا رہا اُس وقت تک کہ وہ فرنگستانی سردار بعد طلوع
آفتاب آیا، تب نواب اپنے خیمہ کو گیا، فجر نو گھنٹے کے وقت اُس مورچے کی توپوں سے
گولوں کی ایک ایسی آگ برسنے لگی جس نے انگریزی توپخانے کو جلد تھنہ آکر دیا،
کیطان آج وہاں کا حاکم تھا، اُس نے مارے گھبراہٹ کے سنہرے جھنڈے اکہ امان مانگنے کی

نشانی ہی کھڑا کیا، اور سطر دے اپنے شریک کو ایچی کر نواب کے حضور
 قول قرار کرنے کے ارادے بھیجا، جب وہ وکیل حیدر علی خان کی انگریزی
 فوج کے سردار باس پہنچا اور وہی اقرار و اجازت جو کبیر پیتن کے قلعہ دارون کو
 اُسکے حوالے کرنے وقت دی گئی تھی چاہا کتنی دبدل کے بعد آخر شش فرمان
 عالی کے بموجب درخواستیں اُسکی قبول کی گئیں اس شرط پر کہ وہان کا حاکم
 اور سارے انگریز سردار اور سپاہی انگریزوں کی طرف سے برس دن تک
 نہ حیدر علی خان کے ساتھ لڑیں اور نہ اُسیر ہتھیار پکڑیں، جب طرفین اس قول
 قرار پر راضی ہو چکے سطر دے نے عرض کیا کہ اب نواب بہادر اس قرار
 نامے کو اپنی مہر سے زینت بخشے، نواب محمود ج نے وکیل کو ارشاد کیا
 کہ سرکار کی بری مہر پیمان موجود نہیں، براہ سلیے کہ کسی طرح بکھیرا چکے اپنی
 دستی چھوٹی مہر تو پانچانے کے ایک سردار کے ہاتھ دے یہ حکم کیا کہ جیسا
 تو مناسب جانے کر، اُس نے قول نامے پر مہر کر دی اور نواب کے اخلاق
 و خوبی کے سبب اس قیل و قال کا جلد انفصال ہو گیا، اس حصار میں ہندوستانی
 سپاہی ایک ہزار تھے اور انگریز تیس نفر قلعہ دار اور چودہ توپین، مواسے
 ان توپوں کے جو انگریزوں کو اس قلعے میں ملی تھیں، سپاہیوں کے راجست
 کی دو توپ اور بھی ہاتھ لگی، اس گڑھ کے قلعہ دارون سے مقابلہ خوب نہوسکا،
 اگر یہ جنگ کے اسباب اور غلّوں کے ذخیرے اس میں بہت اور
 ارباب پیشہ توپ کے چھکڑے رہ چکے کے مرمت کرنے والے بکثرت تھے،

کتاب فتوحات بر طنیه مین یم حال اس طرح منظوم و مرقوم هی

چو زین رزم آمد بسر روز چند
 بسوی و نینبندی با سپاه
 چو نزدیکی شهر آمد فرار از
 که سرکوب کردن پی دار و کوب
 یکی از فرانسیس بانام و جاه
 بدانکه تنش پر ز تیمار بود
 شده ناتوان سست و زار و نزار
 بحیدر چو سرکوب بدنا گزیر
 بکوشید خود اندران کار سخت
 ز گاه فرو رفتن آفتاب
 ز آسایش و خواب کرده کران
 چو آگنده بودش ز پیکار مستغز
 همه شب ز درازان و نگریز
 از ان هیچ حیدر نیاروده پاک
 دولب پر ز خنده زبان بدله گوے
 همی بود با سرکشان شاد دل
 بچوگان خاور چو ز زینه کوے
 نهاده سرکوب توپ دراز
 بزین کرد حیدر بکینه سمن
 روان گشت و چون تیر پیمود راه
 سرکوب و سنگرش آمد نیاز
 بود ویزه کار داران توپ
 که بد مهتر توپزن در سپاه
 بستر بیمنا ده بسمار بود
 نیارست بر خاست از بهر کار
 گزیده یکی جای نفخ و هزیر
 همه شب نشسته بزیر درخت
 بدان تا بر آمدن آفتاب
 نشسته بگرداندش مهتران
 یار است سرکوب زیبا و نفخ
 گلوله بسویش همیراند تیز
 ز دل زنگ اندیشه بزوده پاک
 بلاغ و بازی بیاورده روے
 ز آسیب بد خواه آزاد دل
 بمیدان خاور بیاورده روے
 بدان سان که باز یگر حقه باز

به نیزنگ و دستان و بند و قسوں
 ز توپ آتشین مهره تافسه
 بهر جا رسیده بر افروخته
 ز آتش خس و خانه ناورده تاب
 سپه بود با حیدر نامدار
 ز انگریزیه بود بسیار کم
 ز انگلستانیه سی زهندی هزار
 بدانست کپطان که هنگام نیست
 مر از جنگ پردخت و ز نهار خواست
 بر حیدر آمد یکی انگریز
 که پیمان ز نهار گیرد از و
 سپس زانکه شد گفت هر دو دراز
 که باره ستانند و از انگریز
 دنان بهر سو گند کرده فسیح
 بنخود کرده متی و مرقش گوا
 کز امروز تا سال آید بسر
 بگیرد سلاح دلیران یحنگ
 جو سو گند و پیمان شده استوار
 بجامانده آلات کین سر بسر
 ده و چار به توپ مردم شکار

بکار آورد مهره دست خون
 سوے باره و شهر بشافته
 تن بنگیان را جو خس سوخته
 چه یار ابد ریاستیزد سراب
 چو مور و ملخ بیم و بی شمار
 کجا آورد تاب بار و دغم
 سراسر سپه بود اندر حصار
 گم مردنست این گم نام نیست
 نشان امان کرد بر باره راست
 بدو لفظنط او بگفتار تیز
 سخن آنچه گوید پذیرد از و
 برین بر نهادند گفتار باز
 نباشد کس آنجا ز بهرستیز
 بانجیل عیسی و دین مسیح
 بیاورده پیمان بدین سان بجا
 نه بندد کس تیغ کین بر کمر
 بحیدر نگر دد برابر یحنگ
 تهنی کرده انگریزیه آن حصار
 بر فتنه ناکام و بر خون جگر
 در آن آلت کینه و کارزار

بعد اسکے کہ جب سپاہیوں کی ایک پلٹن وانباری کے قلعے کی محافظت کے لئے تعینات کی گئی، حیدری افواج نے انہوں کی طرف جو تین مستحکم اور الگ الگ حصاروں سے بنائی کوچ کیا اس دھن سے کہ انگریز لوگ وہاں اناج کا بہت سا ذخیرہ اور توپ خانہ، سلاح خانہ اقسام طرح کی بند و قون (لومت کی چیزوں) اور حرلے ہتھیاروں اور خیموں سے بھرا ہوا طیارہ رکھتے ہیں، پہلا ان تین قلعوں سے تو ایک گڑھ ہی پہاڑ کے اوپر کہ جڑھاٹھی اُسکی نپت مشکل ہی، علاوہ باسبان اور قلعہ دار اُسکے بہت سے اور پانی سے بھرے ہوئے دو برے برے چشمے بھی اُس میں موجود،

دوسرا گڑھ اس سے نیچے اُنر کر ہی، جسے انگریزوں نے خوب مضبوط اور استوار کیا ہے اور تیسرا قلعہ جو درمیان شہر کے ہی دیوار اُسکی خشتی اور اطراف میں برجین اور گرد بگرد کھائی، آدھا شہر دشمنوں کے حملے سے بسبب ایک برے تالاب کے محفوظ، اُسکے ایک طرف انگریزوں نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا ہے واسطے روکنے اُس راہ کے جو بیچ میں تالاب اور چشمے کے جانتی ہی حیدری لشکر نے وانباری کے تین میل قریب ندی کنارے دیر کیا نواب اُسی دن شام کے وقت عین شدت کی بارش میں شہر کا رنگ دھنگ دیکھتے گیا جب تالاب کے کنارے پہنچا، ایک ایک اپنی تین نشانہ گولوں کا اُس چھوٹے قلعے سے جو اُسکی نظروں سے درختوں اور تالاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا پایا، پندرہ سوار کھیت آئے، اس حادثے کے ساتھ بھی نواب الوالعزم اپنے مطلب کی کھوج سے نہ جھجکا بلکہ اُسکے آس پاس کی جانبوں کو دیکھ بھال کے بہر قصد کیا کہ اپنی فوج سمیت پھر اُس ندی کے پار ہو کر شہر کی دوسری انگاہ کو خیمہ نگاہ بناوئے اور اس حکمت سے ایک ایسا منامنا فائدہ حاصل کرے جس میں اُسکا لشکر

بھی نقصان و ضرر سے بچ رہے اور شہر انہور کے گھیر لینے کا بھی قابو ہاتھ لگے ، کیونکہ اس حالت میں وہ شہر دو طرف سے محدود و محصور رہیگا ، یعنی ویلور و سانگرہ کی جانب توحیدری فوج سے اور دانبھاری وینٹیگیری کی جانب نظام الدولہ کے شکر سے ، اسی عزم پر اُس نے اپنا شکر مذئی سے اُتارا اور قبل صبح کے اُس مذئی سے پار اُترا کئی آدمی فوج اور شاگرد پیشہ کے جو رستے سے ادھر اُدھر بہک گئے تھے مارے پرے ، اُس پار مذئی کے جہان شکر حیدری کی منزل گاہ تھی اور پہارون کا سلسلہ ، جو انہور سے سانگرہ تک چلا گیا ہی ، ایک میدان نو میل کی لمبائی اور قریب نصف کے چورائی میں واقع ہی اس میدان کے اُس طرف شہر انہور اور اُس کا قلعہ اور مذئی ہی نو اب بہادر نے بانس کی سیر ہسیان بنانے فرمایا ، اور اس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ قلعے کے پاس بان سپاہی بہت ہمیں مقابلہ اچھی طرح کریں گے اپنے گرائڈیل بہادرون کو حکم دیا تا وہ ہٹا کر نے پر آمادہ ہوں ، تب عہدہ دار اس فکر میں ہوئے کہ دن رہتے اُن مقاموں کو جہان کی تاخت منظور ہی دیکھ رکھیں ، آخر سوسے ہر منصوبہ تھان کھانے پینے سے فراغت کر سہ اُن سیر ہسیون کے میدان میں گئے اور شہر کے اُس محلے کے آمنے سامنے جبر ہٹا کیا چاہتے تھے چھپکر ارشاد عالی کے موافق زمین سے لگے ہوئے چپ چاپ حکم کے انتظار میں دیے بیٹھے رہے ، تو بین بھی خالی اور اذتادہ گھروں میں جو گھسنے درختوں کے درمیان سامنے اُس محلے کے کہ مذئی سے نزدیک تھالے گئے ، انگریز ، چونکہ دن کے وقت اس ہٹے کی طیاری کو دیکھ کر خبردار ہو گئے تھے ، رات بھر بری محنت و کوشش سے دوڑ دھوپ کر کے اُن گھروں پر گولے برسانے لگے ، لیکن اس طرف کا صرف ایک ہی آدمی نقصان ہوا ، غنیم بان اور حقے باروت بھرے داغے تھے تا اُس کے روشنی

میں حربہ کا آگے بڑھنا اُنھیں معلوم ہو، بے لوگ فجر کے وقت، بہر صورت سیرتھیں، ہمیت، بری طیاری سے تقارہ بجاتے جھنڈیاں اُڑاتے آگے بڑھ گئے، یہاں تک کہ کھائی کے کنارے پہنچ کر اُس میں کود پڑے، دیوار اور برجوں پر جالا کی اور چُستی سے پڑھ گئے حیدری نشان قلعے پر کھڑے ہو گئے تھیک اُسی وقت کہ غنیم کی توپ و تفنگ سے آگ برس رہی تھی، ہر جہز ہر روک اور دفعیہ اُس زور شور سے جیسا گمان تھا ظہور میں نہ آیا اس جہت سے کہ وہاں کے حاکم نے ایسا دریافت کیا تھا کہ اس سے زیادہ حربہ کی چھیر چھار مناسب نہیں چنانچہ انگریز دیکھتے ہی حیدری توپوں کے جو اُس جاگہ لگائی گئی تھیں سہزادہ ہو کر سبکے سب وہاں سے کنارہ کش ہوئے، کیونکہ نواب بہادر کے پر دل سپاہ نے قلعے پر جڑھتے ہی شہر میں لوت لیا ت مجاہدی اُنہیں سے ایک غول نے قلعے کے پشتے تک فراریوں کا تعاقب کیا، گولوں کے سامنے جا پڑا چنانچہ بہت سے جوان حیدری کام آئے، خاک کی شاہ پیر زادہ بھی کہ بہادریوں اور مخبروں کے شمار میں گنا جاتا اور مرکار حیدری کا قاسم خیرات تھا، اُن کے ساتھ مارا گیا،

نواب بہادر خود آپ بھی یورش کے وقت فوج سپرد کی سربراہی میں گھوڑے پر چڑھ تلواریں کھینچے ہوئے کھائی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا کہ شام کے وقت ایک انگریز گولہ انداز جو قلعہ چھوڑ کے بھاگتا تھا خبر لایا کہ آج ہی رات کو اس قلعے کی فوج و قلعہ دار معہ شہر والے حصار میں جلے جا گئے اور بالفعل وے اس فکر میں ہیں کہ عمدہ و بہادری دام کی چیزوں کو نکال لے جائیں اور باقی جلا دیں، سپہ سالاران فرانسس ملازم حیدری نے نواب بہادر کی خدمت میں عرض کی کہ یہی فرصت کا وقت ہی کہ تمام سپاہ گراں و پلہوں کے ساتھ کہ

سپہدار اُنکے فرنگستانی ہمیں فوراً قلعے پر ہٹا کرین اس بات پر سب متفق ہوئے ،
شام بعد آتھ گھڑی کے وقت حیدری فوجین شہر کے کوچے گلیوں سے نکل قلعے کی
دیوار پر جڑھ گئیں ،

پچیس سپاہی ، ایک ہندوستانی عہدہ دار اور چھ نفر انگریز جن سے دوزخمی
ہو گئے تھے اسیر ہوئے ، انگریزوں نے بہت سے تو سان اُس حوض میں جو
قلعے کے درمیان تھا آدو کر سلاح خانے کے اندر آگ سلگائی تھی اسلئے کہ فرنگستانی
سپاہیوں کے خاص لباس و ہتھیار جلادین سپر بھی حیدری سپاہیوں نے
بہت سی چیزیں جن میں اتھارہ ضرب برنجی توپ تین ہزار بندوق اور
بیشمار گولے گولیان اور پتھری وغیرہ سوائے غلجات کے تھیں اور اور جس
اور انبار میں خیموں بندوقوں کی پائیں ،

نواب بہادر کو ان فتوحات سے جو بآسانی عمل میں آئیں یہ خیال بندھا کہ ابنور کو
بھی محاصرہ کرے ، اگرچہ اس بات کی خبر پہنچ چکی تھی کہ انگریز ہر ایک نواح
سے روانہ ہو کے دیوار میں جمع ہوتے ہیں ، چونکہ ہمیشہ سے نواب بہادر کا
معمول تھا کہ چھوٹی مہموں میں بھی احتیاطاً مضبوطی اور استوارى کی شرطیں
بجالاتا لہذا ان دنوں جو لوگوں نے اُسے صلاح دی کہ دیوار کی طرف جلدی
کوچ کیجئے اسے اُس نے پہلو تہی کیا اور اُنکی اس بات کو خانا ،

حیدر علی خان کو ابنور کا قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہی (جیسا دیکھا بھی گیا)
لے لینا مشکل تھا ، اس جہت سے کہ اُس کے پاس قلعہ سر کرنے کے آلات
جیسے غبارے وغیرہ اُس وقت موجود نہ تھے ، لاچار حیدری سپاہیوں نے
شہر کی خندق پر ایک دہرہ بنا کئی توپیں اُس پر چڑھا دیں اگرچہ اس کام کے
نردم میں کئی عہدے توپچی قلعے کی توپ سے اتر گئے ہر صورت نواب

بہادر کے حکم بموجب ، تو پین اُس پہاڑ کے اوپر جو شہر سے ملا ہوا تھا جڑھائی گئیں ، جن سے قلعے کی بالکل توہوں کا منہ مارا گیا ، سترہ دن کے محاصرے اور فرنگستان کے کتنے جوان ، اور بہت سے گولے باروت نقصان ہونے کے بعد بھی ہنوز روز اول کا سا حال تھا ، اتنے میں خبر پہنچی کہ افواج انگریزی دیوار میں جمی اور اس فکر و طمّاری میں ہیں کہ یلغاروں آہر بن اور محاصرے کو اُٹھا دیں ، اس خبر کے سنتے ہی نواب فطانت انتساب نے ییش بند ہی اور دورانہ ییشی کروان سے کنارہ کیا ، اور یہ کنارہ کئی ایک اشارہ تھا ، نواب نظام الدولہ کی جڑائی کے واسطے کیونکہ وہ اُسی وقت کرپہ کوروانہ ہوا ، اُسی دن کہ نواب بہادر اپنے شکر سمیت و انمباری میں اُتر اجنریل اسمتھ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ کہ انتھائیس ہزار کا جماؤ تھا ، جن میں انگریز بائچ ہزار تھے ، انہوں سے آہنچھا ، اُس برے شکر سے بنگالے والی فوج میں چھ سو فرنگستانی اور چھ ہزار ہندوستانی سپاہی تھے جن کو انگریز بہ زعم خود ہند کے عمدہ سپاہیوں میں جانتے تھے ، جنریل انگریزی قدرے آسائش و آرام کے بعد ، شام کے وقت ، اُسی دن و انمباری کوروانہ ہوا ،

چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریز اسکا پیچھا نہ کرینگے ، اُسی لحاظ سے وہ اپنی معمولی احتیاط اور چوکسی کو (یعنی غنیم کی طرف ہراول سوار اور جریدہ سپاہ کا بھیجنا) عمل میں نہ لایا ، اور سوارونکا سارا جماؤ ہی کے اُسی پار چھوڑ آیا تھا ، یروان پیدل ہراول کے واسطے ایک موقع کی جگہ دو چھوٹے چھوٹے قلعے تھے جن یرتوین جڑھائی گئی تھیں ، فحرسات ساعت کے وقت ان دونوں قلعے کی شلگ کے وسیلے سے جواب اشارہ تھا دشمن کے نزدیک آہنچیکا ۔
انکا آہنچنا معلوم ہو گیا ،

چونکہ نواب بہادر انگریزی لشکر گاہ اور مدراس کی طرف بھی ایسا ہی کے ہاتھ
 صلح کا پیغام بھیج چکا تھا یہ خیال رکھتا تھا کہ انگریز انہوں کو نہیں آئینگے، خلاصہ اس پیام کا
 یہ تھا کہ ہر ایک بند و بست بدستور سابق بحال و برقرار رہے، نواب بہادر کو گمان
 غالب اس بات کا تھا کہ پیام صلح البتہ منظور و مقبول ہو گا، اور جنریل اسٹورٹ
 نے بھی سمجھ لیا تھا کہ ملاپ کی بنیاد قائم کرنی اُس کی قوم کے حق میں مفید بریگی، خیر
 بعد اسکے جب نواب کے وکیل نے مدراس پہنچ کر گورنر اور کونسلوں کو
 دیکھا کہ سب کے سب مارے خوشی کے محظوظ و باغ باغ ہو رہے ہیں اور
 اگلے خوف و ہراس کو سب بھول گئے ہیں ایسے پیغام کے بھیجنے کے
 سبب اُس کے موکل کو ایک نوجوان نا آزمودہ کار گمان کر کے اُن شرطوں
 پر جو اُس نے مقرر کر بھیجی تھیں بہت ہنسے، لیکن آخر کو اس ہنسی کا ایسا نتیجہ ملا
 کہ اُن کی پشیمانی کا باعث ہوا، تفصیل اُسکی یہی کہ حیدر علی خان، غنیم کی
 آمد آمد کی خبر سننے ہی خود اپنے سواروں کو ہمراہ لے نہی پار گیا اور یہ حکم کیا کہ
 بہ ارادہ جنگ پہلے لڑیں کی پرابندی آراستہ اور خیمہ تو پناہ لشکر کا سامان و لوازم
 کبیر پیتن کو روانہ ہو جائے اور میر محمد و م علی خان کو ارشاد کیا کہ وہ اپنے سارے
 سواروں سمیت اُس کے ساتھ چلا آوے،

جب خان والا شان اُن چھوٹے قلعوں تک جن کا بیان اُدپر لکھنے میں آیا، انگریزوں
 کے لشکر کا مقابلہ کرنے گیا تو وہاں کیا دیکھتا ہی کہ اُن کے پیدل سپاہی تو
 تین قطار باندھے چلے آتے اور چوکی پرے کے لئے کل سوار بطور
 چند اول کے ہیں،

پہلا حکم جو حیدر علی خان نے دیا یہ تھا کہ اُن دونوں چھوٹے قلعے پر سے توپوں
 کو اتار لیں اور اُنہیں لے کر اگلے سواروں میں جا ملیں، اور جب اُس نے دیکھا کہ

انگریزوں کا لشکر وہاں نہ تھا، تب آپ مذہبی پارا اُتر دھڑایا اور میر
 محمد و م علی خان کو سواروں کی ایک بڑی جمعیت کا سپہ سالار اور فرنگی سپاہیوں
 کے سردار کو ہزاروں اور ڈراگونوں کا سالار کر دیا، چھوڑا یہ حکم دیا کہ
 انگریزی لشکر کا آگے بڑھنا نظر وں میں رکھیں اور اُنکو گھبراہٹ میں ڈالنے اور
 ہاشیدہ و پریشان کرنے میں قرار واقعی کوششیں کریں اور اُن پر حملے کرتے
 رہیں تاوے پیچھے کوہست جائیں اور حیدری افواج منزل مقصود پہنچنے کی فرصت
 پائے، چنانچہ محمد و م علی خان کے سوار جن کے آگے آگے ڈراگون اور ہزار
 کے رسالے تھے چل نکلے نا انگریزی پروں کے بائیں جانب کی صف پر حملہ کریں،
 کیونکہ اُن کے طور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وے سب سے پہلے حیدری فوج
 کے نزدیک آپرینگے کس واسطے کہ دہنے قطار والے بلند می پر تھے جو ایک ایک پار نہیں
 آسکتے تھے اور فرنگستانی سوار ملازم حیدری بھی نہایت چالاکی اور پیش قدمی
 کر کے آگے آگے بڑھے جاتے تھے تاغنیہ کی قلبگاہ پر قوت پرتیں، کہ اتنے میں داہنے
 کی قطار سے کئی گولے اُن پر جلے جن سے اُن کے دو گھوڑے مارے پڑے ایک
 تو اُس فرنگستانی رسالے کے عہدہ دار کا تھا جو زمین سے پشت زمین ہر گہرا، انگریزوں کے
 سواروں نے ترنت اُسے گھیر لیا اور اُسکے رخصا اُسے چھوڑا کا فور ہو گئے، یہ امر اُنکی دغا اور
 نے وفائی سے وقوع میں آیا کہ اپنے سردار کو یوں انگریزوں کے حوالے کر دیا،
 اور اُس بیچارے کو گھوڑے سے گرنے کے سبب برا صدمہ پہنچا چنانچہ تین مہینے
 تک مدراس میں بچھونے پر پڑا، ہندوستانی سوار بھی ایسی نمکحرامی جو
 فرنگی سواروں سے ظاہر ہوئی دیکھ کر حملہ کرنے سے رک رہے بلکہ پھر گئے، اور
 جنرل اسٹیم نے فوراً اپنے سپاہیوں کو مقام کرنے کا حکم دیا تا حیدری
 فوجیں وہاں سے نکل جائیں اور اُسی کے حکم سے کئی گولی بھی اُس حیدری

۱ سالے پر جو اُسکی فوج کا طور طریق دیکھنے گئے تھے چلی انگریزی شکر شام تک اُسی مقام میں رہا کیونکہ شکری سرانجام و اسباب جلد پہنچ نہ سکا، جب سب ساز و ستان آ موجود ہوا تب وہاں سے پیچھے کو کوچ کر آیا، اور اُس راہ پر جو انہو کو گئی ہی دیر ہد میل یرے اُس مذئی سے خیمے کھڑے کر نیکا غم دیا گیا، جنریل اسمتھ نے اُس فرانسیسی عہدہ دار کی جو گھوڑے سے گر اسیر ہو گیا تھا حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی چنانچہ اُسکے سونے کی جگہ اپنے خاص خیمے میں مقرر کی اور اس بھید پر بھی اُسے خبردار کیا کہ اس کوچ میں غرض ہماری قوم کی کچھ اور انتہی بجز اسکے کہ فرنگستان کے لوگوں کو نواب کے شکر سے بھاگ نکلنے اور انگریزون میں آن ملنے کا قبولے، اور یہی برآنتیجہ تھا اُس بندش اور سازش کا جو بہت دنوں سے عمل میں آئی تھی،

بیان اُس سازش و بندش کا جسکا انجام یہ ہوا کہ فرنگستانیوں نے حیدر علی خان کے ساتھ یہ نمک حرامی اور غد ر کیا،

غیرت و تنگ کا پاس و لحاظ ہی کہ جامع اور اق کادل نہیں مانتا کہ اُس نفرت انگیز سازش و بندش کا حال جو اُن دنوں وقوع میں آئی ذکر نہ کرے یا مطلقاً ناگفتہ چھوڑ دے اب تفصیل اس کلام کی سنا چاہئے کہ بعد مستحضر ہونے کبیر پاشا کے نواب بلند اقبال نے اجازت دی تا وہ بہر و پیامگار فرنگی جو براجمی کا پشہ کرتا تھا

* اس شخص نے جسکا نام میں اسکے گھرانے کی شرافت کا پاس کر کے ظاہر نہیں

کرتا ایسی ہوج بد سلوکی کی جھکے باعث فرانسیسی سرکار میں بد نام ہو گیا،

اور ان دنوں قید خانے کی اذیت و مصیبت کھینچتا ہی،

شرقی سواحل کو جو بنام کار و سندان مشہور ہی اُن انگرہ بڑی عہدہ داروں کے ساتھ (جن سے اس لڑائی میں قسم و قول لیا گیا تھا، اور جو اُن دنوں میں اُس سمیت کوروانہ ہوتے تھے) جاوے البتہ نواب کو ایسا اذن دینا دور اندیشی سے بعید تھا، لیکن بیچارہ انسان کیا کرے، اُسکی سرشت ہی میں بھول چوک خمیر کی گئی ہی ہر چند اس حکم میں کچھ تھوڑا سا فائدہ بھی مقصور تھا، یعنی کہ وہ بنگالہ شکرگاہ سے نکل جائے قطع نظر اسکے اُس ناتراشیدہ سے کسی طرح کا شک اور کھڑکا بھی تو نہ تھا، دیکھا جاہئے کہ اُس نالایق کو کیا کیا سبجوگ اور اتھانی اسباب ہم پہنچا ہو گا جسے اُسکا ہر جگہ ہوا تھا کہ ایسی ایذا اور آزار کا بانی مہانی ہوا،

جب پہلے پہل ہر شخص کو بُنا تو زمین آیا اُن دنوں اظہار اُسکا ہر تھا کہ، میں دی سنط لوئیز کے بہادر سپاہیوں میں کا ایک جوان ہوں اور اگلے کسی وقت میں تو پنخانے کا کپتان بھی تھا اور بالفعل پانڈیچیری کو جاتا ہوں، حیدری فوجوں کے فرنگستانی سپاہدار نے (چونکہ اس جراح نے ملازمت حاصل کرنے کے لئے اُسکی منت و مہمات کی تھی) اُسکے کہنے کو مان لیا، اس سبب سے کہ کلیکوت کے فرانسیسی کارخانے کے سرگروہ نے اُسکے پاس اسکی سفارش کی تھی اور پچھلے فرنگستانی اخبار کے کاغذ میں جو اُسکو بھیجیے عبارت لکھی کہ، 'یہ خبریں قابل سچ جاننے کے ہیں کیونکہ ایک معتبر آدمی کی طرف سے مجھ تک پہنچیں ہیں اور لانے والا ان کا، ام لی شیویلیئر دی کریٹ، جو فرنگستان کے قافلے کے ساتھ، تازہ وارد اور پانڈیچیری جانے کا قصد رکھتا ہے، خیر اس سردار نے ایسی سفارش کو دیکھا اور پرہکے جناب شیویلیئر کی طرف سے کسی طرح کے شک و شبہ کو اپنے دل میں جاگہ نہ دی، کیونکہ وہ (چلیپا کا تمغا) عیسائی

دین کی ایک وردی اس شکل کی (کہ اُسکی پاکہ امنی اور صلاح کاری کا گواہ تھا) بری دھتائی اور مگر امنی کے سبب، گلے میں بہنے ہوئے تھا، اس جھوٹے قول پر وہ سادہ دل سردار نیت نیاک سے اُس کا مطیع بن گیا یہاں تک کہ اُس کو نواب کے دربار تک لے پہنچایا چنانچہ نواب نامہ دار نے بھی اپنی ایک فوج کی سرداری میں اُسے سر فرازی بخشی اور بیٹھ قرار در ماہ مقرر کر دیا، چون یہ شخص ایک سیاح مفلس قلندر کچھ چیز و اسباب نہ رکھتا تھا اُسی سردار نے اُسے ضروری سامان و لوازم بہم پہنچا دیا اور اُس نے انواع طرح کی مہربانیوں کے بدلے ایسی بیوفائی اور مدد اطواری اختیار کی جس کے باعث تین ہی مہینے کے عرصے میں نظرون سے اُتر اپنے تمام سرداروں سے گر گیا، جب محتاجی اور گدائی کی نوبت پہنچی تو اُس نے اپنے جراثیمی شے کے گھمٹے سے طبابت کی دوکانداری پھیلانے کے لئے حضور والا میں درخواست کی، چونکہ سرکار حیدری کا ایک جراح جو پیشتر موثر لالی کے رجسٹریں ایک ہی دربار میں اُس کا ہمیشہ تھا درمیان میں واسطہ پڑا، التماس اُس کا حضور میں مقبول و منظور ہوا، جب اُس ذوفنون کی یہ حکمت چلی اور طبابت اُسکی یوں جاری ہوئی تو اُس نے وسیلے سے اُس صلیب کے جو اُس کے تحصیل مطلب کے لئے ایک دلیل تھ لگ گئی تھی اپنے تئیں شیوہ پیر دی کر بیٹھے مسیحی بہادر وں کا ایک بہادر مشہور کیا، حال آنکہ وہ صلیب سنط لونی کی ملک تھی جس کا ایک رخ جہر توار اور لال (ایک درخت کا نام جس کے پتے سداہرے رہتے ہیں اور اُسکی ایک توبی بنا کر تمغا و صلیب کی طرح فتح مند جوانوں کو انعام دیتے ہیں تاکہ اُنکی جوانمردیوں کے بلند نام دائم باقی رہیں) کسی کلاہ کا نقشہ ہوتا ہی، اب تک سابوت و درسمت تھا، مگر وہ مکار اُسکی

دو سرے رخ کو جس پر سنط لوئز کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہی ستا کر اُسکی جگہ پر اپنی طرف سے ایک صلیب کی صورت بنایا۔ دعویٰ کرتا تھا کہ اس چلیبا کو اسے خاص دَول پر ہنگال میں میں نے بنایا ہی کہ اس سے فرانسیسون کی نمود ظاہر ہو، فرانسیسی عہدہ داروں نے اُسے منع کیا کہ اس چلیبا کو مت پہنا کیجئے، قصہ کوتاہ، آخر کو وہ فرما مشخص بہ سبب اپنے رکاز پینے کے بند بجانے میں مقید اور بعد چندے اپنے اُس ہم پیشے کے وسیلے قید سے رہا اور پورب کے ساحلوں کی جانب ہراہ انگریزی منصبداروں کے جن کو مدد اس جانیکا حکم حیدری ہوا تھا روانہ ہونے کے لئے مامور ہوا، چونکہ یہ ہر وہیہا عیار انگریزی خوب بولتا تھا، وہاں اسنے یہ دُھن باندھی کہ کسی طرح سطر م کے پاس اپنے تئیں مقبول و منظور نظر بناوے، مذان بعد ذکر مذکور کرنے اپنی اگلی تجربہ کاری اور برائیوں کی نقالوں کے جنہیں اُس مرد بزرگ نے سچ جان مان لیا، یہ بھی اُسنے بیان کیا کہ حیدر علی خان کی سرکار میں جتنے فرانسائی سپاہی جسے اُسکے شکر کی ناموری ہی سب کے سب خاص کر برے برے عہدہ دار نواب کی تابعداری اور فرمان برداری سے نہایت دل شکستہ و آزرده ہیں سو میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر مجھ کو انگریزی سرکار کے نوکردن میں سرفراز کریں تو ایسی تدبیر کروں جس میں وہ سب حیدر علی خان کو چھوڑ کنارہ کش ہو جائیں اور اس مطلب کے انجام دینے میں حیدری سرکار کا جراح جو میرا قدیم آشنا ہی ہر طرح کی مدد کریگا، اگر یزی منصبدار اُسکی اس طرح کی باتیں سنکر اُس فٹان کو حضور میں کرنیل کال انجنیرون کے سردار کے جو مدد اس کے دفتر خانے میں براقتدار و اختیار رکھتا تھا، لیگیا،

کرنیل مذکور جو اور متعصب انگریزوں کی طرح اس بات کا یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے امیروں سے بے فرنگستانوں کی مدد کوئی بری فتح نہیں ہو سکتی، اس مگاد کی تدبیر پر بہت خوش ہو اُسکو ایک تحفہ جان مراد اس کے گورنر اور نواب محمد علی خان کے پاس لیگیا، اور ان دونوں نے بھی اُسکو فرشتہ رحمت کا نوع بنوع کے دکھ و مصیبت سے بچانے والا جانا، اب اُس بہروپئے دغا باز نے جو لشکر گاہ حیدری سے جراحی کے پیشے سے ناشایست سمجھکر نکالا گیا تھا، ایک ایک اپنی تئیں گورنر مراد اس اور محمد علی خان کے خیر خواہوں میں داخل کیا، یہاں تک کہ بری بری طیاری کی مہمانیوں میں بلا یا گیا اور بیش قیمتی تحفہ تحائف کے پانے سے اُسکی عزت و آبرو کچھ کی کچھ ہو گئی، باوجود اسکے اس حال میں بھی وہ بعضے بعضے انگریزوں کے طعنہ تشنیے کا نشانہ ہی رہا جو اُسکو بہ سبب اس قدر و منزلت کے کہ اُس نے اپنے پھل اور فریب سے خاص ہندوستان ہی میں حاصل کی جانتے تھے، ان دنوں ایسے وقت کہ حکومت مراد اس کے کار گزار اپنے تھہرائے ہوئے مطالب کے پیش رفت ہونے میں غور اور فکر کر رہے تھے کہ کس طور اُس میں قدم رکھیں، فرانسیسی کمپنی کی فوج کے ایک قدیمی فرانسیس عہدہ دار نے وہاں آکر یہ شکایت کی کہ تجھ پر اُس کمپنی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوا ہے، سو اس نیت سے میں یہاں آیا ہوں کہ انگریز کے لشکر میں مقرر اور بھرتی ہو کر نواب حیدر علی کی شکست دینے میں کوشش کروں، تب اُسے وہ صلاح و تدبیر کہ اُس مگاد جراح نے تجویز کی تھی سنائی گئی، جس پر بے تاثر اُس نے اس امر دشوار کا انجام کرنا اپنا ذمہ لیا چنانچہ اُسکا کہنا پسند پڑا اور وعدہ یہ ہوا کہ اُسکو اُن سپاہیوں پر جو حیدر علی خان کے یہاں سے بھاگ آویگے، لفظ ضبط کرنیل کا عہدہ جلیلہ دیا جائیگا، اس عہدہ دار کے صندوق اور مال و اسباب

نا لوگوں کو معلوم ہو کہ مدراس کی سرکار کا کس قدر اُسپر اعتبار ہے،
 گورنر کے پاس بھیج دیئے گئے، چنانچہ اُن سب چیزوں کو گورنر نے اپنے پاس
 کمرے میں رکھوایا، اور اِس خیال سے کہ کہیں حیدر علی خان اِس سازش و اتفاق
 کی سنگینی نہ معلوم کر لے پانتھ پھیری میں یہ نیا جاسوس بھیجا گیا، اُس نے وہاں پھنچکر
 تانواب بہادر کے ہوا خواہ اُس کے کہنے کو باور کر میں یوں ظاہر کیا کہ میں
 تانواب کے حضور میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، اتنا سنتے ہی کتنے عہدہ دار
 فرانس اور سپاہی بخوشی اُس کے ساتھ جانے کو مستعد ہو گئے، تب اُس نے
 اِس امر میں چالاکی اور دانائی یہ کہ اُن لوگوں کے نام ایک فرد پر لکھکر مدراس
 کے گورنر پاس بھیج دیا اور آپ وہاں سے آگے روانہ ہوا اور وہ یہ جانتا تھا کہ
 البتہ مدراس کا گورنر اِس بات کی شکایت پانتھ پھیری میں لکھ بھیجے گا چنانچہ اِس بھی
 ہوا اور فرانس کے پاس موجود تھی اپنے دو بروہو اکرا کر اُن نے اِس بات کا
 نامون کی فرد اُس کے پاس موجود تھی اپنے دو بروہو اکرا کر اُن نے اِس بات کا
 اقرار لیا کہ وہ نے اُس کے حکم پانتھ پھیری سے نہ نکلیں، اور اُدھر یہ جاسوس
 نے کھتکے کوچ بکوچ منزلوں پر پہنچنا، کیونکہ اُدھر کا ملک انگریزوں کے عمل میں
 تھا، الغرض اُس نے کئی دنوں میں اہتور کے قریب کرنیل عودکی چھاؤنی میں پہنچ دو دن
 دم لیا، جب وہاں کا مشکر جنریل استھ کے مقابلے کو روانہ ہوا تب اُس نے اہتور
 میں جا کر ظاہر کیا کہ میں تانواب حیدر علی خان کے پاس جاتا ہوں، راہ خرچ کی ضروری
 چیزیں جو اُس نے مانگیں ہم پہنچا دی گئیں، یہاں تک کہ وہ حیدر علی شکر میں جا پہنچا
 فرنگی فوج کا سپہ سالار ملازم حیدر علی اُس کے آنے کو غنیمت سمجھ خوش ہوا
 کہ حسن اتفاق سے ایسا غمگسار اُس کے ہاتھ لگا اُس نے ہر طرح سے اُسکی
 تعظیم و خاطر داری میں کوتاہی نہ کی، آخر کو کچھ دنوں بعد خدمت میں رضا علی خان کی

جو اُسکو بہت دنوں سے پہچانتا اور اُسکے عالی خاندان کے لحاظ سے اُسپر
 برا اعتماد بھی رکھتا تھا گیا ، خان موصوف اُسکو نواب بہادر کے حضور میں
 لے گیا ، نواب عالی فہم باوجودیکہ ہمیشہ اُسکا یہ معمول تھا کہ فرانسیس سپاہی کو
 بری خوشی و رغبت سے بار بار ہونے دیتا لیکن اُسے دیکھ کر ایسا چین و چین اور
 برہم ہوا کہ حاضرین کو اُسے حیرت اور تعجب آیا باعث اس خلاف عادت کا یہ تھا
 کہ قبل اُسکے میر محمد و م عالی خان نے اسی شخص کو فرانسیسوں کے سواروں
 کی سپہ سالاری میں ان دنوں کہ یہ چھنجی سے پانڈ چیری کو اُنھیں لے جاتا تھا
 دیکھ کر اُسکا ہمت بھانپنا اور بزدلا ہونا جو معمول نواب کے خاطر نشین کر چکا تھا اب یہ
 بات غیر ممکن تھی کہ نواب کسی کے کہنے سننے سے اُسپر مہربانی کرتا ، اور یہی سبب ہوا کہ
 وہ جاسوس ہزاروں کے اُس رسالے کی منصب داری کے عہدے میں جسکا ان دنوں کپتان تھا
 بھرتی نہ ہوا ، چونکہ سپاہدار مذکور کے خیال میں ہرگز یہ صورت نہیں سمجھتی تھی
 کہ اچھے گھرانے کا نام و ننگ والا آدمی اپنی عزت میں نامردی اور بددلی کا ہتھیار
 لگا بدنام ہو اُس واسطے اُس نے یہ گمان کیا کہ ظاہراً میر محمد و م عالی خان نے اُسے
 جوہر نواب بہادر کی نظروں سے گرایا ، قضا کار ، اُس جاسوس کے آنے کے
 کئی دن پیچھے تر نامی کی لڑائی درپیش ہوئی ، رسالوں کے سرداروں نے
 حکم سے اپنے سپہدار کے جو توپخانے کی اہتمام و سربراہی پر متعین ہوا تھا یہ چاہا
 کہ اسی جاسوس کو لڑائی کے وقت اپنی سرداری میں اختیار کریں ، یہ
 کم بخت اُس کام کو انکار کر ہمیشہ نواب کے پیچھے رہ کر تا ، اُس وقت میں
 نواب نے اُسکو ہزاروں کے ایک شخص کے گھوڑے پر سوار دیکھ
 ارشاد کیا کہ اُسکو اُسکے بدلے ایک دو مرا گھوڑا دیں جسکا سوار بنداروں کے
 گردہ سے اُن دنوں مارا گیا تھا ، یہ حکم اُسکے لئے بری ذلت و خفت کا سبب ہوا ،

جب حیدری فوج سنگو سن سے روانہ ہوئی ناکبیر پیسن و انباری کے درمیان اترے سپہدار حیدری نے پالرتندی کی طغیانی کے سبب وہاں کچھ توقف کیا، تب نواب بہادر نے ہزاروں اور ڈراگونوں میں باہم ناچاقی ہونے کی خبر اُسکے پاس بھیجی، بیان اس مجمل کلام کا یہی کہ ان دونوں گروہ نے اپنی ناخواہ لینے میں اگرچہ ضابطے کے موافق اُنھیں دی جاتی تھی انکار کیا سونے کے گے کے عوض روپے کا سکہ لینے پر اترے کیونکہ اس صورت میں فی ماہ اُنھیں آ رہا سی روپی کا فائدہ ہوتا تھا، چونکہ اس طرح کا بکھیر آگے کبھی نہیں ہوتا تھا، لاچار اُس سپہدار کو اُن کے قابل معقول کرنے کے لئے پچھلی لڑائی کا ماجرا جس میں اُنھوں نے شکست اُتھائی تھی یاد آیا اور چشم نمائی اور تہیہ کی ایک دلیل مل گئی، تب اُس نے اُنھیں سمجھانے اور یاد دلانے کے واسطے یون کہا جو انون تمہاری وہ مثل ہی کہ گولا باروت کہیں جاے طلب لینے سے کام، یہ شرم کا مقام ہی کہ پیس لیتے وقت تو رد و کہ کرتے ہو پر حق ثابت کرنے کی فکر و کوشش نہیں کرتے، اس بات پر وہ سب کے سب آزرده ہو اُسی دن شام کو اپنے ساز و ہتھیار سمیت رام چندر مرہٹے کے لشکر میں جانو کری کے خواتین ہوئے اور سردار اُنکا یہ خبر سن کر ان دیل بہادر و ن کاغول ساتھ لے اُنکے پیچھے چرہ دوڑا، اُدھر رام چندر نے نواب بہادر کے غضب سے ڈر کے مارے بہر حکم کیا کہ میرے لوگ ہماری شکر گاہ میں رہنے نہ پائیں، جب اُن لوگوں نے اپنا بہ حال از پیسور اندہ و ازان سو ماندہ دیکھا مجبور ہو اُس سپہ سالار کے پہنچنے کا رستہ تنگ رہے تھے جب وہ آیا تب تو اُنھوں نے اُسکے حکم سے ہتھیار کھول اُسکے آگے رکھ دیا، اُس نے کچھ دن اُن کو قید رکھا، آخر نواب عفو شعار کے فرمان سے پھر اپنے اپنے عہدے پر سرفراز ہوئے، اخبار کے

قاصد و بلور سے حیدر علی خان کے حضور میں اور سنط طاس سے اُس سپہدار کے نزدیک یہ خبر لائے کہ انگریزوں نے ایک طرح کی دغا بازی اور فریب کی حر قائم کی ہے یعنی اُن فرنگیوں کو جو حیدری فوج میں ہیں بھگوانا منظور ہے اس خبر کے سنتے ہی اُس سپہدار کے ذہن میں آگیا کہ اسے بہتر کوئی علاج نہیں کہ سب فرنگی سپاہیوں کو ایسٹنہ سامیٹے بنا چلیا اور کتاب آسمانی کی یہ قسم دے کہ وہ ایمان داری اور اخلاص سے نواب کی نوکری بجالایا کریں اور جب کبھی کوئی بات خلاف مطلب، خواہ نواب بہادر کے ہو خواہ اُسکے واقع ہو تو اطلاع کر دیں اور زہار نواب کی نوکری چھوڑنے کا قصد و جرات بغیر اُسکے استمراج کے نہ کریں، فرنگی جاسوس نے شکرگاہ حیدری میں اُس زمانے کا ایک اچھا آتش نایا جو حیدری سرکار کا جراح اور شیوہ پیر دی کر سٹ کا خیر خواہ تھا، کیونکہ یہ شخص جو فتنہ فساد کا تو خوان اور آرام و قرار سے بیزار تھا اپنی سرشت کے تقاضا اور طینت کے فتوے سے خطرناک کاموں کا چکار کھتا اور بخواہش چاہتا کہ اپنے تئیں خلائق میں بدنام اور انگشت نما کرے، چنانچہ اُس نے سرکار مدراس کے کار گزاروں کے پاس یہ پیغام بھجوایا کہ اگر تجھے سر جین میجر کا عہدہ ملے تو اس شرط پر میں ہر طرح کے کام میں اقدام کروں، مگر جبکہ اس جعل و بناوت کی بات کے موافق اُسکی کچھ دال نہیں گلتی تھی کہ اُن سپاہیوں کو جنہوں نے مردست قسمیں کھائیں تھیں الف سے بے کہے اور اپنی حکومت دکھلائے یا نواب کی نوکری چھوڑنے کے لئے اُن پر جبر کرے، تب یہ سارا ماجرا مدراس لکھ بھجوا، اور اپنی اس ضرورت کی بھی اطلاع دی کہ اب کئی پادری جیسیوٹ نام کے بالفعل شکرگاہ حیدری میں ہیں ہمارے ساتھ اس کام کے انجام کرنے کے واسطے مددگار ہیں، اور مناسب ہی کہ

پانڈیچیری کے گورنر کا ایک سپار شنامہ جعلی پادریوں کے پاس بھیجا جائے جس میں اس امر کا ذکر رہے کہ بے بزرگوار فرانسیس قوم کے آدمیوں کو سمجھا کر اس راہ لگا دیں کہ وہ نواب بہادر کی نوکری و رفاقت ترک کر میں اور انگریزوں کی چھاؤنی اور ملک کے رستے پانڈیچیری کو روانہ ہو اپنے فوج میں جا ملیں،

اب ان پادریوں کا حال سنئے چونکہ بالکل بے خیرات خورے انگریزوں کے تکرور پر پلٹے تھے اور ہندوستان میں کسی طرح کی وجہ گذران یا روزی نہیں رکھتے مگر جو کچھ کہ انگریز خوشی سے اُنہیں دیں، اب اس گروہ نے اپنے کو پابند اس بات کا جانا کہ وہ اُن حکم احکام میں جو اُنہیں بھیجے اور سکھلائے گئے تھے بہ دل مصروف ہوں، خیر بہرہ تو اسی فکر میں تھے کہ اُنہیں دنوں پانڈیچیری کے گورنر کی طرف سے ایک جھوٹا بنا یا ہوا خط اس مضمون کا کہ اُن پادریوں کے گھروں میں نوکروں کے آنے جانے کی سنط جاری میں کچھ روک ٹوک نہ ہو، نواب بہادر کے پاس پہنچا، چنانچہ سرکار والا اس امر کی پروا نہ لیا پادریوں کو ملی تب تو بے لوگ اس بہانے سے انگریزوں کے وکیل بنے، ایک خط اور نامہ پیام اُنکے جاسوسوں کی طرف بھیجنے لگے، اور اسی کے ضمن میں ایک ایسے اچھے قابو کے بھی مترصد تھے جس میں انگریزوں کی اس فرمائش اور کام کو پورا کر میں، چنانچہ اسی خیال سے اُن فریبیوں نے خفیہ وہ جعلی خط فرانسیسی سپاہیوں کو نواب سے پھر جانے کے لئے دکھلا کر یوں کہا کہ ہمیں اس امر کی منہا ہی ہے کہ یہ خط تمہارے سپہدار کو دکھلا دیں بلکہ گورنر نے یہ خط ہمارے پاس بھیجا ہی تاہم لوگ عبائیوں کو اس گھات اتار دیں کہ وہ اسیر مونسان حیدر علی خان کی نوکری سے باز آ دیں، اور چونکہ اُنہیں بزرگواروں کے

کلام کا نام دین عیسائی ہی یہ بھی انہیں کا ایک مسئلہ تھا جو سپاہیوں کو سنا دیا کہ بھائیو، غبر دین والے کے ساتھ قول قسم کرنے کا کیا اعتبار، ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس عہد شکنی کے سبب زہار پروردگار کے دربار میں ماخوذ و گرفتار نہو گے اس بات کو کہ پادریوں نے ایسا خط فرنگی سپاہیوں کو دکھلایا ممکن نہیں ہی کہ کوئی مانے اور اُسکا انکار کرے، کیونکہ اس کا چرچا ایک جہان نے سنایا چنانچہ بہت سے آدمی جو بالفعل فرانسیسی کے دارالسلطنت میں موجود ہیں گواہی سے اس کو مقام بیوت میں پہنچا سکتے ہیں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ وہ خط جعل تھا، واسطے کہ پانچ پیر کی گورنر کے ہاتھ میں اس بات کی کوئی دستاویز نہ تھی کہ وہ اس خط کو فرانسیسی سپہ سالار سے چھپانے کہتا کیونکہ اُسکے دستخط خاص کے بہت سے خط اُس سپہ سالار کے پاس تھے جن سے ہر طرح کا بھید جعل یا سازش کا فاش ہو جاسکتا تھا، القصہ جیوت پادریوں نے اس امر میں انگریزوں کی خبر خواہی کی، بعد اسکے یرطکیشون کے تین پادری انگریزی پادری کے ساتھ جو صلح کا پیغام لیکے مدراس جاتا تھا روانہ کئے گئے، جب یرطکیشون کے پادری و بلور میں پہنچے اور جیوت پادریوں نے دو چٹھیاں جنرل اسمتھ اور وہان کے گورنر کو دیں، دسے دو نوں اس مقدمے میں کہ ان دین عیسوی کے مرشدوں نے کیوں اس طرح کی قاصدی اختیار کی ہی سخت منجذب ہوئے، خصوصاً اس بات کے معلوم کرنے سے کہ وہ کام ناگہانی واردات کی قسم سے تھا بلکہ قدیمی اور واقعی، جیوت پادریوں نے دہلے کانپتے اس حقیقت کو بیان کیا اور یہ کہا کہ ہم اس امر میں محض اے قصور ہیں اور ہرگز و ہر ائمہ اس فریب اور بناؤت سے کہ خلاف مرضی ایسے منیب کے جیسے احانون سے ہماری گردن جھکی جاتی ہی عمل میں آئی ہی واقعت

نہیں، سچ ہی کہ نواب بہادر نے اُن کے چلتے وقت ایک ایک کو تین تین سی روپئی مرحمت کیئے تھے، اگر نواب چاہتا تو اُسے ہندوستان کی قدرت تھی کہ ان کمینوں کو ایسی تہذیب و سراج کے لیے سزاوار تھے کہ تا جب نواب بہادر کبیر بیک کو پہنچا کر گیا تب جنرل اسمتھ نے وائسرائے کو محافظ سپاہیان حیدری سے خالی پا کے اپنے داخل میں کر لیا، برلاس جہت سے کہ وہ اسباب و لوازم اور رسد و غلہ پہنچنے کا جو دور دور سے وہاں آنے والا تھا انتظار کرتا تھا یہ اُس سے نہوسکا کہ حیدر علی خان کا پیچھا کرے، اور بار برداری کے لیے چار پایوں اور چھکروں کی اس قدر قلت اور نایابی تھی کہ ناچار اُسے ضرور پراکھواری سی اپنی فوج رسد لانے کو آگے بھیجے، جنرل اسمتھ کے مطالب میں دیری ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بالکل جنگی اسباب و لوازم اور غلہ اور شکر سی ذخیرہ اُس کے ہاتھ سے نکال گیا تھا جو انہوں میں حیدر علی خان کے قبضے میں آیا،

ان دنوں گورنر مدراس نے اپنے وعدے کے موافق ایک جماعت سوار و پیادوں کی نگاہداشت کر اُسکا نام اجنبی سپاہ رکھا اور اُسکی سرداری کا اختیار اُس فرانسیسی جاسوس کے ہاتھ جو حیدری لشکر گاہ میں تھا سو پ دیا اور شیو پلیئر دی کر بسط کو اُسکا داروغہ بنایا، اب اس ناپسندیدہ اور نفرت انگیز روایت کے مختصر اور ختم کرنے کی نظر سے اس جگہ پر اتنا ذکر کر دیا جاتا ہے کہ اُس نئی نگہداشت سپاہ کا انجام کار شیو پلیئر کے مکر و فریب کے موافق جس نے نہ فقط حیدر علی خان کے اذیت و آزار پہنچانے کے واسطے بلکہ اُسکے مار ڈالنے کو بھی کی تھی سب کا سب برباد ہو گیا، اور جو لوگ یا تہیجیری یا اور مکانی جانب سے سپاہی نگاہداشت کرنے گئے تھے اُنکے بھید ظاہر ہو گئے اور نئے سوار بالکل پاتہیجیری کی طرف بھاگ نکلے و نواب بہادر کی خدمت میں التجا لائے اور گھوڑے جو ملے لائے

ہستے، ہر چند اُسی سرکار کے پرائے ہوئے تھے، تو بھی اُسے قیمت دے دے
 مول لیتے، اِس اجنبی سپاہ کا بہ نصیب سرغنہ، انگریزوں کے حکم سے جن کی
 خبر خواہی کے واسطے دین ایمان سب اس نے دھوپا تھا شکر کی محکمے عدالت
 میں اِس طرح نا اہل تھرایا گیا کہ ایسا آدمی سالاری کے قابل نہیں کیونکہ کم حوصلہ اور
 بزور لہی چنانچہ وہ، شکر سے نکال گیا اور شیو بلیر دی کر بسط جو اُس بد کرداری
 کی بنیاد کا بانی تھا قید و بند میں گرفتار ہوا، جب نظام علی خان (جساکہ او بر مذکور ہوا)
 حیدر علی خان سے رخصت ہو کر پہ کو روانہ ہوا تو اُس کی سرکار کے دیوان مختار
 کل رکن اللہ ولہ نے نواب محمد علی خان کو جسے وہ برادری کا رشتہ رکھتا تھا ہر
 لکھ بھیجا کہ میں نے بری کوشش و جان فشانی کر کے آخر اپنے آقا کو اِس بات پر
 راضی کیا کہ اُس نے نواب حیدر علی خان سے جیسی اختیار کی، اب اگر آپ
 اور انگریزوں کو منظور ہو تو میں بطور مختار ایلیچی کے مدار اس میں آؤں تا آپ کی
 خاطر خواہ آپس میں قول قرار کیا جائے،

اِس پیغام خوشی انجام کے ستے ہی فوراً گورنر اور صاحبان کونسل نے
 اُسکی ملاقات کے لئے اپنا اشتیاق لکھ بھیجا، چنانچہ رکن اللہ ولہ اور دام چند
 سردار مرہٹہ جو نواب نظام اللہ ولہ کے ایک اخلاص مند و ن میں تھا
 نہایت کُروفر سے روانہ ہوئے اِس میں پہنچ نیست عزت و تپاک سے استقبال
 اور ہر روز فرنگ کے نادر و غریب عجائبات کے دکھائے جانے اور عمدہ
 عمدہ تحفہ تحائف کے پانے سے کمال محظوظ و ممنون کیے گئے، تب اُن حلیفہ و
 وکیلوں نے اُس اقرامائے کو بھی (جو نظام علی خان کی طرف سے بالکل اُسکی
 جگہ زمین کی مالکی اور آرکات کی نوابی محمد علی خان کو مقرر کرنے پر مشتمل تھا)
 اپنی اپنی دستخط کر مضبوط اور استوار کیا، اور نظام علی خان کی جانب سے مخلصانہ

کی اُتر والی چارون مرکازون کو معاً اُسکے شہر انگر یزون کے واسطے انعام کے طور سے مقرر کر دیا،

بعد اُسکے دو کونسلی مدراس سے حیدر آباد میں نظام علی خان کے پاس بطریق ایلیچی روانہ کیے گئے، جب دیے وہاں پہنچے تو اُس نے بیش قیمت تحفے و ہدیے اور بیش بہا سوغاتیں اُن کو اور مدراس کے گورنر کے واسطے بھی دے کر بری تو غیر و عزت سے اُنھیں رخصت کیا،

مراد اور مردار مرہٹہ جو سرا کے اُس طرف ایک چھوٹی سرزمین کا مالک تھا دو ہزار پان سسی سوار اور تین ہزار پیادے کی جمعیت سمیت لاچار و مجبور انگریزی لشکر میں داخل ہوا کیونکہ انگریزون نے اُنہوں کو ناجائز ملک و مدامانگی نہیں،

جنرل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے میں نواب حیدر علی خان کے ساتھ اور نا امید ہونا اُسکا کام میں

جنرل اسمتھ نے جو حیدر علی خان کے ملک اور اُسکی کرائی کے حال سے بخوبی خبردار تھا، بہت سا چاہا کہ مدراس کے کونسلین کو نواب کے صلح کا پیام مان لینے پر راضی کرے، لیکن جب اُسکی کوششوں نے کچھ فائدہ نہ بخشا تب اُس نے صاحبان گونسل کے حضور میں یہ عرض کی کہ میرے نزدیک تو قلعوں کے محاصرے میں اوقات ضائع کرنی عبث ہے، اُسکے بدلے مناسب ہے کہ نواب کی افواج کا تعاقب کر کے ہر طرح اُسے تنگ کریں اور درہنور تیکہ حریف سامنا نہ کرے تو اُسکے بعض نامی قلعوں کو گھیر لیں، چنانچہ دارالسلطنت بنگلور قابل محاصرہ ہی اگر اجازت ہو تو ہم اُس کا قصد کریں، لیکن سرکار مدراس کے

کار گزاروں نے یہ ارادہ مصمم کیا کہ پہلے اُن سب مکانون کو تسخیر کر لینا ضروری ہو گا۔ نائیون یا ایک برے پہاڑ کے سلسلے کے اُس طرف ہیں، چنانچہ جنریل موصوف پر تاکید حکم صادر ہوا کہ وہ اپنا لشکر دو حصہ کرے، آدھے پر تو کرنیل عود کو مردار مقرر کر واسطے محاصرہ و تسخیر کرنے اُن قلعوں کے جو داپون کے درمیان واقع ہیں۔ سمجھے، اور دوسرا حصہ وہ آپ لیکر حیدر علی خان کو لرائی بھرائی میں لگا رکھے،

جنریل اسمتھ اس حکم کو بجالایا اور جیسا اُسے منظور تھا بخوبی انجام پایا، کرنیل عود نے اکثر مکانون کو جنکے محافظ، جنگ و قتال کے قاعدے قانون سے واقف نہ تھے اپنے دخل میں کر لیا، چونکہ جہازات نواب بہادر کے اُن دنوں گویہ کے ملک کی طرف تھے اُنکی دست درازی سے بچ رہے، ایسی فتحوں کے ہونے سے مدد اس کے کونسل اور گورنر مارے خوشی و افتخار کے پھولے نہیں ممانے تھے خاص کر جب اُن لوگوں نے سنا کہ بنہی سے آتھ ہزار جہازی جنگی سپاہ منگلو رین اُتر کے اُسے فتح کر چکے، اور تین سو ضرب توپ بھی اُنکے ہاتھ آگئیں، بعد ازاں اُس لشکر کے سپہدار نے یہ اطلاع دی کہ اب میں چاہتا ہوں جتنی جلد ہی ہو سکے حیدر نگر پر چڑھائی کر دوں کیونکہ یہاں کھٹکے مفتوح ہو جائیگا اور بہت ساحداری خزانہ دینہ بھی جو وہاں گرا گرا یا بھی ہاتھ آئیگا، خلق اللہ کے سنانے کے واسطے اس خبر بشارت اثر پر قلعہ منط جارج سے ایک سو ایک توپ کی شلگین ہوئیں اور منگلو ر کے بھی مسخر ہونے کا حال کیا ہندوستان کیا اور مرزوبوم میں جہان فرنگی سمورے تھے سب جاکھ اسٹہار کر دیا گیا،

آمادہ ہونا حیدر علی خان کانبیشی کے لشکر کو مارہٹا نے
پورا اور انگریزوں کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیہ کرنا،

چونکہ بنگلور میں انگریزی لشکر کے اُترنے کی خبر فی الفور نواب بہادر کو پہنچ گئی تھی
اس واسطے اُنکے واقعے کو ضرور جان بنگر، سرا، سرپرنگپتن کی فوجوں کو حکم ہوا کہ
ترنت کنترے کی طرف روانہ ہوں، تیپو سلطان بھی اس فرمان کے بستے ہی تین
ہزار سوار جڑا ہوا لے جلد روانہ ہوا، نواب بہادر آپ بھی تین ہزار گرانڈیل
سیاہی، کئی ضرب توپ اور بارہ ہزار چیدہ سوار حمیت اُس طرف کا حازم
ہوا اور باقی افواج کی سپہ سالاری میر محمد و علی خان کو دے ارشاد کیا کہ اپنے کو
خطرہ سے بچا کر دونوں انگریزی لشکر کے ساتھ اس طرح مقابلہ و محاربہ کرتا رہے
کہ دے آگے برہنے سے مجبور و پریشان ہو کر پچھلے قدم بہت جائیں، نواب
بہادر کے کوچ کرنے کی خبر جنریل اسمتھ نے سنتے ہی بنگلور محاصرہ کر لینے
کو مدد اس کے کونسل میں لکھ بھیجا، کونسل والوں نے جو بنگلور ہاتھ لگنے کے
مشتاق ہی ہو رہے تھے اُسکے اس التماس کو پسند کیا، لیکن چونکہ پہلے بنگلور کا
مستحضر کرنا اُن کے نزدیک برا ضرور تھا، اس لیے یہہ جھوٹے پتھر کی کرنیل کال
انجنیروں کے سردار کو اس مہم کی اہتمام دی جائے، اور اس واسطے کہ وہ
جنریل اسمتھ کا تابعدار و محکوم نہ بنے اُس لشکر میں مشورے و صلاح کی ایک
مجلس مقرر ہو جس کا باران تین برے سردار یعنی نواب محمد علی خان، کرنیل کال،
سپٹر ماکس کے ذمے رہے، جسے پچھلے دونوں صاحب مدد اس کے کونسل
تھے، اور انہیں کو اس لڑائی کے سب امور ات جنریل اسمتھ کے ساتھ
فیصل کرنے کا اختیار تھا، اس خوف سے کہ مبادا ایسے نامی اشخاص اس لڑائی پر جو

انگریزوں کے نزدیک بھاری مہم ہی فتحیاب نہونے یا ناکام ہونے کے باعث عتاب و خطاب میں برہنہ احتیاطاً قلعہ سر کرنے کے واسطے سولہ غنارے یا خمپارے، پینتیس بری توپ، پچاس چھوٹی اور بعض ضروری چیزیں اُن کے ہمراہ کر دی گئیں جو مکہ میں سب سامان و سرانجام بنگلور تک اسی فرسنگ کے فاصلے پر لیجانا تھا اور بار برداری کے بیلون کا بہم پہنچانا مشکل، اسلئے کئی منزلیں تھہرائی گئیں جہاں وے لوگ توقف کر بن جیتک کہ سارا لوازمہ محاصرے کا موجود ہو،

دخل کرنا جنرل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعوں پر حیلے سے اور پھر لے لینا میر مخدوم علیخان کا اُسکو اسی طرح کے حیلے سے

جنرل اسمتھ نے یہ منصوبہ باندھا کہ بنگلور کی راہ میں جو قلعے واقع ہیں پہلے اُنہیں لے لیا جائے، جسے رسد آنے کا رستہ کھل جائے اور کچھ روک توک باقی رہے، اس ارادے سے دغا و فریب کروانے کے ایک گڑھ پر مشرف ہو گیا، تفصیل اُسکی یہ ہی کہ اُسکے جاسوسوں نے میر مخدوم علیخان کے ایک ہرکارے کو پکڑا جو اُسکی طرف سے بنگلور کے قلعہ دار پاس خط لکھے جاتا تھا اس مضمون کا کہ آج ہی شب کو پان سو سپاہی کی کمک پہنچے گی، چوکس رہا چاہئے مبادا اس مکان کو اعدا محاصرہ کر لیں، تب جنرل موصوف نے اس خط کو اپنے ہرکارے کے ہاتھ جو حیدری شکر کی راہ و رسم سے بخود ہی آگاہ تھا دیکر اُس قلعہ دار کے پاس روانہ کیا اور زبانی بھی اُسے یوں کہا کہ وہاں جا کر ظاہر کرے کہ ابھی کوئی دم میں کمک آ پہنچی ہے، اور اُدھر سے رات کو پچھلے پہر انگریزی شکر قلعے پر توت پڑا اور اپنا دخل کر لیا،

جب میرنخند دوم علی خان پر حریف کا یہ پھل کھل گیا، چند روز بعد وہ بھی اُسکے ساتھ اُسی طرح کا حیلہ عمل میں لایا، یعنی اُس نے اپنے ہندوستانی سواروں کو جن میں کتے آدمی انگریزی دراکو نوئی صورت نیلی بانات کا لباس رکھتے تھے حکم کیا تا وہ اُس قلعے کے میدان میں جا اپنے تئیں نمایان کریں، اور انھیں سے ایک شخص کو جو انگریزی دراکو نوں کے ربا لے کا تھا اور اپنے گھوڑے سمیت انگریزوں کی نوکری چھوڑ دی افواج میں آن ملا اور محل اعتماد تھا، قاصد بنا کر اُس قلعہ دار کے پاس بھیج دیا تا اُسے اس پیام کو انگریزی زبان میں یوں بیان کرے کہ حیدری سواروں کے ایک بڑے غول نے ہمارا پیچھا کیا تھا، سو ہزار خرابی ہم اُن سے بھاگ نکلے، اب ہمارا سالہ دار ساتھیوں سمیت اس مکان کی فوج تک آیا اور تجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور التماس یہ کیا ہے کہ آپ شفقت کی راہ سے قلعے کا دروازہ کھلا رکھئے تا ہم اُن سے بچ کر قلعے میں جلیے آئیں، بعد بھیجنے اس قاصد کے تھوڑے ہی غرصے میں غت کے غت سوار اُس دروازے سے جو کھلا ہوا تھا قلعے کے اندر داخل ہو گئے، ادھر کرنیل عود نے صاحبان کو نسل کے اشارے سے کئی قلعوں کا محاصرہ کیا تھا، پر آخرش سپاہ کی کمی کے سبب مدد اس کے کونسل میں ملکہ بھیجنے لگے، بھیجا، بعد اسکے دارما پوری کے محاصرہ کرنے کی فکر کی، باندہ خان نامے قلعے دار نے کہ مرد شجاع اور دایر تھا قلعے کے پچاقے میں برتی سادنتی اور بہادری کی، اور جب تک دیوار نہ گری اور کھائی نہ بھری سنبھلے علم کہ علامت امان مانگنے کی ہی ہرگز کھرا نکلیا، اور جب اُسکے وکیل کرنیل عود کے پاس گئے تو اُس نے سوائے قلعہ چھوڑ دینے کے اور کوئی شرط درپیش نہ کی، چونکہ دھلا بغیر مرضی قلعہ دار کے کچھ اور بات کا اختیار نہ رکھتے تھے، قلعے کو بھڑا لے، اتنے میں انگریزی سپاہ خندق سے نکل نکل درپیشوں تک آگئی، پیچھے سے اور سپاہ بھی آئی،

نام پاسبان سیاہی، قلعہ دارمہ اپنے لڑکے، اور دوسرے عہدہ دار بھی مارے پڑے، فقط بارہ نفر فرانسیسی توپچی انگریزی افسروں کی سمادش سے جانبر ہوئے،

اس مقام میں کہ انگریزی سپاہیوں نے باوجود سبید نشان قلعے میں قایم ہونے کے جو ایسی بے رحمی و بے رحمی کا کام کیا وہ اس کی ایک دوسری روایت سے یوں معلوم ہوتی ہے کہ کرنیل عود کے لشکر والے نیت جھنجھلائے ہوئے تھے کہ کہیں بھی ان فتح کئے ہوئے قلعوں میں کچھ لوٹ کی چیزیں اُنکے ہاتھ نہ جڑھیں۔ انھیں کیونکہ حیدر علی خان نے پہلے ہی اُن قلعوں کے رہنے والوں کو تاکید کر دیا تھا کہ اُن مکانوں کو چھوڑ اپنا اپنا مال اسباب لے نکل کھڑے ہوں، اور ایسا ہی حکم پابندہ خان قلعہ دار کو بھی صادر ہوا تھا کہ سپاہیوں کے پاس سوائے اُنکے ضروری اوتارھنے بچھونے یا لباس پوشاک کے اور کچھ نہ رہے، اور یہ بھی نواب بہادر کا قول تھا کہ انگریز صرف لوٹ تاراج ہی کرنے کے لالچ سے جنگ جہال کرنے میں نہیں جاہتا ہوں کہ وہ اپنے مطلب پر فیروز ہوں، یہ مشکل کہ کرنیل عود اور اُسکے دوسرے عہدہ داروں نے اپنے سپاہیوں کو ایسے کٹرینے کی خونریزی و قتل سے باز نہ رکھا، بآسانی حل ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ امر، اُسکے بے حکم واقع ہوا تھا، کچھ دنوں بعد میر محمد و م علی خان نے دارماپوری کے مظلوموں کا خوب مدد لایا کہ ویلور کے میدان میں انگریزی سپاہیوں کے پلٹن کو قتل عام کر دیا، اور حیدر علی خان کے دل میں کرنیل عود کی طرف سے ایسا بغض و کینہ عطا گیا کہ خاص کر اکثر اُسکے لشکر پر تاخت کرنے اور زک دینیکا ارادہ رکھتا تھا، فی الحقیقت اگر یہ کرنیل اُس کینہ کش نواب کے یا لے پرتا تو گمان غالب تھا کہ اُسکے ہاتھ سے برے عذاب و سیاست میں گرفتار ہوتا،

بعد مسخر ہونے دارماپوری کے کرنیل عود کی فوجین حب المحکم کو نسل
مدرا اس کے جنریل احمقہ کی فوج سے جا ملین، تب اُس سپہسالار نے رسی کی
راہ کا بند و بست کر کے بنگلوری طرف کوچ کیا اور اُس کے قریب کے کتنے گتے گتے ہون کو
جیسے کولار، مسکوٹہ وغیرہ لے لیا، اور چونکہ اُسے یہ منظور تھا کہ آئندہ اور
مکانوں کے محاصرہ کرنے کی نیت سے مسکوٹے میں ذخیرہ جمع کرے، اس
واسطے اُس کے مضبوط و استوار کرنے میں بری کو ششین کیں،



پہنچنا و کیاون کا دیونہلی کے باشندوں کی طرف سے امان نامہ
مانگنے جنریل احمقہ کے پاس اور حسن سلوک اُس سپہسالار کا
اُن کے ساتھ اور یہ ماجرا منکر حیدر علی خان کا خوش ہونا،

جنریل احمقہ جب مسکوٹہ کو پہنچا، تو باشندگان دیونہلی کے وکیلون نے
اُس کے حضور میں حاضر ہو مبائع کثیر بطور نعلبندی کے گزاران کر یہ عرض کی چونکہ
یہ قصبہ اور قلعہ حیدر علی خان کے مولد یا جنم بھوم ہونے کے سبب فضیلت
و شرف رکھتا ہی اور اسی واسطے اُس امیر اقبال مند کے نزدیک بہ نسبت
اور شہروں کے اُس کی بری قدر و منزلت ہی، جنریل نے اُن کے
جواب میں کہا کہ میں بھی ان مراتب کا خیال و لحاظ رکھ پہلے سر و چشم اس
امر کی پاس داری و رعایت کرتا ہوں تا دوسرے بھی میری پیروی کریں
چنانچہ خوشی سے اُس نے ایک عہد نامہ جس کے سبب وہ شہر اور اُس کے پاس
کی بستیان تاراج سے انگریزی افواج کے محفوظ رہیں لکھ کر انھیں دیا اور
روہی جو دے لائے تھے پھیر دیا اور اپنی سپاہ پر تقسیم کیا کہ بلا اجازت کوئی اُدھر

جانیکا ارادہ نہ کرے، جنریل اسمتھ کی اس انسانیت و مدارات نے اُسکی اُس عزت و آبرو کو جو مدت سے نواب بہادر کے دل میں تھی دوچند کر دیا چنانچہ نہایت خوش ہو کر دوسرا اس اسپ عربی خاص گھوڑوں میں سے جراثوزین سمیت جنریل موصوف کو بطور پیشکش بھیجا،

افواج بنہی کے سپہدار نے منگلوں کو مستخر کرنے کے بعد جب دیکھا کہ اب کوئی کام باقی نہیں مگر یہ کہ وہاں سے کوچ کر حیدر نگر لے لے، تب دوسرا اس کے کونسل میں اس حال کی اطلاع کی لوگوں نے ہر چند اُسے دشوار گزاری راہ کی بیان کی اور کہا کہ اول تو حیدر نگر یہاں سے ساتھ فرسنگ کے پلے ہر ہی اور راہ میں علاوہ گنجان درختوں کے، جنگل پہاڑ مذہبی نالے بھی کثرت سے ملتے ہیں خصوصاً شہر کے قریب تو عجب بینہ می کڑھب راہیں ہیں، جن سے گزرنا سخت مشکل ہی، تو بھی اُس نے اپنے قصد کو پھوٹا، اُس مہم کے اسباب و سرانجام کی طیاری میں لگا ہی رہا، اُن دنوں اُس کے لشکر کے دیرے منگلوں کے دروازوں کے باہر پرے تھے،



ایلغار کر کے آپرنا تیپو سلطان کا فوج اعدا پر ہزیمت دینا انہیں بیخبری میں پکڑ لینا بہتوں کو اسیری میں، اور اُسی دن شام کے وقت آپہنچنا حیدر علی خان کا شفقت و پیار سے اپنے فرزند سعادت مند کو آغوش مہر میں لینا اور چشم گہر بار سے قطرے اشک کے نثار کرنا،

شاہزادہ تیپو سلطان غنیم کے ارادے سے مطلع ہو جوانی کی ترنگ اور نام و نشان حاصل کرنے کی اُمنگ میں منگلوں کو چھوڑ الغاروں کنرہ کی سرحد میں آپہنچا، رعیت

پر جا وٹا کی جو غنیم کی آمد آمد کے سبب لرزان و ترسان ہو رہی تھی ایسے حاکم کے
 فرزند سعادتمند کے تشریف لائے سے قوی دل ہوئی کہ آنا اُس کا اُنکے
 حق میں ہر طرح کا رنج و عذاب سے رائی و نجات کا باعث ہوا، خلق اللہ اُسکے
 آنے سے ایسی شاد و خرم ہوئی کہ گویا اُنکے قالب بیجان میں جان آگئی،
 شاہزادے کے دل میں اُنکے ماضی و حال کی شادی و غم کا حال دیکھ سن ایسا
 رحم آگیا کہ اُس نے فوراً سنگھار کی طرف کوچ کیا اور ساری حیدری فوج کو جو ہر ایک
 صوبے سے اُس مقام پر اکٹھا ہوئی اور راہ میں بھی اُسے ملی تھیں یہ حکم دیکر کہ دو
 بیچھے بیچھے جلی آئیں، آپ پہلے ہی بری تیز قدمی سے انگریزوں کے لشکر کے سامنے
 جا موجود ہوا، اُسکے پہنچتے ہی غنیم کی فوج میں ہراس و رعب سے ایک ہل چل
 پر گئی، شاہزادے نے ذرا بھی آرام و انتظار نہ کیا بلکہ صف اعدا کی طرف آگے
 برہکر طامشی کو چیر سامنے لشکر حریف کے جا پہنچا،

بیت

چلا تا تھا سلطان جہر تیغ کین

لہو سے نہی بھرتی اُدھر کی زمین

ہستون کو نہ تیغ کیا کتوں کو مار بھگایا قلعے کے دروازے تک فرار یونکا تعاقب کیا
 سوار اُسکے بھگوتوں کا پیچھا کرتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے، اتنے میں اُنکی
 پشت پر حیدری فوج بھی پہنچ گئی، انگریزوں کے دیر وں کو خالی سن سان پا
 تعجب کر کے لگے لو تین، چھاوئی اور شہر میں جو کچھ اُنھیں ملا لوٹ لیا، شاہزادہ
 بھی اس لوٹ تاراج سے خوش تھا، کیونکہ اُسے شہر والوں کی جنھوں نے
 دشمن کا سامنا کرنے کچھ دل جرایا تھا تنبیہ منظور تھی، اس ترائی میں
 انگریزوں نے ایسی شکست کھائی کہ اُنکے بہت ہی تھوڑے آدمیوں نے

اتنی فرصت پائی کہ اس ناگہانی آفت سے بچ کر جہازوں پر ہناہ لین، حال یہ تھا کہ خود جہاز والے بھی اس طوفانِ بلا کی در سے کانپ رہے تھے، دشمنوں کا بھاگنا دیکھ کر حیدری سپاہی کیا فرنگستانی کیا ہندوستانی دونوں ایسے دلیر و بے باک ہو گئے کہ ترنت جہازوں پر چڑھ اُنکے تین جہاز شکاری ساز و سامان پھنچانے والے لے لے لے، انگریزی شکر کے باقی لوگ جو بھاگ کر بچ گئے تھے وہ بھی گرفتار ہو آئے، ان اسیروں میں ایک تو جنریل تھا اور چوالیس ۴۴ عہدہ دار، چھ سو تیس انگریزی سوار، قریب چھ ہزار کے ہندوستانی سپاہی حربے ہتھیار اور شکاری سرانجام و اسباب سمیت تھے،

یہ بری فتح جسے حیدری سرکار کامیاب ہوئی منگلور کے قبضے سے نکل جانے کے آٹھ دن بعد وقوع میں آئی سب اس شکست کا غفلت انگریزی جنریل کی تھی جس نے ایک مہینے تک اُن غاص راہوں کی خبر کو جدھر سے غنیم کے آنے کا گمان تھا جاسوس نہ بھیجھے کہ اعدا کی آمد سے آگاہ کر دیتے،

جبر علی خان فتح ہونے کے دن شام کے وقت وہاں آ پہنچا، شاہزادے نے اُس کے حضور، مجملًا صورت حال جو یس فیصلہ کی طرح اس مختصر جملے میں کہ میں گیا۔ دیکھا۔ لے لیا عرض کی،

کہتے ہیں کہ حیدر علی خان جب اپنے فرزند عزیز سے ہم آغوش ہوا جوشِ مسرت کے سبب بے اختیار اُس کی آنکھوں سے قطرے اشک کے نکل پڑے،

سبست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پر طکیشی
 سوداگروں کے حق میں اسلئے کہ انہوں نے انگریزوں کو
 مدد دی حال آنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے

پر طکیش سوداگر مدت سے منگلو زمین بستے تھے، جب ان لوگوں نے اس
 لڑائی بھڑائی کے ایام میں بندہ سے جہاز پر انگریزی فوجوں کا آہنچنا اور جنریل
 اسمتھ اور کرنیل عود کا کتے حیدری قلعوں اور سرکاروں کا لے لینا دیکھا،
 اسے خواہی نخواہی اُنکے ذہن میں یہ بات آگئی کہ اب انگریز اکثر حیدری ملکوں
 کو لے لینگے، اگر اور کچھ نہ تو لاجلہ منگلو تو ان کے عمل دخل میں رہینگے،
 وے اس خیال خام پر انگریزی جنریل کے ساتھ ایسی دوستی و خیر خواہی
 کی راہ چلے جو احتیاط و ہشیاری سے کوسوں دور تھی اور ان لوگوں نے اسے
 یہ بھی قول قرار کیا کہ ہم شکر کے ضروری اسباب و رسد کی سربراہی کریں گے،
 حضور والا میں یہ خبر پہنچتے ہی ان کی طلبی کے لئے یہ فرمان صادر ہوا کہ وے جلد
 ان پر طکیشی کارخانے کے سرداروں اور عیسائی دین کے نینوں قوم کے
 پادریوں کے ساتھ جو منگلو زمین میں حاضر ہوں، جب وے دربار میں حاضر
 ہوئے، نواب بہادر نے ان سرگرمیوں اور پیشواؤں سے پوچھا کہ مسیحی
 مذہب والے ایسے گنہگاروں کے حق میں جو اپنے آقا و حاکم کے ساتھ بدخواہ اور
 عہد شکنی کر کے اُسکے دشمنوں کی اعانت کریں کس طرح کی تعزیر تجویز
 کرتے ہیں، اسے نام لے بول اُتھے کہ ایسے قصور پر قتل کرنا واجب ہے،
 نواب نے فرمایا میں ان کو ایسی سخت سیاست نہ دینگا، کیونکہ شرع محمدی
 میں اتنی سختی جائز نہیں، ہرچونکہ ان لوگوں نے اس خیر خواہی و وفاداری کے

سب اپنے کو انگریزوں کی قوم سے ظاہر کیا ہی بنا چار اُن کا مال اموال انگریزوں کی ملکیت میں دیا جائیگا، اور دے ہتھکڑی پیرسی پہن قید خانے میں جبتگ کہ میں اُنھیں غمناک وں مقید رہینگے، نواب بہادر نے اُن پر طکیشن کے مقدمے میں یہ حکم دے منگلو رکابند و بست کر جلد ہی بنگلو رک کو جانے کی طیاری کی،

جن دنوں نواب بہادر منگلو رک سے دور تھا ۱ دھرجنریل اسمتھ نے فرصت یا کر تو پخانہ و سرانجام و لوازم جنگی ہم پہنچایا اور اُدھر سے محمد علی خان اور صاحبان کو نسل بھی صرف اقسام طرح کی شرابوں سمیت آپہنچے، پر ان سب طیاروں کے بعد جب اُنھوں نے چاول گہون کی قسم سے غلے کی ایسی کمی دیکھی کہ بدشواری مدت محاصرہ تک وفا کرے اس نظر سے کہ اندنوں حیدری افواج، عمل کر لینے میں اُن قلعوں کے جن کے نگہبان اُس رسد کے سپاہی تھے جو آدکات سے آتی تھی متوجہ نہی اور ممکن نہ تھا کہ بے لوگ حیدری لشکر کا مقابلہ کر سکیں تب جنریل اسمتھ کو ضرور ہوا کہ اپنی سب فوج کو قلعہ ہسکوٹہ کی نگہبانی و محاصرے کے لئے جس میں سب ذخیرے امانت رکھے گئے تھے، اپنے حکم کے تابع رکھے،

مراد اور دوسرے دارمہتے نے صاحبان کو نسل کو بہتر تدبیر بتلائی کہ پہلے کو چاک بالا پور کو جو ایک قلعہ ہی بنگلو رک سے دس اور شانور افغانوں کے ملک سے تین فرنگ کے فاصلے پر، محاصرہ کر لیا جائے، کیونکہ جب بالا پور ہمارے ہتھ آیا تو اپنے ہی ملک یا شانور وغیرہ سے جس قدر کہ برنج و گو سپند و درکار ہوگی مل سکیگی، یہ صلاح کو نسل والوں نے پسند کی، اور اب جنریل اسمتھ تھوڑی سی فوج واسطے نگہبانی قلعہ اور ارباب شورا کے دہان چھوڑ کر جلد بالا پور کی طرف روانہ ہوا،

روا نہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکو تہ کی طرف
اور اُسے مستخر کر لے کے لئے ایسی طیاری کرنی جسے
محمد علی خان دیکھ کر گھبرا جائے ، آخر کو بلایا جانا جنریل
اسمٹھ کا تا اس اضطرار ہے اُسکو بچا مدراس پہنچاے ،

جن دنوں جنریل اسمٹھ نے بالاپور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا نواب بہادر نے
بھی اُسکا پیچھا کر کے کبھی سواروں کو اور کبھی توپ خانہ ساتھ لے اُسے تنگ
کرنا رہا آخر جس نواب نے معلوم کیا کہ بالاپور کے سامنے مورجا بنانے میں غنیم کا
روکنا ممکن نہیں تب فوراً اُسکو تپے کا غزم کیا اور بھور نہوتے ہوتے وہاں جا پہنچا ،
قلعہ پر حملہ کر اُسکے پشتے کھائی کو جو گرد بگردانگر بزدل نے بنا ئی تھی اپنے اختیار
اور فرنگستانی و ہندستانی سپاہیوں کو بھی جو انگریزی بیمارستان میں تھے ہمراہ
کر لیا ، اور چونکہ محمد علی خان کی بزدلی کو خوب جانتا تھا اُسے یہ منظور ہوا کہ محمد
علی خان کو کچھ ڈرایا اور گھبرا یا چاہئے چنانچہ ادھر تو اُسی قلعے پر یورش کرنے کا
اسباب مہیا کرنے کو حکم کیا اور ادھر آپ اس کام کی اہتمام میں متوجہ ہو کارکنوں
کو روپیہ و اشرفی بخشا اور سپاہیوں سے انعام کا وعدہ فرما کر اُنکے دل برہاتا تھا تا
وے اُس مکان کو لیکر خمد علی خان کو اسیر کر لیں ، محمد علی خان نے جو اسباب کی
لئے طیاریاں دیکھیں اور بعضے قیدیوں کی زبانی بھی جنھوں نے حیدر علی قید و بند
سے بھاگ کر قلعے میں پناہ لی تھی یہی باتیں سنیں اُسکے دل پر ایسی ہیبت و دہشت
غالب ہوئی کہ کرنیل کال کی مرضی کے برخلاف یہ بات تھمرا ئی گئی کہ فوراً
جنریل اسمٹھ کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا جائے کہ بالاپور کے
محاصرے سے دست بردار ہو کر ہسکو تپے کی محافظت کے واسطے جلد آ پہنچے

محمد علی خان جو نہیں چاہتا تھا کہ پہراپنے حریف قوی دست کے پالے پرے جنریاں اسلئے کے پہنچتے ہی خوشی خوشی مدراس کو روانہ ہوا اور کرنیل کال بھی اس صلاح برمتفق ہو آسپ بھی اُس کے ہمراہ مدراس جانے میں مستعد ہوا، جنریاں اسلئے چونکہ جانتا تھا کہ جب تک اُس کی تمام فوج ساتھ نجاگی ممکن نہیں کہ اُن دونوں کو حملات حیدری سے بچا کر مدراس پہنچا سکے لہذا مجبور ہو جنگی اسباب اور غلہ ذخیرہ جو بنگلور محاصرہ کرنے کے ارادے جمع کیا تھا، اُسکو تے میں چھوڑا اپنی سب سبہا ہمراہ لے اُنھیں لے نکلا، حیدر علی خان نے پھیر لینے میں اُن قلعوں کے جن کے پچانے پر انگریز متوجہ تھے رنج اُٹھانے کو مناسب نجان انگریزی افواج کا تعاقب کیا اور پی در پی کے حملوں سے اُنھیں کھرا دیا،

عد رخواہی کو پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے خسرو پورے کا بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آد میوں کے اُرغلان لے سے بہت دنوں تک عاصی رہا تھا، اور بھر پیدا ہونا اسباب فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور پریشانی کے

جن دنوں میں کہ جنریاں اسلئے بالاپور کے محاصرہ کرنے کو آیا نواب بہادر کے واسطے خوشی کا ایک سبب یہ ہوا کہ اُسکا سالار مرزا علی خان، جس کا باغی ہونا نواب بربر اقلق گذر اٹھا، اپنے اگلے قصور کو یاد کر، خواہ نیک ذاتی کی جہت سے خواہ اُس سبکی کے سبب جو اُسکو مادھورا اور مہتوں کے سبب سالار اور اُس گروہ کے اور سرداروں کے پاس ہوئی نہایت شرمندہ و نادام تھا، ہمیشہ ایک موقع شاید کا متلاشی رہتا تھا تا پھر حضور میں نواب کے درجہ

قبولیت کا بائے، چونکہ اُن دنوں اُدھر تو نظام علی خان نے حیدر علی خان کی وفات سے کنارہ کیا تھا اور اُدھر جنرل اسمتھ نے بنگلور مستقر کرنے کو شکر کشی کی تھی اور نواب حیدر علی خان تیپو سلطان کو ہمراہ لے بنگلور کی حفاظت کے واسطے روانہ ہوا تھا کیونکہ دوسری انگریزی فوج نے اُس برہمچاری کی تھی مرزا علی خان نے نال کر کے دیکھا کہ اس وقت میں بری زحمتیں اُس کے برے بھائی کے سر پر ہیں میں تب اپنی راست کرداری اور اخلاص کے سبب ترنت فوجوں کی نگاہداشت کر جلدی سے بیس ہزار جوان ساتھ لے سرا اور میسور کی راہ ہو حیدری شکرگاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر آ پہنچا، اور اپنے کئی سواروں سمیت اُس مقام تک جہاں حیدری قراول شکر کے باہر پابانی میں تھے جا کر اپنا نام بتلا میر محمد علی خان کو تلاش کرنے لگا کہ مجھے اُن سے کچھ کہنا ہی، خان مذکور ایک ایک بی بی بیخام سے اُس کی آواز پہچان گیا اور تعجب کر کے اُسکی ملاقات کو خیمے سے باہر آیا اُسے دیکھ کر یو چھنے لگا خبر بت تو ہی کیا تھا جو اُدھر آپ کا آنا ہوا مرزا نے جواب دیا میں اس نیت سے آیا ہوں کہ مقدمہ بھر، اپنے قصور کا تذکرہ کروں اور اُس فوج سے جو میں نے نواب عالیجناب سے جدا کیا تھا اب ایک برہمی فوج لایا ہوں، مجھے در دولت تک پہنچانے تو اُس آستانہ عالی کی خاک پر جہیں اُردت کو کھسوں، خان موصوف نے کہا پہلے تمہارے آنے کی خبر تو کروں مرزا نے سنت کی خدا کے واسطے جلد مجھے لیجئے تب خان مذکور نے کہا اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آئے، الغرض وے دونوں حیدری بارگاہ میں داخل ہوئے، جمال حیدری دیکھتے ہی اُس رئیس زادے نے اپنا سر اُس کے پیروں پر رکھ دیا، نواب بہادر نے اُسے زمین سے اُٹھا چھاتی سے لگا یہ فرمایا کہ ہم کو اس روداد میں کچھ تعجب نہ تھا مگر رنج فران ہی کا شاق تھا، آخر اس دونوں شکر ایک ہوا اور مرزا کا آنا شاگون نیک،

تین غول بڈانا حیدر علی خان کا اپنی سپاہ کو مدراس
برہلا کر کے وہاں کے کونسلیوں کو خوف و ہراس
میں ڈالنا، اور خاطر خواہ غالیانہ صلح اُن سے کرنا،

سید علی خان نے دیوار تک جنریل اسمتھ کے لشکر کا پیچھا کر کے بالکل اپنی
دنگ کا طور بدل ڈالا، سواروں کا تین جتھا کیا، ایک کی سپہ سالاری آپ لی
باقی دو ٹکڑیوں کی سرداری میر محمد علی خان اور مرزا علی خان کو دی، اپنے
سراہ قد اور جوانوں کا لیر وڈن کرنا تکیوں کو لٹے اور انکے بھی تین حصے کیے،
انہیں تین چالاک و چابک فوجوں نے ناخست تاراج کے سبب اعدا کے تمام
ملکوں پر ایسی زور شور کی ہل چل ڈالی کہ تمام شہر کے لوگوں اور مدراس کے
کونسلیوں کے دلوں میں ایک دھڑکا بیٹھ گیا، اور یہ امر ہندوستان کی
اور سب فرنگستانی قوم میں برسی خوشی کا باعث ہوا کیونکہ اُن کے ساتھ
انگریزوں نے اپنی تھوڑے ہی دنوں کی کامیابی و حکمرانی میں چھیر چھار
شروع کر دی تھی،

* وہ چھیر یہ نہی کہ انگریزوں نے پائلٹ پیچیری کے گورنر سے اُن فرانسیس سواروں کو
جو حیدر علی خان کی سرکار سے بھاگ اور اُسکے یہاں کے گھوڑے بھی چرا کر اُس طرف
لے گئے تھے، اُن اسپوں سمیت منگو بھیجا تھا سوار اسکے انگریز صوبہ ترنکو بار کے عاملوں
پر بھی تنبیہ و سختی کر اُن سے اُس جاسوس کو جسے انگریزوں نے اُن کے قلعہ دار
سپاہیوں کے ورغلانے کو بھیجا تھا لیا جاتے تھے، علاوہ بالیکیت (قوم دچ کے
ایک قلعے) کے گورنر پر بھی جبر کیا تھا تا وہ اُس فرانسیس کو جس نے اُن کے
آسرے میں پناہ لی ہی حوالے کر دیں۔

مدراس کے کونسلوں نے بھی حیدری روئے براگریزی لشکر کی تین تولیان بنائیں
تھیں، ان میں سے سپاہیوں کا ایک گروہ جس کا سرغنہ کرنیل فریچمن تھا اور یہ
کرنیل قبل اس کے کبھی حیدر علی خان کے مقابلے کو نہیں بھیجا گیا تھا، ادھر روانہ
کیا گیا، جس وقت کرنیل مذکور اپنی چار ہزار سیاہ ہراہ لے جن میں چھ سسی
جوان فرنگستانی تھے اس میدان کی راہ جو جو تین طرف جنگل سے مالا ہوا ہی،
جاتا تھا، اکبار کی کئی سوار نظر کے سامنے، اس میدان کے کنارے دکھائی دیئے
نبشکری عہدہ دار کرنیل سے کہنے لگے اب ہنر بہ ہی کہ سپاہیوں کو حکم
دیا جائے تاوے آپس میں پرا بانڈہ جنگل کی جانب دب کر چلیں تاکہ حریف
کے حملوں سے پناہ کی جگہ ہو، اس بات کے سننے سے کرنیل بہادر نے ہسکر
انھیں کہانم دیکھ لینا کہ ان سپاہیوں کو کیا مزا چکھانا ہوں، کرنیل کو تو ادھر ہر زعم
تھا اور ادھر ہر دم سوار برہتے جاتے تھے لیکن یہاں اب ککا مقہور تھا کہ اس
مقہورے میں کرنیل کے روبرو زیادہ بات کہے، سب دم بخود ہو رہے، اتنے میں
ایکا ایکی گر دغبار ایک ابر سامو دار ہوا اور تین ہزار سوار جرار آئے،
دم بھر میں انکی جمعیت قوت پھوٹ گئی، کرنیل بھاگ نکلا، سواروں نے اسکا
پیچھا کیا، پر وہ اپنے گھوڑے کی تیز قدمی کے سبب انکے ہاتھ نہرہا نہیں تو اسے
تکڑے تکڑے کر ڈالتے، میر محمد دم علی خان نے دارماپوری کی خونریزی یاد کر کے
اپنے سواروں کو حکم دیا کہ ان بیرحموں کو قتل کرنے میں ہرگز دریغ نہ کرو، یحس سے
زیادہ عہدہ دار مارے اور قید پرے، کپتان ر بھی جسے و انباری کا قلعہ حیدر علی خان
کے حوالے کیا اور یہ قول دیا تھا کہ برس دن تک حیدریوں پر ہتھیار نہیں باندھو گا
باوجود اس کے کہ ابھی زمانہ موعود کے دن باقی تھے جو اس لر آئی میں پکڑ آیا،
لیکن ماجرا یہ تھا کہ وہ زبردستی گورنر مدراس کے حسب الحکم قلعہ مادوراک کی

نگہبانی کے واسطے کرنیل مذکور کے ساتھ چلا تھا، آخر میر محمد و م علی خان کے کہنے سے اُسکو پچاسی دہائی گئی یہ حال سنہ ۱۷۶۸ ع میں واقع ہوا،

بعد اُسکے ۱۷۶۹ ع میں حیدر علی خان کرنیل عود کا جو آٹھ ہزار سپاہی لیکر تھیا گڑھ کے نزدیک پہنچا تھا تعاقب کر اُسکے چند اول پر آہر اور ایسا تنگ و مجبور کیا کہ اُسے جنگل میں پناہ لینا ضرور ہوا، اور اُسوقت اُسے اس کی بھی فکر تھی کہ قلعہ یلو اینو کی حفاظت کے لئے کچھ سپاہی تعینات کرے کیونکہ اُسکا قلعہ اریکٹان سرائو والا تھا بہر صورت کرنیل مذکور نے اس لحاظ سے کہ نواب بہادر اس قلعے کو محاصرہ نہیں کر نیکا، وہاں کے سپاہیوں پر اُسی شے باز اریکٹان کی سرداری بحال رکھی، لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ نواب مع کتنے سوار و سپاہیوں اور کئی ضرب توپ کے وہاں آؤا، تب وہ قلعہ اریکٹان سے شارنشے کی حالت میں اپنے گھوڑے پر چڑھ قلعے کا دروازہ کھلوا حیدر علی فوج کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر نواب کی ملازمت حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا، آخر جس جب وہ سرکاری ملازمون کے وسیلے حضور میں آیا تو مجھے کے بعد جا بلو سی و خوشامد کی راہ سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ فدوی اس قلعے کا قون میجر ہی اور اس امر کتین کہ اس قلعے کو آپ سری کا بادشاہ الودعزم محاصرہ کرے اپنی حرمت و فخر کا موجب سمجھتا ہی اور بندہ تو جان و دل سے قلعے کی حفاظت و نراست کے واسطے حاضر ہی اور امید یہ ہی کہ آئندہ ایسی کوشش و جانفشانی کرے کہ اپنے کو نحسین و انعام کا مستحق بنا دے لیکن بالفعل چونکہ قلعے میں سپاہیوں کی شراب نمر گئی ہی اس لئے نواب نامدار کی فیض بخشی کے بھروسے اتنا سہہ کرنا ہی کہ اگر غریب نوازی کی راہ سے خواہ بطور بخشی خواہ بطور فروخت کے یہ اُنھیں ملجائے تو دے

خوش ہو کر قرار واقعی قلعے کی نگہبانی میں مستعد رہیں، نواب عالیجاہ نے اس
واہیات تفسیر سے اُسکو دیوانہ سمجھا اور یقین نہ کیا کہ وہ تو ن میسر ہی،
بہر کیف اُسے وعدہ کیا کہ اچھا تمہیں شراب وغیرہ دی جائیگی، بعد اُسکے کئی
طرح کی نشے والی شرابیں سامنے سنگا کر اُسے چکھنے کو فرمایا، وہ عاشقِ نشہ
بے اندیشہ نوش کرنے لگا، ایک لمحے میں اباسالے ہوش ہو گیا کہ اور لوگ
اُسے کندھوں پر اُٹھا خیمے میں سجھونے تک لے گئے، اُسی خواب سنی کی
حالت میں واسطے پہچان نے کے شہر کے آدمیوں کو بلا کر اُسے دکھلایا، جب
اُسکا نشا تو تازہ لوگوں نے ہو جب تلقین نواب کے اُسکو کہا کہ نواب فرماتا ہی چونکہ
یہ شخص بھیدیا بن کر اس لشکر میں آیا تھا اُسے پھانسی دینا صلاح ہی، اور اگر
حقیقت میں یہ تو ن میسر ہی تو اپنے سپاہیوں کو حیدری ملازمن پر قلعہ و شہر
چھوڑ دینے کا حکم دے، ان دو باتوں میں جسے چاہے وہ اختیار کرے یا حصار حوالے
کر دے یا دار پر چڑھے، جب میسر نے دیکھا کہ قلعہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی
تدبیر نہیں حکم دیا کہ قلعہ تسلیم کریں، یہ بیچارا تو کیفی ہی تھا، لیکن زور لطف تو
اس میں ہی کہ عہدہ دار جو اُسکے حکم کے تابع تھا اُس نے بھی اُسکا
کہنا مان قلعے کا دروازہ کھول حیدری جوانوں کو آنے دیا، ادھر تو نواب بہادر
نے اس حکمت سے وہاں عمل کر لیا اور ادھر کرنیل عود کی ناجربہ کاری
ظاہر ہو گئی کہ ایسے شخص کو قلعہ دار مقرر کیا تھا،

اُسی زمانے میں کہ نواب یہاں قلعہ یلوانیہ کی تدبیر و انتظام میں مصروف
تھا وہاں تیبو سلطان و مرزا فیض اللہ خان جو ایک بری فوج اور توپخانے پر
حاکم تھے، تیسے دونوں پھیر لینے میں ان مکانوں کے جن کی نگہبانی میں انگریز
سامعی تھے مشغول ہوئے، بلکہ سب جگہیں سوائے ہسکوٹے کے جو بہت سپاہ

اور براتوینا نہ رکھتا تھا، اُنکے قضے تصرف میں آجکی تھیں اُسکے لینے کو نواب فطانت مآب نے دل میں یہ ارادہ کیا کہ ملاپ کا قول و قرار کر اُسپر بھی قابض و دخیل ہو جائے،

اُن دنوں کہ حیدری تاخت تاراج سے گورنر اور کوئٹہ لوگ حیران ہو رہے تھے، ولایت انگلستان سے ایک جہاز آ پہنچا، جس پر مسٹر ڈپری مدراس کا سابق کوئٹہ بھی آیا جو انگریزوں کے نزدیک برادر اشدند اور صاحب فراست مشہور تھا، ولایت والوں نے اس نیت سے پھر اُسکو بھیجا کہ مدراس پہنچکر ریاست کا بندوبست اس سال ۱۷۷۰ کی ابتداءے جنوری سے اپنے قبضے میں لاوے، الغرض یہ کوئٹہ ۱۷۶۹ کے اوائل مارچ کو مدراس میں وارد ہوا اور بادشاہ کا ایک فرمان بھی اپنے ہمراہ لایا اس مضمون کا کہ مدراس کے گورنر اور کوئٹہ کو واجب و لازم ہی کہ حیدر علی خان کے ساتھ دوستی و آشتی کی بنیاد قائم کریں، اور کسی نوع کی شرطیں کیوں نہ ہوں مان لیں، ایسے حکم کی وجہ یہ تھی کہ کارفرمایان کمپنی، کارپردازان مدراس کے خطوط سے جو سادہ دلوں کی سمجھوتی اور اُمید فتح کی تسلی آمیز اخبار پر مشتمل، ہر بار یہاں سے بھیجے جاتے سنتے سنتے ناخوش و تنگ ہو گئے تھے، وہاں تو یہ لوگ حیدر علی خان کے جواہرات و خزانے دہنیہ پر دانت لگانے ہوئے تھے کہ کب اُن کے ملنے کی خبر آئے اور یہاں سے اُن کے پاس اور تو کوئی چیز نہیں پہنچتی تھی مگر ہندوستان جن کے روپی جبراً بھیجنے پڑتے تھے، اسلئے اُن صاحبوں نے بہتری اپنی اس میں دیکھی کہ نواب کے ساتھ جس طرح ہو سکے میل کیا جائے تاکہ کمپنی بہادر کے سرمایے کے بھاؤ میں گھستی نہ آوے، کمپنی انگریز بہادر کے عمالوں نے حیدر علی خان سے صلح کرنے کے لئے جو اتنی تدبیریں

کین (حالانکہ لئے تدابیر و تعالیمات عمدہ اسرار ملکی سے تھیں) ملاپ ہونے کے پہلے ہی سب بر معلوم ہو گئیں چنانچہ اسی کو نسلی نے بر سر مجلس یہ اظہار کیا کہ حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کو معہ پیام صلح بھیجا جائے، حاصل کلام وکیں معتمد روانہ ہوا اور جب اُس نے حیدری دربار میں پہنچے پیغام گزار اس کی باتوں اُسکے جواب میں نواب بہادر نے اتنا ہی فرمایا کہ پیام سلام کی کچھ احتیاج نہیں انشاء اللہ میں تو آپ ہی مدد اس کے پھاٹک تک آ پہنچتا ہوں، تب جو کچھ گورنر اور اُسکے کونسلیوں کا قول و قرار ہی وہیں سن لوں گا، اس جواب سے چونکہ اُنھیں یہ شبہہ گذرا کہ حیدر علی خان مدد اس محاصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی لہذا گورنر مذکور نے مقالے کے لئے سامان جنگ کی طیارہ کو یہ حکم دیا کہ جنریل اسمتھ اور کرنیل عودان دونوں کی فوجیں اطراف مدد اس میں جا کر اتریں، ادھر نواب بہادر بھی (جیسا کہ ہمیشے سے اُسکے ایلغار کا طور تھا) کوچ کر کے پہلے تو پانڈیجیری اور گودلور کے قریب آ پہنچا، پھر یہاں سے کولنٹر کی نواح میں جو مدد اس سے سات فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیجیری کی راہ سے واقع ہی آ کر اُترا، اور جس وقت انگریزی سپاہی سبھی سب طامس کے گھات کے جوگی پہرے کی طیارہ کر رہے تھے کہ وہ بہادر دیکھنے دیا بھیے مثل آفتاب شام سبکی نظروں سے چھپ گیا، اُسکے غائب ہونے سے لوگ دریائے حیرانی میں دھوپ رہے تھے جو پھر ایک بار لگی ادھر سے کاوا دیکر معہ فوج مدد اس کے دروازے پر پالیکٹ کی طرف، مانند خورشید خاور جلوہ گر ہوا، اور مدد اس کے کارکنوں کو، کہلا بھیجا کہ اب ملاپ کے باب میں تمہیں جو شرائط درپیش کرنا ہو سو کرو، صاحبان کونسل نے سطر دہری کو جو نیا گورنر مقرر ہوا تھا اور گورنر سابق کے بھائی پوشیر کو وکیل کر نواب بہادر کے پاس بھیجا، یہ اُن دونوں کے ساتھ

نہایت خلق و محبت سے پیش آیا، بعد پیام و کلام کے یہ بات تھہری کہ مرحوم
مدرس میں جنگ و جدال واقع نہو، حیدر علی خان نے سنط طامس کے پہاڑ کو
اپنی چھاونی مقرر کرنے کا وعدہ کیا، بعد اسکے اہریاں مہینے کی بندر ہو بن کو دو عہد
نامے مہر اور دستخط کئے گئے،

پہلا عہد نامہ جو شاہ انگلستان اور نواب معلّا القاب حیدر علی خان کے نام سے
تھا اُس کا یہ مضمون ہی کہ آئندہ بادشاہ کیوان بارگاہ انگلند اور نواب گردون
جناب حیدر علی خان بہادر اور ان دونوں سلطنت کے رعایا بھی آپس میں ملے جلے
برہینگے، طرفین کے قیدی چھوڑ دیئے جائینگے، اور سوداگری و بیرونی کار کا طور جیسا
کہ لڑائی کے پہلے جاری تھا اسی طرح دونوں سرکار کی رعیت ہر جا کے
درمیان بحال رہینگا،

دوسرا عہد نامہ جو نواب حیدر علی خان اور محمد علی خان کے نام پر تھا اُس کا یہ
عبارت تھی کہ محمد علی خان شتابی قلعہ اور شہر سکوتہ حیدر علی خان کو چھوڑ دے
اور یہ قلعہ و شہر، عہد نامہ دستخط کرنے کے وقت جس حال میں ہی ویسا ہی
رہے اور توپخانہ، ہتھیار، جنگی لوازمہ جو کچھ اُس میں ہی سب کا سب حیدر علی
ملازموں کے سپرد کر دے، قلعہ دار و ان کا ایسے رستے ہو کے جسے بہت
جلد جاسکے، کرنا تک کی جانب روانہ ہو جائے، اور محمد علی خان سال بسال چھ
لاکھ روپیہ نواب بہادر کو نعلبندی دیا کرے، اور پہلے برس کا خزانہ سر دست
داخل کرے اور جتنے رئیس صاحب عزت کے سابق آرکات میں سکونت
رکھتے تھے اور بالاعمال وے اسیر ہیں اُن سبھوں کی اس طرح رہائی کی جائے
کہ وہ جہان چاہیں رہیں،

تیسری بہادر نے ان کاموں کے انجام پذیر ہونے میں کوشش اور اپک جہاز پچاس

توپ والا نواب بہادر کو نذر دینے کا وعدہ کیا بد لے اُس پر اُنے جہاز کے جسے کپہنی کے علاقہ دارون نے سابق میں نواب کے تصرف سے لے لیا تھا، علاوہ یہ بھی وعدہ کیا کہ جب آپ چاہیں گے ایک ہزار دو سو انگریزی سپاہی آپ کو ملینگے، مدد اس کے صاحبان کو نسل نے بھی، نواب بہادر کی خدمت میں فیمتہ سو غاتین نذر گنہ رانی، نواب بہادر کی طرف سے انھیں بہت سا جواہر گران بہا و سونے چاندی کا مال و اسباب ملا، انگلستان وغیرہ میں اُس عہد نامے کا استہار ہو گیا،

اس ملاپ کے موانع سے ایک کرنیل کال تھا اور یہی شخص جنگ اخیر کا باعث بھی ہوا، جنریل اسمتھ جس نے پہلے نواب بہادر کے پاس پیام مصالحو بھیجنے کے باب میں ارباب کو نسل کے نزدیک اس طرح اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ نواب مدوح سے میل کر لینا ہماری قوم کی حرمت و آبرو کا وسیلہ ہوگا، ان دنوں وہی جنریل اسی صلح کے مقدمے میں ممانعت کرتا تھا، اور کسی طرح راضی نہ تھا بلکہ یہ کہتا تھا کہ اب نواب بہادر انگریزوں کو کچھ ضرر پہنچا دے ممکن نہیں کیونکہ میں اُسے ہر طرح کے محاصرہ کرنے سے باز رکھ سکتا ہوں اور یہ بھی کہتا تھا کہ نواب انگریزوں کی لڑائی سے جس میں اُسے کسی نوع کا فائدہ مقصور نہیں، بیشک احتراز کریگا، خصوصاً ان دنوں کیونکہ مرہٹوں میں اور اُس میں جو صلح موقت مقرر ہوئی تھی اُس کی مدت، اسی برس پوری ہو جائیگی، پس یہ قیاس سے بعید ہی کہ وہ ہوشمند کا آگاہ، دھرا نگر یزوں سے بھی لڑنے کا قصد کرے اور اُدھر مرہٹوں سے بھی نزاع و فرخشا رکھے، علاوہ ان دیلون کے جنریل موصوف کا یہ بھی قول تھا کہ انگریز حیدر علی خان کے ساتھ ایسی مغلوبانہ صلح اور ویسے ہی عہد نامے پر دستخط کر کے ساری حرمت و آبرو اپنی قوم کی جنھوں نے

ہندوستانیوں کی کسی لڑائی میں کبھی ایسی بدنامی و ذلت نہیں اُٹھائی ہی کھو وینگے،
اب راقم اور اق اس جنگ و یساق کی داستان کو چہرہ آرائی کرنے اور
خط و خال دکھلانے پر ایک تصویر کے ختم کرنا ہی، جو زبان حال سے تھیک تھیک
مختلف رائیں اُن لوگوں کی کہ اُن دنوں میں مدراس کی حکومت و سرکاری
کرنے تھے، ظاہر کرتی ہی، سو بہر ہی کہ قلعے سنط جارج کے دروازے پر جو
بنام بادشاہی دروازہ مشہور ہی ایک ایسی تصویر لگائی گئی تھی، جسے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ نواب حیدر علی خان ایک شامیانے کے سائے میں تو بیونکے
دھیر بیٹھا ہی اور اُس کے سامنے سطر درہری اور دوسرا ایچی دونوں مودب
دو زانو بیٹھے ہیں، اور نواب بہادر داہنے ہاتھ سے سطر درہری کی ناک کو
(جو تھی کی سونر کی طرح نہایت لمبی بنائی گئی تھی) پگڑ کر مل رہا ہی اس لیے
تا اُسے اشرفی و ہون نکلے، اور اُس وکیل مطلق کے منہ سے زر و بزی
ہو رہی ہی، اس تصویر کے پیچھے قلعے کا نقشہ بھی کھینچا ہوا تھا اس صورت
سے کہ اُس کے ایک برج میں گورنر اور کونسلین کی یہ حالت تھی کہ نواب کے
رو برو گھٹنے کے بل کھڑے ہاتھ پसार رہے ہیں اور اُس میں کونسلین کے
ہمراہ ایک برے کتے کی بھی ایسی تصویر تھی کہ حیدر علی خان پر بھونک رہا ہی
اور یہ دو حرف ج کہ جسے جان کال مراد تھا اُس کتے کے پتے میں لکھا ہوا تھا،
اس برے کتے کے پیچھے ایک چھوٹے فرانسیسی کتے کی شکل تھی جو کمال حرص
سے برے کی مقعد چاٹنے میں مشغول تھا، اس پچھلے کتے کی صورت کا ہو ہو
ایسا رنگ روپ بنایا تھا جیسا شیویلیئر دی کر یسط کرنیل کال کا معتد تھا اور
اس تصویر سے بہت تفاوت پر انگریزی شکر گاہ کا نقشہ دکھلائی دینا تھا، جہاں
جنرل اسمتھ موافق مضمون اس بیت فارسی کے،

بیت

بیانا چہ داری ز شمشیر و جام

کہ دارم درین ہر دو دستی تمام

ایک ہاتھ میں صلحنامہ دوسرے میں تلوار لٹے کھڑا تھا،

اسطرح سے میاں ملاپ کر کے نواب حیدر علی خان نے انگریزوں کی لڑائی بھڑائی بخوہی تمام انجام کیا، ہر چند تمام ہندوستان میں شہرت تھی کہ اس جنگ کا خاتمہ اُسکے حق میں خوب نہوگا، جب نواب بہادر اس مہم سے فارغ ہو مدد اس سے روانہ ہوا تو ہسکوٹہ اور بنگلور کے رستے گیانا ہسکوٹے کا بند و بست کرے چنانچہ گورنر کے حکم موافق اُسکے قلعہ دار نے تو پخانہ اور سب جنگی لوازم ملا زمان حیدری کے حوالے کر دیا نواب بہادر نے بعد بند و بست قلعہ و شہر کے اپنی افواج مناسب مکانوں کو روانہ کیا تاوے بعد اتنی بگ و تاز کے آرام پا کر اگلی لڑائی کے لئے جو مرہٹوں کے ساتھ ہونے والی تھی سرفرو آمدہ و تازہ دم رہیں،

چونکہ مرہٹوں کو یہ خیال تھا کہ ہندوستان کے اکثر صوبوں کے خراج میں اُس سند کے رو سے جو انھیں عالمگیر کی طرف سے ملی تھی شرعاً چوتھہ اُنکا حق ہی پر حیدر علی خان بہادر اُنکے اس دعویٰ کو نہیں مانتا تھا مگر یہ تھا کہ کبھی کبھی مصلحت و

* چوتھہ خراج صوبہ بنگالہ، دکھن وغیرے سے لینے کی سند اورنگ زیب سے جماعۃ مرہٹہ کو ملی تھی، اسی بہانے مقررہ ضابطے کے خلاف زبردستی کر کے دکھن، بنگالہ وغیرے کے صوبہ داروں سے اُنکے صوبوں کی گنجائش کے موافق بحساب روپیہ لیتے تھے، مگر نواب حیدر علی خان ہی جسکے تحت فرمان میں اکثر دکھن کے صوبے تھے، اُن کے دعویٰ کے بالعکس عمل کرتا تھا،

وقت کے تقاضے سے کچھ کچھ اُنھیں دینا اور کوئی صلح بھی سوائے صلح موقت کے اُسے نہ کرتا، مرہٹے اُس کے ایسے سلوک کو غنیمت جانتے اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ ہمیشہ اُسے چھیر چھاتا کرنے کے سبب کہیں ایسی مصیبت میں پر جائیں کہ اُسے بس ہو کر بالکل محروم کئے جائیں،

موشیرم دَل تَت کی روایتیں تمام ہوئی

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہو جانے کے بعد کرنا تک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرہٹے کی فوج کے جو گوپال راو ہرا اور بابو رام پھر نویس کی سپہ سالاری میں نواب حیدر علی خان کے ملک پر چڑھ آئی تھی اور جوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی جسکا سپہ سالار فیض اللہ خان تھا اس بلا کا مندفع ہونا،

سال ۱۷۷۱ کے اوائل میں قوم مرہٹے کی ایک فوج عظیم جس میں گوپال راو ہرا اور بابو رام پھر نویس سپہ سالار تھے حیدری ممالک محروسہ پر چڑھ آئی ان کے جو دستہ سے رعایا کا احوال تنگ تھا نواب بہادر نے جو اُن کے تاخت تاراج کا بہ طور دیکھا تو کرناٹک کے اراکین پاس پیہم کئی قطعے خط موجب عہد نامے کی اُس شرط کے جو انگریزوں نے کی تھی بھیجے، اور اُسکو انگریزوں سے (جنہیں ازبک کہنے کی پاسداری منظور تھی) امید ہوئی کہ وہ ہرگز مدد دینے میں دریغ و پہلو نہی نگیں لیکن نواب عالی ہمت کی جباری اور بہادری نے قبول

نکیا کہ ملک کی فوج کے بھروسے رہے بلکہ سریرنگپتن سے ایک لشکر جرائد
 آزمودہ کار زار کو فیض اللہ خان سپہسالار کے ہمراہ غارتگران مرہٹے کے قلع
 فمع کے واسطے روانہ کیا، یہ جری سردار پختہ کار اپنی سپاہ اور گولندازوں کی
 (جو فرانسیس کے قوم سے تھے) پھرتی اور تیز دستی کے بھروسے جمعیت
 پر اعدا کی جو حد سے زیادہ تھے مذہرتک قوت پڑا اور اُن کی کثرت دیکھ
 ہرگز نہ سمجھ سکا، اس بہادر نے دلیرانہ بہانہ اُن پر حملے کیے کہ آخر کو
 مرہٹوں کی ساری جمعیت کو پاشیدہ کر قرار واقعی شکست دی،



ناخت کرنا مرہٹوں کے لشکر عظیم کا مادھورا و پیشوا کی سپہسالاری میں
 میسور پر اور بسبب لاحق ہونے بیماری سخت کے اُسکا پھر جانا،

اگرچہ اس جنگ و جدل میں جو حیدری افواج اور مرہٹوں میں واقع ہوئی، سپاہ
 حیدری فتح مند رہی اور غنیمت نصیب ہو کر پھر گئے، لیکن چونکہ انگریزوں
 کی طرف سے کچھ بھی ملک باوصف اسکے کہ نواب نے مکرر طلب کی نہ پہنچی،
 (اور اس حرکت کو خود انگریز منصف مزاج بھی بیجا اور بد نما جانتے اور اس ہمہ
 احانت و مدد کرنے سے پہلو تہی کرنے کو، اُن کے آپس کے قول قرار کی
 پیمان شکنی پر حمل کرنے میں) اس شکست سے مرہٹوں کی کچھ سرکشی نہ گھٹی،
 بلکہ اُنکے دلوں میں قدیم دشمنی کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکی، چنانچہ آئندے حال
 میں مرہٹوں کا ایک جم غفیر جن پر مادھورا و پیشوا حاکم و سالار تھا، ملک میسور میں
 آپڑا، جس کے آنے سے اُس سرزمین محشر کا سا ایک ہنگامہ آشکار و پیدا ہوا،
 فقط سریرنگپتن اور دوسرے کئی محکم قلعے تو جن کی سپاہ اُنکے دفع کرنے میں متوجہ

ہوئی، اس رولے سے محفوظ رہے تھے، لیکن حیدری اقبال کی یادری اور طالع کی مدد کے سبب ایک ایک کی ایک ایسی صرصر نکبت اعدا کی جمعیت پر چلی جسے اُن کے جما و مین پھوٹ اور تفرقہ پر اُٹھکی شرح بہر ہی کہ مادھو راو پیشوا اُسی تاراج و غارت کے زمانے میں ناگاہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو کر یونان کو پھر گیا، فوج کے سرداروں نے آپس میں ایسا جھگڑا اور خرشہ شروع کیا کہ آپ ہی آپ اُنکا جتنا قوت گیا، اُدھر بارش کی شدت نے اور بھی اُنکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا، مذہبان ایسی چڑھی ہوئی تھیں کہ اُن میں اعدا کی کشتیوں کا جلنا دشوار تھا علاوہ اسکے مرگی اور وباے عام بھی شکر میں زور شور سے پھیل گئی تھی، جب مرھٹوں نے اس آفت و بلا سے کسی طرح بچاؤ نہ کیا لاچار ہو صلاح کرنے پر راضی ہوئے اس شرط پر کہ نواب انھیں کچھ قدرے قلیل نقد روپی اور چند خطے و پرگنہ دے چنانچہ جولائی مہینے سنہ ۱۷۷۲ ع میں بالکل اُنکی فوجیں سرحد میسور سے اپنے دار الحکومت کو پھر گئیں لیکن رگھوناتھ راو جو پہلے سپہ سالار کا قائم مقام مقرر ہوا تھا ایک سنگین فوج اُن خطوں کی پاسبانی و نگہبانی کے واسطے جو انھیں دیئے گئے تھے چھوڑ گیا،

بعد اس واردات کے نواب بہادر نے جو اپنے ہم عہدوں یعنی انگریزوں اور نظام علی خان کی طرف سے ویسا سلوک یمان شکنی کا دیکھ کر ہایت ناخوش اور آزرده ہو رہا تھا اُن سے انتقام لینے کے واسطے صلاح وقت پر جانا کہ اپنے قدیم خیر خواہ فرانسیسون کے ساتھ سر نو عہد و پیمان اتحاد و دوستی کا باندھے جسے انگریزوں کی بد سلوکی کا بخوبی جبر نقصان کرے،

سرنو محبت کی راہ ور ہم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا
اپنے ہوا خواہ فرانسیسون کے ہاتھ بعد اُسکے کہ کمک و مدد کے
مقدمے میں انگریزوں کی مہد شکنی کو بارہا اُسنے آزمایا،

چونکہ ہوشمند و دور اندیش قوم فرانسیس نے حیدر علی خان کی خیر خواہی و اتفاق
کو اپنے بہت سے سود و بہبود کا وسیلہ تصور کیا تھا، جسے حال و استنبال میں
اُنکی مراد و نکار آنا ممکن تھا، نہایت خوشی سے ترنت نواب بہادر کی دعوت
کو اجابت کیا، اپنے عہدہ داروں کو حکم دیا کہ اُسکے ملازمین کے زمرے میں داخل
ہو کر اُسکے فوج کو سپہ گری کے فن سکھلائیں اور فرنگستانیوں کا سا ایک برآ
تو پخانہ طیار کریں، چنانچہ سپہدار اُنکے حیدری سپاہ کی تربیت و تعلیم میں سرگرم
ہوئے اور ہتھیار اور اسباب و آلات جنگ سرکار حیدری میں طیار کرنے لگے،
یہاں تک کہ نواب بہادر کو ایسی دست قدرت حاصل ہوئی کہ پہلے مرہٹوں پر
سرنو شکر کشی کر کے اُنھیں شکست دے، نس پیچھے کرنا تک کی غریب
رعیتوں پر اُنکے حاکم کی پیمان شکنی کے سبب ناخت و ناراج کرے،



قابض و متصرف ہونا نواب حیدر علی خان کا سر زمین ٹرسا و
راہمی اور ریاست زموربین وغیرہ پرسرحد ملیبار میں،

۱۷۷۳ء میں جو سرداران نادر اود کو ترک کے درمیان خانگی جھگڑا شروع ہوا
بیان اُسکا یہی کہ کو ترک کی راج گتھی کے مقدمے پر، ایک گھرانے کے
دو گروہ میں باہم ایسا فرخشم و مناقشہ پیدا ہوا کہ دے دو فریق ہو گئے، ایک فریق

دواپا نام نے فتح مند ہو کر دوسرے فریق کو (جن کی جمعیت؛ لری کہلاتی تھی) ملک سے نکال دیا، اس ملک بدر کیے ہوئے فریق نے پناہ کے لئے سریرنگپتن میں آکر نواب بہادر سے مدد مانگی، نواب نے یہ بات غنیمت جان اُن طالبان اعانت کی درخواست منظور کر اُن کی مدد کے لئے اپنی فوج کو ادھر روانہ کیا تا کہ اُن کے دشمنوں کو ملک سے نکال دین، لیکن برخلاف اُسکی حشد اشت کے وہاں سے اُسکی فوج نے نیل مرام پھر آئی، تب پھر نواب نے اُن کی کمک کو ایک بھاری فوج بھیجی، یہ فوج قہار غنیم پر غالب و فیروز مند ہوئی، اور لری راجا گدی پر بیٹھا، دواپا راجا نے ہزیمت پا کر کویتوٹ میں جا پناہ لی،

اس دستگیری و یاری کے شکر اُن نے مین راجا لری نے سرزمین ر سا اور راسمی کا باقی آدھا ملک بھی ملا زمان حیدری کے حوالے کیا، حکادوسرا نصف سنہ ۱۷۶۱ میں پہلے ہی مل چکا تھا، اس کے سوا اُس نے یہ بھی شرط کی کہ سال بسال خراج بھی سرکار حیدری میں پہنچایا کریگا، اس فتح کے بعد فوج حیدری ملیبار کے ملکوں میں داخل ہوئی، اور سنہ ۱۷۷۵ء میں بالکل ریاستیں زمرہ میں کلکیوٹ، کویتوٹ، کارٹیناد، کانپور، کی حیدری عمل دخل میں آگئیں، کوچین کے راجا نے بھی بہ جبر نعلبندی قبول کی،

یاد کیا جائے کہ اگلی تر اسی میں سریرنگپتن سے مرہٹوں کی فوجوں کے پھر جانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اُس فوج کے سپہ سالار بادھو راویشوا کو ایک سنجیدہ حارصہ لاحق ہوا، چنانچہ ۱۷۷۲ء کے آخر میں اس جہان سے کوچ کر گیا اور اُس کے بھائی نارائن راو کو ترکین ہی میں یونان کا راج پات ملا، پردوسرے ہی برس دھاکا بازون کے ہاتھ وہ بیچارہ بھی مارا گیا،

کہتے ہیں کہ ہر خون ناحق اُس کے چچا رگھوناتھ راو کی صلاح سے ہوا تھا، اور یہ

وہی رگھوناتھ ہی جو بعد مرنے مادھوراؤ کے اُس لڑکے کی حیات نہایت
 مین پیشو اسی کے اُمور کو انجام دینا تھا، بعد اُسکے مارے جانے کے، میراث کی
 راہ سے خودیث و اہو کر بالا ستقلال راج پر قائم ہو گیا، اگرچہ رگھوناتھ راؤ
 نے یونان کے تمام علاقوں اور کارخانوں پر بخوبی دخل کیا اور وہاں کے اکثر
 عملے فعلے کو بھی اپنا کر لیا تھا، ولیکن اس جہت سے کہ عموماً خلق اللہ کا طعنہ تثنہ
 اُسپر تھا اور اس شبہ سے کہ وہی اُس بیچارے کے قتل کا بانی مہانی ہوا تھا
 سب کے نزدیک مستہم و بدنام ہوا اس سبب نہایت دلگیر اور برخاستہ خاطر رہتا
 آخر اُسکے بد اندیشوں کے ایک گروہ نے جس میں مانا پھر نویس نام ایک
 شخص (نہایت ہی عاقل و اُسکا سر غنہ تھا) آپس میں اتفاق کیا اور پست و اہر
 مقتول کی رانی کے ساتھ جو اپنے کو حاملہ ظاہر کرتی تھی مل کر رگھوناتھ راؤ کی
 ہلاکت میں کوشش کی، قصہ کوتاہ رگھوناتھ راؤ اُن کی سازش و تعدی
 کے سبب مجبور و بے بس ہو کے شہر یونان سے بنسی کے حیرے کو
 بھاگ نکلا، جب یونان کی ریاست میں اس طرح کا خلل اور تہلکہ واقع ہوا
 نواب بہادر نے دیکھا کہ دونوں گروہ اُسکے غنیم مرہتے اور انگریز ایک
 دوسرے کے ساتھ خصومت و عناد میں الجھ رہے ہیں اور مرہتوں کے سرداروں
 میں ایسا تفرقہ پڑا ہی کہ ہر فریق ایک دوسرے کی بیخ کنی و بربادی کی گھات
 میں لگ رہا ہی تب نواب نے اس فرصت کو غنیمت جان کے بہر قصہ کیا
 کہ جو جو خطے اور پرگنہ ۱۷۷۲ء کے عہد و پیمان کے موافق مرہتوں کو دیئے
 تھے، اب انہیں پھیر لے چنانچہ نواب نے سنہ ۱۷۷۲ء میں مرہتوں کی قوم کو اُن
 خطوں سے نکلوا دیا،

قبضے میں لانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ بلہاری اور گنتی کو اور اس سبب سے نواب حیدر آباد کی غیرت خوابیدہ کو جگانا، اور اُسکا امیر ظفر الدولہ کو بلہاری لشکر ہمراہ دیکر حیدر علی خان کے سامنے لڑنے کو روانہ کرنا، اگرچہ اس مہم میں مرہٹوں کا بھی ایک بڑا بھول اُسکا مدد کا رہا، لیکن حیدر علی خان نے حکمت عملی سے اُن کے جماؤ کو توڑ دیا، کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا

اسی مابین میں قلعہ بلہاری واقعہ خطہ ادھونی کے زمیندار نے جو خراج گزار نواب بسالت جنگ کا تھا، جسے اُسکے بھائی نظام علی خان صولے دار حیدر آباد نے ادھونی کی سرزمین جاگیر کے طور پر دی تھی سرکشی کر کے نواب حیدر علی خان سے مدد مانگی، نواب نے اس واقعے کو حسن اتفاق اور اپنے جوازہ مملکت کی فراخی کا معقول وسیلہ جان کر نول شاور کرپے کی طرف جو افغانوں کے شہر تھے لشکر کشی کی، اور بظاہر دوستداری و خیر خواہی کے لباس میں قلعہ بلہاری کا قصد کر نواب بسالت جنگ کی فوج کو جو اُسکے محاصرے میں سرگرم تھی وہاں سے مار نکالا اور قلعے میں اپنا دخل کر لیا اور اُسکے زمیندار کو جس نے اُسے مدد طلب کی تھی قید کر کے سریرنگپٹن کو بھیج دیا، تب اُس مقام سے شاور کرپہ کر نول کا حازم ہو کر ان تینوں جاگہوں کے حاکموں سے کئی لاکھ روپیہ بطور نعلبندی کے لئے،

سنہ ۱۷۷۶ء میں نواب بہادر جنوبی ملکوں کو مستحضر کرنے کے ارادے گنتی کے رستے روانہ ہوا گنتی کی سرزمین جو ازبک سیر حاصل ہی سنہ ۱۷۸۸ء میں جو تھ خراج پر مرہٹوں کو اجارے میں دی گئی تھی، کئی برے برے قریے اور محکم

قلعے اس خطے کے متعلقات سے ہمیں، چنانچہ کچی کو نہ گرم کندہ، بینی کندہ اور گتھی بھی کہ یہی لفظ اس سرزمین کا نام پر گیا انھیں میں داخل ہی حاکم اس خطے کا اس ایام میں قوم مرہٹے کے برے گھرانے سے مراد اور نام ایک شخص تھا، جو کئی مہینے تک حیدری افواج کا سامنا کرتا رہا آخر شش مقابلے کی طاقت نہ لا کر گتھی کے قلعے میں پناہ جو ہوا، وہاں بھی بری جوانمردی سے قلعے کو بچایا گیا، پر اس سبب سے کہ پونان والوں نے اب تک بھی اُسکی کچھ مدد نہ کی تھی اور قلعے کی باولیان بھی سب کی سب سوکھ گئی تب تو نے بس ہو کر اُسے نواب بہادر کی اطاعت میں سر تسلیم جھکایا نواب اس امر کی کچھ رعایت نہ فرما اُسے اسیر کر سریرنگپتن کو بھیج دیا، وہ وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن جیا نواب حیدر علی خان اُن خطوں کا بند و بست اور اپنے عمال وہاں مقرر کر سریرنگپتن کو بھرا آیا،

جب سنہ ۱۷۷۷ع میں سیاماراجی میسور کا راجا لاولہ مواء اور رسومات اُسکی ماتہ ارمی کی ہو چکین تب نواب بہادر نے آتھ یادس لڑکوں کو جن کے نسب ناموں سے تھیک تھیک راجگی نسل ثابت ہوتی تھی بلوا بھیجا تا اُن میں سے کسی ایک کو راج پر قائم کرے، جب تلے راج کنور بارنگاہ عالی میں پہنچے تو نواب نے اُنکے شعور و عقل کے امتحان کے لئے ہر ایک کو کچھ پھل پھلاری دلوایا اور آپ اُنکی نظربین بچا کر اس تاک میں تھا کہ دیکھئے یہ اُن بھلون کو لیکر کیا کرتے ہیں اتنے میں ایک لڑکے نے جو سب میں شایستہ اور ہنہار تھا وہ پھل لیکر اپنے باپ کو دیا، اور دوسرے آپ ہی کھانے لگے، حیدر علی خان نے اُسی پہلے کریم لڑکے کو جسے اپنا حصہ باپ کو دیا راج تاک کے لایق سمجھ کے گدی نشین کیا، بعد اس کے خود بادولت و اقبال اپنے شکر میں جسے نئے مفتوح ملکوں میں چھوڑ آیا تھا گیا،

اس دخل و تصرف کو دیکھ کر جو نواب بہادر نواب نظام علی خان کے بھائی کے محالات اور صویحات پر کیا سرکار حیدر آباد کے ناظمون نے خواب غفلت سے بیدار اور مستی ناز و نعمت سے ہشیار ہوا میر ظفر اللہ کو جس نے حرب و ضرب کے قاعدے قانون میں بری ناموری پیدا کی تھی۔ بیس ہزار سوار کی جمعیت اور توپخانے کا سرشکر بنا کر نواب بہادر کے مقابلے کو روانہ کیا، اور یونان کے بھی امیرون نے بیس ہزار سوار اُن کی مدد کو بھیجے تاہم خان کو اس تغلب سے باز رکھیں، ادھر سے تو ان دونوں فوجوں نے اس طرح کوچ کیا اور ادھر نواب بہادر کو (جو ہمیشہ ایک زمانے کی اخبار کا جویان ہی رہتا تھا اور ہر ایک شہر و دیار سرکار و دربار میں اُسکے گویندے اور خفیہ نویس تعینات تھے جنکے لئے بیش قرار در ماہ مقرر تھے اور اسی جہت سے ہر نوع کے واقعات و حالات پر پہلے ہی خبردار ہو جاتا) ان دشمنوں کے بھی اس قصہ کرنے کی خبر ترنت پہنچ گئی، تب اُسے خرد دور میں کی صلاح سے یہ مناسب جانا کہ قبل آپس میں ملنے اُن دونوں فوج کے اُن میں سے کسی ایک پر اپنی چابکدستی و غلبہ دکھلائے آخر جب ظفر اللہ اپنا شکر لکے الغاروں کو کوچ کوچ آگے برہکر کنبھی کو آ پہنچا اور اُس سنگستانی سر زمین میں اُسکی فوج پریشان و متفرق ہو گئی گمان غالب تھا کہ اُسکے سپاہی سب کے سب حیدری سواروں کے ہتھوں مارے اور بری طرح سلوک کئے جاتے، اگر نواب بسالت جنگ نواب بہادر کے آنے سے جلدی خبردار ہو ظفر اللہ کو اس امر سے آگاہ نہ کر دیتا، چنانچہ ظفر اللہ اپنا شکر امتیاز گڑھ کے قلعے کے گرد نواح میں لے گیا، اس لئے نا اُس قلعے کی توپیں اُس کی فوج کو حریف کے حملوں

سے بجائے، اس عرصے میں نواب بہادر شتاب روی کر ایسا اُن کے لگ بھگ آ پہنچا کہ کئی دن تک اُسے شام کو اُسی مقام پر دیر کیا جسے صبح کو چھوڑ کر غنیم آگے نکل گئے تھے،

اب ظفر اللہ دل چونکہ پونان سے اُسکو مدد آ پہنچی اور اُسکی سپاہ کا جمناو چالیس ہزار سوار کا ہو گیا، اُس مقام سے حیدری فوج کا سامھنا کرنے چلا، لیکن نواب بہادر (اس ارادے پر کہ غنیم کی فوجوں کو ایک اپنے قابو کی جگہ میں محصور کر مصاف آرائی سے ہاتھ اُتھا اُن پر حملہ کرے) پہلے گئی کی طرف گیا، بعد اُسکے پنیکاندہ کا عازم ہوا، اور نظام علی خان کی فوجوں نے گئی ہی میں مقام کیا، اتنے میں ظفر اللہ دل کو اُسکے جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ کئی دنوں میں افواج مرہٹے کے پچاس ہزار سوار جن کا ہریرام پندت نام سپہسالار ہی آپ کے پاس آ پہنچتے ہیں، اس خبر سے اُسے بہر خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرہٹوں کی فوجیں اس کام میں سبقت کر اُس مال و غنیمت سے جکا حاصل کرنا کپنچی کو لے کی لوت سے اُسے تک رکھنا کام یاب ہو جائیں اس لئے جھٹ پت و اُن سے کوچ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ فائز المرام ہو ا تب وہ مرہٹے کے سوار آ کر اُسے ملے،

ظفر اللہ دل کو قبل داخل ہونے افواج مرہٹے کے اُسکے لشکر میں چیتل درگ کے راجا کا ایک خط پہنچ چکا تھا اس مضمون کا کہ اگر نظام خانی فوج ادھر آنے کا ارادہ کرے تو انھیں رسد وغیرہ ضروری چیزوں کی تکلیف نہوگی بلکہ اس باب میں اس طرف سے مدد کی جائیگی اور اس سنا بھی ایسا سیدھا دکھلا دیا جائیگا

* کپنچی کو لے کے گودنواح میں ہیرے کی کہانپن ہیں جن کے سبب سے وہ مکان نہایت زرخیز ہی

کہ جلد سریرنگپتن کے دروازے تک پہنچا دے، ظفر اللہ ولد نے اس خط کو ہر ہکر ہریرام کے حوالے کیا آخر کئی دن کی صلاح مصلحت کے بعد اُن مسب کی رائیں اس تبیریر قرار پائیں کہ اُس راجا نے اُنھیں دکھلائی تھی، دے سب تو اسی اُدھیر بن میں مشغول تھے کہ حیدر علی خان کے ہتھیار و آزمودہ کار جاسوسوں نے جو اُس دانشمند کی طرف سے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اُن میں پھوت بگاڑ ڈال دیا یعنی بیس لاکھ روپیہ رشوت دیکر افواج مرہتے کے مرداروں میں ایسا ایک بابو اے عام پیدا کیا کہ اُنکے سوار اس بات پر آکر آ رہے کہ جب تک اُنکی پچھلی تنخواہ نمائیگی ممکن نہیں کہ وہ سریرنگپتن کی جانب ایک قدم بھی آگے بڑھیں، تب ہریرام ہندت نے جو اُس رشوت کے روپیوں سے اپنا حصہ لیچکا تھا اور کپنچی کو تے کی غنیمت کے مال سے جبر اُسکا دانت تھا، بالکل بے نصیب و بابو س ہو گیا تھا، پہلے تو ظفر اللہ ولد کے روبرو اپنے سبباہیوں کے رولے کا حال سنایا، بعد اُسکے یہ معذرت درپیش کی کہ ایام برسات کے سامنے آ رہے ہیں حسین کسی طرح کی لڑائی بھڑائی بھی ایسے زبردست حریف کے ساتھ خصوص اُسی کے ملکوں میں کچھ نہ بن پڑیگی، علاوہ اسکے تجھے کئی ایک ایسے ضروری کام پونان میں درپیش ہیں کہ بغیر میرے انجام ہو نا اُن کا غیر ممکن ہی، چنانچہ وہ اس بہانے اگلے دن ظفر اللہ ولد سے رخصت ہو اپنی سپاہ سمیت پونان کو روانہ ہوا بیچارہ ظفر اللہ ولد اس روداد سے نیت ناشاد و نامراد ہو کے کئی دن کپنچی کو تے میں رہا آخر شش پاکوڑ کے رستے گلگندے کی طرف روانہ ہوا اور ناحق بیٹھے بیٹھے بارش کے موسم میں اپنی فوج کو حیران و پریشان کیا، اس طرح سے بے لڑائی کے دن بدون جنگ و قتال کے بسر ہوئے،

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک پونان کے درو بست متعلقات

ومحالات کو جو کشتہ نڈی کے دکھن طرف واقع ہیں اور

آنوگندی وغیرہ کے سر زمینوں پر اُسکا دخیل ہونا،

تفصیل وار لکھنا اُن فتوحات کا جو ملک پونان کے قلمرو میں نواب حیدر علی خان کو حاصل ہوئے اِطالت کلام سے خالی نہیں اِسلئے اتنا ہی بطریق اختصار یہاں لکھا جاتا ہے کہ سنہ ۱۷۷۸ء میں حیدر علی خان نے قلعہ دھاڑاآر کے سوا ملک یونان کے علاقے کی بالکل سرکار بن اور صوبجات جو کشتہ نڈی کے جنوب واقع ہیں لے لیا، بلکہ اِس نڈی کے پار جا کے پراسرام بھاؤ کی حکومت میں شہر مریتہ پر بھی قابض ہو گیا، اور سنہ ۱۷۷۷ء کی جنگ و حرب کے زمانے میں نواب عبدالحمید خان پٹھان حاکم شانور کو جبراً اِسپر لایا کہ اُسکی تابعداری و باکلزاری اختیار کرے اور اُسکے فرزند سعید نواب صفدر علی خان عرف کریم شاہ کی زوجیت میں اپنی بیٹی کو بھی دے، اور انہیں دنوں آنوگندی کی سر زمین کو بھی جکے بیچ میں بیجانگر کا پرانا شہر واقع ہی پہلے اپنے عمل میں کر لیا، آخر کار حال زار پر امیران ملک تلنگان کے جہان کے فرما روا اگلے زمانے میں شان عالیشان کسی شان شوکت رکھتے تھے رحم اور ترس کھا کر اُسے اُنہیں حوالے کیا، اور اُنکے کتے شاہی حقوق کو بھی بدستور مطابق قائم رکھا، بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۸ء میں پھر دوسری دفعہ نواب حلیم خان حاکم کرپے کے ملک اور محال ہرناخت کی اور اُسے اُسکے لواحق سمیت اسیر کر سیرنگپن کو روانہ کیا، اِس تسلط و تحکم کے سبب نواب بہادر کا تمام اُن سرحدوں میں جو حیدر آبادی کرناٹک بالا گھات کے نام سے مشہور ہیں براقتدار حاصل ہو گیا، تحصیل

اس ملک کی ۴۷ سٹچا لیس لاکھ روپے کی بھی سنہ ۱۷۷۹ء میں جو نواب
بسالت جنگ نے انگریزوں سے صوبے کتور کے دینے اور آپ اُنکی پناہ
وہشتی میں رہنے کا اقرار کیا تھا اس حرکت سے نواب بہادر جسکے دل میں
اتک انگریزوں کی طرف سے دشمنی و بغض باقی تھا نہایت ناخوش ہوا اور
عین جوش و غضب کی حالت میں موضع ادھونی کو لٹوا دیا جسے مبالغہ کثیر
اُسکو مل گئے، بسالت جنگ جب غلبہ حیدری کی تاب نہ لاسکا لاچار وہاں سے
بھاگ امتیاز گڑھ میں آ کے قلعہ بند ہوا،

اس عرصے میں موثر لالی فرنگی سپاہیوں کی کئی پلٹن حمیت جنگو انگریزوں نے
صالح کر بسالت جنگ کی خدمت سے معزول کر دیا تھا، حیدر علی خان کی سرکار میں
آ ملازم ہوا، اور قوم فرانسیس کے بھی کتے آدمی جو سنہ ۱۷۷۸ء میں پانڈیچیری
کے محاصرے کے وقت وہاں سے جان بچا بھاگے تھے اُن سے آن ملے، اور
حیدری سپاہ کا جتھا اُن سپاہیوں کے ملنے سے جنھیں نواب محمد علی خان نے
اپنی نوکری سے برطرف کر دیا تھا اور بھی برہہ گیا۔

جوش مبین آنا کینہ دیرینہ نواب حیدر علی خان کا انگریزوں کے اوپر
 جنہوں نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو میں اُسکے تھا حملہ کیا تھا اور وہ
 نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لئے کرپہ میں آئے تھے اور نواب
 بہادر کا مرہٹوں کے سرداروں کو تحفہ تحایف اور اس مضمون کے
 خطوط بھیج کر ملا لینا کہ ہم دونوں اکٹھے ہو کر انگریزوں کو شکست
 دیں، اور حتی المقدور ہندوستان سے اُنکی بیخ کنی کریں،

دائشمنہ انگریزوں کو خوب معلوم ہی کہ اُسی تاریخ سے کہ سرکار کرناٹک کے
 ناظموں نے حیدر علی خان کے کمک مانگنے پر سنہ ۱۷۶۹ع کے عہد ویمان کے
 موافق فوج بھیجنے سے پہلو تہی کیا تھا اُس بہادر صاحب غیرت کو یہی منظور تھا
 کہ جس طرح ہو سکے ان سے عہد شکنی کی کسر نکالا جائے اور تبھی سے ان دونوں
 سرکاروں کے درمیان اخلاص و اتفاق کی جگہ خلاف و نفاق نے راہ پایا تھا، اور جب
 انگریزوں نے فرانسس کے قبضے سے پانڈیچیری کا قلعہ نکال لیا اس کا رنج بھی اُسکو
 کم نہ تھا، علاوہ اسکے انگریزوں کی اور فتحوں کی خبریں بھی اُسکے دل پر کہ اُن کی
 ان بدسلوکیوں سے بھرا ہوا تھا نہایت گراں گذرین، پر جب انگریزوں نے
 فرانسس کے ماہی نام قلعے پر جو ممالک محدودہ کے بیچ واقع تھا حملہ
 کیا اور کرنیل ہرپر جرات کر کے بے مین نواب بسالت جنگ کی اعانت کو آیا
 اسے فہریدہ کا دریا بہان تک جوش میں آیا کہ آخر کو اُس نے بہتہ بہر
 تھہرائی کہ اگر ہو سکے تو سر دست مرہٹوں کے ساتھ اتفاق کر کے انگریزوں کو
 ہندوستان کی سرحد سے دفع کیا جائے، چنانچہ یہ مصالحت دل میں تھان کر اپنے
 خاص ملازموں سے ایک فہمیدہ شخص نور محمد نام کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا

اس کام کی سفارت کے لئے تجویز کیا، چنانچہ پہلے تو اُسے ملکی امور و مراتب کی مخفی تعلیم فرما کر تیرہ لاکھ روپیہ کا تمسک اور پانچ لاکھ کا جواہر، اُسکے سوا کئی مکتوب بھی مانا پھر نويس اور دوسرے سرداران پونان کے نام پر اُسکے حوالے کیا، سرنامہ ان مکتوبوں کا ایام، بقاموں اور زمانہ پر مکر و فسون کی بیوفائی و شکایت پر مشتمل تھا، جسکے سبب ان دونوں سرکار پونان و میسور کے درمیان سابق مین و یسا خرخشہ و عناد واقع ہوا، اور خلاصہ مضمون یہ تھا کہ دل صداقت منزل میرا نجوشی و رضا اس بات کا خواہاں ہی کہ زر خراج دولت پونان کے اُن صوبوں کا جو جنگ و حرب کے وقت، مملکت میسور میں داخل ہو گئے ہیں اُس سرکار کو واصل کرے، اور چونکہ انگریزوں کی قوم تمام ہندوستان پر تسلط کا ارادہ اور طرفین سے عداوت قلبی رکھتی ہے بنا بر اسکے عموماً ہندوستان کے تمام امیرون خصوصاً ہم دو رئیسوں پر لازم و اہم ہی کہ قرار واقعی باہم متفق ہو کے ان مشترک اعا دی کو مرز بین ہند سے نکال دیں اُس ایاجی کے ہمراہ مرہٹے کے سرداروں کو تحفہ دینے کے واسطے برے داموں کے کئی ہاتھی معہ عمار یہاے جواہر نگار اور بیش قیمتی سوغاتیں بھی کر دیں،

الغرض وہ سفیر حضور سے رخصت ہو کے جب ملک پونان میں داخل ہوا تو اُسنے وہاں کے سرداروں کو اس جہت سے کہ جنریل کا دآر دکا شکر یہاں آ پہنچا تھا نہایت بدحواس و حیران پایا، اور افواج بندہئی کے بھی حملہ کرنے سے اُن پر ایسی دہشت غالب ہو گئی تھی کہ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا ارادہ انگریزوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے زیادہ ہی بہ نسبت نواب بہادر کے مصالحوں کے، تب اُس سفیر خوش فکر نے سرکار پونان کے سرداروں کو ہدیے پہنچا کر دانشمندی و شیرین بیانی کی قوت سے بعضوں کو موافق و خواہ بنالیا،

اگرچہ پہلے مرہٹے کے دونوں گروہ یعنی وے جو انگریزوں کی طرف کشی کرتے تھے اور وے جو اُن کے بداندیش تھے، قوت و اقتدار میں برابر تھے پر آخر کو سینڈھیا کی قید سے رگھوناتھ راو کے بھاگنے اور برخلاف اُس قول قرار کے جو کام (نام مقام) میں درمیان آیا تھا دوسری بار انگریزوں کے نزدیک اُس کے پناہ لیجانے نے اُس فریق کے اقتدار کا پٹا بھاری کیا جو انگریزوں کے بدخواہ تھے، اور اس جہت سے نواب بہادر کے ایلچی کا مطلب نکلی آیا، چنانچہ سرکار میسور و پونان کے ملاپ کا عہد و پیمان اس طور پر کہ آئندہ طرفین سے آپس میں رعایت و مروت کی شرطیں، جالاسی جائیں درمیان میں آیا اور عہد نامے لکھے اور اُن پر دونوں طرف کی مہر و دستخط ہو گئی، کہتے ہیں کہ اُسی ایام میں کہ نواب بہادر نے یہ ایلچی پونان کو روانہ کیا تھا نواب نظام علی خان کے پاس بھی جو اُن دنوں انگریزوں سے اس سبب کہ اُنھوں نے شمالی چار سرکاروں کی بابت پیشکش بھیجنے میں تاخیر کی، علاوہ اس کے کنٹرول کی سرکار میں بھی لے لین تھیں، اور اُس کے بھائی بسالت جنگ کے خیر خواہوں میں اپنے تئیں داخل کیا تھا بغیر اس کے کہ نظام علی خان کو اسکی اطلاع ہو، رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہو رہا تھا، دوستی کا نامہ پیام بھیجا تھا، کیونکہ آئندہ بات سے اس خط کتابت کا شبہہ یقین کو پہنچتا ہی کہ ہنوز سرکار پونان اور میسور کے درمیان قرارداد ہوتے دیر نہ ہوئی تھی کہ طرفین کی رضامندی سے یہ بات مکمل ثابت و ظاہر ہوئی کہ نظام علی خان بھی اس اتفاق و اجماع میں داخل تھا، آخر کار یہ امر بخوبی معلوم و آشکار ہو گیا کہ اس عہد و پیمان میں شریک ہونے اور سرزمین ہندوستان سے انگریزوں کی بیخ بنیاد اُکھاڑ ڈالنے میں مستحق ہونے کو نہ فقط برابر ہی کاراجاماد ہو جی بھونسلایا گیا تھا، بلکہ اور سردار لوگ پھر اس قضیے کے شریک تھے، نواب بہادر نے دشمنوں پر چڑھائی کرنے کا

جو نڈشا بانڈھا تھا، صورت اُسکی بہر تھی کہ جس وقت وہ آپ ملک کرناٹک پر شکر کشی کرے، نظام علی خان کو چاہئے کہ وہ اُتر کے صوبوں پر حملہ کرے، اور جب حیدری و نظام خانی دونوں سپاہ آپس میں ملکر انگریزی شکر کو ہزیمت دے چکیں تو مدد اس گھیر لینے کی فکر کریں اور افواج مرہٹہ جزیرہ بنبئی کے تاخت تاراج کو روانہ ہو، برابر کاراجا شکر جڑا لیکر بنگالے پر چڑھ دوئے، نواب جحف خان اور دوسرے سرداروں کو حدود دہلی کے مناسب ہی کہ گنگاپارہہ کے صوبہ اودھ کو عمل دخل کر لیں، ولیکن اگر ناظم وٹان کا اس صلاح میں شریک ہو کے آپ ہی قوم انگریز کو اپنی سرحد سے جس طرح ہو سکے نکال دے تو وٹان کا جانا ضرور نہیں، فی الواقع بہت دیر تو انگریزوں کے مستاصل کرنے کے لئے نہایت معذول تھی اگر وہ اشخاص جنھوں نے اس امر میں اتفاق کیا تھا، اپنے اپنے قول کی پاسداری کر کے قرار واقعی کو شش کرنے، تو یقین تھا کہ اُس ایام میں انگریزوں پر برتری مشکل آبرائی، لیکن ایسا کم اتفاق ہوتا ہی کہ جدی جدی قوم کے لوگ کسی کام میں شریک ہو کے اپنے وعدوں کے پورا کرنے اور نباہنے میں سعی کریں، اب اُن خیالی اور زبانی مددگاروں کا حال سننے کہ مادھو جی بھونسلا اور غربی ممالک ہندوستان کے کسی امیر نے اس مہم پر ذرا بھی التفات نہ کیا، مرہٹے اپنے قلمرو کے (جس کے شرقی شمال اور غربی جانب پر انگریزوں نے چڑھائی کی تھی) بچانے کی فکر میں لگے، نظام علی خان کا وہ سب جوش و خروش اُس لطف و لبق اور عہد و پیمان کے سبب جو گورنر بنگالے نے اُسکے ساتھ کیا، کھت گیا، سنہ ۱۷۷۹ء میں نواب محمد علی خان نے مدد اس میں انگریزوں کے عملے فعلے کو اُس قول قرار کی حقیقت سے جو نواب حیدر علی خان اور مرہٹوں کے ساتھ واقع ہوا اور بھی اُس اتفاق

وسیل کی کیفیت سے کہ ان دوسرے کاروں اور نظام علی خان کے درمیان برخلات
قوم انگریز کے ظہور میں آیا خبردار کر دیا،



اب چند مطربین انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان عداوت
ہو گئی اور نواب بہادر اور مرہٹوں میں برسوں لڑنے کے بعد
ان کے مصالحہ کرنے کی بابت میں بطور اختصار لکھی جاتی
ہیں اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے مرہٹوں کے ترقی کرنے
کا حال بیان کیا جاتا ہے،

مرہٹوں کی ریاست عالمگیر کے وقت سے شروع ہوئی اس صورت سے کہ جون
اندون سلطنت دہلی کے کمال کو زوال آچکا تھا اور عالمگیر جو شرع میں برآہی
متعصب اور نہایت پیردوست تھا ہند کے عبادے رئیس عموماً اور
قوم ہندو کے راجے خصوصاً اُسکے ہاتھ سے نیت تنگ ہو رہے تھے، اور تمام
دکن میں جہاں ہر خطے اور صوبے میں ہر ایک حاکم برای خود مستقل ہو گیا تھا، طریقہ
ملوک الطوائف کا پیدا ہو گیا، اور بے حکام کبھی تو آپس میں ملے جلے رہتے اور کہ ہی ایک
دوسرے کے مخالف ہو جاتے، اُنہیں دنوں قضا کار پہلے تو مرہٹوں میں سے
سیوانام ایک شخص طالب ننگ و نام نے خروج کیا اور کچھ سوار اکٹھا کر
فی الجملہ جمعیت ہم پہنچا کتنے دنوں تو اُدھر اُدھر لوت پات مچاتا رہا، مذا ان بجائے
خود حاکم وقت بن شہرت تارہ کو اپنا دار الحکومت بنایا، خیر سیوا کے دن جب
یورے ہوئے، تو سنبھا اُسکا بیٹا اپنے باپ کی جگہ سنبھیر بیٹھا، اور
عالمگیر سے لڑنے کو مستعد ہو آخر مارا پرا، تب ساہو اُسکا خلف کہ سلیم و حلیم

تھا قابم مقام باپ کے تحت نشین ہو اس نے لڑنے بھرنے سے احتراز کر
 آتھ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ اٹلی ملک سے چٹکار اُنکو اپنے راج کے انتظام کے لئے
 مدارالمہام بنایا، بعد مرنے اس کے جبکہ اُس کا کوئی فرزند صلی نہ تھا، رام نراین
 نامے ایک شخص کو اُس کے خویشتون میں سے گدی ملی، چونکہ یہ آپ تو عقل
 و دانائی سے محض مترا تھا لہذا اُس نے ملکی بند و بست کا بالکل اختیار اُنہیں آتھ
 ہشیار کارون کو دیا، جن میں سے بالاجی نامے ایک کو کئی برسوں کے بعد
 و ہوشیاری میں یگانہ تھا، آخر کار یہ مرتبہ و اقتدار پیدا کیا کہ راجا رام نراین کو قدر و
 منزلت کے ساتھ مقام سنارے میں قابم کر پونان میں اپنی حکمرانی کا تخت
 پھیلانا نایردھان پیشوا پندت کے لقب سے شہرت پائی ہر چند وہ آپ ہی
 جزوی و کلتی امور ات ملکی میں باستقلال اختیار رکھتا تھا تو بھی راجا رام کی
 باوجود اُسکی بد اطواری و خامکاری کے بری توقیر و عزت کرنا، آخرش پونان
 کو اینادارالامارت قرار دیا،

حاصل کلام یہ کہ انگریزوں نے پہلی لڑائی کے بعد قباحت اور برائی اُس صلاح کی
 جس پر سردار بندہ نے راگھو کی مدد کو شکر بھیجا اور مرہٹوں کے ساتھ
 جنگ و پیکار کی بناد اٹلی، خوب معلوم کر کے کرنیل آپتن کو مصالحے کے لئے
 پونان کی طرف روانہ کیا، ان دنوں رام نراین کی رانی جو حمل سے تھی ایک
 لڑکاجنی، پونان کے رئیسوں نے اُس لڑکے کو اُس کے باپ کی جگہ پیشوائی کی
 گدی پر بٹھلایا اور اُس کے بالغ ہونے تک سکھارام اور مانا پھر نویس کو
 وزارت اور نیابت کے منصب پر مقرر کیا، مگر راگھو نے جو پونان جانے کا انکار
 کیا اس سبب سے میل ملاپ کا سوال جواب طی نہ ہوا بلکہ ادھورارہ گیا، اور
 وہاں راگھو کے خیر خواہ نہت یافتہ و فساد اُٹھایا کرتے تھے، پونان والے

سمجھتے تھے کہ بہر سارا ہنگامہ در پردہ انگریزوں کا کام ہی چنانچہ پھر کشت و خون کا
 قانون مستعمل ہوا، آخر کو انگریزوں کے شکر میں غلہ اور دانہ و گاہ کی
 ایسی نایابی و قلت ہوئی کہ وہ سخت مجبور و مضطر ہوئے، کرنیل اگر تنہا در
 انگریزوں کے سر شکر نے بے بسی کے سبب مرہٹوں سے سر نو ملاپ کا قول قرار
 کیا جب بہر خبر کہ کرنیل موصوف نے ناچار ہی و مجبوری کی جہت جماعہ مرہٹے کے
 ساتھ میل کیا بنہی کو پہنچی تو انگریزی سر دار اس مغلوبانہ میل سے ناخوش
 ہوئے جسے پھر جنگ و حرب کی نوبت آئی اور جنریاں گودرد جو مرہٹوں کی
 لڑائی پر تعینات ہوا تھا حسن آباد سے برہان پور کو چلا کیونکہ برار کاراجا بھونسا
 مرہٹوں سے لڑنے کو راضی نہ ہوا، راگھو جنریاں کی خبر روانگی سن کر سیندھیہا کی
 قید سے بھاگ جنریاں سے جا ملا،

از کتاب جارج نامہ

مصالحہ کرنا قوم مرہٹے کا حیدر علی خان بہادر سے اور ملا لیمبا
 نظام علی خان آصف جاہ و نجف خان اور سارے ہندوستان
 کے امیروں کو اپنے ساتھ انگریزوں کی لڑائی پر،

نظم

بدان گاہ راگھو کہ برانگریز بیامد پیا کردہ رزم و ستیز
 جہانے پرازشور و آشوب کرد خردمند اند کہ ناخوب کرد
 مرہٹہ مجید علی دانست جنگ ہم آختہ تیغ الماس رنگ

دودستی ز دزدی شده کینه ور
 چو شد رزم آغاز با انگریز
 به بسته در جنگ با نام جوی
 ز خود کرده خشنود بنمود یار
 نظام آنکه بد بردکن باج خواه
 بگر می در دودستی باز کرد
 نجف خان که بد نامدار بزرگ
 فرادان سپه داشت آراسته
 جزایان هراں کس که بد نامدار
 همه گشته با یکدیگر هم زبان
 که حیدر علی یک شده با نظام
 بکر نایک و بوم سرکار نیز
 روان ساخته لشکر جنگجوی
 بدان بوم و بر شور و شرافت کنند
 بگجرات راند مرهت سپاه
 یکی مهترے از مرهت سپاه
 مودا جیش نام و لقب بهونله
 سوے بوم بنگالہ گردد روان
 حماید مرآن مرزا زیر و زبر
 بدست آید شن هر که از انگریز
 نجف خان ز دہلی براند سپاه

پی جستن بیشتی بوم و بر
 یک سو نهاده به حیدر استیز
 ز کینه سوی آشتی کرد روی
 که باشد و رایار در کار زار
 بد و نیکو بشود از مهر راه
 و را نیز با خویش ابناء کرد
 بمیدان پیکار گردی سترگ
 همه نرہ شیران نو خاسته
 بخود کرده دساز و ابناء و یاد
 بدین رای گشتند هم داستان
 کشیده به پیکار تیغ از نیام
 که نازد بدان هر دو جا انگریز
 به پیکار بد خواه بنهاده روی
 ز دشمن بن و بیخ را بر کنند
 که باید بد اندیش آنجا نه راه
 که سودے سر جاہ بر چرخ و ماه
 مقرر چنان گشت کو با سپہ
 به بسته به پیکار کردن میان
 نثاریده یکسر ز پیکار سر
 بر انگیزد از جان او را ستخیز
 سوے لکھنؤ یکسرہ رزم خواه

فروزد دران آتش کینہ تیز بہ پردازد آن بوم و برز انگریز
 گرش آصف الدولہ یاری کند درین کین بخود خوب کاری کند
 و گرنہ نجات خان گر کارزار جو دشمن ز جانش بر آرد دمار
 جو اینگو نہ کنگاش آمد بسر روان گشت ہر سو یکی نامور
 کران تا کران جہان شد سپاہ بدان بد کہ اختر بند نیک خواہ

آنا انگریزوں کے ایلچی کا حیدر علی خان بہادر کے دربار
 میں ملاپ کی اُمید پر اور بے نیل مرام اُسکا پھر جانا،

اُن دنوں میں مدراس کے گورنر نے اس امر کو صلاح وقت سمجھا کہ نواب
 حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کاروان کو روانہ کرے اس امید پر کہ وہ وہاں
 جا کر کسی طرح بھر ملاپ کی راہ کو جو بہت دنوں سے سدود ہو گئی تھی کھولے
 اور اس ضمن میں اُسکے ملک کا دستور و آئین بھی کیا بینشی دیکھے بھالے، خیر
 جب اس امر میں نواب بہادر کا استخراج کیا گیا تو اُس نے بری مشکوکوں سے
 ایلچی کو اپنے ملک میں آنے کا ان شرطوں کے ساتھ حکم دیا کہ سریرنگپتن سے
 چار میل کے فاصلے پر اترے اور کوئی اُسکا نوکر چا کر شہر میں نہ آوے اگر کسی
 چیز کی حاجت ہو تو حیدری سواروں کی معرفت جو اسی واسطے متعین ہوئے ہیں
 شہر سے منگوالے، آخر کو نواب نے اُس سفیر کو بعد بہت انتظار کے اپنے
 حضور میں بلایا، اور سب اُسکا پیام کلام سن کر بہر جواب دیا کہ ابہد امین میں نے
 یہ گمان کیا تھا کہ قوم انگریز بہ نسبت اور قوم کے صدق و وفا کی صفت سے
 موصوف ہیں، لیکن انہوں نے امتحان و آزمائش سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن پر

ان دو جوہر کا ذرا عکس بھی نہیں پڑا، پانچ سو ۱۷۶۹ء کی شرط و قول پر جب افواج مرہٹے کے مارہٹا نے کوہنے نم لوگوں سے مدد مانگی، تم لے اس میں دھیل کی اور معاذیر سست و نامقبول کرنے کرنے بہانہ کر امرو ز فردا کیا کر وقت تل گیا اور اس سرکار کے غنیموں کی بن آئی، اور یہ بھی تمہاری طرف سے، خلاف عہد و پیمان کے ظہور میں آیا کہ تمہاری فوجوں نے ہمارے قلمرو کا قصد کیا اور قلعہ ماہی لے لیا، اب تک بھی تمہاری جانب کے عہدہ دار و دان حکومت کر رہے ہیں، اس سبب سے ہمیں اب تم لوگوں کے قول فعل پر کچھ اعتماد باقی نہ رہا، قطع نظر اس کے ہم کو ایسے سردار کی دوستی و اتفاق سے کیا فائدہ ہو گا جو بذات خود استقلال اور اپنے کام کا مختار و حاکم نہ ہو، اور ہر ایک مقدمے میں ارباب شورا ہی کی نحو بزور اے کا منتظر و محتاج رہے، مثلاً اگر ہم اُسے مدد دیا ہمیں تو وہ پہلے تو صلاح کاروں سے فتوا اور اجازت طلب کریگا، بعد اس کے نواب محمد علی خان کے نزدیک مدد خرچ کے باب میں التجا لایگا، اور اس بات میں کچھ شبہ ہی نہیں کہ وہ اس مادے میں چند در چند عذر درپیش کریگا اور کیا کیانہ تال متول کر کے کام کو ملتوی رکھیگا جب اسپر بھی تم اُس کے پاس الحاح و زامی کر دو گے تو وہ بعضے بعضے اجناس اور کچھ جواہر نکال دیگا کہ انھیں بیچ کر اپنا کام نکالو، خیر جب ہزاروں بوک و مگر کے بعد، یہ بھی ظہور میں آیا تب اللہ اللہ کرنے تمہارا دیر اندازا شہر سے باہر نکلتا ہی، پھر کوچ کا تمہارے یہ حال ہی کہ اگر ایک دن کوچ ہو تو دو دن مقام ہو، اس رنگ دھنگ سے جب تک تمہاری کمک ہمارے ملک میں آئی ہی تب تک یہاں غنیم لٹیم پہلے ہی اپنا کام کر چکے اور ملک کو ویران و تباہ کر ڈالتے ہیں، جب تمہارا یہ دتیرہ ہی تو ہمارے تمہارے درمیان اتفاق و ملاپ کیونکر ہو گا، میں صلاح و شورا کا پابند نہیں میں اپنی ہی عقل صلاح کار کے حکم

مر جلتا ہوں، اپنے عزم پر آپ حاکم ہوں، حتیٰ الامکان ضرورت کے وقت غفلت نہیں کرتا اور فرصت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، لہٰذا بھر میں ایک شکر یار سالہ، جنگ آزمودہ سواروں کا جہان درکار ہو، بھیج سکتا ہوں، جن کا ہر روز ساتھ میل کوچ معمول ہی خدا کے فضل و کرم سے غلے اور ہر طرح کی ضروری چیزوں کے ایسے انبار خانے، ذخیرے کثرت سے بھرے بھرائے طیارے رکھتا ہوں کہ برسوں کے خرچ اخراجات کو کفایت کریں،

بھلا ایسی دوسرا روں میں جو اس طرح متخالف اور متضاد ہیں کس طرح ملاپ اور ہمہ آسانی صورت پکڑے، سواب آپ رخصت ہو جیئے اور اپنے موکل کو جا کہئے کہ آئندہ نامہ پیام بھیجنا عبث بلکہ میرے درد سر کا باعث ہی، حیدر علی خان اُس قاصد کے ساتھ یسے عتاب خطاب کر کینہ کشی پر مستعد ہو ایما تک کہ شہر رجب کی یسویں سنہ ۱۱۹۴ یا جولائی مہینے سال ۱۷۸۰ میں بہت سے گھات یار ہو سیلاب جو شان کی طرح اکبادگی کر نامتک میں جاد داخل ہوا اُسکے پہنچنے ہی اُس سرحد میں ایک شور محشر برپا ہو گیا، اس یورش میں جنھما کے شکر کا نیس ہزار سوار ہزار اور چالیس ہزار پیادے خونخوار کا تھا ساتھ اُسکے برے زور شور کا ایک دھوان دھار تو بخانہ بھی ہمراہ جس میں فرنگستان کے گولنداز اور مشیر لالی اور اور فرانسس عہدہ دار سرغنے تھے، اس جنگ میں قلب شکر کا نواب بہادر آپ سہ سالہ تھا اور مہرے کی سرشکری تپیو سلطان کے حوالے تھی، اس تاکید سے کہ وہ شمال رو بہ صوبوں پر چڑھ دوتے، اور سینہ کے غول کو، اپنے ایک مور سالار کے ہمراہ موضع مادورا اور دکھن والے پرگنات پر مقرر کیا کہ ان مکانوں میں لوہے مار مچا دے، قلب

کی فوجیں بالام نائرنام گزارے گھات کے متصل چٹور گرہ میں جا اتری، چونکہ یہ قلعہ برسر کوہ واقع اور نہایت محکم و استوار ہے لگاء دشوار گزار ہی، سابق میں اس کو نواب انور الدین خان نے سوج حادث کے وقت اپنے قبائل کے لئے مسکن و مآدمقرر کیا تھا، اور اب یہ حصار اور اُس کے مضافات محمد علی خان کے بھائی ناصر الدولہ عبدالوہاب خان کے دخل میں تھے، افواج حیدری نے پہلے اُسی پر غارت و تاراج کا ہتھ ڈالا، خواہ اس خیال سے کہ اُس میں نقوہ و جواہر گران بہا کا خزانہ ہی یا اُس دشمنی کے سبب جو حیدر علی خان کو محمد علی خان کے ساتھ تھی، یہاں کا قلعہ دار اور اُس کے عیال اطفال سب اسیر و گرفتار اور انواع طرح سے ذلیل و خوار ہوئے، اشیاء جناس قلعے کی لت گئی، نذایس و اموال و دان کے سریر مگپتن روانہ کیے گئے، ان لوٹ کی چیزوں میں نہایت عمدہ کتبائے تھاجکی کتابیں نواب انور الدین خان نے جمع کی تھیں اور پچھلے دنوں میں اُس کے جانشین نے بھی ہزار ہا جلدیں اُس پر اضافہ کیں، یہ کتابیں اُن نسخوں سمیت جو کرناٹک کے بعض قلعوں اور نواب کرپہ وغیرہ کے کتاب خانے سے ہاتھ لگے تھے بعد شہید ہونے تیہو سلطان کے مہکتبخانہ سلطانی انگریزن کے قبضے میں آئیں حیدری شکر اس ناخت میں چٹور گرہ اور اُس کے آس پاس کے قلعے مستخر و مفتوح کرنے پر قانع نہو کر آگے برہا، چنانچہ آگطکی دسویں تاریخ اُس کے سواروں کے ایک غول نے مدراس کے قرب و جوار کے کئی دہات لوٹ مار کر شہر میں ایسا ہلہ اور بلوا مچا دیا کہ وہاں کے انگریز باشندے حصار میں پناہ جو ہوئے، بعد اُس کے اکیسویں کو افواج حیدری نے کرناٹک کا دارالامارہ شہر آرکات لوٹ لیا، لیکن چونکہ انگریزوں کی فوجیں نزدیک آگئیں بعضی مدراس

سے سر ہنگامہ منرو کی اور بعضی اتر کے صوبوں سے کرنیل بیلی کی سپہسالاری میں، اسلئے نواب بہادر آرکات کے محاصرے سے تو باز آیا، ہر اس امر میں کوشش کی کہ تینے دونوں فوجیں آپس میں ملنے نہ پائیں،



ترجمہ بعض مقام بارہوین باب کارہالہ ملیطری بیاگریفی یعنی تذکرہ بہادران انگلستان میں سے (جوسنہ ۱۸۲۱ء میں چھاپا گیا) بیان میں حال جنرل سر دیوڈ بیرڈ کے جو بہت دن تک تیپو سلطان کی قید میں اور قلعہ سریر نکپتن کی تسخیر کے وقت قاضی کرنیوالوں کا سر کردہ تھا مشتمل جنگ کو ہستانی کی خصوصیات پر جرکنچی کو تے کے درمیان واقع ہوئی، اور یہ، ایک اُن جنگوں میں سے ہی، جن میں طرفین سے ہزاروں جنگجو مارے جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ہوا،

ہندستان کی سب ریاستوں میں، اُن دنوں (جب تیموریہ سلطنت کو کمال زوال آچکا) میسور والی ریاست بری مشہور و نامی تھی، جس پر نواب حیدر علی خان قابض تھا، اور اس بہادر نے مرتبہ سپہداری سے بیادری طالع و اقبال، فرمانروائی و شہر باری کے درجے پر ترقی کی، ذات عالی صفات اُسکی، فنون سپہسالاری کے سوا، جمائادری و ملکہداری کے آداب و قانون کی بھی ایسی حاوی تھی کہ اُس ایام میں فرنگستان کے فرمانرواؤں کے درمیان بھی ایسا شخص مجموعہ نوادر و کمالات، عدیم المثال تھا، چونکہ ایسا حاکم جابر و مدبر کے قرب سے انگہ بزدوں کی ریاست کو جس کی بنیاد ابھی بخوبی

قائم نہیں ہوئی تھی کھٹکا اور خطر اٹھا، بناچار مصلحت نیک تو یہ تھی کہ انگریز اُسے
 اتفاق و میل رکھتے، یا ایسا قول و قرار ہی کرتے جسے وہ، اُن کی سرحدوں پر
 ہتھ نہ ڈال سکتا، لیکن حیف کہ برخلاف اُسکے، انھوں نے نواب کی دشمنی
 پر کمر باندھی، چنانچہ سنہ ۱۷۶۷ء میں انگریزوں نے نواب بہادر کے ساتھ جنگ
 و جہل کی بنا ڈالی مگر نواب ہی اس لڑائی میں فتحیاب و مظفر رہا، اور مقام
 کرناٹک سے جہان اُسکے تاراج عام کے سبب واویلا مچا تھا، عین مدد اس
 کے دروازے تک جا پہنچا، یہاں بھی اُس نے ایسی لوت لٹ محادی کہ وہاں کے
 حکام ہارمان کر مغلوبانہ صلح پر راضی ہوئے چنانچہ آپس میں یہ قول قرار ہوا کہ ضرورت کے
 وقت طرفین ایک دوسرے کی رعایت و حمایت سے پہلو تہی نہ کریں، ابھی اس
 عہد و شرط کو دیر نہ ہوئی تھی کہ نواب کو مرہٹوں کے ساتھ ایک جنگ کا
 سامنا ہوا، تب اُس نے چاہا کہ اپنے اُن نئے خواہ انگریزوں کی دوستی
 کے نقد کو کوٹ پر کیے، گورنر مدد اس کو ایک نامہ لکھ کر اُسے نام
 امتحاناً پان سہی انگریزی سپاہی کی اُسے کمک جاہی، گورنر موصوف نے ع
 برخلاف راہ و رسم دوستی، بسم اللہ ہی غلطی کی، اور اُسکی درخواست
 پذیرانہ کی، خیر بعد اُسکے سنہ ۱۷۷۰ء میں بھی جب دوبارہ لتیرے
 مرہٹوں نے نواب کو تنگ کیا تو پھر مدد اس کے کارپردازوں سے مکرراً
 عہد و پیمان یاد دلا کر مدد طلب کی، ابکی بار بھی اُن کی جانب سے غفلت کا وہی
 عالم رہا جیسا اول ظہور میں آیا تھا، اس عرصے میں مرہٹوں کی بار بار غارت
 و تاراج کے باعث میسور کی ریاست میں بہت سا اختلال راہ پایا اور
 اُسکے اکثر خطے اُن کے قبضے میں آ گئے، سری بار نواب نے پھر بھی
 انگریزوں سے استمداد مانگی، اور اس یاری و مدد سے جو قائمہ انھیں

ہو نیوالا تھا، اُس پر بھی اُن کو مطلق کیا، اِس طرح سرکہ جب ابھی اُن نے دست و پاؤں کم مایہ مرہٹوں نے ہندستان کی بالکل شمال روئے مشرق ریاستوں میں یہ آشوب قیامت مچا رکھا ہی تھا جانے اگر یہ لوگ قوت پائیں اور کچھ ساز و سامان اُن کے ہاتھ پہنچ جائے تو دکن کے تمام ملکوں میں کیا ہاتھ پائوں نکالیں اور کسی ہل چل والین، اِس اطلاع و استمداد سے بھی کچھ حاصل نہوا اور کنہی کے کار گزار اِس تغافل میں مرتکب برے ننگ و عار کے ہوئے، لیکن چونکہ ابھی نواب بہادر کی ترقی کے ایام باقی تھے اُس نے اپنی عقل صلاح کار کی چارہ سازی سے سب دشمنوں کو زیر کیا، اور بغیر کسی کی اعانت و مدد کے پہلے تو سنہ ۱۷۷۲ء میں مرہٹوں کے ساتھ بخوبی مصالح کر لیا، پھر اُن مرہٹوں کے آپس میں خانگی قصے قضیے اور سازگار جذبی کے کارکنوں کی بد انتظامی کے باعث نواب نے ایسی دست قدرت حاصل کی کہ جو محلات اُس کے قبضے سے نکل گئے تھے اُنہیں پھر الہا اور ساتھ ہی اِس کے اپنے ملک کی وسعت و فسحت کو بھی خوب ہی پھیلا یا،

نواب بہادر نے جب اپنی ضرورت کے وقت فرقے انگریز کو آزمایا اور اُن سے بار بار عہد شکنیاں دیکھیں تب آئندہ اُس کے دل سے اُن کے قول فعل کا اعتبار جاتا رہا، اُنہیں دنوں میں فرانسس نواب سے آن ملے اور ہر طرح کے جنگی آلات و سامان سے اُسکی مدد و خدمت کی اور اِس امید پر کہ کسی نوع سے کمر ناسک کا ملک اُن کے ہاتھ آجائے نواب کے ساتھ اتفاق و میل رکھنے کو مناسب جانا، چنانچہ اُن کے کار آزمودہ عہدہ دار لوگ، خیر خواہوں کے طور پر نواب بہادر کی ملازمت میں حاضر ہوکر اُس کے

سپاہیوں کو فرنگستانی جنگ و پیکار کے قواعد سکھلائے مین بہ دل مستوجہ ہوئے چونکہ انگریزوں کی بدسلوکیوں سے نواب کا دل بھر ہی رہا تھا اور اس امر میں حق بجانب اُس کے تھا، اب اُس نے دشمن سے کینہ کشی میں اپنے کو خوب توانا پایا، اور اُن دنوں سرکار کنبہ کے ناظموں کا حال یہ تھا کہ بے لوگ آپ تو اُسکی اعانت و مدد سے تجاہل کرتے ہی تھے اور راجاؤں نوابوں سے بھی ایسا سلوک کرتے تھے کہ نواب کے ساتھ ان صاحب ثروتوں کا ملجانا انھیں کی شکست کا باعث تھا نواب بہادر نے اس فرصت کو غنیمت جان مرہٹوں اور نظام علی خان کو خفیہ ملا کر یہ تدبیر تھہرائی کہ باہم متفق ہو کے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالا جائے، ادھر تو سب بند و بست اس منصوبے کا تھیک ہو چکا تھا اور ادھر کنبہ کے کارکن ہنوز بے پروا غفلت کی نیند میں پرے سوتے تھے، یہاں تک کہ بیسویں جولائی سنہ ۱۷۸۰ء میں نواب بہادر نے برے زور و شور کے ساتھ فوج دریا موج حمیت مرز میں کرناٹک میں پہنچ کر اُسے لوٹ لیا، اس ناخت میں حیدری فوج آسے ہزار جوان سے بھی زیادہ تھی، اس شکر کی ہیبت اس راہ سے اور بھی برہگئی تھی کہ اُس میں مو شیر لالی کی فوج اور بہت سے فرانسیس عہدہ دار ملازم تھے، اور فوج انگریزی جگہ سرشکر جنریل سرہاٹھر منبر و تھا قریب چھ ہزار کے تھی جو مدد اس کی سرحد میں کوہستان بر مقام رکھتی تھی جس وقت تھروان رجمنٹ جو تازہ ولایت سے آیا تھا اُسی دن جہاز سے انگریزوں کے حب الحکم لڑائی کے واسطے انگریزی شکر سے جا ملا، جب نواب بہادر کرناٹک کی سرحد سے آگے برہا اور راہ کی تمام بستیوں کو آتش زنی اور قتل عام سے جلا تا دیران کرتا ہوا آرکات کی جانب روانہ ہوا اکیسویں آگست کو شہر کے سامنے پہنچ جمہ کیا،

بیت

جوانان جنگ آور و پیلٹن

ہوئے سامنے قلعے کے خیمہ زن

اُن دنوں وہاں کرنیل ییلی شمال روپہ صوبوں کے بند و بست کو ایک بری فوج لے رہا تھا اور چونکہ وہ حیدری سپاہ جو آرکات کے محاصرہ کرنے پر تعینات تھی، درمیان اس فوج اور انگریزوں کی چھاؤنی کے، حائل واقع ہوئی تھی اس لئے مدراس کے گورنر نے کرنیل ییلی کو اس مضمون کا ایک فرمان لکھا کہ وہ جلد اپنے تئیں پہاڑ پر انگریزی لشکر میں داخل کرے، لیکن نواب نے جالاکئی کی راہ سے اُسکے لشکر جانے کے رستے کو جو ایک ہی تھا چھینا لیا، جس پر کرنیل موصوف نے بہتیرا زور مارا پر کچھ پیش رفت نہوا، آخر پر بناکم نامے مقام میں نوبت جنگ کی پہنچی، اس میں کرنیل بہادر نے جس کے ہمراہ سوار تو مطلق نہ تھے مگر پیدل سپاہی، اپنی اسی جمعیت کے موافق صرف ایک نام کی فتح پائی، براس ظفر نے اُسے کچھ فائدہ نہ بخشا بلکہ کچھ ضرر ہی پہنچایا کیونکہ ہونڈ انگریزی لشکر گاہ اس مقام سے کوسوں کی راہ پر تھی اور فوج قوی نواب بہادر کی اس رستے میں سنگ راہ، سپاہی کرنیل موصوف کے رستہ بغیر بھوکھون مرنے لگے، تب اُس نے سر ہکطر منرو کی خدمت میں اپنی مصیبت کی حقیقت اس طرح لکھ بھیجی کہ بت ب مضرّت اور رسوائی کے جو اس لڑائی میں ہم لوگوں کے پیش آئی نہ یہاں سے نکلنے کی قدرت ہی اور نہ بن قوت و خوراک تھہرنے کی قوت، تب تو اس مصیبت کی چارہ گری میں اُن سبکی راے اس پر تھہری کہ کرنیل ییلی کے پاس ایسی کمک بھیجی جائے جس میں اس شخص سے اُس کی رہائی ہو، چنانچہ اسی قندہر کرنیل قلیچر،

کیطان بیرد اور کتنے اور سردار نامور ایک بری جمعیت کے ساتھ اس مہم پر تعینات، اور چھاؤنی سے نو بجے رات کے وقت روانہ ہوئے، کرنیل بیلی کی فوج میں کس درجے تکلیف و اذیت تھی اسی سے سمجھ لیا چاہئے کہ کرنیل فلیچر کا ہر ایک سپاہی فقط دو ہی دن کی معناد کے موافق تھوڑے سے چاول اور کئی بسکٹ اور قدرے شراب بطور رسد کے اپنے اُن دوستوں کی مدد خواہ کے واسطے جو موضع پر بنا کم ہیں تھے ہمراہ لے گیا تھا، جب نواب بہادر کو اس کمک کی خبر پہنچی تو اُنکے آنے کی راہ روک لینے کو اپنے سوار جڑا بھیجے، لیکن کرنیل فلیچر اور کیطان بیرد کے دلون میں اُنکے راہنما یون کی طرف سے ایسی بدگمانی آگئی کہ وہ سیدھا رستا چھوڑا ایک تیر تھی راہ ہو اُس کالی رات میں جو گویا انھین کی بستی کو آئی تھی حیدری رسالے کے دارگیر سے بچ چاکر کرنیل بیلی کے شکر میں آ پہنچے، لیکن نواب باندہ اقبال نے کہ دشمن سوزی کے باب میں نہایت جالاک دیکتاے زمانہ نہا اتنا توقف نہ کیا جو بیٹے اکتھی فوجین نے خطر اُسکے پہنچے سے نکل جائیں، چنانچہ قلب مکانوں و دشوار گزار راہوں پر بدھرے انگریزی پلٹنوں کو جانا تھا، توپ کے مورچے طیار رکھنے اور اس لئے کہ اُن کے کوچ کرنے کا وقت اور اور مراتب بخوبی معلوم کر لیا تھا، اپنے اچھے اچھے پیدل جوانوں کی ایک بری جمعیت کو غنیم کے رستوں پر گھات میں لگے رہنے کا حکم دیا، بعد اُسکے خود آپ اپنی فوج کا برا جتھا ہمراہ لے اُن بہادروں کے حملے کرنے کا انتظار کرنے لگا، تا بروقت اُن کی مدد کو پہنچے، جب ادھر کا یہ سب انتظام و اہتمام کر چکا تب پندارے سواروں کا ایک براغول کانجیویرم کی اطراف میں نہب و تاراج کرنے کے واسطے تعینات کیا کہ قابو کا وقت دیکھ کر انگریزی شکر کو اُنکے قصد سے باز رکھیں، دسویں سپٹمبر کو جو

انگریزی پلٹوں کے کوچ کا دن تھہر چکا تھا حیدری جوانوں نے (جو تر کے ہی دے پانوں چپ چاپ اُس مقام پر جہان غنیم کے لئے دام بچھائے تھے ، اُن پر آہر نے کی تاک میں جا بیٹھے) دشمنوں کا پہنچا دیکھ لیا ، تب ایک مورچے کے گھات والے سپاہیوں نے بارہ توپیں اُن پر ماریں ، اور ہنوز وے آگے رہنے نہ گئے تھے کہ اُن کے پیچھے سے دوسرے مورچے کی توپیں بھی دغے لگیں ، اب اُن لوگوں سے بحر اس کے کہ آگے برہہ جائیں کچھ علاج نہ بن سکا ، لیکن اور بھی مورچے توپوں کے اُن کے واسطے طیارے آدھے گھنٹے میں ستاون ضرب توپ انگریزوں کے شکر کو مار بھگانے کے واسطے آ پہنچیں ، فجر کو سات گھنٹے کے وقت بیست مار فوج فوج سپاہی بھی ان کم بخون پر آن پڑے یہاں تک کہ ہر نوبت پہنچی کہ طرفین کے جوان آپس میں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے کپتان بیردا اور گران دیل جوانوں نے اُس مہم میں بری بری جوانمردیاں اور بہادریاں کیں آخر حلقے میں پچیس ہزار سوار اور تیس پلٹوں کے (علاوہ حیدری ملازم فرنگی سپاہیوں اور برے توپخانے کے جو ایک تیر کے فاصلے پر سے سر ہوتا تھا) جنہوں نے چاروں طرف سے نقطے کی طرح انگریزوں کو گھیر لیا تھا ، ایسی ثابت قدمی و استقلال سے حربے کے مقابلے میں آتے کھڑے ہوئے ہر ایک جانب سے نوبت بنو بت اُن کے واروں کو تال رہے تھے کہ حیدری شکر کے فرانسیس وغیرہ انگریزی دلاؤ و ن کا ایسا جگرا دیکھ سب کے سب دنگ ہو گئے ، انگریزوں کی فوج میں صرف دس میدانی توپ تھیں لیکن وے ایسی پھرتی اور صفائی سے اُنھیں چھوڑتے تھے جسے حربے کے شکر میں تہلکہ بر گیا تھا ، صبح سے نو بجے تک کثرت و خون واقع ہونے کے بعد انگریزوں کی

نصرت و فتح کا آفتاب طلوع و گرم ہونے لگا، اور حیدر چیدہ حیدری رسالے کے سوار حملے پر جمائے کر تمام تر شکست نصیب ہوئے، میردا اور عمدہ حیدری فوجین کشش و کوشش کرنے کرتے خستہ اور ماندی ہو گئیں قریب تھا کہ گھونگھٹ کھا جائیں، حیدری تو پانچانے کے فرانسیس منصبدار بھی اُسکی اہتمام سے ہاتھ کھینچ چکے تھے، اس عرصے میں ایک ایسا اتفاقی حادثہ نازل ہوا جسے کھیت کا اور بھی رنگ ہو گیا،

نفیصل اس اجمال کی بہرہی کہ اتفاق سے (جو نواب بہادر کے حق میں مفید اور انگریزوں کی نسبت مضر پرآ) اُن کی باروت و گولے کی بھری لدی پیتیان آگ لگ کے بالکل جل گئیں، یہ مصیبت جان موڑا اُس گولے سے پیش آئی جو حیدری گلنداز نے مارا تھا، اس واقعے میں بہت سے سپاہی ماروت کی طرح جل جل سوخت ہو گئے، اور جو کہ جلنے سے زندہ بچ رہے وہ عجیب رنج و بلا میں مبتلا ہوئے کہ بالکل جنگی اسباب و لوازم ضائع و نقصان ہو جانے کے سبب مردوں سے بھی زیادہ مردے بنے، تیپو سلطان ایسی فرصت کو غنیمت جان اپنے پر جلیل القدر کی بلا اجازت سواران خونخوار کی جمعیت ہمارا دلے برق کی طرح انگریزوں کی فوج پر جاگرا، ساتھ ہی اس کے فرانسیسی شکر کے لوگ بھی کمک کو آ پہنچے،

بیت

سپاہ گران لیکے سب ہرکاب کمک کو دے تیپو کے پہنچے شتاب

حیدری بہادر و نالے ایسی رستمانہ کوششیں کیں کہ انگریزی سپاہیوں کے خون سے ندی نالے بہا دیئے،

آخر انگریزی عہدہ داروں نے، کچھ فرنگستانی اور آوارہ سپاہیوں کو جمع کر عین

ایسے وقت میں کہ حریف کے تو پخانے سے گولے چل رہے تھے پناہ کے لئے
ایک اونچے تیلے پر اُن کے برے کھڑے کیئے ، لیکن گولا باروت کہاں ،

نظم

جہاں جو نے شکر جو دیکھا کھرا تو آسا مہنے اُسکے باندھا پرا
لگی لڑنے پھر دونوں جانب کی فوج لگا مارنے خون ہر طرف موج
چلانا تھا سلطان جدھر تبغ کیں لہو سے بھرے تھا اُدھر کی زمین

منصبدار تو اپنی اپنی تلواریں اور سپاہی سنگینیں لے لے لڑتے تھے اور داد دلیری
کی دیتے تھے چونکہ حیدری فوجین کثرت سے تھیں اور بسی درپسی اُنہر گرتی تھیں
انگریز بیچارے لایا روئے بس ہو کر اکثر کشتہ و خستہ اور بعضے گرفتہ و بستہ ہوئے
اور سیکڑوں گھوڑوں کے مہموں اور ہتھیوں کے پیروں تلے کچلے گئے ،

انگریزوں کے مقتولوں کا عدد ساڑھے چار ہزار سے بھی زیادہ تھا ، جس میں
ہندوستانی سپاہی چار ہزار تھے اور فرنگستانی قریب چھ سو کے ، کرنیل فلیسمر
کشتوں کی لاشوں کے درمیان ملا ، کرنیل بیلی اور کپتان بیرد چار چار زخم کاری
کھا کے دو سو فرنگستانی مصیبت اسیر ہوئے جب انھیں حضور میں دست
بستہ لیگئے تو نواب اپنی فیروز مندی کے دماغ میں حقارت کی نظر سے ان کی
طرف دیکھ کر فتح کے سرشار نشے میں علا لاکر لے لگا ، اُس وقت کرنیل بیلی نے
جواب دیا کہ نواب صاحب تھو سلطان اس لڑائی کے حال سے بخوبی مطلع ہی ،
اور اُس نے بحشم خود دیکھا کہ اس فتح کا باعث بلائے ناگہانی تھی جسے ہمیں
تباہ کیا ، کچھ آپ کی فوجوں سے ہم نے شکست نہیں کھائی ، اس سخن تلخ
کے سننے سے نواب نے جھجھلا کر حکم کیا کہ ان سب کو قید کرو ، کہتے ہیں چونکہ
اس جنگ میں شدت سے قتل و خون ہوا اور اکثر حیدری نامی دلاور بھی مارے

لئے تھے، اس جہت سے نواب بہادر کا مزاج کچھ برہم ہو گیا تھا اور انگریزی
 اسیروں کے ساتھ اس قدر خشونت و مزاحیہ کی جو اُسکی خونخواری، کپٹان
 بیرد اپنی اسیری اور گرفتاری سے کہ اُس میں انواع طرح کی اذیت و خواری
 کا سامنا تھا (جکا ایک نمونہ یہی کہ وہ سارا تھے تین برس تک زندان تیرہ
 و تاریک کے درمیان ایک ہی زنجیر میں اور قیدیوں کے ساتھ پابند رہا) آخر نجات
 یا کے ولایت چلا گیا تھا، وہاں سے جرہیلی عہدے پر بحال ہو کر پھر ہندوستان میں
 آیا اور جب سنہ ۱۷۹۹ء میں سریرنگپتن پر چڑھائی کے لئے ویلور کے درمیان
 فوجیں جمتی تھیں اُس میں جا ملا، اور اُس نے بقصد بہر چاہا کہ سپہسالاری میں
 اُس جیش کے جو اس مہم کے لئے نامزد ہوئی تھی خود مقرر کیا جائے چنانچہ اس
 مقصد پر کامیاب ہو کر اُس نے اُسی سال کے مے مہینے کی چوتھی کو
 شہر کے باہر انگریزی نشان اُڑایا، اور ہنوز رات نہوئے پائی تھی کہ
 سریرنگپتن کا رنگ بدل گیا، حکومت وہاں کی انگریزوں کے قبضے میں آگئی، گوردش
 فلکی سے وہی شہر جو کپٹان موصوف کے لئے اُس کی سیاست کے زمانے میں
 دارالبحیم تھا اب کامیابی میں دارالتعمیم بن گیا لیکن باوصف اس خوشی
 و فیروزی کے جو اُسکو حریف کے مغلوب ہونے سے حاصل ہوئی، ذرا بھی
 انتقام و کینہ کشی کا خیال جو ایسے واقعہ کو لازم ہی اُسکے جو اند دل میں نگذرا،

از کتاب جارج نامہ تصنیف ملا فیروز

روانا ہونا کرنیل بیلی کا جنرل سرھکڑہ بروکی باری
و کمک کے لئے اور تہو سلطان کے ہاتھ اس کا گرفتار ہو جانا

مثنوی

ز ماہ نہم روز نہ رفتہ بود	بہ بیلی زمانہ بر آشفہ بود
شدہ اخترش کند بر آسمان	بہ شوریدہ و تند گشتہ جہان
خود و شکر از شہر بیرم بکام	سوی مند و تیز برداشت گام
فزون پنج صد بود بر پنج ہزار	ز ہند و یورپ مردم کارزار
چوب پردہ چار یک از کردہ	ز حیدر و سید نہ لختہ گروہ
میان دو بد خواہ پر خاش خاست	ز تیرد و رویہ فشا فاش خاست
باندک دہ و گیر حیدر سپاہ	ز بون گشتہ در دشت آورد گاہ
نیفشر دہ پنی پاش نہ کردہ تیز	یہ پیچیدہ از کین گام گریز
و وان گشت بلی از ان جایگاہ	یکی درہ تنگش آمد براہ
ز گیتی نہان گشت ز زمین چراغ	سراسر جہان گشت چون ہر زاغ
در ان درہ بلی بیامد فرود	کہ تن را از آرام بدہد درود
بنا گاہ از دشمن کینہ خواہ	بہ پیکار آمد دگر رہ سپاہ
در ان درہ تنگ آشوب خاست	چو تند رخ و شیدن توپ خاست
زمانی بہ بیلی بہاریدہ تیر	چو باران کہ از ابر آید بزیر

فراوان را کرده توپ و تفنگ
 ازان پیش کاید برون آفتاب
 روان گشت بلی از انجاگاه
 بناگاه پیو بد انجا رسید
 ستیزه بر پیوست ازدو گروه
 بگاه گذر ره بر و تنگ بود
 نیارست آراست آوردگاه
 بند دست چپ هیچ پیدا راست
 ز بار و بنه کس نه آگاه بود
 در ان راه دشوار و تاریک و تنگ
 توانست کوشش نمودن سپاه
 به بیجارگی جنگ بایست کرد
 ز پیو نیرد خسته بلی هنوز
 در حیدر پیامد سپاهی دیگر
 به پیو شده بار در کارزار
 به شد آتش کین و بیکار تیز
 سوی دشمنان گول انداخت چند
 که صندوق باروت او بر فروخت
 بسی چیز شایسته اندر نبرد
 نگه کرد و دانست پیو ز دور
 خمیده شد از راستی پشت او

کشیدند از جنگ و پیکار جنگ
 بگیرد جهان گونه زرناب
 بریده ازان دره یکمیل راه
 سر آتش جنگ بالا کشید
 چو انگریز بد در میان دو گروه
 نه میدان آویزش و جنگ بود
 نه صف می توانست بستن سپاه
 نه انست کس قلب و ساقه کجاست
 کشاده نه بر مرد کین راه بود
 نه بر رسم بیکار و آئین جنگ
 گسته رده رفت بایست راه
 بر انگیخت ناچار گردنبرد
 یکی گرد برخاست شد تیره روز
 بیکدست تیغ و بدیگر سپر
 ز سم ستوران زمین شد نزار
 دل توپ افروخته انگریز
 شدش کار و آزون زبخت نرشد
 ز بایسته سامان فراوان سوخت
 که شاید به مردان گداور و برد
 کز آتش به بدخواه افتاده شور
 ز سامان بود باد در مشت او

بزا گینخت از جا ننگاور سوار
 فراوان زدشمن بکشت و بخت
 برید و درید و شکست و است
 چو بلی چنان دید بر کاشت رو
 بجای مانده بود اندران کارزار
 گرفت و تلی دید بالا بلند
 نه در تن توان و نه در روی رنگ
 سپه خسته و کوفته از نبرد
 نه سرب و نه باروت توپ و تفنگ
 دما دم همی حمله می برد سخت
 بهر حمله مردان خاک فرنگ
 نبوده ز نزدیک خویش دور
 چو شد میزده حمله زینگونه زد
 سواران آسوده از کارزار
 جو کوهی که گرد روانه بجنگ
 سر نیزه افراشته بآسمان
 بنزد یک آن خوار مایه سپاه
 فراوان به شمشیر و بالان تیر
 شش و سی ز نام آوران سپاه
 همان نیز پنجاه از سهتران
 فرومایه شکر بران تلخ خاک

بکف خنجر و تیغ زهر آبدار
 بسی تن بینگند بر خاک پست
 یلان را سر و سینه و پا و دست
 زانگر یز بد آنچه هم راه او
 اگر تندرست است و گمر زخمدار
 بد انجار روان شد ز بیم گزند
 تهی دستش از آنچه باید بجنگ
 بران پشته شد پر ز نیار و درد
 پس پشت او دشمن نیز چنگ
 بران پیروا لشکری گشته بخت
 زده دشمنان را بمشت و بنگ
 چه تاب آورد ز دور با بخت شور
 فزون بود دشمن ز دام و زدد
 ز شکر برون تاخته بیشمار
 بآهن نهان تیغ و ژوین بجنگ
 چو از غنده شیر و پلنگ دمان
 رسیده چو دیوان داژدنه راه
 بکشتند و افتاد بلی اسیر
 تبه گشته افتاد بر خاک راه
 پرازد زخم بسته به بند گران
 ازان هر که وارسته بد از هلاک

بیقتا دبردست دشمن بہ بند گرا از تیغ بد خنہ گر بیگز نہ
 یکی تن نگشتہ را از سیاہ کیسے خنہ کس بستہ کس شد تباہ
 چنین است پایان رزم و نبرد سری زیر تاج و سری زیر گرد
 نواب جمجاہ حیدر علی خان اس لڑائی کے فتح ہونے اور اپنے فرزند ارجمند
 سلطان کی ویسی رستنی و بہادری اور تہو و دلاوری کے (جو اس شکر
 کشی اور سر لشکری میں بوجہ احسن اُسے ظاہر ہوئی) دیکھنے سے کمال
 نازان اور شادان ہوا،

اُسے اس قدر شادمانی ہوئی کہ پھر تازہ اُسکی جوانی ہوئی
 اور جب نواب کے سیاہ کی کو فنگی و ماندگی اس جنگ و پیکار سے جس میں
 اُسکے بہت سے دلاوران نامور اور ناموران دلاور کھیت آئے تھے رفع ہوئی،
 آرکات محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا، کیونکہ اُسے اس قلعے کو لینے کی
 بری خواہش تھی، اس لئے کہ یہاں بہت سے ذخیرے اور انبار خانوں
 کے گنج تھے، اور خاص کر اس سبب سے کہ یہ شہر اُس صوفیے کا دارالملک
 اور وہاں کے نواب کا پایہ تخت تھا، (اگرچہ اندون اس صوفیے کا ناظم
 نہ رہا اس میں آیا تھا) نواب بہادر بہر سوچا کہ اگر اس میں عمل دخل ہو گیا تو
 صوفیے کا صوبہ میرے تحت حکومت میں آیا اور اُسکے کل زمیندار بھی رایت
 خداری کے سایہ حمایت میں آجائینگے، اُس ایام میں یہاں کی قلعہ داری کی سربراہکاری
 راجا بیربر کی اہتمام میں تھی جو ایک مرد بہادر تھا، لیکن جنگ کے قاعدہ دن سے کم ماہر
 ہر چند اس قلعے میں دو ہزار فرنگتان کے اور سات ہزار نواب محمد علی
 خان کے سپاہی رہتے تھے، لیکن ان میں سے کس کا ایسا پتا تھا کہ ویسی حرب
 پیکار کی مشق و پختہ کار سپاہ کے سامنے جن کا حیدر نامدار سا پہلا ہوا ہو

مقابلہ کر سکے ، کیونکہ قلعہ کشائی کے مقدمے میں نواب بہادر کی طرف سے ایسی جو کسی و چابکی عمل میں آتی تھی جس کے نتائج و آثار کو دیکھ لوگ بہر قیاس کرتے کہ کار فرما اُس کا کوئی برا ہی دانشمند و مدبر ہی جو نکلند از سی قلعہ گبری اور جنگ و جدال کے ہر ایک آلات و غیرہ کے استعمال سے کمال درجے خبردار ہی ، الغرض وہ بہادر ناخت و دور کے زمانے میں تو بہت ہی بے باک و سرگرم و حملوں کے وقت نیت چوکس اور چالاک رہتا ، تو پختہ اُس کا بری طیار ہی کا ، جس میں ساز و سامان کی ہتایت ، کارکن اُس کے کار دانی میں ہوشیار نہایت ، چنانچہ انگریزوں کے عہدہ دار اُن مورچوں پر انکی چابک دستیان اور بھرتیان جن کے سبب انگریزوں کی تو بین پت پرین اُن کے جنگی آلات بکار آمد نہ ہوئے ، دیکھ دیکھ گھبرائی گئے ،

اکٹوبر مہینے کے آخری میں حیدری بہادروں نے ہٹا کر کے قلعہ لے لیا اور نو نبر کی تیسری کو غنیم نے اپنے حریف غالب پر شہر چھوڑ دیا ، نواب بہادر وہاں کے قلعہ دار را جا بیر بر کے ساتھ بہ اکرام و نوازش پیش آیا ، انگریز لوگ اور نواب محمد علی خان کے لواحق جو آدکات میں باقی رہ گئے تھے ، بعضے تو زندان میں اور کتے سریر نگہبتن کو بھیجے گئے ، اور شہر کی رعیت و خوش باشوں کے حال پر ، نواب رحیم دل شرط رعایت و مروت کی بجایا ، اس فوج و نصرت کے بعد جلد ہی سے سریر نگہبتن پونان حیدر آباد کی طرف فتحخانے روانے ہو گئے اور سرکار آدکات کے باجگزار زمینداروں کے نام تہدید کے فرمان جاری ہوئے ، نادے اپنے اپنے لشکر کی افواج موجود کو بروقت آمادہ و طیار رکھیں اور سپاہ نصرت پناہ کے لئے رسد اور دانہ و کاه بھی روانہ کریں ، و اسے برجان اگر کوئی انگریزوں کی اعانت کریگا تو اپنے گنے کا

خمیازہ اُتھائیگا، سواران خاراگر جاجا تعینات ہو گئے کہ اطراف و جوانب سے گائے۔ چھینس بھیر۔ جھبر پکڑ لائیں، دھات اور کھیتوں کو آگ لگا جلا دیں، تالابوں جھیلوں کو بے آب و خشک کر ڈالیں یا اُن کا پانی بگاڑ دیں، اندازے کوئے لاشوں سے پات دیں، اُن دنوں نواب بہادر کا قول یہ تھا کہ میں ساکنان کرناٹک کے حق میں غضبِ الہی کا آلہ ہوں، بہر کیف جو جو اُسکی شمشیر بران سے پیچھے، دے قید ہو ہو مسور پہنچے، ہزار ہا ہندو پیچھے مقبذہ باسلام ہو حیدری سپاہ کے زمرے میں داخل کیئے گئے، اور انگریزی اسیروں پر بتا کید بہر حکم صادر ہوا کہ ان نو مسلموں کو حرب و ضرب کے قواعد سکھلائیں، الغرض لڑکوں کو توختہ کر سلمان سپاہیوں میں داخل کیا اور لڑکیاں کتھر، فوجوان سپاہیوں کے ساتھ عقد کی گئیں اور کتنی امیر زادوں کی کنیزی میں دی گئیں،

نواب بہادر آرکات لے لینے کے بعد ویلور واندیو اش برمی کائیل جنگلی پیٹ کے محاصرہ کرنے کو متوجہ ہوا، لیکن چونکہ ان دنوں میں جنریل سر نیمری کوٹ بنگالے سے متہ خزانہ و افراد فوج جدید اور سدیٹ مار و غیرہ کے آہنچا تھا اور سنہ ۱۷۸۱ جنوری کی ستر ہو میں مدد اس سے کوچ کر کے واندیو اش کی طرف کمک کے لئے روانہ ہوا، نواب بہادر جنریل موصوف کے آپنے کی خبر سنتے ہی اُن حصاروں کے محاصرے سے دست بردار ہو اپنا لشکر ہمراہ لے دوڑا، چار ماہ بنجریٹ امن و امان سے گزرے کہ کچھ جنگ جہال درمیان میں نہ آئی اس عرصے میں بہر خبر و حست ان نواب کے گوش گزار ہوئی کہ جنریل سراڈوار دہیوس نے کالیکٹ اور سنگلور پر تاخت کیا اور حیدری جہازی آلات و اسباب جو سنگلور میں تھا سب کا سب تباہ و خراب کر ڈالا،

جون مہینے میں نواب نے شمالی صوبوں کی جانب کوچ کیا۔ اس خیال سے کہ جنریل سر ٹیری کو طجب یہہ حال سن کر اطراف مدار اس سے ہت جائے تو تیپو سلطان کو دہلور محصور کرنے یا ترچناہلی کے قلعے کی یورش پر مامور کرے لیکن جب اس پر بھی انگریزوں کی فوجوں نے نواب کا تعاقب نہجہ و راسب اُس نے ایسا سمجھکر کہ اس دھپ کا معاملہ خواہی نحواہی طول ہوگا لہذا منتہر بھرت کی لڑائی اور جنگ سلطانی کی طیاری کی، اُس وقت نواب بہادر کے لشکر میں دم نقد چالیس ہزار سوار خونخوار اور ایک پلٹن ولایتی فرانسیسون کی گیارہ ہندوستانی مسیحیوں کی، ایکس ہزار بیدلون کی بلتینین، اور عمدہ توپ خانہ اور بیحساب غارتگر سواروں کی جمعیت موجود اکتھی تھیں سوائے اُنکے تیس ہزار سوار جرار و کار گزار تیپو سلطان کے ہرکاب تھے، باوجود اس انہوہ کے نواب بہادر چون جنریل سر ٹیری کو طا اور فوج انگریزی کی جوانمردی و ہشیاری جانتا تھا، اپنے ایسی سرسری شکر پراعتہ دکر سلطانی جنگ کے لئے ایک موقع کی جگہ تھہرا توپ خانے کی اوت میں مورچے طیار کر غنیم کے حملہ کرنیکا انتظار کرنے لگا،

جولائی مہینے کی پہلی پورطونوؤ کے قریب سر ٹیری کو ط بہادر نے بری پھرتی اور دانوگھات سے فوج حیدری کو شکست دی، چنانچہ نواب اپنے خسر پورے میر علی رضا بہادر کو زخم کاری کی حالت میں اور تین ہزار کشتون کو عرصہ کارزار میں چھوڑ آیا، لیکن اُسکی کوئی توپ اور رسد کی نگاری وہاں نہھوئی اس جہت سے کہ اُسکے چار پائے نہایت زور اور وچالاک تھے برخلاف انگریزوں کے، اس شکست کے بعد نواب بہادر اپنا شکر آراکات کے گردنوج میں لے آیا اور سلطان نے بھی بہ سبب واقع ہونے اس حادثہ کے دہلور کا محاصرہ

چھوڑ کر سبیل تعجیل اپنے یدر جلیل القدر کی خدمت عالی میں حاضر ہوا، جنریل سرٹیری کو طوجو شمال کی جانب گیا تھا ابتدا سے آگسٹ کو مقام پالی گھات میں بنگالے کی چھ ہندوستانی پلٹن اور انگریزی گاند ازون کی ایک جماعت جس میں کرنیل پیارس سیدار تھا اور جو واسطے کمک کے بنگالے سے روانہ ہوئی تھی اُسے آملی، تب جنریل بہادر واسطے محاصرہ کرنے پیارسور کے جو ایک قلعہ ہی اُن قلعوں سے جنہیں نواب بہادر نے سال گذشتہ میں مستحضر کر کے اناج وغیرہ چیزوں کا برا ذخیرہ وہاں جمع کر رکھا تھا روانہ ہوا، اُسی دن یہ قلعہ قبضہ حیدری سے نکل گیا، یہ حال سن کر میسوری سپاہیوں کی ایک پلٹن جو کمک کے ارادے آئی تھی پر بناکم کی جانب جہان نواب بہادر کرنیل بیلی پر غالب آیا تھا پھر گئی، تب نواب نے اس جگہ کو مبارک جان یہ قصد کیا کہ پھر اُس مکان فتح نشان میں طالع آزمائی کرے، چنانچہ اسی منصوبے سے اس مہم میں سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا، مقام کے لئے جو جگہ اُس نے تجویز کی بہت ہی محفوظ و مامون تھی، اپنی فوجوں کو چھوٹے چھوٹے پہاڑوں پر اُتارے، جن کے دامن میں کئی گہری نہریں اور ندیاں جاری تھیں میدان بھی درمیان میں وسیع تھا،

شکرگاہ کے دہنے بائیں سامنے کتے بھیانک و مہیب مورچے بنائے جن کے پیچھے اور بھی دوسرے دم مڑے طیار تھے ان تو پختانوں میں فرانسیس لوگ سربراہکار اور کار گزار اور بہت سے یلدار بند کرنے میں راہوں کے ہر ہر سے انگریزوں کی فوجیں گذرتی تھیں سرگرم کار تھے،

ستائیسویں آگسٹ نو ساعت کے وقت جنگ و حرب شروع اور شام ہونے ہونے تمام ہوئی، افواج حیدری شکست پا کے پیچھے ہٹ آئی، فقط ایک

توپ اُن کی اُس میدان میں چھوٹ گئی مشیر لالی کہ تو بچانے کا اہتمام اُسکے ذمے تھا، نواب بہادر لے حضور میں درجہ اعتبار سے اُتر گیا، چونکہ جہدِ علی خان جانتا تھا کہ انگریزی فوج کو رسد کے لیے مدار اس کی طرف پھر آنا ضروریات سے ہی، پھر سوچا کہ ایسے وقت میں جو اُس نواجہر تاخت تاراج عمل میں آئے تو اُن پر رسد جمع کرنے کی راہ (سوائے دریائے) بند ہو جائے، تب اُس نے قلعہ دیوار کے لینے کا عزم کیا، ادھر تو افواج انگریزی کی چوکی پر جا بجا سواروں کے ٹلائے ہتھالے اور تاکید کر دی کہ غنیمت کو اُن کے کوچ کے وقت راہ میں روک کر ننگ کرین، اور جو رستے سے بہک نکلیں اُنھیں قتل یا گرفتار کریں، اسباب اور بہرہ پر لوٹ لات مجاہدین، اور غلہ وغیرہ جو کچھ اُن کی راہ میں ہنوز بچا بچا یا رہ گیا ہو ضائع و تاراج کر دالین، ادھر خود آپ پیدا لون کا غول اور توپ خانہ ہراہ کر اُس قلعہ کو گھیر لینے کے ارادے روانہ ہوا، چونکہ شہر دیوار ایک نامی سمورہ ہی اور قلعہ اُسکانیت مضبوط اور سنگین جنانچہ خوف و ہراس کے ایام میں کرنا تک کے فرمانروایوں کا وہی ماسن و مقام رہتا تھا، انہیں سبوں سے نواب کے دل میں بری آرزو تھی کہ اُسے اپنے دخل میں لائے، لیکن چونکہ اندنوں اُسکے پہرے چوکی سے انگریزی سپاہی بہت ہی چوکس اور ہشیار رہتے تھے، اس صورت میں براہِ مطلب اُسکات ہو سکتا تھا جب کہ دیر تک محاصرہ رکھنے کے سبب محصولات کو مجبور کرے اور رسد کی راہ بند کر کے اُنھیں نئے آب و دانہ سے بس رکھے، نظر بریں سرکاری مضبہ اردن پر نواب نے بہر حکم کیا کہ اسطرح سے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیریں کہ کسی کو باہر بھیتر آنے جانیکا قابو نئے، توپ خانے کے اہتمام داروں کو تہذیب کیا کہ کسی نوع سے قلعہ گہری کے قانون کی فرد گنڈاشت نہ کریں، الغرض

اواخر ستمبر میں قلعہ دارون پر بیٹھائی و گرائی نے زور کیا، اور جب یہ خبر کہ
 جنرل سرٹیری کو طہت سی رسد لے حصار کی مخلصی کے لئے آتا ہی نواب
 بہادر کو پہنچی وہیں وہ اپنے غارتگر سواروں کا غول محاصرے کی مہم میں چھوڑ
 آپ باقی افواج لے شولنگر کی طرف سدھارا، وہاں پہنچکر اُس نے ایک موقع
 کی جگہ میں دہنے بائیں کی فوجیں بطور شاہدہ آراستہ اور ہراول کو تو بچانے
 سمیت جیسا کہ معمول ہی بری مضبوطی سے سامنے کی جانب تعینات کیا،
 ستمبر کی سٹائیسوین کو یہاں انگریز شکر لے غارتگر سواروں پر چڑھ آئے،
 حیدری فوج شکست کھا کر اُس مقام سے آگے بڑھ گئی جنرل سرٹیری کو ط
 فتح ہونے کے بعد وہاں سے کوچ کر باشندگان و یلور کو سہا حیدری کے دست
 ستم سے بچا چٹور کا قلعہ لے لیا، لیکن اُس کے پاس اتنی سپاہ نہ تھی جو کچھ لوگ
 رسد لانے جائیں اور باقی یہاں لڑائی بھڑائی پر مستعد رہیں، بناچار وہ اپنی ساری فوج
 سمیت رسد کے لئے مدد اس جلا گیا اور فوراً نواب نے یلور کو گھیر
 لیا قلعہ والوں کے پاس ایک ہی دن کی خوراک رہ گئی تھی جو دسویں جنوری
 سنہ ۱۷۸۲ء میں سرٹیری کو ط نے وہاں سے پلٹ حیدری شکر پر تاخت کر
 اُن کا محاصرہ اُتھا دیا، باوجود اُس کے ہمت حیدری دو صلیے کا دہی عالم رہا، اس کا
 کیا ذکر کر اُن میں کچھ سستی و کمی آجائے چنانچہ تین ہی دن گزرے تھے کہ نواب
 نے پھر انگریزوں کے شکر پر جو شب زمینوں میں ہو کر جاتا تھا تاخت کیا اگر اُس
 وقت پراور فوجیں بھی کمک کو پہنچ جاتیں تو گمان غالب تھا کہ انگریزوں کی جمعیت
 میں بری پریشانی راہ باقی، بہر حال ابھی اس روداد پر براعرصہ نہ گذر تھا کہ
 ایک اور نیا واقعہ درپیش ہوا، محمل بیان اُسکا یہ ہی کہ نواب بہادر اطراف
 مایبار مستنکر کر لینے کے بعد انگریزوں پر اس جہت سے کہ تلپیری کے شہر اور

قلعے میں اُن کا دخل ہو گیا نہایت پختاب کھاتا تھا، خاص کر ان باتوں سے اُسے
 برا رنج ہو کہ دو مرتبہ انگریزوں نے اُس شہر پر چڑھائی کی اور یہاں سے
 فرانسیسوں کے ماہی نام قلعے پر بھی جو مالک محروسہ کے ناف میں واقع ہی
 تاخت کر کے لے لیا، اسی لئے اس قلعے کا محاصرہ اور حفاظت کرنا طرفین کی
 جنگ و حرب میں برا بھاری کام تھا سو بہت سے حیدری جوان اس اطراف کی
 پاسبانی میں تعینات تھے، سردار خان نامے سردار فوج نے اگرچہ سپہگرمی
 کے دانو لگات میں خوب ماہر نہ تھا مگر اُس قلعے کے محاصرہ کر دینے میں برا زور
 مارا یہاں تک کہ ایک بار اُس نے قلعہ والوں کو ایسا تنگ کیا تھا کہ وہ اُس کے
 خالی کر دینے پر مستعد ہو چکے تھے کہ اس درمیان ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۲ میں اُنکی
 کمک کو بنسٹی سے سپاہیوں کے ایک گروہ نے جن میں میجر اینگلو سر غنہ تھا
 پہنچ کر محاصرے کی فوج کو ہتاشہر کے آنے جانے کی راہ نکالی بلکہ جنوری کی
 آتھو بن، فوج محاصرہ پر چڑھائی کر اُن کے مورچے دھا دیئے، سردار خان بے بس
 ہو اپنے خویشوں اور کچھ سپاہیوں سمیت ایک پہاڑی کے اندر پناہ کے لئے
 جا گھسا، وہاں بھی اپنے بچانے میں بہادرانہ کوششیں کرتا رہا، اُس وقت ملک کہ
 خود اُسے بہت سے زخم کاری لگے اور اکثر اُس کے رفیق قتل ہوئے تب لاچار
 اعدا کے نرغے میں گھر گیا انگریزوں نے تو پچانہ ذخیرہ اسباب جنگی اور سو
 ؛ تھی سب کا سب اپنے قبضے میں اور دیر تھ ہزار آدمیوں کو گرفتار کیا اور
 تلجھری کا محال اُسکی گردنواح سمیت حیدری عمال کے نصرت سے نکال لیا،
 فی الواقع اس روداد سے نواب کے دل پر برا رنج گزرا، چونکہ اُس نے
 ملیبار کی اطراف کو جبر و قہر نابر کی قوم سے لے لیا تھا (جیسا کہ قدیم سے
 بادشاہان کشاکش کا دستور ہی) اُس سر زمین کے سرداروں کو ہمیشہ

ہی فکر رہتی تھی کہ کسی نوع سے کچھ قابو ملے تا دے لیے دغدغے و رعب پھر
 اپنے اصلی و تیرے سر زندگی کر سکیں، اسی عرصے میں مدراس کے ناظمون
 نے نئے سپاہیوں کی نگاہداشت کا حکم دیا تا دے حیدری غارتگر دن کے ناخست
 تاراج سے جنوب رو یہ صوبوں کی پاسبانی و حفاظت کریں، اسی نئی پلٹن کا جس
 میں دو ہزار پیدل آرمائی سو ہندوستانی سوار، تیس سبدائی توپ طیار تھی،
 کرنیل بریتھوٹ جو شکر کشی کے فنون میں نہایت ماہر تھا سردار ہوا، اندون
 یے لوگ کو لبرم ندی کے کنارے رہتے تھے، چونکہ یہ ندی ملک تنجاور کے اتر کی
 سرحد اور حیدری ریاستوں سے دور ہی، اسی لئے انھوں نے ادھر کے ناگہانی
 حملے کا کچھ دسواس و کھٹکانہ کھا، لیکن نواب نامدار نے جو قابو کے وقت کا جو یان
 رہتا تھا جھٹ پت تیو سلطان کو چھینتے ہوئے کار آزمودہ بارہ ہزار سوار و خوار
 و پیدل آتھ ہزار اور فرانسیس کے چار سسی جوان اور بیس توپوں کے ساتھ
 بہر حکم دیکر کوچ در کوچ جا کر دفعہ کر بل بریتھوٹ کے شکریر توت پرے، اس
 طرف روانہ کیا، چنانچہ حسب الحکم یہ کام بخوبی تمام عمل میں آیا، انگریزوں کے
 شکر نے قبل اسکے کہ طرف ثانی کے پہنچنے کی انھیں خبر ہو اپنے تین مرکز کے
 مانند چاروں طرف سے حریف کے حلقے میں پایا، یہ جنگ بھی اسی لڑائی کے
 لگ بھگ ہی جس میں کرنیل بیللی نے شکست پائی، القصد سلطان شجاعت
 شعار نے سو لہو میں فیروزی کو پہلا حملہ کیا تھا اتھار ہو میں تک بھی اسی لڑائی
 کا خاتمہ ہوا، انگریزی پلٹنیں سواروں کو بیچ میں کر مربع شکل قلعہ باندھ کر کھڑی
 اور آ کے ہر ایک صفوں کے توپیں لگی ہوئی تھیں، جب شاہزادے نے دیکھا
 کہ گولے اور گولیوں کی مار کی، دیر تک نوبت پہنچی اور سخت زد و ضرب
 درمیان آئی تب اپنے سواروں کو غنیم پر اکباد کی ہلا کرنے کا حکم دیا، اگرچہ دے

حکم پاسنے ہی بری دلاوری سے انگریزی لشکر کے یوں ہر توت پرے لیکن غنیم کی طرف سے ایسی گولیوں کی بوچھاڑ برستی تھی کہ بے دھن تک پہنچ سکے، گھبرا کر اُدھر اُدھر پاشیدہ ہو گئے،

بعد اِس واقعے کے، جب نین دن تک برابر بہادریوں نے حملہ کیا اور کچھ موثر نیرائب مشیر لالی نے اپنے سانحہ کے فرنگستانی حوٹوں کی پرابندی کی اور حیدری سپاہوں کو اپنی مدد کے لئے مقرر کر بند وقون برسنگینیں چڑھا انگریزی لشکر ہرجاگرا، اِس کارزار مرد آزما میں ہر طرف سے انگریزوں کے لشکر پر شدت و کثرت سے گولیوں کے اُدے برسے تھے اور سوار حیدری تھوڑے فاصلے پر مستظہر کھڑے تھے، کہ کھیت سے غنیم کی سپاہ کے پانوں اُلکرتیں تو اُنپر ہاتھ صاف کریں، آخر کو مشیر لالی نے فتح پائی اور ہندستانی سپاہی جو لڑ بھڑ کر ماندے ہو رہے تھے تازہ دم فرنگستانیوں کے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلیے، تب اُنکو حیدری سواروں نے ہر طرف سے گھیر کر قتل عام کیا،

بیت

ہوا دشت میں اِس قدر کشت و خون

کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

اگر فرانسیس لوگ اُنکی جان بخشی میں کوشش نہ کرتے اُنہیں سے ایک مستفس بھی جانبر نہوتا اگرچہ مشیر لالی کی اہلیت و انسانیت کے سبب بہت سے انگریزی عہدہ دار اِس قتل عام میں جان سے بچ گئے لیکن اُسے اتنا مقدمہ نہ تھا کہ قید و بند شدید سے اُنہیں رہائی دلوانا، چنانچہ دے سبکے سب سلطان موصوف کے حسب الحکم پیروں میں بیریاں بہن سر ہرنگپش کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں ہینکھر سخت قید و بند میں مقید کیے گئے بعد چند روز کے اور بھی بہت سے انگریز جنہیں

مشیر دمی* نے پچاس توپ والے جنگی جہاز ہینبال یا اور جہازوں سے جو خلیج بنگالے میں بطریق تجارت آمد شدہ کرنے میں گرفتار کیا تھا اُسی زمانہ میں داخل اور وہاں کے اگلے قیدیوں کے ساتھ سیاست و عذاب میں شریک کئے گئے، اس فتح کے ہونے سے نواب کمال سرور و محظوظ ہوا اور اُس کا وہ منصوبہ کرنا تک لینے اور وہاں سے غنیر کو نکالنے اور اُس کی حکومت پر اپنے ایک فرزند کے نائبین بحال کرنے کا جو بہت دنوں سے اُس کے دل میں تھیں رہا تھا، ان دنوں باندیچیری میں ایک بری فرانسیسی فوج کے (جن میں جنرل دے پھین سر لشکر تھا) پہنچنے کے سبب (اور یہ فوج ایک تکرری تھی اُس لشکر قہار کی جو ولایت فرنگستان سے اس قصد پر کہ سرکار حیدری کے مآزم و شریک ہو کر ہندستان سے انگریزوں کی بیخ کنی کرے روانہ ہوئی اور ہنوز نہ پہنچی تھی) سر نو تازہ ہوا، تب نواب اسی دھن پر اپنی مسوری اور فرانسیسی فوجوں کو جلد تر قلعہ گو داور کے مستحضر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اہریاں مہینے کی آتھو میں کو وہ قلعہ حیدری جو انوں کو ہاتھ لگا بعد اس کے اُن لوگوں نے پرما کوئل کو بھی لے لیا، ایک مہینہ اس پر نہیں گذرا تھا کہ وہ بری کہ سے واندیواش کے محاصرہ کرنے میں مرگم ہوئے،

* آگسٹ مہینے سنہ ۱۷۸۲ میں مشیر سفرین نے بان سوانگریزی اسیر نواب بہادر کے حوالے کیا تھا، جس کے سبب ہمیشہ کی بدنامی اُس کے نام رہی اور عذر جو اُس نے اپنے اپنے جرم صادر ہونے کے باب میں بیان کیا سروہ یہ ہی کہ میرا اس میں کیا قصور ہی جس تقدیر میں کہ نہ تو میرے پاس اس قدر غلہ تھا جو اُن بیچاروں کی جانیں بچاتا اور نہ مدد اس کے ناظم اُن کے مبادلہ کرنے میں راضی تھے بھلا پھر میں کیا کرتا،

سرٹیری کو طہادر نے اعدا کی ان فوجوں کا ماجرا سن اور اُن کے آئندہ قصد و ن کی جہر پا کر انگریزی سپاہ کی جمعیّت سمیت اُس طرف کوچ کیا، اور اُسکو خوب یقین تھا کہ نواب بہادر بال فعل افواج فرنگ کی ایسی برّی پستی و مدد پانے کے سبب کمال قوی پشت و اہی اور اُس کے بچ کی فوجوں کا بھی برّاجما و ساتھ ہی، بیشک وہ جنگ سلطانی کرنے پر مستعد ہو گا، لیکن یہ گمان جنریل سرٹیری کو ط کا غلط تھا، کیونکہ نواب بہادر ہشیاری اور تجربہ کاری کی راہ سے باوجود ایسی بھاری ملک کے بھی سنمکھ ہو متھ بھیر کی لڑائی میں جو کھم اُتھانے کو مناسب نجان کر انگریزی فوجوں کے پہنچنے کے پیشتر ہی لال پہاڑی پر ایک ایسے محکم مکان میں جو ہر طرح کے حملوں سے محفوظ تھا جلا گیا، جب اُس انگریزی سپہ سالار کا مطلب نہ نکلتا تب اُس نے چاہا کہ جلد دشمن کو لڑائی کا اشتعال دے، یا اُس کے ساز و سامان جنگ اور رسد و غلّے کے گنجوں کو لوٹ نارا ج کر اُس کا جوش و خروش کم کرے، چنانچہ جنریل بہادر نے اسی ارادے سے آرنی کی طرف کوچ کر اُس قلعے سے پانچ کڑس کے فاصلے پر آ مقام کیا، اب اِس حرکت سے اُسی امر کا اُسکو سامہنا ہوا جیسے اُس نے پہلے تھمرا یا تھا یعنی نواب اِس خبر کے سنتے ہی کہ سرٹیری کو ط آرنی کے قریب آ پہنچا، ترنت لال پہاڑی سے اُنر کر اُس حصار کے بچاؤ کے لئے جہان جنگ و پیکار کے ذخیرے تھے چل کھڑا ہوا، چونکہ افواج انگریزی کو اُس جگہ جہان سے آرنی کا قلعہ دکھلائی دینا تھا پہنچنے دیر نہ لگی تھی کہ اُن کے پیچھے لگی سپاہ حیدری بھی آ پہنچی، بناچار دونوں طرف جنگ کے لئے صف آراستہ اور لڑائی شروع ہو گئی، اسکے دوسرے دن دوپہر کے وقت فوج حیدری کی شکست

ہوئی، لیکن انگریزوں کو فتح پانے کے بعد (اس لئے کہ اُنکے لشکر میں کوئی رساہ سواروں کا منتہاجو فرادیون کے قتل واسیر کرنے اور دشمنوں کے پس ماندہ جنگی اسباب لوٹنے کے ارادے اُنکا تعاقب کرے) لچھ فائدہ نہوا، اور نواب بہادر کا لشکر باوجودیکہ ہزیمت پا کے اُس مقام سے پیچھے ہٹ آیا، لیکن اُسکی مردانگی و بہادری کو گویا اس شکست کی خبر بھی نہ تھی دشمنوں پر اب بھی اُس نے اپنے رعب و دباوکا وہی عالم رکھا، چنانچہ ایک ہفتہ اس لڑائی پر نہ گذرا تھا کہ پہلے تو اُس نے اپنے چیدہ و چالاک سواروں کے ایک غول کو انگریزوں کی لشکر گاہ کے قریب گھات میں بٹھلایا، بعد اسکے کتنے اوتھوں اور بیلوں کو بوجہ سمیت انگریزی بتاقداروں کی نظروں کے سامنے سے لیجانے کے لئے حکم دیا، تا انھیں دیکھ کر اُن مال غنیمت کے بھوکھوں کے دل تاراج پر مائل ہو جائیں، چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ طلالت کے عہدہ دار ایسا فریب شکار و بروپا کے اپنے سپاہیوں سمیت اُسے گھبر لینے کے ارادے دوڑے، ہر ادھر سے بھرتے وقت سبکے سب پنجنے میں حیدری افواج کے جو گھات میں لگ رہی تھی آپ ہی شکار و گرفتار ہو گئے، ایک بھی اُنکے دام سے نہ بچا،

پھر لڑائی پچھلی صف آرائی تھی اُن جنگوں سے جن میں ویسے دو نامی و گرامی دلاور نواب حیدر علی خان بہادر اور جنرل سر ٹیری کوٹ نے بذات خود سرگرم حرب و نبرد ہو کر اپنی اپنی بہسالاری اور جوان مردی کا کمال اور دلیری و مردانگی کا فن و دست و دشمن کو دکھلایا، حیف ہی کہ ان دو شجاعان نامدار اور شیران یثمد کارزار سے ایک بھی اس جنگ و پیکار کے بعد بہت دن نہ جیا، بلکہ جلد کئی مہینے میں ہر ایک نے جہان ناپایدار سے کوچ کیا، گمان غالب یہی ہی کہ چونکہ ان دو دلیروں نے میدان حرب و ضرب میں از بسکہ تنگ

و د و اور جانفشانی و عرقریزی کی تھی بالکل اُن کی قوانین زائل ہو گئی تھیں! اسی لئے پیام اجل کا کتابی اُنھیں پہنچ گیا، نواب حیدر علی خان نے مرہٹوں اور نظام علی خان کے اتفاق و ملاپ سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ پایا اور فرانسیسوں کی طرف سے بھی جو جو اُس نے توقع و امید کی تھی یوری نہ ہوئی، بہر صورت جبکہ اُسے مرہٹوں اور انگریزوں کے مصالحے کی جو مے مہینے کی ستر ہوین سنہ ۱۷۸۲ میں واقع ہوا خبر پہنچی اور سواحل ملیبار کے محالوں اور بندرون پر انگریزی افواج کے پچھلے حملوں کا حال اُس نے سنا فوراً کرناٹک سے اپنے فرزند ارجمند تیپو سلطان کو ایک بری فوج ہمراہ دے ممالک محروسہ کی حفاظت و حمایت کے لئے روانہ کیا،

• • • • •
معمور ہونا، غریبیاں نواب حیدر علی خان بھاد رکا اور
رحلت کرنا اُس نامدار دلور کا اس جہاں بے ثبات و پیر
غرور سے عالم راحت و سرور کو اور نہ کر اُسکے سیر حمیدہ
و مآثر پسندیدہ کا مدد بعضے دستور العمل اُس سکندر ثانی کے،

اُسی ایام میں کہ نواب بہادر نے پہلی بحری کا بندوبست اپنے خاطر خواہ کر بسعادت و کامرانی مراجعت کی فضا کار عارضہ داء السرطان جسے راج پھوڑا بھی کہتے ہیں بشت پر اُس کی پیدا ہوا، طبیبان ماہر نے ہر چند اُسکے علاج میں جانفشانیان کیں، لیکن اُنکے تردد و تدبیر نے کچھ فائدہ نہ کیا، اور روز بروز بیماری نے ترقی کی، آخر جب نو نبر مہینے میں نواب نے اپنے حال کو طریقہ اعتدال سے بہت منحرف پایا تب لشکر گاہ کے شور و فریاد سے احتراز کر شہر

آرکات میں سکونت و اقامت اختیار کی، اور بری ایمن بینی و ہشیاری سے ملکی اور مالی کاموں کے بند و بست کے لئے جایا فرمان روا بن گئے۔ اسی مابین میں جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جنریل کو ت بہادر اس مقام فانی سے کوچ کر گیا، اس خبر کو سن نواب نامدار نے افسوس کیا اور فرمایا کیا ہی بہادر و عاقل تھا، خدا اس کی مغفرت کرے، بعد اُس کے حضوری مقربوں نے مزاج عالی کا اور رنگ دیکھ کر عرض کی کہ چونکہ نون طبیعت حضرت کی جادہ اعتدال سے منحرف ہی شب و روز بنفس نفیس امورات جلیلہ کی اہتمام میں اشتغال رکھنا سبب زیادتی مرض کا ہو گا۔ سلیئے صلاح دولت یہ ہی کہ شاہزادہ عالی گوہر کو حضور میں طلب فرمائے تا ممالک محروسہ کا انتظام و بند و بست قائم و برقرار رہے، نواب نے اُن کے التماس کو قبول و پسند کر ایک شقمہ خاص شاہزادے کے نام اس مضمون سے ترقیم فرمایا نور چشم راحت جان پدر، در صورتیکہ تم کو اس نواح کے متردوں کی تنبیہ و تادیب سے قرار واقعی جمعیت خاطر اور اطمینان گلی حاصل ہوئی ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار راحت آثار سے جلد روشن و منور کرو اور اگر کچھ کمک اور فوج کی احتیاج ہو تو اُس کا حال گزارش کرو، دوسری صبح کو خود بدولت نے جمیع ملازموں کو سرکاری خزانے سے ایک ایک مہینے کی تنخواہ انعام دی ذی حجبہ کی سلخ کے دن کہ آخری روز گیارہ سسی چھیا نوے سن ہجری کا تھا نواب بہادر نے حاضرین مجلس سے بوجھا آج کون سی نادیج ہی، اُن لوگوں نے التماس کیا قبلہ عالم آج ماہ محرم کی جائز رات ہی، بعد اس کلمہ کلام کے نواب ہمایون القاب نے غسل کرتبیل پوشاک کیا اور کچھ پر ہلکے دست مبارک کو منہ پر پھیر بستر خاص پہ آرام فرمایا، اور اسی وقت

دس ہزار سوار جرّار شمالی آرکات کے راجاؤں کی تنبیہ کے واسطے اور پانچ ہزار سوار نواح مدراس کی پاسبانی و محافظت کے لئے روانہ کیا چند ساعت بعد اُسی شب کو کہ سن ۱۷۸۲ کے دسمبر مہینے کی چھٹھی تھی ست ستر برس اور دوسرے قول سے ستاسی برس کے سن میں اُس بہادر عالی مقام اور حیدر ذوالاقتسام کی روح بافتوح نے قالبِ عنصری کے آشیانے سے پرواز کر نشینِ دارالسلام کو اختیار کیا، کارپردازانِ سلطنت اور امیرانِ مملکت نے اس لحاظ سے کہ سر دست فاش ہو نا اس واقعہ ہولناک کا خلافتِ مصالحِ ملکی نہی، کئی روز تک اُس خبر کو بری ہشیاری سے مخفی و پوشیدہ رکھا اور اُس کے جنازے کو خفیہ سریرِ نگہبخت پہنچایا، اور وہاں بری عظمت و شان سے مقبرہٴ عالیشانِ محکم بنامینِ لال باغ کے، جو ایک عمدہ باغ بادشاہی ہی اُسے مدفون کیا،



آثارِ برگزیدہ اور اطوارِ منجمدہ نواب نیک ذاتِ کریم نہاد کے
جوانِ انگریزی اور فارسی معتبر کتابوں سے (جیسے نشان
حیدری سید حسین کرمانی، فتوحاتِ حیدری لالہ کھیم نرائن
دہلوی، فتوحاتِ برطانیہ ملا فیروز یارسی، حمید خانی منشی
حمید خان ملازم گورنر جنرل لارڈ کارفوالس بہادر، تواریخِ منشی
عبدالحق ملازم کپتان کنوی بہادر) نقل کئے گئے ہیں،

محاسنِ ذاتی اُس ستودہ صفاتِ معدنِ فیوضات کے حیرتِ تحریر و حوصلہٴ تقریر
سے زیادہ ہیں فی الواقع نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر برے برے عمدہ کام
دفعہ میں آئے ہیں کہ تابقائے عالم صفحہ روزگار پر پایدار رہیں گے،

نواب مغفور دم بھر بھی بیکار و جنگ اور توپ و تفنگ کی دیاری بن بیکار نہ رہنا اُس یگانہ زمانے کے اقوال مردانے سے ایک یہ بھی کہ مرد بہادر سر نیسے تن کا اچھلنا اور تن بے سر کا تر پنا دیکھ کر جیسا شاد و سرور ہونا ہی ویسا دیکھنے سے بازی و رقص سے زانو کے نہیں ہوتا، اور توپ و تفنگ کی آواز، لاکھ درجے اُسکو زیادہ خوش آئند معلوم ہوتی ہیں آہنگ سرود و ساز سے، دوسرا یہ کہ عمدہ ترین نشستگاہ مردوں کے لئے، خانہ زین ہی لڑائی کے دن، اور یہ کہ جہان میں، روز فتح کی جشن سے زیادہ کوئی شادی نہیں، اکثر ذکر مذکور میں فرمایا کرتا جو آپ سا ایک شخص اور پاؤں تو نائید الہی سے عرصہ قلیل میں ہفت اقلیم کو زیر فرمان اور جہان میں رواج دینے سے دین محمدی کے عمر فاروق کا سا دور آشکار و عیان کروں، اور یہ بھی فرمانا کہ ہم کو اس کا غم نہیں جو بعضے ہمیں اُمّی کہتے ہیں، کیونکہ حضرت ہادی و شافع اُمّی ہمارے نبی بھی تو اُمّی ہی تھے، یہ بھی ارشاد کرتا کہ مجھ ایک جاہل سے ایسے ایسے کار نمایان وقوع میں آئے کہ ہزاروں عالم فاضل سے ایک بھی ویسا نہ بن پڑا، حق تو یہ بھی کہ نواب غفران پناہ حیدر علی خان بہادر نے اشتباہ اُن نامور امیروں اور جلیل القدر رئیسوں میں ایک ہی ہو گذرا جو سر زمین ہندوستان میں قدیم زمانے سے لے آج تک جاوہر گاہ شہود و وجود میں آئے، پلا فتوحات حیدری کا کچھ فتوحات تیموری و نادر شاہی سے جھکنا اور کم نہیں باوجودیکہ فضائل ظاہری اور علوم رسمی سے ماری تھا، لیکن چونکہ ہمت اُس کی بلند اور طبیعت ارجمند تھی اس جہت سے سپہگرمی اور ملک گیری کے دانو گھات اور جہاںبانی و بادشاہی کی رسم رسومات کو خوب اخذ کیا تھا، چنانچہ اُس نے اپنے تئیں عزم استوار اور حوصلہ عالی کی رہنمائی سے اوج سلطنت پر پہنچایا، عادل و دادگر مرتبہ کہ ہر طرح

کے خلاف و خصوصیت میں فتو ا عدل کا جاری کرنا، والا نہادی اور مرحمت ذاتی کی جہت اہل زراعت اور ارباب تجارت کے تقویت دینے میں دل و جان سے کوشش کرنا، رعایا کے ساتھ نرمی و ملاہمت سے پیش آنا، مگر سپاہیوں پر شکری آئین و قانون کے باب میں بری تاکید و قدغن فرماتا، اور سخت جد و کد عمل میں لانا، مفردوں اور شوربشتوں کی تنبیہ و سیاست میں حد سے زیادہ تند مزاج، دشمنوں کے ساتھ انتقام لینے و سزا دینے میں جبار و قہار، کچھ فہم اُس پر نہمت لگاتے تھے کہ وہ نجو میوں کی قول پر جلتا ہی اُس لئے کہ نوروز اور دسہرے کے دن آئینہ محل میں جشن شاہانہ اور بزم ملوکانہ آراستہ کر آتش بازیوں کا تماشا اور پارہوں کی آپس میں لڑائیاں، بھینسوں کی باہم زور آزمائیاں پیلان کوہ پیکر کے حملے ایک دوسرے پر، اور پہلوانوں کی کشتیاں مایکد بگر دیکھا کرتا، اور اپنی فوج کے بہادر سپاہیوں کو بکتر پہنار پھون سے اور بعضے دلاوروں کو اُن کی خواہش و درخواست کرنے پر شیر بیرون سے لڑواتا، اُچھانا اگر وہ جو انمرد اُس کشتی میں شیر پر غالب ہو کر اُسے مار ڈالتا تو تو نواب بہادر اُس دلاور کو اضافہ و خلعتیں گرانمایہ اور انعام دیکے نہال و مالا مال کر دیتا، اور درصوتیکہ بالعکس اُس کے وہ حیوان اُس پر غالب و مسلط ہوتا تو فوراً تنگ اُس انداز سے سر کرنا کہ گولی اُس کی شیر کے سر پر پڑتی جاتی وہ تو اُسی دم مرد ہو جاتا اور وہ مرد صبیح و سالم اُتھ کھڑا ہوتا، واقعی نواب والا جناب آلات جنگ کی ورزش و مشق اور درست شہسٹ لگانے اور بیخطا نشانہ اُڑانے میں اپنا ثانی و نظیر نہ رکھتا تھا، اپنے قلم و بھر میں ہتیار گرہ برچوڑ اُچکے کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھتا تھا، جب کہیں کسی مہم پر فوج بھیجتا تو نہاد اُسے طاقتور نہایت بلکہ بہر جہت اُسکی نائبہ و تقویت روپی اور سامان جنگ خلوف و رسید بھیجنے سے واجب و

لازم جاتا، حق تو یہ ہی کہ نواب مغفور اپنے عصر کا ایک امیر کبیر اور رئیس
 بنے نظیر تھا، دولت و اقبال نے یہ سارا کرو فر اُسکی ذات باکمال سے پایا،
 نہ اُس نے اُن کے سبب یہ ناموری و شہرت پیدا کی، شجاعت و پردلی کو
 اُس کے قوت بازو سے مرتبہ ملا، نہ اُس کو شجاعت و پردلی سے، بیم و
 ہراس اُس ہلا کوئے دوران کی آمد آمد کا، چینا پتن اور مدراس وغیرہ
 ملکوں کے صغیر و کبیر برنا و پیر کے دلون میں اس درجے بیتہ گیا تھا کہ
 دے بھاگنے کے لئے ہر آن آمادہ و باہر کا رہتے، انگریزوں کی بھی روحیں اُس کے
 حملہ کرنے اور ثوت یر نے کی دہشت سے کانپتی ہی رہتی، یہاں تک کہ اُن کی
 جانوں کو کھانے پینے کے لالے پر گئے تھے، اکثر وں کا تو یہ حال تھا کہ سونے میں
 در کر حیدرس، در سر حیدرس، در سر یعنی حیدر کے گھوڑے حیدر کے
 گھوڑے کہتے ہوئے چونک پرتے، فنی الواقع اُن دنوں صاحبان انگریز کے
 دلون پر رعب اُس کا اب اچھا گیا تھا کہ ہر گھڑی اُس کی طرف سے ایک
 کھٹکا اور دغدغہ اُن کو لگا ہی رہتا اور ہر آن اُس کے ذکر سے خالی نہ رہتے نامی انگریزوں
 کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی ولایت میں جو لڑکا بہت روتا اور چل برتا کھلائی
 دایان حیدر کے نام سے اُس کو ڈراتیں کہ وہ دیکھ حیدر چلا آتا اور ابھی پکڑ لیجاتا
 ہی، اور ہر حد مرتبہ خوف کا ہی، شاید کہ نادر شاہ کی بھی اتنی ہیبت نہوگی، فوج
 کی پرورش و تربیت کرنے میں وہ بہادر امیرون و زیرون سلاطینوں سے گئے
 سبقت لیگیا تھا، اُس کے وقت میں رعیت اور شکاری ہزاری ہزاری
 زمانے کے حادثوں سے ہراسن و امان فارغ البال خوش گذران رہتے، بندوق
 چلانے کے فن میں ایسی مشق اُس نے ہم پہنچائی تھی کہ گولی اُمبکی بندوق کی
 مثل شہاب ثاقب بنے خطا سینہ اخوان شیاطین کا جلا دیتی، تیر اندازی میں بھی

ایسا قادر انداز و کامل تھا کہ شب دیکھو زمین، نوک خدنگ چشم مور کو چھیدتا،
بھنکیت ایسا کہ اُس کی سنان کی دہشت سے مچھلیاں پانی میں زلزلہ پوش
رہتیں، تلور یا اس طرح کا کہ اُس کی شمشیر برق آہنگ کے در سے گیند سے
سیر بدوش پھرتے،

جو دت ذہن اور نیز حسّی اس درجے رکھتا تھا کہ خواب فراموشی کی تعبیر
بیان کرتا، رعیت نوازی اور خلق اللہ کی پاس بانی ید و سہربان کی طرح کرتا، بلند
وصلہ اور عالی ہمت ایسا کہ ادنا چیزوں کے عوض تاجرون کو جو مداح اور
مٹھور کر نیوالے نام نیک کے ہمین قیمت اعلا عنایت فرماتا، سوداگر لوگ
جو اُس کے حضور میں گزارنے کے ارادے گھوڑے لائے قضا کار اگر راہ میں
کوئی گھوڑا مر جاتا اور وہ فقط اُس کی دم اور کان ہی لاکر درپیش کرتے تو
اُس کے بدلے اپنے منہ مانگے دام کا نصف سرکار سے پاتے، قدردان اتنا برا
کہ اگر سپاہیوں میں سے کوئی کچھ بھی دلاوری اور بہادری کا کام کرتا تو اُس کو
خلعت و جاگیر اور عمدہ جواہر و نفوذ انعام دے کر سرفراز کر دیتا، شکریوں
و سپاہیوں کا مشاہرہ مہینے میں دوبار تقسیم کرتا، جرأت و جلالت ایسی
رکھتا تھا کہ صف اعدا میں ہر چند وہ رنگ صحرا اور ستارے کی طرح یثما
ہوئے، آفتاب یکے تاز کی مانند گھس پرتا، سوکلا ایسا کہ پہاڑ اور جنگل کے
درمیان فٹاح حقیقی کے افضال پر قوی دل رہتا، ملک بالا گھات میں جہان کچھ
فتنہ و فساد کی بنیاد قائم ہوتی فوراً اُسے اپنے عزم درست کی قوت سے بخوبی
تمام حاصل کر دیتا،

مہذب اور ادب دان ایسا کہ اُس کی محفل ہمایوں میں دخل کیا کہ بیصرف
سرایوں اور بیہودہ گویوں کو بارے، صاحب رعب ایسا کہ مجال کیا کہ کوئی

اُسکی جناب میں بنے رخصت کچھ چون و چرا کر کے یالاب کھولے، رجیم دل اور غرب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دارالسلطنت کے کو حے گلیوں میں شب گردی کر کے روزینہ اور وجہ گذران فقیر محتاجوں اور مسکین مفلوکوں کو بانٹتا، ملازم پروری کا اُسکے بہر حال تھا کہ جان نثار خدیو کو اُن کے ساز و سامان کے واسطے ماہِ بیاہ شرح مقرر کی کے علاوہ اور بھی روپی اشرفی عنایت کیا کرنا،

صولت اور سطوت کا اُس کی بہر عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبر کی راہ سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو برق خشم اور طوفانِ قہر اُس کا بلا کی طرح اُسکے سر پر آ پڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی میں ایسا درست مدد کہ تھا کہ معاً دیکھتے ہی آدمیوں کی ذاتی کم ظرفی و بدگوہری اور اُن کی خلفی عالی منشی اور نیک نہادی معلوم کر لیتا،

ذہن و ذکا میں بھی ایسا موصوف و مستین تھا کہ رائے صحیح اور طبع سلیم کی رسائی سے اربابِ جواج کے مقاصد و مطالب تک بنے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

میرعباس علی، اُس منصف مزاج کے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرب مصاحبوں سے تھا اس طرح بیان کرتا ہی کہ سفر کے ایام میں جب نواب بہادر فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام و قیلولہ کے لئے مائل استراحت ہوتا، تو میں اکثر اُسکے پلنگ کے قریب خیمے کے اندر حاضر ہوتا، ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ نواب حالتِ خواب میں گھبرا کر چونک پر آ، میں دیکھ کے حیران ہوا کہ آلہی خبر کیجئے، بعد بیدار ہونے کے حضور میں بہر حال پر اضطراب میں نے کہ سنایا اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرے جواب میں اس

طو رہا ارشاد فرمایا امی رفیق محرم میری اس سلطنت سے جسکے بہت عاصد ہمیں ایک بھکھہ سنگا جو گئی زیادہ خوش حال ہی، جو چین سے دن رین مگن رہتا ہی، نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروا نہ رات کو لٹیرے قرّا کوں کا کھٹکا، سونے جاگتے سدا عیش و آرام کرنا ہی،

کہتے ہمیں نواب حیدر علی خان بہادر کا سخن تکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت خادمون کو لونڈی کا یعنی باندی بچا کہ بیٹھنا، علی زمان خان نے ایک دن خلوت میں عرض کیا گناخی معاف ہر ون کے منہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا نازیبا ہی، اُس عالی منش نے ہنسر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہمیں، بی بی کی طرف سے صرف حنین علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے کہ حضرت جناب خاتون دو جہان سیدۃ النساء کے بطن سے پیدا ہوئے،

اُس جلیل الشان کی قیافہ شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اپنے فرزند تیپو سلطان کے حق میں کہا کرتا، حیف کہ وہ عالی طبع اور باندہ حوصلہ نہوا، ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے جبراً اپنے سامنے اُن کے ختم کرنے کا حکم کیا، نواب نے جو یہ خال سنا، اُسے کمال مال و ناگوار گذرا اور فرمایا کہ یہ سنا کہ مجھ سے سلطنت پا کے ہاتھ سے کھو بیٹھیکا،

نواب مغفور کی والدہ نادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اُس کے ملک و شکر میں ہر مذہب و قوم کے آدمی فراغت سے بے پروا بود و باش کرنے، اس بادے میں کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نہ کرتا، اُس کے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہ حال تھا کہ جہے جہے کام کو ایک ہی وقت میں انجام کرتا، اِدھر تو منشی کو نامے لکھنے میں ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

سننا، علاوہ اہل کاروں سے بھی اُسی حالت میں بیچ در بیچ معاملے مقدمے کا سوال جواب کرتا ساتھ اسکے اپنے بعضے ملازموں کو موافق اُن کی خدمتوں کے تعلیم و ارشاد فرماتا جاتا،

مجرموں قصور مندوں کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ در دولت پر دوسو نسبی کو آئے لٹے حاضر رہتے صیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے محرم برابر تھے، کیا اُمرا کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلم و بھرمین بہر بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر تیس و بیس کے خال پر جن کے والی دس ہرست ہونے سرکار عالی سے غور برداشت کی جاتی، بعد اُس کے نئے لوگ سپہگاری کے فنون تعلیم پا کر اُن سپاہیوں میں جو یتیموں کی فوج مشہور تھے بھرتی کئے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفتوحہ ملک کرناٹک کے اسی ہزار انگریزی میل مربع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ میں اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو مستخر کرتا تو اُسکی تاسیس و ترمیم کے لئے سرفو لاکھوں روپے پیدا ریغ صرف کرتا، چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے بائیں گھات وغیرہ کے شاہد و ناطق عذل اِس بات کے ہیں،

باج و خراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کروڑ روپے بعد منہا کرنے ملکی و فوجی و خانگی اخراجات وغیرہ کے خزانہ عامرہ میں داخل ہونے تھے، صرف سیاہ کی جمعیت تین لاکھ چالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگرد پستہ وغیرہ تھے،

ثقہ لوگوں کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے اُنک بقید حیات موجود ہیں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ مغفرت پناہ خزینہ دفتہ پستہ،

قیمتی جواہرات و مروارید اور سنو نے روپے کی اینٹیں اس قدر رکھنا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت من اور پیر سے مثل غلے کے وزن و شمار کیے جاتے تھے،

فوج اور توپ خانہ تو خزانے جیسا اس مغزور کو عطا کیا تھا اُس کے معاصرین بلکہ قدیم کے امیر و سلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا، انجام کار ایسا صاحب ثروت و ذائقہ اس سارے ساز و سامان سلطنت و اساس و اسباب دولت کو جنہیں برے جبر و قہر سے لیا و جمع کیا تھا، مجبوری و ایسے بسی کی حالت میں سب چھوٹا گنا اور اس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا،

بیٹ

جہان گرد کردم نخوردم برش
برفستم چوبیگانگان از سرش

نسب نامہ نواب مغفرت مآب
حیدر علی خان بہادر کا،

شرافت بناہ امارت و سنگاہ حسن بن یحییٰ کہ عرب کے امیر و ن اور قریش کے رئیسوں میں محبوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت و کمال معنی کے سبب معروف تھا پینتیس برس کے سن میں شہنشاہ اعظم خاقان معظم سلطان روم کے حضور سے حرمین شریفین کے عہدہ شریفی پر مامور و مقرر ہوا، اُس عالی گہر کی نسل سے، دریائے ثروت کے دو گوہر شاہوار محمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے، علی بن حسن کا تو دس ہی

برس کے سن میں پیمانہ عمر معمور ہو گیا، اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع
 بلند احمد بن محمد نام یادگار چھوڑ آتھ سسی چوہتر ہجری میں گلزارِ جنت کا راہی
 ہوا، اس حادثے کے ایک برس بعد، باپ بھی ان کا حسن بن سببی شریف مکہ
 منورہ اپنے ترکون کے رنج و الم میں رمضان شریف کی بندہ ہوئے۔ پنجشنبہ کی
 رات کو تنہ آتھ سوچہتر ہجری میں اس منزل فانی سے ملک جاودانی
 کی طرف کوچ کر گیا، جب یہ خبر بارگاہِ خلافت پناہ میں قیصر روم کے پہنچی تو
 داؤد یاد شاہ کے نام پر یرلیغ قضا تبلیغ شریف مکے کے مقرر کرنے کے باب
 میں صادر ہوا، اس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنوں بندہ برس اور
 حقدار اس عہدے کا تھا کم سن جان کے اس کی جگہ میں سید عبد الملک
 بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکہ مقرر کیا، احمد بن محمد
 کہ جوان دلور اور شجاع با عقل و ہنر تھا بہر ماجرا دیکھ وہاں سے برخاستہ خاطر
 ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا، کچھ دنوں عدن میں تھہرا پھر شہر صنعاء میں
 جا وہاں فرمانروا کی ملاقات سے مشرف اور اس کے متوسلون کے زمرے
 میں منسلک ہوا، بعد چندے والی صنعاء نے جب اس کے حب و نسب کی
 بخوبی اطلاع پائی اور اسے صورت و شجاعت میں بے نظیر دیکھا تو اپنی ترکیبی
 کو اس کی زوجیت میں دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام وہ بندہ بست
 اس کے اختیار میں کر دیا، بیس برس اس نکاح پر گزرے تھے جو
 اس نے مرض موت کی حالت میں سب ارکان دولت کے سامنے
 اپنا ایک ترکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کردی تھی کہ جب تک یہ
 جوان نہو اسے اپنے فرزند کی طرح تعلیم و تربیت کرنا اور ملک کے نظم و نسق
 اور رعیت کی وفاہیت میں ایسی سعی و کوششیں بجالانا کہ کوئی فرمان برداری

کئی راہ سے قدم باہر نہ نکالے ، القصہ بعد انتقال فرمانروائے صنعاء کے تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط ربط میں شرائط عدل و انصاف کو بجالاتا رہا ، ایک دن شیخ سالم بخراfi جو اس سرکار کے ایک معتبر ملازمون سے اور ظہراً دنیا سازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت میں اُس کے خون کا پیا سا تھا ، حاکم صنعاء کے بیتے پاس گیا ، اور احمد کی طرف سے بہانہ کا بت کایت کی کہ اُس نو جوان کے دل پر کچھ میل آگئی ، تب اُس حیلہ کرنے چاہو سی و حشام کی باتیں شروع کر اُس سادہ لوح کے سامنے بہر عہد کیا کہ آپ کو سلطنت موروثی پر بٹھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمے ہی اس شرط پر کہ تجھے سب سالاری کا عہدہ ملے ، اُس لڑکے نے بھی ان باتوں کو غنیمت جان کے مان لیا ، تب تو وہ مگر اُدھر شکر کے سرداروں اور سپاہیوں کے ساتھ لگاوت ملاوت کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور میں ظہار اصرہ اپنی دلسوزی و متابعت دکھلانے لگا ، ہر ایک کام پر نہایت مرتبے میں دوڑ دھوپ کرنا ، مگر ہمیشہ ، وقت قابو کی ناک میں رہا کرنا ، ایک برس اسی نگاہوں و جستجو میں گذر گیا ، آخر سن نو سو گیارہ ہجری میں اُس بد نہاد نے فرزند والی صنعاء کی مشورت سے اُس چارے معصوم صفت کے قتل کا دن تھہرا زہر کی جھمی ایک تلواریں سمیت دربار عالی میں نذر گزارنے کے بہانے حاضر ہو کر اسی تلواریں زہر دار سے اپنے سردار کا سرکات خوشی و افتخار کی راہ سے بہر احوال والی صنعاء کے لڑکے کو جا کر کہہ سنایا علاوہ یہ بھی عرض کی کہ داناؤں کا قول ہی کہ آتش کشتن و انگہ گذاشتن کا رُخ دمنہ ان نیست ، مناسب ہی کہ اسی دم اُس ظالم کا بیٹا محمد بن احمد حضور میں بلایا اور ادا مال و اسباب اُس کا فرق کیا جائے ، فصار اقبہر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہاں حاضر تھا ، جو نہیں

اُس بیدرد کے منہ سے یہ بات اُس نے سنی نک حلالی کی جہت سے اُسکو ایسی غیرت آئی کہ مجبور دی سے لئے قرار ہو کر ریحان نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے پاس کھرا تھا کہہنے لگا کہ بھائی، آقا کا حق نک تبھی ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو تو شتاب نہ محمد بن احمد کو جو ہمارا مخدوم زادہ ہی اعدا کی نظر بچا ہوا لے بغداد کی جانب لے نکل اور میں بھی ان شاء اللہ المستعان اُس نطفہ حرام سے اپنے منیب بالطف و احسان کے خون ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرط حیات وہاں آ پہنچتا ہوں اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اس خاکسار کا سر تصدق ہوا، خیر جب ریحان وہاں سے روانہ ہوا تو شیخ سالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کر لینے کو چلا کہ اتنے میں قنبر نے پیچھے سے آکر ایک گھونسا اس مذکور سے اُٹکی گردن پر مارا کہ وہ بد اصل گر پڑا تب اُس و قادار حبشی نے ترنت پیتھہ بر چڑھ اُسی کی شمشیر سے سر اُس زائر کا کات ڈالا اور جا کر اپنے تئیں اُس خیمے سے بچاے لیکن شیخ کے ساتھ والوں نے اُس بیمارے کو تیغ و خنجر سے پارہ پارہ کیا، اُدھر ریحان نے محمد بن احمد کو کہ اُن دنوں تیر ہو میں برس میں تھا جا کر اُس کے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہ سنائی اور فی الفور اُسے ایک گھوڑے پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑوں کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھاوا مار دجے کے پار ہو شہر میں طاہر افندی کے گھر لے پہنچایا، افندی مذکور نے اُس رئیس زادے کے اطوار سے آثار سرداری نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے بہا دی، اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبد الوہاب عبد الرزاق عبد الغفر بہا ہوئے، ساقی قضا نے سنہ ۹۶۸ ہجری میں محمد بن احمد کے پیمانہ عمر کو ستر برس کے سن میں سمور کیا، عبد الوہاب برادر کا اُس مغفرت مآب کا اور منجھلا عبد الرزاق دونوں لا ولد مرے، مگر عبد الغنی سب سے چھوٹا جس کی آغا محمد طاہر

نام ایک سوداگر کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی، ایک بیٹی دیکھی بیٹا چھوڑا، سن ایک ہزار برس ہجری میں اپنی موت ہوا، ابراہیم اُس کا بیٹا بھی جس نے اپنے باپ کی طرح تجارت کا کار بار پھیلایا تھا، سنہ ایک ہزار ستیالیس ہجری میں تین لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار چھوڑا ملک عدم کو سدھارا چونکہ حسن ابراہیم کے مرنے وقت ایک برس کا تھا کارباری گماشتوں نے اُس کے باپ کے نقد و جنس پر ایسا خورد برد کا تھا صاف کیا کہ اُس کے بالغ ہونے تک دو تین ہی ہزار روپیسی پیچھے تھے، تب وہ صاحب غیرت کہ بارہا اُس شہر کے وضع و شریف کی زبانی اپنے بزرگواروں کی تو نگری کا حال سنا کرتا تھا تہی دستی کے سبب اُس شہر میں رہنے کو نامناسب سمجھ اپنی مان بہنوں حمیت ہند سنان کی طرف روانہ ہو کر اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ کے متولی پاس جو وہاں کے ذی عزتوں میں تھا جا رہا، متولی موصوف نے اُس کا کردار رفتار نیک دیکھ کر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کد خاکیا، چھ مہینے کا حمل اُس لڑکی کو تھا کہ اُس کے شوہر حسن نے ایک ہزار چھتر ہجری میں انتقال کیا، القصہ اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، نانانے نام اُس کا ولی محمد رکھا، جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُس کی پھوپھی بہن کے ساتھ شادی ہوئی جسے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا، بعد اسکے ولی محمد، یہ سب ناچاقی کے کہ درمیان اسکے اور اُس کے سر کے واقع ہوئی رنجیدہ ہوئے اپنے لڑکے کا محمد علی نام تھا شاہ جہان آباد چلا گیا، چندے وہاں تھہر دیکھن کی طرف روانہ ہو کلبہرگ شریف میں جا رہا جب محمد علی صاحب بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضل و کمال سے فارغ ہوا اُس عالی مقدار کے بزرگوار نے سید معصوم صاحب کی لڑکی (سجادہ نشین سید محمد گیسو دراز

جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید و خلیفوں سے اور دکھن کے لوگوں میں بقلب بندہ نواز گیتو دراز مشہور رہی) کے ساتھ اُسکی کتخدائی کر دی اور آپ وہیں عالم بقا کار سنا لیا، محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے، اپنے قبیلہ صمیمیت بیجاپور کے مشائخ پرے میں اپنے سالو بکے گھر جا رہا، پھر یہاں سے کئی دن بعد مع اپنے اہل و عیال کرناٹک بالا گھات کا عازم ہو کر قصبہ کولار میں سکونت کیا، آخر چار لڑکے شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیا رہا سی فوجی میں اس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا برائیتا شیخ الیاس اپنے چھوٹے بھائیوں اور سب خویشتون کی تالی و پرورش میں مصروف ہو کر سلامت روی کی چال چلا، بعد چندے فتح محمد وہاں سے برخاستہ خاطر ہوئے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرناٹک پائین گھات کی جانب روانہ ہوا اور محمد الیاس اپنے بھائیوں کو مع ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور حیدر صاحب نام تھا گھر میں چھوڑا تنہا اور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ہجری میں انتقال کیا، تب فتح محمد نے کہ شہر اراکات میں تھا تنہا اور سے برہان الدین بیرزادے کو بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیت میں اختیار کی اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب کے ساتھ شادی کرادی، بعد اسکے وہ اپنی ستورا تون کو کولار میں چھوڑ کر مسوڑ کو چلا گیا، وہاں دو سال میں اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک شاہباز صاحب دوسرا ولی محمد نام جسے دو برس کے سن میں انتقال کیا، تب فتح محمد کا وہاں دل نہ لگا مع اپنے وابستوں کے بالابو رکمان کا عازم ہوا، اب سن گیارہ سی اُنیس ہجری میں دیون ہٹی کے درمیان اور ایک فرزند فریدون فرج مشید شمت دارا شکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کر

آفتاب برج حمل میں تھا سنو لگہ ہوا جس کے وجود سے وہ خاندان نورانی و سنو رہو گیا ،
نام : سہما یون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا ،



القاب مستطاب نواب والا جناب
حیدر علی خان فردوس آشیان ،

نواب بہادر

یعنی سپہسالار مظفر فیروز مند ، دلاور صف شکن میدان جنگ ، طالب
ناموس و سنگ ، قانون پیکار و حرب میں نیست مشاق قون طعن و ضرب میں یگانہ
آفاق ، اور اسی لقب سے دکھن کے سب چھوٹے برے خاص و عام نواب
حیدر علی خان کو بلاتے تھے ،

نہنداس

یعنی مرزا دارالقاب سترگ ، امیر بزرگ ، حاکم با شکوہ و شان ، عظمت
و حشمت نشان ، زیب مند حکومت و شجاعت ، حامی شریعت و سلطنت ،
صوبہ دار شہر سراکا ، بادشاہ مرزو بوم کو ترک کنراکا ،
سلطان حکمران ممالک جرکولی و کلیکوت کا . حسین کوچین تراونکور و غیرہ کئی
ریاستیں ہیں ،

نواب بنگلور ، بالا پور ، باسا پتن یا بنگر کا ،
مرزیبان فرماندہ فرازستان و نشیبستان یعنی بہارون اور اُسکی ترائیون کا ،

بہادران بہادر

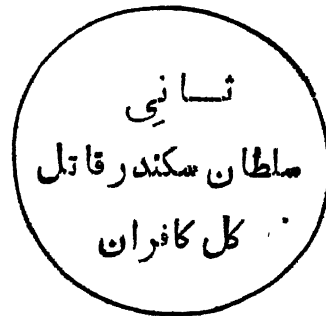
اور طرقدار فرمان فرما جزائرمالہ یوہ کا جو گنتی میں حساب و شمار سے باہر ہیں،
کہتے ہیں کہ عدوان جزیرون کا بارہ ہزار ہی،

سجج نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

بہر سخبر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار

سکہ حیدری بہر تھا



**From Scurry's Captivity under Navab Hyder
Allie Khan and Tippoo Sultan.**

چون ان درقون میں نواب حیدر علی خان کے سیر و اخلاق کی خوبیاں لکھنے میں آئیں، اب اُس شیرصورت کی تھوڑی سی پیرحمی بھی جو دشمنوں اور اسیروں کے ساتھ عمل میں آتی تھیں، کتاب اسکرپس کپٹیو بٹلی (یا اسکرپی صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہی، تا اس کتاب کے پڑھنے والے مولف کو طرف کشی کی تہمت نہ لگائیں،

ہنر: بش شرم دی یک یک آجوش ہم بشر

کپتان اسکرپی لکھنا ہی کہ ہم لوگوں نے ایک مدت تک فرانسیسوں کی اسیری میں نوع بنوع کی اذیت و مصیبت کھینچی، آخر ان سنگدلوں نے ہماری قوم کے اسیروں کو جو پان سی نفر تھے کئی جہازوں پر چڑھا دیا چھ مہینے بعد ہم سب کے سب قلعہ گدگدور میں پہنچے، جب یہاں کچھ دن کتے تو ہم کو چیلبروم میں جو مستحکم قلعوں سے نواب بہادر کے ہی، لیگئے، وہاں ہم اُس قلعے کے درمیان کیا دیکھتے ہیں کہ جا بجا سیکرڈن آدمی بحال تباہ پڑے بلکہ مردے بن رہے ہیں، مارے بھوک کے کتنوں کی تو ایسی بری حالت تھی کہ اگر ایک سری ہڈی گندی جگہ میں کہیں پڑی دیکھتے تو بھوک کے مارے اُسکی طرف بھی ہاتھ نہ پھیلائے خوراک ہم لوگوں کی یہاں بہر نہی کہ فقط گائے کا گوشت اور موتے چاول کھانے کو ملتے، اسی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھ کے بہت آدمی روروموتے، اور اکثر تن و توش والوں کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی بھر کے تشنچ کے سبب اعضا اُنکے انکر کرشل ہو گئے، خدا جانے فرانسیسوں کو انگریزوں سے کیا ایسی عداوت تھی جسکے باعث انھوں نے ہمیں ایسے ظالم کے حوالے کر دیا اور بہر بھی تعجب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی ہماری رائی سے کیوں دست بردار ہوئے تھے، لیکن حقیقت حال یوں ہی کہ

انگریزوں سے جو اس امر میں غفلت واقع ہوئی وہ اسکی بہتھی کہ دے آپ ہی ہندستان کے درمیان تباہی اور مصیبت میں گرفتار تھے، پیر آپ ہی در ماندے تو شفاعت کس کی کریں ستر اسکی کہتا ہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم اس مقام میں رہے ہم میں سے انیس آدمیوں نے لفٹنٹ ولسن کے ہمراہ بھاگنے کا منصوبہ تھان کئی کمال جو ان کے پاس تھے اُسے پھاڑ کر بطور رستے کے بانٹا، اُس کے سہارے سے دے سب شب تاریک میں اُس حصار کی دیوار پر سے نیچے اترنے کو تو اتر گئے لیکن یہ نہیں جان تے تھے کہ کہاں جاتے ہیں، آخر کو صبح کے وقت اُنیس آدمی تو پکڑ آئے جن کی مشکین بندھی تھیں اور بیسواں شخص اُن میں سے، ایک ندی پار ہونے وقت پانی میں دوب گیا، لفٹنٹ ولسن کو نگا کر کے المی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور باقی لوگوں کے ہاتھ پانوں میں ہتھکڑیاں بیریان پہنائی بعد دو دن کے ہم کو ایک برے محکم زندان میں لے گئے جہاں ہماری ساقین چھید آہنی بیریان اُسمیں پہنا کر مقید کیا اور پاسباؤں کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا ناہمین بنگلور لیجائیں، تب ہمارے پیروں کی بیریان کاٹ دو دو آدمیوں کے ہاتھ ایک ساتھ زنجیروں میں باندھ اس خرابی سے ہم کو نکلے پانوں اُس قلعے سے لیجائے، ہم اپنے دل میں کہتے تھے ابھی دیکھئے آگے کو اور کیا کیا تقدیر کا بد اہی، اس حال میں ہم سب چھوٹے برے برابر تھے مگر اتنا ہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے تھے، حاصل کلام انواع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر اکیس دن بعد بنگلور جا پہنچے قسمت سے وہاں یہ معاملہ پیش آیا کہ تین دن بعد اُس قلعے کے سرداروں سے کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنھوں نے ہم لوگوں کو نین فریق کیا، وہ

فریق جس کے درمیان میں تھا موضع بہرام پور کو روانہ کیا گیا جو بنگلور سے تین منزل ہی، محبوب کیا کرین کچھ بس تھا ہم چشموں کی جھانسی پر صبر کر با چشم پر نم و سینہ پر غم آپس سے بڑا ہوئے، جب وہاں کے زندان میں جا پہنچے، ہمارے کھولے کھولے لیکن اُسکے عوض پیرون میں بیریاں بریں اور ہمارے کھانے کے لئے دس دن تک تو یہاں بھی وہی موٹے چاول تھے بعد اس کے راگی یعنی منر و امقرہ ہوا، لاچار کتنے تو ایسی غذا اے ناموافق کھا کھا مرے، بعد تین مہینے کے ہم میں سے پندرہ آدمی نوجوان کو جن میں ایک میں بھی تھا چن کر بیریاں کات اور بہ بات کہہ بنگلور کو روانہ کیا کہ وہاں تمہاری غم خواری خاطر داری کی جاگی، الغرض بعد تین دن کے ہم وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری طرح اور بھی کتنے نوجوانوں کو اور اور زندان خانوں سے لے آئے ہیں، ایک دوسرے کے دیکھنے اور آپس میں ملاقات ہونے سے خوش ہوئے، جب ہم لوگ شمار کیے گئے تو حساب میں باون آدمی تھے، تین دن بعد وہاں کے قلعہ دار نے ہم لوگوں کو اپنے روبرو بلوایا اور ظہار شفقت و درد مندی کی نظروں سے دیکھ کر، کچھ پھل پھلاری دے کے بہ کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہر اسان مت ہو، نواب بہادر تمہیں اپنے لڑکوں کی طرح جانتا ہی، تم یر بد گمان نہیں بلکہ مہربان ہی، اُس شخص سے اتنا سن کر بعض تو ہماری تنگست کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور کتنے غافل رہے، خبر بعد اس کے ہم کو سر برنگپتن روانہ کیا، اس سفر میں زادراہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم بے قید و بند تھے راہ چلنا دشوار تھا، نو دن بعد جب سر برنگپتن پہنچے، تو ہم کو اُس قلعے کے دو دروازوں میں تین ساعت تک بٹھلا رکھا تا وہاں کے لوگ ہمیں دیکھیں، چنانچہ اسی دیکھا دیکھی میں وہ ساعتیں کتنی، پھر ہم کو ایک چبوترے کے پاس لیگئے، یہاں بھی ہمارے

حائل پر سابق کیسی قواضع و مدارات و مہربانیاں تھیں، بہر صورت ایک مہینہ کمال خوشی و خرمی سے گزاری جکا تھا جو کتنے حجاموں نے ہمارے پاس آکر ہر قصہ کیا کہ ہمارے سر کے بال چھانت ڈالیں جب اس کام سے ہم لوگ سر چرانے لگے تو وہ ہم پر تقاضا اور جبر کرنے لگے کہ اتنے میں مسلمانوں کا سالباس و عمامہ پہنے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بری بری موچھین تھیں ہمارے نزدیک آکر دو ستون اور منساروں کے طور پر سلام کر کے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بھی قلعہ دار نے اسی کام کے انجام کرنے کے لئے بھیجا ہے تا مسلمانوں کے طریقے کے موافق تمہارے سر وغیرہ کے بال ترشوانے منہ والے میں سعی کروں اور اگر تم اس امر کا انکار کرو گے تو بھی جبراً قہراً یہ فعل وقوع میں آئے گا، تب تو اُس شفیق کی ایسی دوستانہ باتیں سن کر لاچار اس بار کو بھی ہم لوگوں نے سر جھکا کر اُٹھالیا، یہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر ایک ہفتے بعد یہ دن چڑھے وہی لوگ دس بارہ جنگے مشدد سے آدمی ہمراہ لے آئے پچیسے ساتھ ہی اس کے اُسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمیں چنادیا کہ اب نواب نے تمہارے ختنہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیا ہے، اگرچہ اتنا سنتے ہی اور اُن سفاکوں کو مستعد دیکھ کر ہمارے چہروں کے رنگ فق ہو گئے، لیکن سوائے تسلیم و رضا کے چارہ کیا تھا، چنانچہ پہلے تو اُنھوں نے ہم سب کو نشے والی معجونیں کھلا دیں، بعد اُسکے ہر ایک کے واسطے ایک ایک چٹائی اور چادر منگوائیں، تب اُن بوریادوں پر ہمیں دو قطار ہو کر لیٹنے کہا، جب اُنکے کہنے بموجب سب باتیں عمل میں آئیں تو کتنے نگہبان اور دے حجام اور اُنکے ساتھ کے وہ بارہ سندے ہمارے پاس آئے، سب سے پہلے دندان کا دمن کو دھو کر کر ایک دیگ پر بٹھالایا اور سبکدست حجام نے اپنا کام سرانجام کیا،

اغرض اُن بیرحمون نے ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا، اِس حال میں بعضے تو مجھوں کے نشے سے ہنستے اور کتنے رونے لگے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و درد کی حالت قابلِ دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے تا ظلم سے صحرائی برے برے چوہن کے جو اُس ملک میں بہت ہین ہم کو بچائیں، قصہ کوتاہ دو مہینے بعد کتنی اذیت و تکلیف اُٹھا کر سو اے دو صاحبوں کے ہم سب یکے سب جنگے ہوئے، جب یہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہو چکے تب اُن لوگوں نے ہمیں مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمت اور نواب عالی جاہ کے مقرب حضرت ہوئے،

جو بندوں پر حالات نواب مغفور اور سلطان مہرور کے پوشیدہ ترے، کروہ قدیم دشمنی جو ان دونوں عالی ہمتوں کے دلون میں قوم انگریز کی طرف سے تھی (کیونکہ ملے لوگ مہمکت دکھن کے مسخر کرنے میں اُن بہادر وں کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستیں کہ انگریزی اسبرون پر ہوئی تھیں مہمکن نہیں کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ مسٹر اسگری کی ہزار ہا روایتیں انواع و اقسام طرح کی اذیتیں بھری جن میں سے یہ قدرے احوال یہاں بیان کیا گیا، ایک شتمہ ہی اُن مصائب و محن کا جو حیدری قید و بند میں انگریزی اسبرون پر گزرے، اور ایک جو عہ ہی اُن نانجاہوں سے جسے انگریزی قیدیوں نے اُس دور میں قدح قدح پیا ہی چنانچہ ملے حالات دفتر دفترا لکھے گئے ہیں، جیمس بر شطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی مسٹر دونالڈ کنبل کا سفر نامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزا کا، بہنبرے سے بچا رہے مصیبت کے مارے قید کی حالت میں سختیان کھینچ کھینچ

مرے اور کتنے لوگ نوع بنوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیوں میں فتح ہونے کے بعد انگریزوں کے باقی ماندگان مجروح کم بچنے یا نہ تھے، جنگ کو ہستانی میں جو بیلی کی لڑائی مشہور رہی انگریزوں کی طرف کے ہزاروں سیاہ ہندوستانی و فرگستانی قتل ہوئے، سیکڑوں اسیر اور پابز بچبر کئے گئے، اور کو لیرم ندی کنارے کرنیل بریتھوٹ کی لڑائی میں بھی جسے سلطان نے فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزوں کی جانب مارے پڑے، بقیہ اتیف گرفتار ہو آئے اور بری سختی و اذیت کے ساتھ سریرنگپتن بھیجے گئے اگر مو شیر لالی اُن کی شفاعت کے لئے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندوں میں سے ایک کی بھی جان نہ بچتی، اللہ جن لڑائیوں میں حیدری سپاہ کی فتح ہوتی تو وہ حریف کے مجروحوں اور باقی ماندوں پر ترحم کم کرتے اور اسیروں پر سیاست و تنبیہ بہت، اگرچہ اُن کی طرف سے کیسی کیسی سنگدلیاں اور بیرحمیاں عمل میں آئیں پر ان رحیم دل کریم نہاد انگریزوں کی جانب سے بعد نسخبر سریرنگپتن کے نوازش و کرم لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور اور پادشاہ تہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہو اور اب بھی ہوتا جانا ہی اور دے سب انگریزی حکومت کے سایہ رحمت میں بغزت و حرمت آرام و فراغت کے ساتھ خوش و خرم زندگانی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتدار کی ترقی جاہ و اقبال ابد اتصال کی دعا گوئی و شکر گزاری میں اشتغال رکھتے ہیں،

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرما نا شاہ صالحجاہ تیبو سلطان کا د کھن کے
تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنریل لائیک
اور جنریل اسٹوارٹ کا واندیواش کی طرف،

جب آفتاب جاہ و جلال نواب ہمایون فال کا وسط آسمان سے عروج و کمال سے
ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقرران دولت جیسے
غلام علی خان شوشتری، عبدالمجید خان کالی سردار خان اور اسد اللہ خان
قندھاری محمد علی کیدان، بدر الزمان خان مہارزا خان محمد رضا خان حیدر علی بیگ
سید حمید خان غازی خان ابو محمد پور نیاشن راو، وغیرہ جو اُس وقت حاضر
تھے، سب کے سب وفاداری و خدمت گزاری کی شہین بجالائے اور
کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی
طور مضابطے سے بحال رکھا جیسا نواب مغفور کے جین حیات جاری تھا، اُس کے
جنازے کو راتوں رات خفیہ بری اہتمام سے سپرہرنگین لے پہنچایا، وہاں
درمیان لال باغ، متصل ایک بری مسجد کے مقبرہ اعظم الشان میں جس کی تعمیر
کے واسطے نواب مغفور نے پائین گھات حائے وقت حکم دیا اور اُن دنوں طیار
ہو چکا تھا، مدفون کیا، اور مصلحت وقت جان کرنی اچھا ل شاہزادہ خرد صدر
شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلایا، اُس نو نہال
دولت و اقبال نے ایسا بندہ و بست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب
و مناصب کو ارکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس میں
نہ آیا، خاص و عام کیا شکری کہا ملازمان نہرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرقد

الحال رہے جیسے نواب مغفرت مآب کے وقت میں تھے چنانچہ اُس کریم
نہاد کے حکم سے ممالک محروسہ کے عہدہ داروں اور فوجداروں کی تہیہ
واطمینان کئی لاکھ روپیہ حیدری دستور کے موافق تنخواہ تقسیم ہوئی اور اُسی
دن مقام نیلور اور انگریزی شکر کی جانب دو دہزار سوار بھیجے گئے بعد اسکے
مہارزاخان کو شاہزادہ بزرگ تیبو سلطان کی خدمت میں کہ اُن دنوں کو مذاہد
اور پالیگھاٹ کی نواح میں تمامہ ارکان دولت کی عرضیوں کے جن میں اس
روداد کا حال اور بہر التماس مندرج تھا کہ حضرت جلد تر سعادت و اقبال اس طرف کا
عزم فرمائیں روانہ کیا، اگرچہ شاہزادہ گرامی منس نے مرزا موصوف کے
آنے اور صورت ماجر معاوم کرنے کے بعد خلوت میں اُس خلاص مند و فادار
سے شکر کے سرِ داروں کا حال بکلی پوچھ کر دیکھ کر سمجھی تمام حاصل کی لیکن کریم
شاہ کے جلوس سے سلطان کو برا خیال رہا، بہر حال چون تا ئید الہی پہنچ چکی تھی ہر دم
طالع یاد اور نجات راہبر یہ مرثہ سناتے تھے،

قطعہ

ہمیں نہ پای عزیمت در رکاب ای شہریار،
نادودانہ در رکاب دولت فتم و ظفر
شاہباز از صعوہ نہرا سد میںدیش از حریف
چون تھا اقبال بار است و سعادت راہبر

بنا چاروہ ہمایوں اختر اُن دھاگو یان دولت کا التماس قبول کر جلد شکر میں
آداخل ہوا، بالکل سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ حمیت استقبال
کو آ کے دست بوسی میں مشرف و سرفراز ہوئے ماتم پرستی کی رسمیں ادا ہونے
کے بعد، ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سہی ستان توڑے بھری میں بروز

یکشنبہ اُس فخر سلطنت نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا، اُمراء دولت اور
رؤساء ریاست نے تہنیت و مبارکباد کی شرطیں ادا کر کے نذرین
گزاران عرض کیا،

بیت

شما ہم سبھی ہمیں تیرے خیر خواہ سلامت رہے تیرا تخت و کلاہ
اُس عالی گہر جو ہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان تھاری اور
حسن خدمت کے درجون کے لایق الطاف خروانہ سے سرفراز کر کے
قدر و منزلت بخشی، پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیاری کے
واسطے حکم کیا،

مثنوی

سران سیہ محفل آراستند	ہم دست برسینہ برخاستند
بگفتند گاہی شاہ گردون سریر	ہم چاکرا نیم فرمان یندیر
سرماست بر خط فرمان بری	از تو حکم کردن زما چاکری
نترسیم از آتش و آب و خاک	فدای ہوا خواہیت جان پاک
چو سلطان لقب یافتی از تخت	کنون تخت و تاج شہی زان تست
پس در جہان آن بود نیکنام	کہ بر تر نہد از پدر چند گام
از خار چون ماہ برکش نقاب	نہان چند داری بابر آفتاب
جو ایزد ترا داد فر شہی	بتقدیم فرمان مکن کو تہی
سکندر صفت ملک نسخیر کن	سردشمنان زیر شمشیر کن
بزن سنگہ خویش برسیم و زر	کہ از سنگہ نام شہان شد صہر
بر جای تاج شہنشہی	ہنہ پای بر تخت فرمان دہی

بفتح و ظفر ہای نہ در رکاب جہان گیر شو چون بلند آفتاب
 سے نامہ اران و گردن کشان بی خد منت ننگ بستہ میان
 اگر حکم سازی بوقت و غا چو جوہر در آہن بازیم جا
 بفرمانت ای شاہ مالک رقاب بدریا بتازیم ہمچون حباب
 بفرمانت ای شہ در آذر رویم نہ داریم غم چون سمندر رویم
 با قبالت ای سرور دین پناہ رہا ئیم از فرق کیوان کلاہ
 خدایا و ر و بخت یار تو باد جہان از کرم زیر بار تو باد
 سریر تو باد اسپہر برین سہم مرکبت باد تاج زمین
 سر حاسدان زیر پای تو باد ہمہ عیش عالم برای تو باد

شاعران شیرین زبان اور مذہبان رنگین بیان نے لائے نظم و نثر نثار کیا اور اُس
 جوان بخت ستودہ سیر نے صلہ و انعام سے اُن کے دامن مراد کو بھردیا، بعد
 اُن کے اِتمام عیش و طرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمات
 ملک کے انتظام و بند و بست پر توجہ فرمایا، قلعہ دارون اور عمل دارون کو شقّے
 بھیجکر امیدوار و قوی دل کہ ہر ایک کو بطور قدیم اُن کے منصب و عہدے پر
 قائم رکھا، اِس اتنا میں فرانسیس کے سپہسالار نے مشیر نبلیش کے ہمراہ
 دو ہزار فرنگی جو ان حضور فیض گنجور میں روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور
 سلطنت کے ضبط و ربط سے فراغت کر معہ شکر ظفر پیکر کاویری پاک کو ر و نق
 افزا ہوا، جب اُسے بہر خبر پہنچی کہ جنریل اسطوارط اور جنریل لانگ انگہ بزی
 شکر کے سرغنہ جنگل پیٹا کی راہ سے مقابلے کے ارادے فوج لے و انتدیا اُس میں
 آہنچسے تو وہ بہادر فوراً اپنی عاری فوج دریا موج حمیت دوشی ماسپر و کے رستے غنیم
 کی مدافعے کے واسطے روانہ ہوا اور و انتدیا اُس سے تین گوسہرے آہرے، دوسرے

دن بآئین شبانہ میمنہ مبسرہ قلب آراستہ کر تو پخانہ سامنے جمنا آمادہ کارزار و
پیکار ہوا، اگرچہ عہدہ داران انگریزی، اپنی سپاہ لیکر لڑنے کو طیار ہوئے، ہر اُس
کے لشکر جرّار کی جھڑپ و آراستگی اور فرانسس کی پرابندی دیکھ دیکھ اُس
دن لڑنا مناسب نہ سمجھ کر اپنی جگہ پر جمے رہے، اُس کی صبح کو گورنر مدراس کے
حکم بموجب وائڈیو اسٹن کا قلعہ توڑا بالکل سامان و اسباب لے مدراس بھر گئے،
سلطان نے بھی وہاں سے کوچ کر ترپا توڑ کی نواح میں آ مقام کیا، اتنے میں جاسوس
خبر لائے کہ ایاز خان نواب مغفور کا لے پالک جسے اُس مغفرت مآب نے نگر اور
کوڑیاں بند و غیرہ ممالک کی فرماندہی دی تھی، ان دنوں نمک حرامی کی راہ
سے وہاں کے سب قلعے انگریزوں کے حوالے کر آپ لواحق و اسباب اور بہت سا
سامان و زرد جو اہر صمیت جہاز بریتھہ بنیٹی کو چلا گیا اور انگریز ان ملکوں میں متصرف
ہوئے، اور اور بدخواہان قابو جو کہ اسی ناک میں تھے ہر ایک ناحیہ سے بغاوت
کے ہتھ پانوں پھیلا دیے، فتنہ و فساد میں چنانچہ آپنچی شامیہ سرکاری داک
گھر کے مردار نے وہاں کے قلعہ داروں سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے
مصلوئے بربر اہنگامہ چھایا ہی، اور سید محمد خان نے بھی جو نواب عبدالحلیم خان
کترپے کے پاتھان کا داماد ہی قابو پا کے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپتن کے انگریزوں
سے کرتے کی تسخیر کے مقدمے میں قول قرار استوار کر اُس اطراف میں
فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی،

متوجہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کانگرا اور کوریاں بندر
و غیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا لشکر بنبٹی کی ایک
تولی، صلح مقرر ہونا سلطان اور انگریزوں کے درمیان،
انتقال کرنا محمد علی شجاع کا،

جب سلطان عالی جاہ نے ایاز نامحمود کے فتنے اُٹھانے اور نگر و غیرہ ملکوں میں
انگریزوں کے دخل کرنے اور دارالسلطنت کے قلعہ دار کے باغی ہونے کی
خبر سنی تو بہ نہادوں کے شرف و فساد مٹانے کا قصد کر بد الزمان خان کو سات
ہزار لفظنگیوں کے ساتھ، اور صلابت خان و میرزا غضنر بیگ بخشی کو چھ
ہزار ساحدار، اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر
معین الدین بہادر سپہسالار کے ہمراہ یائین گھات کے سرکشوں کی زیادتی اور
خیرہ سری گھٹانے کے واسطے تعینات کیا، اور خود اپنی فوج دریاموج کو
ساتھ لے چنگم گھات پار ہو محمد علی شجاع کو اُس کی جمعیت سمیت
دارالسلطنت کے بند و بست اور بد سگالوں کے نکالنے اور جان شارنک
حالا لو نکو اُنکی جاگہ پر بٹھانے کے لئے پشتر روانہ کر دیا، بعد اُس کے میر قمر الدین
خان بہادر کو ممہ شکرانبوہ، سید محمد خان کے ہٹانے کے واسطے کل اختیار
دے کر کر تہ کی طرف بھیجا، اور آپ دیون ہائی مد گیری صوبہ سرا کے رہنے
فوج و حشم سمیت کوچ کر چیتل درگ میں جا دیرا کیا، یہ خبر سن کر دو لہتان
وہان کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت خواہی کی راہ سے مارگاہ
عالم پناہ میں حاضر ہوا، سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال فوازش
فرما کر نو اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہان سے آگے کا عازم ہو نگر گھات

کے میدان میں جانزول فرمایا، اُدھر محمد علی جو حضور سے دارالطنت کے نظم نسق کو بھیجا گیا تھا کوچ کوچ منگلوں کے رستے جا کر کرسی گتے کی یہاڑی تلے ایک مذی کے کنارے اُترا اور اُس نے چالاکی یہ کی کہ اُس بغاوت شعار قلعہ دار کو گرگ آشتی کی راہ سے برقی و مدارا یہ پیغام کہلا بھیجا جو نہ مجھے کل صبح دم حسب الحکم سلطان کے کرک کے بند و بست کو جانا ہی اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اگر ممانعت نہ ہو تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جا کر اہل و عیال کو دیکھ لوں، قلعہ دار نے اُس کی ان باتوں پر اعتماد کر اُسے نروکنے کی قلعے کے پاس بانوں کو پروانگہ دی، جب اس حکمت عملی سے، محمد علی نے اپنا منصوبہ پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانوں سمیت دریا پار ہو حصار کی دیوار پاس بہادرون کو گھات میں بٹھلا انھیں ناکید کر دیا کہ خسر دار جب میں قلعے میں جا کر کرنا پھو نکون سا نہ ہی اُسکے تم جھٹ بت اندر چلے آنا اور قلعے کی برجوں دیواروں کے اوپر حفاظت و یا سبانی برستے ہو جانا، اُن کو اس طرح تعلیم کہ آپ چاس دلاور سپاہیوں سمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور کرنا بجانا شروع کیا نگہسانوں کو قید کر اُن کی جگہ بر اپنی سپاہیوں کی چوکی بٹھا دی، اور اتنے میں وے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوڈا ایک بارگی قلعے پر توتیرے اور جا بجا چوکی پرے میں بنت گئے، تب اُس شجاع نے چالاکی و جرات کر اُس قلعہ دار اور داک کے سردار اپنی شامیا وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشوں کو اُن کے گھروں میں گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضوں کو سلطان والا شکوہ کی والدہ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہ پر آرا دیا اپنی شامیا کے شریکوں کو دار پر کھینچا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے پنجرے میں مقید کیا تا وہ دم واپس تک اس دار مکافات میں نک حرامی کا خمیازہ کھینچے، بعد اس

کے وہ بہادر دارالسلطنت کی قلعہ داری سید محمد خان مہمدوی کے حوالے اور قلعے کی باسبانی اسد خان رسالہ دار کے ذمے جو مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا سو نپ کر اپنی جمعیت ممیت حضور میں آ پہنچا، جب اُس نے شر حوالہ اس روداد کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمت گزار سے نہایت خوش ہو بدک الماس مالہ مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے دن گھمات کے پار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جو انان طالب نام و ننگ تیلے کی اُن راہوں کو جنہیں انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ کے کاوا دے کر دوسری طرف سے چڑھ گئے اور اُن کے پیچھے جا کئی شملکین مار بن لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاؤ کے لئے ایک جگہ مجتمع ہو کر بری چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گبتیستان کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورحے لگا حصار توڑنے پر مستعد ہو گئے، فضا کار ایک پتھر اُن پتھروں سے جنہیں مورحے سے ماروت کے زور سے قلعے پر مارتے تھے مورحے پر قلعے کے جکی دیوار کے نیچے ایک کوا تھا جاگرا جسے اُس النگ کی دیوار توت کر سب کی سب کوئے میں جا پڑی مکنوان بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آہنی کے سبب پانی پانی کرنے لگے، آخر جب وہ نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب ایک ہزار لفظ گچویوں کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کتنے اور لوگ وہاں کے رہنے والے، نانہ پیتل کے برے برے گھرے لٹے قلعے سے باہر نکلے اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار میں پانی جو اُن کے لئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، یہ خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بدستور سابق آئے اور باقی

لیجانے کے اضطراب میں ہر چند بادل کی طرح ادھر ادھر بہت گھومے، لیکن برق اندازوں کے ہاتھ سے بعضوں نے شربت مرگ پیا اور بعضے دستبرو دلیروں کی دیکھ آبرو سے ہاتھ دھو پیاے گریز قلعے میں جا گھسے اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگوں نے قلعہ سلطانی ملازموں کے حوالے کر دیا، تب سلطان وہاں سے فوراً کوریاں بندر کی طرف روانہ ہوا اور راہ میں انگریزوں کی فوج کو جس کا سرشکر جنریل کیمل قلعہ نگر کی مدد کے لئے بہت سی رسید لائے آنا تھا اُسے گھیر لیا اور پالیکار کے سواروں کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارت گروں و سمسواروں سے گھوڑے بھیجے جو مارے پر تین دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنہیں فوج کے تاراج کرنے پر قوی دل کیا، اور تھنگچیوں بیدلوں باندوؤں نے اُن دونوں تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے دیر تھ میل کے فاصلے پر تھے بہ موجب حکم کے توپ خانہ لگا گولے مارنے لگے بہر و بنگاہ میں ہلتر ڈالنے کے واسطے چابک دست غارت گروں سوار تعینات ہو گئے، اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سواروں کو ہمراہ لے جنگ قراولی میں مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دوپہر دن تک برسی جو انردی و جرات سے ہنگامہ کارزار کو قائم رکھا، آخر کو باروت گولے کی کمی اور پانی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دو سو گولے کی بھی قوت گئی، اور اُس نے برسی شکست اُتھائی، تب تو سلطان اقبال نشان اُس فوج کا سبکاسب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے میں کر لیا، بہادر جان بازوؤں کے ہاتھوں میں سونے کے کرے دلوادینے اور پدک الماس اوزمار مروارید عطا کئے، بعد اسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے میں شہر پناہ لے سپاہ نرقی خواہ کو قلعہ محاصرہ کرنیکا حکم دیا، اُن کار آزمودہ خانہ زادوں نے

نہوڑے ہی عرصے میں باوصف ایام بارش کے کہ اُن دنوں شدت سے بھی
 مورچے متعدد مضبوط بنا تنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کر دی
 اور دریا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کر لی، اہل حصار نے برجون کنگر و ن
 ہراڑ دام کر مردانہ کوششیں کیں، اور دونین مہینے تک دلیری و دلاوری کی داد
 دیں، آخر کار ایام محاصرے کی درازی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور میں ایک
 قاصد کو بھیج کر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے میں آکر پناہ لی، ہر ایک نے
 موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ پایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی،
 جب منگلو اور بنادر وغیرہ سلطان کے سخت فرمان آ گئے، تب افواج
 سلطانی بفتح و ظفر کورنگ اور بل کی جانب پھری، ان دنوں کے بھاری
 واقعات سے ایک ماہر ہی کہ محمد علی شجاع جو خاص جان نثار و نر ترقی
 خواہوں سے تھا اس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور
 خبر خواہوں کے دلوں پر قلق و غم کا صدمہ دے گیا، حاصل کلام بعد اس قضیے کے
 سلطان گیتی ستان نے اس اطراف کے قلعے اپنے خیر اندیشوں کے حوالے کر
 اور بد الزمان خان کو کہ سید صاحب کے شکر سے گو دیوڑ کی لڑائی کے بعد
 جس کا ذکر اُسکے مقام پر کیا جا چکا ہو، جیسا تھا الگ نگر کی فوج داری دے کورنگ کا
 عزم کیا، انہیں دنوں میں سطر مشہر زدا اور کرنیل واس نے گود نرمد اس
 کے حسب الحکم حضور میں آن کر دوستی و اتفاق کی بنیاد قائم کرنے میں کوششیں کیں
 اور بہت سے نادر و بیش قیمت جو اہر کی نذرین دیں، اور تقریر معقول
 و سخنان شستہ بیان کر گر دمال وغبار نا اتفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا، اس
 طرح وے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہاب خان کو جو
 دارالسلطنت میں قید تھا اور اہل فرنگ کے اسیر و ن کو ہر ادے فایز المرام

پھر گئے، جب سلطان کو اس مصالحت کی جہت سے اطمینان حاصل ہوئی تو اُس نے ممالک محروسہ کے سرکس قلعہ دارون اور عالمون کو برطرف کراپنے دارالسلطنت کی جانب کوچ کیا، قلعہ بابل کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفر آباد مخصوص کرایک پردل قلعہ دارکو دیا، مقرر فرمایا، کوآرگ کی چھاؤنی کی سرداری پر زین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھاسر فراز کراؤل تو اُس پر ان اطراف کے باغی و سرکشوں کی نادیب و تعذیب کے لئے قدغن کیا بعد اس کے قلعہ پر کراکا جو صوبہ نشین تھا مظفر آباد نام رکھکے اُس مین خان موصوف کے تئیں اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا، اور خود بدولت و اقبال دارالسلطنت کو روانہ ہوا، ارکان مملکت اکابر و اشراف، سادات سب الہی موالی استقبال کے لئے حاضر ہوئے اور جلو فیروزی پر تو کے ساتھ ساتھ بارگاہ عالی مین پہنچ کر الطاف سلطانی سے متنحر و مباہی ہوئے، اس کے بعد اُس والا مقام نے فوج و رعیت اور کارخانجات شاہی کے بندوبست و انتظام کی فکر کر سر نو شہریاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین ایجاد کئے، شکری و جنگی اصطلاحون کو جو نواب مغفور کے ایام سلطنت مین فرانسیسی زبان مین نصین اُتھا دیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے جو گابھائی ابوالقاسم خان مخاطب بہ میر عالم نائب نواب نظام الملک کا تھا، شکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اُصمون کے جیسا اُس نے فتح المجاہدین مین لکھا ہی، فارسی و ترکی مین بدل دیئے،

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدین بہادر
مرف سید صاحب سپہ سالار سلطان سی جو پائیں گہات میں تھا
ظاہر ہوئی اور احوال اُس جنگ و جدال کا جو اُس میں اور
انگریز و فرانسیسی میں واقع ہوئی اور حضور اعلامین طلب ہونا
اُس کا بعد مقرر ہونے مصالحہ سنہ گیارہ سی ستانوے ہجری کے

اُتاریا دے رہے کہ سید صاحب اپنی فوج سمیت اُن دنوں والینڈل ندی کے
کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارالسلطنت کو روانہ ہوا، حضور میں
جاسوسوں نے خبر کی کہ جنریل لانگ بہادر کردار اور ذمہ نگار کی تسخیر کے ارادے
شکر لے کر چنابلی سے روانہ ہوا، بہر خیر پہنچتے ہی، پہلے تو بدرا لزمان خان بموجب
حکم عالی کے تھانگیوں کے بارہ رسالے اور توپیں لے اعدا کی سرکوبی کو
گیا، پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا، جب خان مذکور الغارون تروار
یالے میں پہنچا، مقام کروڑ کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے
اور جنگی اسباب کی بہتیت کے بزدلی کی راہ سے قلعہ جنریل موصوف کے
حوالے کر آپ روشن خان اور سرپت راہ کے پاس جو نائروں کی تنبیہ کے
واسطے مقرر ہوئے تھے جا کر ملتجی ہوا، ادھر جنریل نے اُس قلعے میں اپنا تھانا
بتھاوا، ان سے کوچ کر قلعہ آردا کرچی کو محاصرہ کر اُس کے لینے کا قصد کیا، تب
خان سطور نے اُس پر ناخست کر اُمراتی ندی کے اُس پار اپنی فوج سمیت
دبیرا کیا، جنریل بہادر بہر خبر سن مورچہ چھوڑ دیا پار جا مقام کیا، پھر دوسرے
دن جب اُس نے سلطانی جمعیت کو کم دیکھا، بے لکھتے قلعے کو گھیر توپیں ماری
شروع کی تب خان موصوف نے اپنے دربار داروں میں سے قمر الدین خان

فابی کو مہ اُس کی فوج چن کر مراتب قلعہ اری اور دفعہ اعا دی کے باب میں
 تنقید کرہمت خان بختری اور بہر علی بیگ کے رسالے ہر ادوے رات کے وقت
 روانہ کیا، جب مہ دو نوں رسالہ دار بری ہمت و شیر دلہی سے انگریزی ہراول
 پر حملے کر قمر الدین خان کو اُس کی جمعیت سمیت قلعے میں پہنچا کر پھرے، تو جنریل
 نے اس کمک پہنچنے کا حال معلوم کر برے قدغن سے اپنے لشکریوں کو ایسا
 حکم دیا کہ اُس کے توجیوں نضالگیوں نے چھ ہی ساعت کے عرصے میں
 اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے دھا کر قلعے والوں پر ہٹا کیا محصوروں نے
 ہرچہ ان کے دفع کرنے میں کوششیں کیں کچھ مفید نہوئیں، سب کے سب
 مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بند و بست کر خان مذکور کی فوج
 کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاگ کر شکر میں جا داخل ہوا، بد الزمان خان بھی
 فوج انگریزی کا سامہ سنا کر سکا، لاچار دھا را پور چلا گیا، لیکن روشن خان اور سریت
 راو اُس شکر کے گرد بگر دلو تلات میں لگے رہے اور سید صاحب نے چار
 باج دن بعد وہاں پہنچ کر کرا کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی ناک حرامی کا
 قصور ثابت کر اُسے سولی دی، بعد اُس کے شکر انگریز کے دفع کرنے کو
 فوجیں آراستہ کیں اسی درمیان میں فرانسیسی سپہدار موثر بھوسہ کا ایک خط
 اُسے آ پہنچا اُس مضمون کا کہ انگریزوں کا شکر لڑنے کے قصہ پر گو دپور میں
 چلا آتا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیت سمیت یہاں آ پہنچو تو ہم دونوں مل کے پہلے
 غنیم کو مار نکالیں بعد اس کے اُس اطراف کے بند و بست کو چلیں، سید صاحب
 بہادر نے اس خط کے پانے ہی روشن خان اور بد الزمان خان دونوں سرداروں
 کو بلا کر تاکید کی کہ بہادر و خبردار تم قرار واقعی ہشیار و چوکس رہنا ایسا نہو کہ
 پھر بھی دشمن کی سپاہ بہان کی رعیت پر کچھ انو بیت پہنچاے بعد اُس کے

اُس نے نائنکار پستی کے رستے ہو کر تو نیم سالی میں پہنچ ایک دن مقام کیا، اُسی دن جاسوس خبر لائے کہ کریم گڑھی میں انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع اور طیارہیں اور پاسبان اُس میں تھوڑے سے ہیں، وہ بہادر بہر خبر سن اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس کر گئی کہ دیگر دجاہڑا، اُس گڑھی کی بہ صورت تھی کہ اُس کے ادھر اُدھر کاویری ندی کی لہاریاں بہتی تھیں، اہل حصار اگرچہ ایک سو تیس سے زیادہ تھے لیکن حریف کے تالنے میں نہایت کوشش بجالائے، آخر سید موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا نامہ تو بون اور سیرتھیون کے جا کر گڑھی منسخر کر لیں اور انگریزوں کے تھانہ داروں کو آروا کر جی کے مقتول تھانہ داروں کے بدلے نہ تیغ کرین، اُدھر قلعہ والے چونکہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزیں لے باقی میں آگ لگا کر چنابلی کی راہ لی سید موصوف وہاں سے کوچ کر گئے دہور کو گیا، اور خان مسطور رسالے اور توپیں موثر بھوسہ کی کمک کو قلعے میں بھیج آپ معہ سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا، سخن مختصر انگریزوں کا لشکر جنریل اسطورا کی سرکردگی میں بھلجری اور ناگور کے رستے الغارون آکر قلعے کے یچھم کو رت ندی کنارے اُترے، فرانسیس ملازم سلطانی اپنے دیر ہزار سوار بارہ توپ سمیت انگریزی فوج کے یائین میں قلعے کے سامنے آمادہ کر رکھا تھا، سلطانی رسالے خان مسطور کے حکم سے فرانسیس کے ہراول کے دہنے ہتھ ایک دم نہ بنا اُترے، بعد دو روز جنریل بہادر اُس پہاڑی پر جو سامنے تھی رات کے وقت توپیں چرہا جب اُن کے سر کرنے میں آمادہ ہوا تھا کہ اتنے میں صبح کی پہلی ساعت میں مدراس کی جانب سے ایک جہاز آ پہنچا جسے تین گولے قلعے کی طرف آئے، دم دم پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھنے

میں مشغول تھے کہ اچانک اُس تیکرے سے علی التواتر کتنی توپیں چلین اور انگریزوں کی فوجیں فرانسیس کے غول اور سلطانہ رسالوں پر تاخت کر کے نزدیک آگئیں بہر حال دیکھہ فرانسیس کے سوار طیار ہو کر توپوں کو وہیں چھوڑنے کی طرف پھرے، اور رسالوں کے لوگ بھی توپیں چھوڑ چھوڑ کر یا کی نعمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور بھرہلی بیگ بری بہادری و دلیری سے اپنے رسالے کی توپیں لے قلعے کی کھائی پر آئے انگریز اُن دمدموں پر قابض ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا بہرہ رنگ دیکھا تو اپنے دیرہ ہزار فرنگستانی جوانوں کو آراستہ مسلح کر بغیر توپ موشیر پندش اور موشیر کریمو کرنیل کے ہمراہ انگریزوں کے دفع کرنے کو مقرر کیا، تب تو فرانسیسوں نے بازوے جو انردی سے عرصہ کارزار میں بری داد دلیری کی دی اگرچہ انگریزوں کی سپاہ نے کہ کلام چار ہزار تھی مارے گولوں کے بہتوں کو کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے سردار بھی خوب ہی لرزے،

مثنوی

نتھی جنگ جوشان تھادریاے چین تھلکتی تھی جیسے سراسر زمین

اُڑے تھی زبس گرد کھاپیج و تاب نہ خودشید ظاہر تھانہ ماہتاب

بہر بھرتک ہنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار

جو سنان لے لے جان پل پرے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع

میں آئی کہ برج نیز رفتار اپنی چال بھول گیا، روئیں تنوں کے ٹگ و تاز کی

دھمک سے زمین کے روئیں کھڑے ہو گئے، مقتولوں پر اُس صفت جنگ کے

ایام پر نیرنگ یا وصف سنگدلی کے پھوٹ پھوٹ دیا، جلا د فلک خونریزی

کی کثرت دیکھہ حصار بنجم میں جا چھبہا، القصہ دو ساعت تک ایسی سخت

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لا کر پس ہا ہوئے، تب تو لا دھر سے
 میمنہ میسرہ سے کرناٹک کی فوجیں پہنچ کر فتحیاب ہوئیں فرانسسوں میں سے پانچ چھ
 سی آدمی جو جج رہے تھے قلعے میں پھر آئے، اور بہان سے اعدا کے مدافعہ
 کو ایک بری فوج قلعے سے روانہ ہوئی، پر انگریزی سپاہ جنگ بر فردا کہ
 منزل گاہ کی طرف پھر گئی،

بیٹ

رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم کرین حشر بریا بہان صبح دم
 فرانسسوں کے جماوے قلعے کے متصل دیرا کیا، دو دن بعد جب بہان انگریزوں
 نے حریف اور فرانسس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو
 انگریز اور فرانسس کے درمیان ولایت میں ہوئی تھی آپہنچی جسے جنگ
 و جدال موقوف ہو گئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر کھانے پینے لگے اور اسی
 زمانے میں فرانسسوں کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور
 انگریزوں کے درمیان بھی مصالحت کا عہد و پیمان ہوا، تب بدرازمان خان اور
 سید صاحب دونوں تروادی کی جانب گئے، اور بعد مقرر ہو جانے صلح کے
 فرانسسی سردار کی اجازت سے وے آگے کو روانہ ہو کر پالیو کی سرحد میں جا
 اترے، اتنے میں سید موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک بائیں گھات وغیرہ
 انگریزوں کو حوالہ کروانے سے پھر آنے کے باب میں صادر ہوا، چنانچہ بموجب
 حکم حالی کے اُس اطراف کے سب قلعہ اردون اور عالمون کو اکٹھا کر اور
 بعضے کو ہی اور زمین دوز قلعے سے صوبہ آرکات کی شہر پناہ کے جکی نئے
 سر سے ترمیم ہوئی تھی تو بالکل فوج و حشم کے ساتھ حضور پر نور میں
 آ حاضر ہوا، انہیں دنوں میں میر محمد صادق جسے مدت تک آرکات کی کوتوالی

کفایت شعاری سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا، اور اسی اشامین حاکم پونان اور ناظم حیدر آباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے تہنیت نامے سے نوادرات و جواہرات بیش قیمتی کے آئے،

مسخر ہونا کوہ نر کوئلے کا، راجہ بنکور کا شرارت کرنا، اور بعد تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہو جانا، رحمان گرہ کا مرمت ہونا گیارہ مئی اتھا نوے ہجری میں،

اِس ایام میں ساحل تذبذب بھہراندی کے خضیہ نویسون نے اپنی اخبار کے ذریعے سے یون گزارش کیا کہ ان دنوں سرکار والا کے اکثر باج گزاروں نے سرکشی اختیار کر جمہور خلافت کے حال پر جو روستم کا ہنہ دراز کہا ہی اور حاکم نرکوئہ نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بد مہری آغاز کی ہی، علاوہ اِس کے دو سال سے نذرانے کے روپی بھی حضور میں نہیں گزرانے اور سد م گرہی پر جو صوبہ گرم کندے کے تحت میں ہی تاخت کروان کے دہات کو لوٹ لیا اکثر لوگوں کو شہید کیا، اور مدن ہلی کارا جا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہی، ان خردن کے سنتے ہی قہر سلطانی کی آگ دہک اُتھی، تب اُس عالی صفات نے رعیت پر جا کی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے واسطے اُسی دم سید غفار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا، جب اِس سپہ سالار نے وہاں جا کر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرچ کے ارغلان نے سے، اُس مفسد یعنی نرکوئہ کے حاکم کے دماغ میں بہر خیال سمما گیا ہی کہ کشتنا اور تذبذب بھہراندی کے درمیان کی ریاست کو اپنے قبضے میں لائے اور بالفعل

سپاہ نصرت پناہ کا آنا سن کر وہ مستعد جنگ ہوا ہی، تب سید توفیق نے یہاں کا احوال شر حوالہ حضور میں لکھ بھیجا، جس پر برہان الدین خان سپہدار تین پلٹن اور پانچ ہزار سوار جرّار ہمراہ اُس سرکش کو اسیر اور اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیخ عمر سر شکر و ہزار سوار اور دو پلٹن چھ توپ حمیت مدن پٹی اور دیون ہٹی کی راہ سے اُن کی بینکنی کو روانہ ہو بنکوار جا پہنچا، ہر چند اس سپہدار نے وہاں کے راجا بد بخت کو نصیحت کر کے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادوں سے راہ روک لڑنے کو طیار ہو گیا، دو دن تک رام سمندر م کی نواح میں جو اُس کی سرحد تھی بری معرکہ آرائی ہوئی، مردان غازی کافروں کے سردسینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک کرتے رہے آخر کار سلطانی سپہدار تھوڑے شمار نے سر اُس شقاوت کردار کا تن سے جدا کیا، بہر حال دیکھ کفار کی جماعت نے فرار اختیار کر پھوٹی کندے کے پہاڑ میں جس کے چاروں طرف برائیاں بان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب شکر نصرت بیکر اس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندر م کی گڑھی لے لینے کے بعد پھوٹی کندے میں جا پڑا، یہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راجا یہاں کا جکاکر ابل نام تھا جو نہیں اُس نے اپنی فوج کی خبر شکست سنی خوف کے مارے بنکوار کی بہاڑی سلطانی بہادروں کے حوالے کر اول بلی پہاڑ کے اوپر جو ایک گھسنے جنگل کے درمیان واقع ہے جا پناہ لی اور وہاں چار ہزار جرّار پیادوں کی جمعیت ہم پہنچائی، ادھر سپہدار مذکور نے پہلے تو بنکوار کے پہاڑ کو محاصرہ کر اُس کی دیوار و پستے کو مارے تو یوں کے گرا قلعے میں کارآمد مودہ سپاہ تعینات کیے بعد اس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مار جا پہنچا

لیکن چونکہ وہاں گنجان درخون کے سبب غازیون کی چڑھائی مشکل تھی غنیم کی فوج نے اُن کا رستہ چھینک مقابلہ کیا ہر چند اس سپہسالار نے ایک مہینے تک ازبس کوشش کی مگر صورت کشائش کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور میں عرضی واسطے کمک کے لکھی جس پر امام خان کابلی اپنی سپاہ حمیت اُسکی کمک کو جا پہنچا تب تو بے دونوں سپہدار بوسیلہ رہنمائی باشندوں کی اُس فوج کے دو طرف سے لڑتے بھرتے جنگل میں گھس پڑے اور آڑھائی مہینے کے عرصے میں اُس پہاڑ کو اپنے قبضے میں لائے، دراجا وہاں سے کئی آدمیوں کے ساتھ چنور کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وہ دونوں بہادر اس نصرت و ظفر کے بعد عالم و خانم بہان سے معاودت کر ملازمت عالی میں پہنچ غنیمت کا سارا مال و متاع ہاتھی ادنت حضور سلطانی میں درپیش کر کے الطاف خروانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے،

فتح ہونا کوہ نرکنڈے کا میر قمر الدین خان بہادر کی پر دلی سے اور حضور میں بلایا جانا اُس نامدار کا معہ اور واقعات کے جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری میں واقع ہوئے،

جب برہان الدین خان سپہدار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھاروار کی فوج میں سید غفار سے مل کوہ نرکنڈے کی حدود میں جا پڑا اور وہاں کے حاکم کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر تمہیں ملک داری کی خواہش ہو تو خیریت اسی میں ہی کہ نرکنڈہ سلطانی قلعہ دار کے حوالے کر دونا اس کے بدلے سرفروتم کو سند ملک و دولت ملے، اور اُس کو ہستانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

موصوف کے حکم سے دو خیر خواہ سپہدار سپہ حمید اور سپہ غفار بری دلیری سے سبقت و چالاکی کر اُس پہاڑ کو گھیر لیا اور حصار توڑنے اور سر کرنے کے ارادے پر نوپ و بندوق سر کرنا شروع کر دیا ، اتفاقاً دن کے حاکم نے ایک رات قابو پاشنخون مارا جس میں صلابت خان بخشی دو سو سوار حمیت شہید ہو جب اُن دونوں سردارانِ جلاوت نشان کی ویسی تنگ و دوپیش رفت نہوئی تب اُن لوگوں نے بری زحمت و کوشش کر مودھون کو حصار کے قریب پہنچایا ، اب اُس حاکم نے در کرناظم مرج اور حاکم یونان سے اعانت طلب لی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سوار اُس کی مدد کو بھیجے تھے سوار ایک مذہبی کنارے جو شدت سے اُسندہ رہی تھی اُتر کے انتظار اُن دس ہزار سواروں کی جو یونان سے کمک کے لئے آنے تھے کرنے لگے ، جب تک ادھر سپہداران مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور میں اس کیفیت کی اطلاع دی ، تب میر قمر الدین خان بہادر کے نام پر فرمان سلطانی اس مضمون کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہداروں کی کمک کو پڑھ دوڑے اور غنیمت لیسم کی تانیہ اور کوہ تر کندے کی نسخبر میں سعی کرے ،

یوشیدہ نہ رہے کہ انہیں دنوں میں سپہ محمد کو جو نواب علیم خان ناظم کرپے کا داماد تھا یہ فرصت مل گئی کہ وہ پان سو سوار اور دو ہزار پیدل کی جمعیت حمیت مچھلی بندر کے انگریزوں سے آ ملا اور اُن سے ایک ہلشن دو توپ لیکر کرتپے کے استرداد اور اُس اطراف کے قلعوں کے مستح کرنے کے ارادے روانہ ہو قتل و غارت کرنا ہوا جلد بد ویاں گڑھ میں آ پہنچا اور جب بہان کے بادشاہی پاسبانوں کو کچھ انعام دے لگا ملا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیوں کا ایک غول اُس قلعے میں بھیج کر جو نہیں کرتپے کو چلا تھا کہ ادھر سے میر قمر الدین خان بہادر بھی

حسب الحکم سلطانی اُس نواح میں جا پڑا، تب نو دہاؤں طرف کے جوان
 کھیت میں اُتر پڑے صبح سے دوپہر تک خوب ہی لڑے، آخر خان موصوف
 عربہ کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامنے سے اپنی سپاہ سمیت تل کر اُس جنگل
 کے درمیان جس کے مقابل ایک تالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا
 آچھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا، سید محمد نے اُس حرکت کو اپنی فتنہ
 پر حمل کر دھین اپنے لشکر کے دہرے کر دے اُن کے پیچھے انگریزی
 سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھٹکے ہو اُتر پڑا، خیر بعد اُس کے جب سید
 مذکور کے سوار اُس تالاب پر گھوڑوں کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار
 جواب سے ہی قابو کی گھات میں لگے ہوئے تھے اُن اجل گہر فتون پر آ پڑے، اُس
 جماعت میں سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اِس بلا سے بے ہنگام کی آمد کا
 شور مچاتے بھاگ چلے خان دلاور کے سواروں نے اُنکے پیچھے گھوڑے اُٹھا کر
 سبکے سب کو گھوڑوں کے معمولات کیل ڈالا، کوئی اُن میں سے نہ بچا،
 لیکن سید مذکور اور انگریزوں کا سردار ہزار خرابی اُس مصیبت و بلا سے ناگہان
 سے بچ نکلے، اب خان فیروزی نشان بدوئل پہاڑ اور کھٹم کو قبضہ تصرف میں لایا
 اور فرمان سلطانی کے چھینچتے ہی غنیم کی تزیین و تادیب کے لئے آمادہ ہوا چنانچہ
 اُس نے چار ہزار سوار خوشخوار سمیت کشتنا مذہبی کے اُس پار جاشنجون مارخون کا
 دریا بہا اور مرہٹوں کو اُس میں ڈبا دیا بہتوں کو اُن سے اسیر و گرفتار کر لیا بعد
 اِس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کر اپنے سپہدار شیخ امام کو سید غنّار کی
 شہی کو بھیج دیا، جب اُس پہاڑ کا حاکم اِس سردار کے آنے اور مرہٹوں
 کے شکست ہانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمت کی کمر توڑ گئی، تب اُس نے
 صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اِس نے اُس کی صلح

کوسید حمید اور حیدر علی بیگ بہادر سالہ دار کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو
یہاں سے اُتار مہ عیال و اطفال گرفتار کر لیا اور احمد بیگ و غضنفر بیگ کی فوج
اُن پر تعینات کر کے حضور میں روانہ کیا اور وہاں کی حکمرانی پر ایک امانت
شعار دولتشوہ کو مقرر کیا،



سر اُتھانا باغبان کو رنگ کا، متوجہ ہونا موکب سلطانی کا
اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے لئے، اسیری
میں پکڑ آنا ہشتاد و ہشت ہزار مرد و زن کا معہ دیگر واردات
جو سن گیارہ سی اُتھانہ ہجری میں واقع ہوئے،

اُن دنوں میں چونکہ زمین العابد بن خان مہدی کو رنگ کا فوجدار قدامت و دوام
کے باعث مختار کل بن تمام ممالک محروسہ کو نئے انتظام و زیر و زبر کر اکثر
امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرتا تھا اور غربا
و غایا کی عزت و ابر و پرواہ نہ ہو س کی دست درازیاں کر زبردستی خوبصورت
عورتوں کو اپنی ہمنوا بناتا، لاجرم ان بیجا حرکتوں سے کو رنگ کے سب نجبا
و شرفا جنگ و جہل کرنے پر مستعد ہو گئے اور وہاں کے راجا کے عمال مہدی
نائر اور رنگا نیر نے سب کی سب رعیت پر جا کو اکٹھی کر ظفر آباد کے تین چاروں
طرف سے گھیر اُس کی گردنواح میں لوت تاراج مچا دیا محصوروں کو ایسا
مجبور و عاجز کیا کہ اُنھیں قلعے سے نکلنا مشکل ہوا چار خان موصوف نے اپنے کئے
سے مذمت اُتھا ایک جاسوس کو اُس کیفیت کی عرضی ہمیت حضور انور میں
روانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اُس معروضے کے مصمون پر ہنسنے کے ساتھ ہی باشندگان

کو درگ کی سیاست و گونہ گونہ کا حکم دے راہات بہری اور خیمہ زنگاری
 سلطان پنپتا کی نواح میں کھترے کروائے اور سپہدار زمین العابدین شوشتری
 کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رستہ ہر ادے
 اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد تر ظفر آباد کے قلعے میں پہنچ
 مفسدون کی تنبیہ عمل میں لائے، القصد جب یہ سپہدار اُس گھات کے
 دروازے تک جا پہنچا وہاں کے باغیوں نے ادھر ادھر سے رولا کر بہانہ تک
 تیر تفنگ کی بوچھاڑیں ماریں کہ اُس کے اوصاف خطا ہو گئے کیونکہ اس سردار
 نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی میں اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت
 بھی نہیں دیکھی بناچار ہمت ہار کر ابور میں آ پناہ لی ہر چند اُس کے ساتھ والے
 رسالہ دار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب دیا انگیز دیتے رہے
 پر اُس خوف زدہ سپہدار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک
 قدم بھی حریف کی جانب نہ آٹھایا، جب یہ خبر حضور میں پہنچی سلطان نے اُسکی
 بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور
 بارہ ہزار سوار جرّار کی جمعیت سے سیالیس ضرب توپ ہمراہ لے سنہ مذکور
 کے شہر ذی حجّہ کی پندرہویں کو برے طمطمراق اور گرد و فر سے اُس طرف روانہ
 ہوا، جب شاہی موکب کو درگ کے خار بند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت
 و اقبال نے معہ فوج اپنے دو سو اس اُس دشت ہولناک میں قدم رکھا، وہ عجیب
 سر زمین تھی جس میں نیستانوں کی کثرت اور نشیب و فراز کی بہتایت،
 ساگوں، صنل، رال سفید، عود خام وغیرہ کے برے برے عظیم الشان
 درخت، سیاہ مرج کی بیلین ہر ایک گاجھ کی ڈالیوں پر پھیلی ہوئیں، لایحیوں
 کے ہرے ہرے کشتزار، دار چینوں کے سایہ دار اشجار، بوستانوں میں

جہاں تہاں بھانت بھانت کے پھل پھلے ہوئے، گلاستانوں میں ہر طرف چمن چمن پھول پھولے ہوئے، ان میں رنگ برنگ کی بو باس اُن میں شہد و شکر کی سی متھاس، نہریں سدا جاری، راستوں میں خوش تالاب آجوبائیں جدھر نہ ہر روان جنگلی بھینسے اور ہاتھی بھی برے برے اُس دشت میں پھرتے تھے ہاتھیوں کے چچے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سوند ملا ملا بازی کرتے اور کھیلتے، ریچھ بندر لنگور بھیرتے و شیر بھی بیٹھ مار تھے مکانات اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کی تراہی میں درختوں اور محکم حصاروں کے درمیان جن کے اندر بہت سے کوئٹھے اور کوئٹھریاں گھروں کے گرد بگڑا اس خوف سے کہ ہاتھی اکثر انھیں خراب و تباہ کرتے دالتے ہمیں گہری گہری کھائیاں کھدی ہوئیں، مردوان کے قد اور اور خوب صورت ہوتے ہمیں جنگا لباس، صرف گلوں میں ایک دہرا کرتا موٹے کیرے اور لمبے لمبے دامن کا ایسا کہ پھلیوں تک پہنچے، اور ایک ایک کالاٹکا کمروں میں، چمتر کی توپیاں مردوں پر، پر سب کے سب سپاہی پشیم چنانچہ توڑے دار بند و قون کے علاوہ وہ ایک ایک چوڑا چکلا چٹھرا بھی کمروں میں باندھا کرتے ہمیں، عورتیں اُن کی ناکھ سکھ چھب تخی سے درست، حسن کی سرسائی کے ساتھ زیبائی و شیریں ادائی میں چالاک و چست و روان کی طرح ہر طرف اُس روضہ غیرت رضوان میں خرام ناز کرتی ہمیں، لیکن زینت و سنگار اُن کا فقط اسی پر موقوف ہی کہ چھ ہاتھ کا تہبذ ناف سے زانوں تک اور دود ہاتھ کے رومال سینوں پر باندھتیاں ہمیں، برخلاف مردوں کے جو سرد اور خنک ہوتے ہمیں بے گرم مزاج اور تیز طبع ہوتیاں ہمیں، مذہب میں یہاں کے لوگوں کے اس کا مضائقہ نہیں کہ اگر ایک گھر کے چار بھائی ہوں تو ایک ہی اُن میں سے بیاہ کر لے اور اُس کے

دوسرے بھائیوں کا بھی اُن کی بھادج ہی سے کام نکلے، یہ تو وہ مثل ہوئی کہ مانگے مانگے کام چلے تو یہاں کرے بلائے، الغرض نواب مرحوم نے جب اُس سرزمین کو فتح کیا تھا تب یہ بد رسم وہاں سے اُتھادی تھی بلکہ اُس قوم کی اکثر عورتیں جو پہلے آئیں سپاہیوں کی خدمت میں دی گئیں، سرما اُس ملک کا شدت یہاں تک کہ گرمیوں کے موسم میں بھی روز و شب سردی کا یہ عالم ہوتا ہی کہ آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سد ابالا پوش سحاب بردوش اور ماہتاب نت نیلی بارانی میں روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایام میں تو ایسا جاتا پھرتا ہی کہ جو انسان الف قامت و گرم خون راتوں کو تنگ کو تھریوں میں بشکل نون خمیدہ و پابسنہ ہو سوتے ہیں، قصہ کوتاہ چھ مہینے تک اِس اطراف کے لوگ از صبح تا سہ پہر سے بیر تنگ یثمین کپڑے پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کار بار کیا کرتے ہیں، دیوچہ یا جونک کی اِس نواح میں بری افراط و کثرت ہی اکثر تھی کی طرح اُر کر آدمیوں اور چارپائیوں کے بدن میں چمت جاتی ہی جسے وہ نہایت اذیت پاتے ہیں، اجگر اور برے برے موذی سانپ و چھو بھی اُس اطراف میں بہت ہیں جسکے دنگ میں ایسا زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا دناہو اجا نہر نہیں ہوتا، حاصل کلام جب سلطان عالی مقام پتکل کے رستے ہو کر وہاں کی سرحد میں جا پہنچا اور اُس خاڑسان دن مندل نام کے دروازے کے اِس طرف بادشاہی دیرے کھڑے ہو گئے اُسکے دوسرے دن دونوں سپہ سالاروں نے بموجب حکم عالی افواج مصیبت اُسی دروازے پر جس کے آگے اُن گمراہوں نے گہری کھائی کھود کر دیوار اُٹھائی تھی تاخت کر لڑائی شروع کر دی لیکن اکثر غازیوں کو کافروں نے زخمی اور قتل کیا، تب تو ادھر شاہ دین پناہ نے مہ لشکر

ظفر پیکر راہ دشوار گزار سے جا بہت سے ضلالت شعاروں کو جہنم واصل کیا، اور اُدھر شیر لالی کی سرکردگی میں فرنگستانی فوجوں اور نواب مغفور کے خاص پروردہ جیلون کے رسالوں نے (جنہیں اُس مرحوم نے اسد اللہی کا لقب دیا تھا) کفار فجار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا دالا، جلو دار پیدلوں نے بری جرات سے کتنے اہل عناد کو مارے بھالے ہر چھی کے فی النار و السحر اور ہزاروں اشقیاء کو اسیر کر لیا، جب بتائید الہی اعدائے دولت قرار واقعی مغلوب و مقهور ہو چکے سلطان نے وہاں سے کوچ کر سو ادھلکلی بار میں جا مقام کیا، افواج شاہی نے خوشحال پور پر تاخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادوں کو زن و بیچھے سمیت پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفر آباد کے قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محرم الحرام کی پندرہویں گیارہ سسی تنانوے میں اُس رستے جسے امرا اور خوانین نے حسب الحکم آگے جا کر ہر روز قریب دو کوس کے اُس کا جھار جنگل کو آ جلاتھو ترے ہی عرصے میں وہاں کے صحرائیوں کا قافیہ وقت تنگ کر دیا تھا، کوچ کیا، اور اس مابین میں پیدلوں نے دشمنوں کا مقابلہ کر دین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور کئی منزل آگے برہ کر قلعے کے پوہ ب طرف آخیمے و خرگاہ برپا کر دائے، جب کفار ناہنجار شکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلہ و محاربت سے منہ موڑ پناہ کے لئے پہاڑ اور گھنے جنگل میں چلے گئے، سلطان نے بھارت سے فوج کشا کی گوشمالی اور اُس دیا رکشی نسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ شیر لالی تو کوہ الہیجی کے ستر دون کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عمان ہوا اور فوج شوشتری دوسری افواج سمیت حسن علی خان بخشی کے ہمراہ عقبہ تار و غیرہ کی جانب روانہ ہوئی، میر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری وغیرہ تھل کا ویری

اور خوشحال پور کی طرف گئے، سلطان خود آپ دو تین مہینے وہیں رہا اور بخشی مذکور نے اہل بغاوت پر تاخت کر آتھ ہزار مردوزن گرفتار کر لئے مشیر لالی بھی اُس بہار کے قرب و جوار سے بکری بھیری کے طرح بہار سے لوگوں کا ایک گلہ بتور کے حضور میں روانہ ہوا، اس کے بعد سلطان آگے برہکر دکھن طرف تھل کاویری بہار کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ یا سوتاہی علم ظفر پر جم قائم کر متمدون کی تنبیہ کے لئے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کیا، سرداران تھور دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بری تگ و دو سے ایک انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخ کنی مد نظر تھی پکڑ لائے، سات مہینے اور کچھ دن کے عرصے میں اسی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کیے گئے اور اُنکے سردار بھی الایچی بہار پر موثر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوئے باقی سرکش مطیع و حلقہ بگوش بنے، سلطان عالی شان و دان کے نظم و نسق اور لکر کوت نامے جو یون کے کئی چھوٹے چھوٹے قلعوں کی طیاری کے بعد محظوظ و مسرور سردار پور کے رستے مظفر و منصور دارالتطنت کو بھرا، مموتی نائر کارکن تھوڑے ہی دنوں میں اس جہان سے گزر گیا اور رنگا نائر سلطان دین پناہ کے ہاتھ سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور سپہ سالاری کا مرتبہ پا کے معزز ہوا، کنبا نور کی بلیارانی جو ماہلہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور حضور میں بارباب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپیہ اور کئی ہاتھی گھوڑے اور اور تحائف درپیش کر خلعت شاہی پا کے خوشی خوشی رخصت ہوئی جب سلطان اپنے دارالتطنت میں پہنچا تو اُس نے اہل کوہ گ کے سب اسیروں سے جن کو مسلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا رسالے کھترے کر قدیمی رسالہ دارون کو اُنکے تعلیم کرنے کے لئے مقرر کیا چنانچہ اُن سرداروں نے

تھوڑے ہی دنوں میں انھیں تربیت کر لرائی کے قواعد سکھلا دیار کیا، انھیں دنوں میں حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد اللہی و احمدی شکر کے سرداروں کو ملائی اور جڑاؤ پدک مرحمت ہوئے، شاہین اُن لوگوں کی بہری کپڑے کی قم کی تھیں جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے، اسی ایام میں شہر کو رگ کے بانے کے واسطے ملازمن میں سے چھ سات ہزار آدمی اشرف شیخ و سید کی قوم کے جن کر اُس طرف روانہ کیے گئے،



چڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرہٹوں کا واسطے مسخر کرنے ممالک خداداد کے، لے لینا اُن لوگوں کا اُس اطراف کے کئی قلعوں کو روانہ ہونا سلطان عالیشاں کا ادھونی ہو کر دشمنوں کے دفع کرنے کو اور رفتہ ہو جانا اس کا سن گیا وہ سونہ انوے ہجری میں،

جب نانا پھر نویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرقہ کو اکٹھا کر لے لگا اور تھوڑے ہی دنوں میں یونان کے سب امیر سپاہ لے لے آئے تب نظام علی خان مع مشیر الممالک اور سیف جنگ و تیغ جنگ و غیرہ کے جالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدر آباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے نانا پھر نویس بھی اسی ہزار سوار جالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپوں کے ساتھ وہیں جا پہنچا، اور ان دنوں امیرون نے آپس میں اتفاق کر اُس اطراف کے قلعوں کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعہ ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لئے مورچے باندھنے لگے آخر بعد کام آنے ہزار دن جو ان پختہ کار کے نو مہینے میں

اُن لوگوں نے قلعہ مفتوح کیا، بعد اِس کے رُسا اور جنگی اسباب جمع کرنے کی نیت سے وہیں مقام کر کے اپنے امیروں کو اور اور قلعوں کے مستخر کرنے اور قصبوں کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف میں بھیجا چنانچہ انھوں نے دھاروار اور جالی ہل کے قلعہ ار حیدر بخشی نام کو تیس ہزار روپیہ کی طمع دیکر اُنھیں لے لیا اور بہرے وفاغدار قلعہ ار اپنے مال اسباب حمیت پونان کو چلا گیا علاوہ اِس کے اور نمک حرام قلعہ اروں نے برے منصب کی اُمید اور تھوڑے نقد روپیہ کی طمع پر قلعہ کچن گرہ نو لکند انر کو تدا اور تذب بھدر اندی کے اُس بار کی ساری سرزمینیں بھی اُنھیں حوالے کر دیں اور اُس نواح کے راجے رجوڑے بھی جیسے راجا عمر ہٹی، دمل، کنک گیری، آفی کند ہی سب کے سب اُن سے مل گئے، جب جا سوسون نے یہ حقیقت حضور میں عرض کی اور اراکین سلطنت و اُمراء دولت بھی دشمنوں کے دفع کرنے پر باعث ہوئے تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی تیاری کا حکم دیکر سن مذکور کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرار اور توپ خانہ بيشمار حمیت دار السلطنت سے بنگلور کی جانب کوچ کیا، جب اُس مقام میں جا پہنچا تو اُس اطراف کے راجاؤں کے حاضر ہونے کا (اِس شرط پر کہ جب تک ان دشمنوں کے ساتھ لڑائی رہے وہ اسباب جنگ اور رُسا کی سربراہی کیا کریں اور سرکار سے اِس ایام کا زر پیش کش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جائیگا) حکم دیا چنانچہ راجے درگ، چیتل درگ ہرین ہٹی وغیرہ کے راجا اچھی اچھی جمعیوں سے آ حاضر ہوئے، القصہ سلطان والا شان شب قدر کے بعد بالکل شکریوں کی تقسیم نخبواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ یورپیاد یوان کی حفاظت میں سپرد فرما جریدہ وٹان سے ایلخارون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد میں پہنچ کر ایک رات

وہاں بھر، صبح ہوئے ہی ادھونی کے یہاں دن کے متصل شکر کے ہراول تک جا پہنچا وہاں کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بیتا نواب بسالت جنگ داماد نواب نظام علی خان کا تھا جب شکر ظفر پیکر کے متصل آنے کی خبر سنی خوف زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور انور میں روانہ کیا اور خود اسی فرصت میں اپنی چیز بت معہ زمانہ پہاڑ پر بھیج دیا، یہاں سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان نے اُسکے جواب میں یہ فرمایا کہ تم لوگوں سے ہمیں کچھ دشمنی نہیں مگر چونکہ نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھیر شروع اور مرہٹوں سے میل کر کے اس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہے، دین اسلام کا کچھ بھی پاس نکلیا جو اس سلطنت کے اعدائے قدیم سے سازش کر یہاں تک نوبت پہنچائی ہے کہ بت پرستوں نے مسجد ون اور اہل اسلام کے کھروں میں آگ لگاوت پات میا ملک خداداد میں فتنہ و فساد اُتھا رکھا ہے مقتضائے دیندار می یہی ہے کہ ہم سب باہم متفق ہو کر پونان برجر ہائی کرنے کی طیار می کریں اور مذہب و ملت کی ہستی، خدا کی رضامندی، خلق اللہ کی رفاہیت کے لئے جہاد ہر کمر باندھیں، خبر حاکم مذکور جب اس صلاح کو عمل میں نہلا مستعد بجنگ ہوا لاچار سلطان نے ہیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے دوسرے دن ایسا حکم صادر فرمایا کہ شکر کے سردار ون نے اُس شہر پر ناخست کر اُسے ویران و بے چراغ کر دالا، جب وہاں کے حاکم نے میل و ملاپ کی راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی تھن گئی اور غازیان شکر فیروزی اثر داروغہ آتش خانہ سمیت اُس حصار فلک اساس کے مستحضر کرنے کے ارادے کوچ کر چارون طرف سے اُس کو گھیر توہین مارنے میں مشغول ہوئے، سلطان

دین پناہ کو ہرگز اس طرح سے اُس قلعے کے لیے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی نیک نہادی سے یہ سمجھا تھا کہ چون صبیہ نواب نظام الدولہ کی اُس قلعے میں ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی ننگ و حمیت کی جہت سے اللہ صلح کر لیگا، جب کہ یہ بات وقوع میں نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہللا کر شاہکین مارتی ہوئی قلعے کے دروازے تک جا پہنچی بہادرؤں نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والوں پر رعب و دہشت مستولی، یہ حال دیکھ کر بعض امیرون نے حضور میں عرض کیا کہ قلعہ لے لیں کیا یہی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے میں داخل کر سہا بت جنگ کو حضور میں حاضر کریں! اسی طرح رستم جنگ اور مو شیر لالی فرانس بھی کہہ مار عرض بردار ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا زہارا! انکرنا، اللہ چاہے تو آپ ہی کل پرسوں تک کلید فتح دستاب ہو جا یکی، راقم حروف بھی اس واقعے میں حاضر تھا، اور مشاہدہ کیا کہ اُسی دن بعد دوپہر کے حاکم محصور نے قلعے میں جنگ و مدافعت غنیمت کا حکم کیا، اُسوقت اُنکے حشم خدمت کے سات ہزار جوان تھے قلعداری کی اہتمام اپنے ذمے لے سلطانی سپاہیان کے حملوں کے دفع کرنے میں مستعد ہوئے، ناظم حیدر آباد نے جو نہیں اس سرگذشت کی خبر پائی نیت گھیرا کہ حاکم یونان کو بھی اس کی اطلاع دی اور اپنے امیرون سے بھی اس امر کی تدبیر پوچھی، اُن میں سے بعض دانشمندان نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا سخت و مستحکم تھا تو نہیں کے تردد و جانفشانی کے بعد ہاتھ لگا، سو بھی بطور مصالحہ کے اور برس دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہئے کسی طرح عمل میں نہ آیا، اس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی ہی کیونکہ جب سلطانی سپاہ اپنے آقا کی غیبت میں لڑائی بھڑائی میں کوتاہی نہیں کرتی تھی تو روبرو اُسکے

کیا گیا جانفشانیان عمل میں نہ لائی، اس صورت میں آپ دونوں صاحبوں کے
 حق میں ہتر یہی ہے کہ اپنے چند سرداروں کو بھاری جمعیت کے ساتھ حدود
 سلطانی کے ویران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دارالحکومت
 کو سدھارین، چنانچہ بہتہ بیراں دونوں کو پسند آئی، تب ناظم حیدر آباد نے
 مشیر الملک اور تبغ جنگ و سیف جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی
 جانب کمک کے لئے مقرر کیا، یونان کے حاکم نے جسوت راو ہلکر اور
 پر سر ام ناظم مرج اور ہری پندت و غیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور
 توپ خانہ سمیت سپہداران حیدر آباد کی مدد اور ممالک سلطانی کے ناراج کے
 واسطے حکم دے کر خود دے دونوں امیر جلیل القدر بیماری کے عذر سے
 اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گئے، سلطان نے بہر خبر سنتے ہی قلعہ ادھونی کے
 مستخر کرنے کی ناکید کی اگرچہ سرشکران سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر
 کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے میں بہتر اسیکا لیکن کچھ نہو سکا، کیونکہ یہ قلعہ
 بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصن و ستین تھا کہ تری تری توپوں کی مار سے بھی
 اُسمیں کچھ خلل نہ آیا، آخر کار بموجب حکم عالی کے ادھر تو بہادران رستم توان
 بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے، اور سید صاحب و قطب الدین خان بہادر
 اور دولت راہی متیل دروازے کی جانب سے، اور اُس طرف مشیر لالی
 و امام خان سپہدار پہاڑ پر سے ہٹا کر چڑھ گئے، ادھر حسین خان اور محمد حلیم نے
 سیرتھیان بناقلعے کی تسخیر کا قصہ کیا اہل حصار نے اُن لوگوں کے حملوں کو
 تال بہتوں کو تہ تبغ کیا، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ ان کی سیرتھیان قلعے کی بلندی
 تک نہ پہنچ سکیں اگرچہ بہادران نے اُنھیں مردبانوں پر چڑھائیوں کے
 سہارے سے کنکرہ حصار تک پہنچتے تب بھی فتحیاب نہوئے اس روداد سے

خاطر ہمایون پر مال گزرا بہر صورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سیاہیون کا
 سواے بیکار و کارزار کے اور کچھ کام نہ تھا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامنا تھا
 آخر جب یہ لوگ بری بری مضبوط سیرتھبان طیار کر مہ طاب و کمنداخت کرنے
 پر آمادہ ہوئے تو مشہر جنگ اور سیف جنگ مرہٹوں کے شکر سمیت
 اُس قلعہ دار کی اعانت کو آ پہنچے ، سلطان یہ خبر سنتے ہی فوراً وہاں سے
 نگر کے پہاڑوں میں آ اُس کے ہر چہاں طرف ہراول بھیج لڑنے کے
 تدبیر میں مصروف ہوا ، اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرہٹوں کے طلاہ
 داروں میں ہر آمحار بہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحدار جو خود رائی
 اور ناآز مودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہراہ لے
 مرہٹوں کے دس ہزار سواروں پر جڑھ دوڑا تھا اس بھاری جماد کے
 مقابلے کی تاب نہ لا کر اُسے ہزیمت اُتھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہیں غازیون کو
 جو موجود تھے ساتھ لے بری جرات اور دلیری سے دو ساعت تک تو کھیت
 سنبھالے رہے ، آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا ، دشمن کی
 طرف کے لوگ پیچھا کر اُسکے ساتھ کے کتنے آدمیوں کو مار کھپا یا دو سو گھوڑے
 سوار سمیت پکڑ لیگئے ، قادر خان کابلی رسالہ دار کافرون کا یہ دستبرد دیکھ اپنے
 جوانوں کو لیکر اُنہر جڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالموں کے ہاتھ سے اپنے رسالے
 کے تو ستر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور
 میں لایا ، اور ولی محمد اور مناجو دھری بھی اسی دار و گیر میں دو ہاتھی آتھ
 اُونت بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے
 شکر سے لوٹ لائے ، سلطان اس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہراہ
 لے جنگ کا نفاذ رہجوا الغاروں وہاں جا پہنچا اور ایسی آتشباری عمل میں آئی کہ

غنیم کے طلا یہ دار دہشت کے مارے نامردی کی راہ سے اپنی شکر فادہ میں جا چھپے ، الغرض حربہ کی دونوں فوج شکست کھا دو مہان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی نے میدان کی طرف رخ کیا ، تب سلطان اعدا کے مقابلے کو دو پلٹن بہان رکھ اپنی شکر گاہ کی جانب پھر آیا اُس کے دوسرے دن جاسوس وہاں سے خبر لائے کہ مشیر وغیرہ حاکم کو معہ زمانہ اور لوازم ضروری کے راے پور کے قلعے میں لے گئے ، اس کیفیت کے سنتے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو برتی جمعیت کے ساتھ اُس قلعے کے مسخر کرنے کو روانہ کیا ، چنانچہ اُس نے وہاں پہنچ کر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص جوبلی کو ضبط کر کے نواب بسمالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانوں کا بالکل اسباب ریاست ، تو شکانہ سلطانانی میں روانہ کیا ، بعد اُس کے اُس قلعے اور بہارون کے پابن کا حصار توڑ کر قطب الدین خان اور دولت راے کو اُس صوبے کی سرداری پر قائم کیا ،



منوجہ ہونا موکب سلطانانی کا مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے جو تنب بہار منوجہ را ندی کے اُس طرف ہنگامہ مچا رہے تھے ، اور مفتوح ہونا کنچن گڑھ کا اور د ریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا امدادی بدخواہ کا ،

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین بناہ نے مرہٹوں کی نادیب کے قصد پر کنچن گڑھ کے رستے کوچ کیا اور کیتے سوار اُس زن حاکم کے گرفتار کر لانے کو جو اپنے شوہر کے بعد سند حکومت پر پتھی تھی تعین کیے ، لیکن وہ ہشیار عورت اس کیفیت سے خبردار ہو بہت سے جواہرات

بیش قیمت اور چند ملازم و خدمت گار جمعیت راقون رات تائب بھدر اپار ہو
اپنی جان بچانکل گئی پر بیتا اس کا پکڑا گیا اور اسلام سے مشرف و مخون ہو کر علی
بردان خان نام رکھا گیا، باقی شرچار حال اُس کے گھرانے کا، کنچن گھرہ کے بیان
سے جسکو جامع اوراق نے جداگانہ لکھا ہی، معلوم ہو گا، خیر بعد اس کے
موکب شاہی نے وہاں سے کوچ کر سوتدے میں جا مقام کیا، حاکم یہاں کا گو بند راو
برادرزادہ مراد راو کا جس نے اُس کے قید ہو جانے کے بعد یونان میں جا کر
وہاں کے سرداروں سے وزیر سلطان کے نام پر ایک سفارشن نامہ
حاصل کیا تھا، بارگاہ سلطنت میں حاضر ہوا، سلطان رحیم دل نے سرداران
یونان کا پاس خاطر کر کے اُسے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا کہ کبھی اس سرکار
سے سرکشی اختیار نہ کرے لیکر سوتدے کا تعلق اُسی کے نام پر بحال رکھا
اور بعد انتظام اس مقام کے جب کیلی کی جانب کوچ کیا تو قلعہ ارہمان کا لڑنے پر
آمادہ ہوا جبر سلطانی امیرون نے فرمان برداری و انقیاد کے مقدمے میں بہتیرا
اُسے سمجھایا پر کچھ مفید نہوا تب تو ہوجب حکم عالی کے سرداران جلالت
تو امان اور شبیر لالی نے اس کو گرفتار کیا بلکہ اُن کافروں کے ملک و ناموس
پر بھی گمراہوں کے رعب و دہشت کے واسطے غارت و تاراج کا ہاتھ پھیلا یا
ساہوکار بیپاریوں کے گھروں میں ہزاروں روپی نقد مع جنس و اسباب
انھیں مل گئے اکثر عورتیں پاک دامن اُن شقاوت برداروں کی مارے
غیرت کے دریا میں ڈوب موئیں اور قلعہ ارہمان کا مارا ہوا، سلطان نے
ان عورتوں کے مرنے کی خبر سن اپنے سپاہیوں پر برتری سیاست کی اور
چونکہ اُن دنوں پارہو نائب بھدر اندھی سے جو برے جو ش خود ش میں تھی
دشوار تھا بناچار کئی دن تک اُسی کے کنارے دیرارہا، اعدا اس عرصے میں

دروہست اُس پار کے ملکوں میں اپنا عمل دخل کر شکر اسلام کے سنکھہ ہونے کے ارادے مذہبی کے اس پار آئے اور سلطانی فوج کے پار ہونے کی راہ پر توپ و تفنگ لے سنگ راہ ہوئے، بعد اس کے اُن لوگوں نے اپنے ایک سردار کو بری جمعیت کے ساتھ کپل اور بہادر بندہ وغیرہ کے مستخر کرنے کے واسطے تعینات کیا چنانچہ سردار مذکور نے اس نواح پر تاخت کر ان دونوں قلعوں کو محاصرہ کر دو مہینے کے تردد و تگاہوں سے بہادر بندہ الے لیا لیکن کپل کا قلعہ اپنے حریف کے ساتھ (ان کی فوج کے دام فریب میں نہ آکر) بری دہری سے لڑا کیا بلکہ اکثر اُن مشرکوں کے مورچے پر حملہ کر کے اُنکی جمعیت کو پریشان و متفرق کر تارک، چونکہ طغیانی آب کی شدت کے سبب لشکر اسلام کا مذہبی پار ہونا ممکن نہ تھا سلطان نے اکتیس ضرب بری بری توپیں مذہبی کنارے لگا شلک مارنے کا حکم دیا گو لندازوں نے بموجب امر حالی کے جب توپوں کی بارہ ماری تو فوراً پانی گھٹ گیا اُدھر اعدا کے دلوں پر ان شلکوں سے دو طرح کا کھٹکا ہوا کہ یا تو فرانسیس کی طرف سے کمک پہنچ گئی یا سلطانی شکر کے سواروں نے حیدر آباد پر چڑھائی کر کے وہاں کے حاکم کو مغلوب کر لیا، بہر حال وہ اسی شہر و پنچ میں اُس مقام کے رہنے کو نامناسب سمجھ بارہ ہزار سوار مذہبی کا کنارہ چھوڑا نواری کی جانب چلے گئے، جب اُس مذہبی کا پانی کما تو سلطان کے حکم سے پہلے تو دو پلٹن اور دو ہزار سوار نے نوپ خانے سمیت رات کے وقت پار حریف کے سواروں پر جو غفلت میں پڑے ہوئے تھے قوت کرنیغ و تبر کے زخموں سے اُن کو اٹو کر ڈالا، سات سو گھوڑے، علم و نقارے کے ماتھی اونٹ خزانہ سمیت لوٹ لائے، باقی لوگ اپنے اپنے گھوڑے اسباب چھوڑ کر شکر گاہ کی جانب بھاگ نکلے اور وہاں جا کر اُن لوگوں نے اپنے سردار کو سلطانی سپاہ کے اس پار آنے سے آگاہ

کیا، ادھر دوسرے دن سلطان فوج جمعیت نہی پار ہو خیمہ کیا۔ بسبب توقف ایک
 مہینے کے جو مورچہ بندی میں بسر ہوا لشکر و توپخانہ لے بقصد مقابلہ چار فرسنگ
 پر آہرے نب سلطان عالبشان کل سوار و پیدل اور توپخانہ ہراہ لے اُنکے مقابلے
 کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف نے وہاں آکر صف آرا ہوئی کی تب
 لشکر سلطانی کے سرداروں نے ادھر تو نشیب زمینوں میں تفنگچیوں کو
 گھات میں بٹھلا تو پین چن طیار کر رکھیں اور سوار ہی سلطان دین پناہ کی باتجمل
 و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان
 ولی محمد خان کابلی ابراہیم خان اور کتے اور سپہ سالار حب الار شاد لشکر
 اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب وہاں سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار
 فریب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے تو بخانے تک لگائے، تب تو
 سامنے سے گھات والے جوانوں نے رو برو آکر توپ و تفنگ کی مار سے
 اُن کے منہ پھیر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آہرے جنھوں نے قرار
 واقعی مردمی و مردانگی کی داد دین اور اسی ہنگامہ قتال و جہال میں آتش دست
 باندازوں نے بانوں کے مارے دشمن کی جمعیت میں ہل چل ڈال دی چنانچہ
 اُن کے سرداروں نے معہ لشکر فرار کا راستہ پکڑا، سلطان بہادروں نے
 دو فرسنگ تک تعاقب کر کے اکثر دن کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعداے
 دولت اس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت وہاں سے
 آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان میں پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ
 بہر تھا کہ خاص خیمہ سلطانی کے چاروں طرف تو پلٹنوں نے معہ توپوں کے قلعہ بندی
 کی تھی، داہنے سواروں کے دستے، بائیں ساحدار، مرا پردے کے آس پاس
 اسد اللہی اور احمدی رسالہ، اور یتیموں کی پلٹنیں چند اول میں احشام و کند اچاری

فوج اور ہیر و بنگاہ کے لوگ، علاوہ اسکے راجاؤں کے پیادے و سوار، اور آگے ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہراول کے، غنیم بھی اپنی سیاہ صبح سجا کر آنے کے ارادے کٹاک کی مذہبی کنارے آتے، تب سلطان نے شکیہ وقت اپنی فوجیں آراستہ کر شیخ امام شہین عمر و امام خان سپہدار و نکو سامان جنگ و توپ اور بہت سے بان داروں کے ساتھ، اور حسین علی خان و مہاراجا خان کی سرداری میں غازی خان کو دو ہزار سوار خون خوار مصیبت حریف کے لشکر میں شہجوں مارنے کے لئے روانہ کیا، جب یے سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات کے وقت غنیم کے طلائے تک پہنچے تو شہین عمر نے جو اُن سبھوں سے آگے تھا کتنی جگہوں میں جلتی آگ دیکھ کر گمان کیا کہ یہیں اعدا کا لشکر پڑا ہی چنانچہ اُس نے اسی خیال پر یے کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتے بان بھی داغے جس سے حریف کی سپاہ آگاہ ہو گئی اکثر دن نے تو اپنی راہ لی، اور بعضوں نے حملہ کیا تب باقی سپہداروں نے ترنت آکر حضور میں یہ حقیقت عرض کی، سلطان نے بہر خبر سن نہایت ہرجم ہو شیخ عمر کو ہر طرف اور اُس کی فوج فاضل خان رسالہ دار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالانام مذہبی کے کنارے نزول کیا، وہاں حریف نے بھی فوج ظفر موج کے آسنے سامنے آتین فرسنگ پر تیرا ڈالا، دوسرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان، فاضل خان، میر محمد و سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندہ مصیبت قادر خان اور غازی خان کی سرداری میں لشکر غنیم کے تاخت تاراج کے لئے رخصت ہوئے چنانچہ یے ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے سپاہیوں کو کنبل آ رہا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب اُنکے طلا یہ داروں نے اُنھیں روکا تب ان لوگوں نے مرہٹی بولی میں اپنے تئیں

شکر مغل کے مددگاروں سے ظاہر کیا اور اس فریب سے اُس فوج میں گھس جنگ و کارزار کا بازار گرم کر دیا، تب تو عربت کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ بے زین و ہتھیار گھوڑوں پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور سپہسالاران مضور بہت سی غنیمت، نقد و جنس اور تمام آلات جنگ دہرہ دہرا سواری کے گھوڑے اور اکثر چوروں کے کو اُن کافروں کے اسیری میں لیکر باریاب حضور ہوئے اور پدک، مے الماس، مالہ مروارید، جواؤ کرتے اُنھیں انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامہ ارنے اُن اسیر عورتوں کو پیش قیمتی خلعتیں دے، پالکیوں پر سوار کروا، بعزت تمام سواروں اور بان داروں کے ہمراہ غنیم کے شکر میں روانہ کر دیا اور خضیہ انہیں کے ساتھ برے برے چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر و نقد و روپیہ ہری پندت و راستیا اور مادہ ہوا بستی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا بندہ و مطیع بنایا چنانچہ اُنھوں نے وہاں سے آگے کوچ کر سرہتی میں جا مقام کیا،

پیچھے ہٹ آنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسد لیکر آنا بد الزمان خان فوجدار نگر کا، مستحضر ہونا شانورو بھاگ جانا نوپ حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام میں جنگ واقع ہونا، جب سلطان نے اُس شبنخون کے بعد دوسری شب کوچ کر کے اُس مقام میں جہان بالا نام مذی، تنب بھدر را سے آملی ہی پہنچ کر مقام کیا انوی کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور میں آ پہنچا اور بد الزمان خان بھی بہت سی رسد کے ساتھ نگر سے آکر شرف اندوز ہوا

اور بعد اسکے الغارون دشمن کا تعاقب کر کے فوج نصرت موج کی پیچھے دو فرسنگ کے فاصلے پر دیرا کیا تب دوفون لشکر کے نیاقدار ایک دوسرے کے حملوں کو مالتے رہے، اب سلطان نے بہتد بیر کی کہ اپنے سپاہیوں کو دو دن وقت صبح و شام قواعد سپہگرمی کی مشق کے لئے برای نام میدان میں جانے و رزش کرنے اور بند و پیچھوٹنے کا حکم دیتا چنانچہ کئی دن بھوڑے پھردن چڑھے اور سرسیر سے گھڑی پھردات تک اُن کا یہی کام تھا اور اسی عرصے میں اُس نے میر معین الدین کو دو پلٹن، پانچ توپ اور فرانسیس کا ر سالہ ساتھ دے حریف کے مینہ کی جانب روانہ کیا اور برہان الدین کو تین پلٹن چھ توپ حمیت سرہ کی طرف بھیجا، اور آپ دس پلٹن اور خاص سواروں پیدلوں سے دشمن کے قلب کی فوج توڑنے کے قصد پر آگے بڑھا، چون اُس رات کو تاریکی شدت سے تھی، بری زحمت سے راہ کٹی، لیکن برہان الدین نے پوچھتے ہی سب پریشدستی کر کے ہری پندت اور راستیا کی فوجوں پر ہنگامہ قیامت مجاہد باء اُدھر سے میر معین الدین بھی بری تو پین پیچھے چھوڑا فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر سے پہلے الغارون بلا کی طرح اُن اجل گرفتوں پر قوت پڑا اُس وقت سلطان بھی حریف کے قلب بروقت چڑھ آیا، تب قواعد کو اُس میدان میں تھہرنا دشوار ہوا، سردار اُن کے جو درپردہ اس سرکار کے خیر خواہ تھے اُس جمعیت سے پھوٹ نکلے، نواب نظام علی خان کی فوج میں بھگیر مچ گئی، مال اسباب اُن کا غازیوں کے گھوڑوں کے سمون نئے یا مال ہو اباقی مرہتے سردار گھوڑوں پر سوار ہو نکل بھاگے، لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان، ہتھی گھوڑے اونست سب کا سب ملا زمان سلطانی کے ہاتھ لگا، پھر دو معاہدہ کے عرصے میں اعدائے

باہم مجتمع ہو ایک فرسنگ کے فاصلے سے اس طرح توہین سامنے جما باڑھیں
 اُڑائیں کہ اُسے اکثر مظہر بہادر و ن کو نہایت ضرر پہنچا، فرمانِ سلطانِ
 غنیم کی ایسی دلیری و جرأت کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسبِ الحکم
 والا سید حمید، شیخ النصر، احمد بیگ اور دوسرے سیہ سالار موثر لالی
 کی فوج سمیت غنیم کے توپ خانے پر جرہ دڑے، اتفاقاً اثنائے راہ میں
 انھوں سے اور دشمن کے سپاہیوں سے جو ایک سو کھنٹے تالاب کے درمیان
 چھپے ہوئے غازیانِ نصرتِ سند پر دھاوا مارے کی ناک میں لگ رہے
 تھے مقابلہ ہو گیا تب تو ان شجاعت نشان سپہ سالار و ن اور فرانسیس
 نے بندہ وقین طیار کر ایسی شلیکین ماریں کہ اعدا کے سبھی جو اژدہام کے
 سبب سے بھاگنے لگے مارے گولیوں اور تیر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی
 بن گئے، دو نامور سردار مارے پڑے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو
 اُس سر کے سے نکل بھاگے، حاصلِ کلام بات کی بات میں حریف کی جانب کے
 سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو چمچے وے وٹان سے پھلے قدم ہتے، سلطان
 نصرت رکابِ غنیمت کا اسباب ہمارا لے شادیاں بجاواتا سرا بردہ
 خاص میں آ داخل اور دوسرے دن یہاں سے شانور کی جانب روانہ ہوا،
 پوشیدہ رہے کہ نواب عبد الحکیم خان شانور کا ناظم جو بعد رحلتِ نواب مغفور کے
 خواہی نخواہی سلطان سے بیربر ہمارہ ہتوں کے ساتھ جا ملتا تھا اب جو اُسے بادشاہ
 کو اپنی طرف آنے دیکھا ڈرتے کانپتے آپ تو راتوں رات وٹان سے بھاگ
 غنیم کے شکر میں جا داخل ہوا اور اپنے بیٹے نواب عبد النحیر خان کو شہر میں
 چھوڑ گیا، جب سلطانِ عالی شان نے ہر ماجرا سن تعجب کیا اور رات کے
 وقت سید حمید، سید غفار وغیرہ سپہ سالار و ن کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

واسطے روانہ فرمایا اور آپ شہر کے حوالی میں اُتر کے مہر صادق کو مہدی خان بخشی کے ہمراہ بھیج بکار اس بات کی ناکید کی کہ تم بالکل اساس و اسباب امارت جو اگلے فوائین جمع کر چھوڑ گئے ہیں حضور میں روانہ کرنا چنانچہ اُن لوگوں نے جو کچھ نقد و جنس وہاں پایا ہو جب حکم حضور میں حاضر کیا، چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظہ کے تو شکنخانے میں داخل ہوا، توپین و غبرہ توپ خانے میں رکھوائی گئیں، نواب عبدالنخیر خان باریاب ہو کر سرفراز ہوا، سلطان نے اُسے پوچھا کہ تمہارے باپ نے یہ کیا کیا، اپنا شہر کیوں چھوڑ دیا، ہم سے سوائے پاس داری و رعایت کے اُن کے حق میں کچھ ایسا براسلوک بھی تو واقع نہیں ہوا، یہ کسی خویشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھ مل کر ہم سے یوں پھر گئے، وہ اس کے جواب میں عرض پرداز ہوا واقعی یہ تو اُن سے نادانی کی حرکت و قوع میں آئی پر بندے کو مطلق اس کا علم تھا نہیں تو بیشک اُنہیں منع کرنا، سلطان نے بعد اس گفتگو کے اُسکو اپنے خاص خیمے کے پاس جگہ دے نظر بند رہا،



زچ ہو جانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار پانا فریقین متخاصم میں راجاؤں کے تعلقوں کا بند و بست معہ بعض کیفیتوں کے جو سن بارہ سی میں واقع ہوئیں،

سلطان نے بعد بند و بست شانور کے جو بن گرہ کی نواح میں آکر نزول فرمایا اور عشرہ مجتہد تک وہیں توقف کیا بعد اس کے اپنے تمام لشکر کو چار حصے کیا ہر حصے میں پیدل پچیس ہزار سوار چودہ ہزار توپ بندہ ضرب تھی، ایک کا

سپہسالار میر معین الدین دوسرے کابراں الدین تیسرے کامہارنزاخان جو تھے کاخین علی خان میر بخشی کو مقرر کر یہ حکم دیا کہ تم یہاں سے دو کوس دور جا کر دیرے کرو چنانچہ وہ تو ادھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدان پکڑ کر ریات جنگ کی طیاری میں مصروف ہوئے اور ادھر سلطان خود بدولت و اقبال پیدل و سوار دس پلٹن اور اسد اللہی و احمدی کی تیس پلٹن سواروں کا آٹھ دستہ اور تین سالہ و چار ہزار ہندو آئے دس ہزار پیادہ ۱۷۰۰۰ احشام سمیت اُسی مقام میں قائم رہا اور افواہ یہ ہوئی کہ ایک سپہسالار توحید آباد کے تسخیر کرنے، دوسرا یونان لے لینے، تیسرا رے چور اور کوئٹہ وغیرہ کے تصرف میں لانے، چوتھا راجاؤن وغیرہ کے قلعے متعلقے ضبط کر لینے کو بھیجا گیا ہی، اور یہاں سلطان آپ دشمن کے مقابلے کے لئے قائم ہی، اعداء ہر خبر سن تھرا گئے، میر معین الدین نے سید حمید و سید غفار تھوڑے شمار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر مندرگی درگ پر جو غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا، دم بھر میں اُس گھانٹی کو لیکر حریف کی فوج مار لی، شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زر و زیور سمیت بازگشت کی، برہان الدین نے بنکا پورا اور مصری کو لے کر جو غنیم کے عمل سے قتل و تاراج کیا، یہاں سلطان ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانوں کے لشکر کی طرف متوجہ ہو لیکن اعدا ہٹلا کر چند اول پر لشکر سلطان کے آہرے اور اناج بھرے دس ہزار تحصیل بنجاروں سے لوٹ لیگئے، تب سلطان غالب شان نے اُس لشکر کے سردار کو کھلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلایق اور رعایا کو بلا بارستانا انصاف و مروت کے آئین سے دور ہی، مقتضایا نمودی کا تو یہ ہی کہ ایک ہی دن میں اس کو اتنی بھڑائی کے قضیے کو یکدرد دین، اس پیغام سے حریف نے چونکہ اپنی جنگی سپاہ پر

نازان تھا، جنگ سلطانی مان لیا، سلطان نے کنگا ندی کے کنارے ساری فوجیں اکٹھی کر مائیں جنگ صف آرائی کی اور دائیں بائیں پلٹتیں مقرر کر جلوداروں سمیت خود بدولت ہاتھی پر سوار ہو پہلے تو شجاعان فوج کو عرب و ضرب کا حکم کیا جس پر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت میں اتر پڑے اعدا بھی مقابلے کے ارادے برے جوش و خروش سے سامنے آئے طرفین سے زور شور کی لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہ بات تھہری تھی کہ ہر شکر کی جوان نوبت بنوبت آدھی ساعت تک لڑیں جسے سب سیاہیوں اور سرداروں کی جرات و جانبازی ظاہر ہو، اس صورت میں ایک ایک سو دایا لڑا کہ رستم و اسفندیار کی پر دلیان دلون سے محو ہو گئیں، دوپہر تک جنگ کا بازار گرم رہا، تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی، خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنکھ ہو گئے دونوں طرف لاشوں کا انبار لگ گیا، سلطانی بہادروں اور ساحداروں نے اپنی اپنی پردلی دکھلا میدان میں خون اعدا سے دریا بہا دیا، تب غنیم کے بہادروں نے اس خیال سے کہ انکی سپاہ بہت تھی یہ ارادہ کیا کہ اب اکبار کی ہٹلاری کے سلطانوں کو مغلوب کرین چنانچہ اسی قصد پر انھوں نے اپنی سپاہ سمیت کہ اسٹی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہ سے جنبش کی، ادھر سے بھی تو پچیوں نے بموجب ارشاد کے مارے توپ و تفنگ کے انھیں بدحواس بنا ہٹا دیا، جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفر اثر کے سوار دو فرسنگ تک ان کے پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے، دس ضرب توپ اور اسباب و آلات لوٹ لائے، غنیم دو تین منزل تک دن رات یہی ہم بھاگتے گئے، کنگا گری کاراجا ہری ناپاک جو حریف سے سادہ شن رکھتا تھا اس کا یہ رنگ دیکھ حضور سلطانی میں حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا، سلطان یہاں سے اپنے لشکر سمیت بنکاپور

لوروانہ جو شافور کے متصل جا اُترا، پر کتنے سلطان غارنگر سوار جو تاراج کے
 ارادے محالوں پر دوڑ گئے تھے قضاکار غنیم کے بقا دارون نے اُن سے دو چار
 ہو کر ایک ہی حملے میں سب کو مار لیا، سلطان نے ہر خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے
 سواروں پر تو یہ حکم دیا، کہ کوئی نے اجازت چھاوئی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ
 ایک مہینے وچھین رہا کر مرہٹے کے کتنے سرداروں کو بہت سے روپیہ اسباب
 بھیج کے اپنا مطیع بنالیا چنانچہ انھیں کی صواب دید سے ایک دن چارون
 فوج کو شنجون کے لگے مسلح کر روانہ کیا، وہاں غنیم کے طلا یہ دارون
 نے کہ ہری ہندت پھر کیا کے ملازم تھے جان بوجھ کے انھیں آنے نہ روکا
 یہاں تک کہ دے دلا در فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے، تب
 کسی شخص نے اُنکے آنے کی اطلاع پا کر ہلکر کو جا خبر کر دی کہ پاس بانوں کی
 خطا سے سلطان سپاہ لشکر میں داخل ہو گئی، اُس نے اتنا سنتے ہی پیادہ پا
 خیمے سے نکل بان و شاتک اور بندوق کی آواز سن فرا کی راہ لی اور اپنی حرم خاص
 کو بھی جو اُسکی بری پیادی تھی دیر سے ہی میں سونے چھوڑا، اور سردار بھی
 بھاگ نکلے، حماسر غنیم کی سپاہ پر اگندہ اور فوج مغل کی بھی سراسر منتشر ہو گئی
 اتھارہ عورتیں اُس قوم کے سرداروں کی موتی جواہر بھری اسیری میں پکر آئیں،
 جب فجر ہوئی، دے بہادر سر لشکر منصور و مظفر، اسباب غنیمت جھنڈا
 خیمہ ہاتھی اُونت خزانہ اور چودہ ضرب توپوں کی لیکر پھر آئے، ہر چند غنیم نے
 بقیہ اسبف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہ میں روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ
 بکار آمد نہوا، بناچار ناکام پھر گیا، ادھر سلطان سپہ سالاروں نے لوٹ کی چیزیں
 مہ اُن اسیر عورتوں کے نظرا نو دین گزرا نیں، سلطان عطا پاش نے اُن
 سب سرداروں اور سپاہیوں کو سبب اُنکی جان بازیوں کے دود و مہینے کی

طلب اور چوتھائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہدے دیگر سرور و
 ممتاز کیا اور اُن عورتوں سے ہر قول لے کر کہ کسی نوع اپنے شوہروں کو جنگ
 و حرب سے باز رکھیں اُنکے زیور و اسباب ممیت بری عزت و آبرو کے
 ساتھ سلطان کے شکر میں بھیج دیا، ہر اُنکے شوہروں نے جب اس شہ سے
 کر دے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں گمان بد کر کے اپنے خیموں میں اُنھیں
 آنے نہ دیا تب اُن نیلنجتوں نے اپنے شوہروں کی نادانی و کم ہمتی پر لعنت و ملامت
 کر کے، اُن سے سلطان فوت و مروت نشان کی پاسدار یوں اور حسن اخلاق کا
 اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لئے اصرار کیا تب اُنھوں نے
 اپنے دلوں سے بدگمانی اور کینے کو میاں ملاپ کے قصد پر بالکل دور کیا چنانچہ اب
 فوج ظفر موج جز ہر متوجہ ہو کر صف آرا ہوتی دے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جائے،
 جب سلطان گیتی ستان نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا میں دم مقابلہ کرنے کا باقی
 نہیں رہا تب بعد ایک مہینے کے خلائی کے حال پر ترس کر کے شکر غنیم کے
 مرداروں اور مغلوں کی صلاح سے بد را لزمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط
 متضمن صلح اور بہت سے نقد و نفیس تحفوں خلعتوں اور گرانبھا جو اہر کے
 جن میں ایک جڑا و گلوبند ہی بانج لاکھ روپیسی کا تھا حاکم یونان کے پاس بھیج کر
 اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہلکر وغیرہ سرداران شکر نے بھی کہہ
 بار افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی زکین اُتھائی تھیں، ساری حقیقت سلطان
 کی شجاعت و ہمت کی مشر حوار لکھ کر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اس
 مقدمے میں خاکم یونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگوں
 نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہے کہ ہم سلطان سے اتفاق کریں اور
 ایامچیزوں کو یہاں کے تحفے پر یوں کے ساتھ بھیج کر اُس کی خاطر آزر دہ کو شاہ

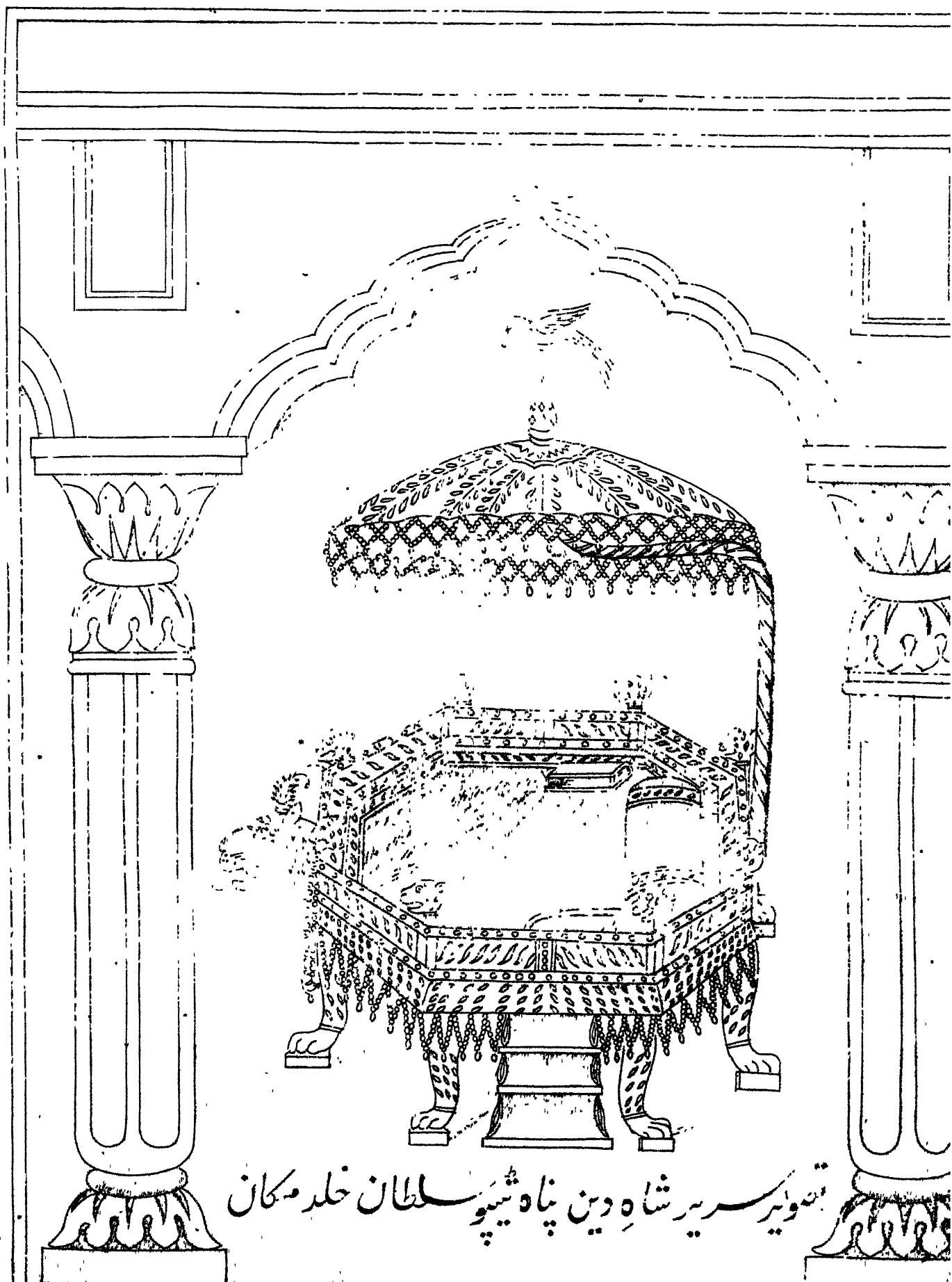
اور پہلے امر ہماری سلطنت کی ایسی کا باعث ہو گا کیونکہ جو اندری و دلاوری اُس عالی ہمت کی خود ظاہر و باہر ہی جب اُدھر کا قصد کریگا تو بلا تکلف بہر ہمارا ملک مستحضر کر لیگا، جب حاکم یونان نے اُن خیر خواہوں کی بھی راہیں اسی طرف مائل دیکھیں اور سلطان کی کمک کے لئے فرانسس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی اسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت جان کے ایسی اپنی ریاست کی اسی میں سمجھی کہ ایک سفیر کے ہمراہ بہت سے تحفے، زرد و جواہر اور نجیب باد پالگوڑے، برے برے ہاتھی حضور میں بھیج کر نہ کوئی، نو لکندہ، جالی مال کے تعلقے بطور انعام کے درخواست کیے سلطان نے بمقتضای مصلحت، اُس التماس کو قبول کر کے سند نینوں تعلقوں کی اُسے بھیج دی، تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو سپاہ اعدا کے تسلط میں تھے سر نو سرکار عالی کے تحت میں آ گئے، اسی قریب سے حضور سلطانی میں ہری بندت نے نواب حکیم خان کے فصول و دن کی طلب غزو کے لئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوا دیا، جب حاکم یونان کے مصالحے کے سبب اُس جانب سے خاطر ہما یون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی بفتح و فیروزہ مراجعت کر کے شانور میں آ پہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری بندت پھر کیہ کو جو خواہوں کے حلقے میں داخل ہو کر باعث صلح کا جو انتہا کچھن گزہ کا تعلقہ اُس کے مضافات ممیت اور کئی اور قریے بطور جاگیر کے دے آگے گو کوچ کر محال دروجی کے تالاب پر نزول اجلال فرمایا، اب راجارائے درگ اور راجاہرین ہللی از خود مسکر نصرت اثر میں داخل ہو کر مجرا کرنے کی امید رکھتے تھے، لیکن چون سلطان کم خاطر میں اُس جہت سے کہ جب تلے بلائے گئے تھے اُس وقت حاضر ہوئے بلکہ سرگرم بر اندیشی کے تھے، غبارِ تھا

سلطان نے رات کے وقت پلستین بھیج کر انہیں مع جمعیت اسیر کر بنگلور بھیجوا دیا، ملک و مال اُن کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اُس کے سلطان بہان سے کوچ کر اپنے دارالسلطنت کور و نق افزا ہوا،

ذکر بند و بست دارالسلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا، معزول ہونا میرصادق دیوان کا، مسجد اعلیٰ کی بنا کا سبب، پھر آنا و کیلون کا حضور سے سلطان روم کے جو گیا رہ سوائتھانوی ہجری میں گئے تھے، جانا و کیلون کا حیدر آباد کو سن بارہ سی میں

جب سلطان عالی شان نے ملک و شکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال دیوان سرکار عالی کا جسے ادھونی اور شانور کے صوبے میں کچھ خورد برد کیا تھا حضور میں ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر متعبد ہوا اسباب اُس کے گھر کا سب کا سب حسب الحکم سرکار میں ضبط ہو گیا، کہتے ہیں دس لاکھ روپیہ اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اُس کے گھر سے نکال کر علاوہ جواہر و ظروف طلاؤ نقدے کے اور دیوانی خدمت میں مہدی خان نائٹ اُس کی جگہ پر بحال ہوا، مسجد احلا جلی گیارہ سی اتھانوی میں درمیان قلعہ دارالسلطنت کے بنا ہوئی وجہ اُس کے احداث کی یہی کہ جب کھنڈی راؤ کا فر نعمت نے اقبال خداداد کی تباہی کے ارادے اپنے مخدوم سے باغی ہو (جن دنون نواب منظور تنہا بنگلور کو گیتھا) نواب کے زمانہ محل کو مع سلطان کہ اُس وقت سات برس کا تھا ایک مکان میں قید کیا جس کے سامنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان آندونون بتقاضائے سن اپنے مکان سے اکثر اُس بتخانے میں جہان آتر کے کھیلا کرنے

اُن کا تماشا دیکھنے کو جایا کرنا فضاے الہی ایک دن کسی فقیر روشن ضمیر نے
 دہان وار دہو کر ہر خوشخبری اُسے سنائی کہ اد بابا خوش نصیب تر کے کچھ
 دنوں صبر کر آئندہ تو ہی اس ملک کا بادشاہ ہو گا، اُس وقت سہری نصیحت یاد
 کر کے اس دیول کو توڑ ایک مسجد بنانا کہ تیری شانی ناقیامت باقی رہے،
 سلطان نے مسکرا کر فرمایا اگر خراج تھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو
 بجالاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پا کر بدتمیزانے کو تر دا دہان ایک مسجد
 عالی شان کی بنا قائم کی، دو سال کے عرصے میں چھ لاکھ روپے کی لاگت سے بن کر طیار ہوئی
 تب اُس نے بارہ سی چار بھری میں نماز عید الفطر کی وہیں ادا کر کے مسجد
 اعلا اُس کا نام رکھا، اور انہیں دنوں میں ہر ہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد
 ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنٹی گھنٹی بنواری لگوا کر چار دروازے
 مقرر کیے، جہاں طلایہ دار دن کو بیتھلا کر بہ تاکید فرمانی کہ قلعہ دار کے پروانے بغیر
 کسی کو اُس کے اندر آنے نہ بن، اور ممالک متحدہ و علاقہ کرنا تک
 یا نین گھات کی سرحدوں کے درمیان، اور دندہ یگل و کتوڑ سے بدویل گھات
 اور لہم کی حدوں تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جرّار
 جا بجا با سبانی کے لئے تعینات کئے تاکہ پانین گھات سے سلطان کے ملک میں
 کوئی آنے پاوے نہ بالا گھات سے اُس طرف جانے، اور اسی سال میں
 سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب
 و تحفے، نو ساخت بند و قین نئی ضرب کے دس لاکھ روپے، قما شہائے فاخرہ، زر و
 جواہر گرانہا میر غلام جلی خان و غیرہ کے ہمراہ بھجوائے چنانچہ وہ اُس دربار عالی
 سے پھر نے وقت ایک نو از شہ نامہ جو مبارکباد سلطنت کے جلوس پر مچھوئی تھا
 اور جرّاؤ تیغ و سپر اور پیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوادر رومی لیتے آئے،



تندیس سریر شاه دین پناه شیخ سلطان خلد مکان

مے چیزیں سبکی سب نظر مبارک میں پہنچیں تب تو سلطان نے بموجب فرمانے سلطان روم کے ہر طرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا اور جو اہریش قیمت سے مرصع اور مبالغہ خطیر خرچ کر بشکل شیر طیار کروایا، چنانچہ یہ تخت ابناک انگر یزدون کی ولایت میں موجود ہی، اور ہر برس اُن کے بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کی نظروں میں مع اور نادر نادر نفایسوں و اعجوبوں کے جو بعد مستخر ہو جانے سے یرنگپتھ کے اس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی، اور قوم انگر یزدو فرانسس کے اچھے اچھے ہنرورون اور استاد کاریگر و ن کو جمع کر کے توپ بند و قینچی چاقو گھڑی و بانات و کباب اور ظروف چینی وغیرہ کے بنانے میں برے قدغن سے سرگرم کار کیا، اس طرح کے کارخانے چار مقام دارالسلطنت، بنگلور، چینل درگ اور نگر میں تھے، لیکن اوقات ہمایوں سپاہیوں کے اکٹھا کرنے میں صرف ہونی تھی، قدیمی خدمتگزار سپاہیوں اور جنگ آزمودہ منصبداروں کو جنھیں نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ہر ایک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظروں سے گرا دیا، اور نا آزمودہ کار جو انوں کو اُن کے قائم مقام کیا، اسی جہت سے تھوڑے ہی دنوں کے درمیان اُس ملک و سلطنت میں بہت سے خلل واقع ہوئے،

خوجکشی کر با سلطان کا کلیکوت کی طرف، پھر چوہہ جانا کوچی بندر
اور حاکم ملیبار کے تعلقوں پر، مجروح و مقتول ہونا کتنے جوانان
مظفر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہ سی پانچ ہجری میں،

جب سلطان عالی شان دارالسلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہوا،
جاسوس خبر لائے کہ کلیکوت کے نائب سرکشی و بغاوت پر مستعد ہیں ہر چند
وہاں کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے میں سعی کرتا ہی
کچھ مفید نہیں برتی، اتنا سنتے ہی سلطان عالیشان چار پلٹن تین رسالے اور توپخانے
ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو جھکدوں نے سلطان کی روانگی سے اپنی
جان و مال کا خوف کر ہمارا اور جنگل کا راستا لیا، جب یہاں کے حاکم نے موکب
والا کا استقبال کر کے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُس کو
خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ میں لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہئے تم سے
نہو سکیگا، بعد اُس کے مہتاب خان بخشی کو اُس صوبے کا ناظم کر دارالسلطنت
کی طرف مراجعت کی، بخشی مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیتوں کو دلاسا بھر و صا
دے دے بلایا لیکن اُن شورشیدہ بختوں نے کوچی والوں کی پرچاک و اغوا سے
جنگ و جہال کا قصہ کیا، جب یہ حال ملا زمان سلطانی کے گوش گزار ہوا تو اُس
بلند اقبال نے ادھر تو آپ معہ لشکر آمادہ قتال ستنی کال اور کور کال کے رستے
فوراً کلیکوت کی جانب کوچ کیا اور ادھر اپنے سپاہیوں کو اہل ضلال کے ملکوں
کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ان لوگوں نے فصیوں قریوں میں قرار و اتعی لوت
بات مجادی، اکثر مسجد ترمذیہ مارے پرے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فرمان
بردار ہوئے، اسی عرصے میں کتنے ہندو ارون نے ترچنپلی کی اطراف پر تاخت

کر اُسے ویران دینے چراغ کیا، اور اُس قلعے کے سر دار نے حضور والا میں
 ایک عرضی اس مسمون کی بھیجی کہ تنبیہ ان احمق قزاقوں کی جو سرکار
 خداداد اور سرکار کنہی انگریز کے باہم ان دنوں میل ملاپ کو دیکھ اس
 صوبے کے علاقے کے محالوں کو لوٹ کر چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس اتفاق کو
 برہم کرین، ضرور ہی، سلطان نے اُس کے جواب میں فرمایا، ممکن نہیں کہ
 سرکاری سپاہی بغیر اطلاع سرکار کے ایسی حرکت کریں، شاید اُس
 نواح کے کسی راجا نے قابو پا کے ایسی دلیری کی ہی اب جاسوسوں
 سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس
 طرف ناخت کی، کوچی والے اس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی
 بنا کر لڑنے کو آمادہ ہو گئے، ادھر سے بھی حب الامر عالی بہادروں نے رات
 کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اس کے
 سلطان آگے برہنے پر مستعد ہوا، خیر خواہوں نے حضور والا میں عرض
 کیا کہ اس وقت آگے کا غزم کرنا اچھا نہیں کیونکہ سامنے راجہیں ناہموار اور
 بری بری ندیاں واقع ہیں خدائخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب
 ہو جائیں بر سلطان اپنے جان نثاروں کے اس کہنے کو خاطر میں نہ لا کر فوراً
 اندھیری رات میں بالکی پر سوار ہو دو پلٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا،
 اور حضور فی انیون نے ایک ہی ہلے میں دشمنوں کو مار ہٹا حصار مسخر کر لیا
 اعدا قلعہ کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہیں اقامت کر فوج اور
 توپ خانہ کے طلب کے لئے ہر کارون کو حکم دیا، جب انھوں نے دو پلٹوں
 کو جو شکستہ لہر دلی اور تراشہم پر تعینات تھیں خسر کر روانہ کر دیں اور دوسری
 پلٹیں جا۔۔۔ کو پیادہ ہوئی تھیں کہ اچانک حریف کے سپاہیوں نے دغا کر۔۔۔ نور کے

نہ کے بانی کے بنیوں کا منہ لھول دیا جیسے کھائی۔ جسے سب بھر گئے اور فوج
 سلطان برکک پہنچنے کی راہ بند ہو گئی، تب تو اعدائے چاروں طرف سے
 بہادرون کو گھیر لیا، ہر چند بے اُن گمراہوں کے ہمتانے میں کوشش عمل میں لائے
 یرنا کام نوع بنوع کے دام بنا میں گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و حاکم سوار دلیری
 و شجاعت کو کام فرمایا آقا کے سامنے زخمی و شہید ہوئے، تب میر قمر الدین خان بہادر
 نے کہ سوار ہی خاص کے منہاں تھا بروقت پہنچ جھٹ سلطان کو پالکی پر سے
 اتار لیا اور بخبر و عافیت لشکر گاہ میں پہنچایا، مگر سلطان جلودارون میں سے
 کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرتع کاریا لگی جسکے بنانے میں نو لاکھ روپیہ
 خرچ ہوئے تھے مع سمجھو نے اور ایک قبضے کنار کے جکا دستہ ایک زمرہ
 کے دانے کا تھا اعدائے ہندو لگی، اللہ حضرت سلطان اور میر قمر الدین خان
 نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر رو دغانے کے پار جاثقیون برخوب ہی
 تیغ زنی کی اور سبہ سالارون نے بھی بموجب امر عالی کے، تلوار و تبر
 کی وارون سے جتنے چھوٹے برے کو پایا مار کھپایا، باقی بچے بچائے ملک و مال
 چھوڑ چھاڑ مایبار کی طرف نکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بندہ کے
 قلعے میں داخل ہو کر سب مال متاع توپ و خیرہ سمیت ضبط کر لیا،



چڑھ آنا جنرل مہندس و سب بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو،
 لڑنا فریقین کا سستی منگل کی نواح میں، روانہ ہونا رايات
 ظفر آيات کا پاٹن گھات کی طرف اور وہاں کی فتح و نکاح بیان،

جب سلطان عالی شان نے اس نواح کے بند و بست سے فراغت حاصل کی تو۔

ملیبار کے راجا سے خراج طلب کیا، اُس نے سپاہِ سلطانی کے رعب سے، خوف کھا کر
گورنر مدراس کے پاس اس امر کی نالیش کی جس پر جنرل مینڈوس بہادر
سلطان کے مقابلے کو متعین ہو کر شہرِ نگر میں آپرا اور یہاں سے راجا کی مدد کے
واسطے آگے بڑھا، کوئٹہ اور سستی منگل کی نواح میں سلطانی فوج ہراول
کے ساتھ بری ترائی واقع ہوئی دونوں طرف سے توپ بندوق بان کی آوازوں
سے غوغای محشر برپا تھا قرآن کو نئے جنگل میں خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوت زن و مرد
کو اُنکے گردنار کر لیا اگرچہ دونوں لشکر آپس میں لڑ بھڑ کر رہے، لیکن شام کے
وقت جب جنرل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی میں اُترا تو سلطانی سپاہ نے بری
نک و دو سے اُس کو نرغے میں کر رسد کی راہ روک لیا، دوسرے دن جنرل نے آگے
کوچ کیا اور سستی منگل کے قلعے میں عمل کر جندے وہاں تھہرا، بعد اُسکے کوئٹہ اور
کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہ خبر سننے ہی خسرو گیتی سنان
اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جا بڑا اور ترائی کے دستور برص
آرا ہوا، مگر جنرل بہادر بھوانی ندی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح
دیگیا اور کرنیل کمسویں کہ بیٹنگ لے سے پانچ بلٹن لے کر ایک میں جسکے ایک ہزار
فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کالٹری اور میگت گری وغیرہ کے راجاؤں کی فوجوں
سمیت کوچ کر کے وانمباری اور تریاتور میں پاسبانون کو مقرر کرتے رکھات کی
طرف روانہ ہوا سلطان اس حال سے آگاہ ہو سید صاحب سپہ سالار کو اُسکے
مدافعی کے لئے بھیجا اور اپنا دیرانگر میں رہنے دیا، جبکہ یہ سپہ سالار اپنی فوج سمیت
الغارون چلتا تب کرنیل بہادر جو دھرم یوری کی جانب گیا تھا ترنت کندلی کی نواح
میں بھر آیا وہاں سید غفار نے پندار و بکے سوار سمیت اُس سپہ سالار لے
لشکر سے آگے بڑھکے انگریزوں کی فوج کے ہراوا و حملہ کرنپ کے دیرتھ سے

سوار اور دوسری سپاہی اسیر کر لئے، کرنیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ میں سر کر کاویری بتن کو کوچ کیا، جب راہ میں فوج قاہرہ کو ایستہ کر دیکھا تو پہاڑ کی نرائی اور میدان میں ہو کر پتوں رکھات کا راستا لیا اور دھڑے جنریل مینڈوس بھی اُسے گھانٹنے کے نیچے الغاروں اُسے آملایا لیکن اُسے کچھ آگے ہی سلطانی جانبازوں نے وہاں پہنچ جو انمردی دھڑوں کا جوہر ظاہر کر سخت زرد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب حریف کی جانب کے مردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی میں نہلکھ پڑ گیا، تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللہی رسالوں اور توپخانے سے اُن کے پیچھے ناخت کر ابا اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بجاو کی صورت تھی جنریل اپنی سپاہیوں سمیت قلعہ باندھ بہرہ و بنگاہ کو درمیان کر پھرستی منگل کی جانب روانہ ہوا، قصہ کو تاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر میں رسد و آذوقہ نہر گیا اُسے اُن پر بری تکلیف و سختی گزرنے لگی اور چون رسد و غبرہ ضروری چیزوں کے پہنچنے کی بھی اُمید نہ تھی، بضرورت جنریل بہادر مع تمام لشکر ترچناپائی کی سمت پھر چلا، بہادران ظفر تو امان سٹی منگل کے میدان میں اُس کی راہ چھینک جاو و نظرف سے اُس برتوت برآ اور ایسی جو انمردی و مردانگی مردوی کا دل لائے کہ منصف مزاج مرداروں نے تعریفیں کیں اُنکے ہی درسی حملوں سے قریب تھا کہ سپاہ اعدا ہر اگندہ و پریشان ہو جائے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانبازان لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنریل بہادر لڑائی سے ہاتھ اٹھا ہمت سامان و اسباب و مہین چھوڑ چھٹار آ کے چل نکلا، فارنگر سواروں اور دوسرے رسالوں نے بہر اُسے کھیر کر جنگ آغاز کر دیا، قضا کا رسلطانی ہراول کا سردار مارا ہوا، سلطان مرحمت نہاد نے اس واقعہ پر تاسف کھا کر

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہدار اور رسالے کے سردار لوگ
 حرب و ہیکار کا فرخشہ متادینے کو ناخست کرنے اور گھوڑے اُتھانے پر مستعد ہو کر
 طالبِ حکم تھے لیکن چون اجازت نہ تھی حسرت کا اُنھماں مل کر رہ گئے اور اسی
 سبب سے جنریل کو اُدھر بری فرصت مل گئی کہ وہ نئے کھٹکے کوچ در کوچ ترچناپلی
 کے قلعے میں جا پہنچا، اب سلطان نے میر قمر الدین خان بہادر کو تو سہ ماہی منگل کا قلعہ
 عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سواروں کے تئیں ترچناپلی کے محالوں پر
 ناخست و نارا ج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبوں فریوں کے اُجاڑنے بھونک دینے
 کے لئے تعینات کیا، جب تک جنریل بہادر اپنے لشکرِ ممیت دریا کنارے
 کے رستے اُفنان و خیزان میں اس پہنچا، سلطان بھی چنچی اور ہر موکل گڑھ کے
 سوا تک اُسکا پیچھا کیئے گیا، اور اُدھر قمر الدین خان بہادر نے سستی منگل کے قلعے کو
 محاصرہ اور ہر طرف سے رولا کر حصار کے توڑنے دھانے میں سعی کی، لیکن
 قبل اس کے کہ او لیاے دولت مظفر و منصور ہوں اُس گروہ کے سردار نے
 رسد و آد و فے کی کمی، سامانِ جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے دکیل بھیج کر
 صلح کا بیغام کیا اور قول قرار در میان آنے کے بعد قلعہ سلطانی مانا زمون کو چھوڑ
 دیا، خان مذکور اسیروں کو لیکر حضور میں آ پہنچا، تب حکم ہوا کہ سرداروں کو
 میجر سانبر ممیت قید کر کے دارالسلطنت میں پہنچائیں اور اُس کے سیاہی،
 سلطانی فوجوں میں بھرتی کیئے جائیں جب جنریل مذکور اس میں پہنچا، سلطان
 نے سواروں کے رسالے اطراف و نواح کی تسخیر و ویران کرنے کو بھیجے
 چنانچہ قمر الدین خان نے جو ہر موکل پہاڑ کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوجِ ممیت
 و ۱۰۰۰ پہنچ اطراف کے ہزاروں غریبوں و عیون کو جنھوں نے انگریزوں کے
 نھانوں کے آسے پر اُس پہاڑ کو اپنی پناہ کی جگہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کر ڈالا کیونکہ اُس قلعے کے سردار نے جو اوایل میں کچھ دنوں نواب مرحوم کی قید کا مزاج کھچکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی ہمت اور اپنی اگلی مصیبت کا دھیان کر دے دوسرے کے بہانے سے ایک کو تھری میں گھس کر قلعے کا انتظام اپنے کار گزاروں کے ذمے کیا تھا اُن لوگوں نے جب ایسی ابتری اور خانہ خرابی دیکھی تو مناسب بخان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے موافق حوالے کر دیا،

بنگالے سے آنا کورنر جنرل لارڈ کارنوالسن کا، اور ملایمنا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹوں کا، لشکر کشی کرنا ان تینوں سرداران ہم مہد کا سلطنت خداداد پر، مسخر کرنا بلا گھات کا، اور اٹیان واقع ہوئی سلطانپور اور ان تین سرداروں کے سپاہیوں میں واقع ہوئی، اور رودادوں کے جو سن بارہ سی چھ ہجری میں واقع ہوئی،

دریا کے اخبار نگاروں نے جب پائین گھات کی جانب سلطان کے متوجہ ہونے کی خبر گورنر جنرل بہادر کو لکھی کہ فوج سلطانی، دروبت کرنا تک پائین گھات کی سرزمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر مسلط ہو گئی، کچھ دنوں تک تو جنرل مینڈوسس اُن کا سامنا کرنا نہ، آخر وہ بھی رسد اور ساز و سامان حربی کے چاک جانے کے سبب بے بس ہو کر مدد اس کو بھر گیا، اور گورنر جنرل کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل میں نہ آئے تو خوف ہی کہ سر تا سر بہ ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عنقریب ہاتھ سے نکل جائے تب اس ضمن میں نظام علی خان کے وکیل ابوالقاسم خان عرف میر عالم

نے جو قبل اسکے بتجو بز مشیر الملک دیوان ناظم حیدر آباد بنگالے میں آکر
گورنر جنریل موصوف کو اقبال خداداد کے استیصال کے لئے اشتغال
دینے میں مصروف تھا، فرصت وقت پائے اس بات میں بری کوشش کی
یہاں تک کہ گورنر جنریل کو ان گھاتوں اُتاراکہ اُدھر تو اُس نے ناظم حیدر آباد
اور حاکم پونان کو آپس میں متفق ہونے اور تمام ملک بالا گھات کے منہجیر
و تقسیم کر لینے کے واسطے شتے لکھ بھیجا، اور مدد اس کے سرداروں کو بھی
سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیوں کے جمع کرنے کا قدغن کیا، اور اُدھر آپ
اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا، چونکہ حیدر آباد کے ناظم اور مرہٹوں کو
ملک خداداد کے لینے کی بری فکر و تلاش ہی رہا کرتی تھی، اس لئے اب وہ
گورنر جنریل کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی طہاری میں سرگرم ہوئے
اور انگریز کے سردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے،
کرنیل ریت اخبار نویسوں کے داروغہ نے جو انہوں کو گڑھ کی چوکی پر تعینات
ہوا تھا تدبیرات شایستہ اور زر پاشی و شبیرین زبانی سے بالا گھات کے
راجاؤں کو جنھوں نے نواب مرحوم کی جباری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث
اپنا اپنا ملک چھوڑ دیا تھا، ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور اسباب بہم
پہنچانے کی شرط پر بھیج کر انھیں اپنے علاقوں کی سرحدوں میں داخل و تصرف کی
بروائگی دی اور نقشہ سرنامہ ملک بالا گھات کا باد صف ایسے ضبط و انتظام
کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع میں بے حکم وہاں کے
حاکم کے جائے کے مبالغہ کثیر خرچ کر کے اور ہوشمند جاسوسوں منشیوں کو سودا گردوں
کے بھیس میں بھیج کر منگوایا اور سرکار خداداد کے کتے سرداروں عہد داروں کو
بھی اپنے ساتھ ملا لیا، خیر بہر تو یہاں اس تدبیر سے گورنر جنریل کے پہنچنے کی

انتظار میں تھا اور وہاں اُس کا خفیہ نویس سید امام حسن نے دارالسلطنت
پتہ کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کر لی تھی۔ بعد ظاہر ہونے اس
بھید کے کہ وہ ہمیشہ بی در پی بہانہ کی تھبک تھبک خبریں لکھ بھجھا کر تاہی
حضور میں بلایا اور یہ کہا گیا کہ جو کچھ تو نے کیاہی اگر سچ سچ کہہ دے گا تو تیری
جان بچگی، اُس نا آزمودہ کار نے کئی اور سرداروں کے بھی نام جنھوں نے دغا کی
راہ میں قدم رکھا تھا لکھ کر حضور میں گزارنے، چنانچہ بعد تحقیقات شاید وہ
تدارک باہستہ پند رہ آدمی جلا دون کے حوالے کیے گئے، پھر اُس کا فر نعمت
سے جب پوچھا گیا کہ تو نے جو اس سرکار کا نمک کھا کے ایسی حرکت کی اب
تیری سزا کیاہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اسے بھی اوروں کے ساتھ قتل
کرین، یہ خبر سن کر دوسرا اخبار نویس امام الدین نام بھی جو اسی کام پر مقرر ہو کر
کولار اور تندی گڑھ میں رہا کرتا تھا، راتوں رات سات گڑھ کے علاقے میں کرنیا تہ
کو اُڑا لگا، ہر چند اس طرح سے کرنیل دیت کے جاسوسوں کا حال کھل گیا اور
وے قتل ہوئے تھیں بھی اُٹھنے اس کام کو پھوڑا، الغرض جو نہیں گورنر جنرل
بہادر کو شکر وغیرہ کی طیاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی
سیاہیوں کو ساتھ لے جہاز پر سوار ہو کر اس میں آئے، پھر یہاں سے ایک مہینے بعد
چارلٹن، چھ ہزار اہل فرنگ تین ہزار مواد حمیت بری طیاری سے بالا گھات
کی سنجیدگی کے ارادے روانہ ہوئے ویلور میں داخل ہوا، جس وقت سلطان
پہلچری کے سردار فرانسس کے ساتھ ملک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسوں
نے اس سپہ سالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس میں پہنچائی جس
محمد خان بخش اُس رودادی تحقیق کے واسطے برے جہاد کے ساتھ حضور سے
رخصت ہو چنگم گھات کے رستے تڑپا تو رہا پہنچا، تب تو دہرہ سی انگریز

جو قلعے میں تھے اور کاستری راجا کا سردار علاقہ دار جو تین سو پیادوں سے اُس قلعے کی نگہبانی کیا کرتا تھا اسے سب کے سب سو راج نکلنے کے پہلے ہی گڑھ سے نکل انیور گڑھ کے رستے چل کھڑے ہوئے، پرتھویشمار سواروں نے دھاوا مارا ایک ہی حملے میں انھیں لوٹ لیا، اور دماغ دار سرداروں کو بھی اسیر کر کے مراجعت کیا، نظام علی خان خود تو چالیس ہزار سوار، بیس ہزار پیدل سے متہ امرا اور اپنے دو تون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدر آباد چھوڑ پانکل میں آ رہا اور اپنے امیروں کو اُس نے بہت سی فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کے سر کرنے کو روانہ کیا، جب گورنر جنریل بہادر موکلی گھات اور نیگت گری پار ہو، موہر واکل، کولار، سکوتے میں تھا نے مقرر کر سیدھا کشنراج پور میں جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا، سلطان بہر خبر سنتے ہی الغاروں پر تھہ دور آ، پوشیدہ نہ رہ کہ جب سردار فرانسس نے انگریزی شکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھات کے درہم برہم ہونے کا حال سنا تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت میں اپنے ہزار جوان تعینات کر دے، مگر سلطان کے بعض بعض باطن ملازم جنکی گفتار و کردار کا اُس کے حضور میں برا اعتبار تھا ظاہر دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ شکر اسلام کو ملک فرانسس کی جو کسی کے ساتھ و فائین کرنے کچھ حاجت نہیں ہی القصہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع کرنے کا قصد کر اُسی شب قرآن بان داروں کو انگریزی شکر کے گرد بگرد آتشباری کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا، اور ان چالاک سپاہیوں نے حسب الامر ناخت کر اُس رات کو مارے بانوں کے بھور کر دیا، گورنر جنریل بہادر نے کہتے آگے برہہ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پر آ

اُتر، تب سلطان نے سید حمید سہسالا رکو اُس کی فوج سمیت دوسرے قلعے کی جو کی پہرے کے لئے تعینات کر محمد خان بختی اور بہادر خان قندھاری کو قلعہ داری کے کام پر مقرر کیا اور شیخ انصر سہدار کو قلعے میں بھیج آپ آگے کا عزم کر تنگی کی نواح میں خیمے کھڑے کرنے کا حکم کیا لیکن ہنوز خیمے برپا نہ ہو چکے، اور پیادے سوار دھات کی طرف لکڑی گھاس لانے چلے گئے تھے اور یہاں چار یلتن پیدل، اسد اللہی رسالہ، خاص اصطبل کے تین ہزار سوار جرّار چارون طرف سے خاص سواری کو گھیرے کھڑے تھے جو کرنیل قلائیہ تریپ کے بالکل سوارون سمیت پیش قدمی کر سلطانینوں کی منزل گاہ ہر جہد و تارا اور ایک ایک کی توپ خانے کی طرف جھکا، تب تو پیچھون اور فوج کے سردار نے سامھنا کر مارے توپ و تفنگ کے اُسے ہٹا دیا، اتفاق سے اُسکے کلتے پر ایسی ایک گولی لگی جسے اُس کی زبان بند ہو گئی، بنا چار کھیت سے اُس کے سردارون کے بانوں اُکھڑ گئے، اور سواران نصرت نشان نے خوب ہی بہادری کا حق ادا کیا، انگریزوں کے چار سنی سپاہی کو گھوڑے سمیت اسیر کر لیا، باقی ماندہ گرنے پڑنے اپنے تئیں کمر کو نکل بھاگے، دوسرے دن کرنیل مورس اور جنرل مینڈوس نے انہو سپاہ سے شہر پر ہٹا کیا، جب دونوں طرف کے ہزارون سپاہی کام آئے، شہر مستحضر ہوا، مال اموال زبرد و جواہر اس قدر ہاتھ آیا کہ اُنکی ننگہ سستی جاتی رہی بربج غنیم کی فوج سے کرنیل مورس مارا برآ، تب دے مورچہ ماندہ دو ہفتے تک حصار کے توڑنے میں مصروف رہے، بموجب حکم سلطان کے، قمر الدین خان بہادر اپنی فوج لئے اس مہم میں قلعہ والوں کی پشتی کو سرگرم تھا، جب قلعے کی دیوار توڑ گئی، سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دیا، کشن راو نے سارا سرانجام تو بخانہ، خزانہ اور اور کارخانوں کا سامان و لوازمہ دارالسلطنت کو روانہ کیا، یہاں

کلہم تین ہی یلٹن رکھی، بعد اسکے بعضے ترقی خواہوں کی مرضی سے یہ بات تھہری
 کہ قلعے کی محافظت موشر لالی فرانسیس کے سپرد اور میر قمر الدین خان بہادر
 اور سید صاحب کو فوج سنگین کے ساتھ شکر اعدائے مدافعے کو مقرر کر
 سلطان خود نظام علی خان اور مرہٹوں کے مقابلے کو روانہ ہو القصد یہ سردار
 فرانسیس رخصت ہو کر نہر تک بھی نہ پہنچا تھا جو کشن راو نمک حرام نے
 یہ حال معلوم کر ادھر تو انگریزوں کے ہر کاروں کی معرفت جنھیں وہ اپنے
 نوکروں کے لباس میں اپنے پاس رکھتا تھا مورچے والوں کو ہشیار
 کر دیا کہ ہٹا کر نے اور قلعہ لے لینے کا یہی وقت ہی اور ادھر آپ قلعے
 سے نکل اُس نہر کے باندھ پر آ اُس سردار فرانسیس سے ملاقات کی
 اور دوستی کی راہ سے اُس کا اتھ بکتر کر دینک اُسے وہیں بٹھلا ادھر ادھر کی
 واہی تباہی باتوں میں لگائے رہا، جب تک اُس کم بخت کے اشارے کے موافق
 مورچے کے سردار جھت پت اپنے جوانوں کو مسلح کر دوپہر رات کے بعد
 اکبارگی و بان جا تو تے اور طرذ تر بہر کہ یہاں کے قلعہ دار اور سید حمید سپہدار نے
 بھی اُسی خانہ خراب کے کہنے پر اپنے اپنے سپاہیوں کو جو اعدائے مقابلے کے
 لئے آمادہ و طیار تھے کھانے پکانے میں لگا دیا تھا، آخر کار یہی دونوں مردار کتے
 بنا قرار و نکو ہر اہلے ہمت کر اعدا کی سپاہیر جا پڑے بلکہ انھیں دروازے کی
 زنجیر سے ادھر ہٹا بھی چکے تھے کہ اسی مابین میں فرنگی لوگ شراب پی پی دوڑ پڑے
 اور شکر قاہرہ کے جمع ہونے ہوتے حملہ کر برج و فصیل پر چڑھ گئے، سید بھڑ کو
 بغیر فوج کے وہاں تھہرنا مناسب نہان کر شکر کی طرف پھرا، آخر کار تیسے دونوں سردار
 قلعے کے دروازے کے سامنے قدم مردانگی جما کر مع اپنے چالیس پچاس رفقا
 کے لڑ بھڑ کر مرتے، شیخ انصر سپہسالار اپنے جوانوں سمیت اسیر ہو گیا

اور قلعہ بھی سر ہوا، محصور اور اُن کے اہل و عیال گرفتار ہو گئے، قمر الدین خان بہادر اور سید صاحب انگریزوں کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم ہوئے، سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جا چکا ہے سپاہیوں کی جمعیت منتشر نہ کرو، اُنھیں یوں سمجھا صبح کو آگے کوچ کر ماکرتی کی فوج میں مقام و خیام کرنے کا حکم دیا، اس روز دہر چار دن گزرے تھے کہ گورنر جنرل بہادر تین ہزار سپاہی اور چھ سو فرنگی قلعے میں حفاظت کے لئے رکھ کر اُس طرف جہان چک بالا پور، بنگور، مدن پٹی کے راجاؤں نے سلطان قلعہ داروں سے اپنے آبائی قلعے قصبے قریبے بعضے کو لے کر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے موافق رستہ اور مویشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا، ہر چند دھڑے سے خان بہادر مذکور دشمنوں کا ناکارہ وک کر اُن کے مقہور کرنے میں سعی بجالایا، پندرہ سے بھی پیچھے سے آکر قوت پرے اور شکر والوں کو پراگندہ و پریشان کر بہت سا مال اموال لوٹ لے گئے اور فوج اعدا کے ہتھانے کو نیت ساعی ہوئے، مگر چونکہ نصرت و اقبال نے یاد رہی نہ کی بناچار وہ پیچھے ہٹے اور گورنر جنرل بہادر نے اُس کی صبح کو آگے برہم دیون ہٹی میں پہنچ کر اپنے لشکر کا دیر کیا اور یہاں کے قلعہ دار کو صلح پر راضی کر سارا ذخیرہ اور ہر جنس کا اناج جو اس میں تھا اپنے سپاہیوں پر تقسیم کر دیا، پھر دو دن بعد یہاں سے کوچ کر چھوٹے بالا پور کے قلعے کے قریب آ مقام کیا، ہر قلعہ دار یہاں کا قبل اس کے کہ انگریزوں کی فوج اُس حوالی میں آکر اترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر باہر اکل سپاہ و آلات جنگ حمیت تندی دہرگ کے پہاڑ کو چلا گیا اور انگریزوں کی فوج ہراول دے تر د قلعے میں داخل ہوا سبب و ذخیرے پر قابض و دخیل ہو گئی تب گورنر جنرل بہادر نے وہاں کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھ لاکھ روپیہ نذرانے کا

بند و بست کر قلعے کو مع متعلقات، اُس کے حوالے کر دیا اور آپ اناجی درگ کی طرف کوچ کیا، جبکہ اس راجا کے نصیبوں نے مدت کے بعد اُسے بہرہ و کھلایا تو وہ بھی نیک ساعت دیکھ قلعے میں داخل ہوا، یہاں کے بند و بست سے دلجمعی حاصل کر لیا تو مذاکمی جانب چلا گیا، اب سلطان کشورستان نے نیگت نایر کو انگریز کے سردار و نسمیت جو تریاتو کے قلعے میں اسیر ہو آئے تھے اور صوبہ آرکات کے نائب جوگی بندت کو جو حضور سے برادر بہ اور راجا رام چند خطاب پاکر بنگور کے تمام تعلقوں کی سرشتہ داری پر متعین اور ان دنوں دشمن سے مشتق ہو گیا تھا، ہرین ہٹی اور راے درگ کے راجاؤں کے شامل شمشیر سیاست و نغیر سے قتل کروایا اور کشن راؤ کو دارالطنت کے بند و بست اور خرچ لشکر کے واسطے فراہم بھیجنے کے لئے رخصت اور آپ افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالا پور کا عزم کیا، جب آیات ظفر آیات و مان جا پہنچا تو قلعے والوں نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج و حصار میں قرنا و نقارہ جنگ کا بجایا، جس پر ادھر سے بھی ہنگام نہ ہونے پر موجب حکم والا کے نکل کر قلعہ مستحضر کر لیا، ہر چند اہل حصار نے پہلے ایسی جو انردی کی کرد و ہزار غازی کھیت آئے، لیکن آخر کار وے بد کردار لاپارہو کر مارے پگئے اور تین سو پندل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لئے اُن کے ہاتھ پاؤں توڑ کر چھوڑ دیا، القصہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان میں شور و محشر برپا ہو گیا، بعد اسکے سلطان نے و مان سے کوچ کر سالکین کے گرد و نواح میں جا مقام کیا اور گورنر جنرل بہادر نے اناجی درگ محمد خان کابلی سے قلعے کو تورد و دن و مان توقف کیا تھا کہ اسی میں اُن راجاؤں نے جنکا ذکر اوپر گذرا رہا کہ لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر میں پہنچایا، اسکے بعد و مان سے

کوچ کر میرک ملا کی اطراف میں جا دیرا کیا، اتنے میں اسد علی خان اور بہرامی
 مشیر الملک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت شکر میں داخل ہوئے
 اسکے دوسرے دن یہ لوگ یہاں سے کوچ کر چنتاسنی اور موپردا کل کے رستے
 بالا بنگت گری کو جا پہنچے، انہیں دنوں جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیروزی شان ساتھ
 لئے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے
 ایک قاصد نے دارالسلطنت سے پہنچ کر خلوت میں عرض کیا کہ کشن راو نے
 بعضے نمک حراموں کو ملا لیا اور بنہستی سے شکر بھی منگوایا یہی غالب کہ اب تک
 دارالسلطنت میں برآفتہ و فساد برپا ہوا ہو گا یا آج ہی کل میں ہوا چاہتا ہی، جا
 علاج سہل نہیں، جو نہیں اُس حالی شان نے یہ ماجرا سنا سید صاحب کو
 انہوہ فوج دربار موج کے ساتھ واسطے تسکین دینے اس ہنگامے کے
 دارالسلطنت کی طرف روانہ کیا،

ذکر دارالسلطنت کے بند و بست و انتظام اور سزائے عمل کشن
 راونا فرجام کا، پہنچنا سلطان عالیشان کا دارالسلطنت
 میں، ہنگامہ و فتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرہٹے کا
 سلطانی مملکت میں،

جب سید صاحب حضور سے رخصت ہو دو پہرات کے وقت دارالسلطنت
 کے نزدیک آ پہنچا تو اُس نے اپنی فوج کو نہی کے اسی پار رکھ آپ نور کے تر کے
 بان سسی سواروں سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ بارود دروازہ کھولنا،
 جس پر اسد خان رسالہ دار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرتا تھا سید موصوف

کے چھیننے کو فتح الباب جان کشادہ روئی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا، تب سید نے قلعے کے اندر جا کے اپنے سواروں کو بعضے کارخانوں پر تعینات کر دیا اور آپ سلطان کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو نسلیات بجلا کر سرکاری کچہری میں جا بیٹھا جہاں کشن راؤ کے بھید تلے دارالسلطنت کے قلعہ دار نے آکر اپنی وفاداری اور اُس ناہنجاری کی مدکرداری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے میں سبب لغہ کیا، تب سید مذکور نے ایک عصابہ دار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے حکم دیا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ میں تم سے کچھ سروکار نہیں رکھتا، جب اس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہو گئی تو حضار دربار نے سید موصوف کے حکم منکم سے اُس نایاک کے گھر میں گئے جس سے بدینغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزبلے پر ڈال دیا، لیکن مرنے وقت بھی جلن کے مارے وہ جہنمی بہر چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا میں وہ زور گرم دہگتی آگ چھوڑے جاتا ہوں جو سلطان کے حین حیات تو تھمتھی ہونے کی نہیں، الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی، جیسا اُس نے کہا تھا زبانہ اُس آتش فتنہ کا دیباہی پھیلا، قصہ کو تاہ بعد روانہ ہونے سید صاحب کے ادھر تو سلطان نے میر قمر الدین خان کو دس ہزار سوار آمادہ حرب و بیکار کی مرداری میں متعین کر بہر ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و ہنگاہ برد و آمارے رہو اور ادھر آپ دارالسلطنت کے بند و بست کے واسطے سید کے پیچھے کوچ کیا، گورنر جنریل بہادر اپنی فوج وغیرہ سمیت بنگلور کو گیا، سلطانی سپہ سالار نے فوج غنیم کا قصد کر ایسی نہ بیر و قدغن کیا کہ پندارے مغلیہ سپاہیوں کا باناسج حریف کے چند اول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے میں کچھ قصور نکلیا چنانچہ پانچ ہزار پیل اناج کی گونوں سمیت اور دو سو سوار پکڑ لائے

غرض کہ ہر روز سلحہ داروں ہتھانوں دکھنیوں کا گویا یہ معمول ہو گیا تھا کہ دے
 تقدی کے دل کی طرح انگریز اور مغل دونوں کے طلبے اور ہراول پر قوت بعضوں
 کو لوتتے و بعضوں کو تیر و تفنگ سے مار گرانے اور دشمنوں کے آنے جانے کی
 راہ کو ایسی جو کسی سے روک لے تے کہ دے بچارے مجبوری کے مارے
 اپنے لشکر کی حد سے پانون باہر نہیں رکھتے تھے اور جنگ کے مقدمے میں
 تو خود مرد الہی اور سورما بہادر و ن کے جد و جہد سے بے حد و نہایت ہی رعب
 و دہشت دشمنوں کے دلوں پر پھار رہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے
 بذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل
 گیا، جسے دے نیت بدحواس و مضطرب تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو بہر
 حالت تھی کہ ادھر تو نواب موصوف نے پانگل میں مقام کر اپنے امیرون
 کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا پناچہ عیسیٰ خان
 یار جنگ نے اپنی فوجوں سے قلعہ کنجیکوٹ، تار پتری، تار مری وغیرہ کو کئی مہینے
 بعد عمل کر لیا، اور حافظ فرید الدین مخاطب بموید اللہ و لشکر عظیم لیکر گتھی کی
 جانب چڑھ دیا، جہاں قطب الدین خان دولت زئی اپنا جما و لیکر اُس کے
 مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز نہوا، دوسرے دن بھر اُس نے دشمنوں کا
 سامنا کر بری دلیری کی، تب وہ حضور میں طلب ہو کر اپنی فوج مصیبت دار السلاطنت کا
 عازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گتھی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر
 نہیں آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کر پائے کا عزم کیا اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے
 شہر کرپا اور سدھوت لے قلعے میں اپنا داخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل،
 نو ضرب توپ سے گرم کندے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہترے حملے کیے، اور پہاڑ
 و ترائی کے حصار کے قلعہ دار کو خط ذریعت آمیز بھیجے، پر دے اقام طرح کی

آتشباریاں کرنے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شٹاک مارنے سے اعدا کو
 تباہ و رو سیاہ کرتے رہے اور اُدھر مرہٹے کے سردار بھی حاکم یونان کے حکم
 سے اپنی سرحدوں کے قریب کے قلعوں کی تسخیر کو مستعد ہو چرہ آئے،
 چنانچہ یرسرام ناظم مرج نے وہاں کے بعض قلعے اور مکان تو لڑ کر اور کتنے صلح پر مستخر کر کے
 اپنے ملک کے داخل کر لیا، اور بد الزمان خان قلعہ دھاتار وار کا صاحب صوبہ نومہینے
 تک تو (جب تک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے مرغے میں رہ کر داد شجاعت
 و دلیری کی دینا، آخر کو جب گولاباروت اور ذخیرہ چک گیانتب بمجبوری قول
 قرار کے بعد قلعہ دشمنوں کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانوں سے مستحصن ہوا، اب
 غنیم نے محصل تعینات کیئے کہ خان مذکور کو طوق و زنجیر کر کے یونان روانہ
 کیا جائیئے، خان موصوف بہر خبر سن اُن ابلیس کرداروں کے قول قرار پر
 لا حول رہا۔ اپنے ساتھیوں حمیت بری دلیری سے لڑنا بھرتا نگر کی طرف
 چل نکلا، اعدا بھی تیغ و نیز لے لے مور و بلخ کی طرح کثرت سے اُن پر آتے،
 سلطان سپاہیوں نے ہر چند اُن کے مار ہٹانے میں مقدور بھر قصور کیا
 لیکن آخر کار خان تھوڑا شکار کئی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور نہ کو تھے میں مقتدر،
 رفقا اُس کے چار پایوں کے حصوں نے کچلے گیئے، تب تو اُس ضلع
 کے سب قصبے قریب غنیم نے لے لیئے، ہری بندت پھر کیا نے ہری ہٹی کے
 دسے آکر اُس کی گردنواح کو ضبط اور شوم شنگر دہان کے راجا کو اُس کے
 آبائی راج برسند نشین کر صوبہ سر امین اپنا دخل کر لیا، یرسرام ناظم مرج
 نے دھاتار وار، انگولا، مرجان، شانور وغیرہ کے بند و بست سے اطمینان
 حاصل کر چیتل درگت میں پہنچ کے دہان کے قلعہ اور دو تھان کے پاس ایک
 افراد نامہ اُس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو چار لاکھ روپیہ کی جاگیر باؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھتیکے رہو گے بھیجا، دولت خان نے بظاہر اس امر کو اقبال کر کہا۔ بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللہ تعالیٰ یہ خیر خواہ سامنے آکر اس مقدمے میں جو کچھ کہنا سنا ہی خاطر خواہ نجات یز کرے گا، حریف اس بیغام پر خوش ہو کر انتظار کرنے لگا، ادھر دولت خان رات کے وقت دواسر اللہ ہی رسالے اور ایک ہزار جری پیدل سمیت قلعے سے نکل اس قصد پر کہ حریف کے خیمے میں داخل ہو کر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلا دے، اُسکے لشکر کو چلا جب فوج کے بیچون بیچ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے میں مرشار تھا بند و ق سر کی اُس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک کر طیار ہو گئی دولت خان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنچہ بہادری کھول بہتون کو بسترستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا کی جانب چل نکلی دولت خان اعداے دولت کو زیر کر اُس لشکر کا سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور پان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرج سے نکل مد کری پہاڑ میں جا داخل ہوا، وہاں اُس نے اپنے بھانجے مادھو کو مد گری مسخر کرنے کے لئے مقرر کر آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج میں شامل ہونے کے ارادے کوچ کیا، الفصہ اُن دنوں میں کہ انگریز بہادر کا سر لشکر اپنی فوج کا انتظام بند و بست کردار السلطنت کا عازم ہوا، سلطانی سپہ سالار کے پیدل سپاہی جو مد کری کے جنگل کے درمیان گھات میں لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کات بنجارون سے پانچ چھ سسی پیل غلے سمیت چھین لانے تھے، جو شخص ناسک یا کان کات لانا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج بھرے سمیت پیل پیچھے پانچ روپی اور گھوڑے کا دس ہون انعام

مقرر تھا، پندرہ سو سو تھوڑے فوج میں فتنہ فساد مچا کر سیاہ اعدا کو نہایت حیران و پریشان رکھا کرتے اکثر اہل بنگاہ کو ہراگندہ و آوارہ کر دیتے۔ سرد اور ذخیرہ ان کے لئے بھرے سب بیل گائے پکڑ لی جانے، خیر جب انگریزوں کی پلٹن کری گھٹہ کے سواد میں پہنچی تو بالکل سرد اور ذخیرہ ان کا ہجاک گیا تھا اور کاویری نہ ہی بھی برے زور شور سے جڑھی ہوئی تھی، لیکن سلطان والا شان نے انگریزوں کی فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی نہ ہی کے سامنے چار پانچ مورچے بنوائے، جن میں کتے سپہ سالار منہ جو انان ہر دل مستعد جنگ ہوئے، گو رنر جنریاں بہادر نے صبح تر کے آگے حملہ کر دو مورچے لئے لے لے، اور جنریاں مہندہ و سرتی بھیڑ بھارت ساتھ لے کر گھٹہ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا، تب سید حمید وہان کے سردار نے اُس پہاڑ پر سے ایسے شلیکین توپ وندوق کی مار میں جسے اُسکی جمعیت میں تفرقہ پڑ گیا اور ہزاروں جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا، اُسی ایام میں اہل فرنگ کے دو سالوں نے حسن خان خلیل سپہ سالار کی منزل گاہ کی جانب جو نیچے اُس گڑھی اور قلعے کے تھی دوڑا ماری ہنوز ہٹنے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس سردار نے اُن پر توپیں چلانا شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آ گئے، تو وہ، توپوں کو چھوڑا، قدم استمال ان کے سنبھلے ہر آراء حرب و قتال میں کمال تردد و کوشش بجالا یا آخر زخمی و اسیر ہو گیا، انگریز کے سپہ سالار نے قلعے سر کرنے کے لئے بہتری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور سرد کی نایابی کے سبب جہ ہر مذہر الجوع الجوع کی صدا تھی، غلے کی گرانی کا بہر حال تھا کہ چاول چھ روپیسی سیر دال چار روپیسی منہ دے کا آٹا تین روپیسی ہو گیا اور گھی تو سولہ روپیسی سیر بھی میسر نہ تھا، شکر والو کی مار بھوکھ اور فاقے کے بہر نوبت پہنچی کہ سرداروں کے تاکید کرنے سے توپ کشی کے بیلوں کو دھج کر کرکھانے لگے

گورنر جنریل بہادر نے جب اپنی فوج کے لوہوں کی ایسی بری حالت دیکھی اور یہ بھی سنا کہ ملیبار کے رستے جو بہت سے آدمی بری رستہ لے آتے تھے اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سید صاحب کے مسلحہ ارتوت کر سب کو لوٹ مار شکر سلطانی میں لے گئے، نب صلاح و مشورے کے بعد اُس نے توپ سب زمین میں گاڑ توپ کے سارے چوبینہ آلات و اسباب کو آگ لگا جلا دیا، دیے دیے گھوڑوں کو مار کر مرنے کے رستے ہو کر کوچ کیا، سلطان نے بہر ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند ہنہنگی میوہ سرکاری منشی کے نام سے جنرلی منشی کے پاس بھجوا دیا، حریف کے بعض سردار اس ظرافت کو تارگیئے چنانچہ اُن لوگوں نے میوہ لانے والوں کو انعام اور دو ہنہنگیان پھیر دیں اور یہ کہ منشی جنریل بہادر کا یہاں حاضر نہیں، بارکشی کے چار پایوں کی ناداری یہاں تک تھی کہ انگریز کی یلتن کے سہا ہی جلوئی توپوں کو کھینچتے تھے اور ہر روز فجر سے دوپہر تک ہزار خرابی گرتے پرتے ایک فرسنگ یرجا مقام کرتے یہ سو انگ دیکھہ بعضے امرا و خوانین دولت خواہ نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ قبلہ عالم، فرصت کا یہی وقت ہی اگر ایشاد ہو تو فدویان ترقی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ ہر اہلے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آسانہ عالی میں دست بستہ پکڑ لائیں لیکن سلطان حالیہ شان نے اس امر کو پسند نہ کیا، خیر گورنر جنریل ہمت کر کے اُترے درگ کی طرف جا پڑا، اُس پہاڑ کے قلعہ ار بری بھیر بھار دیکھ قلعے کی کنجی سمیت استقبال کو نکل آئے، گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیاں مبذول کیں، اب ذخیرے اور مواشی کثرت سے یہاں ہتھ لگے، اگرچہ وہ شدت فاقے کی کچھ کم ہو گئی، پراکثر وے اناج کے تولے ہو کھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا پیچس کی بیمار یان اُتھا اُتھا مر گئے، آخر کار وہ سپہ سالار کئی میل منگوا تو بین جتوا وہاں

سے آگے بڑھا، بعد ایک مہینے کے سونہ کیا مین جاد داخل ہوا، جہاں پر مرام مرہتہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا، جس نے انگریز کی فوج کو فاقہ کشی سے بجا لیا، اور کرنیل ریت بہادر بھی رسد و آذوقے کے بہت سے غلے اور مویشی کے نکلنے کے نکلے شکر میں لا کر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے میں بنگلور وغیرہ کی تحصیلہ ارضی پر بحال ہوا بعد اسکے اُس سپہسالار نے کئی سرداروں کو بری جمعیت کے ساتھ ماکرتی درگ اور ندی گرتھ مستخر کرنے کے لئے تعینات کیا، چنانچہ کرنیل کو ری نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جا کر ندی گرتھ کو گھیر لیا اور کرنیل ریت نے بھی مع چھ سو سپاہیوں کے بالاپور سے پہنچ کر اُس گرتھ کے لینے میں بری کوشش و جانفشانی کی، ہر چند تیر و تفتنگ کا زخم اُٹھایا، تو بھی اتھارہ دن میں آخر اُسے لے لیا، لیکن دھاوا مارنے کی رات کو جنریل میندوس نے مورچے میں آ کر اہل فرنگ کو لوٹ کی چیزیں اور محصور عورتیں معاف کر کے ناخ کا حکم دیا، محصوروں نے مارے غیرت کے پہاڑ پر سے نیچے آ کر اپنی جانیں دیں، لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعہ دار اسیر اور ماکرتی درگ بھی تین دن کی لڑائی میں صلح پر سر ہو گیا،

پانکل کے گرد و نواح سے آملنا سکندر جاہ نظام علی خان کے بیٹے کا
 مشیر الملک اور بہت سے سپاہیوں سمیت گورنر جنرل بہادر کے
 لشکر میں تاج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدد گیری کی فوج
 محاصرہ پر، مارا جانا حافظ فرید الدین خان کا گرم کندے میں،
 دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سر پر نکلپتن پر،
 مرہٹوں کا وہاں آکر نا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا لان دونوں
 ہم مہدوں کی صلاح سے سلطان اور انگریزوں میں معہ اور واردات
 جو سنہ بارہ سی سات ہجری میں واقع ہوئیں

انہیں دونوں میں کہ گورنر جنرل بہادر نام کام پھر گیا سلطان عالی شان نے کاویری
 ندی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو معہ فوج سنگین گرم کندے
 کی طرف رخصت فرمایا اور زرنخوہ ایک سالہ اس قلعے کے محصورین کی بھی
 ہمراہ کر دیا، جب شاہزادہ عالی منقلب صوبہ سیرا کی جانب روانہ ہو گیا اور
 بوکا پتن کے جنگل کی پناہ میں سب فوج چھوڑ آپ چیدہ پیادہ و سوار سمیت
 الغاروں گرم کندے میں جا چھنچا، حافظ فرید الدین جو اس قلعے کو گھیرے ہوئے
 پر اتھا اس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادہ بلند اقبال اور میر علی رضا خان
 اور دوسرے جانباز سلطان نے داد پردہ لگی دے حافظ کی فوج کو منہزم کیا
 اور اس کامرکات لیا، بقیۃ السیف کرتے ہی کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفر
 نے ان مشہوروں کا اسباب و لوازم قلعے میں بھیج اور زرنخوہ قلعہ دار کے
 حوالے کر آپ مدد گیری کی طرف کوچ کیا، سکندر جاہ اور مشیر الملک جو
 آٹھ ہزار سوار، تین ہزار پیدل لے کر گرم کندے سے سترہ کوس پر

سورس پٹی اور بلم باڑی کی نواح میں آترے ٹھے، وے بہر خبر سن کروان
تھہرنا مناسب نہ جان بناہ کے لٹے سنگل پالا کے پہارون میں جاگھسے، شاہزادہ
دستم دل راتوں رات وہاں سے چل نکلا اور مرتھے کی فوج محاصرہ پر جا پڑا اور
سردارون کے سرکات نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور میں آ پہنچا، انہیں
دنوں میں میر قمر الدین خان رسد اور مویشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر
کو گیا، اس ایک ہفتے بعد، نواب نظام علی خان کے سردار اپنے
لشکر سمیت خان خان ہٹی کی اطراف میں گورنر بہادر سے آن ملے، اور جنرل
میںدوس، ندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے بر اجما و
ساتھ لے چرھ دور آ، چنانچہ رات کے وقت اُس سمورے پر قوت اُسے
لوت حصار کے دروازے تک پہارے کے اویر بھی جا پہنچا تھا کہ قلعہ کے پاس بانوں
نے مارے توپ و تفنگ اور مانوں کے اسے مار ہتایا، اور بنگوآرون کا پیچھا
کر کے ہتوں کو خاک ہلاک بر سلا یا،

بیست

کیا، بکو اتنا دلیرون نے ننگ

کہ دل سے گیا اُنکے سوداے جنگ

جنرل وہاں سے پھر کر اپنے لشکر میں آ پہنچا، اور کرنیل کوپری نے ندی گڑھ سر
ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آکر پہاے تو قلعہ دار کو کچھ روپی دے ملا لیا اور قلعہ
کو قبضے میں لا اُس میں تھانہ بٹھا وہاں سے کوچ کیا، جب برسات کے دن گزر گئے،
گورنر جنرل بہادر ناظم حیدر آباد کی فوج سمیت سر برنگہٹن کے مستخر کرنے کے
قصد سے بری بری منزلین طی کرنا کوچ بکوچ گری کو رے میں داخل اور ناظم کی فوج
کو پیچھے رکھ اُن مورچوں پر جو سپہدارون کی چوک سے خالی پرے تھے دھوا کر

دخیل و قابض ہو گیا، بلکہ شلکین مارتا آردوے خاص کی طرف آگے برہا، تب سلطان نے جو اپنے لشکر سمیت مذی کے اسی پار تھا اور جاسوسوں نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہیں پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تنقید گچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالاطنت کی پاسبانی و حفاظت میں سرگرم رہیں اور خود سوار ہو جان شارون کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکر والے اپنے بنگا نے کو نہ پہچان آپس ہی میں لڑتے رہے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شبرازی اپنی فوجوں سے دشمن کا رونا چھینک بھر مقدمہ اُنھیں مارتے رہے یہاں تک کہ آخر کو دے دونوں شہید ہوئے، اِس عرصے میں جنرل مینڈوس نے بری دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجنام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نہایت حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مہدی علی خان کے فریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانوں کو تقسیم شاہرہ کے بہانے بدو ن حکم حضور کے اکتھے کیا تھا خالی پڑی تھیں ایک ہی حملے میں لے لیا، سلطان نے جب یہ حسرتی آپ تو ساری فوج سمیت دارالاطنت کی طرف کوچ کیا اور دوا اللہی رسالوں کو اُس مورچے کے چھرا لینے کے واسطے جسے انگریزوں نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیرانیشہ، ہیجا مورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چون گورنر جنرل بہادر وٹان موجود تھا اُس کے سپاہیوں نے اُن بہادروں کو وٹان تک پہنچنے نہ دیا، ہر جند کئی بار اُن لوگوں نے حملے کیے پر کچھ مفید نہوا، اکثر وٹان نے جام شہادت کا پیا، باقی جو ان قلعے میں پھر آئے، سلطان نے قلعہ دارالاطنت کی اطراف و جوانب میں توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبار نصیب کر ہر ایک

جانب پاسبانوں کو بٹھاسوا سب میسور کو روانہ کر دیئے، دو پہر دن دھلے برسرِ ام اور ہری بندت تو دونوں اپنا لشکر لے چرکڑ لی کی نواح میں آئے اور فو لا د جنگ و مشیر الملک نے اپنی فوج و ممیت موتی تالاب پر پہنچ کے دیر اکیا، چونکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طول کھینچیکا، خانہ جنگ کا سہج میں نہیں ہو گا اور ایک خلقت ماری پرگی، نظم برین تینوں امیر ہم عہد اپنے اپنے واسطے مصالح کی فکر میں تھے، اور گورنر جنریل بہادر ایک مورہ تو گنگام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے یورب ندی کے اس پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عہد کے ساتھ ستیز و آویز صلاح وقت بجان بعضے خیر اندیشوں کی مصلحت و رائے پر گورنر جنریل بہادر کے پاس وکیلوں کو معہ بہت سے تحفے ہدیوں کے بھیجا، تاوے میل ملاپ کی بنا دالین، چنانچہ اُن کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے سلطان کے ساتھ مصالح کرنے کو غنیمت سمجھا، پر جنریل میند و س اس امر میں راضی نہ ہو کر بری رد بدل کے بعد سپہ سالار سے رخصت لے کر گڑھ بنار پیتا کی نہر پر چرہ دورا، وہاں سید غفار سپہ سالار قدم استمال گار فوج اعدا کے سنبھلے ہو بہادرانہ کوششیں کر آخر اُن پر غالب ہوا، حریف عاجز ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن بھر دو ساعت بعد جب سپاہ منسو رکھانے پکانے میں مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیوں نے قابو پا کے اکبار کی ہٹا کیا اور سہج میں سپاہ منسو کو پاشیدہ کر اُن کی جگہ لے لی، اس پر سید حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت ممیت اُس سپہ سالار ہریمت خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا ہر ایک بہادرانہ حملہ کر اُس سپہدار کو اُس کی جگہ پر پھر قائم کیا، انگریزوں کے دو ہزار سپاہی مارے پرے، باقی

۱۔ پینٹ شکر کی طرف چلے گئے، اُسے رات کو جنریل مینڈوس نے ایٹھنے ڈیرے میں آکر پٹول بھر کر اپٹنے اور برسر کیا برگولی اُسکو نہ لگی، تب وہ دو مراٹھینا طیار کر کے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے میں کرنیل مالکم جنریل اجنٹلے پہلی ہی آواز سن اُسکے خیمے کے اندر جا کر پٹول اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور اس سرگزشت سے سپہ سالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہ سالار نے اُس کے ڈیرے میں جا کے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا کہ ہر چند قلع کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کر لینا کچھ دشوار نہیں، مگر جو ن سرداران ہم عہد جو سلطان کے ملاک و مال میں کنپنی کے ساتھ شرکت رکھتے ہیں کنپنی کا بہت ہی کم فائدہ نظر آتا ہی اس لئے میری دانت میں تو بہتر نہ دیکھتا ہی کہ سر دست اُسے صلح کر لیں، اتنا سن کر جنریل تسلی پذیر ہوا، قصہ کو تاہ تینوں ہمت مند سرداروں کی صلاح و مشورے سے مصالحے کی صورت اس طور پر تھری کہ سلطان تین کتروں کا ملک انھیں چھوڑ دے اور نقد تین کتروں روپی دے، اور ان روپیوں کے وصول ہونے تک دو شاہزادوں کو بطور اڈل کے گورنر جنریل بہادر کے پاس بھیج دے، خیر سلطان دور اندیش نے چونکہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانوں میں نک حرام ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا بہ مجبوری موافق ان شرطوں کے باراحمال، سلیم، انور، انگری، سنکلی درگ، دندیکل، کلیکوت وغیرہ ملک انگریزوں کو، اور کترپا، تارپتری، یار مری، بٹاری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور مذہب بھدراندھی کے اُسیار کا سارا ملک مرہٹے کو حوالے کر نقد کتروں روپی شخصوں ہدیوں جمعیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنریل سلطان عبد النالح اور سلطان معز الدین کو برے تجمل و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی میں، اور مہر علی رضا خان کو ایلیگری میں اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزوں کے شرکا اپنے

حصے کے روئے لیکر اپنے ملک پھر گئے، گو زربہادر نے مع شاہزادگان بلند اقبال مدد اس کی طرف کوچ کر کرنیل ڈفٹن کو شاہزادوں کا غلامان مقرر کیا جو اُن کی فرمایشات با اعزاز و اکرام بجالایا کرے، انگریز کہ، جانب کے پاسبان کل سلطنت خداداد سے برخاست ہو کر بار احوال و غیرہ کے انتظام و بند و بست کے لئے روانہ ہوئے، سارے ملک میں امن چین ہو گیا، جب جنرل بہادر مدد اس چاہنچا تو اُس نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ حویلی شاہزادوں کی اقامت کے واسطے خالی کروا اُنھیں اُس میں رکھا اور سارا ضروری اسباب و لوازمہ طیار کروا دیا، نواب محمد علی خان بھی شاہزادوں کی دل جوئی و خاطر داری کرتا اور نت نئے میوے ہدیے بھیج بھیج دوستی کو برتھاتا تھا،

کوچ کر ناسلطانی فوجوں کا اطراف کے راجاؤں کی تنبیہ کو،
بند و بست ممالک محروسہ کا، قلعہ دار السلطنت کی تعمیر معہ
اور حالات سن بارہ سی سات ہجری کے،

اُسی تاریخ سے کہ تینوں امراے ہم عہد (یعنے انگریز، نظام علی خان، مرہٹے) اپنے اپنے ملک کو گئے، سلطان عالی شان ممالک محروسہ کی مہمات اور تعینات احوال میں اپنے عمال اور کارگزاروں کے متوجہ ہوا، جب اُن میں سے ہر ایک کے عہدوں کا اُسنے حساب لیا اور تقریباً دریافت کیا کہ مہدی خان مدار المہام، کرناٹک کے کئی ساہوکاروں اور دوسرے نیک حراموں کے ساتھ متفق ہو اطاعت کی حد سے باہر نکال کر چاہتا ہی کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے، انہیں کم بختوں کی صلاح سے، توپین جن میں ریت کی بھر پوری گئی تھی عین جنگ کے

وقت بیکار بری تھیں، پس ایک ایک کے عہدوں کی سرادے کر گھر اُن نا عاقبت اندیشوں کے لٹوادیئے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی نیک حرام اور ظالم نافر جام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کو شبانی ملی، تب وہ قابو جی گرگ کہن جو اپنی معزولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے ساتھ رکھتا تھا اکثر برائے وفادار خان خوانین امیرون سرداروں کو ہیچ پوج دلیلوں سے سستی و غفلت کی تہمت لگا کر حکم والا قتل کرنے لگا، انہیں دنوں بعضے امیرون اور جاسوسوں نے حضور عالی میں خبر پہنچائی کہ دارالسلطنت کے اُتر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدوں اور جباروں نے بغاوت پر سر اُٹھا قتل و فساد کا قدم برہا ممالک محروسہ کے رعایا کی اذیت و ضرر پر کمر باندھ ہی چنانچہ تربیسی راجاؤں کی طرح ایک شخص نے اپنے تئیں مرگی راجاؤں کی اولاد میں ظاہر کر مد گبری عمل کر لیا اور دوسرا تن گیری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اسی اثنائیں سید محمد خان چیل درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان دہان کے فوجدار نے حضور میں عرضی گزارنی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعضے کے نزدیک راجا ہرن ہٹی کے ملاقداروں میں ہی اپنے کو سپانائیک مقتول قرار دیکر سرداری کا دعوا کرتا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار بیدل جو ان جمع کر کے جو جنگی درگ اور کو تو رگرہ کو جو صوبہ ہرن ہٹی کے متعلقات سے ہی ایناسکن و ماسن تھہرایا ہی سلطان نے سستے ہی ان خبروں کے سید صاحب کو تو بری جمعیت سے مد گیری وغیرہ کی جانب شقاوت نشانوں کی تنبیہ کے لئے اور میر قمر الدین خان کو بری فوج کے ساتھ ہرن ہٹی کے راجا بد بخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف دہان جا اُس گرہ

کو سر کر ہو چنگی درگ پر جڑھ دو آتے تب سب سلاطین کے دفع کرنے میں وہ
مکار سرکش قلعے کو غلے اور جنگی آلات سے سچ سجاد و ہزار بیدل لیکر
سات مہینے تک مقابلہ کرتا رہا، آخر ایک دن خان مذکور جو شش میں آ اپنے
جوانوں سمیت اُس حصار کے مستحضر کر لے کو سوار ہوا، بہادران نصرت مند
نے دشمنوں کے جمائو کا کچھ بھی کھٹکانے اُس مردود کا فر سے کینہ کشم کا قصد
کیا، بلکہ نہایت پردلی کی راہ سے فصیلوں کنگروں پر جڑھ کر کوس و نقارہ بجایا،
پر کافروں نے بھی خوب ہی جرات کر دیا جنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
کیا، مگر آخر کار بہت سی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سسی کفتار
محمیت اسیر کیا شوم شکر بھٹیجا مانک مقتول کا جو مرہٹوں کی پستی کے
سبب ہر بن ہٹی کے اکثر تعلقوں کو عمل کرنا راہن گیر امین رہتا تھا ہر خبر سن کر
دو آ آیا، خان موصوف نے نہو آئے اسیر و نکو عبرت کے لئے ہاتھ پانوں کاٹے
اور ہتھوں کو خواجہ کروایا اور ہر بن ہٹی وغیرہ بہار کے قلعوں کو ڈھا کر واپس سے
مراجعت کی، بیر جنگ صوبہ دار جو جیتل درگ میں پناہ کے لئے آ رہا تھا اُس نے
اُن اطراف کا قصد کر آئی گندی اور کنگاری میں اپنا دھل کر لیا، بلکہ کنگاری سے
راجا ہری مانک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوا اور اُس کے تعلقے کی واگداشت
کی سند مع خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری محبت دے کر اُسے مطیع
کیا چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی میں داخل ہوا اور سید صاحب
موصوف اکثر گمراہوں کے کان ناک کات پھر آیا اور سید حمید سپہدار اپنے
حسن خدمت کے عوض نوبت نقارہ فیل مع سنہری عماری اور نواب کا
خطاب ماکر حیدر نگر کا ناظم مقرر ہوا، قصہ کوتاہ اُس اطراف کے حکام کو جب
یقین ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے پیروں پر آپ کا عاری

مارنی ہی، اس لیے اپنی حرکتوں سے نادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو گئے، اور بنگلہ کار اجا بہ سبب گورنر جنریل بہادر کی سفارش کے لاکھ روپیہ سالیانہ خراج و اگذشت کی شرط پر اپنے تعلقے کی سند حضور سے پا کے اپنے راج میں بحال رہا، انہیں دونوں سلطان عالیشان نے سلطنت کے عمدہ کار برداروں اور عاملوں کی تغیر و تبدیل موقوف کر ایک معقول مذہب پر تھہرائی کہ ہر برس تعلقوں اور رگنوں سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملی فعلی سمیت ذبح حجہ کے مہینے کے اندر، بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد، منبر کے سامنے، قرآن شریف سر پر لیکر اس بات کا چمچلکا دین کہ آئندہ ہم سب کے سب زہار حاصلات کے روپیہ میں خورد برد اور اُسکے بھیجنے میں تاخیر نہیں کرنے کے اور اللہ غریب غبار رعیت پر جا کو بھی نہیں سناٹنگے بلکہ مہنیاات کے نادرک ہو کر امانت و دیانت سے صلاح و سلامت رومی کی چال اختیار کریں گے، اگرچہ بے خدا فراموش یہاں تو ان شرطوں پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و بیمان کرتے لیکن جب اپنے پرگنوں پر جاتے تو وہ ان سب دین و ایمان کا یاس یکسور کھو ہی ظلم و ستم قدیم کو عمل میں لائے، اس لیے سلطان نے کہ بالاطیع اُس کو ہندوؤں کی قوم سے نفرت تھی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے میں فی الجملہ سواد رکھتے تھے جمع کر ان کو میرزا یان دفتر ایجنے دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانوں کا حساب کتاب فارسی خطوں میں مقرر کروائے، اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر میں ہر برگئے بر انھیں میں سے ایک آصف یا تحصیلدار اور ہر ایک محالوں میں جہان سے ہزار ہوں کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل، سررشتہ دار، مجموعہ دار، امین، خزانچی مامور کیا اور ہندو قانون گویوں کو ایک قلم موقوف، لیکن تو بھی بے سیانی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (بے اس کے کہ ان کا چال

حضور میں معلوم ہو عالموں اور آصفوں کے ساتھ لگاوت ملاومت کر کار بار
 عملداری میں دخل کرنے سے باز نہیں آتے تھے یہاں تک کہ آصف اور عامل
 لوگ ملکی بند و بست کا بار اُنھیں بردال کر آپ تو رات دن ناچ راکھ میں
 مشغول رہتے اور لادھریے ناہنجار سادے تعلقوں کو خاطر خواہ ناراج کر آدھوں
 آدھہ محاصل تو آپ اُترانے پترانے اور آدھا آصفوں کے پاس
 پہنچاتے، ہر چند اُن کے اس خوردبرد کرنے کے اخبار خارج سے حضور میں
 گوش گزار ہونے پر سلطان اس راہ سے کہ اُن دنوں اُنھیں ظالموں کا دور دور تھا،
 دیدہ و دانستہ طرح دے جاتا، علاوہ اس کے وہ دین پناہ دینی دون سے ابدال
 برداشتہ تھا کہ امور ملکی میں اُن دنوں چند ان تو جہ بھی نہیں رکھتا، اکثر اوقات
 نماز و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے میں اشتغال رکھتا اور بے نمازون اور بدکاروں
 کو دل و جان سے دشمن جاتا، عالموں اور قلعہ ادوں پر اس مراتب کی تاکید
 کے باب میں فرمان صادر فرمانا، چنانچہ ایک فرمان فارسی عسارت میں لکھا ہوا
 سن ۱۷۹۲ء کا جس برسر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی بھی کلکتے میں برش کر سپ
 اسکویر نے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جکا
 خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک عالموں اور قلعہ ادوں کو چاہیے کہ کیفیت مشاہرہ مقررہ
 اور زمین معافی یعنی لاغراجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدوں کے خطیبوں اور
 موذنوں کی حضور میں بھیجے اور مطابق سند اُن سبھوں کے عمل کرے اور دہاتی
 مسلمانوں کے ترکوں کے اکتھا کرنے اور علم سکھانے میں سعی و اہتمام کرے
 اور دین لین کے باب میں ایمانداری اور اسکی کاری اختیار کرے اور احوال
 ترکوں کے تربیت اور تعلیم کا حضور میں بھیجے اور قاضی سلمہ سکھانے میں
 دین اور اسلام کے مشغول رہے اور نئے مسلمانوں کا نام اسمیوں میں اہل

اسلام کے لکھے اور سوائے قاضی کے دوسرا کوئی مسلمان نکرے اور جہان مسجد نہ وہاں پانچ گنبد والی مسجد بنو اور خطیب کی تختہ اوہدس ہون مقرر کرے۔ عرصہ تنخواہ کے اس قدر زمین وقف کر دے کہ حاصل اسکا برابر تنخواہ کے ہو اور علاوہ اُسکے اس قدر زمین وقف کر دے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پادے اور مسلمانوں کے لڑکے بالونکی تربیت اور تعلیم کے لئے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے رہنے والوں بروان کے تاکید کرے اور اگر کوئی رعیتوں میں سے مسلمان ہووے تو اُسے خزانہ باغ اور شالی زمین کالے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف کرے اگر وہ نو مسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسے سواگری کے مال کا بھی محصول نہ لے۔ قصہ جب سلطان عالی ہمت بسبب تعصب دین و نہایت مصروف ہونے سے امور دینی کے مہمات میں شہریاری اور عاملوں وغیرہ کے مذاکرہ و تفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہ پر رہے باک ہو گئے اور چونکہ اُس سلطان دین پناہ کی تمام تر یہی نیت تھی کہ سارے اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہ ور ہوں اور چھوٹے لوگ بھی اس طبقے کے، برے درجوں برتر قی کرین اس جہت سے اُس کی سلطنت میں بہت سے رخنے پیدا ہوئے، بالکل عمائد و خوانین بدظن ہو آپس میں مل مصدرفاد و شر کے ہوئے، میر صادق مذکور تو جہات خروانہ کے باعث سب چھوٹے برے پر اپنے مکر و فریب کا سکہ چلانے لگا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار میں ہو گئے، جب وہ اس درجے کو پہنچا تو ایسا عجیب و رعونت اُس کے دماغ میں سمایا، کہ اکثر ملکی و مالی مہمات کو غیر مرضی سلطان کے فیصلہ کرنے لگا،

سہ تا سر ممالک محروسہ میں فتنہ و ہنگامہ مچا، برے برے امور ات اپنی خاطر خواہ انجام کرنا سحر و نیرونگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دروبست سلطنت کے بند و بست میں کسی کو دخل نہ دینا، صوبوں میں بیہودہ و بیجا حکومتوں کا فرمان بھیجتا، کارخانجات شاہی کی خبریں، رعایا کا احوال ملک کے واقعات و واردات حضور میں گزارنے نہ دینا، سلطانی ہوا خواہ سب کے سب بہ رنگ رنگ دیکھتے آئے، صلاح نیک کے بنانے اور کلمہ خیر کے کہنے سے خاموش ہوئے، انہیں دونوں میں سلطان نے قلعہ دار السلطنت کے بنانے کا ارادہ کر بطرز نو اُس کی بنیاد دالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریائی جانب ایک حصار سنگین مٹہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکن کی طرف پانچ حصار استوار بنا کیا،



بخیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادوں کا سن بارہ سی آٹھ ہجری میں مدراس سے، مقرر ہونا کچھریوں کا اسمای حسنا کے حساب سے، سرفراز ہونا اراکین کا میر میزان کا لقب پاکر، آنا ایران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت میں، ہر انجام پانا شاہزادوں کی شادی کدخدائی کا بادی کرو قائع جو اس شادی کی ابتدا ہے لیکن بارہ سو بارہ تک ظہور میں آئے،

جب وے دونوں شاہزادے ایک برس کی مہینے چہنپتن میں مخالفوں کے پاس رہ کر انہیں اپنے ساتھ موافق بنا اور میعاد کے روپی مقام ادا میں لا پیر طالی مقدار کی قد مبوسی میں حاضر ہوئے، شاہ دین یار نے اُن کے

ساتھ آنے والوں کو نوازشات خروانہ سے سرفراز کر رخصت کیا اور
بزم شادی و سرو آراستہ کر سب امیرون اور مضبدارون کو الطاف
شاہی اور مناصب عالی سے ممتاز کیا،

مثنوی

بیغز و دشمنان پایہ عز و جاہ بانعام شہ گشت خرم سپاہ
ہمہ خوشدل و شاد و خرم شدند ز بار عطا جمالگی خم شدند
عمدہ اور نامی ملازمن نے میر میران کا خطاب پایا، سلطانی کارخانوں کی کچہری
اعمالی حسنی کے شمارے جو ننانوے مہین بنی، اور ہر کچہری پر ہزار سیاہ تعینات
ہوئی، اکثر مشائخ پیرزادے جو پہگری کے فنون میں محض ناواقف تھے بارگاہ
محاطت میں پیش و سرخو ہو کر میر میران اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے،
موتی اور جواہر کے طرے بھی جہراؤ پدک سمیت انھیں ملے، اسی اثنا میں شاہزادہ
ایران بسبب آقا بابا خواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت
کی منزلیں طی کر حضور میں شاہ دین پناہ کے آیا، اُس دریا نوال نے علوک
و مدارات شانہ کی پاسداریاں کر پوشاک خوراک فرش فروش اور امیرانہ
اسباب کے علاوہ دس ہزار روپی ماہواری اُس کے واسطے مقرر کیے،
اور چونکہ تھامسٹر اُس عالی ہمت کی بہر خواہش تھی کہ سلاطین اہل اسلام باہم متفق
و موافق رہیں اُس لئے اُس نے بیغرض بارادہ خالص اپنے کتنے ایلیچون کے
ہمراہ بہت سے تحایف اور ایبال کوہ شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد ملک و
امداد قبول کرنے کے باب میں والی کابل زمان شاہ درانی کے پاس روانہ کیا،
جس پر اُس بادشاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدوں کو گراٹھایہ خلعتیں اور بہت سا
انعام اکرام عطا فرما کر وہاں کے تحفوں ہدیوں اور اُس مکتوب کے جواب

نصیحت جو امور محبت کی درستی اور صداقت کی اُستواری پر مشتمل تھا
 رخصت کیا، اُنہیں دنوں سلطان نے ماقضائے اخوت دینی ایک ہی دسترخوان
 عام پر اپنے سب خوانین و امیروں کے ساتھ شیر برنج خاصہ نوش جان فرما کر
 زبانِ مرحمت بیان سے یہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم تم سب کے سب دینی بھائی ہیں
 لازم ہی کہ شریعت کا پاس کر کے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
 باہم متفق رہیں اور فی سبیل اللہ جہاد کے لئے شہادت کی نیت پر کمر بستہ
 کو باندھیں۔ بعد اسکے سب کو لال لال خاتین عطا کر فرمایا کہ یار و بہادر و اسیکو
 جامہ شہادت سمجھ لو، پرافسوس کہ وے سیہ دلان آخرت فراموش باوصف
 اس قدر الطاف شہریاری کے خیر خواہی و وفاداری کی چال ہی پھول
 گئے، اب سلطان دین پناہ کی خوشی یہ ہوئی کہ بتقریب کد خدائی
 شاہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجالس آراستہ کرے چنانچہ
 اس امر خیر کے سامان و سرانجام کے باب میں حکم عالی صادر ہوا، سلطنت
 کے کارپردازوں نے سارا اسباب و لوازم طرب کا طیار و آمادہ اور
 سب شاہزادوں کے لئے خاندان عالی کی صاحب عصمت بیگ بخت یتیمان تھہرا
 کر بدستور شانہ اُنہیں تخت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا، اسی ہنگام
 میں امت انجام میں ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
 نے انواع طرح کی تواضع و خاطر داری اور بہت سے نقد و جنس کے
 ساتھ وداع کر فرمایا، لازمہ محبت یہ ہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم تم
 زمان شاہ سے اتفاق کر ہند اور دکن کے بندوبست میں کوشش کریں
 چنانچہ اُس نے بھی اس امر کا اقبال کر وعدہ کیا، چونکہ قبل اسکے اکثر
 میر صادق نطقہ حرام کی زبانی کجروی اور بداندیشی مہدیوں کی جو

فی الحقیقت ملک حلال اور جان نثار تھے اور اس لئے دے لوگ اُس
مردود حاکم کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور میں مذکور ہوئی تھی، سو
ان دنوں سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے ویسے فدائیوں کو
جو رولر کے حمیت شہر بدر کیا، بعد اسکے اپنی رائے عاقبت بین کے
فتوے پر سربرنگبتن، کولار، ہکوتا، دیون ہلی، صوبہ سرائے، پنجپور اور
برے بالا پور کے باشندوں میں سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ
سید چن کرز مرہ خاص (جیسا انگلستان میں ملکی امور کے انجام و انصرام کے
واسطے پارلیمنٹ مقرر ہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اس گروہ کے تدریج
سرتاسر سلطانی کارخانوں پر اقتدار پا کر دخل و تصرف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک
اُن میں سے میرندیم تھا جو باوجود نا تجربہ کاری کے دارالسلطنت کی
قلعہ اری کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگوں پر برا اعتماد تھا،
حالانکہ دے ناتراشیدے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری
میں سرگرم رہتے پر درپردہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اس
نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لئے پہلے تو اکثر
شکر کے سرداروں اور امیروں کی تنخواہیں گھٹانے اور انہیں
اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توراتے میں کمراندہی، بعد
اسکے کلام اللہ درمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے لئے کھٹکے کر
سارا دربار کا دربار اہنا کر لیا یہاں تک کہ میر عرض، بعض مصاحب اور
امیر و صغیر اور کل نقیب و یساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی
صلاح و مرضی کے حضور میں کچھ عرض معروض نہ کرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی
مقتدات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتیں، بغیر حکم عالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

بھارت اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور میں بھیج دیا، دوسرا میر آصف
میران حسین جو ایک ہی ماغول یا زناکار و شراب خوار تھا کہ تعلقوں اور محالوں
کے درمیان ننگی طوائفوں کے کندھے، پالکی پر کچھری میں پھرا کرتا بلکہ کبھی
قوالوں اور لولیوں کو بلواؤنگو ننگا کروا آپ بھی وہ مسخراؤں کے ساتھ
اسی ہبت سے اس سوانگ میں شریک و شامل ہوتا، انہیں
ناسوں کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
میں ایسا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آٹھواں حصہ بھی خزانے میں داخل نہوتا، فرامین و
یروانات دارالسلطنت کے سوا اور صوبوں تک پہنچنے پاتے، اسی
ایام میں دندوجی و اگر مرد بہادر چارسی دواپہ سواروں سے مرہتے اور
نظام علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ میں اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
دنکا بجا رہا تھا، سلطان نے اسے بلوا بھیجا، چنانچہ وہ اپنے سواروں سمیت
حضور میں آکر مرے میں امیرون کے داخل ہوا پر شیطان مجسم میر صادق نے
اسکے گرانے میں سلطان کی نظروں سے ایسے حیلے اٹھائے کہ آخر کو اس
بیمقصود کی طرف سے بدگمان ہو کر حضور اعلیٰ نے اسے مقید اور مسلمان
کر ملک جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اس کے سوار و نکو
شکر ظفر اثر میں بھرتی کر دس روپی روزانہ کا مقرر کیا، اور جب کچھ دنوں
بعد اس بیگناہ کو سواروں کی کچھری کا کام تجویز کر اس کی مخلصی کرنے کو فرمایا
تب وزیر کتر دم نہاد، نیش زنی کی راہ سے حضور میں یوں عرض پر داز ہوا،
کہ ایسے دلاور کو اس کام کا مختار کل بنانا مالکداری و شہریاری کے
مصلح سے دور ہی، خدا نکرے اگر اسے کسی طرح کا شہید ہو تو
پھر تذکرہ مشکل ہو گا، یہ التماس اس مرد و دکا درگاہ سلطانی میں مقبول

ہوا اور وہ خیر خواہ ترقی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ ہلید اپنے فسوں کا ایسا اثر دیکھ ہر ایک کام میں اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، چنانچہ غازی خان رسالہ دار کو بھی جو بلا شہرہ وفادار جان نثار تھا بیوجہ اُس حرامی نے مشیر الملک کے ساتھ سازش کی تہمت لگا سلطان کے حکم سے مقید و اسیر کیا،



فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سریر نگہباز پر بموجب حکم لارڈ مارنکٹن بہادر اور مشورے ابوالقاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدر آباد کے، لڑائیاں واقع ہونی سلطان اور اس سپہ سالار کے درمیان، مستحضر ہو جاندار السلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا جوسن بارہ سی تیرہ مہینہ واقع ہوا،

اُن دنوں سلطان عالی مقام نے (جو مامی کامون کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اس باب میں خیر خواہوں کا کہنا سنا اُسکی جناب میں مقبول نہیں ہوتا تھا) دو سفیر تحفے ہدیوں سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس مع خط محبت نمط بھیج کر آئیں دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور میں روانہ کیا، اسی عرصے میں مورس بندر سے کئی فرانسیس جن کا مشیر بوسی سر غنہ تھا حضور میں آن پہنچے، چونکہ انگریز اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتوں میں جنگ و حرب کا ہنگامہ برپا ہوتا تھا اس لئے یہاں اُن فرانسیسوں کے وارد ہونے سے انگریزوں کے دل میں دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگوں نے درگزر سلطنت خدا داد کی یخکنی کے لئے تہہ بہہ

اور فرانسس کے آنے کو اپنے چڑھائی کرنے کا بہانہ تھہرا مشیرانہک اور
میر عالم کی صلاح سے شرجا رہر و داد لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتے میں
تھا لکھ بھیجا، لارڈ ممدوح تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا جھت پت
گورے کی چارپلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے میں مدراس میں داخل ہوا اور
یہاں سے اُس نے فوجیں اکٹھی کر جرنیل ہارس کے ساتھ سریرنگپتن کو مسٹر کر لینے
کے قصد پر آگے روانہ کر دیں، اُدھر حیدرآباد سے کرنیل راپت اور کرنیل
داس بھی چارپلٹن سمیت آکر جنریاں مذکور سے ملحق ہو گئے، اور میر عالم
آٹھ ہزار حوالہ ساتھ لے اور روشن راہی مع چھ پلٹن، انگریز کی فوج میں
آئے، اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لیے حضور میں سلطان کے
پہی درپہی کی مکتوب اس مضمون کے بھیجنے کہ اتفاق و دوستی کے آئین
میں عہد شکنی پر کمر باندھنی جائز نہیں، متضامحبت و خلوص کا تو یہ ہی کہ پہلے تو
ان کی فرانسس تازہ واردون کو اس مجلس کے حوالے فرمائیے، اور دوعرا
التماس یہ ہی کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی میں حاضر ہاکرے،
اور نیراہر کہ کوآریال بندر، سنگور تھاورد غیرہ قلعے جو جہازون کے آنے
جانے کی جگہیں ہیں سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے، ان التماسون کا پذیرا ہونا
کمال میل ملاپ کا باعث ہوگا، خیر اس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل انتھا،
لیکن چونکہ میر صادق کم نخت کے ورغلانے کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت
اندیشی سے بہک رہا تھا ایک بھی اُن خطون کا جواب بھیجا نگیا، تب جنریل
مذکور، لارڈ صاحب کے حکم بموجب، جنریاں فلاپڈ اور جنریل بر جس وغیرہ
سمیت رمضان شریف کی دوسری، سن ۱۲۱۳ میں کوچ در کوچ راے کوٹے
میں آہرے، بعضے خود غرض اور میر صادق کذاب نے جناب والا میں عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جس کے ہمراہ کلہم چار پانچ ہزار جوان ہو گئے جڑھے آتے ہمیں پر اقبال شاہی سے خیریت یہی کہ حاکم پونان اُن سے نہیں ملا ہی سلطان نے یہ خبر سن کر پورنا میر میران کو فوج سنگین کے ساتھ اور دوسرے میر میراؤ نکو، دشمنوں کے مقابلہ کرنے کو روانہ کر یہاں آپ بھی امیران اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب میں حکم دیا جب میر میران مذکور انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا، سوار اُس کے منتشر ہو کر جنگل کے آسروں میں آکھڑے ہوئے اور اُدھرا انگریز کے رستے جنگ کو مستعد ہوئے، تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ کر دھڑ دھڑ پر آمادہ ہو گئے، جنریل بہادر نے آنیکل کی نواح میں دیر آڈالنا تھا کہ سلطان کے سواروں نے اُس کے یتاقداروں پر دو رمارا کثروں کو تہ تیغ کیا جس کے بدلے بھاروں نے شاباشی اور تحن کی جگہ میر میران سے گالیاں انعام پائیں کہ احمق کیون تم نے ایسی سبقت و جرات کی، اس لعن طعن سے دے سب کے سب تار گئے، کہ سردار نہیں چاہتے ہمیں کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنوں کے ساتھ لڑیں، بناچار اُن بہادروں نے، اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پنداروں کی طرح فوج اعدا کے آگے پیچھے چلتے القصد جب سارا لاؤشکر علم شاہی کے سائے تلے اکٹھا ہوا سلطان نے تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سوار کو خیمہ گاہ بنایا، کیونکہ اسی راہ سے دغا باز قابو چیون نے انگریزی ہلاتن کے آنے کا پتہ دیا تھا پر وہاں اور ہی پھول کھلا یعنی جنریل مذکور اُدھر سے ہاست کر خاتماں ہٹلی جا پہنچا، سلطان نے یہ خبر سننے ہی الغاروں گلشن آباد کی سرحد میں پہنچ اعدا کا ناکا کات جنگ و حرب کا تہیہ کیا اور حرب بھی مستعد جنگ ہوئے،

نظم

مفت جنگ آراستہ دان ہوئی جہان میں قیامت نمایان ہوئی
 ہو اگیر ہو کر غبار زمین گیاتا سرسخت جرخ برین
 جوابوق اور کوس کا بہر فروش کہ یکسر پریشان ہوا مغزو ہوش
 مقابل ہوئی جب سپاہ عدو تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
 ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
 بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی اکہی قیامت تھی یا حرب تھی

ہر چند اُس دن وفادار اور خیر خواہ مردار لوگ جو سچے ڈائی و جان نثار تھے
 اور میدان جنگ میں مارے جانے کو میر صادق سید کا رکھی حکومت کے
 غار سے افضل جانتے تھے، مفت جنگ میں پانوں جمہا جمدل کھول قرار واقعی لڑے
 اور بہادرانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن
 یکسو ہو جائے مگر خلل یہ ہو گیا کہ میر قمر الدین خان کو سلطان والا شان نے اپنا معتمد
 و خیر خواہ جان کر غنیمت پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا اور وہاں اور ہی مطلب تھا
 یعنی چونکہ اُس بد نہاد کو کار آزمودہ بہادر و ن کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اس
 واسطے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جو انوں کو ہمراہ لے جنریل بہادر کے
 تو پخانے پر حملہ کیا مقابل ہونے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ
 کی ایک ہی بات میں اُتر گئے، باقی ماندہ سپاہ وہاں سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر
 خوش ہوئے، اتنے میں خبر آئی کہ ہنسئی سے انگریز کی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا
 لے کر جنریل اسطوارط کے ساتھ دارالسلطنت کو چلی آتی ہی، تب سلطان
 نے یہ مذہبیر کی کہ کئی سردار کو مع سپاہ جرار دشمن کے سامنے رکھ کر آپ اُسکے
 پیچھے سے ساری فوج سمیت پہنچ کر جنگ کا حکم دیا، جس پر ایک جانب سے تو

سید غمٹار جو بہادری اور دولت خواہی میں نے بدل تھا حریف کے لشکر پر قوت
پڑا اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جا کر برے ہی زور شور
سے جنگ و جہل کا دام بچایا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنوں کے
دفع کرنے میں بری بری کو ششیں کیں یہاں تک کہ مارے ناوار و توپ و تفنگ
کے انھیں بھگا دیا،

بیت

ہوا اُس گھڑی اس قدر کشت و خون کہ حیرت میں تھا چرخ قبر وزہ گون
زد و کشت اُس دم ہوئی اس قدر کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر
انگریز سامنے کرنے سے عاجز ہو اپنے بعض مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل
میں گھس گئے، فتح مند بہادروں نے تعاقب کرنے میں خوب ہی سعی کی،
نواب محمد رضا خان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت
سمیت اُن پر جا کر اُپر تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جائے لیکن
چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو، اتفاقاً ایک
گولی نواب مذکور کو لگی، جسے فی الفور اُس کا کام تمام ہوا، سلطان نے
اُس کی لاش دارالسلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافع یرکمر
باندھی، اتنے میں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز
آ کر کلیکوت کی جانب کوچ کر گیا، اس حال کے سننے سے سلطان اپنے
دارالسلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنریل ہارس قلعے کے پچھم جانب
اُتر پڑا، دوسرے دن انگریز کے رسالوں نے ہٹلا کر کئی مورچے نئے جو
سلطان کے حکم سے قلعے کے سامنے بنائے گئے تھے لڑ بھڑ کے اکثر جوانوں
کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا، اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

اعدا پر برسی جو انردی سے حملہ کر جام شہادت فوش کیا انگریز کے سپاہی قلعے کے پچھم طرف ایک مورچہ بنا کر حصار کے توڑنے میں نہایت کوششیں بجالائے، سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسلطنت کے گرد بگڑ برپا ہوا تھا، مورات سلطانی کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسلطنت سے نکل جانے یا مصالحہ اختیار کرنے کو ہمت و حوصلے سے شہر باری کے خلاف جان تقدیر الہی پر راضی و شاکر ہو کر ننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چاروں طرف ایک گہری کھائی کھدوا اور باروت بھر دیا اور کھدی کر دیا اگر با سالمتا پہنچاے اور قلعہ دشمنوں کے ہاتھ آجائے تو اُسے آگ لگا کر اُڑا دے، تا اُسکے زن و فرزند مخالف کے ہاتھ نہ لگیں۔ بعد اُسکے حفاظت برج اور فصیل دارالسلطنت کے قلعے کی زمرہ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتل کا ارادہ کیا اور میر فرالدین خان کو جو ایک ہی شتر کینہ تھا بہت فوج کے ساتھ انگریز کی پلٹن کے رسلانے والوں اور جو فوج کہ اُنکے کمک کو جلی آتی تھی لوٹ لینے کے واسطے بھیج دیا، اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادہ گلان سلطان فتح حیدر، سب شکر اور یوریا میر میران وغیرہ سمیت کمری کت کے میدان میں حرب پیکار کے لیے مستعد رہے، چنانچہ سلطانی سوار اس حکم کے موافق کبھی کبھی انگریز کی پلٹن کے ادھر ادھر گشت کرنے لگے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُنکے سرداروں کا حکم تھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پس پس رہ جاتے، قصہ کوتاہ بنی کی فوج نے بہادر پور کے گرد نواح میں پہنچ کر نزول کیا، چونکہ غازیوں کا شوالے جہاد و حرب کے کچھ اور کام تھا، ہر روز دے مسلح ہو فوج دشمن پر لے پڑا جیسے شمع پر پروانہ توت پڑے اور اشارے کے شعلہ فساد و شر کے بجھانے میں مردانہ کوششیں کرتے، چونکہ ہوا زمانے کی

اُلتی بھی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آتا چنانچہ سید غفار جو مہتاب باغ میں انگریز کی فوج کا رستہ روکے پڑا تھا میر صادق اور دوسرے مفسد و فتنہ انگیزوں کی صلاح سے وہ جانثار سردار وہاں سے قلعے میں طلب ہو آیا اور دوسرا اُس کی جگہ پر گیا، تب تو انگریزوں نے اُسی دن ایک ہی حملے میں اُسے لیکر قلعے پر گولوں کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت مو شیر بوسی کو حضور میں یاد فرما کر اُسے پوچھا کہ اب کیا علاج کیا چاہئے، اُس نے عرض کی کہ خاکار کی دانت میں تو مناسب یہی کہ یہاں حریف کے دفع کرنے کو شکر تعینات کر آپ خاص سواروں کا دستہ اور خزانہ و زانہ ساتھ لے قلعے سے سرا اور جیتل درگ کی جانب تشریف لیجائیں، خواہ نمکخوار کو ساتھیوں سمیت انگریزوں کے حوالے کر دیں جس میں کسی طرح یہ بیکھر آمت جائے نہیں تو قلعے کی سرداری و پاسبانی اس فدائی اور مو شیر لالی کے ذمے مقرر ہو، سلطان نے جواب دیا کہ اگر تم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جائے تو کچھ غم و الم نہیں، بعد اسکے خسرو والا مقام نے میر صادق نمکخرام کو بلو کر قلعہ داری کا اختیار مو شیر بوسی اور مو شیر لالی کے سپرد کرنے کے مقدمے میں صلاح بو چھی اُس پاجی نے اپنی خواہش کے موافق یوں اظہار کیا، جناب اقدس میں خوب روشن ہو گا کہ اس قوم نے کسی کے ساتھ وفاداری کا طریقہ نہیں بنایا، آپ بیشک جان لیجئے کہ قلعہ کا اختیار انھیں ملے ہی اُس میں انگریزوں کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے بے گورے گورے دونو ایک ہی ہیں، مثل مشہور ہی، سگ زرد برادر شغال، جب اس طریق سے اُس کچ رفتار موذی نے عمل خیر میں بھاجی مار سلطان کو اُس راستہ سے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

طرف آنکھ اُٹھا ایک تھنڈی مٹائی بنائیں بھر کر بول اُٹھا متو کلا علی اللہ ہرچہ مرضی مولیٰ
 برہمہ ادلی، قصہ گو تاہ قلعے کی دیوار تو تینے تک کی بھی کسی نے حضور میں خبر نہ لی،
 آخر جب ذیقعدہ کی ستائیسویں کو خارج سے بعضے حرام خوارون کے قصور کی خبر
 گوش مبارک میں پہنچی، اُس کے دوسرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی
 نمکھرا مون کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر معین الدین
 کے ہاتھ میں دیا اور بتا کہ ارشاد کیا کہ آج ہی رات اس حکم کو بجالایا جائے،
 جسمین کا رخا خانہ سلطنت کا قائم رہے، وہ بیچارہ فلک سمندر کی کج رویوں سے
 ملے خبر عین دربار ہی میں اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا، قضا کار سلطانی
 فراشوں سے ایک فراش جو لکھنے پڑھنے کا سواد رکھتا تھا اور وہاں حاضر تھا،
 کہیں اُس نے کن آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس جھوٹے نمکھرا
 میر صادق کا نام لکھا تھا نرنت بہر خبر ہو ہو اُسے پہنچا دی کہ حضرت سلامت
 دیکھتے کیا ہمیں، آج کو آپ کے اندھا بنانے میں حکم سلطانی صادر ہوا ہی
 اتنا سنتے ہی اُسکی آنکھوں تلے اندھیرا جھا گیا، تب اُس خرنا مستخص نے اپنے
 بجاو کی تدبیر کر دو پیر دن کے وقت قلعے کی توٹی النگ کے پاس انون کو تقسیم
 تاتخو اہ کئے بہانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا، اتفاقاً جب وہ مردود قابو کے وقت
 کی تاک میں تھا جو سلطان اُسی مہینے کے اتھائیسویں سوار ہو قلعے کی توٹی دیوار
 دیکھنے آیا اور یلدارون کو اُس کے درست کرنے کے لئے حکم دیا اور فصیل
 ہر ایک شامیانہ اپنے واسطے کھرا کر وہاں سے پھر دو لتھانے میں آ
 حتام کو گیا، جب نجومیون اور میر غلام حسین متحکم نے بھی تقویم اور
 زیج کے رو سے اُس دن کی نحوست دریافت کر کے عرض کیا کہ آج
 آتھائی پرتک جناب عالی کے حق میں ساعت نہایت نحس ہی نظر برین

مناسب تو یوں ہی کہ شام تک حضرت شکر مین تشریف رکھیں اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خراکی راہ میں دیا جائے، سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جسے زمینی و آسمانی بلا منفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی طیّاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کا لے مچل کے جھول سمیت جکے چاروں کونوں میں کئی سمیر موقی جو اہر روپا تو ناویلیم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون حمداً روں کو مرحمت کیا اور محتاج درویشوں کو بلوار و پی اشرفی کپڑے خیرات کر خاصہ منگو ایا جو نہیں ایک لقمہ تناول فرما دوسرا آٹھا نہ تک لایا تھا کہ اُس کا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگوں نے اسی بیج میں دایلا کرتے ہوئے بہر خبر سلطان کو پہنچائی کہ سید غفار و قادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا،

نظم

سنی شاہ تیو نے جب یہ خبر کہ سید ہوا قتل و قت سحر
یہ سمجھا سپہدار شہیدہ حال کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
دل زار سے کھینچ کر آہ سرد لگا کہنے یوں شاہ یارنج و درد
ہوا غم سے سید کے مین سو گوار خوش آتی نہیں زندگی زینہار
نہیں چاہتا تاج اور تخت اب شہادت کا پیا عا ہوں اب تشلب
سلطان ادھمیں کھانے سے دست بردار ہو بخود ہی کے عالم میں بول آٹھا آہ ہم بھی
آفتاب لب بام پابرکاب کوئی دم کے مہمان ہمیں،

بیت

عدم میں قافلہ سب ہر ہو نکا جا پہنچا
مثال نقش قدم ہم ہمیں واپسینوں میں

اور طاؤس نامے گھوڑے پر سوار ہو دریچے کے رستے سے علم بتیرئی کے طرف تشریف لے گیا، ادھر قابو جو دشمنوں نے اُس سید کے شہید ہونے ہی قلعے پر سے سفید سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والوں کو جو بادلی کنارے اکٹھے ہو ہلکا کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھنٹی دن کے وقت انگریز کی باتیں اُسی توتی دیوار کے رستے قبل اسکے کہ سلطانی جوان دوسری انگ کی برجون فصیلوں پر جمع ہو کر خبردار ہو جائیں پرتھواری کر تھواریسی نگ و نازمین قلعہ سر کر لیا ہر چند قلعے کے بہادروں نے بھی نگ و دو شروع کی اور نوا و تبر لے لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسا شور و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز نہ ارک اُسکا نہوسکا، یہاں تک کہ اس جانب سے سبھوں کے پانوں اُکھڑ گئے، اسی بیچ میں اُس پاجی قابو جی نے خاص سواری کو مورچے کی طرف جانے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس دریچے کو جو شاہ دین پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ مکمل لانے کے بہانے سے گھوڑے پر پرتھواری قلعے کے باہر نکل اینارستان لیا، گنجام کے تیسرے دروازے پر آکر دربانوں کو کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ جلد دروازہ بند کر لینا، وہ تو یہ کہہ آگے برہا تھا کہ سامنے سے ایک سپاہی ملازم سلطانی آکر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ امی روسیاد راندہ درگاہ بہر کبسی بنے حمیتی ہی کہ تو ایسے سلطان دین پرور اور محسن عالی گوہر کو دشمنوں کے جال میں پھنسا اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، کھڑا رہ روسیاد ہی کے کابل سے اپنا منہ تو کالا کر لے یہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار میں اُسکو آب تبغ سے شربت اجل پلا زین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے دروازے پر ملے کفن دفن کی گئی شہر کے لوگ اب تک بھی آنے جاتے

تصدّا اُسکی قبر پر تھوکتے یثاب کرنے اور دھبر کی دھبر پرانی جوتیان ڈالنے میں

بیٹ

یقین جانو تم کہ زیر فلک

رہی اُسپہ لعنت قیامت تلک

میر معین الدین گھاناں ہو خندق میں گر کر مر گیا، اور شیر خان میر آصف کا تو پناہی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہر بار شریعت شمار نے معاوم کیا کہ اب شجاعت و دلیری کا وقت گزر چکا، ملاز مون نے صریحاً بیو فائی و دغاکی، تب اُس درجھے پر آکر ہر چند اُسکی کھولنے میں دربانوں کو حکم دیا پر وے سب نمکحراموں نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اس میں ہی کہ خود میر مذہم قلعہ اور بھی سپاہیوں سمیت اُسی درجھے کے پیچھے کھڑا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی حق نمک کا سطلق لحاظ نہ کیا، القصہ جب حریف حملہ آور شلک مارتے ہوئے قریب آپرے، سلطان شیر دل نے برے تہور سے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چٹلشن و تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری سنبہ پر کھا انجام کار ساقی اجل کے ہاتھ سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا تباہ و خراب ہونا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھیں،

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلہ مراکے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آوروں کے اوپر شلک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزوں کے ہاتھ لگا جئے اُن کے سپاہی جو تہیدست و بے سرو سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار ہو گئے، شاہزادے معہ زنانہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوئے، مگر سلطان فتح حیدر سر شکر جو کل فوج و اسطباب اور فیل خانہ و سلطنت و تجمہل کے

لو از مہمیت گری گت کی نواح میں اقامت گزین تھا اس ماتم جگر سوز کی خبر
سن کر وہاں سے روانہ ہو چند راے پتن کی جانب چلا گیا، انگریز کے سرداروں
نے بری تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا، رات بھر
درمیان پالکی کے، تو شکنخانے میں رکھا، صبح کے وقت سب شاہزادوں
مذہبون خدمت گزاروں کو اُسکے آخری دیدار سے مشرف کر تجیز تکفین کا حکم دیا،
سلطان شہید لال باغ میں نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسائش میں سویا
دنیا کے سردرد و رنج سے خلاص ہوا اور نمک حراموں کے مکر و فریب سے رہائی پایا
اللہ خدا کی شان کو دیکھا چاہئے کہ فلک و دار کے ایک ہی دورے میں
اُس قدر شان و شوکت اور تجمل و حشمت کسی نے بنانا کہ کیا ہوا اور کہہ رہا گیا،

بیت

بیک گردش چرخ نیلوفری نہ ناز بجا ماندے نادری

مثنوی

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند کہ گاہے رکھے شاد و گہ دزد مند
جہان میں کیوں نہیں ہی قرار کیا نہیں چرخ گردنہ یار
کرے نامداروں کو دم میں بناہ کرے سر بلند و نکو یوں پست آہ
گدا ہوے یا شاہ تاج و سریر فضا سے کیوں نہیں ہی گزیر
جہان میں بحر پاک پروردگار نہیں ہی کیوں بقا زینہار

قطعہ

کہ ام دوہ اقبال سر پر چرخ کشید کہ صرصر اجلش طاقت ز بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج عمروری بر سر کہ بند خادہ ہر دست و پای او ننگند

لے کئی بیتیں جنکا اخیر مصرع اس واقعہ کی تاریخ پر ناطق ہی بطور مرثیے کے لکھی گئیں،

مثنوی

تیبو سلطان شہید شد ناگاہ جان خود داد فی سبیل اللہ
بد لذیقعہ بیست و ہشتم آن کہ شد روز شنبہ حشر عیان
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ خون زد یوار و در روان گشتہ
زیست بنجاء سال با اقبال بادشاہی نمودہ ہفتہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تارا جے مکین و مکان خون بگریہ ای زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک آسمان شد بگون زمین تار یک
چون غم او یخز و کل دیدم سال ماتم ز درد پر سیدم
گفت ہفت ز نیم آہ بہ تفت نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہی ع حامی دین شد زمانہ ہرفت
میر غلام حسین منجم نے جو تاریخ کہی تھی وہ یہ ہی

نظم

شاہ ماچون ہلک بر تر شد حاضر مجلس پیہر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ نسل حیدر شہید اکبر شد

مادہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہی،

ایک ہفتے بعد میر قمر الدین خان جو خدا سے ایسا دن مناتا تھا خوشی خوشی جنریاں
کی خدمت میں حاضر ہو اپنی جاگیر گرم کندے کی بابت کا سوال جواب پکا کر سند
بجالی یا کے شاش بٹاش و مان چلا گیا، سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے
سپہسالار اور دوسرے سرداروں کی زبانی چکنی چپڑی باتیں اس باب میں کہ دے

اُسی کو تخت پر بیٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے ستا دیا اگرچہ شجاعان کا بردار جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنت آشیان کے شہید ہونے کے بعد قید سے مخلصی پا کر اُس کے حضور میں حاضر ہوا تھا اور سید ناصر علی میر میران وغیرہ نے اُسے انگریزوں کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لئے رغبت دلا کر عرض کیا تھا کہ سلطان والا شان نے صرف اپنی جان و خامندی خالق میں شاد کی ہی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلب جاہلین سرکاری گماشتوں کے اختیار میں ہیں اور فوج بھی فضل الہی سے معہ ساز و سامان جنگ آراستہ و آمادہ ہے اگر مملکت سنانی اور داد شجاعت دینی منظور ہی تو بسم اللہ یہی وقت کار ہی اور ہم میں سے ایک ایک لڑنے اور جان شادی کو مستعد و طیار، پر وہ حیدر خصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی کے درغلانے سے پورے دیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خود غرضوں کے انہیں کی مرضی اور دم کے موافق جلا اور ذرا بھی اپنے سچے فدائیوں کا کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو جنریاں دس کی ملاقات کو قلعے میں چلا گیا، اور وہاں انگریز کے کارپردازوں نے بہر پیش بندی کی کہ ظاہراً میسور کے تخت سلطنت پر وہیں کے راجاؤں کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے کو بٹھلا، تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک، پورینا زنا دار کی دیوانی میں اُسکے نام لگا دیا، اور سب شاہزادوں اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُسکے حلاقہ داروں کے رائے و بلور کی طرف روانہ اور ہر ایک شاہزادے کے واسطے بیش قرار مدد خرچ مقرر کیا،

خیر بعد اسکے جنریل ممدوح بہرہ وجہ دے کھٹکے ہو جیتل درگ تک پہنچ تمام کو ہی قلعوں اور مکانات کو اپنے اختیار میں لا کر نیل لیتا اور جنریل فلائڈ وغیرہ حمایت

ولایت کو روانہ ہوا، اور گئی، رتن گیری، مرگسی، ہرہنی ہٹی، انی گندی، ہنو گندی،
مرگ سرا وغیرہ جگہیں جو سلطان شہید کے ملکوں سے نواب نظام علی خان
کے حصے میں دی گئیں تھیں بارہ سی پندرہ سہ ہجری کے درمیان پھر
انگریزی سرکار میں ضبط ہو گئیں،

بیٹ

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر

کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر


ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع امید کر فقط ایک گھوڑا
جو آ لے نکلتا تھا تھوڑی ہی عرصے میں اُس نے اپنے حسن تردد اور قوت بازو کے
بدولت ترقی کر تیس ہزار سوار و پیدل جمع کر کے درمیان کشنا اور تنب بھدرا
نڈی کے خروج کیا، بھر جنگ وغیرہ بھی اُسے مل گئے تھے، تب اُس شیر دل
نے کولابور میں، ایک ہی بہادرانہ حملے سے کھوکھلا مرہٹہ اور ہر مرام ناظم مرچ
کا سر کاٹ لیا، بعد اُس کے کتنے دنوں تک تو انگریزی لشکر کا سامنا کر کر
لائی بھڑائی میں رہا، ہر چند اُس ایام میں اور بھی بہت سی فتحیں اور غنیمتیں
حاصل کیں لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہیں رکھتا تھا جس میں ضرورت کے وقت
پناہ لے اور انگریزوں کے مقابلے کا جواب دے، دو برس بعد کرپا اور کرنول
والے پتھانوں کی چوک کے باعث کوتاہل ہنوکی نواح میں انگریز کی سپاہ کے
ہاتھ شہید ہوا، اور زمانے میں سوائے نام کے کچھ اور پٹھو آئے، میر قمر الدین
خان جو باپ کی جاگیر پاکر برائے متکبر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کوڑھ پھوٹ
باشاد و نامراد ہو مواء اور کتنے سلطانی سردار جیسے بدر الزمان خان، غلام علی خان رضا
خان اور کئی میر بہران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوض میں

اپنے حق اسمی کے جو انھوں نے تہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے میں کی تھی، بھاری تنخواہیں کمپنی انگریز بہادر کی سرکار سے پائے ہمیں، واہ رے ہمت و دیانت و پاس اسلام حمیت، اسی سن میں نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا فروج کر مرہٹے کے ملک کو چلا گیا،

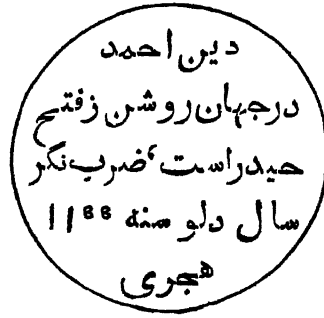
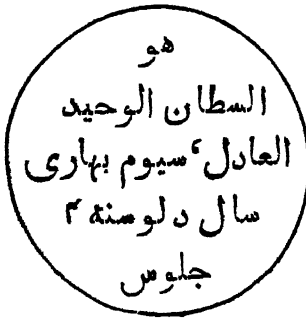
بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین پناہ فردوس آرا مگاہ کا،

ہر چند اخلاق واد صاف حمیدہ اُس چشم چراغ و دودمان سلطنت کے مشہور ہمیں محتاج بیان کے نہیں مگر بطریق یادگار یہاں مختصر لکھے جاتے ہیں، کہ وہ مغفور ہر ایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا، انشا پر داری میں صاحب سلیفہ، دانائی اور فرز انگی میں اپنے زمانے کا ایسا یگانہ، کہ مہمات ملکی کے انجام کرنے میں کسی کی رہنمائی کا محتاج نہ تھا، سیرتیں اُحسکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے، ہنرمندوں اور صاحب علموں کا قدردان، مسلمانوں کی غور پرداخت میں بدل متوجہ فجر سے دوپہر رات تک دربار میں بیٹھتا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرنا ہر وقت باد و زور رہتا اور تبیخ نہ تھ۔ میں رکھا کرتا، غرے ماہ محرم سے تیرہویں تک سند کا بیٹھنا چھوڑ دیتا، بلکی اور خانگی امور رات کا عشرہ محرم میں مطلق دھیان نہ کرتا، راتوں کو تلاوت قرآن کیا کرتا، مکینوں فقیروں کو کھانا کپڑا اچھا اچھا بانٹتا، بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب رسول رکھتا، دسترخوان خاص پر اُسکے دونوں وقت سب شہزادے و مقربان حضرت حاضر ہوتے، تب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتیں منہ ادل کتابوں سے

اور دین و مذہب کا ذکر اذکار، حدیث و اشعار خود زبانی بیان فرماتا، اور بعض ہم نشین مصاحبوں سے بھی نقلیں برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح و ہزل کا جسے کسر شان اسلام کی پائی جائے کیا امکان کہ اُس پیر و شریعت کی مجلس میں مذکور نکالے، گفتگو فارسی زبان میں کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امر میں بمصدق خیر الاصور و ساطہا کے اعتدال سے قدم باہر نہ کھتا، رنگین کپڑوں سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت تاؤن و تفتن کی راہ سے زربفتی بہری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد میں عربوں کے طور پر سبز پکڑی باندھتا، اور جرّاء طرہ یا کلگی سر پر لگانا صوم و صلوٰۃ اور بہت سے دینی مراتب میں خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام میں اعلام فرماتا، دائرہ ہی کو جو فقط نسخہ انی بھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بحر اُس کی پنداری اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ تمام میں بھی یہ حال تھا کہ اعضا و اندام چھپا کے غسل کرتا، بالا گھات کی سرحدوں کے درمیان جو اکثر ہندوستان سر و سینہ عربان راہوں میں پھرا کرتیاں تھیں، یہ سبجائی کی چال بھی دیکھنے کا، اور یہ حکم کیا کہ کوئی عورت نے نہ کرتہ و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اسی سبب سے وہ رسم بد موقوف ہو گئی، جو ہر شناسی و قدردانی میں یکساں، ہر دلی اور بہادری میں لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی میں اُس مرے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نہایت شائق، ہر ایک صنعتوں میں نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوتھی انوتھی شیردان توپ دو نالی سہ نالی یا دہری تہری چوت کی بندوق، قینچی، چاقو، کھری یا ساعت نما، قبلہ جما، قطب جما، خنجر و کتار بنی ہوئیں دھالیں ایسی کہ تیرا و رگزی اُن پر اثر نہ کرے بنواتا، اور لاکھوں روپیہ مال و

مخمل و بانات و کنخاب وغیرہ کے کارخانوں میں خرچ کرتا اور زپیٹار کروانا پر سب سے پہلے
 دین کی حمایت اور شریعت پر ممبر خد کی تقویت فرض جانتا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام
 نہ کرتا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرتا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی
 اُنکے عمل سے مانع ہوتا، اتفاقاً اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُس پر شرع جاری
 کرتا، اہل سنت و جماعت کے رویے پر چلتا، حکمنامے ہر امر اور کارخانے کے
 لئے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفوں سے لکھے جاتے، لیکن ان صفحتوں
 اور ہنز و نکو اسی ایک عیب نے چھپا دیا کہ جس شخص کو اُسکے عہدے سے برطرف
 کر دینا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اسی عمل نے اُسکی سلطنت میں خلل ڈالا،
 فرمانوں اور پروانوں کی پیشانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طغرا کے
 لکھ کر اُسکے نیچے دستخط اپنا اس صورت سے  یعنی نہیں مالک ثبت فرمانا،

سکہ تیپو سلطان مہرور



اگرچہ یہ سکہ تیپو سلطان مغفور کا ہی پر سلطان نے تبرکاً و تینا اپنے والد ماجد کے
 نام کو بقید سال اُسکے کے اپنے کے کی دوسری جانب میں ثبت کر دیا تھا

روایتیں نشان خیدری تصنیف میر عسین علی کرمانی کی تمام ہوئیں

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوج کشی کرنا لارۃ کارنوالس پہاڑ کا سبز رنگ پتھر
پر خانخان ہٹی کے رستے ہو کر، اور سختی اُس راہ کی،

شکر نصرت پیکر خاتان ہٹی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل شکر
راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہاں مقام کرنے، نوین دن
ہر دوڑ کی سرحد میں سریرنگبتن کے قلعے سے تین کوس ورے اُتر کر دو
روز تک حریف کے مورچے بر تاخت کرنے کے لئے جاگہ تھہرانے کی فکر میں
تھے کہ اسی مابین میں گویندوں نے آکر بہہ اظہار کیا کہ موکب عالی کے سامنے،
سلطانی سپاہ تو پین لگاے فرصت کی تاک گھات میں لگی ہوئی ہی اور
راہ دشوار گزار، حسین تو جہلے کی پھر اور کنکریوں کی ایسی بہتایت ہی
کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اس راہ میں جاے تو گھوڑے سمیت
گر کر اپنے کپڑے ہتھیار دونوں کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوار گزاری کے
حلا وہ اگر سرکاری پلٹن کوچ کر رہتا چھوڑا بیراہ چل نکلے تو یہ بھی خوف ہی
کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اس حرکت سے خبردار ہو چاروں جہت سے
گھیر لے تو اُس وقت کسی مصیبت کا سامنا ہو گا کہ نہ تو سپاہیوں کو لڑنے کی
سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا رہتا بھی ہر چند ایسا دشوار گزار نہیں
مگر کری گت پہاڑ کے دامن سے لیکر شکر اعدا کی پچھلی انگ تک شدت سے
اُس میں نشیب و فراز واقع ہی، اگر شکر بقصد شبنون کی طرح اُس
رستے ہو کر جاے تو البتہ منزل مقصود میں پہنچ سکتا ہی، گو رنرمو صوف

جب اس احوال سے مطلع ہوا تو اُس نے اُسی دوسری راہ کا جانا اختیار کر لیا تو اُس کے دن مے مہینے کی ہند رہو میں تاریخ پہلے تو انگریزی فوج کے سرداروں کے نام شجوں کرنے کی چٹھیاں لکھ بھیجیں بھر سواپہرات کے وقت خود بدولت و اقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑوں پر سوار ہو شجوں کے ارادے روانہ ہوئے، اگرچہ اُس شب کو شدت باد و باران تھا لیکن گورنر مے فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و نامواری راہ کے ساتھ بھی سکے سب قرب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے، ادھر کے بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نیکے تھے انھوں نے انگریزی فوج کی بحیرہ بھارت دیکھ، مورچے میں جا کے خبر کر دی، سپروہانکے بہادروں نے سرکاری لشکر گاہ کی جانب توپوں کے منہ پھرا گولے مار بنے لگے، گورنر مدوح توپوں کی آواز سن چو کنا ہو گیا، اور کمال آہستگی سے مورچوں پر ہٹا کیا، چار گھنٹہ کی دن بھر چھ چکا تھا اور ادھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو بہر دو گھنٹہ تک توپ و فنگ کی یہ لڑائی چھی رہی کہ طرفین سے ہزاروں جوان نقصان اور گھنائیں ہوئے، پر دونوں جانب کی سپاہ بہادر نے بری بردلی سے پرے جمائے استعمال جنگی آلات اور سپرگری کے دانو گھات میں داد مردانگی کی دتی تھی ان کی جنگ کا یہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لارڈ موصوف کا سپہ سالار چھ گھنٹہ کی دن باقی رہتے اپنے سواروں سمیت حریف کے مورچے پر آ پڑا، چونکہ پیدل اور سوار میں برفا فرق ہی اکبارگی حریف کا جماؤ قوت گیا، تب تو انگریز کے سپاہیوں نے سلطانی فوج کا تعاقب کیا، انیس بری بری توپیں اور کئی نشان اُنکے ہاتھ لگے، ہر چند گولے اور سپاہی کی پائین فرادیوں کے پیچھے کریمت کے دیول تک جو کاویری ندی کے

کنارے واقع ہی دور گئیں لیکن اس لئے کہ راہ میں دریا حائل اور ہر جہاں تھا لاچار پھر آئیں، تین دن تک پانی نہ اُترا اور نہ سرنگ دور آنے کی کوئی معقول جگہ ملی، اناج کا قحط بھی شکر انگیزی میں نہایت کوٹھنچا، ہر قسم کی جنسین عقبا ہو گئیں، لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب میں حیران و سرگردان پھرنے لگے، جانور کثرت سے مر گئے، اور چونکہ برسات کے ایام میں لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جناب لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سربرنگاپتن کے اس موسم بھر ہاتھ اٹھا سنہ ۱۷۹۱ء کے مہینے کی اُنیویں کو مقام کنہم باری میں جا کر نزول فرمایا، اور وہاں اس واسطے کہ توپکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ بری بری توپیں تر وادالین گولے دریا میں پھینکوا باروت کی پیٹیوں کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیّا کیا اسی اتنا میں سید علی رضا کی بھیجی ہوئیں میوے کی دالیان مع ایک چٹھی نام میں خراوند نعمت مسر چیری صاحب کے، سلطانی چوہداروں کی معرفت آ پہنچیں مگر صاحب موصوف نے بغیر پترھے اس خط کے گزرنے صاحب کی خدمت میں حاضر ہو عرض کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوہ جات بھیجے ہیں جیسا حضور سے ارشاد ہو فدوی بجالے، نب گورنر مدوح نے اُس خط کے پترھنے اور مضمون دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اُس میں کیا لکھا ہے، خراوند نعمت نے خط کا سرنامہ جو دیکھا تو انہیں کے نام نکلا، کھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطر میں مرقوم تھیں، کہ ہمارے سلطان عالی شان نے کچھ میوے، حضور میں بھیجنے کے واسطے خادم کے حوالے کیا ہے، چونکہ اُس شفیق کی ذات دونوں سرکاروں کے بیچ محبت و ارتباط کا وسیلہ ہو اہی اس نظر سے اُن پھلون کو بھیجوا کر شجر دوستی کو تازہ کرا مید و اقبال کا ہی لارڈ مدوح نے مطلب معلوم کر فرمایا کہ تم اس خط کا جواب عذر خواہی کے ساتھ ایسی تمہید سے

جنہیں ہماری رنجش خاطر مفہوم نہ ہو لکھنؤ میں واپس کر دیا۔
 آقاے نامہ ار نے جواب یوں لکھوایا : ”الطاف نامہ اُس مشفق کا معہ
 میوے“ بھیجے ہوئے سلطان کے حوالہ صاحب کے واسطے تھے وصول
 ہوا، نیاز مند نے بموجب آپ کے اشارے کے یخسہ انیس ہزار
 مین میس کر مطالب نیاز نامے کا حرف بحرف گزارا جس پر جناب
 عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیوں اس باب میں ہم کو نہ لکھا، دوستوں
 کے تحفے کو دوسروں کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی، زیادہ والسلام، اور
 انھیں میوہ لانے والوں کے ہاتھ اُن یخسوں کو روانہ کر دیا، تب دوسرے دن
 وہاں سے کوچ کیا، راہ میں رہتے ہی فوج دکھائی دی، اُن میں سے دو سو ار نے
 لشکر میں آکر لارہ صاحب کے حضور میں اپنے سرداروں کی طرف سے عرض کی
 کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی، کل
 انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی حاصل ہوگی، گورنر مدد و ح نے اس بات کو قبول کر
 دیا، لکھنؤ کے حکام نے کاہن دیا، تب اکثر نوگ فٹہ لانے کے واسطے مرہٹے کے
 لشکر میں کیئے اور وہاں سے چاول روہنے میں دوسرے گھوڑوں کا آٹا آٹھائی سیر
 گھسی دیر ہد سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکریوں کے چہرہ وں پر
 سر نور و فنی آئی، اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہٹے کے سرداروں
 سے ملاقات ہوئی، نوین نارنج کو جب دونوں لشکر نے ایک ساتھ کوچ کرنا کہ
 مشکل اور وہاں سے اوتری درگ میں جا دیر کیا تو اُس جگہ آپس میں بہر صلاح
 تمہری کہ بارش کے موسم بھر کرنا اُن برے برے پہاڑ کے قلعوں کا جنہیں اعلیٰ
 فوج ظفر موج کے رسد و غلہ لانے والوں کے سنگ راہ میں موقوف رکھا،
 اور آغاز بست کی رات میں سربراہ گھنٹن پر چڑھائی کیا چاہئے چنانچہ یہی بات سب

بڑے مرداروں کے دلون کو پسند آئی، جولائی مہینے کی دوسری کو وہاں سے
 کوچ کر موضع کرمی ماتھلی میں مقام ہوا، دوپہر کو خسر آئی کہ نواب آصفجاہ کے
 بہادر وں کی کوشش سے کپنجی کو تے کا قلعہ مستحضر ہو گیا، ابھی شکر ظفر بیکر موضع
 چھترہی میں اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار بنے لڑائی اس حصار کو چھوڑ بھاگا،
 گورنر نے یہ خبر سن کر کیطان اسکات کو وہاں کا قلعہ دار بنا موضع بنور میں
 جا ڈیرا کیا دوپہر کے وقت ہری ہند تاتیا کی فوج سے قلعہ دھار وار کے
 فتم یو نے کی خبر پہنچی تب وہاں سے کوچ کر ہلہل درگ کے قلعے کو محصور
 کیا، اُس کے قلعہ دار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوت جوالے کر دیا اُسی دن
 تاتیا بہادر کے خیمے میں لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی، آگسٹ مہینے کی
 تیسرے تاریخ جب موضع اکرا میں پہنچے تو دہر محرم کے باعث سبطنبر
 کی فوجیں تک وہاں مقام رہا، چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ،
 بے لکھاؤ و بیہودہ اول فول بکنے کے عادی ہیں خاص کر عوام الناس عشرے کے
 دنوں میں اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیر غافوں کے جنگل اور محفل
 کے بیچ آزاد قلندر وں کی طرح فقیرانہ صداؤں کے نعرے بھرا کرتے ہیں
 بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو مستر و بریشان کر بدن میں راکھ
 بھسوت مل فحش و اہیات گھلی کو چون میں برے بکنے بھرتے ہیں، علاوہ اسکے
 چونکہ سب منغلے اور مرہٹوں کے سپاہی عشرہ محرم کے پہلے بہر خوب سمجھے تھے
 کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہیں، اس خیال سے کوہم
 لشکر کی کسی چھوٹے برے انگریز کا نام، تعظیم و احترام کے طور سے
 زبان پر نہ لاتا بھانک کہ بنگالے کے سائمان بھائی بند جو کرمی کے یاس سے
 ہر گھڑی صاحبان عالی شان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہیں اُس ملک

کے لوگ اُنکی منت و مذہب کو سست جاننے اور اُنپر عیب پکڑنے اور جزا لفظ کا فریاد فرمائیے کے ، صاحب کا کہہ اُن کے حق میں کہنے کو کثرت و بدعت جاننے ، اس لیے اُنھوں نے آئیس میں جتنا ہندو ہمارے عشرے بھرا اُنہی دن کے لشکر میں نہ جانا ہیے اور اُن کے ملازموں سے کوئی بشر جو بصورت سمن اور بمعنی کافر ہی یہاں کے تعز یہ خانوں میں زیارت کو آئے تو اُسے کمر دینی دے کر محفل سے باہر کر دیا جائیے ، یہ خضر الداعلم بالقصا اب انگریزوں نے سنی یا نہیں ، مگر اتنا تو معلوم ہی کہ عاشورہ کی رات کو ترک سواروں کے رسالے میں کہی جگہ جی سین ہوئیں اور جب اُن کے غول کے جوان شدہ دن اور علموں کے پھر آنے کے واسطے ماتم کر نے شیون یہ تھتے بابا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اسے حالت سے اُن سب کو اپنے سامنے بلوا ادب سے کھڑے ہو تعزیموں کی تعظیم اور اُنکو سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا ، جب یہ بات رقتہ رقتہ مغلوں اور مرہٹوں کے فوج میں پھیل گئی ، ایک ایک دو دو تعز یہ دار غول ہندو ہندو شدے لے لے بابا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے دیر سے پاس آئے اور لعنت مانست کی واہی تباہی بیجا بولی تھولی سنانے لگے تب گورنر موموت نے چیری صاحب کی معرفت اُنھیں بھی نہایت توقیر سے حضور میں بلوا ظاہر اترے اعتقاد کے ساتھ بہ مجتہد دیکھنے علموں اور شدہ دن کے سرو قد اُٹھ کر لہبی تعظیم و تکریم کی اور چاندی کی تھالی میں روپی رکھ رکھ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبہ درجے کے نذر دی ، بعد قبول ہونے نذر کے ، دو تین قدم پچھنے ہون ہست کر آداب بجالایا ، خبر بھی جب مرہٹے اور سنیل کے لشکر والوں میں مشہور ہوئی تو ہردن چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعز یہ داروں کا گورنر کے حیمے میں آنے لگا ، اُنھیں استقبال کر کے حضور میں لانا جناب چیری صاحب کا کام تھا ، گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ڈیرے سے نکل نکل سام مجھرا بجاتا اور نہ زمین دینا،
 س. تو میں سے دسویں تک جولاءِ صاحب کی طرف سے ان تعزیر داروں کے
 ساتھ ایک سونوک تھا البتہ اُس تیرہ دن میں قریب چار ہزار روپے کے
 بہرہ وجود خرچ ہوئے ہونگے، لیکن نیکندہ کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ انہیں
 لوگوں کے منہ سے جو پہلے ان صاحبوں کو کافروں میں شمار کرتے تھے اب یہ سخت
 یہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واداد نصار کی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت
 لے کئی، بعد اُنکے ان سبھوں نے صاحبوں کی شان میں کافر کا لفظ کہنا چھوڑ دیا،
 القصد جب دہہ آخر ہو گیا تو وہاں سے کوچ کر قریب قلعہ نندی درگ عرف
 گردون شکوہ کے مقام ہوا اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصر نند
 نے جویش اذین اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے میں مشغول تھے، پہار
 کے اوپر کہ کم ویش تین کوس کی جڑھائی تھی، پہنچ کر اُسے فتح کر لیا،
 نندی کے دیول سے بہت سامان دولت اور بے شمار جواہر، جرات اور
 سنبھاسن ہیرے کا، موتی کا چھانائیش قیمتی تھمیں کرا و روپے کی متاع اُن کے
 ہتھ لگی، عاودہ ناخت کے وقت سے لیکر بھور تک نے حساب مال اسباب
 کی لوٹ ہوئی، مگر دن بڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو نہ پھیرے،
 بعد اُسکے ان لوگوں نے عمان قلعہ دار اور محمد برہان خیلانہ نے نہ دار
 اور کئی بیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان میں پہنچا دیا،
 گورنر مسدوح نے اسامی پیچھے ایک ایک روپے اور اُنکے اہل خدمت کے
 مصروف کے واسطے تین تین روپے روزانہ مقرر کر انہیں بنگلوں بھیج دیا،
 تب خود بدولت و اقبال وہاں سے کوچ کر مقام بودی کر گڑھ پھر کنبجورو
 ناک منگل میں شریف لائے، پٹنبر کی چویدہن کو بنگلور کے قریب موضع

سارکی میں پہنچ چکے تھے جو اُن کے چھوٹے بھائی کا رنوالس بہادر میربحر کی
سہی سے قلعہ بسوراج درگ کے مستخر ہونے کی خبر آئی، اُسے سن کر
جناب گورنر جنرل خوش ہوئے،

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ اور اقی کے گوش زد
ہو اہی ضرور ہوا، جو بندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کلیکوت کے
متعلقات سے محمد ر کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح
کی چشم جہان میں نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا، قلعے کی دیوار تو ایک اونچے
پہاڑ پر ہی جس کے تین طرف دریاے شور محیط، شان الہی کو دیکھ چاہئے
گورنر محمد ر کے پست سے بہت کا پچا نکلا ہی جسکی چونتی آسمان پر فرقہ ان
کے سر چڑھتی ہی، طول میں پورب پچھم ایک سہی چوالیس فرسخ،
اور عرض میں دھن اتر قبائلی پچیس فرسخ ہوگا، اگرچہ تمانر سنگ ہن سنگ
ہی اس پر بھی وہاں ہر جنس کی کشکاری اور نوع بنوع یخس پھلا ہی
موجود، اچھا بہر ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزد پانی کے چشمے اکثر، اور بھیر
چٹھاپانی بان آب حیوان پٹھر کم دو چٹان دو قد آدم کی باندی سے جاری
ہو کر نیچے کی طرف روان ہی، قدیم زمانے کے راجاؤں نے جو ایام احلام سے
پہلے وہاں راج پات رکھنے تھے اُس سونے کے منہ پر ایک گوسالے کی
مورت بنوا دی ہی اُس کے منہ سے پانی نکلتا ہی اور نیچے اُسکے سنگ مرمر کا
ایک حوض بنوایا ہی اور احترام کے رد سے نام اُسکا گوکھدر کھا، قلعہ کو نام
گورنر موموت نے دسبر کی بندھوین کو سادتی گرھ کے قلعے کے خماہنے پر آکر
لڑائی کا آغاز کیا اور بائیسویں کو انگریز کی پلٹن نے ویسا نگیں و محکم قلعہ سر کر لیا،
سپاہی قلعہ اروان کے کچھ تو مارے گئے اور باقی گرفتار ہو آئے، اسی عرصے میں

حصر پہنچی کہ رام گرہ کے قلعہ ارنے عسا کر منصورہ کے پہنچنے ہی ہاتھ جوڑ
 مان مانگ قلعے کو مہ مال و متاع حوالے کیا، پھر خبر آئی کہ سپٹنبر کمی ۷ بیسویں
 کو کرنیل اشٹون نے اوہری درگ لے لیا،



مخاصہ کونما کرئی درگ نامے قلعے کا،

چونکہ دادا اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے میں آئی
 اس واسطے تفصیلاً اُسے بیان کرنا ہی جب بہادران نصرت نٹن نے ایک
 دستادیر گز چوڑا آدھ کوس کے پتے سے اُس کو مت کے پاس تک
 جنگل کا تنکا لگا، دانیان فرنگ نے باوصف اس کے کوٹان کی راہ میں نہایت
 نامواری اور نیچمی اونچی میں، جرتھقیل کے قاعدوں سے جو بے لوگ بخاری
 چیزوں کے اوپر اُٹھائے اور لیجانے کے واسطے عمل میں لانے میں (اور فی الواقع
 اُس جگہ اس قسم کے آلات کا کام میں لانا قابل دیکھنے کے تھا) تو پون کو نہایت
 آسانی میں اُسی دشوار گزار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر لیا،



بعض خصوصیات قلعہ ما کرئی کے،

ہر قلعہ نہایت اسوار ایک ہزار کی چوتھی پر واقع ہوا ہی اور گردگرد اُس کے
 خندق بہت عمیق، اُس کے اطراف میں جنگستان اور کشتیلے درخت اسے
 گنجان کہ پون کے پانوا اس رستے سے گزرتے چلتی بن جائیں، رستم و اسفندیار
 کا بہت خوان، اُسکی راہ پر فراز و نشیب کے سامنے افسانہ کہن تھا

اور ماترندرن کا اولیئہ دژ ماوجود اُس اوج . شان کے ، اُس لوٹ کی حصانت و مہبوطی کے رو برو تر لوں کے کھروندے کی طرح ناجیز مادہ سم ن کی ٹکڑا ، جب اُس مکان عالیث ن اور کو د ماث کو د پر پرتی تب کلاد اُسکی سرے زمین بر سر برتی ، قلعہ مختصر ویب مقام حیرت انگیز نہ جرخ ، دار نے دیکھ جو گانہ زمانہ کہیں سال لے سنا ، بین مسکا بہر ہی کہ دو برے برے او نیچے بہت ایک ، ورے کے سامنے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر اچان میں بان سسی گز بند ہو آخر کہ چوتھی کے قریب دو نوں آپس میں آٹے میں گویا دراصل ایک ہی زمین مابین ان دو نوں کے ایک گہری خندق ہی جو ایام بارش میں بہا رتے بانی سے لبریز ہو جاتی ہی چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب رہنے میں بری کوشش اور اہتمام کرتے ہیں اور پتھر کی بری بری جٹانوں سے پستے باندھ رکھتے ہیں کہ ترابی ہر تاج کی ضرورت ۔ وقت اکثر پانی اسکا کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اس ہر تاج ہی کے زمانے میں اس قسم کی کچھ بھی تدبیر نہیں ہوتی تھی ، بار ہی دن کے عرصے میں وہ قلعہ فتنہ ہو گیا ، گورنر مدد و ح نے خدا کا شکر کر کے اس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور ہری ہندت کے پاس بھیج دی ، اسی مابین میں کرنیل اسٹوارٹ بہادر کی کوشش سے اونٹری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی ، جسے خوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی ،

سنہ ۱۷۹۲ کے فبروری مہینے کی پانچویں کو جب سپاہ کنبہ کی مدد کے لئے نواب سکندر جاداہن نواب آصفجاد بہادر مع مشیر الملک و غیرہ کے تشریف لانے کی خبر حضور والا میں پہنچی تو جناب لارڈ صاحب استیال کے واسطے سے اپنے مصاحبوں اور جنرل سینڈس بہادر اور کرنیل فلیٹ بہادر کے

نرک ٹو اردن کے ساتھ سو میسر کے دیول تک جو فوج نصرت موج کے ڈیرے سے ڈیرہ کو س پر ہی رونق افزا ہو کر چشم برآہ تھے جو سواری نواب سکندر جاہ کی آہنچی، ہری ہند تاتیا اور نواب مشیر الملک بہادر نے جو ہاتھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب انرگو رنر جنرل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آپس میں مزاج کی خیر و عافیت ہو چھی اتنے میں ہاتھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آہنچے، گورنر محمد وح آگے برہہ تعظیم کر سواری سے اُنھیں اُتارے، بعد اسکے خود دولت اور جنرل مینڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معاف کر شامیانے کے اندر لا بٹھایا، ایک آدھ گھنٹہ کی باہم دوستانہ گفتگو کر کے اُنھیں رخصت کیا، ہری ہند تاتیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت کر روانہ ہوئے، جناب لارڈ صاحب خرم و محظوظ اپنے ڈیرے میں پھر آئے پھر جنوری کی چھبیسویں کو مقام اکل کو تھہ اور ہنر ہلتی سے کوچ کر موضع ہلہل درگ میں جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جنوری مہینے کے وہیں مقام رہا، اکیس دین تاریخ منگل کے دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری ہند تاتیا وغیرہ گورنر کے خیمے میں رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت رخصت ہوئے، اور فبروری مہینے کی دوسری کو مقام کیر کو ڈاؤر ہولل میں سرکار کی طرف سے نچانہ پتھاسریرنگپتن کو روانہ ہوئے، اور باخجین کو اتوار کے دن ہرود پھارت کے پورب جہان سے سریرنگپتن کے قلعے تک دو کوس کا فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اس حصار کی دکھلائی دیتی تھی ایک دن رہکر دشمن کی فوج پر شب خون مارے کو مستعد ہوئے، یہاں چھتھی تاریخ دوپہر پانچ گھنٹہ کے وقت جناب گورنر جنرل خیمے سے نکل کر سنی پر جلوہ افروز ہوئے،

پہلے تو جُزریاں مبدّوس اور کمر نیل مار س جناب لار صاحب کے دو بارہا میں
 آ کے کچھ سرگوشی کرانے لگے۔ شکر کی طرف جاتے گئے، بعد اس کے کمر نیل
 کا کمریل اور کبستان دمل صاحب بھی اس بطرح خذیہ کچھ کبہ سہارے، الغرض
 شام تک بھی حال رہا کہ ایک ایک دودو سرد آتے اور سرگوشی کر
 جاتے، اُسے زمانے میں گورنر ممدوح نے چہری صاحب کو ارشاد کیا کہ
 دو شتے بری ہند تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھجوا چاہیے
 جن میں شجّون کی اطلاع اور اس کا جی ذکر رہے کہ منی اور مرہتی فوجیں اپنی
 جگہ سے جنبش نہ کریں اور جب تک کیفیت شجّون کی خوب معلوم اور رات تمام
 نہو جائے ضرور یہی کہوے اُسی مقام پر جہان قائم ہیں جسے ہونے اپنی اپنی بہرہ بنگا کی
 چوکی اور پیرے سے قرار واقعی جو کس زمین، بعد شجّون کے جسامہم ان کی
 خدمت میں اطلاع کریں گے اُسی طور پر عمل کریں، خیر صاحب مخدوم نے تب
 راقم اور اق کو بلوا کر ان شقّون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیر خواہ
 درگاہ نے دونوں دفعہ لکھ گورنر جُزریاں کے دیرے کے درمیان جا کر جناب
 آقا کے مانا حلقے میں گزارا، انھوں نے دستخط کر گورنر کی نظر افور میں
 پیش کیا، گورنر بہادر نے دونوں دفعہ فدوی کے حوالے کر جناب خدایگان کو
 کچھ ارشاد فرمایا، تب چہری صاحب نے حب الاموالی کے اس کترین سے
 کہا کہ ابھی تم ان دفعوں کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑو، جب ادھر
 سے توپوں کی آواز سنا تو ہر کارون کی معرفت بے رقعہ مرہتے و منایہ کی فوج میں بھیج
 دنیا، فدوی نے بموجب حکم کے ان دفعوں کو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا، جب جناب
 لار صاحب اپنے س رفیقوں مصاحبوں حمیت جن میں ہر ایک بہادر میدان
 جنگ کا شیر اور فنون حرب و ضرب میں ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

شکر گاہ سے آگے برہے تو پلٹتے ہیں موافق ارشاد والا کے نین تولی ہو کھڑی ہوئیں، جناب صاحب کلان نے جنرل مینڈوس ہمار کو پہلی تولی کے ساتھ اعدا کے مورچے پر عید گاہ کی طرف مقابلے کے لئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلے طیبو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو میں رکھا تیسری میں کرنیل مکسول ہمار کو مرغہ بنا کے کریمت کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک میں تیون سردار اپنے اپنے رستے چرہ دوڑے اور سلطانی فوج کے چور پھرے والے سب گردنوں تک جو شکر کے چاروں طرف برنگ شعلہ، جوالہ، بخون میں بان لئے پھرا رہے تھے پہنچ کر آگے برہے تھے کہ اتنے میں عید گاہ کی طرف سے پہلے تو ان سواروں نے کتنے بان داغے، اسی عرصے میں لال باغ کی جانب سے بھی دستے دستے بان کے پلہ کی طرح درخشان عالم ہوا میں سر بٹے گئے، ہل بھر میں کریمت کی طرف سے بھی بان کی بہار میں آسٹ گئیں کہ دھوان اسکا بام گردن تک چھا گیا، بلا تکلف عید گاہ کے مورچے سے لیکر کریمت کے دامن تک کہ دہرہ کو س سے سوا ہو سکا بانوں کی کثرت سے نسب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیوں سے سوائے رادوی کے اور کوئی امر وقوع میں نہیں آیا، آخر کار باہدار جب بان مار مار تھکے، تب انھوں نے فرار اختیار کر اپنے شکر اور مورچے کے لوگوں کو انگر بڑی پلٹن کی تاخت کی خبر حاسنائی، جس کے سنتے ہی سلطانی سرداروں نے جو اُشوقت سپاہیوں کی تتخواہ تقسیم کر رہے تھے چوکتے ہو کر لے خاشے تو پین مارنی شروع کیں، چنانچہ لعل باغ کی عید گاہ کے مورچے سے کریمت پہاڑ کے دامن تک تو پون اور بند قون کا گولا گولی اور بان کی ایسی تابرتو ترو پھٹا اور بارش ہو رہی تھی کہ ادھر کے بہادروں کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہیں ملتی تھی، و لیکن گورنر مسدوح نے

کھائی ہر دی سے بے خوف حربت کا مورچے نے لینے کا قصد کر دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے مرغی کی نوبت پہنچے اُن میں سے جو کوئی مورچہ رات کو کے اس طرف آگے برتھے تو ترنت اُسے قتل کیا چاہیے، قصد کو تاہم گزر رہے اسی نہ پیرہ منسو سے گاؤں بری ندی کے پار مشیں سیکا کاشی کی بات کے جو ایک طرح کا آگیا حصار ہی جس کے گھنے جنگل میں کسی نوع کا بڑا پتہ گھر ہیں سکند (اور سلطان مودود نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی، اسے ناس مورچے پر ناخت کرنے کی راہ بند ہو جائے اُس تہی کے پاس ایک بری گہری کھائی کھدوا اُس میں دریا سے نہر کو اپنی بھر رکھ تھا اور اُس کے سامنے مورچا بنا اُس پر تو ہیں جڑھ بذات خود امور ات جنگ کا انتظام کرنام اسکا سلطان بقیہری اور اسکا کام اُسکا اپنے ڈے رکھ تھا) پہنچ کر کئی جگہ سے اُس بات کو کتا فوج سمیت اُسی کتھن جنگل خاردار کے رستے ویسی کھائی یا رہو تو یوں اور بند و قون کے سر کرنے کا حکم فرمایا۔

ہمیت

ہو ہی جیئے عیار مردوں کی صف

مبارز نکلنے لگے ہر طرف

فوج کے سرداروں نے بھی حکم پا کر کتنی تو ہیں داغین، تب تو دونوں طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ پلٹنے کے بہت سے سبھی اُس گرمی کارزار میں مقتول دکھائے ہوئے، فوج کا کپٹان برسر میدان مورچے کے گولے سے مارا ہوا چہری صاحب بہادر کپٹان کا بہر حال دیکھ جوش شبیعت سے آپ اُسکی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور جنگ دوسرا سردار اُس عہدے پر مقرر نہوا، تری دلبری سے اُس کام کے انجام کرنے میں سرگرم رہا، اُدھر کر بات کی طرف سے کرنیل مگسول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دغل میں لاکر

شہر لنجام کے قریب آہرا، اور ادھر عید گاہ کے مورچے والوں نے بھی شکست کھائی، لیکن جنریاں میدان میں بہادر مورچے کے مستحضر ہونے کے بعد، رستا بھول کر گورنر کی تابعدار ہو پہنچ ناک، جناب گورنر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہو جانے کی صورت میں کچھ اور منصوبہ تھان رکھا تھا، بہ سبب اُٹھکے حاصل نہونے کے اند کے شکستہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیوں سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لے لینے کے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کہ کرنیل مکسول بھی گنجام مفتوح کر گورنر مدد و ج کے جلو کی بدلتی بین آما، اُس شہر کے لوٹ سے بحساب اسباب اور لال باغ کے مورچے سے چھتر غریب تری بری توپیں سپاہ انگریز کے ہاتھ آئیں،

بیت

بہت حاسبہ کے لگا ہاتھ زر

تو نگر ہوئی وہ سب سر بسر

اب ملے دونوں فوج گورنر کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ دھاگرانے کے ارادے چلیں، چونکہ ہزیمت خوردون نے قلعے میں آناہ لیا تھا بھوہ ہوتے ہی اُنہیں سے ایک جم غفیر کے جماعت نے اُقتلوا لگڈار پکار تے تو اربن کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آکر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جس کا بیان نہیں ہو سکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام میں سرگرم ہو توپیں سر کر داتا تھا،

بیت

برسنے تھے دان گو لے یوں ملے ستار

پر تین جیسے اُدے بفصل بہار

بہان تک کہ سلطانوں کے قلعے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادر و ن کے آگے رٹھنے کی راہ ماری گئی، بناچار دے پھلے پیر و ن رجعت کر مورچے میں پھر آئے،

نب لارہ صاحب نے اس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی در دروی اور میدان کی سختی و ادبیت کی جہت سے خشک نہ ہو رہی ہو اور یہی واسطہ ہے کہ وہ جنگی ضائع ہونے کو مقتضای وقت بچان کے لالہ باغ کے مورچے میں گور و ن کی ایک باتیں رلہ و بان سے مراجعت کر دیا یا ایک اوس تذاوت پر مقدم کیا۔ اسی طرح کہیں مکسول بہادر جب انجام تک ترہہ نہ آجھنچے تو سینے بھی سپر یاد کے دروازے سے نکلتے سپاہی تعینات کر اپنے ساتھیوں سمیت بھر نہایت کی دیوں سے متصل دیرادہ سپاہ سلطان نے اُس ہتھ کے نکالنے اور لالہ باغ کا مورچہ لینے کو حملے پر حملہ کیا ہر کچھ پیش رفت نہوا اور اُن لوگوں نے کجیوم کے بھر لینے کو ہی اُسکی شہر پناہ کی طرف ہجوم کر حرب کے اقسام طرح کے حبیب کیے ہر کچھ نہ بن رہا وہ دو بہر تک جنگ کر قلعہ کو پھر گئے، اُسکے دوسرے دن سلطان غالبیاد کے ایک نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگہ بزوں کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سرور و کئے ساتھ یہ صلاح تقہر امی کہ گاہ اللہ جن میں ابر کہ نہیں بہادر اور یرسرام بہادر کے شکر کے ساتھ ترہہ کہ اُس محصرے کو دفع کیا گیا ہے جہاں اسی منطوقے پر کل سپاہیوں نے تر کے ہی جبری صاعب بہادر اور بعد و صاعب کہ سپاہ پر قوت کر اسی سسی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے میں جنریل نہ کو در کی باتیں پر غلبہ کر شکر کو اُسکے پراد کی جگہ سے ہٹا دیا تب شکر انگہ بز کا دہانے دیرادہ کو س پیچھے ہٹ کر ایک نامے کے کنارے آ آرا مگر سطحی سپاہ سے خطا بہ واقع ہوئے کہ کچھ بھی استحکام اُس مقام کا نہ کے فقط حواری سے سوار اور پیدل کا جماد و بان رکھ شام ہونے ہی قلعے میں داخل ہو گئی،

بیت

غرض مہر نابان ہو ا جب نہان
گیئے قلعے کو سارے جنگ آوران

ادھر سے بہادران انگریز اُن کے جانے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت کا وقت تاک اُن اجل گہ فتون پر جو وہاں کی ہاسبانی میں مقرر ہوئے تھے یہاں تک شلکین مار بن کہ کتر تو زخمی ہو خاک بر لوتے رہے اور بعضے قلعے کی جانب سے نکلیے سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا کہ عجم کو سلطان ممدوح کے جوان بہتیرا سر ہتک رہے کچھ نہوسکا جناب گورنر ہزار نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر لکھ کر روانہ کیا۔ اس اتنا میں سلطانی سپاہ تین دن تک چیری صاحب کی فوج سے لڑ کر آخر قلعہ گیر ہوئی ادھر لال ماغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ بنانے کے لگے مرو و شمشاد کے درخت کات اُن کی جرّ اور دال پال سے دم دمے بنا برمی برتی تین توپ اُن پر لگا صبح ہوتے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا تو منڈان موصوف کے محلہ مرا اور دوسرا مسجد کے صحن میں اور تیسرا نشان کے برج پر جہان جو بدولت سلطان بھی کھراٹھا جاگرا، اُسی شب کو سلطان نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معلوم نہیں پر جب رات آخر ہوئی سلطان نے ایک نامہ ہری پندت تاتیا اور گورنر خربیل کے نام سے، جواب میں خط محبت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور ہتھ لوگوں کے بھیجنے کے باب میں لکھ۔ سردار ہرکادے کی معرفت ہری پندت تاتیا کے لشکر میں بھیج دیا، ہرکار دو بان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت میں سلطان ممدوح سے عرض کیا، سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب شیر الملک

اور ہندت مذکور کے نام پر متضمن اس مضمون کے کہ اپنے اور تینوں سرکاروں کے درمیان آشتی داجی رہے اور قوم فرما دے کہ ہم ہی ہندت خط یا نے ہی رات کو مشیر ملک کے دیر میں گیا اور دونوں نے باہم صلاح متاورت کر صورت مصالح کی اس دول سرکار کو درجنریل بہادر کے نزدیک مقبول ہو تھہر اعظم کے وقت میر عالم بہادر اور بہت جی ہندت کو گورنری خدمت میں استزاج کے لئے بھیجا، تب جناب جیرتی صاحب بہادر قایم جنگ نے ملتان کے پیغام کی بابتی و شہرستانی کو اس فصاحت و خوبی سے محسوس عرض میں جلوہ دیا کہ گورنر لو خواہی سخواتی اسکا مانہ پر آئے مگر چونکہ اس جنگ میں مبالغہ خطیر سرکار کپنی کے خرچ ہونے سے اس کے تدارک کے لئے زبان مبارک سے کچھ کہانیہ ارشاد فرمایا، ان دونوں پرکار و کیلون نے جب بہر حال دریافت کیا تو تمہید سرشتہ سخن کی بوجہ احسن کر کے اس انداز سے سلطان کے ذمے تینوں سرکاروں نے حرمے و نقصان کے بدلے کچھ روپیہ لازم الدوا تھہر کہ سلطان کی رضا مندی اور ان سرکاروں کی کفایت و ہیودی کا باعث ہو، چنانچہ گورنر صاحب نے شروع اور ان مراتب اور سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و قلاح جان سلطان معتمدون کے آئے کی پروانگی دی، جب دے عید محاکہ میں آکر وارد ہوئے، تب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ارادے کے معاموں کرنے کے واسطے بہر تجویز کی کہ اب چاہیے کہ تینوں سرکار سے معتمد لوگ جالر انکا پیغام سن کے عرض کریں، چنانچہ سرکار کپنی کی جانب سے اس مطلب کا سوال جواب پیرخان کنیو دلا اور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہو اور فبروری مہینے کی چودھویں کو اور شرکار کی سرکاروں سے بھی وکالت

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادہوں کے ہانے کو ہر کارے بھیجے چنانچہ
وٹلائے سلطان دیرے میں پیرخان دلاور جنگ کے شریف لائے، تب خود
دلاور جنگ و میر عالم بہادر اور بجاجی نہت نے جلو خانے کے صحن تک
استقبال کو جا کر انھیں برسی تپاک و توقیر سے ہاتھ بکڑ خیمے کے اندر لیجا سبز پر
پتھیا یا سلطان معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص رازی رہ
و عالمی خاندان تھا جو زمان سابق میں سلطان کی طرف سے سلطان روم کی
سفارت کو برسی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ میں جہاز پر بہ سبب
شہنچ کئی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُس نے اپنی چالاکی و ذوق فنی
سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جس پر بیٹھ کر سلطان روم کی بارگاہ میں
پائے تخت تک پہنچ بحر حاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے
اپنے موکل کی بینکامی و قدر دانی کو حضور اقدس میں کرسی نشین کر ایک
فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کر لایا پھنچایا، اس تقریب
سے خان معزالیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرب میں برنبت اور
امبرون کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا ان دنوں سلطان نے اُس کو
صلح نے بند و بست اور اس برے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا
خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلمچی گری میں نہایت ساریہ
رکھتا تھا خان مذکور کے ہر ارادہ اپنا سفیر کر بھیجا، چنانچہ خان موصوف اُس
عذر لنگ کے بہانے سبز پر بانو پھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا، حقار
مخمل نے اُسکی طلاق اور بلاغت سے سکے کی حالت میں آتش عش کیا،
اور بعد اسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت و شنود درمیان آئی اور باہم
عادون مرکارون کے دیکھون میں انواع طرح کی رد و بدل ہوئی، معاملہ صلح بین

کروڑ کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محروسہ سے چھوڑ دیئے اور نقد
 تین کروڑ روپیہ بے عوض اُن اخراجات کے جو مشترک سرکاروں کی افواج
 کشی میں خرچ ہوا ادا کرنے پر اُن شرطوں سے فیصلہ ہو کہ طرفین کے
 جیسے آدمی اس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہیں اور بھی دے لو گ جو
 نواب منظور جہر علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہیں خاص کیے جائیں اور
 زر مصالح نصف سے دست، اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جائے اور
 ممالک مقسومہ کے داخل ہانے اور صلح کے باقی روپیہ قسط بندی کے موافق
 ادا ہونے تک دو شاہزادے والا گہر سرکار کنپنی کے لشکر میں تشریف
 رکھیں، النقصہ اسی قول قرار ہوئے دونوں متمم بنیاد آشتی کو محکم کر عہد
 و پیمان کی مجملہ شرطوں سے ایک صلیح نامہ لکھ سلطان کے حضور میں گئے
 تا جمیع مراتب عرض کریں اور پھر لکھ اُن محالوں کے کاغذات مصمیت
 حاضر ہوں تا حصہ بخر ملک کا برابر کیا جائے اور تا وقتیکہ یہ تقسیم وقوع
 میں آئے مصالح کے نصف روپیہ بھی تین چار دن کے عرصے میں داخل کر
 دیئے جائیں اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیاری کی جائے، اور جب عہد نامہ
 طرفین کی مہر و دستخط سے مزین ہو کر ایک دوسرے کو دیا جائیگا چاہیئے کہ
 دونوں شاہزادے بھی سرکار کے لشکر میں رونق افراہوں، خبر بعد جانے اُن
 دو معتمدوں کے دلاور جنگ حضور میں گورنر جنرل کے حاضر ہو کر جواب و سوال
 کا شرحوں احوال گزارش کر کے اپنے دیرنے کو سدھاراء، دوسرے
 دن گورنر بنے تہ کے ہی ستر چیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی
 مصمیت نفتر مصالح کی محفل میں حاضر ہمارا شیارہ سے طرف ثانی کے
 وکیلوں کے روبرو دوستی کے قول قرار کو لکھوانا، چنانچہ آقائے مدوح نے

فدوی کو بلو اکر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے دیرے میں جاتے ہیں تم ہم، جلو، نب
 فدوی حب الحکم ومان حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینوں حصوں
 کے متعلق موضوعوں کی تحصیل کے لکھنے میں سرگرم ہوا، اور سلطان کے
 وکیلوں نے تینوں برابر حصوں کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیار کر
 جناب خدایگانی کے ذریعے سے حضور میں گورنر جنریل کے پیش کیا، گورنر
 مددوح نے اُسے ملاحظہ اور مہر و دستخط کر فروری مہینے کی چوبیسویں
 تاریخ کو ترائی موقوف کرنے کے باب میں حکم صادر کیا اور چھبیسویں کو
 جب وے دونوں معتمد بموجب قول قرار اُس عہد نامے کے شاہزادہ
 سلطان عبدالخالق اور سلطان معزالدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غول
 ہر ادھے برے برے فلک شکوہ ہاتھیوں پر جن کے اوپر سنہری عماریان
 مربع کار بندھی اور منترن کار چوبی جھولیں پڑی تھیں پڑھائے نہایت حشمت
 و دب بے کے ساتھ قلعے سے لے آتے تھے یہ خبر سنکر دریا کے کنارے تک اُنکے
 استقبال کے واسطے ستر چہری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مصاحب
 کو ہمیں اُسکے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہاں حب الحکم
 رستے کے دونوں طرف گورنر کی یلتن اور ترک سوار و کھڑے سالے پراباندھ
 کھڑے ہوئے خیمے کے اندر فرش فرش اور سنہری چاند نیان جن پر سنہری
 کرسیاں لگائی گئیں تھیں چھائی گئیں، اور گورنر خود بدولت و اقبال بھی انتظار کر
 رہا تھا کہ اس مابین میں جنریل سینہ دس بہادر نے ومان آکر گورنر سے کیا کیا باتیں
 کہیں کوئی معلوم نہ کر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصے میں ہو نکلے کاتتا ہوا نکلا اور اپنے
 دیرے میں جا پستول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا، پر خیریت گذری کہ گولی اُسکی
 ہاتھن پسلی سے نھو آتا سا پست خراش کر نکل گئی اور وہ بیہوش ہو گر پڑا

گو نہ اُس کہ، اِس مادنی کی حرکت سے رنجیدہ، خاطر ہوا ظاہر و انداز کی
 کی راہ سے جبراً قبراً و کثرت اور کیطان ماضی کو جنریں مذکور کی تیمارداری
 کے لئے جیسے آب شاہزادوں کے تشریف لانے کا منتظر رہا، جب اُنکی سواری
 دریا کے اِس بار آئی تو دلاور جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استبداد کو
 اُنکی ہویں پہنچے اور ہر راہ جو جیسے نکالے آئے شاہزادوں کے پہنچتے ہی اُن سب
 سیاہیوں نے سلامی کے قواعد سے بند و قین زمین پر رکھ پھر حرم سے اُتھار دین
 و اغیں اور سلامی کی توہین بھی سر ہوین شاہزادے کہ بھی باغ سلطنت کے نوناں
 حرم بہر حال دیکھ سہم گئے، میر علی رضا خان و کیوں جو خواصی میں بیٹھتا تھا اُنہیں تسلی
 دے کر انہیوں کو خیمے کے پاس لا بیٹھا یا بھر دیا، تو پین و غین تب گو نہ کرنے
 آئے برآمد و نون شہزادوں کو انہی پر سے ہاتھ پکڑا تاہا اور معانقہ کر خیمے
 میں لے آئے اپنے دہنے بائیں کرسیوں پر بیٹھا برسی محبت و رحمت سے مراج کی
 خیر و عافیت پوچھی، تب سید غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ
 سلطان نے حضور کا لطف و احسان سن لیا، دو فرزند ارجمند کو سایہ رحمت
 میں تربیت کے لئے حوالے کیا ہی، آپ ان کے حال پر باپ سے زیادہ اشتیاق
 بزرگانہ مبذول فرمائیگا، اتنا کہ کے علی رضا خان نے اُتھکر دو نون شہزادوں کو
 دست بستہ گو نہر بہادر کے سپرد کیا، لارہ صاحب نے اُن کے ہاتھ کو
 اپنے سینے پر رکھ فرمایا، چشم مار و شن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالیٰ
 ہمیشہ ہمیں خرم و کامیاب رکھے،

بیت

رہ انکے اقبال و دولت قرین
 نگہبان رہ انکا جان آفرین

بے ہمارے نینوں کے تارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہمیں،
 اور عزت و حرمت میں بزرگوں سے زائد، ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزاری
 اور خاطر داری میں قصور نہیں ہونے کا، تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان
 مراتب کو سلطان موصوف کے خاطر نشین کرو، الغرض ایک ساعت تک ایسے
 ایسے تسلی آمیز کلمے ارشاد کر کے عطر پان کی تواضع کر رخصت فرمایا، جب
 شاہزادے وہاں سے برخاست ہو کر چلے تو سلامی کی توہین پھر چلین بعد اسکے
 وے بسعادت و اقبال اپنے خیمے میں جو اُنکے واسطے کھراکیا گیا تھا داخل ہوئے، لارڈ
 صاحب اُسکی صبح کو شاہزادوں کے خیمے میں ملاقات کو تشریف لیگئے، اُنکے پیچھے
 میر عالم بہادر اور سماجی ہندت بھی وہاں حاضر ہوئے دوپہر تک نشست رہی جب
 لارڈ صاحب اپنے دیرے کو آئے لگے تو سربرنگپٹن کے قلعے پر سے خوشی کی باتیں
 داغیں، دوسرے دن نواب مشیر الملک شاہزادوں کے حضور میں حاضر ہو کر
 انھیں نواب سکندر جاہ بہادر کے دیرے میں ملاقات کے لئے لیگیا، چنانچہ نواب
 موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معاف کر اپنی سند پر ہتھانواع
 طرح سے اُنکے ساتھ پیار اخلاص کی باتیں کیں اور رخصت کے وقت شاہزادوں کو
 جواہر کے خوان اور سنہ پارچے کا خلعت مع سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سنہری
 عماری ہر ایک کو پیشکش دیا اور اُن دونوں متمم کو چھ پارچے کا خلعت مع جینے و
 سر پیچ اور سلک مردارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیر الملک بہادر نے
 اُنکو اپنے دیرے میں لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے
 نذر دے رخصت کیا، شاہزادے اُدھر سے پھرے وقت ناتیا صاحب کے
 دیرے میں تشریف لیگئے وہاں بھی ایک لمحہ بقیہ بیش قیمت خلعت اور
 جواہر کے ہدئے لے اپنے خیمے میں داخل ہوئے، ہنوز عہد نامہ سلطان کی طرف سے

فہرود دستخط ہو کر امیران ہمسد کی سرکاروں میں داخل نہیں ہوا تھا کہ تینوں
 سرکاروں کے حصوں کی سبقت تہرانے میں صاحب فی اہلکاروں کے ساتھ آکر
 مبارک درمیان میں آیا (میر صادق مہون کہ غمازی اور مدد صاحب کی سبب سے)
 سلطان نے اس مظاہرے سے بہرہم ہو کر اگرچہ شاہزادوں کو بخوشی و
 رغبت منادی عہد نامہ اول کی شرطوں سے سرکار کنپنی کی مرحمت کے اعطاء پر
 لارڈ صاحب بہادر کی حفاظت میں موافقت، ختم و تہدی کی راہ سے عہد محبت
 کو تدارکاری فوج پرستخون کے ارادے موافق ان خوشخوار کا دستہ تعینات
 کیا، ان سواروں نے جو کہ ہر و تہار کے پیچھے سے بری مسافت طی کر
 افواج سرکار کی پشت پر شجوں مارنے کا قصد کیا اور بسبب فاصلے کے بروقت
 منزل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہونے پر ابکا ایک جوت کر دھر کے شکر
 والے صلح کے خیال اور بھی اس نظر سے کہ شاہزادے قابو میں انگریز
 بہادر آچکے ہیں چوکی پہرے سے غافل تھے سرکاری توجہ نے ہر قوت زد و ضرب
 مچا دی تو بھی تو پانچنے کے سردار نے گھوڑوں سے سم کی آہستہ پائے بری
 چالاکی سے ان سواروں پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیارہ کھانسا کر کیا جن سے
 قریب بیس سواروں کے گھوڑوں سمیت کھیت آئے، یہ مابعد یکد باقی سوار
 باگین موڑ بھاگ نکلے، لارڈ صاحب نے اس خبر سے تعجب کر شاہزادوں کا
 خیمہ قلب شکر میں لانے کے واسطے گورے سپاہیوں کی ہلٹین تعینات
 کیں اور ان کے سرداروں کو حکم دیا کہ شاہزادوں کو ہالکیوں میں بٹھا بری
 خبر داری سے لا کر دھو، تب ان مرداروں نے حکم بموجب معہ ہلٹن شاہزادوں کے
 دیرے کے نزدیک جاؤں سے گھیر لیا اور شاہزادوں کو ہالکی پر بری نگہبانی اور
 خیر گیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے میں لا کر اُسکے گرد و گرد

جو کئی پہرا کھڑا کر دیا اور سو درجے کی طیاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک بہر
 مجملہ بھارا، آخر ہری بندت تاتیا بہادر نے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے بہر
 قفیہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی انیسویں تاریخ عہد نامہ سلطان کی مہر و
 دستخط ہو کر شاہزادوں کے پاس پہنچا، تب انھوں نے گورنر کی خدمت میں
 جا کر بہت ساعذر معذرت کر کے اُس عہد نامے کو گزرا نا، لارڈ صاحب نے
 سر و قد اٹھ کر برے شاہزادے سلطان عبدالنحلق کے ہاتھ سے عہد نامہ لے
 دست بسر ہو سلامی کی توہین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اسکے شاہزادے سب
 رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دو بہر دو گھڑی کے وقت گورنر کی
 ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالی شان کے بھیجے
 ہوئے محمد علی چوہدری کی معرفت پہنچے لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول
 کر چوہدری کو ایک دو شالہ اور نقد دوسری روپی انعام دیا اور ان الوان
 نعمت میں سے کچھ فوج کے سرداروں پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باور چینا نے
 میں بیٹھائے اور کھانے کے وقت میز پر لائے کو فرمایا، چوہدری مذکور دو پہرات
 تک راقم اور اق کے دیرے میں تھا بعد اسکے لارڈ صاحب، سرکار کنپنی کے
 عہد نامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے دیرے کو شریف
 فرما ہوئے، ایک گھنٹے وٹان پتھ میر عالم بہادر اور بجاجی بندت کو پیشتر
 شاہزادوں کو خبر کرنے کے لئے بھیج آپ بعد ایک لمحے کے پاپیادہ اُنکے
 دیرے میں شریف لے گئے، شاہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے
 اندر لائے اور گفت و شنود پسند سے لوازم اتحاد و دوستی بجالائے،
 بندہ درگاہ بھی عہد نامہ ہاتھ میں لے وٹان حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ
 عہد نامہ لے شاہزادہ کلان سلطان عبدالنحلق کے ہاتھ میں دے مبارکبادیاں دیں،

بنے آپس میں بدن نہایت خوشی و حرمی کے ساتھ بیٹھے ہی نئے رنگدہر کے نشر یف
لے اور شاہزادہ کو عمدہ نام دینے کی تخریب بر سرِ لپستان کے قلعہ یر سے تہیت کی
تو میں جینے لگیں، لارڈ صاحب ان شکون کو سکر کچھ منتر، ہونے تب سید
غلام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے نشر یف لانے ہی جہت سے خوشی کی
تو میں فے بر سر ہوتی ہیں، لارڈ صاحب اس خاں سے منطع ہو مرانب شکر و سلام ادا کر
خوشی خوشی شاہزادہ کے ساتھ معافہ کرنے کے بعد واپس اپنے دیرے کو نشر یف
لئے، اسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا۔ الحمد للہ واپس بے مت نے خلق اللہ
کے حال پر رحم کیا کہ وہ اس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھوٹے،
مارچ کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۱۷۹۲ میں زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی
طرف سے تینوں سرکار میں داخل کر دینے گئے جو انواع طرح کے ہون، کاس، قلم،
جکری وغیرہ (سولے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عیار تھے ورسوائے سریر کپتین
اور اُسکی اطراف کے اور کہیں اُن کا رواج تھا، اس لیے عراون نے اُنکے
پر کھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکون کے لینے میں سرکار کا برا
نقصان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس مخفور کے نام کے کاس،
قلم اور روپی سب کے سب کا طلا نقرہ دونوں کھرا ہی اور اُن کا وزن بھی
جینا پتن، حیدر آباد، پونان وغیرہ کے ہون وروپی، قلم و کاس سے کئی ماتہ
کئی جو زیادہ ہی، اُنکا لینا بازار کے بہاد سے کہ ہون پیچھے سکتہ سا آ رہے جا روپی
ہی مضائقہ نہیں اور کم وزن سکون کو لکھا کہ جس قدر اُن میں سے خالص
مونا چاندی نکلے اُسکا حساب کیا جائے، لارڈ صاحب نے اس بات پر راضی
ہو کر سلطان کے معتمدون کو مشر حوالہ حالات کہلا بھیجی، تب اُن لوگوں نے
اس امر کا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ سلطان کے حضور میں نمونہ ہر ایک

رقم کتنے کے سونے چاندی کا جو گلانے کے بعد معلوم ہو گا کر اُنکے وزن میں کس قدر کمی ہے اسکی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر یہہ بکھیرا بھی رہتا دیکھے ، التقدہ ایک ہفتے میں سرکاری سٹافون کی جنپانی کے موافق طرفین سے نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زر خالص کئی اونٹ ہربار ہو کر سرکار کنپنی کے خزانے میں آ داخل ہوا ، اس سبب اس کی گورنر کی مہر و دستخط سے سلطان کے حضور میں بھیج دی گئی اور دوسری سرکاروں سے بھی رسید میں مہر و دستخط ہو کر داخل سررشتہ ہوئیں ، اس کی صبح کو اس مقام سے فوج انگریزی کے کوچ کا دن تھہرا ، سلطان نے وفود دوستی و یکجہتی کی راہ سے ، لارڈ صاحب کی ضیافت کے طور پر پان سہی اکاون بری دیگین الوان واقام طعام کی اور آتھ سو نوے پتیلے قلیے و قورمے وغیرہ کے ، علاوہ اسکے سات سو خوان ستھائی حلوالوزیات وغیرہ اور پھول کی طلائی جواہر نگار کتنی چنگیر بان محمد علی جوہر اور ظلام قادر خان مان کی معرفت سے ایک نیاز نامہ مشتمل اس مضمون پر کہ باعتماد محبت و اتحاد یہہ یہہ محقر بھیجا گیا ہے گورنر موصوف نے ضیافت شہی کا سامان دلوا دیا دیکھ بری خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما چارسی روپی نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونوں لانے والوں کو دے کر رخصت کر خود بدولت و اقبال شاہزادوں سمیت خوشی خوشی ہر و ہر پہاڑ سے دو کوس اس طرف آ کر اقامت کیا ، اس مقام میں قوم انگریز کے وے اسیر جویشتر نواب مید علی خان بہادر کی لڑائی بھرائی کے وقت اور جو لوگ بال فعل سبھی منگل وغیرہ کی لڑائیوں میں گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ میں آ پہنچے ، احوال ان مصیبت زدوں کا کیا کہیے کہ صرف ہتھی و جسم اور رشتہ جیات ہی کا اُن میں باقی تھا ، عندا التحقیق معلوم ہوا کہ سلطان

انکو یا بزنجر کر مٹی کا پتے کے کام میں رکھنا تھا، غیر اب سردار صاحب نے سلطان
 اسیروں کی رہائی کے واسطے جو قلعہ بنگلور میں موافق اپنے رہنے کے سرکار
 عالی سے راتب و وزیر پائے اور آرام سے رہتے تھے ایک چٹھی نام پر انہیں کے
 جو اس قلعے پر مستثنیٰ تھا لکھی، تب وہ لوگ بھی بموجب امر اہل کار کے مخلصی پاکر
 سریرنگپتن کو روانہ ہوئے، بعد اسیکے سریرنگپتن کے متعلق قجرات بنگلور، مندی، دھگ،
 ماکڑی وغیرہ چھوڑ دینے کے باب میں ان حصاروں کے متعین سرداروں کے نام پر
 اس منضمون کے بروائے صادر ہوئے، کہ تم نے چند جنگی سامان کہ سلطانی
 سرداروں کے دخل سے ان قلعوں کے لینے کے وقت ان میں بایا ہی اور
 لٹے سے اس طول ایام حرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی
 جہد و کوشش سے قلعوں میں جمع کیا ہو چاہئے کہ ان سب کا تعلیقہ کر کے افواج
 قاہرہ کے وہاں پہنچنے کے منتظر ہونا کہ جب لشکر انگریزی ان قلعوں کی
 نواح میں پہنچے تو قلعہ سلطان کے کاریرداروں کے حوالہ کرنے میں کسی
 طرح کا خرشہ باقی نہ رہے، چنانچہ انہیں افواج دریاموج وہاں پہنچی تو سرکار
 کے سردار حاضر ہو کر تعلیقے کی فریقے کی کبھی سمیت سلطانی اہل کار و کئے سپرد
 کر کے معہ اپنی جمعیت، لشکر نعمت ان میں آن ملے، اور اسی مضمون
 کے انگریزی پروائے بھی جو سلطانی دہات چھوڑ دینے کے باب میں لکھے گئے
 نے اور گورنری مہر و دستخط سے مزین تھے سلطان کے منہ و ن
 سید غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے، تب وہاں سے کوچ در کوچ
 ماکڑی کے قلعے کی اطراف میں مقام ہوا یہاں کے قلعہ دار نے بھی اسی وقت کہ
 افواج منصور داس نواح میں پہنچی، اپنی جمعیت سمیت ملازمت حاصل کر قلعے کی
 قبض الوصول اور جنسوں کی فہرست جو سلطانی کار گزاروں سے لی تھیں حضور میں

داخل کین اسی طرح ہوا کہ قلعہ اور بھی گئے اور دوسری جنہوں کا ذخیرہ قلعے
 کی کنبھی سمیت سلطان کے کارپردازوں کو دے اُن سے رُسبد لیکر لشکر
 ظفر پیکر میں آملتا تب یہاں سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کو نکل میں دیرا ہوا
 ایریں کی پانچویں کو لار صاحب اپنے رفقا سمیت بموجب ناتیا صاحب کی استدعا
 کے برسی خوشی سے اُنکی محفل ضیافت میں کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت
 ہوئے اور رخصت کے وقت خلع و جواہر، اسپ و فیل، عطر و بان کی تواضع
 قبول کر اپنے دیرے میں تشریف لائے، مہری پندت ناتیا اپنے ساتھ کے
 سرداروں سمیت اُسی مقام سے رخصت کے لئے گورنر کے خیمے میں آکر
 طالب رخصت ہوا، تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے
 بیش قیمتی خلعت و جینے و سرپیچ اور موتی کا ڈر، ڈھال تلوار، ہاتھی گھوڑا
 جڑاؤ مینا کار ساز سمیت، جھلا بور مغرق پالکی وغیرہ تعظیم و تکریم کا لوازم
 ناتیا صاحب اور اُنکی ہمراہی کے سرداروں کو تواضع کر رخصت کیا، اسکے
 دوسرے دن مرہٹے کی فوج شکر ظفر پیکر سے پونان کی جانب روانہ ہوئی،
 ساتویں کو جب لار صاحب نواب سکندر جاہ کے دیرے میں رونق افزا
 ہو کر خلعت اور جواہر اسپ و فیل پیشکش لیکے وہاں سے رخصت ہو آئے، تو
 نواب سکندر جاہ و اعظم الامراء و سیف الملک و رائے رابان و رائے شام لعل
 بہادر گورنر کے خیمے میں رخصت ہو نیکو تشریف لائے اس طرف سے بھی سب
 آداب و مراسم بترتیب مراتب ادا کیے گئے، بعد اسکے فریقین ایک
 دوسرے سے رخصت ہوئے تب لار صاحب وہاں سے شاہزادوں سمیت
 کوچ و مقام کرنے ہوئے مے مہینے کی سولہویں کو انہور گڑھ کے نزدیک
 ہنچ اقامت گزین ہوئے، راقم اوراق اُسکی صبح کو اپنے کئی رفیقوں سمیت

جنسے اکثر وہیں کے رہنے والے تھے قلعہ دیانت کیہ ، معلوم ہوا کہ بانی اس قلعے کا نام ڈن کی اولاد سے ایک راجا بر صاحب حشمت و شوکت تھا کہ کرناٹک کا تمام ملک باغ لارم کی سرحد سے لیکر سیت بندر بہتر تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالاکھٹات کا ایک اور برادر بہت راجا دیو کی قوم سے پانچ گھنٹے کے مسخر کرنے کا قصد رکھتا تھا اس لیے نہت ان دونوں میں لڑائی بھڑائی مچی رہتی ، بنا جا کر کرناٹک کے راجائے اپنے ملک کے بادشاہ کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا حضرت اور منانت اس حصن کی اس میں سے سمجھا یہ تھا ہے کہ اُس کی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گزرا اور اُس کے مکانات کا یہ عالم ہی گویا ابھی بننے میں کہیں مرمت کی حاجت نہیں ، اگر مارتھران کے ڈیروہین کے ساتھ اُس کو شبیہ دیجئے تو مرادوار ہی ، الصاصل احقر العباد ان مکانات کی سیر کرتا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا ، چونکہ اُس تواریخ و نامور کار ہی اسکے درو دیوار اور عمارتوں کے چھتوں کی حیرت بیان سے باہر ہی مسمند غار کو اُسکی تحریر سے روک مطلب کے میدان میں جولان دیتا ہی یعنی جب لارڈ صاحب نے مہینے کی سیوین تاریخ وہاں سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ اٹیسوین کو شہر چینا ہٹن میں پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والا جاد بہادر کا ہی چلے اُدھر سے نواب والا جاد اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو پنا حشم خرم لے قہ دم میمنت لزوم کے منتظر تھے ، سواری خاص کے وہاں پہنچنے ہی استقبال کے واسطے آکر گورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کر کے اُس مکان کو زینت بخش شاہزادوں کے واسطے قلعے کے اندر ایک مکان عالی شان مقرر کیا گیا ، شکر شہر میں داخل ہونے لگا ، اُس وقت شہر کے بہر دو قطار چھوٹے برائے خاص و عام تماشائیوں کی بھرتا بھارتا اور اُنکا رنگ برنگ کلبس ، طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب عالم

دکھانا تھا، اہل سواری ستھرے ستھرے گھوڑوں پر سنہری زین باندھے
 ہتھیار لگائے، دھم دھم جلوہ گرا اور پالکی نشین بری بری طیاری سے بطور
 استقبال کے جہ ہم تہ ہر روان، ستورات بھی مارے اشتباہ کے
 چستون پر اور دیواروں کے سوراخ سے اس مثبت الہی کی نظارہ بازی میں
 مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جس نے اپنے بندگان مخلص کو اس طرح
 فیر بازی و ظفر کے ساتھ قحط و حرب کی بنا سے بچا پھر بخیر و عافیت اس
 ملک میں لایا، گویا جان تن میں اور روح جسم میں آئی، بازار میں ہر ایک
 پیشے کے دوکاندار دورستہ دوکانین ہر رقم کی اجناس و اشیاء کی لگائے،
 خریدار مول تول کر رہے تھے، ناظرین اور تماشاؤں کا بہرہ تھت لگاتھا کہ لوگوں کو دیدار
 فرحت آثار ان یوسفان دیار بھرت و غربت و عزیزان مصر عزت و رتبت
 یعنی شہزادگان عالی تبار کی کہ ہر اہل شکر نصرت ان کے تھے کم نصیب ہوئی،
 القصر شاہزادے بصحت و کامرانی چیناہٹن کے قلعے میں داخل ہوئے سلامی کی شلگین
 وغین، لارہ صاحب جینک و بان رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے
 دیکھنے کو تشریف لیجاتے، بعد چند روز کے شاہزادوں کے ملال خاطر کے باعث اس
 لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہی کہ سدا ایک ہی جاہر رہنے سے ہر چند نگلشن جنت
 کیوں نہ ہو اُچات ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوش قطع زمین پر
 از محل و دیار میں۔ حسین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادوں کی
 سیر و تفریح کے واسطے تھہرائی گئی، اور اس نظر سے کہ نوجوانوں کی طبیعتیں
 از بس کہ باغ و بہار کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہیں مقرر بہر
 ہو کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہیں قلعے سے مہ اپنے اہلین و معتم کے
 ساتھ جنہیں سلطان والا شان نے اُنکے ہر اہل متعین کیا تھا اُس گلستان کی سیر

نماشے کو جابا در رات کو قلعے کے اندر آکر آبِ بیش و آرام کیا کہین ،
 اور جسوقت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے دو یا لگی بار بار دہرا اور
 روہی کے حیدری کہی کلکتہ میں اسٹورٹ کینپی کاری ساز کے کارخانے سے
 حیدر کبریا کر معہ نواب امین اور بندہ وقین و کھتریان اور اقام غرح کے محضے نجیب
 ہستی سرکار کینپی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

روایات منشی حمید خان کی جو ہمراہ کوربر جبریل
 ذرقہ کاربوالس بہادر کے اس مہم میں حاضر تھا تمام ہوئیں ،

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ تھیو
 سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

خطر طاع خروممالک سنان تیو غلطن کاشہر ذیحجہ کی بیسویں سنہ ۱۱۶۳ ہجری میں
 موافق سترہ موانچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسے خاندان حیدری
 نے نور و فروغ پایا والد ماجد اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی ، کہتے ہیں کہ بہر
 خاتون عقیقہ حالت بارداری میں ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت
 فیضہ رجت میں تیوستان نام درویش کے حکم کراست اور اجابت دعوت کا
 دکن میں شہرہ نحا حاضر ہو کرا مید کے باب میں اُس صاحب دل سے دعای خیر کی استدعا کی
 تب اُس پاک طینت نے اُسے بہر خوشخبری دی کہ بفضلہ تعالیٰ فرزند تیرا بادشاہ
 رفیع القدر ہو گا اُسکا نام تیو رکھنا چنانچہ اُس درویش کامل کے فرمانے

سے نام اُسکا تیبو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکوں سے ہر ایک علم و
ہنر کے برے برے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنر ماوا کتر بری تفتید سے اُسے
تحصیل علم و ہنر میں مشغول کیا چنانچہ تیبو سلطان نے ہر ایک علم میں مہارت کامل
حاصل کی اور درزش سپہگرمی و کشتی گیری اور تیر اندازی و گوی بازی
اور اسپ تازی وغیرہ میں بھی کم سنی ہی میں کمال مشق بہم پہنچائی اور ایام
شباب میں حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے
خوب اخذ کیے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع میں جب نواب حیدر علی خان
کرناتک کی تخت تاراج پر متوجہ تھا، سلطان اُنیس ہی برس کی عمر میں
جاہک و جری سواروں کی ایک بری فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار
اُس نے اپنی سپہگرمی اور سرکردگی کا یہ جوہر دکھلایا کہ نواح مدراس کی
سرحدوں کو دروبست مار دیا کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے
آثار و اطوار خورد سالی کو دیکھ کر اُسکے ایام سلطنت کے دبے اور طنطنے کی
پیش بینی کرنے لگے تھے چند نوں سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے میں حیدر علی خان کی
افواج بحر موآج کی طرح کرناتک کی سرسبز سرزمینوں پر آہستی تھی سلطان ہی
دہے کی فوج کا جن میں بارہ ہزار سوار خوشخوار اور چھ ہزار پیادہ جڑا رکے جمعیت اور
بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سرشکر ہو کر شمالی سرکار و نیکے محالوں کی تحیر
کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُس نے جمعیت مذکور سے سپہنبر کی چھٹی کومہ اور آٹھ ہزار جوانوں کے جو
اُسکے مانعوں مبر علی رضا خان کے ہر اہل ملک کے لئے اُسے جا ملے تھے پر یا پالم کے
گرد و نواح میں کرنیل ییلی کی فوج پر حملہ کر اور برے محار بے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ
دبگاہ لوت ہات کر اُنھیں شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا اور اُس مہینے کی دسویں تاریخ
جو تراشی ہوئی اس میں انگریزوں کے بالکل مشکر کو مار لیا اور جب کرنیل ییلی کی

باروت و اہم بدلتوں کو جہ کہ خاک سیاہ و راہیت سواروں سمیت آگے ترہد
 انگریزی پٹن سرخست کر اُنہیں مرتھ مرو نہا کر دینے تو ۱۰۰ بیٹے والے بزرگوار نے
 حضور میں نہایت مرتبہ میں تالیفہ تحسین و آفرین ہوا چنانچہ اُس دن سے
 نواب فناک جناب اپنے فرزند اور جہد کو اعظم سر لک کر اور سہد اور بہنوں سمجھے
 اور جس نام میں کہ نواب بہادر نے آرکات او محسور اور قہمہ والہ کو اُسکے چھوڑ
 دینے کے لیے ننگ و مجبور کیا تھا تیسو سالہ ان بھی دھان موجود اور قلعہ کی تسخیر کے
 طریقے اور حیلے دیکھنے میں جو اُس وقت کہاں جاہلی و جو کسی سے عمل میں آنے
 تھے معروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص و بنو و جنگلیہت اور و تہد یو اُس کے
 محاصرہ کرنے میں متوجہ ہوا اور سنہ ۱۷۸۱ء میں جب نواب بہادر اپنی فوج سمیت
 ترچناپلی برہمپور میں گئے ارادے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو تیسو سلطان
 کو اُسکی جمعیت کے ساتھ واسطے محاصرے و بنو را اور و تہد یو اس کے
 پیچھے چھوڑ گیا تھا مگر بورطونو میں جرنیل سرنیری کو ط کے فتنہ ہونے کی جب سے
 خبر پہنچی تو بناچار اُس مہم سے دست بردار ہو پا پیٹے و دنوں مکر نہی فوج نگاہداشت
 کرنے اور اس لڑائی کی جو کھم مٹانے میں سرگرم ہوئے بعد اُسکے تیسو سلطان سے
 کارنامہ دستمستان کا وقوع میں آیا کہ فبروری مہینے کی اٹھارہ بن سنہ ۱۷۸۲
 میں کولبرن نامے مذہبی کے کناہے اُسے کرنیل برہندو بط سے سردار کو اُسکی
 بالکل فوج سمیت مار گراہند وستان میں جو انردی کے موئے نام کو زندہ کیا، ہر
 مشہور ہی کہ جب دوست دشمن اُسکی ہمت و شجاعت کے قائل ہیں ویسے جباری
 و سنگدلی کے بھی ناقل ہیں، اگر اس فتنہ کے بعد فرانسیسون میں سے جرنیل
 موشیر لالی اور دوسرے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیر و ن کی جان بخشی کے لئے
 درمیان میں نہرتے تو سبکے سب انگریز ہزیمت خوردے مارے جانے اکثر انگریزی

عہد دار جو زخمی ہوئے تھے سربرنگپتن بھیج دیئے گئے وہاں اُن مصیبت زدے گرفتار و سکا حال بہر تھا کہ دن بھر تو دھوپ میں جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی ہال میں بخیر سی بکری کی طرح بند کیئے جانے، بعد اِس روداد کے انگریزون نے مرہٹوں کے ساتھ مصالحہ کر ایسا قندار بہم پہنچایا کہ اپنی افواج کرناٹک پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ آگست مہینے میں کرنیل ہنبرٹن کے ہمراہ ایک بری جمعیت بنائی سے دریا کی رادہ کر ملیبار کی سرزمین پر چڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی، کرنیل مذکور نے کلیکوت میں اتر کر خور دے ہی عرصے میں اُسے فتح کیا اِس فتح کے سبب اُسے یہ جرات ہوئی کہ ملیبار کے درمیان میں بھی ہاتھ دیا تو اُن پھیلے، بالیکا چری کا دستا لیا اور پایا ری رام گرہی منگاری کوٹہ کے قلعے سے اور سخت و قلب جاگہوں کے (جو متصل اُس شاہراہ کے ہیں جس کے سوا اور کوئی راہ شکر کے جانے کی نہیں) لیکر تنجاورا اور مالوہ کے سیر حاصل محالوں کو اُس نقصان و ضرر سے جو ناخت و فوج کشی کے ہنگام میں واقع ہوتا ہی، بجالیا، سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور چڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت اپنی فوج دریا موج صیت اِس ارادے سے کہ اُن لیئروں کو مار بھگائے آپر ۱، انگریزی پلٹن اکتوبر مہینے کی نوین کو شہر بالیکا چری کے گرد و نواح میں پہنچی لیکن کرنیل ہنبرٹن چونکہ اُس مکان کو بر خلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور اُس لئے کہ عوام میں بہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بری بھاری فوج حیدری اُس کے پیچھے لگی چلی آتی ہی وہاں کار ہنسا مناسب بنان کر کوچ کیا، پھر پہلے ہی منزل میں اِس قلعے کے گہان سپاہیوں اور ایک برے غول نے سلطانی سواروں کے جو انگریزی پلٹن سے قبل آہنچے تھے اُنکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا، چونکہ سلطان کا ارادہ یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے اُسکی فوجیں دریا کے ساحل اور

شکر انگریزی کے مابین طائفہ رہیں تاکہ پکاوا اور بھاگنے کی راہ بند ہو جائے۔ اعلیٰ
اُس سہارا غنی و قدر نے ہر چند اس بات میں برتری ہو شیار ہی و چالاکی کو کام
فرمایا تھا لیکن کرنیل ہنبرٹن کی نہت چوکی اور دور اندیشی کی جہت سے
منصوبہ اُس کے نزدیک نہ تھا اور انگریز کا شکر کہ صاف فی سواروں کے حملوں اور
تعاقب کے سبب سے خاص کر اُس کے کوچ کے پیچھے دو دن انواع طرح کی اذیت
و مصیبت میں پھنسا تھا وہاں سے بچ کر فونہر کی سیوہن کو بخیریت پانیادی
میں داخل ہوا، قطع یہاں کا نزدیک ایک برتری نہتی کے مہمانے پر دریاے
شور کے کنارے کلیکوت سے انگریزی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہی،
اس مقام میں کرنیل مرکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہنبرٹن پر فوقیت رکھتا تھا
کچھ فوج لیکر مدد کو اُسے آلا، لہذا فوج کی سرداری اُسی کے دے ہوئی
نب اُس نے جھٹ پت دریا کنارے موقع کی جگہوں پر دمہ اور پشتہ بنا اپنی فوجوں
سے بسردیمہ، مقدمہ آراستہ کیا اور چونو دیند پجیری نام دو بادشاہی جہازوں
کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کہ طرف لنگر
کر کے اپنی توپوں سے شکر گاہ کی پشتی میں سرگرم رہو! ادھر تو بہر بند و بست
ہو رہا تھا کہ سلطان کی فوج حسین آتھ ہزار پیدل، چار سہی فرنگی جوان، دس
ہزار سوار اور بہت سے سواران غارتگر مجتمع تھے انگریزی شکر کے سامنے
اُتر کر کسی دن تک تو پین مارتی رہی، آخر کو سلطان نے اپنے پیادوں کی نین تو لیاں
بنائیں ایک تولی میں جرنیل مو شبر لالی اپنے ملک کے جوانوں سمیت برتری
دلیری و ہمت کی راہ سے انگریزی فوج پر کئی بار چڑھ گیا، لیکن بے نیل مرام، سلطانی
فوج کے دوسری آدمی کھیت آئے تب شکر انگریز نے پانیادی نہتی کے پار جا کر
دبرا کیا اور اُسی مابین میں دس ہر مہنے کی گیارہویں شب کو قاصدوں نے سلطان کے

عضو ر میں آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ
 اضرورت جلد ہی سے سریرنگپتن کی جانب روانہ ہوا اور بیسویں تاریخ اُسی
 مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ء میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب ماتماری کے رسومات اور
 ملک ماتماری کے ضروری امور ات سے فارغ ہو چکا تو آرکات کے ملکوں کی طرف پھر کر
 فوجوں کی سپہ سالاری کے سہما ت میں مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے
 جو اونور کی سخیبر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جو انگر یزون کی فتح ہوئی
 تھی یہ خبر سنو انہیں چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہ ہوا کہ حال کی بالکل مہمون اور
 آرکات کی آئندہ فتحوں سے جن کی امید تھی باز آئے اور اپنے ممالک محروسہ
 کی پستی و حمایت کے لئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے
 چنانچہ اب یہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنوں میں سلطان فوجیں چنگامہ کی راہ ہو کر
 کوچ کرنے لگیں یہاں تک کہ مہینہ تمام ہونے والے ایک شخص بھی آرکات میں
 نہ رہا، الغرض سلطان مدد و حبری بھیج کر فوجوں کی سانچہ لئے شتاب بدنور کی جانب
 روانہ ہوا بریل کے اوائل میں وہاں جا پہنچا، جنریل میتھوس سے اُس مہم میں
 بالکل ۳۳۰۰ اور غنلت ہی وقوع میں آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہ کو
 بہادر کی کسی چھوٹی گھماتی میں بناد کے لئے اختیار کرنا جہاں سے ضرورت و مجبوری
 کے وقت اونور یا اور کسی مضبوط و استوار قلعے کو بھی جاسکتا اور جہاں
 ہر طرح کی مدد اور مدد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی و لیکن وہ برخلاف اُسکے
 شہر بدنور میں جہاں کوئی ایسی پناہ گاہ نہ تھی میسور کی ساری افواج بحراواج
 کے سامنے تھیں۔ جسکی سپہ سالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق
 تھی آکر مقابل ہو آخر لاچار اور بے بس ہو کے محصور ہو گیا جو صلہ تو اُسکا دیکھا
 چاہئے کہ فقط چھ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندوستانی سپاہی سے وہ بے دھڑک

سلطان کے اسے ابو شکر کے حسین لکھ آدمی کا جہد و نفع منہا بہ و مدافعہ کرنے کو آمادہ ہوا، مگر اُس نے باکی و تنور کا خمیا زہ بھی اُسے دیا ہے بلکہ ان سبھی اپنے حیدر سپاہیوں کو کتوا شہر عرفہ غالب ہر چھوڑا شتاب مقدم اضطراب و بان سے بھاگ نکلا اور ہتھیار ایک حصار میں آکر فوج بند ہوا، سب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے مرنے یا قتل کیا اور ایک بندہ بھی جمعیت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کر دی تاہم وہاں آمادہ جنگ اور دشمنوں کی گھمات کی خبر سے چوکس رہیں، جب اس دھپ سے ناکہ بندی اور قلعہ والوں کے پھر جانے کی راہ سدود ہو گئی تو سردار دن بعد بدلتور کی سب محصور مجبور ہو کر اپنی اسیری بر راضی ہوئے، قول قرار اُنسے یہ ہوا کہ عزت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جائیگی، ہتھیار و نکالنے کے البتہ قلعے کے پشتے پر دھیر کر دیا جائیگا، اور اُنکو چاہئے کہ اپنی بیچ کی چیز بست پاس رکھ لیں اور جو کچھ سے کارکنی کا مال ہی سوچا کر دین اور نہایت نزدیک کے رستے ہو کر ساحل تک پھر وہاں سے جہاز پر جہد بنی ہو کر روانہ ہو جائیں راہ میں راہ سد اور منزل گاہ کی ضرورتوں کی اہتمام سرکار سے کی جائیگی اور سوسپاہی سپاہیوں سے جنریل کے اپنے سلاح ساتھ اسکی پاسداری میں مشغول رہیں سنہ ۱۷۸۳ء کے اپریل کی انتہا بسوین کو اس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر اپنے ہتھیاروں کا دھیر لگا دیا اور جب بدلتور سے ایک میل کے فاصلے پر جا کے مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محبط ہو گئی، دوسرے دن جنریل کو اپنے نشان برداروں سمیت حضور میں حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب دے ملازمت میں پہنچے تو بعد باز جست اور تلاشی کے قید شدہ میں مقید ہوئے، پھر دوسرے دوسرے شکر کے عہد دار و داروغہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

طلب ہوئے و مقتدر رکھے گئے مگر بخشی منزل گاہ کو بھر گیا باقی سرداروں کی یہ خرابی ہوئی کہ ننگے کپڑے اور تماشے لٹے گئے اُنکے پاس سے بہت سا زور نکلا بعد اُسکے اُن لوگوں کو سو کہ دن کی راہ دھوپ میں ننگے بدن پابزخیر قلعوں میں لے گئے ۱۔ سمیں تو کچھ شک نہیں کہ جنریل بری نکلیت سے موا پر یہ نہیں معلوم کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا، گمان غالب ہی کہ بری سیاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہو گا دوسرے سرداروں نے بھی یہی نتائج جانگداز چکے سلطان نے اُن قلعے والوں کو بھی جنھوں نے سر تسلیم جھکایا تھا برخلاف شرط معہود کے دیا ہی سخت عذاب کیا اس جہت سے کہ جنریل میٹھوس کے پاس بد نور میں چوری کا کچھ مال و اسباب پایا گیا اور اُسکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعض محال پر بری لالچ سے چڑھائی کر انھیں لے لیا تھا چنانچہ سلطان خود ان باتوں کو بیان کرنا تھا، بہر تقدیر چون اُسکے قلمرو میں انگریز کی اُس فوج نے لوٹ پات چھائی تھی جسکے سبب وہ ملک آدھارت کی تسخیر پر قادر نہوا یہ بھی ایک وجہ قریب الفہم ہی کہ اُس نے بطور انتقام کے اس طرح اُنکی سیاست و تعزیر کرنے میں اقدام کیا، القصد بد نور مفتوح ہو جانے بعد سلطان ممدوح لشکر قہار اور بری بھیر بجھاتا ساتھ لے کر لنگور کی طرف روانہ ہوا، چون یہ ممالک محروسہ کے نامی بند روں سے تھا اُسکا لینا بھی خاص کر اُسے اہم ہوا، چونکہ وہ ان کی حفاظت و پاسبانی کے لئے مسبح کنبل کی سرکردگی میں بیابان و سالار اور ہندوستانی سپاہیوں کی کئی پلٹن بری چوکی سے رہتی تھی، اگرچہ سلطان کے ساتھ بھی بری جمعیت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر کرنے کے بالکل کام کا علاقہ فراہم کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متعلق تھا، چنانچہ یہی لوگ مورچہ اور دھرم بنانے میں سرگرم ہوئے اور انھیں کے تردد

و کوشش کی جہت سے جولائی مہینے کی ابتدا میں قلعے کے درمیان ایسی ہر
چل رہی تھی کہ محصوروں کے دلوں میں حریف کی تخت و تہاہل کا انت ایک
نیا کھنڈہ ٹوچ رہا تھا، انہیں دنوں فرستان سے فیہمیں انگریزوں اور فرانسیسیوں
کے مابین ہوئے کی خبر سلطان کی شکرگاہ میں پہنچی، تب سلطان نے سرکار
کے ملازم فرانسیسیوں نے یہ خبر سننے ہی انگریزوں کے ساتھ لڑنے سے
صاف پہلو تہی کیا، سلطان فرانسس کی جمعیت ہر انکی اس حرکت سے نہایت
غضبناک ہوا لیکن چونکہ جتنا تھا کہ اس کے ہندوستانی سیلابیوں میں اتحاد نہیں
جو اس مہم کو سر کرین بنایا، انہیں فرانسیسیوں کو کبھی تو مستحقہ استیلا
اور دلہ بھی کی راہ سے اور کبھی ہندو تنہیہ کر کے پھر ایذا کا کام میں سرگرم کر دینا کا قصد
کرتا رہا لیکن کچھ ثمرہ بخشا اور آخر کار فرانسس اسکی شکست خوردہ سے چلے گئے،
اب منگلو کے محصوروں کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسے شکر
انگریزی میں نہایت تنگی و تکلیف گزرنے لگی اور غلے وغیرہ کی نایابی کے سبب سے
اور بھی دے مجبور و عاجز ہونے بہا تک کہ ساعتوں کو گھمانے اب بہ تھا کہ اب کئی
دنوں میں وہ مکان ہاتھ آجایگا لیکن جنریل منگلو کے پہنچنے کی جہت سے جو ہنسی سے
تری کے دسنے برتی جمعیت اور افراط سے اسد لیکر روانہ کیا گیا تھا، وہ امید
بر نہ آئی اور صلح کا پیغام درمیان آیا جو سلطان نے قبول کیا تب سنہ ۱۷۸۲
کی ابتدا میں سر جارج اسٹانٹن اور دوسرے دارمہ اس سے سلطان کے
شکر میں بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہویں کو قول قرار مصالحت کا منعقد
ہوا اس شرط پر کہ جانبین سے سب سے سب اسیر اور دے محلات جو جنگ و جدال
کے زمانے میں طرفین کے عمل دخل میں آگئے ہیں چھوڑ دئے جائیں چنانچہ انگریزوں
نے منگلو، آونور اور دوسرے قلعے جو انکے قبضے میں آگئے تھے خالی کر دیا،

ہر چند فتح اور محاملات کے حوالے کر دینے میں طرفین سے عہد و پیمان کی رعایت عمل میں آئی مگر دوسری شرط یعنی اسیروں کی رائی ہرگز سلطان کی جانب سے ظہور میں نہ آئی، چونکہ انگریزوں کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دن آگے مرہٹوں کی بدسلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور ان دنوں شکر قماراؤسکے تابع اور زمانہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُس نے بہر قصد کیا کہ اپنی توار آبدار کے زور سے اُس قوم بنگاگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو کرے، چنانچہ وہ اُسی عزم پر ملیبار سے بد نور کے رسنے ہو کر شانور کی سرزمین سیر حاصل میں آ پہنچا، یہ خطہ قدیم سے نواب عبداللحیم خان کے بزرگواروں کے قبضے میں تھا جسکا چوتھہ خراج مرہٹوں کی سرکار میں داخل ہوتا تھا، سنہ ۱۷۷۷ء میں حیدر علی خان بہادر نے اس ملک پر تاخت کر یہاں کے نواب سے نعلبندی مقرر کی اور اُسکی ترکہ کو اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج میں لی تھی ہر چند شانور کے نواب کو خاندان حیدری میں اسطرح کا ناتار شہ تھا باوجود اس کے وہ سلطان کے وہاں آنے اور اس کے ملاقات کرنے کو پسند نہ کر مرہٹوں کے پاس چلا گیا، سلطان کی طبیعت پر اُسکی یہ حرکت شافی گذری تب اُس نے سراسر وہ سرزمین کو لوٹ لیا، و نواب کے محاصرہ کو سہارا کیا، بنگاپور کے قلعے کو آگ لگا جلا دیا، اور شانور سے حملہ کر دھاڑا اور بادامی دونوں قلعے لے لئے، ان دونوں کے ستر سونے سے جوڑہ اُس ملک کا سرتا سر دکھن کے ان محالوں تک جو مرہٹوں کے عمل دخل اور کپڑا یا دکشتانہ دیون کے بیچ میں ہمیں فراخ ہو گیا ایسی فتوح کی تقویت سے ادھر تو وہ کشتانہ سی بار ہوئے اور مرہٹوں کے ملکوں پر فوج کشی کرنے کا عزم ہوا اور دھروپوان کے کارہروادوں نے اس حال سے واقف و غافل ہو زبان آدرایلیچون کو بھیج کر

خاں بہادر سلطان کے شعلہٴ قہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان زمین جتنی
 سنہ ۱۷۸۲ء کے آخر میں بدھم میں ملاپ کا عہدہ و بیہان محکم ہو اس قرار سے
 کہ سلطان ممدوح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ برق بھڑ ۱۰۰ جیل رہے مگر شانور
 وین کے نواب کے حوالے کر دے اس شرط پر کہ وہ اس کے محاصل سے جو نقد
 مرہٹوں کے پیشوا کو دیا کرے حیر جب سلطان نے اس طرح سے اپنے تمام
 عربوں کے ساتھ صلح غالبانہ کی بختیج و نصرت مہسود کے والد الملک مرہٹہ بختیج
 کے طرف کوچ کیا، چونکہ اُن دنوں حکومت و مملکت میں اس کے خواہش و استقلال
 پیدا ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا و راجاؤں کے نواب صوبے
 سب کے سب اُس کے منقاد و فرمان بردار ہوئے اُس نے بسے سعادت و کامرانی تحت
 حکمرانی بر جلاس فرمایا، اور سنہ ۱۷۸۵ء میں خطم ادھونی کو جو جاگیر نواب نظم علی
 خان کے بھانجے مہابت خانگ کی تھی بزور سرکد، عطا و دکر نول اور کتبے کے نواب
 کی بھی باقی ماندہ ریاست پر جس کے اکثر محلات کو اس کے پیر بزرگوار نے
 سنہ ۱۷۷۸ء اور ۱۷۷۹ء کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے متضافات کیا
 تھا منصرف ہوا استیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعوں میں
 شمار کیا جاتا ہے اور مدت تک اُس پر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہٹوں کا
 دانت تھا سلطان کے اختیار میں آیا بعد اس کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حال بھر تک
 اپنے عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸۶ء میں خانگی امور ات کے بند و بست اور
 ممالک محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و مدارک اور خربوں و ذخیروں کے تنقح ہی
 میں مشغول رہا، جب اُن مہمات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط سے فراغت
 ہوئی تب حکم کیا کہ ہر طرح کی پادشاہی اشیاء و جائیداد کی تعداد کو قلم بند کر کے الگ
 الگ اُنکی فرد بنائیں جو اہر و زیورات اور نفایس گران بہا کا سیاہیہ بقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزانہ چاندی سو، نئے اور میٹھ قیتی نفایس کا بعد
قیمت کرنے کے آسے کر و رکامال تمہرا اسکے سوانو سو ہانھی چھ ہزار قطارِ شتر
تیس ہزار عربی کھوڑے چار لاکھ یل ایک لاکھ بھینس چھ لاکھ بھیر اور
نین لاکھ توڑے دار اور نین لاکھ چھماقی بندوق، دو لاکھ نلو اور بائیس ہزار
فرج بطرح کی توپ شمار میں آئیں اور بارود کے انبار، اور جنگی اسباب و
تعمیرات شمار سے باہر تھے بے سب تو سرکار سلطانی کی اشیائے منقولہ تھیں
اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ
جن میں فقط باغات ہی سو اسی تھے اسی سے باقی ملکوں کو بھی بہ منقسموں
اس مصرع پارسی کے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا،

سمجھ لیا پائے، اور افواج جرّار و خنوار سوار و پیدل کی مسلح و مکمل ایک لاکھ
چوالیس ہزار سوائے ایک لاکھ آسے ہزار سپاہی محالوں محض نوں کی جو کی
بہرے کے واسطے جہے جہے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل میں افواج کے
دستور دن کو بدل دالا یعنی نئے نئے نام شکر کی بھری جہی تو لیون کے واسطے
ایجاد کیا، اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام میں سپاہیوں کو دینے میں قبل اسکے
انگریزی یا فرانسیسی زبان میں تھے اب انکی جگہ پر فارسی و ترکی الفاظ
مقرر کیے اور سربرنگین کے انبار خانوں میں اس قدر غلّوں کا ذخیرہ جو سال بھر
ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا اسطرح اور قلعوں میں بھی بقدر
ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اسکے وہ دوبرس تک سنہ ۱۷۸۷
اور ۱۷۸۸ میں کوڑھ اور دملیبار کے مستحکم کرنے میں مشغول رہا کوڑھ کا
راجا چار برس سلطان کی قید میں رہکر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد کا
باعث ہوا مگر ملیبار کے نائر لوگ کتنے تو بھر بنیاد سے مستحکم اور اکثر مسلمان

کئے گئے باقی اُن میں سے انگریزوں یا اپنی ذات قبیلوں کے ملکوں کو نکال گئے، اور سلطان دین پناہ نے ستر ہزار نصرانیوں کو جنھیں ملیبار کی سرزمین میں اسیر کیا تھا ایک لاکھ ہندوؤں کے ساتھ شلعت اسلام پہنایا، اور اس وسیلے سے مراد سلطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم و خدمت کے باب میں تھی پوری ہوئی کیونکہ ان مصیبت زدہ مظلوموں کے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک محروسہ میں مسلمانوں کی جمعیت بہت سی بڑھ گئی سلطان کی حرص مسلمان کرنے کی صرف ملیبار کے باشندوں پر منحصر نہ تھی بلکہ کونٹیا تورا کے رہنے والوں اور دوسرے ہندوؤں کے ساتھ بھی جو اُس کے محل عتاب میں پر جانے تھے یہی سلوک ہوتا جہاں تک کہ آخر کو اُس کے دیوان پورنیا تک بہ نوبت پہنچی تھی، اگر سلطان کی والدہ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھیں اُسکی شفاعت کرتیں تو وہ بھی خواہی نخواہی مسلمان کیا جاتا، انھیں دنوں سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک محروسہ کے بالکل بچانے اور دیول تورا کر دھادین، اور باجو دیکہ شے والی چیزوں میں کردار روپی سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے پاس دین اسلام کے اپنے فائدہ کا مطابق لحاظ نہ کر خرید فروخت اُن چیزوں کی اکبر کی اشیاء اور تمام کھجور اور نارت کے درختوں کو ہر پیر سے اکھڑا ڈالا اور آئندہ بھی ان درختوں کے ٹکانے کی مناجی رہی، اور کئی جہاز سرکار سلطانی سے عذابہ مقرر کئے تھے کہ ہر سال حاجیوں و زواروں کو بیت اللہ و کربلائے معلیٰ کو لایا و لیجایا کریں بعد اُسکے کہ انگریزوں کے ساتھ عہد و بیان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ء میں سید غلام علی خان اور دوسرے سفیر ہرند بیر کو ملک فرانسس کی طرف روانہ کیا تا وہ ان اس باب میں مطالعہ کریں کہ انکی قوم نے انگریزوں کے ساتھ جو سلطان کے

دشمن ہمیں کیوں مصالحہ کیا اور اُسکے کارپردازوں کو سرنواںگر یزدون سے
خائف کرنے پر ترغیب و تحریض کرین بیش قیمتی نقایس و تحایف اور
سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے، چنانچہ
وے تینوں سفیر سہ مذکور میں ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہو کر
قسطنطنیہ میں جا پہنچے، طالبان اخبار کو معلوم ہو جیو کہ بہر سید غلام علی خان دو مرتبہ
سرکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا، ایک بار تو سلطان کے
تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے زمانے میں یہاں سے عہدہ عہدہ ہدیہ سلطان
روم کے حضور میں لیا کر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے
نفس نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری
دفعہ مکتوب محبت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اس
کتاب میں داخل کیا گیا ہے لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایام سے لیکر ہنگام
شہادت تک سداہند و سبآن سے انگر یزدون کی ریاست اُتھالنے کی دھن تھی
لیکن چونکہ اس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول مذہبیر اُسکے خیال
میں نہیں گذرتی تھی مگر یہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان میں انگر یزدون کے ہمراہ اور
کاروانی و فطنت میں اُنکے برابر ہمیں اپنے ساتھ موافق کر موجب اس مصرع کے
ع نشاید کوفت آہن جز بآہن، اس مہم کے انجام کرنے میں اہتمام کرے،
اسلئے جب سلطان کے ایلچی ملک فرانس سے نیل نیل مرام پھر آئے تب
اُسنے جاہک پھر دانشمند اور زبان آوارا یلیون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے
چنانچہ اپنے مقربان بارگاہ میں سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان
خان کو اس کام کے واسطے تجویز کر کے دارالملک فرانس کی طرف روانہ
کیا، چنانچہ وے جون مہینے کی نوین سنہ ۱۷۸۸ میں شہر طولان میں پہنچ کر جہاز سے

اُنہرے فرانسیسوں کے بادشاہ نے جو سولہواں لوئس کہلاتا تھا بری عزت و توقیر سے ان کی ملاقات کی، پھر تیسری آگسٹ کو ان سفیروں نے پروانگی بدایابی کی پاکر انگریزوں کی قوم کو خطہ ہندوستان سے نکالنے کے باب میں سلطان کی طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ ان دونوں سرکاروں کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مستخر ہو گئے اور خندقہ رغبت کا مال ہندو لگیگا باہم دوستانہ حقہ برابر تقسیم کر لیا جائیگا ہر چند یہ پیغام متضمن ترقی جاوہر حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پر وہ بالفعل اُن درخواستوں کے منظور کرنے میں بسبب قرضہ اسی کے بار کے مجبور تھا با اینہم اُس نے اُن دوستانہ پیغاموں کے جواب میں سفیروں سے کہا کہ تم ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبت کے سلطان کے خدمت میں یوں ظاہر کرو کہ یہ مخلص خیر خواہ بمحترق فارغ ہونے اپنے خانگی امور اور ملکی مہمات سے سر و چشم امداد و کمک کے لیے آمادہ و مستعد ہو گا، خبر جب سلطانی سفیر کی مہینے تک شہر فرانس میں رہا اور شہرین مہمان نوازی کی برے برے تکلف سے اُنکے لئے عمل میں آئیں اسکے بعد وہ توقیر و تکریم کے ساتھ فرانسیسی جہاز پر سوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ۱۷۸۹ کے مہینے میں سریرنگپتھن آہنچھے، لیکن چون وہ اس سفارت میں ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکوز خاطر تھا حاصل نہوا تھا اس لیے بری بے اتفاقی سے اُنھوں نے حضور میں بارہایا، جب سلطان کو فرانسیسوں کی طرف سے اعانت کے باب میں مایوسی ہوئی تب ملک ستانی کے حوصلہ بلند سے کرنگا تو راور جیاگو تان ان دونوں قلعوں کے لینے کے قصد پر جنگ کی تیاری کی، ان قلعوں میں پہلے دیرھ سو برس تک قوم دج کی عملہ اسی تھی سنہ ۱۷۷۹ میں نواب حیدر علی خان نے اُنھیں کے لیا تھا مگر

جو کہ دے لوگ، ندون میں کہ نواب بہادر اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہوئی
 اُسے شریک و مددگار ہوئے تھے، اس لئے نواب نے پھر وہ حصار اُنھیں کو
 دے والا تھا جسے قلعہ تراون کو رے اُن کی طرف ہیں راجا یہاں کا جو انگریزوں کے
 ہر خواہش سے تراون حصاروں کے داخل کرنے کی بری تمنا رکھتا تھا چنانچہ وہ کئی بار
 دُج کے کارپردازوں کے پاس اُن کی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا، اور
 یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہو اکیونکہ وہ قلعے کو چین والے راجا کے
 متعلق سے ہیں جنگاخراج بطریق نعلبندی سرکار حیدری میں داخل ہوتا تھا پس
 بے دو قلعے بھی سلطان قلمرو کے تحت میں تھے اور اس لئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ء
 میں دُج کے کارپردازوں سے بھرتراون حصاروں کو پھر مانگا جس پر اُن لوگوں نے
 سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعوں کی فروخت کا معاملہ
 سخت و ہزکنے جلد اُنھیں اُس کے کارپردازوں کے حوالے کر دیا، سلطان اُن کی
 اس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے میں بری جمعیت
 ہر دے کر ننگا تورا کی جانب تسخیر کے ارادے روانہ ہوا، تب تراون کو
 کے راجا نے انگریزوں سے کمک مانگی، سلطان اس حال سے اور بھی آشفتہ
 خاطر ہو کر اُسے ملک پر لشکر حرا دے پر ہد گیا، اور اُنٹیسوین دسبر کو تراون کو پر
 حملہ کر کے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی میں بہت مارے
 گئے، چونکہ سلطان کا ہر ناخت کرنا ہر خلاف اُس مصالح کے جس کا عہد و پیمان
 بنگلور میں منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اس صلح کی
 شرطوں میں ایک بری شرط تھی وقوع میں آیا اس جہت سے انگریزوں
 نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی ہندو بھیج دی سپر بھی سلطان نے اپنی دھن
 بھرتی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۸۹ء میں اس پر ہر ہائی کی اور

پھر شکست اُٹھائی، بعد اُس کے سر برنگپتس سے بنارس کی تو پناہ منگو کر بندر جو بن
 اپریل کو ہانا کر کے دروہست اُس سرحد پر داخل کر لیا اور جا کئی فوجیں وہاں سے
 مجبور ہو اپنے مانا کئی طرف بھر گئیں، سلطان نے ان کے عقب میں لشکر بھیج کر
 صلاح خان کو ترنت کرنگا توڑ پر ناخت کی اور بری اہتمام سے محاصرہ کرنے کے
 جلد سکو بھی مفتوح کیا اور جیکو تہ پاور کو تریپالی اور کئی قلعے سپر میں لے لئے
 جب تراونکور کے اُتر کی فوج سر ہو گئیں سلطان نے اُس سرحد کے ناخت
 تاراج کرنے کو حکم دیا، جبکہ سلطان کی اس ہرات و سبقت کو انگریزوں نے
 خلاف عہد اور مقدمہ جنگ کا سمجھ تب انھوں نے راجا کی مدد کے لئے کرنیل برٹلی
 کو ایک بری فوج کے ساتھ بھیجا اور بنسٹی و مدد اس کی افواج میں بھیجے اُنکے
 سپہ سالاروں کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان کیے اور اُس
 عرصے میں مرہٹے اور نظم علی خان کے پاس بھی انگریزوں کی طرف سے آشتی
 کا پیغام بھیجا گیا تاہم لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج
 طیار کرکے دو فوجوں تو سلطان سے بدلہ لینے ہی تھے اس پیغام کو جلد قبول
 کر لیا سلطان نے اس خبر سے تراونکور کی فوجا کشی موقوف کر کے سر برنگپتس کی
 جانب مراجعت کی اور مدد اس کے کارپردازوں سے درخواست ایک ایسا
 کے روانہ کر نیکی کی تا اُس کے ذریعے سے تراونکور پر سلطان کے چڑھائی کر کے
 وجہ بخوبی اُنھیں معلوم ہو جائے، پر اس درخواست کو جنریل مینڈوس نے قبول
 نہ کیا اور کہا کہ یہ بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ء کی شہدوں کے
 برعکس انگریز اسیروں کے بھیجنے میں خلاف عہد کیا اور باوجود اس عہد و
 پیمان کے، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدوں پر نعتی کا ہتھ پھیلا یا،
 القہہ سنہ ۱۷۹۰ء کی ہندوہو بن جو کو جنریل مینڈوس نے ایک فوج سنگین

کے ساتھ سلطان کے ممالک محروسہ میں داخل ہو کر پہلے تو کروڑ کے قلعے میں
 عمل کر لیا پھر بہان سے دارا پورام اور کوئٹہ اور جا کر اُن دونوں کو بھی سر کیا،
 اُدھر کرنیل اسٹوارٹ ڈنڈیگل اور ہلیکاپری پر قابض و تصرف ہو گیا، اب
 جنریل مینڈوس نے بہر قصد کیا کہ ہتھیار گھات ہو کر میسور میں داخل ہو، اور
 جب تک بہان انگریزی فوج کو کوئٹہ اور میں آذوقہ وغتہ جمع کرنے میں مصروف تھی
 اُدھر کرنیل فلانڈ اپنی یلتن سمیت سینیگل مستخر کرنے کو آ کے بھیجا گیا، تب تو
 جنریل مذکور نے اس مہم کو بری آسانی سے سر کر لیا، جس عرصے میں کہ انگریزی
 یلتنوں نے ایسا تغلب و تصرف کیا شکر سلطانی کی طرف سے کسی طرح کا
 انکار افعہ و مقابلہ نہوا مگر فقط سید صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے پندارے
 اوگ ہی تو کبھی کبھی اُنکی بنگاہ و سپاہ کا اسبابِ لوت تاراج کر پس ماندوں
 یا فوج کے بھولے بھٹکوں کو مار لیتے، چونکہ اُن دنوں سلطان کے کوچ مقام کا کچھ بھی
 حال ظاہر نہ تھا بہر گمان گذرنا تھا کہ اب تک وہ سریر نکپتن ہی کی اطراف میں ہی
 ناگاہ پٹنبر مہینے کی تیر ہو میں کو شکر سلطانی کے ہراول نمود ہوئے جنہیں کرنیل
 فلانڈ کے ظنایہ داروں نے دیکھا، پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی حسین
 چار ہزار جوان مع ایک برے توپخانے کے تھے کار و ار کے میدان میں آن پہنچی
 بہادران نے پہنچنے کے ساتھ ہی انگریزی یلتنوں پر گولے اور گولیوں کا سینہ برسیا یادوں
 بھرتو طرفین سے باراد کشت و خون کا گرم رذا اور اکثر دلیران طالب نام کام آئے، شام کے
 وقت دونوں شکر میدان جنگ سے تفاوت آ کر اُترا، کرنیل فلانڈ مستعد تھا کہ انگریزی
 لشکر سے جا ملے، پر بار برداری کے چار ہائیوں کے ہونے کی جہت سے آخر کو مجبوری
 بہت سا بھاری سامان و سراجام اور توپخانے پیچھے چھوڑ کر سپٹنبر کی جو دھوین اپنی
 فوج سمیت روانہ ہوا، ساتھ ہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہاں جا پہنچے سارا دن تو

طرفوں کو ۱۰۰ رہی، دوسرے کو ۱۰۰ رنے گئے، لیکن سہ ہر کو چارے عسکریں میں جب عربوں کا
شکر پہنی سرسلاخ، پونچھ چکا تھا، برسی تریسی ہوئی، درتین لھری تک قابو رہی۔

بیت

غرض مہرناہان ہوا جب نہان

گیئے نب سوے خیمہ جنگ آوران

بدان جب سلطان نے مراجعت کی تو، انگریزی ہشتن بے کھتکے و بلا دی کی جانب
جس نکلی اور دوسرے دن وہاں جا پہنچی، اُدھر سے جنرل ہسٹن و سسٹن فی فوج
کے پہنچنے کی خبر پانے ہی کر نیاں فلاں کی مدد کو جلا، لیکن چونکہ اُسکے رہنا غلطی سے
ستیرنگل کے رستے بجا کر اُسکو دامی کو آتے کو لیگئے، اس لئے جنرل اور کرنیل سے
ملاقات نہونے پائی اور دونوں کی فوجیں بے دیکھنے ایک دوسرے کے آگے
بیچھے ہو گئیں، پر سلطان نے چون ایسے دل میں جنرل مذکور کی اس حرکت کو
دھوکھا سمجھا کہ وہ درپردہ ہر چاہتا ہی کہ اپنی فوج بیکار کرے، ہسٹن اور اسکے لشکر کے پیچ
حائل ہو لہذا وہ اپنے معاودت کر پھر بوائی مذکور کے بار جا اُسکے اُترے کنارے پر ڈیرا کب
جب تک اُدھر انگریز کی پلٹنیں آپس میں ملکر کو نہا تو رہ پھر گئیں، چونکہ سلطان کی سرکاد میں
بار برداری کے چار پائے ہستیت سے اور لشکر کی اسباب و ذخیروں کے کہیں
لیجانے میں شدت سے پھرتے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف
فوج کی چوکی پرے میں نپت چوکس اور ہشیار اور انگریزوں کے جاسوس سے
خبردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنہیں سے کسی کو پاتے بے دھڑک مار ہی دالتے
تھے اور دہمدم انگریزی پلٹنوں کی خبریں سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے
انگریزوں کو تو سلطان کی روانگی کی اطلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگوں کے
کوچ مقام کا حال خوب معلوم رہتا، القصد جب مدد اس کے کار پردازوں نے پایا

کہ جنریل مینڈوس کی سبائے انتہی نہیں ہیں کہ اُسے عہدہ برائے جیسی چاہئے سلطان کے ویسے ابنوہ شکر کے سامنے ہو سکے، تب کرنیل مکسول کو حکم ہوا کہ وہ اپنی جمعیت سمیت کوئٹہ اور مین جنریل مذکور سے جا ملے، جاسوسوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جھڑپت کرتیل کے مقابلے کو روانہ ہو واپس جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارا تاہم لیکن کرنیل اُسکے سامنے سے تل کر جنریل مینڈوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تھا، جب نوین نوہر مین سلطان کو جنریل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسے ترنت پولامی کی طرف کوچ کر اپنی فوج کو حکم دیا تاہم اعدا کے سنا کہ نہو کر اُسے آملین، چونکہ اندون سلطان پر سمجھ کر کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُسے نہو سکیگا، اپنے والد مغفور کے قدیم رویتے کو اختیار کر ممالک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چھوڑا اعدا کے ملک و رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف بجا کر شمالی اطراف کے دکھن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجو کی سر زمین ہو کر ایک ایکی ترچنا پل پر جا پڑے، مگر جب کلیرون نامے مذہبی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طفیلی اور جوش و خروش دیکھ کر مجبور ہوا، کیونکہ اگر یہ عبور کرنا روکا ممکن تھا پر اعدا کی افواج چون اُسکے لوٹنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب میں تھیں وہ بائیں ہاتھ کو مڑ کر راستے میں جتنے دھات اُسکے سامنے آئے سر تا سر لوٹ پات سے خاک سیاہ کیا پھر دستبر مہینے میں اُسنے جا کر تھیا گڑھ کو گھیر لیا، پر کچھ فائدہ نہوا، جب سترہ دن محاصرے کو گذرے تو ترناملی چٹاپت، واہد بواش کے رستے آگے کو کوچ کر راہ کے درمیان شہرون کے اُجاڑنے برہمنوں، بتخانوں کے اسیر و ہلبند کرنے میں جو اُسکے معمولات سے بخدا ریغ نکلیا، بعد اُسکے وہ ہاتھ پیچیری کو روانہ ہوا اس امید پر کہ فرانسسہوں سے کچھ مدد مانگے یا سر نو اُنکے شانہ دوستی و اتحاد کا عہدہ کرے،

انگریزوں سے لڑنے کے لئے انگریزوں کے ساتھ یہاں آکر ایک لشکر و دربار
 طرفین، جسکو سے کسی بھی ملک نہیں کر لیا۔ سلطان نے یہاں وہاں سے کام یہاں
 برہکایں کے فتح کو سر اور اس لئے اس نے زمین خوب ہی اپنی سر لشکر ہی
 کا جو بہا یہ کیا جنگ کے آت اور سپہ سالاری و دشمن سوری نے : نو گت کو
 ایسی ہتھیاری اور ہر دلی سے استعمال کیا کہ مسکمی جلائی و جو اندری نے انگریزوں
 کا بارانہ صوبہ غلط کر دیا چنانچہ اب انہیں میسور کی برائی سرحدوں کا لینا نو درکار
 ایک اور بنانا دشمن پیدا ہوا کہ سلطان کہیں مدد اس کے آس پاس کی سرحدوں پر
 لشکر کشی کرے اور وہاں کے رہنے والوں کو طرح طرح کے رنج و مصیبت میں
 نہ ڈالے، لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال میں بنگالے کی طرف سے ایک برائے سنگین
 لشکر اور مبالغہ خطیر لیکر مدد اس میں آہنچا اور مرہٹے اور اظہم علی خان کی فوجیں
 بھی یونان و حیدرآباد سے انگریزوں کی مدد کو روانہ ہوئیں زمانہ کارنگ ہی
 اور ہو گیا تب سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے ایستہ مملکت محروسہ کی حفاظت
 و پستی کے لئے حامد کوچ کیا اُتیسویں جنوری سنہ ۱۷۹۱ میں لارڈ کارنوالس مقام
 دہوت سے سپہ سالاری کا عہدہ لیکر گیا رہوین ڈبروری کو دہوت میں آہنچا سلطان
 نے بہر سمجھ کر کہ انگریزی پلٹنیں انہو کے گھارے گھات ہو کر میسور کی سرحد
 میں داخل ہو گئیں اپنی فوجوں کو اس اطراف میں جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح دہوت چھوڑ کر
 اتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان لاٹکلی اس روانگی سے خبردار ہو
 گئی گھات میں داخل کر سلطان کے قلمرو میں داخل ہوا کہ لارڈ ممدوح کے
 باشندوں نے بے دونوں قلعے بے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کر دیا، پانچویں
 مارچ کو لارڈ ممدوح اپنی پلٹنوں سمیت بنگلو رکھی نواح میں جا اتر اور سلطان نے
 بھی اپنی فوجیں لیکر انگریزی لشکر گاہ کے مقابلے میں آکر کیا بنگلو رکھا قلعہ دونوں

شکر کے درمیان رہا، اُسیدن انگریزی سواروں نے جو حریف کے شکر کی کیفیت دریافت کر نیکو متعین ہوئے تھے افواجِ سلطانی کے ایک غول ہر حملہ کیا، لیکن بری جدوجہد کے بعد مجبوری کی حالت میں ناکام پھر گئے اور انکے شانہ والے بہت سے مارے برے شہر بنشہ تاخت کر غنیمت لے لے لیا مسور کے بہت جوان کھیت آئے اور قلعہ بھی اُسکا ایک سو بن مارچ میں باوے سے مستخر ہو، قلعہ ہزار سپاہیوں حمیت مارا پرا باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادثہ ہونے سے سلطان نے پہلے تو لاہور کا رنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جواب اُسکا خاطر خواہ اُسکو ملا تب اپنی فوج کی سرداری و خبرداری میں سپہ سالاروں کو مقرر اور انھیں بہر ناکید کر کہ تم یہاں اعدا کی تاخت سے ہشیار رہنا، آپ سریر نگہداشت کی طرف روانہ ہو انا دین جا کر پناہ کے سامان کو سرانجام کرے انتھائی دین کو اسی مہینے کی لار دسمہ وچ اس ارادے بنگلور سے جلا کر سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوج میں جو انہور گڑھ سے چٹی تھیں جا ملے، اہریل کی تیر ہو بن کو انگریزی شکر نظام علی خان کے فوج تک حسین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا، بعد اسکے لار د موصوف اہریل مہینے میں سنہ ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا، پھر مہینے کی تیسری کو اُس نے سریر نگہداشت کی طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام اراگیری میں پہنچ کر اپنے شکر کا دیرا کیا سلطان نے اپنی فوج کو کاویری ندی کے اتر کنارے پر حاکم سامنے چورباہوں بادل لٹل تھی لڑائی کے واسطے طیار کین، پندرہ سو بن کو لاہور کا رنوالس نے اُسپر حملہ کیا اور بری کشش و کوشش کے بعد، بسبب لاچاری کے دین سے نکل قلعے کی توہوں کی آرمین آکر مقام کیا، اُدھر سے بنشہ کی پلتن بھی۔ حاکم بنریل اہر کر بنی سپہ سالار تھا، یہاں مدد اسی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھی،

لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ ان دونوں ہتھون کو ایک ساتھ مل کرے مگر چونکہ
 ایام بارتس کے سبب نہ جان جڑ بھی ہو لیکن نصیحتیں اس مطلب میں ناخیر واقع ہوئی
 جب تو اُس نے بھی اس رد سے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سر پر نگہداشت
 کی جڑ نہ تھی، دوسری لڑائی پر موقوف رکھ جنہیں ابرکرنی کو ٹرنٹ میبار کی جانب
 جانے کا حکم دیا، جنہیں مذکورہ چون بار برداری کی نداداری کے سبب تو بچا نہ اور
 جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہیں لے گیا تھا، باوجود اس کے سلاطین غار مگر سواروں
 کے ہاتھوں شدت سے تنگ کیا گیا، کیونکہ ان لوگوں نے کچھ شکر ہی سارو
 سامان تو لوٹ لیا، سپاہیوں میں سے بعض بعض کو اسیر اور کتھون کو قتل
 کر دیا اور بالکل انہاروں میں باروت کے جویریا پتھن نامے بتھانے کے درمیان
 دھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگا دی، الغرض کہ ان سواروں
 نے انگریزی شکر گاہ کے آس پاس کی سرحدوں میں تھلے بھر کی جیر بھی مانی نہیں
 چھوڑی تھی عربت کے آدھے سواروں کو پیادے چنے کی نوبت آئی لارڈ
 کارنوالس کے لشکر میں ہر روز مواسمی خانوہ ہزاروں مرنے لگے، ریس کی
 راہ اس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیمت کی فوج میں ایک میل چاول بھر کا بھی پہنچنا
 ممکن نہ تھا، اس طرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہیں بک لخت ہو کر دی
 گئی تھیں بہانک کہ خبر مرہٹوں کی افواج کی جن کے پر مرام بھاوا اور ہری نہت
 سر غنہ تھے اور سر پر نگہداشت میں پہلے ہی انھیں پہنچنا ضرور تھا نہیں پہنچ سکتی تھی،
 بناچار لارڈ موصوف ایسی ہی بے لاچاری کی حالت میں اس درجے مجبور
 ہوا کہ خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے تو بچانے کا برباد کرنا گولوں کو
 دریا میں ڈالنا، آلات شکر کشی کے بالکل چھکڑوں عربوں کو جلانا اور
 مہینے کی چھبیسویں ہنگلوں کی جانب ناکام پھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اسی جہت سے

مرہ برنگیتن کے قلعے سے مبارکباد کی باتیں دغے لگیں رات کے وقت سارے شہر میں اس خوشی سے روشنی کی گئی، درباریوں اور حضور کے مقربوں نے تہنیت کی رسمیں ادا کیں کہ احمد شاہ نے قوی دست اعدائے دولت اس دوسری لڑائی میں شکست پا کر ناشاد و نامراد پھرائے گئے باوجود اس کے حاکمان کے دل پر چون روز مرہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹوں کے آگے برہے آنے کی خبریں پہنچتی تھیں خوب اس بات کا نقشہ تھا کہ ہر چند افسون و عزیمت سے آسیب ان سفید دیوؤں کا دارالسلطنت سے کچھ دور ہوا لیکن سنجیدگی ہنوز قرار واقعی عمل میں نہیں آئی اس واسطے لارڈ کارنوالس کے پاس صلح کرنے کے باب میں ایک نامہ لکھا، جب اُسکے مضمون سے لارڈ موصوف نے معلوم کیا کہ انڈون جو انگریزوں اور اُنکے خیر خواہوں مرہٹے اور نظام علی خان میں باہم میل ملاپ کا عہد بیان ہوا ہی سلطان اس جتھے کے توڑنے اور فقط آپ ہی انگریزوں کے ساتھ اتفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہی، تب جواب میں یوں لکھ بھیجا کہ میں آپ کا کسی طرح کا پیام حسین خیر خواہان انگریز مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متفق نہوں منظور نہیں کر سکتا، علاوہ طرفین سے کچھ عہد و پیمان قرار ماننے کے پہلے بہر بات نہایت ضرور ہی کہ آپ انگریز کے سارے اسیروں کو حوالے کر دیجئے، جس پر سلطان نے تھیک تھیک حقیقت حال بیان کیا کہ اُنکے اسیروں میں سے ایک بھی اُسکے یہاں نہیں ہی، اور چونکہ ویدیتیں جان حکمت لارڈ کارنوالس اپنے ہوا خواہوں کی عہد شکنی جائز نہیں رکھیں گے اس لئے دوسرے ہم عہدوں کو اپنے ساتھ ملانے یا انھیں آپس کے معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئیں انگریزوں کی دوسری لڑائی کے خطروں میں ڈالنے کے درپہی نہوا اب جو انگریزی شکر گاہ میں مرہٹوں کے رسد لیکر پہنچنے

سے نئی کی جگہ فرجی کا سامان بجا ہوا جسے لارڈ بکسٹون اس کو کچھ دن
مہر برکبٹن کے حوالے میں تمہارا تو ممکن ہو ایرس دست دستیاب و دست ہونا
مان کرنا اس سبب و مقصد و نیکو نیتیں اُسے ابھی نہ دیکھا تھا اور نہ وہ اسے
موصوفے کا قند کرنا بھی معلوم تھا اپنی لٹ کریوں کو حکم دیا کہ کمانڈر اور مہسور
کے ہتھیار سے آگے جانے کی کوئی راہ دیکھو تھوڑے دنوں میں جسے اس سبب اور ذخیروں
کے ساتھ لائی سہولت اور ہنگاموں میں رسد و جنگی سامان کے جمع کر کے لائی
صورت ہو، جون مہینے کی چھتھی تاریخ افواج متحدہ ناکسٹن مولیہ رگ اور اوتری
درگ کے رستے سے جو نامی کی سڑک کو ہنگاموں کی فوج میں پہنچیں، تب
مہسور کی فوجیں چیلن درگ کی جانب روانہ ہوئیں اور نظام علی خان کے
سوار لوگ کھنیکوٹے کی طرف گئے اور بڑوں کی ہتھیاروں کو کوچ کیا
جولائی مہینے میں انگریزوں کی فوج سے ایک غول نے اوسور کا حصہ
سر کر لیا اتفاق سے وہاں ایک روز نامیہ اُنھیں مانجھے معلوم ہوا کہ تین شخصیں
فرنگی جو اُس قلعے میں اسیر تھے سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے، انگریزوں کی مسرت
اوسور کے گرد و نواح میں رہتی تھی کہ کرناٹک سے بھی ایک بری جمعیت وہیں
اُنکے ساتھ آئی، جب تو انگریزوں اور اُنکے ہواخواہوں کی سپاہ نے آگے
پٹنہراکٹو براہی سبب مہینے کے درمیان کتہ ہی قلعے اور حصار جن میں سے
کئی اچھی درگم اور دیہ درگ راے کو تاندی درگ برآ نامی اور مشہور
تھے اپنے تحت و تصرف میں کر لیا، اسی ایام میں جاسوسوں نے سامان کے
گوش گزاری کیا کہ کونابا تو رکی سرزمین جو انگریزوں کے دغ میں ہی اُسکے ٹھکان
سپاہی تھوڑے سے مہینے میں سلطان نے اسے قابو کے وقت کو غنیمت
جان کر اُسکے مستخر کرنے کے لئے ایک فوج تعینات کی، پھر میر فرالدین خان سپہسالار

کے ہر اتری ملک بھیجی جس کے سبب سے وہ تلخہ بھی سر ہو گیا اور لفظ نسط
 کالہ س اپنے ایک ہزار سپاہی ممیت اسیر ہو آیا، سلطان اس کے کچھ دنوں
 بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بد نور سے آتی تھی اس کے مقابلے کے ارادے اس
 طرف روانہ ہوا، وہاں سلطان کے پہنچنے ہی مرہے کی فوج میں جو پرسرام بھاو
 کی اہتمام سے چینل درگ کا قلعہ گھیرے پری تھی ہل چل پڑ گئی، لیکن سلطان
 اپنے کام کو انجام کر سریرنگپس کا عازم ہوا اب لارڈ کارنوالس جسے کرناٹک
 اور حیدر آباد کے درمیان آنے جانے کی راہ بندگی تھی اس بات پر مستعد
 ہوا کہ بنگلور اور سریرنگپس کے بیچ میں جو قلعہ ہمیں انہیں لے لے جنہیں سے
 ساوند رگ اور اتری درگ لینے دو توں برے بھاری اور مشہور حصار ہمیں،
 بلکہ ساوند رگ تو جمہور خلائق کے گمان کے موافق ان حصین و منین قلعوں میں
 محسوب ہی جنکے سر کرنے میں برے برے اولو العزمون کے بھی ہاتھ پانوں کا پتہ
 ہمیں، ہوا اس کے گرد و نواح کی اس درجے ردی کہ اکثر طبیعتوں کو نا موافق
 پرتی ہی اور اس لیے اسے مرت گری یا موت کا پھاڑ کہتے ہیں سلطان اس گڑھ کی
 استواری اور اعلیٰ ہو اکی رداست پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گویندے اس کے
 پاس خبر لائے کہ انگریزوں نے اس کے مستخر کرنے کا قصد کیا ہی تب وہ نہایت
 خوش ہو کر فرمائے لگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ انکی آدھی فوج تو غازیوں کی تلوار
 آہ آہ سے زہرا بہ مرگ چکھیگی اور بقیۃ السیف ابکھی بادِ محمود کے جھونکے
 میں برباد ہوا جائیگی، القصد سنہ ۱۷۹۱ کی دسویں دسمبر میں لارڈ کارنوالس
 نے اس قلب حصار پر چڑھائی اور اس کا محاصرہ کر کے گیارہ دن کے عرصے میں
 اسے مستخر کر چوسدین کو اتری درگ بھی سر کر لیا، افواج سلطانی کے لوگ
 اسے رعب میں آگئے تھے کہ فرنگستانوں کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ نکلتے،

و م ترہد و غیرہ۔ جی سے رنج و مقابہ انہر بزوں کے : تاخ آید بمانہ در و بست و
سرزمین سنگلاخ جو وہیں مانگو و اور کاویری ندی کے ہی انکے فحشے میں آکر
نظم غلیظ کی سیہ نے آگٹ مہینے سے نو ذریعہ کریم آئے کو محضہ کر کے
نیچے کی کترہی کے ہی : تب اس کترہی کی محظت و نگہانی کو مویدہ : تد و لہ عرف
حافظ جی : بابیون کی ایک برہی جمعیت کے ساتھ وہاں رہا اور باقی سیہ : حکا
نواب سکندر جاہر سر لشکر تھا وسط و سنہ میں کو لار کی طرف کوچ کر ہی
نہی مابین میں : سسی مہینے کی : کیسویں کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ مار
مبار کی جمعیت سمیت : تہہ بدھر وادہ ہو کر ناگمان سر پیتہ پر قوت کر غلیو کی
بالکل جماعت کو جو وہاں کی یا سبانی میں مشغول تھی اسیر کر یہ قلعے کے
پاسبانوں کو تازی ملک سے قوی دل کیا اور بہت سے سرداروں کو انکے اہل
و عیال ساتھ قلعے سے نکال بھیر و عافیت سر برگہتن کی طرف مراجعت کی : چون
مہینے میں جب مرہٹوں کی فوج پر سرام بھاؤ کی : ہتھام نے جیتس درگ میں آہنچ
تو اس سردار نے اس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھ کر بہر معلوم کیا کہ
نہ بھر کر اسکا سر کرنا دائرہ امکان سے خارج ہی اسبواسطے چاہا کہ رشوت دیکر
کو تو ال کو ملائے تا اس وسیلے سے قلعہ قبا سے لیکن جب یہ بھی نہوسکا : تب وہ
چندے اس نواح میں رہکر اس سرزمین کو خراب و تباہ کرنا : آخرالہ اس
سرحد کے پچھم طرف اُس نے آکر انگریزی لشکر کی یشتی سے بولی : نور اور کسی
اور قلعوں کو مستخر کر فتح پائی : چونکہ سلطانی ممالک محروسہ میں فقط کترے اور
بد نور کی سرزمین افواج متفقہ کی تاخت تاراج سے بچ رہی تھی سلطان انجین
محالوں سے حسب احتیاج غلہ مانگوایا کرنا لیکن چونکہ مرہٹے کے لٹیروں کا بھی خوف
لگا ہی رہتا تھا کہ مبادا وہے تذب بھدرا ندی بار ہو کر ان مکانون پر ظلم و ستم کا : تاخ

دور کر رہے تھے سلطان ہشیاری ویش بندہ کی راہ سے وہاں کی خبر داری
 و حفاظت کے واسطے نواب علی رضا خان کے ہمراہ ایک بھاری جماعت
 سپہ مصیحا، بہر سردار تنب ندی کے پیچھم کنارے کے پاس جا کر سموکا
 نام حصار اپنے چند اول میں رکھ کر آگے بڑھا، مرہٹوں کا لشکر سنہ ۱۷۹۱ء کی چھیسویں
 اور چھبیسویں دسمبر کو آگے پیچھے بھدرا اور تنب ندی جو دونوں اُن دونوں
 مابینا ب تھیں بنا ہوا، تب انگریزی پٹن اُسکی مدد کو پہنچ کر میسور کی فوج ہر دو ر
 بری اور بری تگدو کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیت سمیت
 کلیہ رٹ کے قلعے میں جو بد نور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہ اپنے
 ہاتھیوں اور غرائے کو اس کے پہلے ہی وہاں بھیج چکا تھا، آکر پناہ لی، ایک سو
 دسمبر کو جب حریف نے سموکا میں فوج کے لیے مورچہ طیار کیا تو قلعہ
 جاردن کے محاصرے کے بعد، اُس پر چھوڑ دیا، پر سرام بخاؤ دوسرے برس
 نے جنوری مہینے تک منہ اپنی فوج سموکا کی نواح میں رہا، بعد اس کے بد نور کے
 حصار میں آئے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے مکانات پر حملہ کر نیکو حکم دیا لیکن جب
 برسن کہ سلطان کے نامور سپہ سالاروں میں سے قمر الدین خان بہادر لشکر جہاں ہمارا لئے بد نور
 کی پشتی و حمایت کے واسطے آتا ہی تب اُس قصد سے باز آکر پہاڑ کا ر دکار نوالس سے
 وعدہ کیے موافق جاملے اور محاصرہ کرنے میں دارالملک سلطان کے اُسکا مددگار ہو، چند
 پر سرام اسی نیت پر وہاں سے جانا، جب نواب علی رضا خان کے شکست
 لہنے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُس نے ترنت قمر الدین خان کو بد نور کی پشتی کے
 واسطے جانے کا حکم دیا اور اس بات میں قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹوں کے تعاقب کا ارادہ
 نہ کرنا بلکہ اُن شریر شورشوں کو غازیوں کے حملوں سے ہٹا کر اپنے فوج کیتین
 غلوں کے جمع کرنے میں مصروف رکھنا اور جب اُنکے بھیجنے کی فرصت ہاتھ لگے

توسہ برنگپتھن کی طرف روانہ کرنا، انہیں دونوں میں سلطان نے یک فوج اپنے غارتگر سواروں کی کرنا تاکہ ان کی جانب اُس کے ناخستہ تاراج کرنے کے لیے روانہ کی، اسے غرض سلطان کی بددلی کہ انگریزی افواج جو اُس کے قدم و سر ترہ آئی ہیں، بعضی ان میں سے ضرور اپنی سہل کی خبر داری کو بہتر مانگی، اور اس نذر میں اعدا کا زور البتہ گہست جا پڑا، القصد سلطان نے غارتگریوں کے موافق حکم والے اُس مقام پر جہان سے مدد اس کچھ کم تین میل تلخ پہنچ کر مدد عاید کو قتل کیا اور کئی گانوں میں آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھ کر کہ اس طرح کا ناخستہ تاراج کچھ فائدہ بخشے گا، نولار دکار نو اس سے صلح کی خواہش اور اپنی بھیجنے کی پریشی کی، جس پر اُس نے اگلی عہد شکنی کی ناخوشیوں کے سبب سے اُسی وقت سلطان کے ابلیسی کی معرفت کہلا بھیجا کہ بدو ن اُس کے کہ سلطان کو مذہب تو رکھتے تو ماسیرون کو چھوڑ دے مصالح کے باب میں ایک بھی نامہ و پیام منظور نہ ہو سکا، بعد اُس کے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازم اور ہر رقم کا اناج موجود کر چکا تو پراسرام بھاؤ کی انتظار کرنے کو اپنے فائدہ سمجھ کر فبروری کے سنہ ۱۷۹۲ میں نظام علی خان اور ہری رام پندت کے لشکر کے ہمراہ اوتری درگ سے آگے ترہ اور ادھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ پات چھانے کی تدبیر و تردید میں تھے، لیکن جب اُنھوں نے راہ کے گانوں میں آگ لگا اُن کے جانوروں اور رہنے والوں کو نکال باہر کیا، پانچویں کو افواج متقدمہ سربرنگپتھن کے سوا دین آہنچین اور کاوہری ندی کے پاس اُتریں، ادھر سلطان بھی اپنے لشکر کو ایک محکم جگہ میں جمع کر صف آزمائی کر چکا تھا، اس زمانہ میں سلطان کے ساتھ پنیٹا بیس ہزار مدد اور بیس ہزار سوار کی جمعیت اور سوزب توپ کی بھی، لار دکار نو اس چھٹی تاریخ کی رات کو نو بجے چھ ہزار سات سہی انگریزی پیدل سیمینٹ

لے توپ، سلطان پرے کے سامنے آہر ا طرفین سے بری لڑائی واقع ہوئی و
ساتوین کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار ہٹا کیا کہ کسی طرح مذی کے
اثر کی انگ ہنچ آجائے جسے وہ انگ یزون کو تاپو سے نکال باہر کرے،
لیکن کچھ مفید نہوا، اور اس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب میں آ گئے تھے
غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھی جو
سلطان کی خدمت میں تھی جنگ کی بد انجامی سوچ کے لار د کار نوالس سے جاملی،
جزیرہ سریرنگپتن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شانہ بوستان ہی
نہایت پر فضا اور دلکش اس باغ میں کئی ترے ترے بالا خانے و بارادریان اور
فرح افرا نشین بنے ہوئے ہیں جو انگ یزون کے قصبے میں آ گئے تھے لار د مروج نے
ضرورت جان کر اس باغ کے درختوں کے کات ڈالنے اور وہاں مورچے بنانے کے
واسطے حکم دیا اور وہ قصر و عمارت شاہی مریضوں اور مجروحوں کے بیمارستان بنائے گئے،

بیت

آری چہ عجب داری کا نہ رحمن گیتی

چغداست پی بلبل نوحہ است پی الحان

سلطان کا غنچہ خاطر بہ انقلاب زمانے کا دیکھ کر کہ جس باغ و بستان دلچسپ می
طیاری میں لگتا وہی خرچ ہوئے تھے، اب وہی موافق اس شعر فارسی کے

بیت

جانیکہ بود آن دستان بادستان در بوستان

شد زاغ و کرگس را مکان شد گرگ و روبہ را وطن

اساویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہ خزان اور خار ہی رہ گیا،
نہایت پڑ مردہ ہوا، تب حسب الحکم والا اس باغ اور مکانات پر جو بالفعل غنیم

کے تحت و تصرف میں تھے قلعے سے متواتر توپوں کے گولے مارے گئے ، اگر تہ
 انہیں سے بعضے گولے انگرہ بڑی شکر گاہ میں جو سامنے مذہبی کے کنارے پہنچے
 لیکن اسے کچھ اُسکے دور دکا در مان نہوا ، اب جو سلطان نے جو ناموں کے دیکھ
 کہ معنوں خرد کوئی نقش مراد کا اُسکی لوح خاطر پر نہیں کھینچتا تو پھر ہر قسم کے بار دیگر نامہ
 پیام سے صالح کا طالب ہو چنانچہ اس کام کے انجام دینے کے واسطے لفظ طوطا کلمہ
 اور ناش کو جو کوئی نہا تو رکھی ترانی میں سلطان کے ہاتھوں اسیر ہونے سے حضور میں
 غلبہ کر کے یوں ارشاد کیا کہ اب میں اس فکر میں ہوں کہ جلد تمہیں قید سے مخصوص بخشہ
 صورت اُسکی بہرہی کر مجھے چونکہ بہت دنوں سے خواہش مصالحت کی ہی میں نے
 صالح کے باب میں جو نامہ لار دکار نوالس کے نام کا لکھا ہی اُسکا تمہیں کو نامہ بنا ہوں
 اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاؤ ، اتنا کہنے کے بعد ، وہ نامہ لفظ طوطا کلمہ کے
 حوالے کر دو شال اور پانسی ہوں اُسکو دینا اور پیچھے سے اُسکے لواحق
 و اسباب کے پیچھے کا اُسے وعدہ کیا ، بعد اُسکے ختم ہو کر اُسے اُسکے
 رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگرہ بڑوں کی شکر گاہ میں پہنچا دیں
 چنانچہ وہ دوسرے دن انگرہ بڑ کی شکر میں جا پہنچے ، سوہو میں فبروری کو
 ہنسکی کی پلٹن جکا جنریاں ابر کر نبی سرخند تھا لار دکار نوالس سے آئی ، اس فوج میں
 دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے ، اتحاد ہو میں رات کو قلعے کے
 اُتر رخ مورچہ طیار ہوا ، تب اُنہیں تاریخ جنریاں ابر کر نبی سے اپنی فوج کا دہری
 مذہبی پار ہو کر دکھن پورب کی طرف اُتر پرا ، اس ترانی میں سلطان بذات خاص
 مدافعت کے لئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا ، آخر بری ٹڈپو
 کے بعد مرہنگپٹن کو چٹا گیا ، بانیس وین کو اُن مکانوں پر جنہیں جنریاں مذکور نے
 لے لیا تھا میسور کی سپاہ نے برے زور شور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فائدہ نہوا ،

سہی عرب کے زمانے میں نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہونا تھا، آخر الامر اسی مہینے کی جو دھوین تاریخ و کلامے سلطان اور سرداران ہمدستان کے وکیلوں نے اُس دیرے میں جو خاص کر طرفین کے ایلیچون کے مجتمع ہونے کے لئے کھرا کیا گیا تھا آکر آپس میں ملاقات کی، ہر طرح کا سوال جواب باہم درمیان آیا، لیکن کوئی بات فیصل نہ ہوئی اور رفع شر کی کوئی صورت نہ تھری تب مورجہ بنانے کے اسباب کی طیاری کی گئی، انگریزوں کی مدد کو ہر مرام بھاؤ کے آنے کی خبر بھی کرم تھی، سلطان بقضائے ضرورت لارڈ موصوف کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمعہ سرداروں کے حوالے کرنے اور بارہ مہینے کے عرصے میں نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ انھیں دینے اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیروں کے چھوڑ دینے اور اپنے دو فرزند دلبند کو اس لئے کہ ان شرطوں کے ایضا و اتمام پر اعتماد رہے، اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہو اچنانچہ چھ بیسویں کو بنے دونوں شاہزادے برے توڑک و تھمٹل کے ساتھ انگریزی لشکر گاہ میں پہنچے، لارڈ کارنوالس نے کتنے منصبداروں مصیبت اپنے دیرے کے دروازے پر شہزادوں کو استقبال اور معاف کر کے نہایت خاطر داری اور گرم جوشی سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اٹائے کلام میں سلطان کے وکیل اور شاہزادوں کی نسی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبوں کی خدمت و دل داری جیسی کہ چاہئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عمل میں آئیگی تب دونوں شہزادوں کو ایک ایک میٹ فیمتی سنہری گھڑی اپنی محبت کی نشانی دی، بعد اُسکے عطر بان کی تواضع کر گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے ہاتھی تک ہمراہ آکے بغل گیر ہونے کے بعد، انھیں رخصت کیا، شاہزادے اُسی مدارات و قطعیم

کے ساتھ جیسی اور صاحب کے خیمے میں گئے داخل ہونے کے وقت وقوع میں
آئی تھی اپنے خیمے میں آ پہنچے دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادوں
کے خیمے میں انکی ملاقات کو کیا تو دھڑکے بھی اُسکی تعظیم و تکریم کی سبب
بجائے کہیں اور رخصت کے وقت جو اہر نگار قشعرے کی دوزخ میں تھے وہاں بقی
یہ کش گورنر صاحب کو دی کہیں لارڈ صاحب نے جو شاہزادوں کے ساتھ
ایسے حسن سلوک کی رعایتیں کیں یہ بات سلطان اور اُسکے محل سے انکی
بیموں کی خوشی کا باعث ہوئی، اب عہد نامے پر سلطان نے اپنی مہر و دستخط
کی، مارچ مہینے کی نوین کو دونوں شاہزادے بری حشد و شوکت کے ساتھ
لارڈ صاحب کے خیمے میں وہ عہد نامہ کامل مہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے، لارڈ
موصوف کمال تو قیر و تکریم سے استنبال کر لے آیا، جب طرفین سے ملاقات کی رسومات
عرفی ادا ہو چکیں تو شاہزادہ عبدالخالق نے تین قطعہ عہد نامہ کامل لارڈ صاحب کے
ہاتھ میں دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے کر بڑے تعظیم و
تکریم سے دست بردار ہوئے بعد اُسکے شاہزادے وہاں سے رخصت ہو اپنے
خیمے کو بھر آئے، صحیح روایت سے یہ بات ثبت ہوئی ہی کہ جب مرید گہشت سے
سردار ان ہمہ انہ اپنے اپنے دار الحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اس
صلح منلو بانہ کے تقرر سے اسقدر رنج و ملال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کہتے دنوں تک
ایک محل میں سب سے الگ ہو کر خلوت نشین رہا آخر اُسکے اس گوشہ
تنہائی سے باہر نکالنے کے لئے محمدا کی بیگم نے یہاں تک گریہ و نالہ کیا کہ اُسے
بناچار انکی بیزار ہی و اصرار پر رحم کر کے ملازمان بارگاہِ سلطانی خصوصاً صابر صادق
اور پوریا کو حضور میں طلب فرما ان سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور خزانہ
عامہ کی سموری کے باب میں مشورہ کیا، ان صلاح کاروں نے اپنے آقا کی

اعانت کو لازم خان کر یہ بات تھہرائی کہ رعایا سے اس قدر روپیہ سلطانی خزانے میں داخل کیئے جائیں جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گئے تا اس قدرے کا جبر نقصان ہو جائے، سلطان نے مصالحے کے اُن تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ میں سے اپنی ہمت و جوانمردی کے سبب تیس لاکھ کو وضع کر کے یہ حکم دیا کہ باقی تین کروڑ کو بطور اضافہ رعایا کے مقدمہ کے موافق غراج معمولی برائے نسبت سے تقسیم کیا جائے کہ کسی بر جبر و ہستم نہ ہو، کہ یہ زر اضافہ رعیتوں سے سہولت و راستی لیا جاتا تو اُن بیچاروں کے حق میں جہاں ان بار نہوتا ہوا فسوس یہ بھی کہ عالموں اور تحصیلداروں نے اس حکم کو اپنے ظلم و تحکم کا وسیعہ پا کر اطراف کے صوبوں کو بھی رشوت دے دے اس جور و ستم میں اپنے ساتھ ملا لیا، تب تو رعایا سے اُن سیکڑا ظالموں نے تین کروڑ کی جگہ دس کروڑ وصول کیا، اور طرفہ تر یہ کہ سلطان تک اُن مظلوموں کی داد و فریاد نہیں پہنچتی تھی آخر کو سلطان نے تخت حکمرانی پر پھر جاوس فرمانے کے بعد، باج و خراج کا نیا دفتر طیار کر دیا اور بعد تصرف اضافے کے یہی فوج نگاہہ اشت کرنے لگا، ہر چند لوگ عرض کرتے تھے کہ ان دنوں اس قدر فوج کا برہانا مناسب نہیں ہے پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب میں یہ فرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواج مقررہ سے کم ہو، باد صفت اسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعوں اور گڑھیوں کی دیوار و حصار کو جن کی نگہبانی و پستی میں اُنکے قلعہ داروں اور محفظوں نے اعدا کی تاخت و حملے کے زمانے میں قرار واقعی کوشش نہیں کی تھی دھاگرائیں اور قلعہ بنگلور چون انگریزی ہستون کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اس لئے اُسکے باب میں تو سلطان ایسا برہم ہو رہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنانے میں

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھوں روپے صرف کیا تھا، مرنے سے
 لکھو د خاک سیاہ کر ڈالیں، اُنکے دنوں جب عرب و بیکار گزشتہ ۱۰ مہینے
 نہیں ہوئے تھے سلطان نے تیمور شاہ، سر احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جو
 حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل
 اُسکے بیٹے زمان شاہ کے پاس جو اس وقت بہت ہی کی غلامی میں تھے
 کہ مقتضای دین و اسلام کا یہ ہی کہ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کی
 اعانت اور ممکنات دہلی کے مسخر کرنے کو فوج کشی کریں، اور سب
 کاروانیشوا اور دولت رام سیدھیا اور نظام علی خان لہی سب کا روای
 میں بھی ہنگامہ و خوف برپا کرنے اور فوری و خلیہ کے لیے اس اطمینان
 و ہمدانستی میں جسے اُنھوں نے انگریزوں کے ساتھ کی تھی جیسے کہے اور
 نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزوں کا قدیمی دوست اور برادر
 غیر خواہ تھا، سلطان دانش بنائے گا و ست کرنے میں قندور نہیں کیا تھا سلطان
 جب گزشتہ عہد و بیمان کی شرطوں کو نرم پورا کر چکا تھا اُسکے دنوں نو نھالان
 سلطنت مدد اس سے پروا کی مراجعت کی پانچویں دفعہ کی اہتمام میں ایک
 جمعیت معقول کے ہر اہل سنہ ۱۷۹۲ کی اتھاب و بین مارچ کو اپنے پیر عالی مقدار
 کے شکر میں دیو نہلی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور
 نے سلطان کے حضور میں آکر شاہزادوں کو پہنچا دیا سلطان برے الطاف و
 اشفاق کے ساتھ میجر سے پیش آیا، اُس نے ابریل کی چھتھی تک سلطان
 کے شکر میں رہ کر کئی بار مجرا حاصل کیا، اور ہر مرتبے اُسے انگریزوں کا ذکر خیر
 سنا، انگریزوں کی طرف سے ہونان میں جو زید لٹ تھا اُسے گو رنر حشریل کو اس
 امر کی کہ اندون سلطان اور مرہٹوں میں خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلح و آشتی

کے عہد و بیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ۱۷۹۶ تک کوئی ایسا سردار
 و صوبہ دار نہیں دیکھا گیا ایران کیا ہندوستان کیا دکھن کیا کوہستان نیپال میں
 نہ تھا جس کے پاس سلطان کا نام یا ایلیچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا گیا کہ دے
 سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریزوں کو طلب کو ہندوستان سے نکالنے
 میں کوشش کریں، بہر کیف ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اندونون سلطان کا اختر طالع
 اوج سعادت پر تھا جو انگریزوں کے ہوا خواہوں کی سرکاروں میں باہم نزاع اور
 خرخشے واقع ہوئے، جسے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے، تفصیل
 آسکتی یہ ہی کہ در سنہ ۱۷۹۲ جب رام پور میں رہیلے پتھانوں کا سردار فیض اللہ
 خان مرگیا اور اُس کا برائیتا مسند حکومت پر بیٹھا، جب یہ سردار زادہ اُس کے
 جھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسوں کے ہاتھوں مقتول اور غلام محمد خان
 مسند ریاست پر مستقل ہوا، تب انگریزوں نے اُس مقتول کے لڑکے کی
 کمک کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی میں شکست دینے کے بعد، گرفتار کرکے کلکتہ
 روانہ کیا، بہرہمان و دحج کرنے کے بہانے لگے جانے کے لیے انگریزوں سے رخصت
 لیکر جہاز برسوار ہوا، اور قضا کار یا باختیار کسی بندہ میں جو طیبو سلطان کے عمل
 میں تھا مکہ سمجھ جہاز سے اُتر پڑا، پھر وہاں سے جلد سلطان کے ایلیچوں کے
 ہمراہ کابل کو روانہ ہوا، اب وہاں اُس نے پہنچ کر انگریزوں کی بیخ کنی کے
 درپے ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اس بات پر تحریر کیا کہ آپ ہندوستان
 کے تاخت نارا ج کرنے کے لیے لشکر کشی کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ
 دلی میں آپ کے پہنچنے جتنے رہیلے پتھان ہیں سب کے سب آپ کے ہدم
 و ہمندم ہو جائیں گے اور یونان میں پیشوا کے ارکان دولت، جو دولت
 رام سینہ ہیا کی بری بری فتحون اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ کر شک

کی آگ سے جل بھن رہے تھے اُسے طالب خراج ہونے جبر یہ سرور اور
 اپنا ہی مبلغ خطیر زور و حب زمانہ گذشتہ اُس سرکار کے ذمے بنا دیا تاکہ
 ایک لشکر بزرگ ہر ادا لے بیت واکے دار النعمان کی طرف اس قصد مرکبہ توار
 کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا اس طرح بیت واکے
 امیرن میں سے بھی ایک قوی عربیہ جو اپنے اس ریاست کی جمعیت میں
 یحوتہ دالی اور اسی وقت سے پہلے والے ارکان دولت میں حاکم
 و نزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست میں اختلاف آیا خیر بونان کا نو لاندون بہر حال
 تھا اب ریاست حیدر آباد کی رو دو دہائیوں کے اس ایام میں جون صبح جوانی نواب
 نظام علی خان کی شام پیری سے مبتلا ہو چکی تھی اور اقام طرح کے رچ و
 بیماریاں اُسپر ستولی ہوئی تھیں اُسکے فرزند کہ ثروت و حشمت کے
 آرزو مند اور سند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و
 کمک کے جو یار تھے سلطان نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر حنفیہ امیر ۱۰۰۰
 فریدون جاہ کی طرف اسی اختیار کر سید غفار سیسار کو کہوہ شکر کے ساتھ
 اپنے باجگزار صوبوں سے تحفیں خراج کے بہانے سے اس طرف روانہ کیا اور
 خلوت میں اس مردار کو حسن و قبح اس امر کا بخوبی سمجھا دیا تا وہ اس بات میں
 کمال ہو شیاہی سے جو کچھ مصلحت جانے بہا تاخیر بجالے ادھر انگریز لوگ اپنے
 سب احوال دیکھ سن شدت سے ہر گمان اور عربی ساز و براق کی پتاری
 میں سرگرم ہونے لگے ۱۷۹۷ کے اوائل میں شکر بٹھا فون کا جن کا زمانہ شاہ
 سپہ سالار تھا ایک ندھی پار ہو دلی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک
 شاہیوں کے مقابلے اور مقامی کے سبب نامراد ہر گیا گمان غالب ہی کہ زمانہ شاہ
 کا بہر قصد کرنا سلطان کے اسد عا سے عمل میں آیا تھا بہر تقدیر ظہور نے اس

واقعے کے اب انگریزوں کے دلوں پر خوف و بیم مستولی کیا کہ ان لوگوں نے
 آستکار ایک بری جمعیت سپاہیوں کی مہدی گھات میں گنگا کے پچھم کنارے
 برائے مدافعے کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اندون اُسکی فوجوں کی
 حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت نہیں کھلا
 تھا یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ سلطان یہ ارادہ رکھتا تھا کہ اسے قابو کو جو اُسے ملا تھا
 ہاتھ سے نہ لے اور کرنا تک پہنچا کرے اس لیے مدد اس کی پشتوں پر حکم
 بھیج گیا کہ جلد جنگ و پیکار کے لیے مستعد ہو جائیں ہندستان سے زمان شاہ
 کی فوجوں کا پھر جانا اور فریدون شاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و بندش کا
 فاش ہونا قبل اُسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور میں آئے، اور خائف ہونا اُسکا
 انگریزی پشتوں کا طور دیکھ کر جو حرب و پیکار پر طیار ہو رہی تھیں اسے سب اسباب
 ساءان کو انگریزوں سے آغاز جنگ کرنے میں مانع آئے تھے، کئی مہینے پیشتر
 سلطان نے خفیہ اپنے سفیروں کو جزیرہ مارٹیس میں قوم فرانسیس کے
 یاس سر نو بنیاد اتحاد کے محکم کرنے کے لیے بھیج کر دس ہزار جوان فرنگی
 اور دس ہزار حبشی سپاہیوں کی کمک اُن سے طلب کی تھی، اس راز
 کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسوں کے مدد بھیجنے کے باعث پھر
 اُس نے انگریزوں سے انتقام کشی لازم جانا نہ ۱۷۹۸ کے جون مہینے میں
 ہندستان کے گورنر جنرل کو جزیرہ مارٹیس میں تین سو سلطان کے سفیروں
 کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی، جب تو انگریزی ریاست کے
 کونسل سے جنگی فوج کے اکتھا کرنے کے لیے حکم ہوا، ہندستان کے گورنر
 نے جو احتیاط اس مہم میں مضبوط بنادھا تھا، یہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے متعلق
 نہیں بلکہ ایسی کوشش عمل میں آئی تھی کہ سلطان کے بالکل یار و انصار اور

فرانسس لوگ جو سرکار حیدر آباد میں تھے ایک قلم سناصل کیلئے جاہلین اور نواب
نظم علی خان کو اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ انگریزوں کے سب دشمنوں کے
توڑنے اور شکست دینے میں اُنکے ساتھ شریک و معاون رہے اور جون کی
ریاست میں جو بہم پھوت واقع ہوئی تھی اس فرخشے کے متلے کا یہی
بند و بست ہو چکا تھا، پر اس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس میں بدگمانی
و لافاق رکھتے تھے اور بعض انہیں سے سلطان کے خیر خواہ بھی تھے، بہت واکو
اس مقدمے میں قدم رکھنے کی طاقت تھی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے
پہنے قول قرار کو انگریزوں سے بنا ہے۔ اس قراری میں اُنکے متفق ہو رہے تھے کہ نہ
جنریل اس طور پر دشمن شکنی کا سامان آوے کہ حکمتاً و عرفاً اسکے اس مہم پر
چون برے خرچ کا سامنا نہ پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوئے تھا،
آخر یہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ لکھو۔ تاہم فیہ بین کہی اس
جنگ و پرخاش کو معقول طور پر فیصلہ اور شد و فادے دست بردار ہو کہ سر نو
حدید و معقول شرطوں کے موافق بنید آشتی کی قیہ کرے، چنانچہ اُسے یہی
نیت سے کہی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ و جدل کا مطلق انہیں
ذکر کیا بلکہ بے اس کے کہ لو اس امر کی پائی جائے صاف صاف عبارت اور یہی
انداز سے لکھ کر سلطان کی اطلاع کے لئے اتنے ہی ہر اکٹھا کیا کہ قوم فرانسس کے
ساتھ آپ کے نام و پیام کا سن و عن حال واضح ہو اب انہیں یہی کہ میجر
دفطن ہمسند سرداروں کی جانب سے بارگاہ سلطانی میں بھیجا جائے، مقدمات
متنازع فیہا کا بخوبی تفصیل عمل میں آئے و لیکن سلطان کے نامے جو ان مکتوبوں کے
جواب میں بھیجے گئے یک قلم بہانے اور بناوت پر مشتمل تھے اور میجر کو ر
کے آئے کا مطلق ابا کیا تھا اس اثنا میں گو نہ جنریل کو خبر ہو بھی کہ فرانسس کی

فوج نے مصر کے ملکوں کی سمت کوچ کیا اور موشر ڈوبک فرانسیسی ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور اینجی گری کے طریقہ کار میں جہاز برسوار ہوا، ان خبروں کے سنے سے فیروزی مہینے سنہ ۱۷۹۹ میں حکم ہوا کہ انگریزی پٹنیں اور دوسرے ہمسہمد سرداروں کی فوجیں سلطانی مملکت پر عرصہائی کرنے کے لیے مستعد ہو جائیں اور اس امر میں تاخیر کو ناجائز جانیں، اسی بیچ میں گورنر جنریل کو سلطان کا ایک مکتوب اس مضمون کا پہنچا کہ چون ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندون میں نے اسی ارادے پر شہ سے باہر ڈیرا کیا ہے، لازم کہ میجر دفن کو مختصر ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جائے، فیروزی کی گیارہویں کو جنریل اس کی سرکردگی میں دیوار سے ایک فوج کوچ کر احتیاب وین کو مقام کارینگالہ میں نظام علی خان کے شکر سے جو چھ ہزار سپاہی تھے آملی، مارچ کی چوتھی تاریخ میں فوجیں متصل دیا کاتا کے میسور کی مرحہ میں آترین بہان سے ایک مکتوب گورنر جنریل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اس مضمون کا کہ نامہ آپ کا پہنچا، اور باقی مشورہ احوال جنریل اس کی معرفت آپ کے خدمت میں روشن ہو جائیگا، ہانچوین کو قلعہ بند رکھ اور انچیتی مسخر کرنے کے لیے مقدمہ جنگ و پیکار کا قلم ہوا، نوین تاریخ افواج متفقہ حسین سینتیس ہزار جوان جنگجو تھے کلامنکالہ کی نواح میں اکٹھی ہوئیں بنہی کی فوج قریب سات ہزار ساہیون کے قبل اسکے ساحل ملیبار سے کوچ کر کے کوڑگ کے راجا کی سرزمین میں پہنچ سیداپور اور سیداسیر کی راہ میں آتری تھی، جب سلطان کے اعدا اس کثرت سے پہنچے، ان کے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیت نہایت کم تھی، سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد و نواح میں دشمنوں کی گھیر آنے کی

خبر سن کر اپنے لشکر کے برے جمعیت سے کوچ کر مقام ماہ دور میں ملگوار جانے لگی مشاہیر کے نزدیک خبر کیا اور بہان سے اپنے سواروں کے کتے غول کو جا بجا جیسو کہ اُن سرحدوں کے اجازت دے اور دست سرن کے رہنے میں حقد ر علوفہ و اذوقہ میں اُسکے بنادینے میں سعی کریں۔ اس مقام میں جاسوس خبر دے کہ بنہی کہ فوج، ممکنات محروم ہو رہی ہے۔ اس کے متصل دہنچی اور کئی قولی ہو کر سید اسیر سید یور ہمو پینت میں اُتری ہی تھیں سلطان و لاشاں نے مارچ کی تیسری کو ماہ دور سے کوچ کر کے بارہا جنگ اپنی فوجوں کی کہ ماہ ہزار جون ہزار تھے پرانہ ہرگز ایک جنگ کی طرف نہ دے لے آگے کا قصد کیا، اور انگریزی نین پستان کے ہراول کو جس کا نڈھٹا کر پس مانظر بار سر غنہ تھا و رمار کھیر لیا، ہر چند اُن لوگوں نے برے اسد مال و جوانردی سے اپنے بچاؤ کی نہ بیرین کی تھیں، وجود اس کے ایک سب ظہور مارے جاتے اگر جنریل اس عوارط فوج عظیم لیکر کئی بستی و مدد کو لے دہنچتہ آخر افواج سلطانی برہمی کشش و کوشش کے کھٹت بھٹت آدھکی، مالدان سے بعد اس شکست کے پر یانہ تم کئی طرف مراجعت کی، اور وہاں پہنچ کر مارچ مہینے کی گیا دھوین تک دیر اگر سریر نگہن کا عزم کیا پھر بہان سے بھی اپنے لشکر یوں کو چار دن آمابش و آرام کی فرصت دیکر اُس فوج کے مقابلے کے ارادے کا جنریل اس سر لشکر تھا کوچ کیا، دسویں مارچ کو افواج متقدمہ نے مقام ملائنگالہ سے کوچ اور چودھویں کو ملگوار کی اطراف میں آکر مقام کیا، اس چار دن کے عرصے میں سلطانی سواروں نے نیت جالائی و جستی سے ہر جنس کے قلعے علوفے کے برباد کرنے اور اُن دہات کے جتانے میں جو اعدا کی فوجوں نے گزرنے کے رستے میں تھے قصور نہ کیا، پندرہویں تاریخ تک افواج متقدمہ

اس مقام میں اُتری ہوئی تھیں اسے سلطانی سواروں کے رسالے دار نے چون
یہ فیماں کیا کہ اس اقامت سے ان فوجوں کے سرداروں کا یہ مطلب
ہی کہ وہ بنگلہ کو اپنے شکر کا ذخیرہ خانہ بنائیں، تب اُس نے اُسکے گرد و
نواح کے کل دہات میں آگ لگا دی سو لہو میں کو جنریل ہارس کا ٹینکسی اور سلطان
پیتا کے رستے سے سریرنگپتن روانہ ہوا تیسویں مارچ کو سلطان کی طرف سے
افواج عرب کے مدافنے کے باب میں بری سستی اور فروگذاشت واقع
ہوئی کہ اُس نے مادورنڈی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منزگاہ جہان سے
دشمنوں کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑ کر مقام مالوالی میں جا
ذیرا کیا، دوسرے دن افواج متفقہ اُسی مقام میں جہان پہلے سلطانی شکر
پر اتھا، اُتری، ستائیسویں کو جنریل ہارس نے مالوالی کی جانب کوچ کیا اور
جہان پہنچ کر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و تفنگ لائے مستعد بجنگ ہی بلکہ
ساتھ ہی اُسکے اُن لوگوں نے گولے اور گولیوں کی شدت مار شروع کر دی،
اعداء بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے میں بھوکے، آخر جنریل ہارس نے
اپنے سپاہیوں کو ذیرے کی طرف پھر جانیکا حکم دیا، اس لڑائی میں
سلطانی تین سپہ سالار اور ایک ہزار جوان کام آئے، اُتیسویں کو
افواج متفقہ کا دیری ندی سے پار ہونے لگی، سلطان اپنے پیادوں کو
تو بچانے سمیت سریرنگپتن جانے کا حکم دے آپ سواروں کی جمعیت
ہمراہ لے ندی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اس قدر قریب جا پہنچا کہ
اُس نے انگریزی ہلٹھوں کے تئیں دیکھ کر اپنے پیادلون کو قلعے کے پورب اور دکھن
النگ کے متصل اُترنے اور اعداء کے مدافنے کے لئے مامور کیا، پانچویں کو
جنریل ہارس کے ساتھ کے سپاہیوں نے سریرنگپتن کے پیچھم طرف کے

سامعینے ایک محکمہ جنگ میں آکر مقام کیا، دو سو سترے دن خسرو نے مکرور نے تری حاکم سے سامعینا کو افواج سلطان کے ایک کروہ کو حاکم بڑی لشکر گاہ کے مقابلے میں لے کر آیا اور بتا کر، مہینوں میں اترے ہوئے تھے، کئی خبر سے بتا کر، سلطان نے وعدہ کے مقام کو جو خوب غور کرنے کے لیے تو معلوم کیا کہ کئی دنوں کے بعد اسے دو سو سترے جو دکھن اور پورب طرف ہوا ہے، کب تک یہاں تک مفید مطالب ہو گئے، اس لیے قلعے کے پیچھے اور مدہ سے دو دن کنارہ برد و مہی کھانسی کھدوائی، مدہ سے کے پیچھے کنارہ کی خلق تو پریشانہم کے میں سے کاو بری کے دکھن کنارے تک ممتہ تھی اور در و بست و سر زمین جسر گزشتہ محلہ سے کے زمانے میں سواران سلطان متصرف تھے اس واسطے کے اندر تھی، چھٹی کو جنریل فنانہ سواروں کے جارہے تھے، سمیت پریشانہم کے رہنے اس ارادے سے بھیجا گیا کہ بنہی کی فوج سے جا ملے، سلطان نے بہر خبر سے ہی جنریل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سواروں کو میر قمر الدین خان کی سپہ سالاری میں روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ کتر تم سے ہو سکے، فوج اکیس دن دونوں جمعیت کو باہم اکٹھی ہونے کا حکم دیا، اب معلوم ہوتا ہے کہ اس مادے میں سپہ سالار مذکور کی کوشش و تدبیر ہرگز اس کے مخدوم کی خواہش و اہتمام کے موافق ظہور میں نہ آئی، کیونکہ خان موصوف اس وقت جنریل کی فوج تک پہنچا جب بنہی کی ہمتیں اسے مل چکی تھیں، اور یہ پہنچنا بھی اس کا مقابلیہ و مدافعی کے قصد سے تھا بلکہ صرف اس فوج کی پچھلی طرف سے پس ماندوں کے قتل کرنے اور بہیر و بیگاد کے لٹھ اسباب لے لینے کی گھات میں راجون کی فوج کو سلطان نے اعدا کے ارادام سے منجیر ہو کر چاہا کہ انگہ بڑی سپہ سالار کے ساتھ خط کتابت کی راہ نکالے اس لیے اس کو ایک نامہ لکھا اس مضمون کا

کہ گوردنر جنریل لارڈ مارگٹن بہادر نے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجنا تھا جسکی
نہیں آپ کے دریافت کرنے کے لئے ملفوف بھیجی جاتی ہی، مجھے اس حال سے
اطلاع دیجیٹا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزوں کے شکر کشی کرنے کا سبب کیا ہی،
حالانکہ میں اپنے قول قرار کی شرطوں پر جیسا کہ چاہئے قائم ہوں، زیادہ کیا لکھا
جائے، جنریل ہارس نے اتنا ہی مختصر جواب لکھا کہ آپ گوردنر جنریل کے
مکتوبوں کو خوب ملاحظہ فرمائیے، اُس میں ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج پائینگا،
گیارہویں کو مورچے اور نئی کھانسی جزیرے کے گرد بگرد طیار ہو چکی اور سلطان
پیدلون کی افواج میں سے کچھ لوگ بھی اُس میں جا رہے، دوسرے دن حسب الحکم
سلطان کے انگریزی شکر پر گولے برسائے گئے لیکن اُسے کچھ فائدہ نہوا،
چودھویں کو بنہنی کی پلٹن جنریل ہارس کی فوجوں سے آملی، سولہویں تاریخ سے
سب کاویری ندی پار ہو کر اُس کے اثر کنارے براہک محکم جاگہ میں آ رہے، سلطان نے
کہ حصہ پر سے انکا آنا دیکھا تھا ترنت اپنی سپاہ کے ایک غول کو ندی پار ہونے
اور اکرام نامے مکانوں میں مورچے بنائے کا حکم کیا، لیکن اُدھر سے جنریل اسطوارط
نے دھواں دیا، انہیں ناکام پھرا دیا، بائیسویں کو جنریل ہارس نے ندی کے
دکھن پیچھے کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہاں ایک ہزار آتھ سسی
سلطانی سپاہی تھے ہٹا کر لے لیا سلطان نے فوج اعدا کی طرف سے ہر دراز دستی
دیکھی تو اس کا بدلا لینے کے واسطے چھ ہزار جری پیدلون کو جبکہ کل
پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے ندی پار ہونے اور رات کے وقت
اندھید — میں جنریں اسطوارط کی فوج پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا اہتمام
اس مہم کا میر غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمے ہوا جو دونوں نامور سر شکر
تھے، ان لوگوں نے بری دلیری و بہادری سے بنہنی کی فوج پر دوا تلامی

لیکن لٹنی کی کئی ساعت میں چھہ یا سات ہزار آدمی قتل کروا جنہیں سٹوارڈ
 کی آمد سن اپنی کل فوج مصیبت باز گشت کی، بیسویں تاریخ سلطان نے ہر
 ایک مکتوب جنہیں ہارس کو لکھ کر صلح کی، استدعا کی، یا بیسویں کو سوار ہارس
 صحنائے کا گیارہ شرطوں پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہ متفق ہوئے تھے
 کہ اگر سلطان ان باتوں کو منظور کرے تو ہمارے بس جن مصالح ہو کہ سلطان
 کے پاس پہنچا، ان شرائط میں تری شہرین یے تھیں کہ سلطان یک قدم
 فرنگستانوں کو جو اُس کے نوکر ہیں اپنے خدمت سے برطرف کرے، فرانسیسیوں
 کے ساتھ کچھ خط کتابت نہ کرے، اپنا آہٹا ملک ہمعہ سرداروں کے حوالہ کرنے
 اور دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرے، اس سے روپر کہ نصف سہ ست نقد
 دے اور نصف چھ مہینے کے عرصے میں ادا کرے، اور بالکل اسیروں کو
 چھوڑ دے، اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی مضہدار کو احتیاطاً عہود مقرر
 کے بخوبی انجام پانے کے لئے یہاں بھیج دے، سلطان کو ان شرطوں — منظور
 کرنے کے ناب میں ایک دن رات کسی فرصت دی گئی تھی، نویں تاریخ حقیقت
 سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف مذہبی کے
 پچھم کنارے کے مورچے کو مقرر اور قلعے کے سر کو بدموں کے
 بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اُس کھائی کی نگہبانی پر سید غفار دہرہ ہزار
 جوانوں سے مامور تھا جنہیں ہارس نے اپنے سپاہیوں کو اُس گروہ پر حملہ کرنے
 کے لئے فرمایا چنانچہ چھ بیسویں کو ان لوگوں نے ہٹا کیا، اگرچہ سلطان کے
 سپاہی بھی اس کرائی میں بری جانفشانی سے خوب ہی لڑے مگر حریف
 حملوں کے مدافعت پر قادر نہ ہوئے، آخر جب دہرہ سی جوان کھیت آئے، تب
 دے وان سے پھر کر مذہبی پارہ ہوئے، اتھائیسویں کو سلطان نے جنہیں ہارس کے

پس ایک نامہ بھیجی اس مضمون کا کہ تمہارا خط بائیسویں تاریخ کا مجھ کو پہنچا،
 معذرت اس کا معلوم ہوا، شرطین جو اس میں مرقوم ہوئی ہیں چون نہایت گرانمایہ
 ہیں اور طبی پانائیکا بغیر وساطت سفیران شیرین بیان کے مشکل، جنریل
 اس نے اس کا جواب یوں لکھا کہ بائیسویں تاریخ کی پیش کی ہوئی باتیں پر
 ضرور شرطین ہیں کہ بن اُنکے سرداران ہمسند کسی طرح صلح برداشتی نہیں ہونگے
 اور اس بات کے جواب کے واسطے فقط کلمہ ہی کا دن ہی کہتے ہیں، جسے تک
 انتظار کی جائیگی، قصہ کوتاہ مے مہینے کے غرے کی رات کو حریف کی جانب
 کے غباروں کے قلعہ شکن گولوں کی مار سے قلعے کی تھوڑی سی دیوار
 تو تگنی اور جب تیسری تاریخ کو ہر کاروں نے حضور والا میں عرص کیا کہ غنیمت
 نے حصار میں حملہ کرنے کے لائق راہ پیدا کیا سیرت ہیان وغیرہ سامان ناخت کا پٹار
 ہوا، اور اُسکے دوسرے دن تمام فوجیں پناہ گاہ کی آرمین آمادہ اور ہلا کر نیکے
 حکم کی منتظر تھیں، سلطان ابتدا سے محاصرہ سے حصار کے متصل ہی رہا کرتا تھا
 تاہم نے اور ناخت کے مقام سے دور تر ہے، ہر دلی اور حمیت کی راہ سے
 بار بار بان پر ٹٹا کہ جب تک دم میں دم ہی قلعے کی حمایت میں کو تاہی نہ کرونگا آخر
 ایک دن تو مرنا ہی ہے،

بیت

دم بمر دی سیزنم تا در تن من جان بود
 جان چہ کار آید اگر در مردیم نقصان بود

مثنوی

تاہم رخ از دستمن تیر جنگ کہ مرگم بہ از زندگانی بہ ننگ
 چور و زے بود دقتہم زین سرا ہمان روز انگارم این روز را

جو تھی تاریخ سلطان نے یہ سمجھ کر طرف کی دیوار کے پاس جا کر اُس کے شگافوں کو
خوب دیکھ کر معلوم کیا کہ اب اُس کی اقامت وہاں پر خطرہ ہی برائے
چہرے پر ذریٰ بھی ترس و بیم کئی نشانی ظاہر نہ ہوئی، بلکہ سید غفار کو کہ ان
سپاہیوں پر مامور تھا جو حصار کے شگاف کے آس پاس متعین تھے کہ ان
استغمال و ختم سے کتنے کام کرنے کا حکم دیا، جب سلطان اپنے دولت سر
پھر تو منجھتوں نے بہر عرض کسی کہ آج ذات عالی پر برا خطرہ ہی، سوائے عاملوں کی
و عا سے استمداد کی جائے اور محتاجوں کی بنوں کو بطور صدقے کے کچھ خیرات
دی جائے تو شاید بہر بلا منفع ہو، بہر صورت سلطان نے انھوں کے کہنے سے
دولت خانے میں داخل ہو کر جو جو صدقہ اور نذرانے لوگوں نے مقرر کیا تھا اُس کے سرانجام
کے باب میں تاکید حکم دیا اور منجھتوں کو بہت سنا انعام دیکر سر فرما دیا، نواب
خاندان حیدر علی خان منجھتوں کے قول کا بہت مستند تھا، اور بغیر انہی اہل
کوئی کام شروع نہ کیا، اسی باعث انھیں بری آسائش و آرام سے رہتا
تھا لیکن سلطان دین بناد کا عقیدہ اس خصوص میں برعکس عقیدے نواب مغفور
کے تھا اور یہی ایک بار اس جنگ کے زمانے میں ایسا اتفاق ہوا والا کہ بھی ہم نے
نہیں سنا کہ اُسے برہمنوں سے کچھ پوچھنا چھ کی ہو، دوپہر کے وقت سلطان
محل سے باہر نکلا، اُس کے کہ وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے، اس وقت لباس
سلطان کا نیم رنگ کپڑے کی قباجدین میں اور شانہ بگڑی سر پر توار مرصع کار پر تے
میں بری ہوئی دھننے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا، خیر جو نہیں وہ بہادر کلائی دیدی
یعنے دروازہ فرد پر پہنچا، ہر کاروں اور مرصہ اردن نے جو وہاں کے کام
تعینات تھے یوں ظاہر کیا کہ انگریزی ہاتھ کی طیاری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ شے لوگ
آج ہی خواہ دن کے وقت یا رات کو قلعے پر ہٹا کرینگے، سلطان نے فرمایا کہ ہرگز بہر

قیاس میں نہیں آتا کہ دن کو وے تاخت کریں اور رات پہلے وقت تو خود ایسی
 خبر داری کی جاگی کہ دشمنوں کا کوئی حملہ پیش رفت نہوگا، یہاں یہ گفتگو
 ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا پڑا سلطان اس حادثہ جان سوز
 کے ستے ہی نہت اندھ لگیں ہوا اور فرمانے لگا کہ سید غفار ایک ہی مرد
 جری نعاموت سے دے تا تھا آخر درجہ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ اُسکے
 قابض مقام اُن سپاہیوں کی سرداری میں جو حصار کے رخنہ یر تعینات ہمیں
 سر کرم ہو، اس اثنا میں سلطان کے کان میں قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان فرمانے
 سے فارغ ہو آواز برے غل اور شور کی پہنچی، تب اُس نے فی النور رکھنا کھاتے
 کھاتے ہتھ دھو یا تلوار یر تلے میں دالی اور اپنی بند و قون کے بھرنے کو حکم دیا،
 بعد اُسکے فصیل کے دکھن کی راہ ہو کر پچھم جانب کے توڑے حصار کا قصد کیا،
 اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے حربے اور اختیار سمیت
 گئے، اور کئی سپہدار بھی چیدہ چیدہ جوانوں کا ایک غول لے اُسکے ساتھ
 ہوئے، جب سلطان اس حصار کے قریب پہنچا تو اُس نے بھگیر و ن کی ایک
 جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی ہلے والے پہلی صف کے سپاہی اس
 قوتی دیوار کے رستے اندر آ کر فصیل پر چڑھے ہیں، چاہا کہ اُنہیں بھاگنے سے روکے،
 چنانچہ اسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہو کر اُن سپہم زدہ فرادیوں کو
 اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دینا اور بھاگنے سے منع کرنا تھا اور اس
 عرصے میں کئی بار حربہ کی جماعت پر بند و ق داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپاہی کو
 مار گرایا باوجود اس ننگاہوں کے جب حربہ کی سپاہ سلطان کے قریب آ گئی تو
 اکثر لوگ اُسکے بہادر و ن اور منصب دارن میں سے سلطان کو چھوڑ جی چرائی
 بھاگے اور سپاہیوں میں سے بھی کوئی ساتھ نہ لایا ہم اُس نے اپنی جگہ سے پس ہا

ہائی جاتی تحصیل، دستار تلواریں معہ دو ال جواہر نگار انہیں سے ایک بھی اب
 نمانی جسم مبارک کو اُسکے ملازمن نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت اُسے
 ہانگی کے اندر رات بھر سلطانی قصر میں رکھا، محل شاہی کے ہر مکان پر چوکی پرے
 کو سپاہی تعینات ہو گئے تا دودمان شاہی کے باقی ماندوں میں سے کوئی کہیں
 نکل نچائے اور تمام خزانہ اور بیش قیمتی مال متاع خائون کے دست برد
 سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزوں کی تجویز سے فوراً سلطان کے سپہ سالاروں
 اور سرداروں کے گھروں پر بھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہی مقرر
 ہوئے، یہ مفعول تدبیر جو انگریزوں کی طرف سے سلطان کے سرشکر وں
 اور عمدہ ملازمن کی جان و مال نے بچاؤ کے باب میں عمل میں آئی، سو
 سلطنت میسر کے سرتاسر مستحضر کر لینے میں اُنکے لگے نہایت مفید پڑی،
 کیونکہ جب اُن سرداروں نے دیکھا کہ اُنکی عزت و مال کی انگریز کفہ و
 حفاظت کرتے ہیں تب وہے از خود بالکل فوجوں سمیت جنریل ہارس کے
 مطیع و منقاد ہو گئے سلطانی قلعے میں نو سو ایتیس ضرب توپ ننانوے ہزار
 بندوق، قرابین، تراسی باروتخانے انگنت گولیاں اور گولے زنجیری گولے
 وغیرہ رکھے، چونکہ جنریل ہارس نے بتا کید یہ حکم دیا تھا کہ ہر طرح سے سلطان مرحوم کی
 نعش کے احترام و تعظیم کرنے میں بھرپور قصور نہ کیا جائے، لہذا بشہر
 سریرنگپتن کے قاضی المضات نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے دفنانے
 کی شرطوں کو بوجہ احسان ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اس مادے میں
 ملحوظ نہ تھا، سہمیں جنازے کی جو پھیلی سواری اُس سلطان زینبہ تخت و عمارت
 کی تھی ایسے توڑک اور شان سے کہ اس حالت و وقت کے شایان تھی عمل
 میں آئیں مے مہینے کی پانچویں ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نوکروں

کے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیوں کی چار کنبہی سرداروں سمیت اُنکے ہمراہ، قلعے سے روانہ ہوئی، جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم سلطان مرحوم کابڑے سوز و گداز سے گریہ و زاری کرتا تھا اور قلعہ دار وقاضی مفتی اور سریر نگہداشت کے اور مسلمان لوگ پیچھے جانے تھے جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے، نظام علی خان کی فوج کے بالکل سردار اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے، راستے میں جس گلی کو جسے سے سلطانی جنازہ گزرا با شندے واں کے دونوں طرف راہوں کے کھڑے برے اندوہ و سوگوار سی سے تکتکی بانہ ہدیا کھتے تھے، بہترے خاک میں لوت لوت پھوت پھوت روتے اور تے تے کر سر دھنتے اور خاک اُڑاتے، جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا سپاہیوں نے دور دیہ پر اجما اپنے ہتھیاروں کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور ادا کیا، تب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا، آخر اُنکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک اُسکو مدفون کیا، پانچ ہزار روپی گداؤں بینواؤں کو جو جنازے کے بمانہ ساتھ گئے تھے خیرات کئے گئے، جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے گئے اُسوقت سے لے کر دم تک کہ جد ہاک اُس کا قبر میں رکھا گیا قلعے سے مانی شلک کی توہین برابر سر ہوتی رہیں اتفاق سے اُس دن شام کو برادو خان اُتھا، ساتھ اُسکے بھلی اور باد و باران بھی تھا، اکثر جگہوں میں صاعقہ گرا خصوصاً مسجدوں اور دیوانخانہ و محاصرے سلطانی پر، گویا کہ بہر اُس واقعے کا تہ نہا،

قطعه

تاریخ شہادت منضمین تعزیت بادشاہ سلیمان
جاء تیپو سلطان جنت آشیان جو شہر نہ یقعدہ
سنہ ۱۲۱۳ ہجری مدین واقع ہوئی

مویہ کنید اے مہان سینہ زبداے گوان
در غم تاج شہان و اندوہ فخرانام
مرگ چنان باذلی واقع نیست خرد
قتل چنان باسالی خطبہی باشد عظام
کز گہر و از ہنر داشت کلاہ و کمر
و زینی مجہد و خطر کو چش بود و مقام
صاحب سیف و قلم و اہب کوس و علم
کاسر بیت الصنم عامر بیت السلام
سرور و الانب مہتر زیاحب
خبر و بیضا لقب تیپو سلطان بنام
حامی دین متبن ماحی کفر مکین
وارث تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن حیدر شکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
رزم ندیدہ چو ادپسلوے اعداگداز
بزم ندیدہ چو ادخروے شیرین کلام

هند نیاورد و در بر چون دورانی دیگر
 در فرود آمد و هنر کج کلپی کشنخام
 ذکر اخبار او شیرین سازد زبان
 نشر آثار او مشکین سازد شام
 چون از جهان بست رخت داد بجانج و تخت
 با این فرخنده بخت بود بهینش هم نام
 پیر و گام پدر در ده ننگ و خطر
 لیک از و پیشتر در دین بنهاد ده گام
 قاتل اعدای دین از پنی کب نواب
 رنجبر و گرم کین از پنی خفیل نام
 از نیرنگ خان جوقی رذل از صغار
 و زمره ناکن مثنی نذل از لیام
 بر دست دشمنان گامه از هر کمران
 کشته شد آن پهلوان ناکام و تنخکام
 کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
 کوراد دولت کنیز بود و جلاکش غلام
 در معرعه ناور و در حرب اول مردان کار
 در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
 باقر س و باحسام بود بجان مهرورز
 در سفر و در حضر مونس شان بردوام
 اسپش نازی نسب تیغش هندی نژاد

ایند جو اہر نشان آنت مرتع سنام
 ہندی او چون ننگ تشہ خون عد و
 نازی او چون یلنگ گرسہ انتقام
 تیغ و راہمترین ہمچو دلا رام جفت
 اسپ و را زیر زین دانش را گشتہ رام
 سلطان بد شاہ مرد دین دو بناج ہمیش
 داشتہ از مردیش ہر دو را شاد کام
 برد و بفرشش بہم ہمدم و ہم ہمقدم
 این آن را ہر کاب آن این را ہمینام
 پیود شد ہر دو تن از مرگش و ز حزن
 چاک ز نان پیرہن خاک بر مستہام
 سال شہادت از ان خانہ معجز بیان
 گشت عزادار ہم ادہم گفت و حام
 ۱۱۵ ۱۰۹۸

سہ ہجری

۱۲۱۳

سلطان اس جہان گزراں سے رحلت کرنے کے زمانے میں پچاس برس کے
 سن کو پہنچ چکا تھا لیکن سلطان شہید کے خاندان کے معتبر لوگوں سے یہ معلوم ہوا
 کہ وقت شہادت عمر اعلیٰ پہنچیں برس کی تھی بشرہ اُس کا گندمی رنگ، اعضا
 قوی بالا بلند، منہ گول، آنکھیں برسی برسی اور کالی، ناک نکیلی اند کے مایل بکھی
 جسے چہرے کی شکوہ کو دو بالا کیا تھا موچھیں لبیں رکھتا اور دآر ہی کو ترشواتا تھا،

فطرت ہی سے چابک و چست نہ گھوڑے کی سواری کا مستحق گنہگار نہ
 پایہ درجہ ملنے میں مستحق دن کے اکثر اوقات کو قرآن مجید کی تلاوت و رکعت پڑھنے
 مطاع میں صرف کرتا اپنے پہلے بزرگوار کے عین حیات میں ہر سال عزیمت تھا، لیکن
 بعد کے حکم کے تحت سلطنت پر بیعت اکثر مفسد راہ اور عالمی حدود و احوال کے
 چونکہ سلطان کے اطوار و کردار میں ثبات و قرار نہیں دیکھتے تھے اس لیے اسے
 دل برداشتہ و بیزار رہتے بالآخر اس کے ملک کے سب چھوٹے بڑے
 مسلمان اس راہ سے کہ وہ دین و شریعت کی طرف کشی و راہیں اسلام کی
 پستی میں بدل مصروف تھا اس کے جان تار و خیر خواہ تھے، اور سلطان موصوف
 ایسی دین محمدی کی حمایت کی برکت سے تمکین و وقار کے ساتھ شہادت
 کے رتبہ عظیم کو حاصل کیا، الحق تمام شہاں و وطنی میں اس بادشاہ کے
 حکویر نو یسان انگریز بزرگواروں سے سلطان مشرق کے کہتے ہیں تعجب
 و سخت گیری دین اسلام میں نہ ہوا، بدادوں و ستیزوں کی کو پہنچی تھی جس نے
 کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح عالمگیر کاغیت تعجب دینی ملکی سلطنت کا قوی
 رخسار واقع ہوا تھا اسی طرح اس بادشاہ کی مذہبی سخت گیریوں نے اس کی
 ریاست کو برباد کیا، دشمنی و عداوت اس کی انگریزوں کے ساتھ جس کا سبب
 وہی تعجب و تشدد دینی تھا اس مرتبہ کو پہنچی تھی کہ ایک انگریزی کتاب میں
 ایک شیر کی تصویر کے تلے جو ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہے اس عمارت لکھی
 ہوئی تھی جس کا ترجمہ تھیک تھیک ہندی میں یہی

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment.

Printed by Luke Hansard, Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی ،

ہیئت میں اس شیر کے ساز موسیقی اور سرد کی کنجیان و چونگیان بترتیب جنی ہوئی ہیں ،

آواز جو اس ارغون سے نکلتی ہی ، ملی ہوئی ہی غرش سے ہلنگ کے اور نالے سے آدمی کے جو ایک برسی بلا کے پنجے میں گرفتار ہی ،

اس ساز موسیقی کو اُسنے اس طرح بنایا ہی کہ جب وہ بجتا ہی بیچارہ فرنگی بار بار اُتھا تا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور یکسی کو دکھاتا ہی ،

شیر و آدمی اس ارغون کا تمام قد باکمال اندام بنایا گیا ہی تیپو سلطان کے حکم سے جو دیکھنے سے اس ساز کے اور ستے سے اُٹکی آواز کے (حسین فرنگی تو کناہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سرکار خداداد سلطانی سے) اکثر خوش ہوتا تھا ،

بہر ارغون بعد فتح سربرنگپتن کے اس محل میں پایا گیا جہاں اور بہت سے آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے ،

بہر ارغون جو بین اس موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات دیر کھارہ اس کو انگلستان میں بھیجا جائیگا ناوے حضور میں پادشاہ کے گدراہین ،

بارہ تہذیبیادے سلطان کی اور دواور ایک ہفتہ بعد شہادت رمضان کے
اسیر ہوئے اور اپنے اہل و عیال سمیت ویلور کو بھیج دیے گئے۔ مرس کے بعد وہیں
سے سنہ ۱۸۰۶ میں بنگالہ کی طرف روانہ کیے گئے اور اُس کے ساتھ سروس
اور سیسٹرون نے امیران محمد سے جانا بھرین یا بین

مجموعہ احوال سلطان قرون وسطی

مکان کی 'رلاں وغیرہ کا'

جب سر برنگپتن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جگابانی نواب حیدر علی
خان مغفور تھ، بعد ساتھ برس کے تقریباً انگریزوں کے قبضہ اقتدار میں آئی
تب ملک ہند کے ناظم اعلیٰ مارننگٹن کی رائے صواب آئی تھی کہ اُن نسبت
کے درمیان جو مہلک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھیں۔ نہ تو
ضروری امر کو مقدم وراہم سمجھو اور انہیں متوجہ بنانے اور فرہنگ و انہی کے سہ و بہبود
کی نظر سے ہر ضرورت جاننا ایک اُن دونوں امر سے بہرہ نفا کہ نامی سپہ سالار و انہی
استمال و خاطر داری اور صاحب اقتدار قلعہ داروں کی استرخا و دہجھوئی
کرے اور دوسرا یہ کہ نواب حیدر علی خان خلد مکان کے لواحق اور سلطان
فردوس آشیان کے فرزند و منسوبوں کو دارالملک سر برنگپتن سے
قلعہ رائے ویلور میں جو ریاست مدرا اس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ
ہر واحد کی مدد معاش کے لیے کہنہی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپیہ
سالیانہ مقرر فرمایا اور بعد اُس کے ایک سوہر نطفہ لفظ بھی مہربان و زبان دان کہ
بخوبی شاہزادوں کی دہجھوئی اور خاطر داری کر کے بھیجا گیا نایہ لوگ عزت

و عرصت سے بیگانے ملک میں گزران کرین، کئی برس تو اسی طور پر خرمی و کامرانی کے ساتھ وہاں بسر ہوئے یہاں تک کہ لارڈ ولیمز بنڈٹک کی حکومت میں ایک شور و شہ و ہنگامہ واقع ہوا کہ دہلی میں سرکار کینپنی بہادر کے سپاہیوں نے باغی ہو کر بلوا کیا، تفصیل اسکی آئندہ ور قون میں معلوم ہوگی، ہر چند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکہ امنی و بیگنہ بھی تباہزادوں ہی اس باب میں بخوبی روشن و ہریدہ ہو گئی تھی لیکن حیدر و عزم نئی راہ سے صاحبان کونسل کی ریلوں میں یہ امر مستحسن نہ تھا کہ دو دہان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سبکے سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر اُس فح سے بٹنا لے کی طرف روانہ کیے جائیں جہاں اسی قصد ہر قریب آتھ۔ برس کی سکونت کے بعد شاہزادے تری کے رستے اور بیگمات اُنکی خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئیں، ان صاحبوں کے درمیان نواب کرم شاہ بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا انتخاب کا مختصر احوال شجاعت اشمال گذشتہ ورفون میں لکھا گیا، یہ بزرگ ہمہ اپنی فرزند ارجمند نواب محمد دستکود عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف اوم بخش، اور بڑے شاہزادے سلطان کی اولاد صلیبی اس تفصیل سے، قسح حیدر سلطان، عبدالخالق سلطان، محمدی الدین سلطان، معز الدین سلطان، محمد یاسین سلطان، محمد سبحان سلطان، شکر اللہ سلطان، سرور الدین سلطان، جامع الدین سلطان، منیر الدین سلطان، محمد سلطان، احمد سلطان، اور جو دھوان شخص اُنمیں نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان کا، بے حضرات اپنے لواحق و وابستون محبت سنہ ۱۸۰۶ء میں کلکتے پہنچکر مقام رسامین سکھ و ماوا دیئے گئے، بعد کئی مدت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

لڑکے یعنی سلطان مغنرت نشان کے نواسے بھی ان لوگوں میں آئے ،
 سبکے سب شاہزادے آسائش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و
 نعمت میں ملے ، رفتہ رفتہ ہر ایک باب میں اُنکے خاں پر ہر طرح کی غور و پرداخت
 ہوئی ، اور ایک اسکول بھی مخصوص واسطے تربیت شاہزادوں کی اولاد
 کے سرکار دولتمدار کینہی بہادر کی طرف سے عہد حکومت میں گورنر جنرل
 لارڈ آکلند بہادر دام اقبال کے درسنہ ۱۸۲۸ء مقرر ہوا اور استادان کامل
 ہر علم کے نوکر رکھے گئے ، اب دے خرم و شاد قید و بند سے آزاد ہو دو باش
 کرنے لگے ، یے چار شاہزادہ بزرگ فتح حیدر سلطان ، عبدالحق سلطان ، محبت الدین
 سلطان ، معز الدین سلطان ، ہر ایک کی گذران کے واسطے مشاہدات و آہٹا ہائی ہزار
 اور ہر واحد باقی شاہزادوں کے لئے دو ہزار روپیہ جناب لارڈ مسطو اور
 ارباب کونسل کی تجویز سے مقرر ہوئے ، نواب کریم شاہ و حیدر حسین خان اور
 سلطان کے نواسوں کے واسطے بھی معقول تنخواہیں معین ہوئیں ، چنانچہ یے
 سبکے سب اپنے زمانہ زندگانی کو سایہ حمایت و رعایت میں اس دولت ابد
 مدت کے بعیش و کامرانی بسر کرتے رہے ، اور اب بھی کرتے ہیں ، اکثر
 اُنہیں سے غریب رحمت ہوئے ، جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل
 یہی عبدالحق سلطان سنہ ۱۲۲۲ میں شہر شوال کے غرتے کے دن
 بواسیر کی بیماری کے سبب اس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا ، جسے
 یے دو بیٹے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے ، نواب
 حیدر حسین خان داماد سلطان شہید نے بعد از مدہ سہر ماہ رجب سنہ ۱۲۲۰ میں
 رحلت کی جسے ایک بیٹا نواب خیر الدین خان اور ایک بیٹی یادگار ہیں ، محبت الدین
 سلطان نے جو تھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ میں اپنے تین بہنوں کی گولی سے

ہناک کیا، جسے یسے مانج بیتے شاہزادہ سعید الدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد بیہو شاہزادہ غلام دستگیر وکئی بدیتیان یادگار رہیں، فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۲۰ میں شہر شعبان کی اکیسویں کو سرعام کے مرض میں اس سر اے پر آرام سے منزل دار السلام کو سدھارا، جسے یسے سات بیتے شاہزادہ جعفر الدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی وکئی بدیتیان باقی رہیں، منتر الدین سلطان نے بایسویں جماد الاول سنہ ۱۲۳۳ میں ہیضے کے غرض سے اپنی جان شیریں خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسے بھی ایک بیتا شاہزادہ نظام الدین اور تین بدیتیان یادگار رہیں، اگرچہ اس شاہزادے پر اس سبب کے سبب کہ اُسے اُس بلو اے عام میں جو دیاور کے درمیان واقع ہوا تھا شرکت تھی مقام رہا میں بہ نسبت اور شاہزادوں کے تھوڑے دنوں تک قید و بند میں زیادہ سختگیری عمل میں آئی تھی و لیکن جب اُسکی بیگانہی اور ہانکد امنی کی خبر اُس ماڈے میں دارالسلطنہ لندن سے جہان پور امر بعد رسمی تحقیقات کے مقام نبوت میں پہنچا تھا کہ کہتے ہیں آئی تب قید و بند سے اُس نے بھی رہی یا نہی اور دوسرے شاہزادوں کی طرح خوش و خرم و آزاد رہنے لگا، احمد سلطان دسویں شعبان سنہ ۱۲۳۹ میں بعد ازہ سرعام اس دیر فنا سے دار بقا کو روانہ ہوا، جسے تین بدیتیان یادگار رہیں، نواب کریم شاہ ہمدانی نے ہر اسی برس کے سن میں جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ میں اس عالم ظلمانی سے عالم نورانی کا رستہ لیا، جسے یسے دو بیتے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور دو بیٹیاں باقی رہیں، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ ع میں انتقال کیا جسے ایک بیتا نواب نور الحق یادگار رہا، سردار الدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

جمہ الدلانی کی چھٹی کو تپ اور مرگی کی بیماری میں اس زمانہ غرور سے
 طرف گلشن راحت و سرور کے روانہ ہوا، جسے فتنہ و بیعتی باقی رہیں،
 تکراندہ سلطان جمہ الدلانی کی جو یسویں تاریخ سنہ ۱۲۵۳ میں ہوئے، اس سے
 اسے شہستان فرودین سے عرف فرازستان ہرین کے رخت کزین
 ہوا، جسے تے چھ بیتے شاہزادہ شیرالدین شاہزادہ جلس الدین شاہزادہ
 اعظم الدین شاہزادہ محمد محمدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ
 اور دو بیعتی یادگار رہیں، سیر الدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۵۳ میں
 سپر زکی بیماری میں اس خاکہ ان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا، جسے ایک بیتا
 شاہزادہ انور شاہ اور دو بیعتی یادگار رہیں، جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۵۸
 سترھویں شوال کو پارس میں جو فرانسیون کا دارالملک ہے، روضہ رضوان کا
 رہ نور ہو جسے ایک ہی بیتا شاہزادہ بدر الدین یادگور، سلطان محمد سبحان نے
 شہر رمضان کی جو یسویں تاریخ سنہ ۱۲۶۱ میں ہینے کے عرصے سے تنجہ
 مرگ کا چکا، جسے چار بیتے شاہزادہ ستوانہ الدین شاہزادہ یاک اختر
 شاہزادہ اند نواز شاہزادہ غلام محمود و کئی بیعتیان یادگار رہیں، اور نواب
 سید شہباز مرحوم کے لڑکوں میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوئے ہیں
 اب صرف بے تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین
 باقی ہیں، اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے بھی دو شاہزادے یاسین سلطان
 اور محمد سلطان کہ اللہ تعالیٰ انکے ایام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سی درازی
 بخشے، باقی ہیں، شاہزادہ یاسین سلطان کے بے پانچ بیتے شاہزادہ کیخباد
 شاہزادہ حالی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفر شاہ شاہزادہ بہرام
 شاہ اور کئی بیعتیان زندہ و حاضر ہیں، اور شاہزادہ محمد سلطان کے بے دو بیتے

شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ طیر الزمان اور تین بیٹیاں زندہ و حاضر ہیں،
 شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالم منشی و والا نہادی اور قدر
 شناسی و جواد ہی، نیک نیتی و پاک طبیعتی، اور محمد اوصاف و مکارم اخلاق
 میں ممتاز و شہرہ آفاق ہیں، ہمیشہ جو صلہ بلند اُس کا خیرات اور حسنت پر
 مائل اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرزندہ فرجامی کے گوہر بے بہا کی
 جستجو میں مصروف، فرزند کلان اُس کا شاہزادہ فیروز شاہ جوان رشید و
 ہر نمیز ہیں۔ حسین برگزیدہ سیر شراعت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہیں اور
 فضائل کبھی نے اُس کے شہان ذاتی کو دو بالا کیا ہی اور فضل و ہنر نے جو ہر
 گوہر کو فروغ و ضیا بخشا،

شاہزادہ فرزندہ نہاد غلام محمد کی اینہ صورتی سے دو مسجد رفیع البنا ہی، ایک تو
 مقام رسامین نہایت آب و تاب اور بری نہت و لطافت کے ساتھ، حکمی
 باندی و رفعت اور تعمیر کی منانت و حصانت و صحن کی وسعت و فضا اس
 قطعے سے جو اس خانہ پاک کے طیارہ ہونے کی تاریخ پر ناطق ہیں، قدرے ظاہر ہوگی،

قطعه

تاریخ بنیادی مسجد جو در سنہ ۱۲۵۱

ہجری مقام رسامین بنائی گئی،

نام خدا مسجدی پر زبہا و صفا	قبلہ اہل سجد و کعبہ اہل قیام
نانش گردون سنا بوش میو نشان	رضوان ہر ماد دادہ ز خلدش سلام
گرچہ بنای جدید ہمسر بیت العیق	نیت دوستی در گذر بیت اللہ خوانش نام
چیت صبر درش طالب حق را در آ	ایک مردہ صفا ز مزم و رکن و مقام

سال بنایش از ان گفت ووش انیچین گز نه دوسری سے تانی بیت الحرام

۱۲۵۳

۱۲۵۳

اور دوسری مسجد ناف شہر دارا دارہ کلکتہ میں ایسے مقدم اندارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاء قرین پر جس کے دکن طرف یک سبزی دار وسیع الفضاء و نرہنگاہ دلکشناہی جو طرأت و نفاست سے ہوا کے اندر سستی و آسائش کا آرا نگاہ اور اس شہر شہجہ بنیاد ہے بمختلوتون اور امیرون کے لکے صبح و شام کار مناہی، چنانچہ یہ قطعہ اس مکان مہمنت بنیان کے بہت سے محاسن میں سے کچھ بیان کرتا ہے،

قطعہ

نارنج ہندی مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام

دھرم تلے میں در سنہ ۱۲۵۸ ہجری اتمام پایا،

ابن سلطان طیبوی مغفور	ہم محمد بنام و ہم نہ شا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل	بیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشین پاک	بہر ذکر و نماز و ورد و دھل
ہمچو سبع شداد محکم بام	آہو ذات العباد حرم حا
در تمتع جو کعبہ اسام	در ترفع جو مسجد اقصا
خویشی چون مسجد اقتصاداشت	دوئی اندر میانہ نمایدا
گفت روح الامین از ان تدریج	بہر اتمام او بہ طرز دعا

عمر ک اللہ مسجد الاقصیٰ بر رسول حق و باہل عبا

منہ ہجری

۱۲۵۸

فی الواقع اہلک دار الامارہ کلکتہ میں اس خوبی و خوش اعلو بی کی مسجد نہیں بنی،
اور اس شاہزادہ عالی ہمت نے بہت سی جاہداد و مطے اخراجات مسجد و کئے
اور ایک باغ وسیع متالاب و گھات سنگین گور غریبان کے لئے وقف کیا ہی
اور اس طرف تہہ برداری کی اہنیہ معنوی سے کتاب فارسی کا نامہ جہداری
ہو۔ اس کا نائب تاریخی تواریخ گزیدہ ۱۲۶۳ء اور جسے اُسکی کمال جہد و اہتمام
و جرح و تعدیل سے دیوید اختتام و در سنہ ۱۲۶۳ ہجری پیرایہ انطباع پہنا،
اور یہ کتاب ہندی خطاط جہداری جسے اُسکے سلیقہ درست و فطرت
بانہ نے آراستہ و پیراستہ کیا ہی۔

ترجمہ جہداری کے ہارمون رسالے کا
’رکون و بلزلی کے رسالوں میں ہے‘

ارل ان ماسٹرن کی طرف سے ’لفظنط جنریل ہارس‘
’کرنیل رارویلزلی‘ ’انریٹل ہنری و بلزلی‘
’لفظنط کرنیل ولیم کرکیا طرک لفظنط کرنیل باری کاوز‘
’جو امور میسور کے انتظام و بند و است پرامین تھے‘

صاحبان رحیم دل کریم نہاد

یہ سند جو اس نامے کے ساتھ جاتی ہی تھیں ان حالات سے جنگا اختیار ہونے

نہم کفایت شعاروں کو دینا مستحکم سمجھ ہی مطیع کہی، جو کہ مسودہ کے امور وابستہ نظم و نسق ایسے آسان و سہل نظر آئے ہیں کہ بغیر حاضر ہونے شخص کے سربرنگہن میں سرانجام نہ لیا جاسکے، اس لیے میں نے اس میں اقامت کا قصد کیا ہے، جو تین شخص امیران مذکور سے ہر وقت پہنچنے میں نامے کے سربرنگہن میں حاضر رہے، چاہئے کہ نرسٹ انجام کرنے میں ان امور کے جو سند میں مذکور ہوئے ہیں آج ہو جائے اور حکام مرقومہ کو بھی۔ جب سرداران ہمسعد میں مالک کا بتوار ہوئے گئے، زمینیں حلقہ مرہون کا کافی رکھنا البتہ ضروری ہے، اور خاندان سے رہا جسور کے ایک وارث کا راج پات پر ہٹانا میرے نزدیک امر اہم ہے، اس لیے میں نے مسودہ است کہی بنا ڈالتا ہوں، دو دن کے عرصے میں اس امر اہم کی شرطیں تعبیر اور درست کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا، اس پیش آئند دو کاموں میں تاخیر و تساہل مطلقاً جائز نہ سمجھا جائے تا وہ نظم و نسق جو مسطور نظر ہی بخود ہی انجام ہو، ان دونوں سے ہلکا کام جلیل القدر عہدہ داروں کی دیکھو، ظاہر ہے کہ ان سے حصار کے قلعہ داروں کی استقامت و رضا جوئی ہی جو مسلمان ہیں، اور دوسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک مسودہ سے نہایت دشمنی اور خاطر دار ہی لے ساتھ روانہ کرنا، امرا و قریب کے باب میں پہنے سطرینری و پیرلی کی خدمت میں میر عالم لے نام کا خط اور نڈال نظام الدولہ کے مکتوب کی جو راقم مسطور کے نام پر بھیج دیا ہے، اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ اُسکے وسیلے سے نواب میر فرالدین خان کی رضا جوئی میں اچھی طرح سہرگرم ہو سکتے ہو، اور رہنا اُسکا سربرنگہن لے درمیان اس جہت سے کہ اُسکی عزت و آبرو لوگوں کے دل میں ثابت ہے، وہ ان کے مسلمانوں کے مالکین

میں بغایت متعجب ہو گا، میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے اسپر لاؤ کہ وہ کرم کندہ کیونکر بنا جائے، اور دوسرے سرداران اہل اسلام کے ساتھ ایسے قوانین و قرار پیش کر دو کہ اُنکے دلوں میں نئے بند و بست کا درابھی خوف و کھٹکا نہ رہے، اور بھر مقدمہ و کاموں کے انتظام میں سدا س امر کا لحاظ رکھو کہ بھاری اخراجات سرکار کنپنی کے خزانے سے متعلق نہو جائیں، اور سلطان کے سارے سرداروں کا وظیفہ بھی فقط کنپنی بھادر کے ذمے مقرر نہو بلکہ سب امیران متفق اور راجہ میسور پر تقسیم کیا جائے اور سلطان مرحوم کے اُن سرداروں کے واپس ماند گون کو جو اس ترائی میں مارے گئے بھی مناسب و وظیفہ مقرر کیا جائے، قلعہ اردن میں سے جن لوگوں نے اپنا اپنا حصار حوالے کر دیا اور دے جو اب تک اپنے خاص قلعوں پر قابض ہیں ان سبکی اپریل دے مہینے کی باقی تنخواہیں البتہ کنپنی کی سرکار سے دی جائیگی بلکہ جتنے دنوں دے اُن حصار دان کی تنگبانی و خبر داری پر تعینات رہیں گے مہینہ پانچ گئے، اور مناسب ہی کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام میں کہ سلطان مرحوم کے اہل خانہ ان کا روانہ اور اُنکا اسباب و لوازم سفر کا طیار کرنا ہی بدل متوجہ ہو کر اُن مراتب کو جو اس مادے میں لازم و ناگزیر ہیں، بجالائو، میں اس مهم درد انگیز کے سپرد کرنے کے لئے جسکے بن انجام کئے، مجموعی مقصود نہیں کنپنی کے کارپردازوں کے درمیان کسی کو ایسا سراوار جو اس بھاری کام کی شرطیں بجالا سکے نہیں دیکھتا، سوائے کرنیل ویلر لی کے، اس واسطے بالکل ان ضروری کاموں کا اختیار اُسکے ذمے کرنا ہوں، کرنیل ڈوطن حصار ویلور کی قلعہ داری پر جو غضرب سلطان مرحوم کے لواحق و توابع کے رہنے کی جگہ ہو گی مامور ہوا، اور ان لوگوں کے مامور داری و وظیفوں کا پہنچانا اور ویلور میں اُنکے

لئے ہر طرح کی ضروری چیزوں کا بیاد کرنا بھی۔ سہی آریں گے ذائقے ہی، اور یہ بھی میں چاہتا ہوں کہ اُنکے واسطے معقول و عینہ ہی تمہوں کے حوصلے سے لایق مقرر کروں، تم صاحبوں کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وہ نگہ ران اور زمانہ اخراجات کے لئے بخوبی کر دو کہ کدہ روہی کسابت کرینا، مگر اس امر میں یہ شرط ہی کہ کل اہل خاندان کے و عینے کے لئے مبلغ، و مالیاتہ نہیں لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہوں سے زیادہ ہوں، سلطان کے فرزندوں کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص مالازم ساتھ لے گئے و سطح اختیار کریں اس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جسے سلطان مرحوم کے ہوا خواہوں کا جھٹھٹیا ہو، لے گا گمان ہو، اور بہتر تو یہ ہی کہ علی رضا خان جو کہیں کے ایک خیر خواہوں اور شاہزادوں کے غمخواروں میں سے ہی ساتھ کر دیا جائے، دو دمان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور اُنکے فرزند ہندہ جلد تر کہ امکان ہی شاہزادوں کے ساتھ کر دیے جائیں، کہ نیل و یلانی میری طرف سے بخوبی اُنکے دہن نشین کرے کہ نہ کہ درجے مجھے پاسداری و رعایت اُنکی منظور ہی، اور شاہزادوں کے نام کا فارسی خط جو مضمون ہی اُنھیں پہنچا دے گا، اور لفظ نط جنریل اس امور کے بالذیل کے ہرج مرج میں جو جو مشکل پیش آئیگی اُسکی آسانی کے لئے ہر طرح کی سعی و کوشش میں کوتاہی نہ کرے گا،

پہلے ترجمہ اس خط کا ہی جو کورنر جنرل لارڈ مارننگٹن بہادر نے شاہزادوں کے خط میں لکھا تھا،

* صاحب نہایت شفیق و استظہار! خلاص کیشوں کے سلامت

چون اندون نواح و بلور میں جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجویز ہوئی می

عمریت و آسائش کے ساتھ اُس مہربان کے پہنچنے کی خوشخبری سے دل اخلاص
 مرل کو نشاط و خرم حاصل ہوئی، یہ بات خاطر میں گذری کہ اسی عرصے میں
 پھر محبت نامے کے وسیع دوستی و ارتباط کے کتنے مراتب کے نکلنے سے اُس مہربان
 کی نسنی کرے، آپ ہمیشہ بخوبی خاطر جمع رکھتے کہ مخلص ہمیشہ رضا جوئی اور
 نیک اندیشی کے آثار ظاہر کرنے میں مائل و مشغول رہیگا اور منظور سب طرح سے
 یہ تھا کہ حتیٰ الامکان 'امت کا مکان تنگ و کلفت ہو جانا بچہ اس بد رست و انتظام کے
 لئے حکم بھی ایسا ہی دیا تھا کہ جستجو و کاہل پر میں کسی عنوان سے غفلت نہ ہونے پائے، چونکہ
 گورنور ان سرکار کنپنی انگریز بہادر کی نیتیں ہمیشہ اُس مہربان کے آرام و آسائش سے زندگانی
 کرنے پر متوجہ رہیں گی، اور لظنظن کر نیک قطن بہادر بھی مدام ہر نوع سے حق میں اُس
 مہربان کے حسن سلوک کے لوازم خدمت گزار بن جائیگا، اس تقدیر میں اُس مدد فوری کہ
 وہاں کسی قسم کا تصدیق و ملال اُس مہربان کو نہ ہوگا، اور آپ کی خوشی و راحت بڑا تکلف خاطر
 دوستی مظاہر کی خوشی کا باعث ہوگی اور مخلص کو یقین ہی کہ اُس مہربان کے اطوار و
 اوصاف جمیلہ کی ایسی کشش ہوگی کہ مجھے بیش از بیش طریقہ اُلفت و ارتباط کے آداب پیش
 کرنے پڑیں گے اور خاص کر یہ امر دل محبت گزین کی رضا مندی کا باعث پڑیگا کہ آپ بے تکلفانہ
 صاف دلی کی راہ سے کربل موصوف کے پاس دلی اور مخفی باتوں کے بیان کرنے میں ازحد
 اعتماد و اعتبار کو دل میں جگہ دیجئے اور صاحب موصوف اس آرزو مند کے اشارے کے
 موافق حرکت کریں گے اُس مہربان کی خدمت میں کچھ ظاہر کرے اُسے بگوش رضا سن لیجئے،
 اور جسم داشت یہی کہ جب اس اخلاص شعار سے کسی امر کا اظہار ضرور ہو تو اُسے آپ صاحب
 موصوف کی معرفت ظاہر کیجئے آپ کا خیر خواہ ہے، جاہتا ہی کہ تھوڑے دنوں میں کسی صاحب
 کے ساتھ جس پر اپنا اعتماد ہو کچھ تحفہ بطور اپنی دوستی کی نشانی کے بھیج کر اپنے دل کو
 مسرور و محفوظ کرے، اُمید کہ ہمیشہ مخلص کو وہاں کی خیریتوں کا مشتاق سمجھکے مسرت
 بخش مکتوبوں کے لکھنے سے خرم و خوش دل فرماتے رہئے اور زیادہ کیا لکھے والسلام

مجھے اس امر کے سننے سے برائے سب گزرا کہ سریر نگین مستخر
 ہو جانے کے بعد، سلطان کا زمانہ محسوس دینے و خریدنے کی صلیع سے تلاش کیا گیا
 اور تم لوگوں نے کنبہ کی کہ نام و مرنے کا پاس کیا، کیا کہوں کہ کس قدر
 اس بات سے مجھے افسوس ہوا، کاشکے سلطان کے محسوس کی بیہوش
 اس سبب سے حیران و پریشان نہ کی جاتیں، ان بننے کے اندام اور ہر ہمی
 کی دھوم دھام کے زمانے میں بنے اختیار اس وضع کی آبادیاں اکثر وقوع
 میں آتی ہیں، میں سدا اس حسرت و افسوس سے آدھرا کر دیکھتا رہا کہ
 زبردستی جنگ و حرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب نرم و کمین و مقدم
 جبر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا، اور سبکے سب و ضعیف و ناتوان کے
 ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی، اگر زمانہ محسوس سے
 کوئی بیش قیمت چیز اور کسی رقم کا زیور اس منحوس کھنڈی میں آتا ہے
 والوں میں سے کسی نے اُتھالیا ہو تو مجھے کہاں اُتھالے ہی کہ وہ دن دفر مانہ و
 سپہ سالار اس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتوں سے جان نہ من چیراؤن کے
 بھر وادینے میں قرار و افقی کو شش کر لگا، برسی آرزو سے مجھے اُمید یہی کہ
 اُس وقت تک کہ وہاں سے اُن لوگوں کے روانہ ہونے کا دن آئے ہر ایک
 شاہزادوں اور اُنکی ستورا توں کے مال و متاع کی بامسابانی و چوکی میں برسی
 ہشیاری و خبرداری کی جائے، سلطان مرحوم کے اہل خاندان کو اُنکے مسکن
 مقدر میں لیجانے کے لئے تمہیں جتنے انگریزی سپاہی درکار ہوں ضرور سپہ سالار
 فرماندے لے لیجیو کہ رستے میں کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکانہ ہے،
 لفظ نط و فطن کے پہنچنے تک بہتر یہی کہ سپاہیوں کے عہدہ داران میں سے
 ایک شخص جو اس ملک کی زبانوں اور چالوں سے خبردار ہو شاہزادوں

کے ساتھ کر دیا جائے اور صوبہ کنڑیکے نظم و نسق کے باب میں جب تک
 میرا کوئی حکم پناؤ لازم ہی کہ اُس میں تمھاری طرف سے کچھ دخل و تصرف نہ ہو،
 جنریل اسٹوارٹ کو لکھا گیا ہے کہ کچھ دنوں موافق فرمانے اُس صوبے کے
 انتظام کے کام کو انجام کرے، اور میں تا وقتیکہ اُسے حالات اُس نواح
 کے دریافت نہ کر لوں وہاں کے دستور و قانون کے باب میں حکم ناطق دے
 نہیں سکتا، اگلے امینوں کو جو ہر طرف کیے گئے مہین میری طرف سے بخوبی
 انہی کارگزاری کی شہادت دینا اور ان خدمات کے عوض میں اُنکو میرا
 سلام و شکر پہنچانا، بنیاد ان ضابطوں کی اس رائے پر رکھی گئی ہے کہ وہ انکے
 فرمانروا سپہ سالار کو مالکی حکموں اور دیوانی کاموں میں ہمیشہ اختیار رہے اور وہ
 سوائے ایک عصا یا اعتماد کی وردی کے اپنے پاس نہ رکھے دل میں ایسا گذرنا
 ہی کہ کاش تمھاری کچھری سربرنگہتیں سے اُتھ کے بنگلور کو جاتی تو اُسے
 سر دست ایک فائدہ نفع رسان اُتھ لگتا یعنی اُسکے ضمن میں سربرنگہتیں سے
 غول کے غول مسلمان خانہ چلے جانے اس کام میں نہایت جلد سعی کیا چاہئے
 کیونکہ ہمارے امینوں کے واسطے بہت ہی ضروری ہے،

عہد نامہ یا وثیقہ

عہد نامہ جو ہندوستانی انریبل کنپنی بہادر اور نواب
نظام الدولہ آصفیاد بہادر اور پیشوار اور بت
پورہاں بہادر کے درمیان آئیس مہینوں میں منعقد ہوئی
ہوئی کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکوں کے
بندوبست و انتظام کے اہتمام کے لئے لکھا گیا تھا،

اس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اسکے کہہ سکے ساتھ، امیران ہند
کی طرف سے جنگجوئی کے سببوں سے کسی طرح کی چھتر چھتر عمل میں آئی
جو قوم فرانسیس سے ملکر اُنکے سپاہیوں کا ایک کروڑ انریبل کنپنی انگریز بہادر
اور اُنکے خیر خواہوں نظام الدولہ بہادر اور پیشوار اور بت پورہاں بہادر
کے ساتھ حرب و کارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم پر اپنے لشکر میں سرگواہ
اور انریبل کنپنی انگریز بہادر اور اُنکے جو خواہوں نے جو اپنی حفاظت و
کے لئے اُن عزیزوں سے جن پر ساتن نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ
مشق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب میں بجا درخواستیں کیں اور سلطان
نے اُنکے اقبال سے بہلو تہی کیا، پس انریبل کنپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ
آصفیاد نے بیگانہ فوجوں کے خطروں اور ایسے میرم سنگم دشمنوں کے
لوت و تاراج سے اپنی اپنی خاص حیثیت و ملکیت یا سرحدوں اور ملکوں کی نشانی
اور حمایت کے واسطے شکر متقدّم بہ نیت حرب و نہر دروازہ کیا اور چونکہ
خواہش ایزدی میں انریبل کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے
امیران ہند کی فتحیابی و کامیابی اور اُنکے ہاتھوں سلطان مغفور کا فتن اور اسکی

رعیون اور تمعلتو کا مفاد جو نامتد رتخاء اور چونکہ امیران ہندوستان بہ چاہتے تھے کہ اس کمیت و اقتدار جدید کو کہ خداے تعالیٰ نے انھیں عطا کیا تھا گزری کر اسی کے اخراجات کی تلافی میں اور اپنے اپنے ملکوں کی رعیتوں اور آس پاس کے صوبوں کے امن و چین کے واسطے کام میں لائیں، لہذا سلطان مرحوم کے ملکوں کے بند و بست کے واسطے انریئل کنبی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفیاد بہادر کے درمیان بانفعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفت لفظنظ کر نیل ہارس بادشاہ انگلستان کی فوجوں اور انریئل کنبی انگریز بہادر کی اس فوج کا سپہ سالار فرمانروا جو کرناٹک اور ملیبار میں ہیں اور انریئل کر نیل ارثر ویلزلی اور انریئل ہنری ویلزلی، اور لفظنظ کر نیل ولیم کرکپاٹرک، اور لفظنظ کر نیل ہارسی کلوز، ریٹ انریئل ریچارد آدل اف مارٹنگلن گورنر جنریل کی طرف سے اور بمعرفت نواب مبر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے تاموافق آیندہ شرطوں کے کہ تائید ایزدی سے جب تک مہر و مادہ آسمان بر جلوہ گر ہیں پایدار و برقرار رہیں گی وے اور انکی آل اولاد بدل متوجہ رہا کر فیما بین ان باتوں کی رعایت کریں،

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقضی اس بات کا ہی کہ سرداران ہمسند اس عہد نامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنی جبر نقصان میں ان اخراجات کے جو خود انہیں کی حفاظت و بشتہ میں ہوئے ہیں، اور بھی اپنے خاص ملکوں کی قرار واقعی نگہبانی میں کہ آگے کو اعدا سے بے کھیتکے رہیں ضرور کو مشش کریں اس واسطے اس بات پر اتفاق کیا گیا ہی کہ فرد آ کی سند رج کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل میں اس عہد نامے کے پہلی

سلطان مرحوم کے ملکوں کی اُن شاہراہوں سمیت کہ گنپانی انگریز بہادر بادشاہ کے
 ہوا خواہوں یاخراج گزاروں کے اُن ملکوں اور سرکاروں سے دی ہوئی زمینوں
 درمیان پائین تھتون کے پورب پیچھے کے دونوں مدخلوں سرزمین برٹن قلعوں سے
 جو اُن راہوں کے آس پاس زمین سرکار انگریز بہادر کے دشمنین رہی اور گنپانی
 انگریز بہادر اس سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مدوڑ کے
 خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلقوں اور لو حنون کی بجوہی گذران و
 پرورش کے لئے معقول خرچ جو دو لاکھ اسٹراہون سے کم نہوگا (اور
 یہ حساب کے رو سے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹریہ ہون ہو نہی، حوصات
 لاکھ بیس ہزار روپیہ کے برابر ہی اور قیمت ایک کانٹریہ ہون کی تین
 روپیہ) مقرر کرنے اور اُس کا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہی، چنانچہ
 فرد آئین جو سرزمین مذکور ہوئی ہی اُس کا خراج سنہ ۱۷۹۳ء میں سن کے
 تعیین کے موافق، سات لاکھ پچھتر ہزار ایک سو ستر کانٹریہ ہون ہی، سمین سے
 بعد سنا کرنے دو دمان حیدر علی خان اور سلطان مدوڑ کی مدخرچ کے گنپانی بہادر
 کے حصے میں پانچ لاکھ سیتتیس ہزار ایک سی کانٹریہ ہون باقی رہا ہی،

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد بانی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام لدوڑ بہادر
 کے عمل دخل میں اور ہمیشہ اُس کے ملکوں کے منافع رہیگی، اور نواب
 مدوڑ اس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اُس کے اہل
 و عیال اور متعلقوں کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہو ا ہی، اور اس
 مطلب کی تکمیل کے لئے اُس کے واسطے گرم کتے میں ایک جاگیر خاص جسکی
 سالانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپیہ یا ستر ہزار کانٹریہ ہون ہو ا لک کر دیا،

ازدہر بھی اُس کا عہد ہی کہ وہ سوائے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محل بھی اُن سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب موصوف کی نازت کے واسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سرداری میں نکاد رکھی جائیگی مقرر کریگا اور چونکہ زر خراج اس سرزمین کا جو فرد ب میں مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ میں سلطان مرحوم کی تعیین کے موافق چھ لاکھ ست ہزار تین سو بیس ہی، اس صورت میں میر قمر الدین خان کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے میں پانچ لاکھ ستیسی ہزار تین سی بیس کنٹریہ ہون باقی رہیگا،

تیسری شرط

کافہ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمسند کے بند و بست کے دوام کی نظر سے بہتک صلاح تحیری ہی کہ سریر نگہ بن کا قلعہ کنپنی بہادر پر چھوڑ دیا جائے اور اس بات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ معہ جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے جو اسکے پیچھے ہی اور مغرب کی طرف محمد ودھی اُس مذی سے کہ مسور نالے کے نام سے مشہور ہی اور جنگل گھات کے قریب کاویری مذی سے جاملی ہی، کنپنی موصوف کے حصے والی سرزمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے واسطے نامتر اُسی کے عمل دخل میں رہیگا،

چوتھی شرط

یہ ہی کہ مسور میں بالتحصیص ایک علاحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنی کشتہ راجہ او دیاور بہادر مسور کا مہاراجا کہ یہاں کے قدیم راجاؤں کی اولاد سے ہی اُس سرزمین کا تصرف و مالک رہیگا جو متحدہ بد کی گئی ہی اُن شرتون پر کہ حذریب اُن کا ذکر کیا جائیگا،

دستورین شرط

امیران ہمدستان باید بگر مشق ہونے میں نہ بیشک فوج کی کشتی ہوئی
سردارین جو اس عہد نامے کے ذیل میں مرقوم ہیں وہ اس عہد نامہ کے تحت
شرعاً ہرگز نہ ہو گئی چھوڑ دی جائیگی ،

چوتھی شرط

کنپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہیگا کہ وہ اس مبلغ کو جو موافق
شرط اول اس عہد نامے کے نواب حیدر علی خان اور سردارین مرحوم کے ہاں
حاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہے جب بھی بہت سے در صورت ضرورت ہونے کے اوقات و
اقسام و اوقات کے مطابق اس حاندان میں سے کسی دین کے فوجت ہو
یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا سردارین ہمدستان کی ریاست و حنفیت پر
ہاتھ پائیگی اور راجہ امیر کے ملکوں کے درمیان من جہن کے عہدے میں
کچھ خلل اور فساد لانے کے زمانے میں ہمیشہ ترجیحاً عمل میں نہ آئے گا
کسی خاص وقت پر محشر کرے یعنی منظر رکھنے ہوئے ایام تک روک رہے
خواہ ایک قدم بند کر دے یا کچھ زمینیں تخریف کرے ،

ساتویں شرط

پیشوا اور اویندت پر دھان بہادر ضرور اس عہد و پیمان میں بڑیک کی جائیگا ، ہر حال
وہ اس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اس کے ضروری غرضوں اور
کوششوں میں سردارین ہمدستان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتنہ کی
غیبتوں اور منہمکتوں میں خواہی تنخواہی فریقین میں رکبے کنپنی انگریز بہادر
اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حقیقتہ دار ہوئے گا مستحق ہی ، بالآخر جو کہ فیروزپور
پیشوا بہادر اور کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور سردار

میسور کشتہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہیں اس رعایت سے رائیں
 اس بات پر قرار پائی ہیں کہ وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد داور ذیں میں
 اس عہد نامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف میں دہشتہ کے لئے باقی رکھی جائیگی
 تادرو بست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُسکے ٹمکات کے داخل رہے اس
 طور پر کہ گویا پیشوا بھی اس عہد نامے کے ہمہ استانون میں ایک رکن تھا
 مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہد نامے کو اُس دن سے ایک
 مہینے کے اندر حتمین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نامے
 کی اطلاع کریں گے منظور کرے اور بھی اُن امور میں کہ ابھی نواب اور پیشوا
 کے درمیان شک و شبہ میں ملتوی ہیں اور بھی اُن باتوں میں جنکی نمبر کمپنی
 انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنرل انگریزی رزیدنٹ کی معرفت روانہ میں
 اُسکے پاس بھیج دیگا کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کر دے
 آتھو بن شرط

انگریز موصوف امیران ہمہ عہد کی امید و ستانہ کے برعکس اس عہد نامے
 کے منظور کرنے یا اُن باتوں کے خاطر نشان کر دینے سے جنکا ساتھ بن شرط
 بن اشارہ ہو ابھی پہلو نہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسے ہمالے اسکے
 لئے مقرر کی گئی تھی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
 اور ملکیت میں رہیگی اور اب ملے اُس سرزمین کو چاہیں راجہ میسور کے
 ساتھ اُسکے اُس محال و صوبے سے جو اُنکے خاص ملکوں کے نزدیک ہی مبادلہ
 یا معاوضہ کریں خواہ کسی اور طور سے اُسکا بند و بست جیسا بہتر سمجھیں تھہرائیں

نوین شرط

مہاراجہ میسور کشتہ بہادر کو بہان کے تحت سلطنت پر بمٹلانے کے واسطے

بہت پرست ہوئی ہے کہ کئی فوجوں کی ایک معمول جمعیت سے اُسکی
پشتی و حمایت کی جائے ، اور اسیر اثناف کی گئی ہے کہ بے فوجوں کیلئے
بہادر کے ذریعے سے موافق اس جہانگاہ قول قرار کے جو عذریہ کہیں نہ
بہادر اور مہاراجہ مذکور میں ہوگا مقرر کی جائیگی ،

دسویں باب

یہ عہد و پیمان دس شرطوں پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہیسے کی ۔۔۔۔۔۔
سنہ ۱۷۶۹ اور محرم کی سترھویں سنہ ۱۲۱۲ بھی رابطہ انہیں اول الف
مارینگٹن گورنر جنرل بہادر اور نواب نظام الدولہ کے نام سرور و ایک
طرف کے وکلاء لفظنٹ جنرل جارج ، دس ، انہیں کہ نہیں الیہ و برائی ،
انریبل ہنری وینزلی ، لفظنٹ کرنل ولیم کرپٹرک ، لفظنٹ کہ بیل باری گورنر
اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے ، منعقد ہو ، طریق کے وکیوں
نے اس عہد نامے کی ایک ایک نفس بر اپنی اپنی مہر و دستخط کہ ایک
دوسرے کے حوالے کہ کے اسکا اقرار کیا کہ یہ عہد نامہ آج سے ایک
اتھوار کے درمیان گورنر جنرل کے دستخط و مہر سے اور یہ جس دن میں
نواب نظام الدولہ کے دستخط و مہر سے پیشک مزین و مستحکم ہو جائیگا ،

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدر آباد میں مہر و دستخط کیا ، سنہ ۱۷۹۶ کی مہر ہویں
جولائی کو ، رابطہ انریبل گورنر جنرل بہادر نے رابطہ خارج نام قلعے میں مہر و دستخط
کیا ، سنہ مذکور کی چھبیسویں جون کو ،

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND
MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بہان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے میں سنہ ۱۸۰۶ء
کی دسویں جولائی کو واقع ہوا، مسٹر جونس سر جیمز اور
مسٹر جارج ڈبلیو معین سر جیمز کی روایت سے جو دونوں
اس واقعہ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہاں موجود تھے،

اس دن قلعے کا باسبان سپاہیو نکا سر غنہ کرنیل سنط جان فنکوڑ تھا، اور نگہبان سپاہی
وہاں چار کنپنی بادشاہی اُنہتر سو تین رجمنٹ کی، چھ کنپنی ہندوستانی پیادہ کی پہلی
رجمنٹ سے، دوسرا سالہ ہندوستانی پیادہ کی ٹائیسویں رجمنٹ کا، ایک غول
فرانسٹانی گولڈ ازومکا، بالکل ہندوستانی سپاہی دیرھ ہزار تھے، سنہ مذکور کی دسویں
جولائی کے پہلے اس واقعے کا کچھ بھی خیال اور بدگمانی نہ تھی، مین کرنیل ماکراس کے
ساتھ گزشتہ رات کھانا کھا کر قواعد کے میدان ہو کے جاتا تھا کہ قلعے کے اندر والی
دو سر امین غفلت عیش و نشاط کا معلوم ہوا شہزادوں کے محل میں روشنی کی
کسرت تھی، ساز و سرود کی آواز سے جشن و انبساط کا سا ہوا تھا، مگر کچھ مشرود
فساد واقع ہونے کا ہرگز گمان نہ تھا، شبکو مین بند و قون کی شک سے چونک
پڑا، کھڑکی سے نگاہ کیا تو دیکھا کہ کتنے آدمی دوڑے چلے جاتے ہیں، بعد
نہواری دیر کے میرے رسالے کے دونوں جوان عہدہ دار نے مجھے آکر کہا کہ

اُتر ہوین رجمنٹ کے فرنگستانی سپاہیوں نے باہر نکل کر باغی سپاہیوں پر ہندو قین
 مارنی شروع کی ہیں، میں نے کہا کہ میں اسی دم کپڑا پہن کر نمبر دے گا۔
 سپاہیوں نے بارک میں جستا ہون پر دے نہ تھہرے۔ ایتنے پہلے کھڑے ہو گئے،
 بعد اسکے میں موزہ پہن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفٹننٹ نے آکر کہا
 کہ میرے بازو پر ایک گولی لگی ہے، میں اسکوایتے ہمارا دیگر مسٹر جوس
 جراح کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھا دیا، الغرض اُس سحروج کا زخم بدبو اہم
 ہندوستانی پیدل فوج کی پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کے جیٹن گھر گئے،
 اور وہاں ہندوستانی پاسپالوں کے ہتھیار لیگ کل فو آدمی لڑنے کے لیے
 طیار ہوئے، اس اثنا میں قلعے کی ہر ایک انگ سے مدد و قیام کیا گیا اور انہیں
 آنے اور گولیاں چاروں طرف سے برسے گئیں اس گھر کے صدر دروازے پر
 ہنسنے لگی آدمیوں کے ٹگ و دو کرنے کی آواز سننا باہر بکھڑے وقت آدھ
 دروازہ کھلا رہنے دیا، اسلئے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھائی
 دے، اب اُن متردون کا ایک جتہ جن میں تحمید بیس آدمی ہوئے تھے سے
 نکل کر صدر آمد سے میں گھس آنے اور انھیں جو گولی کے گھٹاں اور کشتہ
 تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے، پھر اُنکا کچھ نشان ظاہر ہوا، ہم لوگوں نے بہر
 خیال کیا کہ مسٹر جوس کا گھر چون مارک کے قتل ہی ان ناؤں سے
 بہت محفوظ ہے، ایک لحظہ بھی شش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ہم مارک
 میں داخل ہو جائیں پر اس جہت سے کہ دے بغاوت شمار سیاہی گھر کے
 گرد بگڑ دھبہ تھے وہ نہ پیریش رفت نہ ہوشی بہانہ کہ رات آخر ہوئی اور
 صبح کو بہر آہستہ آتی تھی کہ بہت سے سپاہی ہمارے گھر کے پیچھے لادھرا دھرا
 گھونٹے اور اندر آنے کی راہ ڈھونڈتے ہیں لیکن اُنسے کچھ نہ بن پڑا، آخر اندر

جوق باغیوں نے ہمارے گھر کی پیچھو آڑے کے باہر والے گھروں کی
 دیوار پر بڑھ گئے، اور بدوق سر کر کے لگے، ہم دروازے کے پچاو میں مصروف
 ہوئے، جب وہ قریب آئے تو ہم براہِ مے کی جانب گئے اور گولی کی جگہ
 بدوق کا کندالے نے اُنکے مدافعی میں سرگرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم پر
 گولیوں کی بوچھاڑ تھی، میں ایک ضرب کھا کر گر پڑا، اس بیچ میں اُنتر ہو میں رجمط
 کے آدمیوں نے بدوق کی آواز سن بارک کی کھر کی جو ہماری جانب تھی
 کہوں کہ ہم کو بارک میں داخل ہونے کے لئے آواز دی، باغی لوگ یہ
 حل منوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے، ہر خیریت یہ گزری کہ ہم اُنکی
 بدوق کی مار سے بہ سبب اُن گولیوں کے کہ اُنتر ہو میں رجمط کے جو ان ہمارے
 بچنے کو اُن پر مارنے تھے بچکر اُس گھائل حمیت کھر کی کی راہ سے بارک
 میں داخل ہو گئے، اب ان ستر دون نے تین ضرب توپ سلاح خانے سے لا
 قدیم بارک کے اوپر کھا اُنتر ہو میں رجمط کے بارک پر کہ ان دونوں کے درمیان
 ایک چھوٹا سا سناٹا حلی الاتصال گولیوں کی بوچھاڑ چھادی، گولیاں بارک
 کے درمیان سے اندر آتی تھیں، جھنڈا بھی تپیو سلطان کا اسٹادہ تھا، اور
 گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ داروں کے مکانوں پر آنے جانے دکھائی
 دیتے تھے اسلئے کہ اُنھیں اس درمیان سے نکال باہر کریں، اب دو منصبدار
 نظر آئے کہ وہ باغی لوگ قیدیوں کی طرح اُنھیں قلعے کی جانب لے جاتے
 تھے اور قلعہ بھی سرنامر اُن باغیوں کے دخل میں آگیا، الغرض بارک کے
 درمیان عجب طرح کی ہل چل مچ رہی تھی، بارک کے سپاہی بھورہ ہوتے ہی
 اس بات پر مستعد ہوئے کہ جبراً بارک کے دروازے کی راہ اپنے قیدی
 میں کر لیں، لیکن چونکہ توہین اُسکے قریب ہی لگی تھیں کتنے اُنہیں سے گولوں

سے اُتر گئے، آخر کو سپاہیوں نے بارک کے دروازے کا رستہ بند کر دیا، پھر بھی بارک کی کھڑکیوں کی جانب سے بیہر گولیاں برس رہی تھیں اور ہم لوگوں کو ایک دم لینے کے واسطے کوہی اور ہند کی جگہ مو اے بارک کے بیلیا یوں کی اوت کے نہ تھی، اسے میں کپڑا، ان مکلا کلن نے فرصت کا وقت دیکھ، بالکل حربی اسباب و ہتھیار جمع کر لے کو فرمایا اور یہ کہا کہ جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ بہان سے قلعے کی دیوار کے پاس کی کھڑکیوں کے رستے باہر چل کھڑا ہو، چنانچہ اُن درہچون کے رستے دو آدمی نکلے، اور بھر و ساہر تھا کہ ہم عربف کی مار سے عیالہ ار سپاہیوں کے گھروں کی آرمین پکڑ نکل جائینگے اور یہ بھی اس نکلنے کا برا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے پاس جا کر مقام کرینگے چنانچہ کپٹان مکلا کلن بھی سپاہیوں کے ساتھ انہیں درہچون سے نکلا، میں ورمسٹر جوئس دونوں سپاہیوں کی توپیں پس بند و ق ہتھ میں لے سپاہیوں کے ہر ادمی اُس رفیق مجروح کے ساتھ آئے، قصہ کو ناہو لوگ اُن گھروں کی بندہ میں جاتے تھے، ان سے کئی آدمی زخمی ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیوں کے زبادہ نشانے بنتے، بہر صورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہیں کہ اُس کا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعداؤں کی گولیاں لیگنے میں فقط گولیوں کے خالی لفافے ہمو ملے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپٹان مکلا کلن نے حکم دیا کہ نہ اُس گھمٹی میں (جو قریب ہی تھی) جا کر تھہرو، جب تک اور سپاہی بھی پہنچ جائیں۔ لاک بھاگ اُس گھمٹی کے جس میں ہم تھے ہندوان کا ایک دیول تھا جس پر باغی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب یہ طرح انھوں نے ہم پر گولیاں برسائیں، سامنے ہم لوگوں کے ایک برج تھا جہاں صبح شام کی توپ سر ہو کرتی تھی

اُس برج پر بھی باغیوں کی ایک تری فوج مسلط تھی، کیطان مکلا کلن نے
 اُسید م بہت سے سپاہیوں کو جو آ کر جمے تھے آگے بڑھنے کو حکم کیا اور آپ بھی
 اُن سپاہیوں کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ران میں ایک زخم کاری لگنے کے
 سبب گر پڑا، ساتھ ہی اُس کے کیطان بارو جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھروالوں
 سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیوں کی جماعت میں آ ملا، اب
 جھڑپیت ہم لوگوں نے وہ برج لے لیا، اس تگ و تاز میں دونوں طرف سے
 کئی آدمی مارے پڑے، آخر کار متمدون نے وہ مکان چھوڑ دیا، تب کیطان بارو
 اور اُس کے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے، پھر اُس دیول سے لگاتار
 ہمبرگولیوں کی بارش رہی، جب ہم بخشی خانے کی طرف گزرے، تو معلوم ہوا
 کہ اُسے باغیوں نے لوٹ لیا ہے اور روپیہ کے توڑے حصار کے نزدیک
 رکھا، بعض سپاہی اُنہرے ہو میں رجمنٹ کے جو حصار سے اُس طرف جاتے تھے
 مارے گئے، اُدھر صدر برآمدے میں جو سپاہی تھے وہ پکار پکار کر گولیوں
 مانگ رہے تھے میں نے کہا آدکات کے روپیہ گولی کی جگہ استعمال میں لاؤ،
 جب اُن مہنوں کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی
 جانب چلے، اُدھر اُن بہادر و نلے کہ وہ ہم سے پہلے ہی یہاں پہنچ گئے تھے
 باغیوں کو اُن کے مقام سے ہٹا دیا جہاں ایک توڑا روپیہ نکا جسے وہ باغی
 بخشی خانے سے بھرتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا، جن پر بعض سپاہیوں اور
 عہدہ داروں کا جی لپایا بلکہ بعضوں نے حصار پر سے بھی اُنہرے کا قصد کیا،
 کیطان بارو نے یہ طور دیکھ کر پاسبا نوں کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ
 جو شخص پہلے اپنی جگہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُس کو گولی ماریں،
 جس وقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جان سوز دیکھنے میں

آئی کہ اعدا کی ایک بری فوج آ کے بیمار خانے سے ٹھہرنا پندرا آدمی
فرنگستانوں کو پکڑ کر صدر دولتمدار تک لیگنی اور ان بحرون کو ان
بیرحمون نے شلک مار مار قتل کیا ، سلاح خانے سے ان گمر جون نے
دو توپ دروازے کی بھیتروالی راہ پر گناہی تھی شاید اس ارادے سے
کہ ہم کو قواعد کے میدان میں جانے روکیں ، اب گولیوں کی فوٹ آخر ہوئی ،
کپتان بارو یہ سوچا کہ سلاح خانے میں بھڑک مٹاں سکنہا ہی کیونکہ گولی کے
بدلے روپیوں کے استعمال کرنے میں بہت وقت ضایع ہوتا تھا ، بہانہ حصار
سے لگے ہوئے کئی گھر تھے ، کپتان دیو دوسن جو تیس دین رجمنٹ کا عہدہ
دار تھا اُس کے گھر کے سامنے لاش اُسکی ملی ، حصار کی دوسری لنگ
ایک گھر تھا جس میں لفظنٹ ایلی اُنترھوین رجمنٹ کے عہدہ دار کے
لڑکے ہالے رہتے تھے ، جب اُس کے اندر ہمارے کروڑ کے بعض بعض آدمی
گئے تو اُنھوں نے اس پکارے کے لڑکوں میں سے ایک کو مقتول کیا
اب باغیوں کا غول کا غول قلعے کی حدی جدی جہون میں دھماکی دیتا تھا اور
شرت سے گولیاں اُن آدمیوں پر جو دروازے کی راہ میں تھے برستی تھیں
چنانچہ ایک گولی لفظنٹ میکائل اُنترھوین رجمنٹ کے مسبدار کی گلانی میں لگی
اور اُسے خون اتا ہا کہ وہ کمزور دست ہو گیا ، اب فظ کپتان بارو ، مسطر
جونس اور میں سپاہیوں کے ساتھ باقی رہ گئے ، باغیوں کی گولیوں سے محفوظ
بناہ گا ہون کے مختلف مقاموں پر سنگین چوکیاں بٹھا ہمارے طرف کی سپاہ
کپتان بارو کے ہمراہ عربی سامان کی کھوج میں سلاح خانے کی جانب گئی ، سامنے
ہم لوگوں کے فرنگی بیمارستان اور کپتان فنکوڑ قلعہ دار کے گھر کے قریب
ایک برج تھا ، جسے باغیوں نے بری مضبوطی سے اپنے دھن میں کھ لیا تھا ،

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچے بری طرح سے حریف کی مار کے نشانے ہوئے، کپٹان بارو اور راقم سطور کو ایک ایک گولی لگی، نچے تو پشت پر جسے اذیت نہ پہنچی، لیکن کپٹان بارو کو پھٹی مین جسے اُسے برا ہی صدمہ پہنچا، تب اُسنے سپاہیوں کے ساتھ جانے کے لئے مجھے التماس کیا چنانچہ میں اُنکے شامل برج میں داخل ہوا، ہر چند اس مکان میں مختلف جگہوں سے شدت گولیاں برستی تھیں پر جب اُنتر ہو میں رجمنٹ کے دلاوروں نے اُسکو داخل کر لیا، سبکے سب باغی بھاگ نکلے، سپاہیوں نے کپٹان بارو کے گھایر ہوئے اور چند اول میں اُسکے لیجانے کا حال معلوم کر کے کہا کہ اب تو ہم بے سردار ہو گئے، میں نے کہا کہ ہم اور سطر جونس دونوں تمہارے ساتھ ہر ایک مشکل میں شریک ہیں، اسی بیچ میں بیمارستان کا ایک شخص ہم میں آ ملا اور اُسنے ظاہر کیا کہ غت کے غت باغیوں نے بیمار خانے میں آکر مائیکل بیمار سپاہیوں کو مار ڈالا میں اُسے بھاگ بچا، الغرض ہم لوگ اسوقت کہ چند اول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے، اسنے میں ہم ہر گولیاں چلین، دو آدمی مقتول اور دوسرے مجروح ہوئے، ایسے میں کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے، اب ہم حصار سے اتر کر ہیئت مجموعی غلے کے انبار خانے کی دیوار کی آرمین پہنچے، میں نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا، اُسنے بندوق چھوڑی، تو پہی میرے سر سے گر پڑی، میں نے اس شخص کو دیکھتے ہی پہچان کر وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیوں سے ہی ہے، ساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل ہرا کہ خیر تو ہی آدم خان یہ کیا تھا، تب وہ بھی مجھے پہچان گیا، اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے، راستے میں پھر بندوقین ہمہر چلین، بارے کئی آدمیوں سمیت ہم سلاح خانے میں جا پہنچے، یہاں ایک

نئے وحشت انگیز تماشے کا سامنا ہوا کہ تمام یاسبن کیا فرشتہ فی کیا سبھا ہی
 سبکے سب کشتہ پترے تھے ، اور عہد دہار بھی انکا راکھا تھا ، پہلے جاکر مدوق
 کبی سنگین وغیرہ سے صلاح خانے کے قتل کو توڑ ڈالیں ، نو سبک ، حب سطر
 جو اس سے میں نے ہر حال یرن کیا تو وہ ٹکے حصار پر پڑھنے کو پہنچا آپ نیچے اُترا
 اور بول اُتھا شکر کہ گنج مقصود ملا ، اُتھا حاصل مارت سیم ایک خم حصار پر لگا دیا
 لیکن گولی نہ اُرد جب گولی کے پانے سے ہمیں یاس ہوئی تو صلاح خانے کی جانب
 جانے اور ادا میں سلطان کے نشان کو گھر دینے کی صلاح نہیں ہی جانتے تھے ۔
 قصد پر سبھا ہیونکے بارک سے کئی جوان سہتہ لیکر قلعے کی برج تک اسے وقت
 میں جا پہنچے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے ماندھنے محمد نے میں تک
 رہے تھے ، باوجود اسکے وہ ہمیں دیکھتے ہی بند و فین چھوڑنے لگے ، ہم وہ سے
 پھرے ، اور اُن لوگوں نے ہمارا پیچھا کیا ، ہم خلد اسے دہنوں میں نہر
 بندوق سر کرنے میں سرگرم ہوئے ، اسی طرح لڑنے لڑنے کے حال تک
 پہنچ گئے ، لیکن رستے بھر گولیوں کے نشانے لگے ، ہم میں سے تین
 شخص نشان کی نردبان پر چڑھ جانے کے مستعد ہوئے ، ہند تو گولی
 سے مارا پڑا ، بعد اسکے سار جنط ماکا اس اس کام پر مستعد ہوا ،
 اگرچہ اُسپر قریب کے گھروں سے گولیاں برستی رہیں ، نب
 شخص یر بو بٹ قلب با ہم سیر آھی کے نیچے اس دروازے پر پڑا تھا
 کہ اگر سار جنط مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ اُپر چڑھ جائے ، اس
 عرصے میں کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہو گئے ، چونکہ سرے دوست جو اس
 نے سار جنط سے علم لے لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب پھرتے آئے اور
 اب ہمیں اُن زخمیوں کو بھی دکان سے اُتھالا نا ضرور ہوا (ہر چند اس لئے میں

سرت سے گولیوں میں ہم ہر برسین) کیونکہ اگر ملے لوگ وہیں پر سے رہتے تو بے شک مارے جاتے، میں نے ان مجروحوں کو بیہوشان کے ایک گھمٹے میں جو قریب تھی رکھا، تب کئی بیکار منضبد اور میرے پاس آئے اور بری محبت و دوسری سے کہنے لگے کہ اب تو تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ ادوق اور نشانیاں یاں کمی ہر نوع ظاہر ہیں اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہیں، اس لئے متشامے وقت تو یہی کہیے جو کتنے بقیۃ السیف رہ گئے ہیں اُنکی جانوں پر نرس کر کے بوجہ معقول کہ امکان سے خارج نہ ہو میل ملاپ کی تدبیر کی جائے، میں نے اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہد دار لوگ رہتے ہیں اُنہیں سے مقرر بعضوں نے آراکات کے ناظموں کو اس سانچے کی اطلاع کی ہو گی، کیونکہ ایسے واقعات خطرناک کی خبر جو یکطرفہ فرد گزاشت ہو یہ بات کسی طرح خیال میں نہیں گذرتی، بعد اسکے میں نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستہ بھی ہمارے اختیار میں آگیا ہی، علاوہ باغیوں میں کون ایسا شخص ہی کہ اُسکے نزدیک التجلاؤں اور احمیں بھی شک نہیں کہ کمک عنبرب آن پہنچی اور چاہئے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت میں ہی اُسکے محافظت کی کوشش کریں۔ اس عرصے میں جو نرس میرا مونس بھی کپتان ماکر اس کے کھر سے حصار پر آن پہنچی میں نے اُن خانہ نشین عہد داروں کی بنے سب باتیں اُسے کہیں اُسنے اس امر میں میری مات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم میں کمک آ پہنچی ہی، اس گفتگو کو چند ان دیر نہ ہوئی تھی کہ کرنیل گلابی اور کپتان ولسن انیسویں درگوں کے فرمانبردار وازے کی راہ کے لگ بھگ کمک کو آ پہنچے، لوگوں نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی پوشیدہ کھر کی کے رستے بھاگتے ہیں چنانچہ کتنے ایک سوار اُس طرف تعینات ہوئے،

بعد اسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونوں حصار سے باہر آئے ، جو میں نے میسور کا جھنڈا جو ہاتھ آیا تھا کرنیل کے ہاتھ میں دیا ، اسے کرنیل فنگوور کا حال پوچھا چونکہ ہم کچھ اُس کا حال جانتے تھے یہاں کر سکے ، بعد اسکے کپٹان باروکی خبر پوچھی ، میں نے اُس گمشدگی کی جانب حسمین و دناش رکھ دی ، وہ اُس کے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی ، تب مجھ سے پوچھا کہ تم کو جی ، میں زخم لگا ہی ، میں نے اپنا پانوا اور زخم دکھایا ، بعد اسکے مجھ کو کمانڈر کپٹان بارو جس برج میں ہی وہاں تک تم میرے ہمراہ جنو ، مینسورین و حسط کے جھنڈے سے کپٹان مارکر اس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر آئے ، حصار سے نیچے رکھے گئے تھے ، ایک سپاہی بادشاہی علم لیکے ہمارے ہر آدمی کی کمرے میں آیا ، رستے میں ہر چند باغبان نے ہم پر بند و قین داغیں ، ہر خیبریت گنہاری ، ہم اُس برج میں پہنچے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جبکہ ساتھ میں انی تو ہیں یہیں نہیں آتے کات سے قلعے کی جانب دوڑے چلے آئے ہیں ، کرنیل کلہی نے دوسرے کی گمشدگی چھوڑنے کے وقت کپٹان بارو سے کہا دیکھنا میں توفیق برداری کی پوری سے کیسا تم لوگوں کا بہ لا لوں گا ، جس وقت ہم دروازے کی طرف پھرے پھر ہندو دہلی دیول سے گولیوں کے نشانے ملنے یہاں تک کہ دروازے کھل آئے ، حصار دروازے پر پہنچ گئے تو دو کلک کی توپیں بھیتروالے دروازے پر منگوامی کہیں اور کرنیل کلہی نے توپوں کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفظ لفظ سے اس کا مین عہدہ دار جو سواروں کے ہمراہ آرکات سے آیا تھا اس صلیب سے اس کام میں در آیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک میں کھل گیا ، اب کرنیل کلہی نے جنگ کے لئے طیار ہونے کو حکم کیا ، اگرچہ وہاں لڑنے کے قابل پچاس آدمی سے زیادہ نہ تھے ، بہر کیف ہم کرنیل کلہی کے ہمراہ حصار سے چلے ، ہمارے پیچھے ایک

رسالہ ڈراگوفون کا اور ایک رسالہ ہندوستانیوں کا تھا، جو نہیں کرنیل نے
 آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم میدان کی جانب روانہ ہوئے، وہاں پہنچتے ہی اُس
 دیول اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیوں کی بوچھاڑ برسی، غول
 ہمارے سپاہیوں کا صدر محسوس کی طرف آگے بڑھا، اور جب ہم متصل اُس مقام کے
 جہان بیمار سپاہی مارے پرے سے اُٹھے جا پہنچے، یہاں بھی اعدائے برے زور شور
 سے گولیوں کا مینہ برساتا، اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح
 ہوئے، الغرض ہماری جمعیت کے انتظام میں خال واقع ہوا یعنی جب کرنیل
 تکسہی ہم کو اِس ارادے سے کہ ڈراگون کے رسالے کے سواروں کو
 حملہ کرنے کا حکم دے دیا، ہر طرف جانے کو رستہ دکھانا تھا کہ اتنے میں ایک سوار
 جس کو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہ سے اُچھل پڑا جس کے دھکے سے
 کرنیل زمین پر گرا، میں اور سارے جنٹ برادری نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا، ہر چند صدر
 برا پہنچا تھا پر جانکی خبر بت ہوئی، اب سواروں نے صدر دوسرا کی طرف جا کے
 بالکل باغیوں کو جو وہاں سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا، بعد اُس کے میں نے دیکھا کہ
 کرنیل مارا گیا اپنے گھر سے نکلا چلا آتا ہی اُسے کرنیل گلکسپی کو دکھایا اور ترنت
 میں نے بھی اُس کے پاس پہنچ کر مصافحہ کیا، بنے دونوں کرنیل آپس میں گفتگو
 کر رہے تھے جو ہم دولت سرا کے اندر پہنچ گئے، تعجب تھا کہ دولت سرا کی
 جہت پر سے کتنے باغیوں نے بندوقین سر کر فرار کا راستہ پکڑا، کرنیل گلکسپی
 نے مجھ کو فرمایا کہ اُنھیں پکڑ کر قید کرو، کتنے باغیوں نے تو آپہنچا رہا تھا
 اور جو بندوقین تھے میں لگے ہوئے تھے اُنہیں سے بعصون کو میں نے کہا کہ بندوقین
 زمین پر رکھ دو اور اپنی راہ لو، اور اُدھر پہلے ہی سے میں نے دروازے پر
 چوکیاں بٹھلا رکھی تھیں تاہم لوگ باہر نکلنے پائیں، تب میں نے اُنکا سر بند کھولا

اُنکی جیب سے ہم لوگوں نے کتنی گولیاں نکالیں جن سے اپنی بند و قین میں
 کرنیل گلہبی اور کرنیل ماربط آپس میں گفتگو کر رہے تھے، کرنیل ماربط نے یہ
 شاہزادوں میں سے ایک بھی اپنے دو لٹخانے سے باہر نہیں نکالا بلکہ میرا دل
 گواہی دینا ہی اور یقین کلی ہی کہ اُنہیں سے کوئی اس ہلے میں بغیوں کے
 ساتھ شریک نہیں ہی، جبکہ کرنیل گلہبی محاصرہ کے بہتر جانے کے باب
 میں گفتگو کرتا تھا مجھ کو اُس کے صحن میں اُس نے قیدیوں کی نگہبانی پر مامور کر کے
 اس کام میں خوب چوکس رہنے کے لئے فذ غن کیا، بے قید می تیلسوین رجمنٹ
 کے لوگ تھے، جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیوں کا ایک غول
 بھیجا گیا جنھوں نے بہت سے سرکشوں کو جو کھرکی کے رستے چھپکر جا گئے تھے
 مار لیا، اہلک جنگی سپاہیوں کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سوائے کرنیل ماربط کے
 نہوا تھا، کرنیل گلہبی نے مجھ سے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک مضبہ اردن میں
 داخل ہو، ذرا وہاں کا حال تو جا کے دریافت کرو کہ کیا ہی اور انہر ہو میں
 رجمنٹ کا کوئی مضبہ اور ملجائے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد بیت سپاہیوں میں آن
 ملے، خیر میں رخصت ہو کر قواعد گاہ سے سلاح خانے کی جانب گئے، جہاں
 دراگوں کے ایک سارجنٹ کو میں نے دیکھا اور کہا کہ میں کرنیل گلہبی کے
 پاس سے یہاں کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہوں اُس نے کہا کہ: بھی کوئی دم میں
 سلاح خانہ آگ لگا کے اُڑا دیا جائیگا، خدا کے واسطے اُس کے بہتر نجاؤ،
 آخر الامر میں اندر گھسنا، دیکھنا کیا ہوں کہ دراگوں اور سپاہیوں میں جو وہاں
 آچھپے تھے، بیطرح گولیاں چل رہی ہیں، لفٹنٹ بلاکسٹی کو وہاں دیکھ کے اُسے
 جو میں نے حقیقت حال پوچھی، بولا باغیوں نے سلاح خانے میں آگ لگا دی تھی،
 پر جلد پھٹائی گئی، جب میں اُدھر سے پھرا اُنہر ہو میں رجمنٹ کے دو عہدہ دار ملے،

میں نے کرنیل گلہبی کا پیغام اُنہیں پہنچایا کہ تم جھٹ پت اپنے سپاہیوں میں جا ملو، بعد اُسکے کرنیل گلہبی کو دو لتخانے کے صحن میں آکر ہایا، اُسکو اُس لفٹننٹ نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا بالکل مضبوط جواب اپنے طاع کی پادری سے باغیوں کے ساتھ ظلم و ستم میں شریک نہوئے تھے نہ آج پہنچے، میں نے دو لتخانے سے باہر آکر اپنے گھر کا رستہ لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہو گیا ہی مگر گھوڑا اور کئی ایک چیرنار اُج سے بچ رہی ہیں، میں نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پھر قواعد کے میدان میں جا کے دیکھا کہ ہندیوں کو دو لتخانے سے لیجا کر ایک دیوار تانے بٹھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیا کیا جانا ہی چنانچہ قلعے میں میدان تو پین مشعل اتر رہی ہیں رجمنٹ کے سپاہیوں کے جو بانی فساد و شر کے نکلے تھے لائی گئیں، اُنہیں سے ساتھ آدمی توپ کے منہ پر اُرائے گئے، دو پہر ڈھلے ایک گروہ باغی سپاہیوں کا جنہوں نے صبح کو قلعہ جھوڑ کر پھاڑ کر کی گھاتی اپنے قبضے میں کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، اُنہیں بھی اُن کشتوں کی لاشوں کے پشتوں پر بٹھلا دی سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک لمحے کے ظاہر ہوا کہ تین سو بیس رجمنٹ والے ہنگامہ و شور و شش کا قصد نہیں رکھتے تھے بلکہ بہر فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُتھا وے ہندوستانی عہدہ دار جنکی فخر کے وقت لڑائی ہوئی تھی جنگی عدالت کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعض تو توپ کے منہ پر اُرائے اور کتنے ہندو کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر پڑھائے گئے، یہ تعزیر کئی ہفتوں بعد عمل میں آئی، دونوں رجمنٹ کے سپاہی معزول کیے اور جھنڈے اُنکے قواعد کے میدان میں جلادے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کرداروں کی جماعت سے قریب سا رہے چارسی آدمیوں کے جان سے مارے گئے، اب وہاں کے مقتول و مجروح عہدہ داروں کے نام لکھنے پر خاندان اس روایت کا کیا جانا ہی،

تفصیل کشتون کی یہی ، بادشاہی چونتیسویں رجمنٹ کا فرمانروا لفظنٹ
 سنط جان فنکور طقمہ دار ، انترہوین رجمنٹ کا لفظنٹ ایبل السین پو فر ،
 پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا کپتان میار ، لفظنٹ طکیورن ، پہلی ، اہمراط ،
 تیسویں رجمنٹ کا لفظنٹ کرنیل جیمس ماکراس ، کپتان دیو دو لیسن ، لفظنٹ
 وطیشیت ، لفظنٹ راجالی اسمتھ اسکوئیر بخشی من ، توپخانے کا آہو من
 مکساری ، سطرگیل کا تھاکٹر اسی توپخانے کا ، ہندوستانی پیادوں کا
 فرمانروا ایمر چارلس ارم اسٹرانگ ، تنصیل مجروحون کی ، انترہوین
 رجمنٹ کا کپتان باروادر مکلاکن ، لفظنٹ میکائیل ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا
 لفظنٹ کٹکیٹ ، لے سکے سب چور زخمی ہو گئے تھے ،

روایتیں مسٹر جونس سر جٹین اور مسر

ج دین معین سر جٹین کی تمام ہوئیں ،

نامہ نواب حیدر علی خان بہادر فرمان فرماے ملک دکن
 کاجوشاہ ایران کریم خان کونویں رمضان سنہ ۱۱۷۹ میں
 بھجواتھا مسودہ لالہ مہتاب رائے سرکار حیدری کے منشی کا ،

جنگ آفتاب انور کے ظہور اور ماہتاب سنور کے نور سے راحت آسمان
 وزمین نوریاب اور گلزار کائنات ابر آذری سے سرسبز و شاداب رہے
 محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنٹ و حشمت

بیت

نرا وندا اور نگ شانشی سپہدار اقلیم فرماندہ ہی

خدیو زمان شاہ عالی تبار شہداد گرخس و نامدار
 فرازندہ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری
 زیب و زینت چار باش تکین و جاہ نوازندہ ضیق اللہ کا شمع نائید ایزدی اور
 ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو

آب کا لطاف نامہ جس کے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا راسخ فایح تھا
 ایسے وقت میں کہ دل آرزو مند کو وٹان کی خبر خبریت کی انتظار تھی بساعت
 مسعود اور زمانہ محمود سیاحت پناہ شرافت و ستگاہ شاہ نور اللہ اور والا
 جان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز
 وصول ہوا، اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ میں کمال بسطت
 و سرور حاصل ہوا، مخلص نیاز مند سے اُن مراتب موالات و مصافات
 کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف حامی کا شکر گزار و مشکور
 ہوا، چونکہ اتفاق و وفاق عامہ بنی آدم زائیدہ خیرات و حسنات کا ہوتا ہی جب
 صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریاروں کے درمیان موافقت و موافقت
 کی بنیاد قائم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار فواید اس پر سترتب ہونگے، اس لئے ہر
 وفائیکش اُس زیندہ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر
 بر حسب مضمون اس شعر کے

بیت

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را

ہنوز باد یمن محو نکہت عربیست

اُس جناب سے الفت و ارتباط کا خواہان ہوا تھا، الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو
 آئین فوت و مروت سے اُس والا تبار کے جہندہ چشمداشت نمی منو بخوبی

ظہور میں آئی، اتحاد و وفاق کا خورشید دلوں پر ہر توانا قس اور گاشاد و داد و انصاف
 روشن ہوا، مہربان جواز راہ لطف و کرم قید تحریر میں آئی ہی کہ ہر اخلاص شعور
 اپنی سرکاری کشتیوں اور جہازوں کی لنگر گاہ کے لیے جو بندر کہ مہیا کرے ان کے
 متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھنا بھیجئے، الحق حب بنائے بلیمہنی و انجہ
 کی قائم ہوئی تو جانبین کے امصار و دیار حکم واحد میں داخل ہوئے، نیاز مند ملک ایران
 کے علاقے کے کل جزیروں اور ساحلوں کو از آن خود سمجھتا ہی، اب اُس
 فروغ الکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب ہدیٰ نبی القلب چشم است بہر
 ہی کہ اس مذاکبش کے قلمرو کے سرا سر طائر و بناور کو اپنا ہی جان کہ جس
 بندر کی خواہش ہو اُسے اپنے خیر خواہ کو آنگاہ اور سرکاری متمدن کو و ہن
 روانہ فرمائیے کہ بسرو چشم اُنکے حوالے کر دیا جائے تاہماں سے ترے ترے
 شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازوں کی طہاری کا کامان جو اس اطراف
 میں کثرت سے ہی اور بھی اس دیار کے خلیفہ اور عجایب ہمیشہ و ہن
 پہنچا کرین، باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور اللہ کے ذریعے سے دے
 جہان کشا پر روشن ہو گئے، شفقت دلی سے رجاے والقی ہی کہ مدام بھیجئے
 مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسائش
 اور تحایف کی فرمائش پر متضمن ہوں دل آرزو مند کو قرم و فرسند کیجیو گا،
 الہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو،

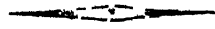
مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان

شہر یار دیکھیں تھیں سلطان کو لکھا تھا ،

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور انقلاب سلطان مکتوب الیہ
کے مشاطہ خامہ شاہد مدعا کے رخ سے ! سحر نقاب کھولتی ہی ،
خط سرت رنط ، جواہر محبت و وفا کا مخزن ، کنوز مودت و ولا کا سعدن جو آپکی
اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج و بینہ اور بددیان بدعتی کے تباہ
و تاراج کرنے میں متضمن تھا ، اور اس مات سے مخبر کہ سلطانی قلم و کی جامع مسجد و ن
میں ہر آدینے کے دن بعد فارغ ہوئے نماز کے اس نیاز مند کی وسعت مملکت
اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب میں مناجات
کی جاتی ہی ، اور اس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے اباجی سید حبیب اللہ
اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات و اُن کے اس نیاز مند درگاہ الہی کو معلوم
ہوگا ، اور کئی سوغات اُن سفیر و ن کے ہمراہ بھیجی گئی تھی مہ اس درخواست
کے کہ اُس سرکار کے دو شخص ہمیشہ اس مخلص کے دربار میں حاضر ہا کرین ،
غنا وہ اور بھی کہنے مراتب محبت و ولا کے جو اُس میں مندرج سے ساعت نیک
میں پہنچا ، جسے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا ،

چونکہ اُس سلطان و الا شان کو نیست و نابود کرنا نے دینان مخذول اور باری کرنا
شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہی ، ہم بعون الہی مہ شکر قاہرہ جلد
اُس طرف کوچ کرتے ہیں تاکفار بد کردار و ٹیٹ کے قائلان ضلالت شعار
کے ساتھ غزا و جنگ کر بضر تیغ آبد ، اُس ملک کو لوٹ کفر و بدعت سے
پاک و صاف کرین ، آپ اس امر میں خاطر جمع رہئے کہ شباب باشندے
و انکے اپنی داد کو پہنچکے مہادامن و آسائش میں چین سے رہینگے ،

اور اس سلطنت میں نے جو فیما بین استواری محبت و امان کے لئے
اپنی سرکار والوں کے دوست خاص ہمارے یہاں بھیجنے کے باب میں درخواست
کی تھی، ہم نے بخوشی اسے قبول کیا،
اس عالی منزلت کے سفیروں کی معرفت کہ وہ اپنی سماعت
و رسالت کے مراتب و مطالب کی گزارش کئے مقروض ہوئے ہیں، ان
محل بیان میں لائے ہمارے لئے و تحفے جو ہمارے و فور محبت و امانات کی نشانی ہی
موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے،
مدام اپنے مرکوزات خاطر منہ خصوصیات دیگر کے اعلا م سے ہمارے دل ملحق
کے مذاق کو شیریں رکھا کیسیکا،



تھیک تھیک ترجمہ اس انگریزی مکتوب کا جواب ہے

عربی ہے انگریزی عبارت میں لکھا ہوا ہے

ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوند کار و م سلطان سیم کے
عربی مکتوب کا کہ فرما لیا کہ دکن تیبو سلطان کے نام پر آتھوں
ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان مددوح کی
ہرکار ہے مسطر اسپسر اسمتھ کو جو اس دربار میں بادشاہ
انگلستان کی طرف سے اُبدنوں و زینت مقرر تھا ملا تھا،

اس سلطان برادر قدردان کو معلوم ہو جیو کہ اس ایام میں کہ فرانسس نوگ
دیار فرنگ کی اکثر ریاستوں کے ساتھ سرگرم حرب و بیکار ہے ہماری سرکار
نے اُن لوگوں کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے جلی آتی ہی کسی

طرح اُنکی دشمنی کے ارادے دوسروں کے شریک و طرفدار نہو کر صلح
کل کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اس جانب سے اُنکے حال پر بہا تک لطف و توجہ مبذول
ہوا تھا کہ اور سرکاروں کے شاہی ہونے کی نوبت پہنچی تھی ، سرکار عالمی کو
جون بہ نسبت اُن لوگوں کے نہایت درجے میلان و التفات تھا اور اُنکے تپاک
و نگاہت کی باتوں کا کمال اعتماد ، یہی باعث تھا کہ رزم آدا سرکاروں کی طرف
سے جو ہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے
سود و بہبود پر حضور میں درپیش کیئے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہم نے باقتضا سے
ظلم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کا دستور العمل ہی اُنکی مناصحت کو تا وقتیکہ
قطعی جنت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استغمال
سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ ساری خلقت ان حالات سے مطلع ہی ،
اسی عرصے میں اس قوم کے رؤسا کہ ہمارے اسے سلوک و مراعات کے
برے برے آثار دیکھ چکے تھے اور سرکار عالمی کو خیال بہر تھا کہ دے بھی اُن
مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجالا گئے ، پر برخلاف اسکے
اُن لوگوں نے اندون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسے آپس کے میں ملاپ
میں خلل پڑے واقع نہوا تھا ایک ایک کی دغا بازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہی
چنانچہ پہلے تو انھوں نے تولون میں جو ملک فرانسیس کے متعلق بندروں سے
ہی جہازوں کی طیاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسروں کے
مخفیہ میں نہیں آسکتی تھی اور ان جہازوں کے روانہ کرنے کا لوازم و اسباب
مہیا کرنے کے بعد شکر انبوہ اُنپر چڑھایا ، اور بعض آدمیوں کو جو عربی زبان
سے ماہر اور قبل اسکے مصر کے ملک میں گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری
اُسکی بونا پارٹی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا چنانچہ سپہ سالار نامبروہ

اُن جہازوں وغیرہ مصیبت عزیرہ ماخذہ کی صحت کو ج کمراسس مذم کو اسے دینے
 میں لایا۔ شریعت سے سکندر یہ کہی غالب رہا جو کے ستر ہویں مہم
 سے ۱۶۱۳ میں آئے جسے جاکہ اکبار کی بیٹے سے اس کے کھنٹکے کو ان
 اتار جبرائیل شہر میں داخل ہو گیا۔ تھو۔ نوں سے اسے ان کے قوم و قوم کے
 نزدیک عربی عبارت میں اسٹندہ رہے اس مشہور کے عجوبہ کے سبب
 کر دیا کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ ہونچھ عرب و ہیکار کار و کار ہیں نہ نہ عرب
 و نغذیب مصر کے بیگانوں کی غشوں کے لئے ستہ و خون میں قوم فراہم سے
 سودا کروں کے حال برہالت و ستر بہ نر کھا لبتہ منظور ہی اور سرکار
 موصوف سے دستور ملحق میں ماب فی راہ و رسم خارجی و اسوارہ و
 عرب کے حقیقہ آدمی فرانسیسوں کی موافقت اختیار کرینگے اُن سے سادہ حسن
 سلوک عمل میں آئے اور جو لوگ فتح الحف رہیں موت کا مرہ جانشین ہا عجوب تو
 یہ ہی کہ اُن مفتریوں نے اور رضی یعنی دوسری جگہوں خصوصاً ہمارے کسی
 کسی ہو خواہوں کی سرکاروں میں کیا بت یہ انتہ سہو کر دیا نہ نہ سر کی
 مہم ہماری مرضی و صلاح سے واقع ہوئی اور حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے
 بعد اس کے اُس مکار نے شہر وضع میں داخل کر لیا تب تو دولت عثمانیہ کی فوجوں
 کے ساتھ جو شہر قاہرہ سے ان مصیبت زدوں کی مدد کو تعینات ہوئی تھیں
 مقابلے کی نوبت آئی ہر ایک قوم اور ریاست کا قدیم سے معمول ہی کہ صلح کی
 مدت باقی رہنے کوئی آپس کی مملکت و علاقے ہر دست انداز ہیں ہوتا کہ جب
 خلاف عہد و دستور کوئی نئی بات سرزد ہوتی ہی تو پہلے اسکی وجہ سے
 ایک دوسرے کو آگاہی دینی خاتی ہی اور نا وقتیکہ جنگ کا بیخام آشکارا
 درمیان نہ آئے جانہیں کے نعمانوں پر ہر تھائی کی قصہ سے سبقت عمل میں ہیں

آتی، برخلاف ان ضابطوں کے فرانسیسون نے ہماری سرکار کے ساتھ
 نہ لے سکے کہ ہمارے اور اُنکے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے میں کچھ ضل
 و خدہ یا اور کسی طرح کی نا اٹھنماقی یا بگاڑ واقع ہو فریب کی راہ سے ایسی
 نے موقع دے جہت حرکتیں کیں جسے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور اُن
 لوگوں کی دغا بازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اس اعتبار سے کہ متصل قبلہ اہل
 اسلام مکہ معظمہ اور بھی مدینہ منورہ کے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت بندہ
 علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب سالانوں کے نزدیک متبرک و مکرم اور
 عربین شریفین کے باشندوں کے اذوق اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہے، لے سکے
 سو اقوام مذکور کے بعض نامے جو پکڑے گئے اُنکی عبارتوں سے اس معلوم
 ہوا کہ اُن لوگوں کا اس غور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لبیک اُسیں
 چھوٹے چھوٹے صوبے بنائیں اور سالانوں کے ساتھ اُنکے دین و مذہب
 کے نیست نابود اور خراب کرنے کے ارادے تری کی لڑائی لڑیں اور
 رفتہ رفتہ یکتلم انھیں دنیا سے ناپدید کر دیں اس قصد پر میں اتنی وجہوں کی جہت
 سے جو اوپر لکھنے میں آئیں ہمارے دل میں یہ بات سمجھائی ہی کہ توفیق الہی
 اور تائید رسالت پناہی کی استد سے ان دشمنوں اور دین کے بدخواہوں
 کے دفع کرنے میں ہر طرح کی تنگا پو عمل میں لائیں، پس اُس برادرِ قدر دان کے
 ساتھ کہ دین و اسلام کی پستی و حمایت میں بواقعی شہرہ آفاق ہمیں چون حقیقت
 میں علاوہ دینی اخوت کے مدت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہمیں اور
 بار بار تباط و بگاڑ کی جو رسمیں ہمیں طرفین سے ظہور میں آئیں جسے جانبین
 کے ملکوں میں بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا، نواب اُس برادر کی بلند
 ہمتی سے امید قوی یہی کہ غالباً وہ برادر مہربان اس فرخندے کی صفائی کے

لئے اپنی خواہش دلی اور ثبات قدمی کے اقتضا سے حبیت دین داری کا
 پاس کر کے حتیٰ الوسع اس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و نامہ مرنے
 متفق و معاون ہونے میں کوئی وقفہ فروگذاشت نکرینگے اور جیسے سہی کہ انہوں
 قوم فرانسیس نے اپنے قدیم دشمنوں کے موافق سرکار کمربر کے لئے کی
 سرحدوں میں ہندوستان کے درمیان ویرانہ قوم طرح کی ساری
 ہی اور اس تقریب سے درمیان قوم مذکورہ اور اس برادر کے حمایت
 موافقت و میل پیدا ہو اہی چنانچہ اُنکے سرداروں نے اس پر وہ عہدہ
 کی نوکری کے واسطے مصر کے رہتے فوجوں کی جمعیت تعینات کرنے کا
 اقرار کیا ہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو بدوین سچی و
 کوشش کر رہے ہیں انجام و نتیجہ اُسکا فراست کی نظر سے اس برادر
 خرد دان کے نزدیک پوشیدہ و پنهان نہ رہیگا اور اُنکے مکر و فریب کے اظہار و
 بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا، چونکہ اس قوم کے مقابلے کو اُدھر سے تو ضمان
 سرکار انگریز مستعد ہیں اور اُدھر ہم بھی اُنکے فتنہ و شرارتوں سے
 کر لے پر آمادہ اس لئے کہ اُنہیں دونوں سرکار سے عند ہی اس صورت
 میں دونوں سرکار کے سرداروں کو آپس کی یکجہتی کے سبب مناسب ہی
 کہ ہر طرح سے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہیں، اور
 یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہو گئی ہی کہ فرانسیسوں کے سرداروں نے
 سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھنے کے آزادی نامہ کا
 ایک نیا پتہ دکالا اور در حقیقت دہر کا پتہ اختیار کیا ہی، یہاں تک کہ ملکوں
 پر پاپائے دم کے جو بہانے کے قدیم ریسوں سے ہی اور دیار فرنگ کی
 ساری قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی ظلم و تعدی کا، نہ ہیٹھا یا ہی

در ریاست یسٹرائن بھی جو بطور ریاست اجتماعی کے تھی باوصف
 اسکے کہ ایک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم میں اُنکی دشمنی کے
 در سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے میں اُنکی خدمتیں بجالائے تھے اُنکے
 قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکوں کو دوسروں کی مدد سے لیکر آپس میں
 باہت لیا اور اُس ریاست کا نام و نشان دفتر ایام سے مٹا دیا اور بہر سرکار
 عثمانی نے ملکوں پر قوم مذکور نے تاخت کی اور بھی بعد اسکے جو اُنھیں
 ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اس سے بیشک غرض اُنکی
 صرف یہی تھی کہ انگریزوں پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدا نکرے تمام ہند
 لے لیں اور ہر ایک مسلمان کو دہان سے باہر نکال دیں، کچھ ہو اس قوم کو
 ایک بار ہندستان میں داخل کر لیسے کی بری خواہش ہی تاوے خاطر خواہ اپنے جلتے
 دل کے پھپھو لے تو رہیں اور اپنے دل کا بخار نکالیں جہاں کہیں اُن لوگوں نے
 داخل پایا ہی! سیطرہ کی حرکتیں کی ہیں، الحاصل فرانسسوں کی قوم ایسی
 نئے مروت ہی کہ اُنکے چھل اور دخل آمیزگی کا وقت کچھ پایاں نہیں اور جس جگہ
 وہ قابو پاتے ہیں وہاں سوائے خلق اللہ کی جان و مال پر دست ستر دراز
 کرنے اور مذہب و ملت کے استہمال کرنے کے کچھ اور خیال نہیں رکھتے،
 پس جب یہ سب احوال اُس برادرِ قدر دان کو معلوم ہو جائیگا تو رجائے واقع
 ہی کہ وہ برادرِ طرفہ دین و اسلام کے اقصا سے اپنے تمام ہم مذہبوں کی کمک
 و مدد میں بلکہ قوم فرانسس کے شر و تزویر سے خطہ ہند کے بھی بچانے کے لئے
 شرائط جدوجہد میں دریغ نہ فرمائیں گے، اور بر تقدیریکہ درمیان اُس برادرِ قدر دان
 اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط و میل ملاپ ہو اہی جیسا کہ ہم سنتے ہیں تو اُمید
 یہی کہ وہ برادرِ والا قدر حال و استقبال کے آغاز و انجام کے نتیجوں اور

اُس نشیب و فراز کو جو اِس دھب کی مادیت میں منسوخ و ممکن ہی
 ترازی و دانش میں تولی کر اُسے احترام لازم طنین اور اگر کسی طرح
 فرانیس کے ساتھ شریک ہو لے گا اور او یا انہر بزون سے ترے کا
 قصد رکھتے ہوں اُمید یہ ہے کہ اِس نیت کو دل سے محو کر آہیں و الحاصل
 خلاصہ مضرب ہمارا یہ ہے کہ وہ قدر شناس انہر بزون پر جڑھ نہی اور معرکہ
 آرائی کرنے سے باز آئیں اور فرانیس کے لطف و لطف نہ سنیں
 اور جس صورت میں کہ اُس برادر کہ انہر بزون کی سہ کار سے کجھت کجبت
 ہو تو ہمیں مفصلاً اُس کا حال لکھ بھیجیں کہ اسکی صحت نہی کے لئے اصرار ہے ہر طرح
 کی دستانہ کو شش عمل میں آئے ، تا مگر خواہش ہے رہی یہ ہے کہ
 برادر فرانیسون کا میل ملاپ چھوڑ کر انہر بزون کے ساتھ موافقت اختیار
 کریں ، اور ہم کو اِس بات میں بری توقع ہے کہ وہ برادر قدر و ان اِس
 مکتوب کہ عبادت اور بھی اِس ضرورت پر کہ اِس تمام میں نہ مسمون
 و ہم مذہبون کو اُن مکانات مشرکستین اعدائے خود کے دخل سے نکال دیے
 کے لئے آپس میں شریک و معاون ہو کر اسکی شر دون کا انجام کرنا واجب
 ہی خوض و فکر کر کے یہاں ساری دین داری اِس مہم میں جو تمام سرکاروں کا
 مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اِس معاونت میں بجا نہ لے اِس وسیع
 سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کہ کہ جانبین سے بطور شایستگی اُن دونوں
 سرکاروں میں ثابت و قائم ہی مضبوط و استوار کریں ، زیادہ کیا کہئے

جواب خوند کار روم کے مکتوب کا شہر یار د کھن
تیپو سلطان کی طرف سے جو عربی عبارت میں مرقوم تھا،

سب ستائش و حمد مرزا و اہل ہی اُس دادار کو جس نے ملوک صاحب احتشام
اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسے نور و ظہور بخشا،
اور درود و سلام اُس کے رسول مجتہد محمد مصطفیٰ اور اُنکی آل و اصحاب اجمہ و
یرجنہوں نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا،

بعد اُس کے شہنشاہ جمجاہ، حکومت و ابہت پناہ، ظل ملک صمد، الطاف ربانی
کا مورد، منبع دانش و عرفان، مجمع بر و امتنان، مقدمۃ البحیش فیروزی و اقبال،
برگزیدہ حضرت ذوالجلال، بادشاہ بروجر، نائب ایزد اور اعنی سلطان روم
کی بارگاہ والا میں (پابندہ و دایم رکھے خدا اُس کے ملک و بادشاہی کو)، پوشیدہ
نرہ، کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین
کے ساتھ اُنکے عنادر رکھنے اور بقلم مذہب و طریقے کو صفحہ جہان سے محو کر دالنے پر
مشتل، اور انگریزوں کی توصیف و تحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے
صفائی کر دینے کے لئے اُس عظمت و سنگاہ کے کفیل و حازم ہونے اور
ہم میں اُنہیں جو خصومت و دشمنی واقع ہی اُس کا سبب بیان کرنے پر مجبوری تھا،
نیکترین ساعتوں میں پہنچا اور سراسر مضمون اُس کا معلوم ہوا، خاطر خاطر پر
روشن و مہرہن ہو جو کہ ہم نے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قائم رکھنے
کے واسطے کسر باندھی ہی، اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ
آپ نے لکھا ہی بری بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیوں سے خوب آگاہ
ہیں، اور چونکہ انگریزوں کی قوم نے اندون ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں
یشددستی اور عرب و ہند کی طیاری کی ہی ہم پر بلکہ سب مسلمانوں پر جہاد

واجب ہوئی ہی، توقع کہ جناب عالی اوقات خاص میں مناجات کر کے بہت دعا سے ہماری معاونت فرمائیں، بعد اسکے ہم سبکو فاضل الہی اور نوفیق الہی کی اعانت بس ہی، قتل اسکے ہمیں ایک نامہ سینہ علی محمد اور مدد الہی کی معرفت بھیجا ہی، جس میں مجموعی مفصل حالات مندرج ہیں، علاوہ اسکے مدینے کے رستے یوسف و زبر بھی ایک دو مکتوب لیکر گیا ہی، عنتر باب بارگاہ والا میں حاضر ہو کر بالکل مقاصد و مطالب شرحوں گزارش کرے گا، صلوٰۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اسکی آل و اصحاب پر ہو جو،

مکتوب مارکونس ویلزلی گورنر جنرل بمکالہ کی طرف سے رپٹارٹل ولیم بنطک گورنر مدراس کو، اور یہاں ایک سی اتھتا ایوان مکتوب ہی اس جناب ثروت مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی قبسری حلد میں ہے،

حضرت من، آپ کا خط مسرت منط پھیلتا ہے، نوٹبر کا لکھا منٹ من کر نیل کنہیں، مم و بلور کی چٹھی کی نفل پر حسین شاہزادہ عبد الخالق کے حکم سے ایک کنیرک کے قتل ہونے کی روایت مشکوک مرقوم تھی آج پہنچا، از انجا کہ طیبو سلطان مرحوم کے فرزند دن کی عزت و آبرو اس بات کا افعما لرقی ہی کہ بے لوگ ہمارے دارالعدالت کی تفتیات و نکلیفات سے معاف و آزاد رہیں، پر ایسی رعایت خاص انھیں کے واسطے ہوگی اور انکے چشم خرم و ملازم اس حکم سے خارج ہیں، بس وہ شخص کہ عبد الخالق کہی خاب سے اس شبہ کے قتل پر مامور ہوا تھا اُسے بیشک اس امر کی تفتیس و پرشش کی جائیگی، تاہم نسبت اسکے عدالت کے آئین کے رو سے فیجے کا حکم صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبد الخالق کا ظاہر،

اُس کا غذ سے کہ مشتمل ہی اس مقدمے کے تفحص و تجسس پر جو درمیان
 ویلور کے عمل میں آیا اب معلوم ہوتا ہے کہ اُس لو مذہبی کے پاس زہر لیٹا ہوا لے کو یہ
 خبر کی گئی تھی کہ صرف سچ کہہ دینے سے اُس کی جان بخشی اور رہائی ہو جائیگی ،
 حق تو یہ ہے کہ اس طرح کے خسر کرنے سے اُس کی مخصوص عدالت کی تجویز اور تعزیر
 سے نہیں ہو سکتی تھی ، بالاینہما اگر اُس کے قصور ثابت ہونے پر بھی اسطور کا وعدہ ہوا ہی
 جب کا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُس کی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہی ،
 اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبد الخالق پر اہمیت ثابت ہو تو وہ ایسی
 سرا کے لائق ہی کہ اُس کی تنخواہ کم کر دی جائے اور قید و بند کی سختی زیادہ ،
 اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبد الخالق نے ایسا سنگین جرم
 کیا ہے تو آپ ویلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرمائیں کہ شاہزادہ مذکور کو
 جواب دہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپ کی جناب میں ظاہر کرے ، اور جب
 وہ اپنی صفائی آپ کی جناب میں ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے
 تو اُس کے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبد الخالق آپ کے نزدیک
 مجرم سمجھو تو اتنا ہی کہ کہہ سے کہہ اُس کی تنخواہ آدھوں آدھ کمانے
 اور ویلور کے قلعے میں مقید رکھنے کو جو چھ مہینے سے کم نہ ہو حکم کیجیگا ،
 یہ مناسب ہے کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبد الخالق کی بازخواست
 کی جائے لیکن عبرت کے لئے چون مصاحفہ ایسے برے گناہ کہ راہ بھی بند کرنی
 ضرور ہی چاہئے کہ لا اقل مدت مذکور تک اُس پر دو دو تعزیر عمل میں آئے ،
 لکھا ہوا آدھ ستمبر کی نوین سنہ ۱۸۰۳ء کا ،

تمام مشیہ



غلط نامہ حملات حیدری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۲	بانگا	بانگے	ایضا	۳۰
۷	۱۳	کرنے	کرنے	ایضا	۳۰
۸	۱	دکھے	دکھتے	۳۹	۳	پیور	پیور
۹	۹	اسکرس	اسکریس	۳۱	۳	میدان	میدان
ایضا	ایضا	اسکر	اسکری	ایضا	۳۰	تد	تد
ایضا	۱۱	دار	دار	۳۲	۷	دار	دار
۱۵	۲	چشمہ	چشمہ	۳۳	۹	چو	چون
ایضا	۲۰	رہتے	رہتے	ایضا	۱۳	نشہ	نشہ
۱۶	۱	حضہ	حضے	ایضا	۱۵	حار	حار
۱۷	۶	دار	دار	۳۴	۱۳	دار	دار
۱۸	۱۳	جوتیان	جوتیان	۳۵	۱	بی	بینی
ایضا	۱۷	ہزار	تین ہزار	۳۶	۸	چھوڑا	چھوڑا
۲۴	۵	اودہ	اودہ	۳۷	۸	رسم	رسم
ایضا	۱۸	یونان	یونان	ایضا	ایضا	عقیدہ	عقیدہ
۲۵	۵	چھوڑا	چھوڑا	ایضا	۹	ند	کہ
۲۶	۲	کے	کئی	۳۸	۱۲	کئی	کی
۲۷	۱۴	۲۹۰۰۰۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰	ایضا	۱۸	سانہ	سانہ
۳۸	۶	لہ	کر	ایضا	۲۱	بک	ایک

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بکائی	بکائی	ایضا	ایضا	زیادہ	زیادہ	۵	۳۹
عالمیقدار کے	عالمیقدار کے	۷	۵۴	اُسکی	اُسکے	۱	۴۰
سلیقگی	سلیقگی	۲	۵۵	سری	سرے	۳	ایضا
سعادۂ	سعادۂ	۳	ایضا	اپنی	اپنے	۹	ایضا
تہو تر ہی	تہو تر ہی	۵	ایضا	زمان	زمان	۱۳	ایضا
مرتبہ	مرتبے	ایضا	ایضا	موافق اُنکی	موافق اُنکے	۱۶	ایضا
سرگردگی	سرگردگی	۶	ایضا	افزایش	افزایش	۱۱	۴۱
کئی	کے	ایضا	ایضا	باشندے	باشندہ	۱۷	ایضا
میر کے	میر کے	ایضا	ایضا	اپنی	اپنے	۲۰	ایضا
سکرا	سکر	۱۰	ایضا	کی	کے	۲	۴۲
سینے	سینہ	۱۳	ایضا	روز کے	روز کی	۱۳	ایضا
نے	یے	۱۶	ایضا	مرتبے	مرتبہ	۶	۴۳
صلے	صلہ	ایضا	ایضا	کا	کی	۲۱	ایضا
پیدا ہوا	پیدا ہو	۲۰	ایضا	نی	ے	۱۲	۴۶
	نے	ایضا	ایضا	ر لھنا	ر لھنا	۵	۴۹
استغفا	استغفا	۵	۵۶	کے ساتھ	کے ساتھ	۴	۵۱
نے	تی	۸	ایضا	طبھے	طبہ	۶	ایضا
ایک	یک	۲	۵۷	کی	کے	۳	۵۳
کئی	کے	۱۱	ایضا	سرگردگی	سرگردگی	۱۵	ایضا
ماری نے	ماری	۱	۵۸	کئی	کے	۲۰	ایضا

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
ایضاً	۱۳	کے	نی	ایضاً	۱۳	دیکھائی	کچھ ہی
ایضاً	۱۸	ے	کمی	ایضاً	۱۶	میرے	میری
ایضاً	۲۰	بہارہ	کیا رہ	۷۲	۳	جبر	جبر میں
۶۰	۱۰	اعمال	اعتقاد	ایضاً	۲۰	ترہ	ترہے
۶۱	۱۳	کوچ	کوچ	ایضاً	۲	ہمار	ہمارے
۶۲	۵	کرے	کرنے	۷۶	۲	کان	گامں
۶۳	۳	سرگردگی	سرگردگی	ایضاً	۱۳	کا	نی
ایضاً	۸	کے	کئی	ایضاً	۱۷	مکاد کے	مکاد کی
ایضاً	۱۲	او	اور	۷۷	۲	کے	کا
۶۷	۱۸	درا	درا	۷۸	۳	جہاں خانہ	جیس خانہ
۶۸	۶	روز	روزہ	ایضاً	۱۱	پردہ	پردہ
ایضاً	۸	د	د	۷۹	۷	ماندے	پندہ سی
۶۹	۱۸	بھرا	بھرتی	ایضاً	۱۲	بسرگردگی	بسرگردگی
۷۰	۱۷	ہوئی	ہوئیں	۸۰	۱۶	پاندے	پاندہ سی
۷۱	۲	کی بھارتی خلی	کا بھارتی تھا	۸۲	۹	بسرگردگی	بسرگردگی
ایضاً	۶	کمی	کے	ایضاً	۱۲	حضور	چھرا
ایضاً	۹	کے	کئی	ایضاً	۱۲	بھو بادین	بھو بادین
ایضاً	۱۱	برے	برآ	۸۶	۱۳	کئی	کے
۷۲	۱	لے	کا	۸۷	۱۳	اُسکے	اُسکی
۷۳	۳	جنس	جنس	۸۸	۱۸	قغے	قغہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	پرورد	پرورد	۱۰۵	۱	قلم	قلم
۹۰	۱۰	سکے	سکے	ایضا	۲	قلم	قلم
ایضا	۱۶	اور	اور	ایضا	۳	روئے	روئے
۹۰	۱۳	کے	کی	ایضا	۱۲	بر	بر
ایضا	۱۸	ایست	اپنی	ایضا	۱۵	کے	کی
۹۳	۲	گستری	گستری	۱۰۸	۱۶	چارو	چارو
ایضا	۵	اپنے	اپنی	ایضا	ایضا	کھلے	کھتے
۹۵	۳	قلم	قلم	ایضا	ایضا	چارو	چارو
۹۶	۱۲	قلم	قلم	ایضا	۱۹	ذمہ	ذمہ
ایضا	۱۳	قلم	قلم	۱۰۹	۸	رکھنا	رکھنے
۹۷	۴	سہیاب	سہیاب	ایضا	۱۸	دے	دینے
ایضا	۹	حوالہ	حوالہ	۱۱۲	۴	زمانے	زمانہ
ایضا	۱۸	خانہ	خانے	ایضا	۵	زمانہ	زمانے
ایضا	۱۹	کے	کی	ایضا	۱۱	کر	کر
۹۸	۱	اور	اور	۱۱۷	۱۶	کرتی	کرتی
ایضا	ایضا	پہنچے	پہنچ	ایضا	۱۹	اُسکے	اُسکی
ایضا	۸	جیلہ	جیلے	۱۱۸	۲	اُسکی	اُسکے
۹۹	۲۱	زبان	زبان	ایضا	۱۱	پاندہ دیکاری	پاندہ بگاری
۱۰۳	۱۲	ورث	ورث	ایضا	۱۳	نا	نے
۱۰۴	۲۱	کے کان	کی کان	ایضا	ایضا	قصبہ	قصبہ

صفت	مطر	عالم	صحیح	صفت	مطر	عالم	صحیح
ایضا	۱۶	فایہ	فایہ	ایضا	۶	فایہ	فایہ
۱۱۹	۲	بھی	بھی	ایضا	۲	بھی	بھی
ایضا	ایضا	آنسوئے	وے	ایضا	۱۶	جمرے	جمرے
ایضا	۱۶	لے	—	ایضا	۱۶	لے	—
ایضا	۱۸	رکھے تھے	رکھی تھی	ایضا	۲	لی	لی
۱۲۱	۳	عین	تھیں	ایضا	۸	سب	سب
ایضا	ایضا	طیاد	عید	ایضا	۲۱	بت	بت
ایضا	۱۲	دہی	دہی	ایضا	۲	سہ	سہ
ایضا	۲۰	بنے	بنے	ایضا	۲	ن	ن
۱۲۳	۹	نہا	نہی	ایضا	۲۲	مر	مر
ایضا	۱۵	دیکھا	دکھا	ایضا	۱۳	دیکھا	دیکھا
۱۲۴	۲۱	اوسے	سے	ایضا	۱۸	ن	ن
۱۲۵	۵	غور	مغور	ایضا	۲۲	غیر کسی	کسی
ایضا	۱۲	اپنے	اپنی	ایضا	۱۳	دیکھو	دیکھو
ایضا	۱۸	کسی	کسی	ایضا	۱۹	کے	کے
۱۲۷	۱	زناؤ	لناؤ	ایضا	۲	کے	کے
ایضا	۶	پہلے	پہلے	ایضا	۱۶	د	د
۱۲۹	۱۷	راجوکی	راجوکی	ایضا	۲۱	دھارواری	دھارواری
۱۳۱	۷	جرونی	جرونی	ایضا	۸	ونہ	ونہ
ایضا	ایضا	ہرونی	ہرونی	ایضا	۱۰	پت	پت
ایضا	۸	ہرونی	ہرونی	ایضا	۱۷	اپنے	اپنی

صفحہ	مضمر	علم	صحیح	صفحہ	مضمر	علم	صحیح
ایضا ۱۸	ہیں	ہیں	۱۷۴	۳	مرہ	مرہ	۱۷۴
ایضا ۱۹	ساتھ	ساتھ	ایضا	ایضا	اپنی	اپنی	۱۷۳
ایضا ۱۸	اُٹھ	اُٹھ	۱۷۳	۳	سر	سر	۱۷۳
ایضا	ایضا	جہنم	ایضا	۱۲	خانہ	خانہ	۱۷۶
ایضا ۱۰	کے	کے	۱۷۶	۸	خیمہ	خیمہ	۱۷۷
ایضا ۲۱	ہیں	ہیں	۱۷۷	۱	جینے	جینے	ایضا ۲
ایضا ۱۳	کی	کے	ایضا	۲	ہفتہ	ہفتہ	ایضا
ایضا ۷	ساتھ	ساتھ	ایضا	ایضا	عشرہ	عشرہ	ایضا
ایضا ۱۲	گروہ	گروہ	ایضا	۱۲	پیادہ	پیادہ	ایضا
ایضا ۷	بزرگوار	بزرگوار	۱۷۹	۲	پروانہ	پروانہ	ایضا
ایضا ۱۰	یحییٰ	یحییٰ	ایضا	۱۲	مظہر	مظہر	ایضا
ایضا ۱۶	اُسکی	اُسکے	ایضا	۲۰	قلعہ	قلعہ	ایضا
ایضا ۵	درخشان کے	درخشان کی	۱۸۰	۱۵	تہیوں نے	تہیوں نے	ایضا
ایضا ۶	بالا گھات کے	بالا گھات کی	۱۸۱	۱۸	مرہ	مرہ	ایضا
ایضا ۱۳	اُسکی	اُسکے	ایضا	۱۹	مقابلہ	مقابلہ	ایضا
ایضا ۱۷	اُسکی	اُسکا	۱۸۲	۱۶	کی	کی	ایضا
ایضا	ایضا	گذری	۱۸۲	۱۲	کے	کے	ایضا
ایضا ۲۰	کے	کے	ایضا	۱۸	توشک خانہ	توشک خانہ	ایضا
ایضا ۱۵	مرہ	مرہ	۱۸۶	۱۰	قلعہ	قلعہ	ایضا
ایضا ۱۶	تھی	تھیں	ایضا	۱۲	قلعہ	قلعہ	ایضا
ایضا ۱۶	جیلہ	جیلہ	ایضا	۱۵	قلعہ	قلعہ	ایضا
ایضا ۱۸	خزانہ	خزانہ	۱۸۸	۳	نخوت	نخوت	ایضا

ردیف	معنی	تعداد	ردیف	معنی	تعداد
۱۹۸	ایضا	۱	۱۹۸	ایضا	۱
۱۹۹	ایضا	۱	۱۹۹	ایضا	۱
۲۰۰	ایضا	۱	۲۰۰	ایضا	۱
۲۰۱	ایضا	۱	۲۰۱	ایضا	۱
۲۰۲	ایضا	۱	۲۰۲	ایضا	۱
۲۰۳	ایضا	۱	۲۰۳	ایضا	۱
۲۰۴	ایضا	۱	۲۰۴	ایضا	۱
۲۰۵	ایضا	۱	۲۰۵	ایضا	۱
۲۰۶	ایضا	۱	۲۰۶	ایضا	۱
۲۰۷	ایضا	۱	۲۰۷	ایضا	۱
۲۰۸	ایضا	۱	۲۰۸	ایضا	۱
۲۰۹	ایضا	۱	۲۰۹	ایضا	۱
۲۱۰	ایضا	۱	۲۱۰	ایضا	۱
۲۱۱	ایضا	۱	۲۱۱	ایضا	۱
۲۱۲	ایضا	۱	۲۱۲	ایضا	۱
۲۱۳	ایضا	۱	۲۱۳	ایضا	۱
۲۱۴	ایضا	۱	۲۱۴	ایضا	۱
۲۱۵	ایضا	۱	۲۱۵	ایضا	۱
۲۱۶	ایضا	۱	۲۱۶	ایضا	۱
۲۱۷	ایضا	۱	۲۱۷	ایضا	۱
۲۱۸	ایضا	۱	۲۱۸	ایضا	۱
۲۱۹	ایضا	۱	۲۱۹	ایضا	۱
۲۲۰	ایضا	۱	۲۲۰	ایضا	۱
۲۲۱	ایضا	۱	۲۲۱	ایضا	۱
۲۲۲	ایضا	۱	۲۲۲	ایضا	۱
۲۲۳	ایضا	۱	۲۲۳	ایضا	۱
۲۲۴	ایضا	۱	۲۲۴	ایضا	۱
۲۲۵	ایضا	۱	۲۲۵	ایضا	۱
۲۲۶	ایضا	۱	۲۲۶	ایضا	۱
۲۲۷	ایضا	۱	۲۲۷	ایضا	۱
۲۲۸	ایضا	۱	۲۲۸	ایضا	۱
۲۲۹	ایضا	۱	۲۲۹	ایضا	۱
۲۳۰	ایضا	۱	۲۳۰	ایضا	۱
۲۳۱	ایضا	۱	۲۳۱	ایضا	۱
۲۳۲	ایضا	۱	۲۳۲	ایضا	۱
۲۳۳	ایضا	۱	۲۳۳	ایضا	۱
۲۳۴	ایضا	۱	۲۳۴	ایضا	۱
۲۳۵	ایضا	۱	۲۳۵	ایضا	۱
۲۳۶	ایضا	۱	۲۳۶	ایضا	۱
۲۳۷	ایضا	۱	۲۳۷	ایضا	۱
۲۳۸	ایضا	۱	۲۳۸	ایضا	۱
۲۳۹	ایضا	۱	۲۳۹	ایضا	۱
۲۴۰	ایضا	۱	۲۴۰	ایضا	۱
۲۴۱	ایضا	۱	۲۴۱	ایضا	۱
۲۴۲	ایضا	۱	۲۴۲	ایضا	۱
۲۴۳	ایضا	۱	۲۴۳	ایضا	۱
۲۴۴	ایضا	۱	۲۴۴	ایضا	۱
۲۴۵	ایضا	۱	۲۴۵	ایضا	۱
۲۴۶	ایضا	۱	۲۴۶	ایضا	۱
۲۴۷	ایضا	۱	۲۴۷	ایضا	۱
۲۴۸	ایضا	۱	۲۴۸	ایضا	۱
۲۴۹	ایضا	۱	۲۴۹	ایضا	۱
۲۵۰	ایضا	۱	۲۵۰	ایضا	۱

[illegible]

صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر
۲۰۱	۲۱	کھی	کھی	۲۷۲	۱	ر	ر
۲۰۲	۲	ٹ	ٹ	۲۷۱	۱	لئے	لئے
۲۰	۱	خانہ ن	خانہ ان	۲۷۰	-	افروختہ	افروختہ
۲۰۱	۲۱	ر	ر	۲۶۹	۱۰	گھبرا گئے	گھبرا گئے
۲۰۸	۱	بادریون	بادریون	۲۷۷	۱۰	جنگلی بیٹ	جنگلی بیٹ
۲۱۱	۱۰	پینے	پینے	۲۸۰	۱۷	رہے	رہے
۲۲۲	۱۰	گنسان	گنسان	۲۸۲	۱۰	کے	کے
۲۲۸	۱۰	سپاہیوں	سپاہیوں	۲۸۳	۲۱	دنا	دنا
۲۳۰	۴	کزارس	کزارس	۲۸۵	۱۰	ہوئی	ہوئی
ایضا	۱۵	دیباختے دیباختے	دیباختے دیباختے	۲۸۸	۱۶	یث	یث
۲۳۳	۱۰	اسکی	اسکی	۲۸۹	۱	پیش	پیش
ایضا	۲۱	کنپنی	کنپنی	ایضا	۱۵	لچھ	لچھ
۲۳۹	۱۰	روے	روے	ایضا	۲۵	لچھ	لچھ
۲۴۲	۲۱	جوتہ	جوتہ	۲۹۰	۹	ترکھتا	ترکھتا
۲۴۷	۳	بن	بن	۲۹۸	۸	گیا	گیا
۲۵۱	۲۰	مصالحے	مصالحے	۵۰۰	۵	خون	خون
۲۵۲	۲۱	بھر	بھی	۵۰۲	۵	لے	لے
۲۵۳	۱۷	ستارہ	ستارہ	۵۰۹	۱۳	فرنگستانی	فرنگستانی
۲۶۰	۱	بر	بر	۵۱۹	۲	مہجوں	مہجوں
ایضا	ایضا	ض	ض	ایضا	۴	بر	بر
ایضا	۲۰	امور	امور	۵۲۵	۲۱	پینچا	پینچا

صفحہ	مطر	غلط	صحیح	صفحہ	مطر	غلط	صحیح
۵۲۹	۱		موصوف و موصوف	۵۶۲	۱		موصوف
ایضا	۲۱		کے	ایضا	۴		ہو گئے
۵۳۰	۱۰		ہنج	ایضا	ایضا		جانب
۵۳۱	۱۵		کر	۵۶۵	۲۵		کے
۵۳۲	۱۶		بھنسی	ایضا	۲۱		ہر اول بر
۵۳۳	۱۸		لی	۵۶۶	۱۵		بر
۵۳۴	۶		پور	۵۶۷	۵		منگل
۵۳۵	۸		کلی	۵۷۰	۸		یو
۵۳۶	۳		بشا کین	۵۷۱	۱۶		بکھ
ایضا	۶		پور	۵۷۳	۱۳		طرف
ایضا	۱۰		قح	۵۸۲	۱		لوگوں کی
۵۴۳	۱۵		گھبرا	۵۸۵	۲۱		کو
۵۴۵	۱		کا	۵۹۲	۱		کے
۵۴۶	۲		کے	۶۳	۱		کے
۵۴۷	۲		کے	۵۹۵	۱۶		شادی
۵۴۸	۱۰		اسے	۵۹۶	۸		بجھری
ایضا	۲۱		ماہر	ایضا	ایضا		ہزار
۵۵۱	۱۲		جلی	ایضا	۱۶		سلاطین
۵۶۰	۱۲		کھم	۵۶۷	۶		بھول
۵۶۲	۸		ساند	۶۰۰	۲۱		نہیرین
۵۶۳	۲۱		کے	۶۱۵	۳		اسلام و حجت

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۶۱۷	۸	لہو	کروینہ	۶۱۷	۸	لہو	کروینہ
۶۱۹	۱۰	توون	نوبون	۶۱۹	۱۰	توون	نوبون
۶۲۰	۱۶	لہو	کھواں	۶۲۰	۱۶	لہو	کھواں
۶۲۱	۱۰	محرم	محرم	۶۲۱	۱۰	محرم	محرم
۶۲۲	۱	سنام	سنام	۶۲۲	۱	سنام	سنام
۶۲۵	۱۷	بیجے	بیجے	۶۲۵	۱۷	بیجے	بیجے
۶۲۶	۶	نشان	نشان	۶۲۶	۶	نشان	نشان
۶۲۷	۱	بازندرن	بازندرن	۶۲۷	۱	بازندرن	بازندرن
۶۲۸	۵	دوسرے	دوسرے	۶۲۸	۵	دوسرے	دوسرے
۶۲۹	۱۶	لے	کے	۶۲۹	۱۶	لے	کے
۶۳۰	۱۳	الکبوسین	الکبوسین	۶۳۰	۱۳	الکبوسین	الکبوسین
۶۳۱	۱	انجام	کنجام	۶۳۱	۱	انجام	کنجام
۶۳۲	۲۱	چارون	چارون	۶۳۲	۲۱	چارون	چارون
۶۳۳	۱	مادانی	مادانی	۶۳۳	۱	مادانی	مادانی
۶۳۴	۳	کادی ساز	کادی ساز	۶۳۴	۳	کادی ساز	کادی ساز
۶۳۵	۳	بان سی	بان سی	۶۳۵	۳	بان سی	بان سی
۶۳۸	۱۷	سولے	سولے	۶۳۸	۱۷	سولے	سولے
۶۳۹	۲	لاکھ	لاکھ	۶۳۹	۲	لاکھ	لاکھ
۶۴۱	۳	ہندوون	ہندوون	۶۴۱	۳	ہندوون	ہندوون
۶۴۲	۲	کھدیشے	کھدیشے	۶۴۲	۲	کھدیشے	کھدیشے
۶۴۳	۱۰	ایضا	ایضا	۶۴۳	۱۰	ایضا	ایضا
۶۴۴	۲	بر	بر	۶۴۴	۲	بر	بر
۶۴۵	۵	اور	اور	۶۴۵	۵	اور	اور
۶۴۶	۶	ایضا	ایضا	۶۴۶	۶	ایضا	ایضا
۶۴۷	۲۱	تطویم	تطویم	۶۴۷	۲۱	تطویم	تطویم
۶۴۸	۱۰	سیگار	سیگار	۶۴۸	۱۰	سیگار	سیگار
۶۴۹	۱۲	بعدا	بعدا	۶۴۹	۱۲	بعدا	بعدا
۶۵۰	۱	لشی	لشی	۶۵۰	۱	لشی	لشی
۶۵۱	۱۹	بر	بر	۶۵۱	۱۹	بر	بر
۶۵۲	۱	ع	ع	۶۵۲	۱	ع	ع
۶۵۳	۲	لے	لے	۶۵۳	۲	لے	لے
۶۵۴	۱۷	بھالتے	بھالتے	۶۵۴	۱۷	بھالتے	بھالتے
۶۵۵	۱	ہرے	ہرے	۶۵۵	۱	ہرے	ہرے
۶۵۶	۱۹	طریقہ	طریقہ	۶۵۶	۱۹	طریقہ	طریقہ
۶۵۷	۱۳	منبرک	منبرک	۶۵۷	۱۳	منبرک	منبرک
۶۵۸	۲	کھدیشے	کھدیشے	۶۵۸	۲	کھدیشے	کھدیشے